سیرۃ سید الانبیاء

مظہر علم لاہور

سیرۃ سید الانبیاء

صلی اللہ علیہ وسلم

اردو ترجمہ

بذل القوۃ فی حوادث سنی النبوۃ

مؤلف

شیخ کبیر علامہ شہیر حضرت مخدوم مولانا محمد ہاشم ٹھٹھوی رحمۃ اللہ علیہ

المتولد ۱۱۰۴ھ المتوفی ۱۱۷۴ھ

ترجمہ

مفتی مولانا محمد علیم الدین نقشبندی مجددی

ناشر مظہر علم ۔ کالا خطائی روڈ شاہدرہ لاہور

نام کتاب	————	بذل القوۃ فی حوادث سنی النبوۃ (عربی)
مؤلف	————	علامہ مخدوم محمد ہاشم سندھی (۱۱۰۴ھ تا ۱۱۷۴ھ)
طبع اوّل	————	۱۳۸۶ھ - ۱۹۶۶ء
ناشر (عربی)	————	سندھی ادبی بورڈ، حیدر آباد - پاکستان
ترجمہ اردو	————	سیرۃ سید الانبیاء ﷺ
مترجم	————	علامہ مفتی محمد علیم الدین نقشبندی مجددی
طبع اوّل	————	ربیع الاوّل ۱۴۲۱ھ - جون ۲۰۰۰ء
قیمت	————	۳۷۵/- روپے

مظہر علم کالا خطائی روڈ، شاہدرہ - لاہور

فہرست

حصہ دوم

فصل سوم ۲۹۸

۳/ ہجری کے واقعات ۲۹۸

فصل چہارم ۳۳۸

۴/ ہجری کے واقعات ۳۳۸

فصل پنجم ۳۵۲

۵/ ہجری کے واقعات ۳۵۲

فصل ششم ۳۷۶

۶/ ہجری کے واقعات ۳۷۶

فصل ہفتم

۷/ ہجری کے واقعات

فصل دہم ۵۶۱

۱۰/ ہجری کے واقعات ۵۶۱

فصل یازدھم ۵۹۴

۱۱/ ہجری کے واقعات ۵۹۴

مُقدّمہ

ازا: مُحقّقِ عصر علّامہ محمد جلال الدّین قادری دامت برکاتُہُمُ العالیہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ ○

حضُور، پرُنور، شافعِ یوم النّشور، شفیعِ مُعظّم، نبی مکرّم، رَسُولِ محتشم، سرکار، بربر ہرکار، حبیب کردگار، محبوبِ رَبِّ العُلیٰ، مَطلُوبِ رَبِّ الاَعلیٰ، پناہِ بے پَناہاں، کسِ بے کَساں، چارۂ بے چارگاں، وسیلۂ اُمّتاں، محبوبِ انبیاء، مخدومِ ملائکۂ ذی جاہ، ناطق الحق والیقین، رحمۃ للعالمین سیدنا و مولنا، ماوانا وملجانا احمدِ مجتبیٰ، محمد مُصطفیٰ ﷺ کا مُبارک تذکرہ ہر مومن کی روحانی غذا، جانِ ایمان بلکہ عَینِ ایمان ہے۔ اُن کے بے نیاز مولیٰ نے ان کا ذکر بڑی محبّت سے کیا ہے۔ بار بار کیا ہے، جابجا کیا ہے۔ فرش و عَرش والوں پر اس کا ذکر کرنا فرض کیا ہے۔ اس کا ذکر ہر کِتاب میں اُتارا، ہر صحیفہ میں درج فرمایا، ہر نبی ہر رَسُول کو اس کے ذِکر کا حکم دیا، ہر مومن اس کے ذکرِ جمیل کا مُکلّف ٹھہرا۔ اللہ اللہ ---- اس کے ذکرِ جمال کے تذکرے ہر کہیں ہیں، ہر زمانہ اس کے ذکرِ باکمال سے بھرا ہے۔ ہر زبان اسی کے ذکرِ لازوال سے پاکیزہ بنی، بنتی ہے اور بنتی رہے گی۔

محبوبِ کریم ﷺ کا ذکرِ جمال و کمال ایسا عام ہوا کہ اس کی ہر اَدا مَحفُوظ ہو گئی۔ آپ ﷺ کے جلال و جمال کا بانکپن ایسا نکھر کر واضح ہوا کہ کوئی اِبہام باقی نہ رہا۔ بلکہ اسی کے طفیل لاتعداد، بے شمار اَصحابِ سَعادت اور اَرْبَابِ کَرامت کے تذکرے محفوظ ہوگئے۔ انہیں روشنی مل گئی۔ محبوب کی نسبت سے انہیں حفاظت و کرامت عطا ہوئی۔ محبّتِ فَراواں کی بیش بہا دولت اَرزاں ہوئی۔ ان کا ذکر اہلِ ایمان کی آنکھوں کی ٹھنڈک اور دل کے سُرُور کا باعث ہے۔--- یہ سب کچھ ذکرِ جمیل کی بَرکت کا اُثار ہے۔ محبوب کے تذکرہ نے تذکرہ کرنے والوں کو حیاتِ جاوداں عطا کردی۔

ذکرِ مصطفیٰ ﷺ کے شرف و کرم کی ہمہ گیری کے جلوے مُلاحظہ ہوں آپ ﷺ کے حالات و واقعات، اِرشادات و مُعجزات، اَخبار و آثار، عِبادات و مُعاملات، شَمائل و اَخلاق، خصائص و کرامات، احکام و مُعاہدات، آباؤ اَجداد، اَولاد و اَحفاد، اَزواج و اُمہات، غرض ہر نسبت بہ کمالِ وَضاحت محفوظ ہے۔ ماہ و سال محفوظ ہیں۔ لمحات محفوظ ہیں۔ شب و روز اور سَفر و حضر کے وَاقعات محفوظ ہیں۔ جانثاروں کی محبت، مُعانِدین کی عَداوت اور

مخالفین کی مُخالفت کے آثار محفوظ ہیں۔ ان آثار و اَحوال کی حفاظت کا باعث ذِکرِ مُصطفیٰ ﷺ کی ہمہ گیری ہے۔
ان آثار و اَحوال کو صَحابۂ کِرام اور اَہلِ بیت رِضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے اپنے قلب و نظر میں سجایا۔ تابعین، تبع تابعین اور ائمۂ مُجتہدین نے کتابوں میں محفوظ کیا۔ مُحدِّثین نے صِحاح و سُنَن، مَعاجم وجوامع اور مسانید و مُصنّفات کو ترتیب دیا۔ مُتاخرین نے مُستدرکات کو رَواج دیا۔ فقہائے کرام نے اَحکام اخذ کئے، مفسرین نے تفاسیر کو مُدوّن کیا، مُؤرّخین نے طبقات کی بنا رکھی۔ غرض اہلِ ہمت نے مَقدُور بھر خدمت کی۔ یہ سب کچھ ذکرِ مُصطفیٰ ﷺ کی عظمتوں کو نذرانۂ عقیدت پیش کرنے کا متین اَنداز ہے۔ جَزاهُمُ اللّٰهُ تَعالىٰ عَنّا وعَنِ المُسلِمينَ جَزاءً الأوفىٰ

اِسلامی عُلوم و فنون میں آج تک جو کچھ مُدوّن و مُرتّب ہوا ہے اس میں سے غالب حصہ سِیرتِ مصطفیٰ ﷺ پر مشتمل ہے اور شاید یہ کہنا بلا مُبالغہ ہوگا کہ دنیائے علم میں مُدوّنات، مُصنّفات اور کُتُب و رَسائل میں سب سے زیادہ تعداد سِیرت مُصطفیٰ ﷺ سے متعلق ہے۔

سِیرت مُصطفیٰ ﷺ اپنے تنوّعات کے اِعتبار سے نہ ختم ہونے والا سِلسلہ ہے۔ عُلمائے متقدمین سے لے کر عُلمائے متاخرین تک کی سِیرت مصطفیٰ ﷺ سے متعلق مُصنّفات اور کُتُب و رَسائل کو اگر جمع کرکے فہرست مُرتّب کرنا ممکن ہو تو وہ فہرست بھی درجنوں ضخیم مُجلّدات سے زائد ہوگی اور پھر اس کو وُسعت دی جائے اور عَربی، فارسی اور اُردو کے علاوہ ہر زبان کی تصانیف کے اِحاطہ کا ارادہ کیا جائے تو شاید زندگی اس کے لئے وفا نہ کرے۔ یہ مُبالغہ نہیں بلکہ حقیقت ہے اور ایسا ہونا قرینِ حقیقت ہے کہ جس ذاتِ قُدسی صِفات کے اَحوال و آثار کا اِحاطہ اِنسانی طاقت سے ماوَرا ہے اس کا بیان کس طرح ممکن ہے؟

سِیرتِ رَسُولِ اَعظَم و اَکرَم ﷺ پر لکھی جانے والی کتابوں میں سے ہمارے سامنے اس وقت ایک وَقیع کتاب "بَذلُ القُوَّةِ فِی حَوادِثِ سِنِی النُّبُوَّة" ہے۔

"بذل القوۃ" کے فاضل مُؤلِّف عالِم رَبّانی، فقیہِ حقّانی، سَیفِ صَمدانی، مُحی السُّنّۃ، مُمیتُ البِدعۃ، یَعسُوبُ العُلَماء، قُدوَۃُ الفُضَلاء، فَریدُ الدّھر، اِمامِ عَصر، شیخِ کبیر، عَلّامۂ شہیر، اَشہرِ علمائے دِین مَولانا مَخدُوم حاجی محمد ہاشم بن مَخدُوم عَبدُالغفُور بن مخدوم عَبدالرحمٰن بن عَبداللطِیف بن عبدالرّحمٰن بن خَیر الدین الحارثی سِندھی بتوڑائی بھرامپُوری ٹھٹھوی ہیں۔

ممدوح کا تعلق ایک ایسے خاندان سے تھا جو عِلم و فَضل میں شُہرت رکھتا تھا۔ آپ کی وِلادت ۱۰ ربیع الاول ۱۱۰۴ھ ٹھٹھہ (سندھ) کے قریب بتوڑہ گاؤں میں ہوئی۔ آپ نے متقی صَالِح وَالِد کی گود میں

پرورش پائی- فارسی، صرف، نحو اور فقہ کی ابتدائی درسی کتابیں اپنے والدِ ماجد سے پڑھیں- اس زمانہ میں ٹھٹھہ علم و فضل کا مرکز تھا- مخدوم ہاشم نے ٹھٹھہ میں دَرسیات کی تکمیل کی- آپ کے اساتذہ کرام میں
- شیخ محمد سَعید ٹھٹھوی - مخدوم ضیاءُ الدین ٹھٹھوی (م ۱۱۷۱ھ) تلمیذ مخدوم عنایت اللہ ٹھٹھوی ایسے اَجلّہ فُضلاء اور ائمہ نُبلاء شامل ہیں- مؤخر الذکر سے آپ نے حدیث مُبارک اور دیگر منتہی کتب کی تکمیل کی-
تحصیل و تکمیل کے بعد آپ نے حجاز مُقدّس کا سفر اختیار فرمایا اور وہاں عُلمائے حرمین شریفین سے اِستفادہ کیا- مخدوم ہاشم نے حرمین شریفین میں جن عُلمائے کرام سے استفادہ کیا ان کا ذکر آپ نے اپنے رسالہ "اتحاف الاکابر بمرویات الشیخ عبدالقادر" میں کیا ہے- "اتحاف الاکابر" کے مطابق آپ کے حرمین شریفین کے اَساتذہ کرام میں یہ حضرات شامل ہیں-

شیخ عَبدُالقادِر حنفی صِدیقی مکی (م ۱۱۳۸ھ) نبیرہ مَلکُ المحدثین محمد طاہر پٹنی گجراتی
شیخ عَبد بن عَلی مصری
شیخ محمد ابُو طاہر مَدنی الکردی (م ۱۱۴۵ھ)
شیخ عَلی بن عَبدُالمالک الدراوی

مخدوم محمد ہاشم، حضرت شاہ وَلیُّ اللہ مُحدِّث دہلوی (رحمۃ اللہ علیہ) کے مُعاصِر ہیں- اسلئے بعض تذکرہ نگاروں نے دعویٰ کیا کہ مَخدُوم ہاشم نے محدِث دہلوی سے بھی اِستفادہ کیا- مگر یہ روایت پایہ ثبوت کو نہیں پہنچی- مخدوم ہاشم کی مُحدِث دہلوی سے نہ ملاقات ثابت ہے- اور نہ خط و کتابت، اسلئے اس رِوایت کی تصدیق مُشکل ہے-
تکمیلِ عُلوم ظاہری اور حج و زیارتِ مدینہ منورہ سے فَراغت کے بعد مخدوم محمد ہاشم نے صَفائے باطن کی طرف توجہ فرمائی- اس سلسلہ میں مُرشِدِ کامل شیخ طَریقَت شیخ ابو القاسم نقشبندی ٹھٹھوی (م ۱۱۳۸ھ) سے اِلتماس کی کہ انہیں سِلسلۂ نقشبندیہ کے سلوک کی تلقین فرمائیں مگر شیخ مَوصُوف نے فرمایا طریقت میں آپ کا حصہ عَلامۂ دَہر، صاحب اِرشاد اور شیخ طَرِیقَت سَید سَعدُ اللہ بن سَید غلام محمد سلونی قادِری کے پاس ہے- ۱۱۳۶ھ میں مَخدُوم ہاشم نے سُورت کا سَفر اختیار فرمایا اور سِلسلۂ قادِریہ میں سید سَعدُ اللہ سُورتی سے بیعت کی- ایک سال کامل شیخ کے پاس رہے- تربیت سے صفائے باطن میں کمال پایا- خرقۂ خِلافت پہنا اور وطن مالُوف ٹھٹھہ کو رجوع فرمایا-
عُلومِ دِینیہ کی تکمیل اور صَفائے باطن کی تحصیل کے بعد آپ بتوڑہ اور پھر بہرام پور تشریف لائے اور عُلومِ دِینیہ اور فنون اَدبیہ کی تدریس میں مشغول ہوئے- چند عرصہ بعد آپ نے ٹھٹھہ کا قصد فرمایا-

ٹھٹھہ اس وقت اگرچہ علماء و فضلاء کا مرکز تھا۔ ادب و شعر کی بہاریں تھیں مگر مخدوم شیخ محمد ہاشم نے علماء و فضلاء میں اپنا مقام پیدا کر لیا۔ یہاں تک کہ ان میں فائق ہوئے اور مرجعِ علم و فضل بنے۔

ٹھٹھہ کے وسط میں مخدوم ہاشم کا مدرَسَہ تھا۔ خلقِ کثیر نے آپ سے درسیات کی تکمیل کی۔ جامع مسجد خسرو میں خطبہ جمعہ ارشاد فرماتے اور ہر روز نمازِ عصر کے بعد مسجد میں حدیثِ نبوی کی مجلس منعقد فرماتے۔

۱۱۷۴ھ میں ستر سال کی عمر میں انتقال فرمایا اور مکلی کے قبرستان میں دفن ہوئے۔ آپ کی قبر معروف ہے اور حاضرین و واردین اس قبر کی زیارت کر کے تبرک حاصل کرتے ہیں رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ رحمۃ کاملۃ واسعۃ۔

مخدوم ممدوح عالمِ اجل' فاضل بے بدل' صوفی باصفا' محمود سیرت' مجاہد فی سبیل اللہ' سنتوں کو زندہ کرنے اور بدعتوں کا قلع قمع کرنے والے' دین و شریعت کی راہ میں بے خوف' ملامت کرنے والے کی ملامت سے بے نیاز' صبر و حلم و حیا و توکل و استغنا و استقامت والے' تفاخر و ریا سے نفرت کرنے والے ایسے عالم دین تھے کہ ان کی سیرت اور قبولیت علمائے زمانہ میں بے مثل رہی۔ آپ کی ذاتِ قدسی صفات آیت من آیات اللہ تھی۔ اقامتِ حدودِ شریعہ میں غیور مجاہد اور کفار و مبتدعین کے خلاف ننگی تلوار تھے۔ معاصر علماء نے آپ کی خدماتِ دینیہ کا اعتراف کھلے دل سے کیا۔ آپ کے وصال پر علماء و فضلاء نے قطعاتِ وصال میں ان امور کا بھرپور انداز میں اعتراف کیا ہے۔

مخدوم ہاشم علمائے محققین اور حفاظ محدثین میں سے تھے۔ عربی فارسی اور سندھی زبان و ادب پر عبور حاصل تھا۔ ان زبانوں میں آپ شاعری کرتے تھے۔ حدیث' تفسیر' فقہ' سیر' تاریخ اور تجوید وغیرہ علوم میں آپ کو یدِ طولیٰ حاصل تھا۔ اپنے معاصرین سے سرعتِ تالیف' سیلانِ قلم اور تنوعِ موضوعات میں فائق تھے۔ جس مسئلہ پر آپ نے قلم اٹھایا تحقیق کے دریا بہا دیئے۔ سرعتِ تحریر کی بدولت آپ کی تالیفات کثیر تعداد میں ہیں۔ متفرق تحریرات کے علاوہ آپ کی مولفات کی تعداد تین سو سے زائد بتائی جاتی ہے۔

مخدوم ہاشم نے اپنی بعض تالیفات کو اپنے رسالہ "اتحاف الاکابر بمرویات الشیخ عبدالقادر" میں بیان کیا۔ یہ رسالہ آپ نے ۱۱۳۶ھ میں مکہ مکرمہ میں لکھا۔ اس رسالہ میں آپ نے اپنی ایک سو گیارہ مولفات ذکر کیں۔

یاد رہے کہ ۱۱۳۶ھ میں مخدوم ہاشم بتیس برس کے تھے اور آپ کا وصال ۱۱۷۴ھ میں ہوا۔ اس رسالہ کی تالیف کے بعد آپ اڑتیس برس زندہ رہے اس عرصہ میں آپ کی مؤلفات تین سو سے بڑھ جانا قرین حقیقت ہے۔ مخدوم ہاشم عربی' فارسی اور سندھی میں شعر کہتے تھے۔ حضور رحمۃ للعالمین ﷺ کی مدح میں قابل

قدر قصائد کہے۔ ان قصائد میں سے اکثر مرور زمانہ کی نذر ہو کر بے نشان ہو گئے۔ صرف دو قصیدے موجود ہیں جن کا تذکرہ "قوت العاشقین" میں ملتا ہے۔ چند اشعار ملاحظہ ہوں۔

اَغِثْنِیْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ حَانَتْ نَدَامَتِیْ
اَغِثْنِیْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَامَتْ قِیَامَتِیْ
اَغِثْنِیْ یَا شَفِیْعَ الْمُذْنِبِیْنَ جَمِیْعِھِمْ
تَفَرَّقَتْ فِیْ دَاْمَاءَ کَثْرَۃً شَامَتِیْ
اَغِثْنِیْ مُسْتَغِیْثًا مُذْنِبًا مُتَذَلِّلًا
اَغِثْنِیْ یَا غِیَاثَ الْمُسْتَغِیْثِ فَاِنَّنِیْ
لِکَثْرَۃِ اَوْزَارِیْ تَکَسَّرَ قَامَتِیْ
فَخُذْ بِیَدِیْ یَا شَفِیْعَ الْخَلْقِ اِنَّنِیْ
عَلٰی شَفَا جُرُفٍ ھَارٍ رَاَیْتُ مَقَامَتِیْ
لِفَضْلِ رَسُوْلِ اللّٰہِ لَیْسَ لَہٗ حَصْرٌ
لِسَانُ کُلِّ فَصِیْحٍ فِیْ قُیُوْدِ سَامَۃٍ

دوسرے قصیدے کے چند اشعار ملاحظہ ہوں۔

یَا سَالِکًا طَرِیْقَ الْمَدِیْنَۃِ طَیِّبَۃً
بَلِّغْ تَحِیَّاتِیْ اِلٰی سَاکِنِ الْحَرَمِ
فَاِذَا قَدِمْتَ بِھَا تَقُوْلُ مَلَائِکٌ
اَھْلًا وَّ سَھْلًا وَّ مَرْحَبًا خَیْرَ مَقْدَمِ
مَتٰی دَخَلْتَ مَدْخَلَ صِدْقٍ صِرْتَ مُؤْتَمَنًا
دَارُالْحَبِیْبِ اَمَانُ الْخَلْقِ کُلِّھِمْ
اِذَا مَا رَاَتْ عَیْنَاکَ حُجْرَۃَ اَحْمَدَ
فَقُمْ خَاشِعًا مُتَضَرِّعًا ثُمَّ صَلِّ وَسَلِّمِ
وَقُلْ بَیْنَ قَبْرِ النَّبِیِّ وَ مِنْبَرٍ
عَلَیْکَ صَلٰوۃُ اللّٰہِ یَا صَاحِبَ الْعَلَمِ
عَلَیْکَ صَلٰوۃُ اللّٰہِ یَا دَاعِیَ الْھُدٰی
عَلَیْکَ سَلَامُ اللّٰہِ یَا خَیْرَ مُعْتَصَمِ
عَلَیْکَ صَلٰوۃُ اللّٰہِ یَا مَلْجَاَ الْوَرٰی
عَلَیْکَ سَلَامُ اللّٰہِ یَا زَیْنَ زَمْزَمِ

اَلَا یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ یَا کَنْزَ رَحْمَةٍ
یَا مَنْ لَدَیْهِ دَوَاءُ الدَّاءِ وَالْاَلَمِ
رُوْحِیْ فِدَاكَ فَاَنْتَ حَیَاةُ رُوْحِیْ
وَ قُرَّةُ عَیْنِیْ وَالشِّفَاءُ مِنْ سَقَمٍ

عربی کے ان قصائد میں مخدوم محمد ہاشم علیہ الرحمۃ نے حضور صاحبِ لولاک باعث ایجادِ عالم ﷺ کی ذاتِ قدسی صفات سے اپنے نیاز مندانہ' پر خلوص جذبات کے اظہار میں جن محتاط کلمات کا انتخاب کیا ہے وہ لائق توجہ ہیں- بارگاہ عالی میں انتہائی عاجزی' فروتنی' محبت' الفت' عقیدت' امید اور طلب کا انداز اختیار کیا جلیل القدر علماء اور شعراء کا یہی انداز ہے-

فارسی میں آپ کی چند رباعیات دستیاب ہیں- سندھی میں آپ کا کلام شائع ہے اور اکثر حصہ مطبوعہ ہے-

حضرت شیخ مخدوم محمد ہاشم ٹھٹھوی قدس سرہ کے بارے میں درجِ بالا معلومات کا ماخذ ان کی کتاب "بذل القوۃ فی حوادث سنی النبوۃ" مطبوعہ سندھی ادب بورڈ' حیدر آباد (۱۳۸۶ھ -- ۱۹۶۶ء) طبعِ اول کا مقدمہ ہے- جس کو مخدوم امیر احمد عباسی صدر مدرس کلیۃ السنہ شرقیہ' حیدر آباد پاکستان نے ترتیب دیا ہے-

(۱) کتاب اور اس کی خصوصیات

سیرت اور مغازی پر مشتمل کتابوں میں سے بذل القوة فی حوادثِ سنی النبوة" کو ایک خاص امتیازی حیثیت حاصل ہے- یہ کتاب اگرچہ حجم میں چھوٹی ہے مگر اپنے فوائد کے اعتبار سے بڑی مبسوط ہے- فاضل مؤلف نے اس کی ترتیب و تالیف میں قرآنِ مجید' صحیح احادیث اور دیگر ثقہ ماخذوں سے مطالب اخذ فرما کر ایسا اسلوب اختیار فرمایا ہے کہ اس کا مطالعہ سیرت سے دلچسپی رکھنے والوں کو بڑی بڑی ضخیم اور مبسوط کتب سے بے نیاز کر دیتا ہے- جو شخص کتب سیر و مغازی اور بذل القوہ کا گہری اور تنقیدی نظر سے مطالعہ کرے گا اسے معلوم ہو گا کہ اس کتاب کی چند خصوصیات ہیں- یہ خصوصیات اور فوائد اس کتاب کے ساتھ خاص ہیں- فاضل مقدمہ نگار مخدوم امیر احمد عباسی نے ان فوائد اور خصائص کو جمع کیا ہے- ان میں سے چند خصائص آپ بھی ملاحظہ کریں-

۱- مختلف متعارض روایات کو جمع کرنے اور ان کا ممکن مناسب محمل بیان کرنے کی کوشش کی گئی ہے تاکہ تعارض ختم ہو- مثلاً مشہور روایت ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی ہمشیرہ فاطمہ بنت خطاب رضی اللہ عنہا'

حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے بعد ایمان لانے والی سب سے پہلی عورت ہیں اور اسی سلسلہ کی ایک روایت ہے جسے زرقانی نے شرح مواہب لدنیہ میں ابن اسحق اور سیرت شامیہ کے حوالہ سے بیان کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی چاروں صاحبزادیاں حضرت زینب، حضرت فاطمہ، حضرت رقیہ اور حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہن اس وقت ایمان لائیں جب کہ ان کی والدہ ماجدہ ام المومنین حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا ایمان لائیں۔ اس روایت کی رو سے معلوم ہوتا ہے کہ ان صاحبزادیوں کا ایمان لانا حضرت فاطمہ بنت خطاب رضی اللہ عنہا کے ایمان لانے سے مقدم ہے۔

اس تعارض کو مصنف علام مخدوم محمد ہاشم نے یوں دور کیا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادیاں اپنی والدہ ماجدہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے ہمراہ ہی ایمان لائیں۔ اس طرح حضرت فاطمہ بنت خطاب، حضرت خدیجہ اور ان کی صاحبزادیوں کے بعد ایمان لانے والی سب سے پہلی بی بی ہیں۔

۲۔ اکثر اہل سیر ایک موضوع پر مختلف روایات کو جمع کر دیتے ہیں۔ جن میں سے بعض روایات مرجوحہ ہوتی ہیں اور بعض راجحہ۔ ان مختلف روایات کی موجودگی میں قاری شک وارتیاب میں پڑ سکتا ہے۔ مگر مصنف علام ایسے موقعوں پر راجح روایات کو ترجیح دے کر اس شک کو دور کر دیتے ہیں۔

مثلاً حضرت ام الفضل رضی اللہ عنہا کے بارے میں روایت کیا جاتا ہے کہ یہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بعد اسلام لانے والی سب سے پہلی بی بی ہیں۔ حالانکہ ابھی گزرا کہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا (اور ان کی صاحبزادیوں) کے بعد سب سے پہلے ایمان لانے والی بی بی حضرت فاطمہ بنت خطاب رضی اللہ عنہا ہیں۔

اس سلسلہ میں مصنف علام نے فرمایا کہ صحیح ترین روایت یہ ہے کہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بعد سب سے پہلے ایمان لانے والی بی بی حضرت فاطمہ بنت خطاب رضی اللہ عنہا ہے۔

۳۔ بعض اوقات جلیل القدر علماء سے خطاء یا سہواً کوئی خلاف واقع روایت صادر ہو جاتی ہے ایسے مواقع پر ائمہ کرام کا فیصلہ یہ ہے کہ "یہ دیکھو حقیقت واقعہ کیا ہے یہ نہ دیکھو کہ بیان کرنے والا کتنا بڑا ہے۔" علم حدیث، علم مغازی یا علم سیر میں اگر کسی بڑے عالم سے کوئی خطا یا سہو ہو گئی ہے تو مصنف علام اس خطا اور سہو پر تنقید کرتے ہیں اور اس سلسلہ میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہیں ڈرتے۔ بلکہ صحیح روایت بیان کرتے ہیں۔

مثلاً باوجود جلالت قدر کے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ پر تنقید کی۔ غزوہ بنی مُصطلق کے بارے میں فرمایا کہ قول صحیح کے مطابق غزوہ خندق سے پہلے غزوہ بنی مُصطلق واقع ہوا اس غزوہ کا دوسرا نام غزوہ المُریسیع ہے۔ ایک

قول کے مطابق یہ غزوہ شعبان ۶/ھ میں واقع ہوا- یہ قول ضعیف ہے- امام بخاری نے فرمایا کہ یہ غزوہ ۴/ھ میں واقع ہوا- امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا قول بہت ضعیف ہے- اسی لئے محققین نے فرمایا ہے کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا قول ان کے قلم کی لغزش ہے-

۴- جو صحابہ کرام کنیت سے مشہور ہیں ان کے ذکر کے وقت مصنف علام کنیت کے ساتھ ان کے اسمِ عَلَم کی بھی تصریح فرماتے ہیں-

مثلاً ۱۰/ھ کے سرایا میں سَرِیَۂ ابی امامہ باہلی رضی اللہ عنہ کے بارے فرماتے ہیں کہ ان کا نام صدی بن عجلان ہے-

۵- بعض اوقات کوئی واقعہ جو کسی صحابی سے متعلق ہو اور عام طور پر اس صحابی کا نام ذکر نہ کیا جاتا ہو- مصنف علام اس صحابی کا ذکر فرماتے ہیں تاکہ اخفاء دور ہو- مثلاً ۲/ھ کے واقعات میں لکھتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے منادی کو حکم دیا کہ وہ ندا کرے کہ جس نے کھانا کھالیا ہے وہ دن کے باقی حصہ میں نہ کھائے اور جس نے نہیں کھایا وہ روزے سے رہے- مصنف علام نے اس منادی کا نام علامہ قسطلانی شارح بخاری کے حوالہ سے ہند بن اسماء بن حارثہ اسلمی رضی اللہ عنہ لکھا-

۶- مصنف علام مخدوم محمد ہاشم کی عادت ہے کہ اگر کسی شے کا ذکر کرتے ہیں اور اتفاق سے اس شے کے متعلق کوئی اور واقعہ ہو تو اس واقعہ کا ذکر بھی کرتے ہیں-

مثلاً ۲/ھ کے واقعات میں ذکر کیا کہ جب حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوۂ بَدر الکبریٰ کی طرف خروج کا ارادہ فرمایا تو حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کو ایک زرہ ہدیہ کی جس کا نام ذَاتُ الْفُضُوْل تھا- اور یہ زرہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آپ کے وصال تک رہی- مصنف علام نے لکھا کہ یہ زرہ آپ نے وصال سے تھوڑا عرصہ پہلے ابو الشحم یہودی کے پاس تیس صاع جو کے بدلہ گروی رکھی تھی- وصال کے بعد اس کو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے قرضہ ادا کر کے واپس لیا تھا-

۷- اگر کسی ایسے صحابی کا ذکر آجائے جو اپنی والدہ کے نام سے منسوب ہوں اور والدہ کے نام میں علامت تانیث نہ ہو تو والدہ کے نام میں وہم سے بچنے کے لئے مصنف علام اس کو واضح کر دیتے ہیں بلکہ کوشش کر کے اس صحابی کے والد کا ذکر بھی کر دیتے ہیں-

مثلاً ۲/ھ کے واقعات میں غزوہ بدر میں شہید ہونے والے صحابی حارثہ بن ربیع کے بارے میں وضاحت فرمائی کہ ربیع آپ کی والدہ ہیں اور یہ حضرت انس بن مالک کی چچی ہیں- حضرت حارثہ کے والد کا نام

سراقہ بن حارث بن عدی الانصاری النجاری ہے۔

۸۔ مصنف علام مخدوم محمد ہاشم رحمۃ اللہ علیہ کا اسلوب ہے کہ جب ایک ہی واقعہ کے بارے میں مختلف منقول روایات بیان کرتے ہیں تو مبنیٔ اختلاف بھی بیان کرتے ہیں۔ مثلاً ۵/ھ کے واقعات میں ام المومنین حضرت جُوَیرِیہ بنت الحارث المُصطَلِقیہ رضی اللہ عنہا سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے عقد مبارک کی مختلف روایات بیان کرتے ہیں کہ یہ عقد ۵/ھ میں ہوا یا ۶/ھ میں یہ اختلاف اس وجہ سے ہے کہ غزوہ بنی مُصطَلِق کے بارے میں اختلاف ہے کہ وہ ۵/ھ میں ہوا یا ۶/ھ میں اس غزوہ میں حضرت جُوَیرِیہ رضی اللہ عنہا قیدی ہو کر آئیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں آزاد کر کے نکاح کیا اور چار سو درہم حق مہر ادا کیا اس وقت ان کی عمر بیس سال تھی۔

۹۔ بیان روایت میں جو الفاظ ہوں ان کے معانی بیان کر دیتے ہیں۔ مثلاً ۵/ھ کے واقعات میں لفظ "کُدیَہ" کا لفظ غزوہ خندق کی کھدائی میں وارد ہوا۔ اس کا معنی بیان کر دیا یعنی عظیم چٹان۔ اسی طرح اسی روایت میں لفظ "بُدینا" کا معنی بیان کر دیا یعنی "ہماری ابتداء"

۱۰۔ کسی نسبت میں اگر خَفا ہو اور اس خَفا کی وجہ سے قارئین کو غلطی لگنے کا احتمال ہو تو مصنف علام اس خَفا کو دور کر دیتے ہیں۔ مثلاً ۶/ھ کے واقعات میں بیان ہوا کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علاء بن حضرمی رضی اللہ عنہ کو اپنا مکتوب مبارک دے کر بحرین کے بادشاہ منذر بن ساوی التمیمی الدارمی العبدی کی طرف روانہ کیا۔ اس روایت میں منذر بن ساوی کی نسبت "عبدی" سے یہ وہم ہو سکتا ہے کہ یہ عبدالقیس کی طرف منسوب ہیں اس وہم کو دور فرمایا اور وضاحت فرمائی کہ یہ اپنے دادا عبداللہ بن دارم التمیمی کی طرف منسوب ہیں عبدالقیس کی طرف منسوب نہیں۔

۱۱۔ ائمۂ کرام کے درمیان اگر کوئی مسئلہ مختلف ہو تو مصنف علام اس اختلاف کو بیان کر کے اس کی راجح جہت کو دلائل سے واضح کر دیتے ہیں۔ مثلاً ۶/ھ کے واقعات میں ام المومنین حضرت مَیمُونَہ رضی اللہ عنہا سے عقد مبارک کے بارے میں علمائے احناف اور علمائے شافعیہ میں اختلاف ہے کہ یہ نکاح حالتِ اِحرام میں ہوا یا احرام کھولنے کے بعد مصنف علام نے حالتِ اِحرام میں نکاح کے جواز کو دلائل سے بیان کیا۔

۱۲۔ "بذل القوۃ فی حوادث سنی النبوۃ" میں مصنف علام اقوالِ اصحابِ مَغازِی اور اَربابِ سِیَر سے زیادہ احادیثِ صحیحہ پر اعتبار کرتے ہیں۔ اس کی ایک وجہ ظاہر ہے کہ محدثینِ کرام شکراللہ سعیہم روایت کی تصحیح اور تنقید کا اربابِ مغازی و سِیَر سے زیادہ اہتمام کرتے ہیں۔ اَربابِ مغازی و سیر تو ہر قسم کی روایات کو جمع کر

دیتے ہیں ان کی تنقیح و تنقید کا اہتمام بہت کم کرتے ہیں۔ مصنف علام ایسی صورت میں محدثین کرام کی روایات صحیحہ پر اعتماد کرتے ہیں مثلاً تمام اربابِ سیر کا اتفاق ہے کہ غزوہ ذی قُرد، غزوہ حُدیبیہ سے پہلے واقعہ ہوا۔ اس کے مقابل امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی روایت کے مطابق غزوہ حُدیبیہ کے بعد اور غزوہ خیبر سے تین رات پہلے واقعہ ہوا۔ مصنف علام نے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی روایت کو ترجیح دی اور غزوہ بنی قُرد کو غزوہ حُدیبیہ کے بعد ذکر کیا۔ اور لکھا کہ بخاری کی روایت صحیح ہے اسی پر اعتماد کیا جاتا ہے۔

۱۳۔ اماکنِ غیر معروفہ کی وضاحت فرما دیتے ہیں۔ جیسا کہ اَخشَبان کے بارے میں فرمایا کہ یہ دو پہاڑیاں مکہ معظمہ کے دو جانبوں میں واقع ہیں۔

۱۴۔ مخدوم ہاشم جب یہ محسوس کرتے ہیں کہ اسماء کے اعراب میں لوگ غلطی کریں گے تو اسماء کا اعراب بیان کر دیتے ہیں۔ مثلاً ۹ نبوت کے واقعات میں فرمایا کہ اس برس عبداللہ بن ثعلبہ بن صُعَیر پیدا ہوئے۔ تو صُعَیر کا اعراب بیان فرما دیا کہ یہ تصغیر کا صیغہ صُعَیر ہے۔

۱۵۔ ایسے اسماء جو ایک جیسے ہوں اور جب تک وضاحت نہ کی جائے مقصود اسم واضح نہ ہو۔ ایسے مواقع پر مصنف علام مقصود اسم بیان کر کے فرق کو واضح کر دیتے ہیں۔ مثلاً عَقَبۂ ثالثہ کے موقع پر بیعت کرنے والے اسماء گنے تو عورتوں کے ذکر میں فرمایا ان میں دو عورتیں بھی بیعت کرنے والوں میں شامل ہیں اور وہ اَسماء بنت عَمرو بن عَدِیّ سَلَمِیَّہ خَزرَجِیَّہ اور اُمِ عُمارہ نَسِیبَہ بنت کعب بن عَمرو اَنصارِیَہ مازِنِیَہ ہے۔ نَسِیبَہ نون کے فتحہ کے ساتھ اسم مکبر ہے۔ ام عمارہ نَسِیبَہ کی ام عطیہ نُسَیبَہ کے ساتھ مشابہت ہے (حالانکہ یہ ام عطیہ نُسَیبَہ اسم تصغیر ہے) ایک قول کے مطابق یہ اسم مکبر ہے اور کعب انصاریہ کی بیٹی ہیں۔ لیکن یہ یہاں مقصود نہیں۔ عقبہ ثالثہ میں بیعت کرنے والی ام عمارہ ہے ام عطیہ نہیں۔

۱۶۔ سیرت میں جب کوئی شخص ذکر کیا جاتا ہے اور اس شخصیت کے ساتھ کوئی اور واقعہ مشہور ہو تو مصنف علام رحمۃ اللہ علیہ اس واقعہ کو بھی بیان کر دیتے ہیں۔ مثلاً عَقَبۂ ثالثہ میں بیعت کرنے والوں کے بیان میں حضرت رفاعَہ بن رَافع بن مَالک کا ذکر آیا تو مصنف علام نے ساتھ ہی ذکر کیا کہ یہی وہ رفاعَہ ہیں جن کے بارے میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دو یا تین مرتبہ فرمایا تھا کہ جایئے نماز پڑھئے کہ آپ نے نماز (اچھی طرح) نہیں پڑھی۔

اسی طرح (اھ) کے واقعات میں فرمایا کہ اس برس قَیس بن صِرمَہ اَنصاری رضی اللہ عنہ ایمان لائے۔ پھر لکھا یہ وہی قَیس ہیں جنہیں وقت افطار کھانا نہ مل سکا۔ ان پر نیند نے غلبہ کیا وہ سو گئے ابتداء اسلام میں

رمضان کے افطار و سحر کے بارے میں حکم یہ تھا کہ جو آدمی افطار کے بعد بغیر کھائے پیئے سو جائے بیدار ہونے پر وہ کھانا نہیں کھا سکتا۔ اس طرح حضرت قیسؓ کو دوسرے روز بغیر کچھ کھائے روزہ سے رہنا پڑا اس طرح انہیں مشقت برداشت کرنا پڑی۔ بعد میں اللہ تعالیٰ نے رات کو کھانا کھانے کی اجازت نازل فرمادی۔

۱۷۔ بعض اوقات روایتِ صحیحہ کے بیان کرنے میں شبہ پڑ جاتا ہے۔ مصنف علام مخدوم ہاشم کی عادت ہے کہ روایت کے بعد اس شبہ کو بھی دور کرتے ہیں۔ مثلاً عَقَبہ کی تینوں بیعتوں کے سلسلہ میں بیان کیا کہ پہلی بیعت ۱۱/ نبوت رجب کے مہینے میں ہوئی۔ اس موقعہ پر سات یا آٹھ مرد ایمان لائے۔ دوسری بیعت ۱۲/ نبوت رجب کے مہینے میں ہوئی۔ اس وقت بارہ مرد ایمان لائے۔ تیسری مرتبہ ۱۳/ نبوت ذی قعدہ میں بیعت ہوئی اور اس میں تہتر یا پچھتر حضرات (مرد عورتیں) ایمان لائے۔

شبہ یہ ہے کہ یہ بیعتیں حج کے ایام میں ہوئیں اور حج ہمیشہ ذی الحجہ کے مہینے میں ہوتا ہے۔ اور یہاں پہلی دو بیعتوں کے بارے میں بیان ہوا کہ وہ رجب میں ہوئیں تیسری ذی قعدہ میں۔ یہ کیسے ممکن ہے کہ حج رجب یا ذی قعدہ میں ہو۔ اس شبہ کو یوں دور فرمایا کہ زمانہ جاہلیت میں ایام حج کو اپنی مرضی سے آگے پیچھے کر لیتے تھے۔ نَسی تو جاہلیت میں مُرَوّج تھا۔ اس لئے پہلے دو سالوں میں حج رجب میں ہوا اور تیسرے سال حج ذی قعدہ میں ہوا۔ اس لئے یہاں کوئی شبہ نہیں۔

۱۸۔ بعض جگہوں کے ذکر میں ان کی وجہ تسمیہ بھی بیان فرما دیتے ہیں۔ جیسا کہ قَرقَرَۃُ الکُدْر کے بارے میں فرمایا قَرقَرہ دونوں قاف پر فتح کے ساتھ اور یہ معروف قرات ہے اور بعض اوقات دونوں قاف پر ضمہ بھی پڑھا گیا ہے اس سے نرم اور چکنی زمین مراد ہے اور اَلکُدْر میں کاف پر ضمہ اور دال کو ساکن پڑھیں۔ اس سے مراد ایسے پرندے جن کے رنگ میں مٹی کا رنگ شامل ہے۔ اس طرح قَرقَرَۃُ الکُدْر وہ جگہ جہاں اس رنگ کے پرندے رہتے ہیں۔

۱۹۔ بعض اوقات سیرت اور مغازی میں غیر معروف جگہوں کا ذکر آجاتا ہے اس صورت میں مصنف علام ان غیر معروف جگہوں کا محل وقوع بیان کر دیتے ہیں۔ مثلاً حَمْرَاءُ الاَسَد کے بارے میں فرمایا کہ یہ جگہ مدینہ طیبہ سے آٹھ میل ذُوالحُلَیفَہ کے راستہ کے بائیں جانب واقع ہے۔

۲۰۔ اعراب اور ان کے مَسَاکن کے بارے میں مصنف علام خوب بحث کرتے ہیں مثلاً بَنِی مُصطَلِق کے بارے میں فرمایا بَنِی مُصطَلِق، خزاعہ کی شاخ ہے اور یہ مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کے درمیان قدید کے قریب

ایک گھاٹی میں آباد تھے۔ فُرُع اور ان کی گھاٹی کے درمیان ایک دن کی مسافت تھی۔

۲۱۔ واقعات کے بیان میں جو احادیث وارد ہوتی ہیں مصنف علام ان احادیث سے مسائلِ فقہیہ کا استنباط فرماتے ہیں۔ مثلاً سنن ابن ماجہ کے حوالہ سے اذان اور اقامت کی ابتدا میں جو حدیث مروی ہے اس کے ضمن میں مصنف علام فرماتے ہیں کہ یہ ابتدا نمازِ صبح سے ہوئی۔ کیونکہ حدیث میں لفظ فا تعقیب بلا مہلت کا تقاضا کرتا ہے اور رات خواب کے بعد جو نماز پہلے آئی وہ نماز فجر تھی۔ اسی طرح ۶ھ کے واقعات کے ضمن میں غزوۂ حُدیبیہ کے ایام کے موقعہ پر فرمایا کہ حضور اکرم ﷺ کی مبارک انگلیوں سے پانی کے چشمے پھوٹے یہ پانی تمام پانیوں سے افضل پانی ہے۔

۲۲۔ اگر کسی کنیت میں خفا ہو تو کنیت کے ذکر کے وقت اس خفا کو دور فرما دیتے ہیں۔ مثلاً حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے والد حضرت اَبُوْ قُحافہ رضی اللہ عنہ کے ذکر میں فرمایا کہ اَبُوْ قُحافہ رضی اللہ عنہ کی ایک بیٹی قُحافہ نامی تھی اور یہ ان کی اولاد میں سب سے چھوٹی بیٹی تھی۔ اس بیٹی کی نسبت سے ان کی کنیت اَبُوْ قُحافہ پڑی۔

۲۳۔ سیرت کے واقعات کے ضمن میں جب بھی موقعہ ملتا ہے مصنف گمراہ فرقوں کا بھرپور رد فرماتے ہیں۔ غزوہ تبوک کے واقعات میں بیان ہوا کہ ایک موقع پر حضور انور ﷺ نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کی اقتداء میں نماز فجر ادا کی۔ اس ضمن میں مصنف نے مسئلہ بیان فرمایا کہ افضل آدمی بعض اوقات مفضول کی اقتدا میں نماز ادا کرلیتا ہے اور یہ جائز ہے اس میں شیعہ کا رد بلیغ ہے کہ ان کا موقف یہ ہے کہ معصوم غیر معصوم کی اقتداء میں نماز ادا نہیں کرسکتا۔ لیکن غزوۂ تبُوک کے اس واقعہ میں شیعہ کا رد موجود ہے۔ اسی طرح حضور اکرم ﷺ کے والدین کریمین کے کفر کے قائلین پر مصنف علام رد فرماتے ہیں کہ ان کو حضور ﷺ نے زندہ کیا وہ دونوں آپ پر ایمان لائے۔ اس کے بعد ان کے کفر کا قول کس طرح جائز ہے۔ محدثین نے اس سلسلہ میں جو حدیث بیان کی ہے وہ حدیث حسن ہے۔

۲۴۔ بیان سیرت میں اگر کوئی روایت ایسی آجائے جس کا ظاہر حضرت امام الائمہ امام اعظم رضی اللہ عنہ کے مسلک کے خلاف ہو تو مصنف علام مخدوم محمد ہاشم رحمۃ اللہ علیہ روایت بیان کرنے کے بعد حضرت اِمامِ اعظم رضی اللہ عنہ کی دلیل کی وقت بیان کرتے ہیں۔ اس طرح مذہب حنفی کی تائید کرنا اپنا وظیفہ سمجھتے ہیں۔ مثلاً ۱۰ھ کے واقعات کے ضمن میں ایک صحابی کا قصہ بیان فرماتے ہیں کہ وہ وقوف عرفات میں اونٹ سے گرے ان کی گردن ٹوٹ گئی۔ حضور اکرم ﷺ نے ان کے بارے میں فرمایا: "اس کا منہ اور سر نہ ڈھکو۔ نہ اسے خوشبو لگاؤ کہ یہ قیامت کے روز تلبیہ کہتے ہوئے اٹھے گا۔"

اس روایت کے پیش نظر علمائے احناف اور علمائے شوافع کا اختلاف ہے۔ شافعی حضرات فرماتے ہیں ہر احرام والا اگر حالت احرام میں فوت ہو جائے تو دفن میں اس کا منہ اور سر نہ ڈھکا جائے اور نہ اسے خوشبو لگائی جائے۔ مگر علمائے احناف فرماتے ہیں۔ یہ حدیث صرف انہی صحابی کے ساتھ خاص وارد ہوئی۔ اس لئے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: "اس" کا منہ اور "اس" کا سر نہ ڈھکو اور نہ "اس" کو خوشبو لگاؤ۔ یہ نہ فرمایا کہ محرم (احرام والے) کا منہ اور سر نہ ڈھکو اور نہ محرم کو خوشبو لگاؤ۔ حدیث پاک کے الفاظ اس صحابی کے حق میں وارد ہوئے نہ کہ تمام اس حالت میں فوت ہونے والوں کے بارے میں۔

اس طرح بیان واقعہ کے بعد مصنف علام نے علمائے احناف کی دلیل کی وقت کو بیان کیا۔

"بذل القوۃ فی حوادث سنی النبوۃ" پہلی بار سندھی ادبی بورڈ حیدر آباد کے زیر اہتمام اور مخدوم امیر احمد عباسی کے مقدمہ کے ساتھ ۱۳۸۶ھ/۱۹۶۶ء میں شائع ہوئی۔ اس وقت ہمارے سامنے وہی نسخہ ہے۔

مصنف علام مخدوم محمد ہاشم ٹھٹھوی رحمۃ اللہ علیہ کتاب کی تالیف سے صفر ۱۱۶۸ھ کو فارغ ہوئے۔ اصل کتاب تین سو سات صفحات پر مشتمل ہے اس پر سو صفحات کا مقدمہ اور آخر میں فہرست مضامین، فہرست اماکن و اسماء و کتب مآخذ شامل ہیں۔ اس طرح کتاب کا حجم چھ سو اڑتالیس صفحات پر مشتمل ہے۔

(۲) ترجمہ اور اس کی خصوصیات

سیرتِ رسولِ اعظم ﷺ پر مشتمل اس نہایت مختصر، جامع اور نافع کتاب کا ترجمہ عالم ربانی حضرت مولانا مفتی محمد علیم الدین نقشبندی مجددی نے کیا۔ مترجم موصوف بہت سی مفید اور مقبول کتابوں کے مصنف اور مترجم ہیں ان کی تصانیف اور تراجم نے علماء و طلبہ سے خِراجِ تحسین وصول کیا ہے۔ اسی طرح، انشاء اللہ العزیز ان کا یہ ترجمہ بھی مقبول عوام و خواص ہوگا۔ مترجم موصوف کے اس ترجمہ کی چند خصوصیات کا تذکرہ دلچسپی سے خالی نہ ہوگا۔

۱۔ تالیف:

مترجم موصوف نے کوشش کی ہے کہ کتاب کا ترجمہ محاورہ کی رعایت رکھتے ہوئے لفظی ہو اور اس کے ساتھ یہ بھی کوشش رہی کہ ترجمہ سلیس اور آسان ہو۔ بھاری بھرکم الفاظ اور غیرمانوس تراکیب سے اجتناب کیا گیا ہے۔ گویا ترجمہ ایک مستقل تالیف معلوم ہوتا ہے۔

۲- تنویر:

متن کتاب میں واقعات کو مسلسل بیان کیا گیا ہے- قارئین کی سہولت کے لئے مترجم علام نے عنوانات قائم کردیئے ہیں' اس طرح متن کتاب کے مضامین موجودہ صورت میں جلی اور واضح ہو گئے ہیں-

۳- تصحیح:

"بذل القوۃ فی حوادث سنی النبوہ" میں مصنف علام مخدوم محمد ہاشم قدس سرہ العزیز سے چند مقامات پر تسامح واقع ہوا- مترجم علام نے ترجمہ کے دوران ان تسامحات کی نہ صرف نشان دہی فرمائی بلکہ دلائل سے ان کی تصحیح بھی فرمائی- تسامحات کی تصحیحات کی تعداد تینتیس (۳۳) سے زائد ہے- یہاں صرف ایک مثال پر اکتفا کیا جاتا ہے-

مصنف علام نے (ا) بعثت نبوی (۴۱/ میلاد نبوی) کے واقعات کے ضمن میں حضرت ارقم بن ابی ارقم رضی اللہ عنہ کے ایمان لانے کا حال لکھا اور فرمایا-

علامہ زرقانی رحمۃ اللہ علیہ نے مواہب لدنیہ کی شرح میں لکھا ہے- (ترجمہ) حضرت اَرقَم رضی اللہ عنہ سات یا دس صحابہ کے بعد مشرف بایمان ہوئے- اس پر مترجم علام نے ان الفاظ میں تصحیح کی

(حاشیہ) زرقانی علی المواہب اللدینہ ص ۲۴۶- جلد اول کے الفاظ یوں ہیں-

قِيلَ اَسْلَمَ بَعْدَ عَشَرَةٍ وَفِي الْمُسْتَدْرَكِ اَسْلَمَ سَابِعَ سَبْعَةٍ

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ارقم رضی اللہ عنہ چھ صحابہ کے بعد ایمان لائے اور آپ رضی اللہ عنہ کے ایمان لانے سے ان کی تعداد سات ہو گئی- مصنف رحمۃ اللہ علیہ کا فرمانا کہ سات صحابہ کے بعد ایمان لائے' درست نہیں-

کسی فاضل مصنف کے تسامحات کی نشاندہی اور پھر دلائل سے ان کی تصحیح ہر کسی کا حصہ نہیں- ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَّشَاءُ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ-

۴- تشخیص:

۲/ ہجری کے واقعات کے ضمن میں غَزْوَۂ اَبْوَا یا غَزْوَۂ وَدَّان کا حال بیان کرتے ہوئے اَبْوا اور وَدَّان کی تشخیص میں مصنف علام نے لکھا-

"(ترجمہ) اس غزوہ کی نسبت کبھی ابواء کی جانب کی جاتی ہے اور کبھی ودان کی جانب کیوں کہ فی الحقیقت دونوں بستیاں ایک ہی ہیں- علامہ زرقانی رحمۃ اللہ علیہ نے مواہبِ لدنیہ کی شرح میں (اس غزوہ کے دو

ناموں سے مشہور ہونے کی توجیہ کرتے ہوئے) یہی فرمایا ہے۔

اس پر مترجم علام نے یوں حاشیہ لکھا۔

(حاشیہ) مترجم عفی عنہ کے زیر نظر نسخہ میں علامہ زرقانی نے اس توجیہ کو غلط اور خلاف واقع قرار دیا ہے۔ اس نسخہ کی عبارت یوں ہے:

"وَمُرَادُ الْمُصَنِّفِ اَنَّ مِنْهُمْ مَنْ اَضَافَهَا لِوَدَّانَ وَبَعْضُهُمْ لِاَبْوَاءَ لِتَقَارُبِهِمَا فَلَيْسَ ضَمِيْرُ هِيَ رَاجِعًا لِوَدَّانِ لِاقْتِضَائِهٖ اَنَّهٗ مَكَانٌ وَّاحِدٌ لَهٗ اِسْمَانِ وَهُوَ خِلَافُ الْوَاقِعِ كَمَا يَاْتِيْ، ص ۳۹۲، جلد ۱، مطبوعہ دار المعرفہ بیروت، طبع ثانی ۱۳۹۳ھ/ ۱۹۷۳ء۔"

مصنف علام نے ۹/ھ کے واقعات بیان کرتے ہوئے حضور اکرم ﷺ کا اپنی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن سے ایلا کا حال یوں بیان فرمایا:

"(ترجمہ) نبی کریم رضی اللہ عنہ کا اپنی ازواج مطہرات کے ساتھ ایلا کا واقعہ اسی سال وقوع پذیر ہوا۔"

لفظ "اِیلَا" سے ابہام پیدا ہو سکتا تھا کہ یہ "اِیلَا" شرعی اور فقہی طور پر ہوا۔ حالانکہ ایسا نہیں۔ مترجم علام نے حاشیہ میں اس "اِیلا" کی تشخیص فرمادی۔

"اِیلا" کے لغوی معنے قسم کھانے کے ہیں۔ فقہاء کے نزدیک مرد کا اپنی عورت کے پاس چار ماہ تک نہ جانے کی قسم کھانے کا نام ایلا ہے۔ اگر چار ماہ گزر جائیں اور قربت نہ کرے تو اِمامِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک طلاقِ بائن واقع ہوگی۔ اس دوران اگر مرد بیوی کے پاس چلا جائے تو قسم کا کَفَّارَہ ادا کرے۔ نبی اکرم ﷺ نے صرف ایک ماہ تک ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کے قریب نہ جانے کی قسم کھائی تھی۔ مدارج النبوت اردو ترجمہ ص ۵۶۷، جلد ۲" آپ ﷺ کا اِیلَا لغوی اعتبار سے تھا۔ فُقَہا کے نزدیک متعارف اِیلَانہ تھا۔ زرقانی شرح المواہب اللدنیہ۔ ص ۹۷، جلد ۲۔"

۵۔ تطبیق:

سیرت اور تاریخ میں بعض اوقات ایک ہی واقعہ کے بارے میں مختلف روایات وارد ہوتی ہیں جو بظاہر متضاد معلوم ہوتی ہیں۔ ان میں تطبیق قائم کرنا بڑا اہم اور دشوار مرحلہ ہوتا ہے۔ مترجم علام نے کتاب میں بیان ہونے والی مختلف، بظاہر متضاد، روایات کو ایسا منطبق کیا کہ تضاد جاتا رہا۔ اس سلسلہ کی ایک مثال ملاحظہ ہو۔

۶/ھ کے واقعات میں مصنف رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت اَبُو الْعَاص بن رَبِیع رضی اللہ عنہ کے ایمان لانے اور ان کی بیوی حضرت زَیْنَب رضی اللہ عنہ سے نکاح ثانی کے بارے میں یوں لکھا:

(ترجمہ) اس مہم کے بعد حضرت اَبُوالْعَاص بن رَبِیْع رضی اللہ عنہ نے ایمان قبول کر لیا۔ نبی کریم ﷺ نے حضرت زینب رضی اللہ عنہا کو پہلے نکاح ہی پر ان کے سپرد فرما دیا۔ بعض علماء فرماتے ہیں کہ نئے نکاح کے بعد ان کے ہاں روانہ فرما دیا۔

مترجم علام نے بظاہر ان متضاد روایات میں یوں تطبیق دی۔

(حاشیہ) یہ دونوں روایتیں بظاہر متضاد ہیں۔ لیکن فی الحقیقت متضاد نہیں۔ کیونکہ پہلی روایت، جس میں ہے کہ پہلے نکاح پر ہی نبی ﷺ نے حضرت زینب رضی اللہ عنہا کو خاوند کے سپرد فرما دیا' اس کا معنی ہے کہ پہلے نکاح میں جو مہر وغیرہ مقرر تھا سپردگی کے موقع پر اس میں اضافہ نہ فرمایا۔ بلکہ اسی مہر پر نکاح ثانی ہوا اور اپنے خاوند کے ہاں تشریف لے گئیں۔ کیوں کہ قرآن مجید میں نص قطعی وارد ہے۔

لَاهُنَّ حِلٌّ لَّهُمْ وَلَا هُمْ يَحِلُّوْنَ لَهُنَّ (الممتحنۃ - ١٠)

(مشرک عورتیں مسلمان مردوں پر حلال نہیں اور نہ ہی مشرک مرد مسلمان عورتوں کیلئے حلال ہیں۔)

حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے اسلام کے باعث ان میں تفریق ہو چکی تھی۔ لہٰذا نکاح جدید ضروری تھا۔ اسی پر آج امت کا عمل ہے۔ فقہا میں سے کسی کا اس میں اختلاف نہیں۔

ماخوذ زرقانی علی المواہب۔ ص ١٥٧' ١٥٨' جلد ٢۔

٦۔ تمیز:

سیرت النبی ﷺ میں جو اشخاص' اماکن اور اشیاء کے نام آتے ہیں وہ بالعموم عربی میں ہیں۔ اردو دان حضرات کے لئے ان اسماء کا تلفظ مشکل ہے اس مشکل کے حل کے لئے مترجم علام نے تمام اسماء کے اعراب کو بڑی تحقیق سے ضبط کیا ہے۔ جن اسماء کے اعراب میں اختلاف ائمہ ہے اس اختلاف کو بھی بیان کر دیا ہے۔ مترجم علام نے اعراب کو بیان کرتے ہوئے حروف کو مفرد حالت میں بیان کر دیا ہے۔ اس طرح اردو قاری کے لئے نہایت سہولت ہو گئی ہے۔ کتاب کا کوئی صفحہ اس اعراب کی سہولت اور تمیز سے خالی نہ ہو گا۔

٧۔ تنقیح:

بعض اوقات کسی اسم کے اعراب میں ائمہ لغت اور اَرْبَابِ سِیَر کا اختلاف ایسا وسیع ہو جاتا ہے کہ اس سے عام قاری کوئی فیصلہ نہیں کر سکتا۔ ایسے موقعوں پر علم و ادب پر گہری نظر رکھنے والا ہی فیصلہ کن انداز میں قاری کے لئے موقف کا تعین کرتا ہے۔ مترجم علام نے ایسے موقعوں پر اپنے وسیع مطالعہ اور علم و ادب کی

گیرائی اور گہرائی کا مظاہرہ کیا ہے۔ تنقیح اعراب کا یہ فن کتاب میں اکثر جگہ ملاحظہ کیا جا سکتا ہے۔ یہاں ایک مثال پیش خدمت ہے:

"سَرِیَۂ زَید بن حَارِثہ رضی اللہ عنہ" میں ایک مقام کا نام آیا: "قَرْدَہ" مصنف علام مخدوم محمد ہاشم رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے بارے میں لکھا۔

(ترجمہ) قَرْدَہ' قاف کی زبر' را کے سکون کے ساتھ سجدہ کے وزن پر' نجد کے چشموں میں سے ایک چشمہ ہے۔

اس پر مترجم علام کا تنقیحی حاشیہ ملاحظہ ہو:

(حاشیہ) اس کے تلفظ میں علماء کا اختلاف ہے۔ مندرجہ ذیل طریقوں سے اس کا تلفظ منقول ہے۔

۱۔ قَ + رْ + دَ + ہ۔ قَرْدَہ ۲۔ فَ + رِ + دَ + ہ۔ فَرِدَہ

۳۔ قَ + رَ + دَ + ہ۔ قَرَدَہ ۴۔ فَ + رُ + دَ + ہ۔ فَرُدَہ

زرقانی شرح المواہب۔ ص ۷' جلد ۲

سَجْدَہ (سین کے زبر کے ساتھ) کا معنی ہے عاجزی و خاکساری سے جھکنا۔ ناک اور پیشانی زمین پر رکھنا۔ لیکن وہ فعل جو نماز کا رکن ہے اس کا تلفظ سِجْدَہ سین کی زیر کے ساتھ ہے۔ کیوں کہ یہ جھکاؤ کی خاص نوع ہے جس پر دلالت کے لئے فِعْلَہ کا وزن خاص ہے۔ عام طور پر جب یہ لفظ بولا جاتا ہے تو مراد نماز کا رکن فعل ہوتا ہے۔ لہٰذا اس کا تَلَفُّظ سِجْدَہ ہے نہ کہ سَجْدَہ۔

اسی نوعیت کی ایک مثال ملاحظہ کیجئے:

جِنّات کے قبول اسلام کے باب میں ایک جگہ کا نام آیا: نخالہ مصنف علام کی تصریح کے مطابق طائف اور مکہ معظمہ کے درمیان ایک بستی کا نام ہے اس کے تلفظ میں فاضل مترجم کا حاشیہ ملاحظہ ہو:

"(حاشیہ) مسلم شریف کی روایت میں اس کا نام نخل درج ہے (اور یہاں نخالہ) مواہب لدنیہ میں نخلہ ہے۔ زرقانی شرح مواہب میں "برہان" کے حوالہ سے ہے کہ درست نخلہ ہے اور یہ بھی احتمال ہے کہ نخل اور نخالہ دونوں درست ہوں۔ ص ۳۰۰' جلد ۱" مصنف رحمۃ اللہ علیہ نے ۲/ھ کے سرایا میں نخلہ تحریر فرمایا ہے ملاحظہ ہو سرایا ۲/ھ عنوان نمبر۶۔

۸۔ تاریخ:

عام مؤلفین کی طرح مصنف علام مخدوم ہاشم ٹھٹھوی رحمۃ اللہ علیہ بعض اوقات واقعات کے بیان میں واقعہ

کی تاریخ نہیں بیان فرماتے، حالانکہ متن کتاب کی وضع ہی واقعات کو تاریخ وار بیان کرنا ہے۔ ایسے موقعوں پر مترجم علام اس کمی کو پورا کر دیتے ہیں۔

غزوات کے ابتدا میں اذن جہاد کا ذکر آیا۔ مترجم علام نے اذن جہاد کی تاریخ یوں بیان کر دی۔

(حاشیہ) کفار سے جنگ کے جواز کا حکم صفر کی ۱۲ تاریخ کو نازل ہوا۔ زرقانی علی المواہب۔

ص ۳۸۷ء جلد ا

۹۔ تاکید:

مصنف علام بیان واقعات میں ماخذوں کا ذکر کرتے ہیں۔ مترجم علام بعض اوقات ان ماخذوں میں اضافہ کرکے مزید تاکید کر دیتے ہیں۔ بعثت کی ابتدا کب ہوئی؟ اس ضمن میں ایک قول کی تائید میں مصنف علام نے صحیح بخاری اور صحیح مسلم کے حوالے سے حضرت ابن عباس اور حضرت انس رضی اللہ عنہ کی حدیث بیان فرمائی۔

فاضل مترجم نے اس کی تاکید مزید کرتے ہوئے لکھا:

(حاشیہ) "امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اپنے مؤطا میں اس حدیث کو روایت فرمایا ہے۔ ملاحظہ ہو: موطا مع شرح تنویر الحوالک۔ ص ۱۰۸، جلد ۳"

۱۰۔ تعلیل:

سیرت اور تاریخ میں بالعموم واقعات بیان ہوتے ہیں۔ واقعات کے وقوع پذیر ہونے کے اسباب و علل سے بحث نہیں ہوتی۔ اگرچہ ہر واقعہ کا کوئی سبب تو ضرور ہوتا ہے۔

مصنف علام نے غزوات کے باب اول کی ابتدا میں اجازت جہاد کا حکم بیان فرمایا مترجم علام نے مدینہ منورہ میں اذن جہاد کے اسباب پر بحث کرتے ہوئے لکھا:

(حاشیہ) "اس اجازت سے قبل ستر سے زائد آیات کریمہ میں جنگ سے "نہی" نازل ہوتی رہی۔ جنگ سے "نہی" کی آیات زیادہ تر مکہ مکرمہ میں نازل ہوئیں۔ جہاد کی اجازت کا یہ حکم انتہائی مناسب وقت پر نازل ہوا۔ کیوں کہ مکہ مکرمہ میں مسلمان قلیل تعداد میں تھے اور مشرکین کی تعداد زیادہ تھی۔ اگر وہاں جنگ کا حکم نازل ہوتا تو مسلمانوں کو سخت مشکل کا سامنا کرنا پڑتا۔ مکہ میں کفار کی سرکشی حد سے تجاوز کر گئی۔ انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو وہاں سے نکال دیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو شہید کرنے کی سازش کی آپ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ آگئے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم وہاں جمع ہوگئے اور آپ کی نصرت و حمایت پر کمربستہ ہو گئے۔ مدینہ منورہ دار الاسلام بن گیا اور

مسلمانوں کے لئے قلعہ کا کام دینے لگا تو جہاد مشروع ہو گیا- مواہب لدنیہ شرح زرقانی- ص ۳۸۷- جلد ۱-"

۱۱- تفسیر:

قرآن مجید اگرچہ کلام الٰہی ہے- احکام، نواہی، قصص اور تہذیبِ اخلاق پر مشتمل ہے- مگر حضور اکرم ﷺ کی سیرت کے ساتھ اس کا گہرا تعلق ہے- اس لئے سیرت نگاری میں قرآن مجید کی تفسیر کی ضرورت محسوس ہوتی ہے-

مصنف علام مخدوم محمد ہاشم رحمۃ اللہ علیہ نے بَیعَتِ عَقَبہ کی تاریخ بیان کرتے ہوئے لکھا:

(ترجمہ) پہلی دو بیعتیں اور حج رجب کے مہینہ میں واقعہ ہوئے کیونکہ کفار کے ہاں جہالت کے دور میں "نسی" کا رواج تھا-

"نسی" کی تفسیر بیان کرتے ہوئے مترجم علام نے یوں لکھا:

(حاشیہ) "زمانہ جہالت میں عرب، حرمت والے مہینوں کی عظمت کے قائل تھے اور ان میں جنگ کو ناجائز سمجھتے تھے- جب لڑائی ان مہینوں میں آجاتی تو اسے موخر کرنا دشوار ہو جاتا- اس کا حل انہوں نے یہ تلاش کیا کہ ایک مہینہ کی حرمت دوسرے کی جانب ہٹانے لگے- اس طرح تحریم سال کے تمام مہینوں میں گھومنے لگی- اس کو وہ "نسی" کہتے- اس طرز عمل سے اشہر حرام (ذیقعدہ، ذی الحجہ، محرم اور رجب) کی حرمت باقی نہ رہی- اسی "نسی" کی بدولت ۱۱/ بعثت نبوی اور ۱۲/ بعثت نبوی کو حج رجب کے مہینے میں ہوا- اور اس طرح بَیعَتِ عَقَبہٗ اُولیٰ اور ثَانِیَہ رجب کے مہینوں میں ہوئیں-"

۱۲- تعریض:

بعث نبوی کے چھٹے سال کے واقعات کے ضمن میں حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے ایمان لانے کا حال بیان ہوا- اس پر مشرکین کی طرف سے انہیں عار دلائی گئی- مشرکین نے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ سے کہا کہ وہ حضور اکرم ﷺ کو ہمارے سپرد کر دیں- تاکہ وہ انہیں ایذا دے سکیں- اس پر حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے چند اشعار کہے- مصنف علام نے اپنی تالیف بذل القوہ میں انہیں درج کیا- ان اشعار میں ایک شعر یوں ہے-

اِذْ تُلِیَتْ رَسَائِلُهٗ عَلَیْنَا تَحَدَّرَ دَمْعُ ذِیْ لُبٍّ حَصِیْفِ

(ترجمہ) جب اس کے پیغامات ہمیں پڑھ کر سنائے جاتے ہیں تو ہر مضبوط عقل والے کے آنسو بہہ پڑتے ہیں۔

بَذْلُ الْقُوَّۃ کے زیرِ نظر نُسخے میں لفظ حَصِیف حا کے نقطہ کے ساتھ درج ہے۔ جو ظاہر ہے۔ کتابت کا سہو ہے۔ سِیْرَتِ ابْنِ اِسْحٰق میں ایسا ہی درج ہے۔ مگر سِیْرَتِ ابْنِ ہَشَّام کا اردو ترجمہ جو غُلَام رَسُول مہر کی نَظَرِ ثانی سے شائع ہوا۔ اس میں ان اَشْعار کو قصداً حذف کر دیا گیا شاید یہ اَشْعار ان کے نَظَریات کی تائید نہیں کرتے بلکہ ان سے مُتصَادِم ہیں۔ اس صُورَتِ حَال کو مترجِم عَلّام نے مَحْسُوس کیا اور ابْنِ ہَشَّام کا اردو ترجمہ کرنے والوں، اس کی تصحیح اور نظر ثانی اور شائع کرنے والوں پر مترجم علام نے لکھا۔

(حاشیہ) سِیْرَتِ ابن ہشام کے اردو ترجمہ، مطبوعہ شیخ غلام علی اینڈ سنز، جس پر مولانا غُلام رَسُول مِہر نے نظرِ ثانی کی ہے، میں تلاش کے باوجود یہ اَشْعار نہیں مل سکے۔"

۱۳۔ تکمِیل:

اَرْبابِ سِیَر بعض اَوْقات وَاقِعہ کو اِجْمال سے بیان کر دیتے ہیں۔ اس کی بعض جُزْئِیات کو ترک کر دیتے ہیں۔ ایسا ہی مُصَنِّفِ عَلّام مَخْدُوم ہاشم رحمۃ اللہ علیہ نے کیا۔ لیکن مترجم علام نے ترجمہ کے دَوْران ان جزئِیات کو حاشیہ میں بیان کر دیا ہے جو اَرْبابِ سِیَر نے بالعموم ترک کر دی ہیں۔ ترجمہ میں اس کی متعدد مثالیں موجود ہیں صرف ایک مثال ملاحظہ ہو:

غَزْوَۂ اَبْواء اور غَزْوَۂ وَدّان کے ترجمہ پر مترجِم نے یوں حاشیہ سے بعض جزئِیات کو بیان کیا:

(حاشیہ) "اس غزوہ کے عَلَم بَرْدار سَیِّدُ الشُّہَداء حضرت امیر حَمْزَہ بن عَبْدُالمُطَّلِب رضی اللہ عنہما تھے۔ جھنڈے کا رنگ سفید تھا۔ اس غَزْوَہ کی مَصْرُوفیات کے باعث نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ سے پندرہ روز تک غائب رہے۔ مواہب لدنیہ مع شرح زرقانی۔ ص ۳۹۳، جلد ا

۱۴۔ تفہِیم:

بعض اَلْفاظ جب مُطْلَق اِسْتِعال ہوتے ہیں تو ان سے اِبْہام پیدا ہو سکتا ہے۔ اس کے تعین اور اِبْہام دور کرنے کے لئے مطلق کو کسی صِفَت سے خاص کرنا پڑتا ہے۔ فاضل مترجم نے دس سے زائد مقامات پر اس

ابہام کو حاشیہ میں دور کیا ہے۔

ایک مثال ملاحظہ ہو:

مصنف علام رحمۃ اللہ علیہ نے ۷/بعثت نبوی کے واقعات کے ضمن میں شِعْبِ اَبِیْ طَالِب کے محاصرہ کے اسباب پر بحث کرتے ہوئے لکھا:

(ترجمہ) "اس کا سبب یہ تھا کہ قریش نے جب اپنے دین کا بطلان، نبی کریم ﷺ کے دین کی (روز افزوں) قوت، حضرت عمر فاروق اور حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کا ایمان اور اس سے اسلام کی تائید، مسلمانوں کی ہجرت حبشہ، وہاں نجاشی کے پاس اطمینان سے رہنا اور اس کا ان سے اچھا سلوک کرنا اور ابو طالب نیز بنو ہاشم اور بنو عبدالمطلب سے ان کی برادری کا نبی پاک ﷺ کی مدد اور دفاع کرنا دیکھا تو انہوں نے بنو ہاشم اور بنو مطلب سے بائیکاٹ کرنے اور مکہ مکرمہ سے باہر ایک گھاٹی میں نکال دینے کا معاہدہ کرلیا۔"

اس عبارت میں "مسلمانوں کی ہجرت حبشہ" سے مراد کونسی ہجرت ہے۔ اس ابہام کو مترجم علام نے اپنے حاشیہ میں یوں دور کیا:

حاشیہ "اس سے مراد حبشہ کی جانب دوسری ہجرت ہے۔ کیوں کہ پہلی ہجرت پر روانہ ہونے والے مہاجرین ۵/ بعثت میں واپس آگئے تھے۔ زرقانی علی المواہب۔ ص ۲۷۸، جلد ۱"

بذل القوہ کا یہ اردو ترجمہ آپ کے ہاتھوں میں ہے آپ اسے پڑھتے جائیں اور فاضل مترجم کے حواشی میں آپ کو قیمتی موتی جا بجا نظر آئیں گے۔ تحقیق، تدقیق، تعلیق، تعیین، توضیح، تخریج، تہذیب، تفصیل، تخلیص اور دیگر تالیفی و تحقیقی عنوانات پر مترجم نے سیرت النبی ﷺ سے متعلق بڑی معلومات جمع فرمادی ہیں۔ اگرچہ نفس ترجمہ کے ساتھ ان کا بلا واسطہ کوئی تعلق نہ تھا اور نہ ہی مترجم کی ذمہ داری تھی۔ مگر قارئین کرام کی سہولت کی خاطر مترجم نے خود مشکلات برداشت کی ہیں۔ مختلف مستند مآخذ و مصادر سے رجوع کیا۔ اس طرح یہ حسین گلدستہ آپ کے پیش نظر ہے۔

دعا ہے کہ مولیٰ عزوجل اپنے پیارے حبیبِ کریم ﷺ کے طفیل اس کوشش کو عوام و خواص کے لئے سود مند بنا دے اور مترجم علام اور قارئینِ کرام کے لئے توشۂ آخرت بنائے۔ آمین بجاہ نبیہِ الکریم الرؤف الرحیم ﷺ وآلہ وصحبہ وبارک وسلم۔

کھاریاں ۳۔ ربیع النور ۱۴۱۸/ھ ۹۔ جولائی ۱۹۹۷ء

فقیر محمد جلال الدین قادری (عفی عنہ)

ترجمہ

بذل القوۃ فی حوادث سنی النبوۃ

۶۴ الف

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَللّٰہُ وحدہٗ کے لئے تمام تعریفیں ہیں۔ حضرت خاتم النبیین، آپ کی آل اطہار، صحابہ کرام اور آپ ﷺ کے طریقہ کو اپنانے والوں پر درود و سلام ہو۔

اپنے غنی پروردگار کی رحمت کا محتاج بندہ، محمد ہاشم بن عبدالغفور بن عبدالرحمٰن سندھی، ٹھٹھوی، ہر وقت اور ہر گھڑی اللہ تعالیٰ اس کا کارساز، اس کی حمایت و نصرت اس کے ہمراہ اور ساتھ رہے، عرض گذار ہے کہ یہ مختصر کتاب، نبی کریم ﷺ پر نزول وحی کے تیئس سالوں کے واقعات پر مشتمل ہے۔ جن میں سے تیرہ سال آپ ﷺ نے مکّہ مکرمہ میں بسر فرمائے اور دس سال مدینہ منورہ میں گزارے۔ اس میں آپ ﷺ کے غزوات، سرایا اور ان کے علاوہ دیگر واقعات بیان ہوں گے۔

میں نے "بَذۡلُ الۡقُوَّۃِ فِیۡ حَوَادِثِ سِنِی النُّبُوَّۃِ" نامی اس کتاب کی تصنیف کا آغاز ۵/ ذی الحجہ ۱۱۶۶ھ میں کیا۔

یہ کتاب دو حصوں میں منقسم ہے۔ پہلے حصہ میں ہجرت نبوی سے قبل کے واقعات درج ہوں گے اور دوسرے حصہ میں ہجرت کے بعد کے واقعات مذکور ہوں گے۔ دوسرا حصہ تین ابواب پر مشتمل ہے:

بابِ اول ———— غزواتِ نبویہ

بابِ دوم ———— مہمات و سرایا

بابِ سوم ———— غزوات و سرایا کے علاوہ دیگر واقعات

حِصّہ اوّل

بِعثَتِ نَبوِی سے مدینہ منورہ کی جانب ہجرت تک کے درمیانی سالوں میں وقوع پذیر ہونے والے واقعات

وضاحت:

یہ واضح رہے کہ ہجرت نبوی سے قبل کوئی غَزْوَہ یا سَرِیّہ وقوع پذیر نہیں ہوا کیونکہ اس وقت تک جنگ کرنا مسلمانوں پر حرام تھا لہٰذا اس باب میں ہم غَزوات و سَرَایا کے علاوہ دیگر واقعات درج کرتے ہیں۔ اس حصہ میں صرف ایک باب ہے جو تیرہ فصلوں پر مشتمل ہے۔

باب

فصلِ اوّل

۱/ بعثتِ نبوی (۴۱/ میلادِ نبوی)

(۱) بعثتِ نبوی

اسی سال نبی کریم ﷺ کو نبوت کے ساتھ مَبعُوث فرمایا گیا۔

حضرت علامہ شمس الدین شامی[۱] (صالحی) اپنی سیرت میں تحریر فرماتے ہیں:

"حضرت رَسُولِ اَکرم ﷺ عمرِ مُبارک کے چالیسویں سال کی اِنتہاء پر مَبعُوث ہوئے۔ دوسرے قول کے مُطابق چالیس سال مکمل ہوچکنے کے ایک دن بعد، تیسرے قول کے مُطابق دس دن کے بعد اور چوتھا قول یہ ہے کہ عُمرِ مُبارک کے چالیس سال پورے ہونے کے دو ماہ بعد آپ کی بعثت ہوئی۔"

---

[۱] نام محمد بن یوسف بن علی بن یوسف، دمشق۔ شمس الدین صالحی حنفی برقوقیہ (مصر) میں مدرس تھے ۹۴۲ھ میں وصال فرمایا۔ مصنفات (۱) اَلْاٰیَاتُ الْعَظِیْمَۃُ الْبَاہِرَۃُ فِیْ مِعْرَاجِ سَیِّدِ اَہْلِ الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ۔ (۲) اَلْاِتْحَافُ بِتَمْیِیْزِ مَاتَبِعَ فِیْہِ الْبَیْضَاوِیُّ صَاحِبَ الْکَشَّافِ۔ (۳) سُبُلُ الْہُدٰی وَالرَّشَادِ فِیْ سِیْرَۃِ خَیْرِالْعِبَادِ۔ چار جلدوں میں (یہی کتاب سیرت شامی کے نام سے مشہور ہے۔) (۴) عُقُوْدُ الْجُمَانِ فِیْ مَنَاقِبِ اَبِیْ حَنِیْفَۃَ النُّعْمَانِ۔ (۵) اَلْفَضْلُ الْفَائِقُ فِیْ مِعْرَاجِ خَیْرِالْخَلَائِقِ (۶) اَلْفَضْلُ الْمُبِیْنُ فِی الصَّبْرِ عِنْدَ فَقْدِ الْبَنَاتِ وَالْبَنِیْنَ (۷) مَطَالِعُ النُّوْرِ فِیْ فَضْلِ الطُّوْرِ وَقَمْعِ الْمُعْتَدِی الْکَفُوْرِ (ہدیۃ العارفین ۲/۲۳۶)

ان چار اَقْوال پر تنقید کرتے ہوئے علامہ (شمس الدین) شامی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

"پہلا قول مشہور ہے اس پر عُلَماء کا اتفاق ہے اور یہی صحیح ہے۔"

علامہ زرقانی رحمۃ اللہ علیہ نے مواہب لدنیہ کی شرح میں فرمایا:

یہی صحیح اور درست قول ہے جو صحیح بُخاری [1] اور صحیح مُسلم [2] میں حضرت ابن عَبّاس اور حضرت اَنَس رضی اللہ عنہم سے مروی ہے:

نبی کریم رؤف و رحیم صلی اللہ علیہ وسلم کے بِعْثَت مُبارکہ کے مہینہ میں اختلاف ہے۔

ایک قول یہ ہے کہ آپ کی بِعْثَت ربیع الاول میں ہوئی اور دوسرا قول یہ ہے کہ رَمَضان المُبارک میں آپ کی بعثت ہوئی۔ پہلا قول زیادہ مشہور ہے:

دونوں اَقْوال کے درمیان تَطْبِیق جیسا کہ علامہ زرقانی رحمۃ اللہ علیہ نے مَواہِب لدنیہ کی شرح میں بیان کی، اس طرح کی گئی ہے کہ خوابوں کے ذریعے وحی کی ابتداء ربیع الاول میں ہوئی۔ [3] خوابوں کے ذریعے سے وحی کا سِلْسِلَہ چھ ماہ تک رہا پھر قُرآن مجید کی وحی نازل ہوئی اور غارِ حَراء میں حضرت جبرئیلِ امین علیہ السلام نازل ہوئے۔ یہ رَمضانُ المُبارک کی لَیْلَةُ القَدْر کا واقِعہ ہے۔ جیسا کہ خود اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ۔ الخ (البقرۃ:۱۸۵)

(رمضان المبارک کا مہینہ وہ ہے جس میں قرآن مجید نازل کیا گیا۔)

نیز فرمایا: اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِيْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ ۝ (ہم نے اسے (قرآن کریم کو) لَیْلَةُ القَدْر میں اُتارا۔) (القدر:۱)

---

[1] بخاری شریف میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے ان الفاظ میں مروی ہے اُنْزِلَ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ ابْنُ اَرْبَعِيْنَ جلد ۱ صفحہ ۵۴۳ (نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی نازل ہوئی جب آپ کی عمر مبارک چالیس برس تھی۔)

[2] صحیح مسلم میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے بَعَثَهُ اللّٰهُ عَلٰى رَاْسِ اَرْبَعِيْنَ سَنَةً۔ جلد ۲ صفحہ ۲۶۰ (اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ کی عمر شریف کے چالیسویں سال کے اختتام پر مَبعُوث فرمایا) امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اپنے مؤطا میں اس حدیث کو روایت فرمایا ہے ملاحظہ ہو موطا مع شرح تنویر الحوالک جلد ۳ صفحہ ۱۰۸

[3] ان خوابوں کی کیفیت کے متعلق صحیح بخاری جلد ۲ صفحہ ۷۳۹ میں اس طرح مروی ہے۔ اَوَّلُ مَا بُدِئَ بِهٖ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ فَكَانَ لَا يَرٰى رُؤْيَا اِلَّا جَآءَتْ مِثْلَ فَلَقِ الصُّبْحِ۔ (ترجمہ)۔۔ حضرت رِسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی الٰہیہ کا آغاز سچے خوابوں سے ہوا۔ آپ جو خواب بھی دیکھتے سپیدۂ سحر کی مانند واضح ہو جاتا ان خوابوں کا سِلسِلَہ چھ ماہ تک رہا۔ زرقانی علی المواہب جلد ۱ صفحہ ۲۰۷

اس بارے میں بھی اختلاف ہے کہ مہینے کی کونسی تاریخ کو آپ ﷺ مبعوث ہوئے۔ اس بارے میں مندرجہ ذیل اقوال ہیں:

(ا) ۱۲/ ربیع الاول، (۲) ۲/ ربیع الاول، (۳) ۸/ ربیع الاول ان کے علاوہ اس کے متعلق اور بھی اقوال ہیں۔

پہلا قول مشہور تر ہے:

ایامِ ہفتہ میں سے آپ کی بعثت کے دن میں کوئی اختلاف نہیں آپ پیر کے روز مبعوث ہوئے۔ صحیح مسلم میں حضرت اَبُو قَتَادَہ سے مروی دو مرفوع حدیثوں میں اس کی تصریح موجود ہے۔ [1]

(۲) سچے خواب

اسی سال حضرت رسالت مآب ﷺ پر سچے خوابوں کی شکل میں وحی الٰہیہ کا آغاز ہوا۔ ان خوابوں کی مدت چھ ماہ ہے جیسا کہ ابھی مذکور ہوا۔

(۳) درختوں اور پتھروں کا پیارے آقا ﷺ پر سلام عرض کرنا

بعثتِ نبوی کے اوائل میں درخت اور پتھر آپ ﷺ پر سلام عرض کیا کرتے تھے۔

حضرت جَابِر بن سَمُرَہ رضی اللہ عنہ نبی پاک ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ جن راتوں کو میں مبعوث ہوا میں جس درخت اور پتھر کے پاس سے بھی گذرتا وہ مجھ پر سلام عرض کرتا اور کہتا:

اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ [2] اے اللہ کے رسول ﷺ آپ پر سلام ہے۔

---

[1] پہلی حدیث مبارکہ کے الفاظ یوں ہیں سُئِلَ عَنْ صَوْمِ الْاِثْنَیْنِ قَالَ ذَالِکَ یَوْمٌ وُلِدْتُ فِیْہِ وَیَوْمٌ بُعِثْتُ اَوْ اُنْزِلَ عَلَیَّ فِیْہِ ج ۱-۳۶۸ (ترجمہ) آپ سے پیر کے دن کے روزے کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا یہ وہ بابرکت دن ہے جس میں میری ولادت ہوئی اسی روز میری بعثت ہوئی یا آپ نے فرمایا اسی روز مجھ پر وحی نازل کی گئی۔) دوسری حدیث پاک کے الفاظ اس طرح ہیں سُئِلَ عَنْ صَوْمِ الْاِثْنَیْنِ فَقَالَ فِیْہِ وُلِدْتُ وَفِیْہِ اُنْزِلَ عَلَیَّ صفحہ ۳۶۸/ جلد ۱ (ترجمہ) آپ ﷺ سے پیر کے دن کے روزے کے متعلق دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایا اسی دن میری ولادت ہوئی اور اسی روز مجھ پر وحی نازل کی گئی۔

[2] امام عبدالرحمٰن بن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب الوفا باحوال المصطفٰے صفحہ ۱۶۱ میں اس حدیث کو ذکر فرمایا ہے اور اس میں صراحت ہے کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے اسے نبی کریم ﷺ سے سماعت فرمایا تھا۔

حضور سرورِ کائنات علیہ التحیۃ والثناء والصلوۃ سے یوں بھی مروی ہے کہ آپ نے فرمایا مکہ مکرمہ میں وہ پتھراب بھی موجود ہے جو میری بعثت کی راتوں میں مجھ پر سلام کہتا تھا۔ [1]

اس پتھر کی تعیین میں اختلاف ہے۔ ایک قول ہے کہ وہ حجراسود ہے اور ایک قول ہے کہ وہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے گھر کے قریب ایک اور معروف پتھر ہے۔

(۴) اُم المومنین حضرت خَدِیجَۃُ الکُبریٰ رضی اللہ عنہا کا اسلام لانا

اسی سال اُم المومنین حضرت خَدِیجَۃُ الکُبریٰ رضی اللہ عنہا دولت ایمان سے سرفراز ہوئیں۔ مردوں، عورتوں، غرضیکہ تمام نسل انسانی میں ایمان لانے میں آپ سابق ہیں جیسا کہ کئی علماء نے بیان فرمایا ہے:

ثعلبی، ابن عبدالبراور سہیلی نے اس پر تمام علماء کا اتفاق نقل کیا ہے۔

ابن اثیر نے فرمایا "مسلمانوں کا اجماع ہے کہ ایمان لانے میں کوئی مرد یا عورت آپ سے سبقت نہ لے سکا۔" [2]

نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے کافی عرصہ پہلے ان سے نکاح فرمالیا تھا جب کہ آپ کی عمر مبارک صحیح تر قول کی رو سے پچیس برس تھی اور حضرت خَدِیجَۃُ الکُبریٰ رضی اللہ عنہا کی عمر شریف راجح تر قول کے مطابق چالیس سال تھی۔

آپ رضی اللہ عنہا کی وفات کا ذکر ۱۰/ بعثت نبوی کے واقعات کی فصل میں اسی باب کے اندر آئے گا۔ ان شاء اللہ تعالیٰ۔

(۵) بنات النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ایمان لانا

اسی سال حضور نبی محترم صلی اللہ علیہ وسلم کی چاروں بیٹیاں رضی اللہ عنہن مشرف باسلام ہوئیں۔

۱۔ حضرت زینب رضی اللہ عنہا آپ کی سب سے بڑی لخت جگر   ۲۔ حضرت فاطمۃ الزھراء رضی اللہ عنہا

۳۔ حضرت رُقیہ رضی اللہ عنہا   ۴۔ حضرت اُمِ کلثوم رضی اللہ عنہا

---

[1] علامہ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اس حدیث کو الوفا صفحہ ۱۲۶ میں درج فرمایا ہے علامہ زرقانی رحمۃ اللہ علیہ نے مواہب لدنیہ کی شرح ج ۱ ۲۳۵ میں فرمایا کہ "اس بات کا احتمال ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بدلہ کی خاطر اس سلام کا جواب ارشاد فرماتے ہوں اگرچہ یہ اشیاء مکلفات کی مثل نہیں۔"

[2] الزرقانی علی المواہب اللدنیہ جلد ۲ صفحہ ۲۳

یہ چاروں بیٹیاں رضی اللہ عنہن اس وقت ایمان لائیں جب انکی والدہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا حلقہ بگوشِ اسلام ہوئیں۔ زرقانی نے سیرت ابن اسحاق اور سیرت شامی سے مواہب لدنیہ کی شرح میں اسی طرح نقل فرمایا ہے۔ [1]

اس صورت میں علمائے سیرت کے اس ارشاد:

اِنَّ فَاطِمَةَ بِنْتَ الْخَطَّابِ اَوَّلُ امْرَاَةٍ اَسْلَمَتْ بَعْدَ خَدِيْجَةَ

(ام المومنین حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بعد سب سے پہلے ایمان لانے والی عورت حضرت فاطمہ بنت خطاب رضی اللہ عنہا ہیں۔)

کا معنی یہ ہوگا کہ حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا اور ان کی بیٹیوں کے بعد سب سے پہلے ایمان لانے والی خاتون حضرت فاطمہ بنت خطاب رضی اللہ عنہا ہیں۔

نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بنات طیبات کی وفات مختلف سالوں میں ہوئی۔

حضرت سیدہ رُقیہ رضی اللہ عنہا کا وصال ۲/ ہجری، حضرت سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کا انتقال ۸/ ہجری، حضرت سیدہ اُمّ کلثوم رضی اللہ عنہا کی وفات ۹/ ہجری اور حضرت سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کا وصال ۱۱/ ہجری میں ہوا۔ ان کے سوانح ارتحال کی مناسب تفصیل ان مقامات پر دیکھ لیں (یہاں اس کا موقع نہیں۔)

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ابنائے طاہرین حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کے علاوہ دو ہیں جو حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے بطن سے ہیں جن کے اسمائے گرامی یہ ہیں۔

حضرت قاسم رضی اللہ عنہ یہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سب سے بڑے لختِ جگر تھے۔

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ جن کا لقب طیب اور طاہر ہے۔ ان ہر دو حضرات کی ولادت اور وفات بعثت نبوی سے قبل ہے۔ ایک دوسرے قول کے مطابق ان دونوں کی ولادت اور وفات بعثت کے بعد ہوئی۔ ان کا ایمان والدین کے تابع ان کی ولادت کے سال ہی سے شمار ہوگا۔ ان کی پیدائش اور وفات کے سال کی تعیین مجھے نہیں مل سکی۔

اس بارے میں کوئی اختلاف نہیں کہ ان کی ولادت، وفات اور تدفین مکّہ مکرمہ میں ہوئی۔

نبی محترم صلی اللہ علیہ وسلم کے تیسرے لختِ جگر حضرت سیدنا ابراہیم رضی اللہ عنہ آپ کی لونڈی حضرت ماریہ (قبطیہ) رضی اللہ عنہا

---

[1] الزرقانی شرح المواہب اللدنیہ صفحہ ۱/۲۴۷

کے بطن اقدس سے تھے ان کی ولادت کا ذکر ۸/ ہجری اور رحلت کا ذکر ۱۰/ ہجری کے واقعات میں آئے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ

(۶) حضرت ابُوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا ایمان لانا

مشہور قول کے مطابق اُم المومنین حضرت خَدِیجَۃُ الکُبریٰ رضی اللہ عنہا کے بعد سب سے پہلے ایمان لائے۔ اس بارے میں کسی عالم نے اختلاف نہیں فرمایا کہ مردوں میں سب سے پہلے ایمان لانے والے آپ ہیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے معبوث ہونے سے ایک عرصہ پہلے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے آپ کی تصدیق فرمادی تھی۔ یہ بحیرا راہب کے زمانے کا واقعہ ہے جب جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چچا ابوطالب کے ہمراہ شام کا سفر فرمایا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اس سفر میں ساتھ تھے۔ حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر مبارک اس وقت بارہ برس تھی لیکن اسے تصدیق کہہ سکتے ہیں اسلام نہیں کیونکہ یہ بعثت سے پہلے کا واقعہ ہے اور بعثت کے بعد کا اسلام معتبر ہے۔ مروی ہے کہ پیر کے روز دن کے آغاز پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اسی روز دن کے آخری حصہ میں مشرف بایمان ہوئے۔

(۷) حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کا ایمان لانا

اسی سال حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بعد حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ حلقہ بگوش اسلام ہوئے ایک قول یہ ہے کہ آپ ان سے پہلے ایمان لائے پہلا قول ہی مشہور اور صحیح ہے۔

اس کی تائید علمائے سیرت کا یہ ارشاد کرتا ہے کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ بعثت نبوی کے دوسرے روز منگل کے دن ایمان لائے۔

حضرت خَیثَمَہ (خَ، یُ، ثَ، مَ، ہ) رضی اللہ عنہ اور دیگر علماء کی حضرت علی رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بھی اس کی تصدیق کرتی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ "حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اسلام میں مجھ سے سبقت لے گئے۔" علاوہ ازیں بوقت اسلام حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ ابھی نابالغ تھے اس بارے میں کوئی اختلاف نہیں لیکن عمر میں اختلاف ہے ایک قول ہے کہ بوقت ایمان آپ دس برس کے تھے، ایک قول یہ ہے کہ آٹھ برس کے تھے اور ایک قول کے مطابق آپ کی عمر اس وقت پانچ برس تھی۔ قولِ اول صحیح تر ہے اور اسی پر اعتماد ہے جس کی دلیل یہ ہے کہ علمائے سیرت نے بیان فرمایا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی ولادت حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر شریف کے تیسویں برس میں ہوئی جیسا کہ سیرت اور تاریخ کی کتابوں میں تفصیل کے ساتھ مذکور ہے۔

(۸) حضرت زَید بن حارِثہ بن شَراحِیل [۱] کَلبی رضی اللہ عنہ کا ایمان لانا

اسی سال حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے آزاد کردہ غلام، منہ بولے بیٹے اور محبوب صحابی حضرت زَید بن حارِثہ رضی اللہ عنہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے بعد مشرف بہ اسلام ہوئے۔

(۹) سابقین اولین صحابہ رضی اللہ عنہم کی کثیر تعداد کا مشرف بہ ایمان ہونا

قدیم الاسلام صحابہ رضی اللہ عنہم کی کثیر تعداد اسی سال حلقہ بگوش ایمان ہوئی۔ جن میں حضرت عثمان بن عفّان، حضرت زُبیر بن عَوّام، حضرت سَعد بن اَبِی وَقّاص، حضرت عبدالرحمٰن بن عوف اور حضرت طَلحَہ بن عُبَید اللہ رضی اللہ عنہم شامل ہیں ان پانچ نفوس قدسیہ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دست اقدس پر ایمان قبول کیا اور آپ ہی نے انہیں دربار رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں پیش کیا۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے انہوں نے اپنے ایمان کا اقرار فرمایا۔

(۱۰) مؤذن رسول حضرت بِلال بن رَباح رضی اللہ عنہ کا ایمان قبول فرمانا

مؤذن رسول حضرت بِلال بن رَباح رضی اللہ عنہ بھی اسی سال ایمان لائے آپ کو اسلام میں سب سے پہلا مؤذن ہونے کا اعزاز حاصل ہے آپ کی والدہ حضرت حمامہ رضی اللہ عنہا بھی مشرف باسلام ہوئیں اسی وجہ سے آپ کو بلال بن حمامہ کہا جاتا ہے۔ یہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام ہیں آپ نے انہیں بنو جُمَح (جُ، مَ، ح) کے مشرک آقاؤں سے نو اوقیہ سونے کے عوض خریدا اور راہ خدا میں آزاد کردیا۔

(۱۱) حضرت عامِر بن فُہَیرہ رضی اللہ عنہ کا ایمان لانا

اسی سال حضرت عامِر بن فُہَیرہ رضی اللہ عنہ (فُ، ہَ، یُ، رَ، ہ) ایمان لائے یہ بھی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام تھے۔

(۱۲) حضرت اَبُو ذَرّ غِفارِی رضی اللہ عنہ کا حلقہ بگوش اسلام ہونا

حضرت اَبُو ذَرّ غِفارِی رضی اللہ عنہ اسی سال مشرف با یمان ہوئے ان کا اسم گرامی جُندَب بن جُنادَہ تھا۔ اسلام قبول کرنے میں ان کا پانچواں نمبر ہے۔ ایک قول کے مطابق ان کا چوتھا نمبر ہے۔

---

[۱] حضرت زید رضی اللہ عنہ کے دادا کا نام الاصابہ جلد ۱/ صفحہ ۵۶۳ اور الاستیعاب جلد ۱/ صفحہ ۵۴۴ میں شراحیل تحریر ہے۔ سیرت ابن ہشام جلد ۱/ صفحہ ۲۶۵ جلد ۲/ صفحہ ۳۲۴، ۳۲۵ میں شرحبیل لکھا ہے۔

(۱۳) حضرت اُنَیس بن جُنادہ رضی اللہ عنہ کا ایمان لانا

حضرت اَبُو ذَرّ غِفاری رضی اللہ عنہ کے برادر اکبر حضرت اُنَیس بن جُنادہ رضی اللہ عنہ ان سے چند روز قبل ایمان لائے زاں بعد دونوں برادر اپنی قوم بنی غِفار کی جانب واپس آگئے۔ قبیلہ بنی غِفار حرمین شریفین کے درمیان آباد تھا۔ دونوں بھائی اپنے قبیلہ ہی میں قیام پذیر رہے۔ جب حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ خَندق سے فارغ ہوئے حضرت اَبُوذَرّ رضی اللہ عنہ ہجرت کر کے مدینہ منورہ آگئے اور وصال نبوی تک وہیں سکونت پذیر رہے۔

(۱۴) حضرت اَبُو فُہَیکَہ رضی اللہ عنہ کا ایمان لانا

اسی برس اُمیہ بن خلف کے غلام حضرت اَبُو فُہَیکَہ (فُ، ہَ، یُ، کَ، ہ) ایمان لائے۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ اور یہ دونوں ایک ہی دن ایمان لائے۔

(۱۵) حضرت عَمّار بن یَاسِر رضی اللہ عنہ اور ان کے خاندان کا ایمان لانا

اسی سال حضرت عَمّار بن یاسِر، ان کے بھائی حضرت عَبْدُ اللہ بن یاسِر، ان کے والد حضرت یَاسِر بن عامِر، انکی والدہ سُمَیّہ (سُ، مَ، یَّ، ہ تصغیر کے صیغہ کے ساتھ) بنت سلم رضی اللہ عنہا لائے، ایک قول کے مطابق حضرت سمیہ رضی اللہ عنہا کے والد کا نام خُبّاط (خُ، بَ، ا، ط) ہے۔ حضرت عَمّار رضی اللہ عنہ اپنے بھائی اور والدین کے ساتھ اَبُو حُذَیفہ بن مُغِیرہ کے حلیف تھے۔ حضرت عَمّار اور حضرت صُہَیب رضی اللہ عنہما (جن کا ذکر ابھی آرہا ہے) نے ایک ہی دن ایمان قبول فرمایا۔ اس کے بعد قریب ہی حضرت عَمّار رضی اللہ عنہ کے والدین اور بھائی مسلمان ہوگئے۔

(۱۶) حضرت صُہَیب بن سِنان رضی اللہ عنہ کا ایمان قبول فرمانا

حضرت صُہَیب (صُ، ہَ، یُ، ب، تصغیر کے صیغہ کے ساتھ) بن سِنان رومی رضی اللہ عنہ اسی برس دولت ایمان سے مالا مال ہوئے۔ ایک قول یہ ہے کہ آپ تیس سے کچھ زائد افرادِ قُدسیہ کے بعد اس وقت ایمان لائے جب کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم دارِ اَرقَم بن اَبِی اَرقَم میں قیام پذیر تھے لیکن یہ دوسرا قول ضعیف ہے۔

(۱۷) حضرت خبّاب بن اَرَتّ رضی اللہ عنہ کا ایمان لانا

اسی سال حضرت خَبّاب بن اَرَتّ جو بنی زُہرہ کے حلیف اور قبیلہ بنو تَمِیم سے تعلق رکھتے تھے، ایمان لائے ایک قول کی رو سے آپ کا قبیلہ بَنُو خُزَاعَہ ہے۔ ایمان لانے میں آپ کا چھٹا نمبر ہے۔

(۱۸) حضرت مُصعَب، حضرت عَیَّاش، حضرت اَرقَم، حضرت عُثمان، حضرت قُدامہ اور حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہم کا ایمان لانا

اسی برس حضرت مُصعَب بن عُمَیر بن ہاشم قُرشی عَبدَری رضی اللہ عنہ، حضرت عَیَّاش بن اَبِی رَبِیعَہ قُرشی مَخزُومِی رضی اللہ عنہ، حضرت اَرقَم بن اَبِی اَرقَم، قُرشی مَخزُومِی رضی اللہ عنہ، حضرت عُثمان بن مَظعُون رضی اللہ عنہ، ان کے دو بھائی حضرت قُدامہ بن مَظعُون رضی اللہ عنہ اور حضرت عَبدُاللہ بن مَظعُون رضی اللہ عنہ مشرف بایمان ہوئے۔ ان چھ حضرات میں سے چار حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر ایمان لائے۔ حضرت اَرقَم رضی اللہ عنہ کے ایمان پر (اس کے بعد عنقریب) ہم دوبارہ گفتگو کریں گے۔

(۱۹) حضرت اَبُوعُبَیدَہ بن جَرَّاح رضی اللہ عنہ کا ایمان لانا

حضرت اَبُو عُبَیدَہ عامِر بن عبداللہ بن جَرَّاح قُرشی فِہرِی رضی اللہ عنہ بھی اسی برس ایمان لائے۔ انہیں بارگاہ رسالت سے "اَمِینُ ہٰذِہِ الْاُمَّہ" کا لقب عطا ہوا۔

(۲۰) حضرت اَبُو سَلَمَہ عَبدُاللہ بن عَبدُالاَسد رضی اللہ عنہ کا ایمان لانا

حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پھوپھی زاد حضرت اَبُوسَلَمَہ عبداللہ بن عَبدُالاَسد قُرشی مَخزُومِی رضی اللہ عنہ نے بھی اسی برس ایمان قبول فرمایا' ان کی والدہ بَرَّہ (بَ، رَّ، ہ) بنت عَبدُالمُطَّلِب تھیں۔ دس مسلمانوں کے بعد ایمان لائے اس طرح ایمان لانے میں ان کا نمبر گیارھواں ہے۔

(۲۱) حضرت عَامِر بن اَبِی وَقَّاص رضی اللہ عنہ کا ایمان قبول کرنا

حضرت سَعد بن اَبِی وَقَّاص رضی اللہ عنہ کے بھائی حضرت عَامِر بن اَبِی وَقَّاص رضی اللہ عنہ بھی اسی سال مشرف بایمان ہوئے۔

علامہ ابن اثیر نے اسد الغابہ میں فرمایا کہ حضرت عامِر رضی اللہ عنہ دس مردوں کے بعد ایمان لائے۔

(۲۲) حضرت عَبدُاللہ بن مَسعُود اور حضرت عُبَیدَہ بن حَارِث رضی اللہ عنہم کا مشرف باسلام ہونا

حضرت عَبدُاللہ بن مَسعُود ہذلی رضی اللہ عنہ اور حضرت عُبیدہ (عُ، بَ، یْ، دَ، ہ) بن حارِث بن مُطَّلِب بن عَبدِ مَناف قُرشی مُطَّلِبی رضی اللہ عنہ بھی اسی سال مسلمان ہوئے۔

(۲۳) حضرت جَعفَر بن اَبِی طَالِب، حضرت سَعِید اور حضرت خُنَیس رضی اللہ عنہم کا ایمان لانا

اسی سال نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا زاد حضرت جَعفَر بن اَبِی طَالِب رضی اللہ عنہ، حضرت سَعِید بن زَید رضی اللہ عنہ، جو

عشرہ مبشرہ میں سے ایک ہیں اور حضرت خُنَیس بن حُذَافہ سَہمی رضی اللہ عنہ مشرف بایمان ہوئے۔

(۲۴) حضرت مُعَیقِیب دَوسی رضی اللہ عنہ کا ایمان لانا

سَعِید بن اَبِی العَاصِ کے آزاد کردہ غلام حضرت مُعَیقِیب بن اَبی فاطِمہ دَوسی رضی اللہ عنہ نے بھی اسی سال اسلام قبول فرمایا۔

(۲۵) حضرت وَرَقہ بن نوفَل رضی اللہ عنہ کا مشرف باسلام ہونا

اسی سال حضرت وَرَقہ بن نوفَل بن اَسد بن عَبدُالعُزّیٰ بن قُصَیّ بن کِلَاب رضی اللہ عنہ ایمان لائے یہ حضرت اُم المومنین خَدِیجَۃُ الکُبریٰ رضی اللہ عنہا کے چچا زاد بھائی تھے۔ حضرت خَدِیجَۃ رضی اللہ عنہا کا نسب اس طرح ہے۔ خَدِیجَۃ بنت خُوَیلِد بن اَسد بن عَبدُالعُزّیٰ۔ اس طرح یہ اُم المومنین حضرت خَدِیجَۃُ الکُبریٰ رضی اللہ عنہا کے حقیقی چچا زاد تھے۔

حضرت خَدِیجَۃُ الکُبریٰ رضی اللہ عنہا حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کو لے کر حضرت وَرَقہ رضی اللہ عنہ کے پاس تشریف لائیں انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا آپ پر وحی کیسے نازل ہوتی ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو دیکھا تھا انہیں بتایا اس واقعہ کے بعد حضرت وَرَقہ رضی اللہ عنہ ایمان لے آئے یہ ان علماء کی رائے کے مطابق ہے جو حضرت وَرَقہ رضی اللہ عنہ کے ایمان کے قائل ہیں۔ ایمان اور عدم ایمان دونوں اقوال میں یہی زیادہ صحیح ہے۔

اسی لئے علامہ زرقانی رحمۃ اللہ علیہ نے مواہب لدنیہ کی شرح میں فرمایا حضرت وَرَقہ رضی اللہ عنہ یقیناً صحابی رسول ہیں [1] آپ کی وفات کا ذکر ہم ۴/ نبوی کے واقعات میں کریں گے ان شاء اللہ تعالیٰ۔

(۲۶) حضرت اَرقَم رضی اللہ عنہ کا ایمان لانا

اسی سال قبیلہ قریش کی شاخ بنی مَخزُوم سے تعلق رکھنے والے مشہور صحابی حضرت اَرقَم بن اَبِی اَرقَم رضی اللہ عنہ مشرف بایمان ہوئے علامہ زرقانی علیہ الرحمۃ نے مواہب لدنیہ کی شرح [2] میں لکھا ہے۔

حضرت اَرقَم رضی اللہ عنہ سات یا دس صحابہ کے بعد مشرف بایمان ہوئے۔

---

[1] زرقانی علی المواہب اللدنیہ جلد ۱/ صفحہ ۲۴۳

[2] زرقانی علی المواہب اللدنیہ جلد ۱/ صفحہ ۲۴۶ زرقانی کے الفاظ یوں ہیں قِیلَ اَسلَمَ بَعدَ عَشرَۃٍ وَفِی المُستَدرَکِ اَسلَمَ سَابِعَ سَبعَۃٍ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت اَرقَم رضی اللہ عنہ چھ صحابہ کے بعد ایمان لائے اور آپ رضی اللہ عنہ کے ایمان لانے سے ان کی تعداد سات ہو گئی۔ اس طرح مصنف علیہ الرحمۃ کا فرمانا کہ سات صحابہ کے بعد ایمان لائے درست نہیں۔

(۲۷) حضرت خَالِد بن سَعِید رضی اللہ عنہ کا ایمان قبول کرنا

حضرت خَالِد بن سَعِید بن عَاص بن اُمَیَّہ قُرَشِی اموی بھی اسی سال ایمان لائے۔

ابن اثیر نے اسد الغابہ اور زرقانی نے مواہب لدنیہ کی شرح میں لکھا۔ ایمان لانے میں ان کا پانچواں یا چوتھا نمبر ہے۔ اس وجہ سے ان کے باپ نے انہیں سزا دی ان کا کھانا دانہ بند کر دیا اس بنا پر وہ حبشہ کی جانب دوسری ہجرت میں دیگر مہاجرین کے ہمراہ چلے گئے اور وہیں اقامت پذیر رہے یہاں تک کہ جب نبی کریم ﷺ خَیبر میں تھے تو آپ حضرت جَعفر بن اَبِیْ طَالِب رضی اللہ عنہ کے ساتھ دو کشتیوں میں آگئے۔ پھر عُمرۃُ القضا اور دوسرے غزوات مثلاً فتح مکہ، غزوہ حُنَین، غزوہ طَائف اور غزوہ تَبُوک میں حضور نبی اکرم ﷺ کے ہمرکاب رہے۔

آپ کی بیٹی جن کی کنیت اُمِّ خَالد تھی، حبشہ میں پیدا ہوئیں، ان کا نام اَمَہ (ا، مَ، ہ میم پر تشدید کے بغیر) تھا بچپنے میں جب وہ اپنے والد ماجد کے ہمراہ ہجرت کر کے مدینہ منورہ پہنچیں تو حضور نبی محترم ﷺ نے انہیں زرد رنگ کی قمیص پہنائی تھی اور فرمایا تھا یَا اُمَّ خَالِد سَنَہ سَنَہ، سَنَہ سَنَہ حبشی زبان کا لفظ ہے جس کا معنے ہے بہت خوب بہت خوب۔ جیسا کہ صحیح بخاری اور دیگر کتابوں میں مذکور ہے۔

(۲۸) حضرت عُتبہ مَازِنی رضی اللہ عنہ کا ایمان لانا

اسی سال حضرت عُتبہ بن غَزوَان مَازِنی رضی اللہ عنہ جو مَازِن قیس عیلان سے تعلق رکھتے تھے ایمان لائے۔

بعض علماء فرماتے ہیں کہ ایمان لانے میں وہ چھٹے ہیں۔

(۲۹) حضرت مِقدَاد کندی رضی اللہ عنہ کا مشرف بایمان ہونا

حضرت مِقدَاد بن [1] عَمرِو کندی رضی اللہ عنہ بھی اسی سال دولت ایمان سے مالا مال ہوئے آپ کو مِقدَاد بن اَسوَد بھی کہا جاتا ہے۔ کیوں کہ آپ اَسوَد بن عَبدِ یَغُوث زُهرِی کے حلیف تھے اَسوَد نے آپ کی والدہ سے نکاح کر لیا اور حضرت مقداد رضی اللہ عنہ اسی کی گود میں پلے بڑھے۔

بعض علما کا کہنا ہے حلقہ بگوش اسلام ہونے میں آپ کا آٹھواں نمبر ہے۔

---

[1] صحیح مِقدَاد بن عَمرو ہے جیسا کہ سیرت ابن ہشام جلد ۱/ صفحہ ۳۴۸ - ۳۸۹، جلد ۲/ صفحہ ۲۲۴، ۲۵۳، ۳۲۸، جلد ۳/ صفحہ ۳۲۴ میں ہے۔

(۳۰) حضرت فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کی ہمشیرہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا ایمان قبول کرنا

حضرت عمر بن خطّاب رضی اللہ عنہ کی ہمشیرہ حضرت فاطمہ بنت خطّاب رضی اللہ عنہا نے بھی اسی سال ایمان قبول فرمایا:
اُم المومنین حضرت خدیجۃُ الکبریٰ رضی اللہ عنہا اور آپ کی بیٹیوں کے بعد یہ اولین عورت ہیں جو مشرف بہ اسلام ہوئیں۔ اس طرح بالغ مستورات میں سے ایمان لانے میں آپ کا دوسرا نمبر ہے۔
آپ کے بھائی حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ ۶/ نبوی میں ایمان لائے جس کا ذکر اپنے موقعہ پر آئے گا۔

(۳۱) حضرت سُمیّہ رضی اللہ عنہا کا ایمان لانا

حضرت سُمیّہ (سُ + مَ + یَّ + ہ تصغیر کے صیغہ کے ساتھ) بنت خُبّاط اسی سال ایمان لائیں آپ حضرت عمّار بن یاسر رضی اللہ عنہ کی والدہ ماجدہ ہیں جن کا ذکر گذر چکا ہے۔

(۳۲) حضرت اُمِ ایمن رضی اللہ عنہا کا ایمان لانا

حضرت اُمِّ ایمن حبشیہ رضی اللہ عنہا جو حضرت سرکارِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی دایہ تھیں۔ اسی سال مشرف بایمان ہوئیں ان کا نام برکہ (ب + ر + ک + ہ) تھا اور حضرت اُسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کی والدہ تھیں۔

(۳۳) حضرت اُمِّ فضل رضی اللہ عنہا کا ایمان لانا

حضرت عبّاس بن حضرت عبدُ المُطّلب رضی اللہ عنہما کی زوجہ حضرت اُمِّ فضل رضی اللہ عنہا بھی اسی سال ایمان لائیں ان کا اسم گرامی لُبابہ (لُ، ب، ا، ب، ہ) تھا اور حضرت عبداللہ بن عبّاس رضی اللہ عنہما کی والدہ تھیں۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہما ان سے عرصہ دراز کے بعد ایمان لائے ان کے ایمان کا ذکر ۲/ھ اور ۸/ھ کے واقعات میں آئے گا کیونکہ ان کے ایمان میں دو مختلف قول ہیں۔
بعض علماء فرماتے ہیں کہ اُم المومنین حضرت خدیجۃُ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے بعد ایمان لانے والی سب سے پہلی عورت حضرت اُمِّ فضل رضی اللہ عنہا ہیں لیکن صحیح تر یہ ہے کہ آپ کے بعد سب سے پہلے مشرف بہ ایمان ہونے والی عورت حضرت فاطمہ بنت خطّاب رضی اللہ عنہا ہیں جیسا کہ اوپر بیان کیا جا چکا ہے۔ بلکہ حضرت اُمِّ فضل رضی اللہ عنہا سے حضرت فاطمہ بنت خطّاب، حضرت سُمیّہ، حضرت اُم عمّار اور حضرت اُمِّ ایمن رضی اللہ عنہن کو ایمان میں سبقت حاصل ہے۔

(۳۴) حضرت اَسماء بنت ابُوبکر صِدِّیق رضی اللہ عنہا کا ایمان لانا

اسی سال حضرت اَسماء بنت ابُوبکر صدیق رضی اللہ عنہا ایمان لائیں آپ کو ذاتُ النِطاقین [1] کہا جاتا ہے۔ بوقت ایمان ان کی عمر سات برس تھی، کیونکہ آپ کی ولادت ۳۴ / میلاد نبوی میں ہوئی۔ حضرت عائشہ صِدِّیقہ رضی اللہ عنہا سے آپ دس برس بڑی ہیں۔

حضرت اَسماء رضی اللہ عنہا اٹھارہ نفوسِ قُدسیہ کے بعد مشرف باسلام ہوئیں۔

(۳۵) حضرت اُمِّ عَبد رضی اللہ عنہا کا حلقہ بگوش اسلام ہونا

حضرت اُم عَبد بنت عَبدِ وُد رضی اللہ عنہا بھی اسی سال ایمان لائیں یہ حضرت عَبدُاللہ بن مَسعُود ہذلی رضی اللہ عنہ کی والدہ ماجدہ ہیں۔

(۳۶) شیاطین پر شِہَاب ثَاقِب اور ستاروں کی بارش

بعثت نبوی سے قبل شیاطین آسمانوں پر جا کر عالم بالا کی گفتگو کھلے بندوں اور چھپ کر سنتے تھے لیکن اس سال ان پر آگ کے انگاروں اور ستاروں کی بارش ہر سمت سے شروع ہو گئی۔

علامہ گازرونی نے اپنی سیرت میں لکھا کہ بعثت نبوی سے بیس روز بعد ان پر آگ کے انگاروں کی بارش شروع ہو گئی۔

(۳۷) سورہ اِقرأ کی پہلی پانچ آیتوں کا نزول

اسی برس کے ماہ رمضان المبارک کی لیلۃ القدر میں حضرت جبرائیل امین علیہ السلام قرآن مجید (کی چند آیتیں) لے کر آپ پر نازل ہوئے جیسا کہ قرآن مجید میں ہے۔

شَهۡرُ رَمَضَانَ الَّذِیۡۤ اُنۡزِلَ فِیۡهِ الۡقُرۡاٰنُ　　البقرۃ - ۱۸۵

رمضان المبارک وہ بابرکت مہینہ ہے جس میں قرآن مجید اتارا گیا۔

نیز فرمایا: اِنَّاۤ اَنۡزَلۡنٰهُ فِیۡ لَیۡلَةِ الۡقَدۡرِ　　ہم نے اسے لیلۃ القدر میں نازل فرمایا۔ (القدر - ۱)

---

[1] سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ہم نے ہجرت نبوی کے لئے نہایت سرعت اور جلدی میں سامان سفر اور زاد راہ تیار کیا تھا۔ ہمارے پاس اس وقت ایسی کوئی ڈوری نہ تھی جس سے زادِ راہ کو باندھتے اَسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا نے اپنا کمربند کھولا عرب عورتوں کی عادت تھی کہ وہ تہبند کے اوپر کمربند باندھتی ہیں پھر اس کمربند کے دو ٹکڑے کئے ایک سے توشہ دان باندھا اور دوسرے ٹکڑے سے کمر باندھی اس بنا پر ان کو ذَاتُ النِّطَاقَین یعنی دو کمربند والی کہتے ہیں۔ مدارج النبوت اردو ترجمہ ۲/ ۹۷

حضرت جبریل علیہ السلام نے سورۂ اِقْرَاء کی یہ پانچ آیات آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچائیں۔

اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ ○ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ ○ اِقْرَاْ وَرَبُّكَ الْاَكْرَمُ ○ الَّذِیْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ○ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَالَمْ یَعْلَمْ ○ العلق - ۱تا۵

(اپنے پروردگار کے نام سے پڑھیے جس نے ساری مخلوق کو پیدا فرمایا۔ انسان کو جمے ہوئے خون سے تخلیق فرمایا۔ پڑھیے آپ کا پروردگار سب سے زیادہ کرم کرنے والا ہے۔ جس نے قلم کے ذریعہ تعلیم دی۔ انسان کو وہ کچھ سکھا دیا جو وہ نہ جانتا تھا۔)

نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ پانچ آیتیں پڑھیں یہی قرآن مجید کا وہ حصہ ہے جو سب سے پہلے آپ پر نازل کیا گیا۔ جیسا کہ صحیح بخاری اور دیگر کتابوں کی صحیح حدیثوں میں مذکور ہے۔

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا یہی درست ہے اسی پر جمہور متقدمین و متاخرین علماء متفق ہیں۔

وہ روایات ضعیف ہیں جن میں مذکور ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر اولین نازل ہونے والی وحی سورۂ فاتحہ ہے یا سورۂ مُدَثِّر ہے، بلکہ امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے ان روایات کے باطل ہونے کا فیصلہ دیا ہے۔

اس سال لیلۃُ القدر کونسی تاریخ کو تھی اس میں اختلاف ہے اکثر علماء فرماتے ہیں کہ سترہ [1] تاریخ تھی۔ بعض فرماتے ہیں اٹھارہ تھی بعض کے نزدیک چوبیس اور بعض کے نزدیک ستائیس تھی۔

(۳۸) حضرت جبریل علیہ السلام کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھینچنا۔

اِسی سال، جب جبریل امین علیہ السلام آپ پر نازل ہوئے تو اُنھوں نے آپ کو تین مرتبہ بھینچا حتیٰ کہ ہر دفعہ اپنی پوری طاقت صرف کر دی جیسا کہ صحیح بخاری اور دوسری کتابوں میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی حدیث میں تفصیل سے مروی ہے۔

حضرت جبرائیل علیہ السلام نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو تکرار کے ساتھ اِس لئے بھینچا کہ آپ کو عام لوگوں کے حکم سے نکال دیا جائے، آپ کے قلبِ اَطہر سے صفاتِ بشریّت خارج کر کے صِفاتِ مَلکیّت بھر دی جائیں، انوارِ

---

[1] اس وقت قمری حساب سے آپ کی صحیح عمر چالیس سال چھ ماہ آٹھ یوم تھی یہ تاریخ ۶۔اگست ۶۱۰ء کے مطابق تھی۔ "محمد رسول اللہ" (اردو ترجمہ) صفحہ ۱۰۶۔ پہلے مذکور ہو چکا ہے کہ آپ کی بعثت اس وقت ہوئی جب آپ کی عمر شریف پورے چالیس برس ہوئی۔ وحی کا آغاز سچے خوابوں سے ہوا جس کا سلسلہ چھ ماہ تک جاری رہا۔ اَوَّلُ مَابُدِئَ بِهٖ مِنَ الْوَحْیِ الرُّؤْیَا الصَّالِحَةُ وَحَكَی الْبَیْهَقِیُّ اِنَّ مُدَّتَهَا سِتَّةُ اَشْهُرٍ زرقانی علی المواہب ج ۱/ ۲۰۷

نبوت اور ایمان (کا اعلیٰ ترین مرتبہ جو آپ کی ذاتِ بابرکات کے شایانِ شان ہے) اس میں ڈال دیا جائے۔

(۳۹) وضو اور نماز کے طریقہ کی تلقین اور دو نمازوں کا فرض ہونا

اِسی سال قرآنِ مجید کی پہلی وحی لے کر جب حضرت جبریل امین علیہ السلام غارِ حراء میں نازل ہوئے اور سورۂ اِقرأ کی پانچ آیتیں لائے جیسا کہ ہم نے ذکر کیا ہے۔ قرآن مجید کی آیات پہنچانے کے بعد حضرت روح الامین علیہ السلام غار سے باہر آئے اپنی ایڑی کو (زمین پر) مارا تو اس سے پانی پھوٹ پڑا جو ایک چشمہ کی شکل اختیار کر گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو وضو اور نماز کی ترکیب اِس طرح بتائی کہ پہلے جبریل امین علیہ السلام نے وضو کر کے دو رکعتیں ادا فرمائیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم یہ دیکھ رہے تھے۔ حضرت جبریل امین علیہ السلام کی فراغت پر آپ نے بھی اسی طرح کیا جیسا حضرت جبریل علیہ السلام نے کیا تھا۔ اس وقت جس نماز کا آپ کو حکم دیا گیا وہ (چار رکعتیں تھیں) دو رکعت صبح کے وقت اور دو عصر کے وقت۔ یہ چار رکعتوں کی فرضیت کا معاملہ اسی طرح باقی رہا یہاں تک کہ معراج کی رات اللہ تعالیٰ نے پانچ نمازیں فرض فرما دیں۔ جس کا بیان ۱۲/ بعثت نبوی کے واقعات میں ان شاء اللہ آئے گا۔

(۴۰) حضرت جبریلِ امین علیہ السلام کا اپنی اصلی شکل میں نازل ہونا

اولین وحی کے وقت جناب جبریل امین علیہ السلام مرد کی صورت میں نازل ہوئے تھے۔ اس وجہ سے نبی کریم رؤف و رحیم صلی اللہ علیہ وسلم کو (بقول مصنف) تردد تھا کہ وہ فرشتے ہیں یا جن [1]۔ حضرت سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی آرزو تھی کہ فرشتہ اپنی ملکی صورت میں نازل ہو تاکہ آپ کا یہ تردد زائل ہو۔

ایک دفعہ جب حضرتِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم حراء اور مکّہ مکرمہ کے درمیان تھے جبریل امین علیہ السلام، زمین و آسمان کے درمیان مُعلّق کرسی پر بیٹھ کر آپ پر نازل ہوئے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مرعوب ہو گئے یہاں

---

[1] علامہ قسطلانی اور علامہ زرقانی نے فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یقین تھا کہ حضرت جبریل اللہ تعالیٰ کی جانب سے نازل ہونے والے فرشتے ہیں جن نہیں اور اس یقین کی دو وجوہات بیان فرمائیں۔ (۱) اللہ تعالیٰ نے جبریل امین علیہ السلام کے ہاتھوں ایسے معجزات صادر فرمائے جن کی بدولت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہونا یقین فرما لیا۔ اور ان کا ذکر امت کے سامنے اس لئے نہ فرمایا کہ ان کے عُقُول سے یہ برتر تھے یا امت کی کوئی غرض ان سے متعلق نہ تھی۔ (۲) اللہ تعالیٰ نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے دل میں ایسا علم تخلیق فرما دیا جس کی بدولت آپ کو یہ یقین ہو گیا کہ جبریل امین علیہ السلام اللہ تعالیٰ کی جانب سے نازل ہونے والے فرشتے ہیں۔ جن یا شیطان نہیں ہیں جس طرح کہ اللہ تعالیٰ جناب روح الامین علیہ السلام کی ذاتِ بابرکات میں یہ علم تخلیق فرما دیتا کہ کلام فرمانے والا رب تعالیٰ ہے اور بھیجنے والا اللہ تعالیٰ کے سوا اور کوئی نہیں۔ مواہب لدنیہ مع شرح زرقانی جلد ۱/ ۲۱۸

تک کہ آپ کا قلبِ اطہر نیز کندھے اور گردن کا درمیانی گوشت کانپنے لگا۔ [1] جب آپ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے پاس پہنچے تو آپ نے فرمایا "زَمِّلُوْنِیْ زَمِّلُوْنِیْ" مجھے کمبل اوڑھاؤ، مجھے کمبل اوڑھاؤ۔ ایک روایت میں ہے۔ "دَثِّرُوْنِیْ دَثِّرُوْنِیْ" مجھے چادر اوڑھاؤ۔ مجھے چادر اوڑھاؤ آپ کو کمبل اوڑھایا گیا جب مرعوبیت کی حالت ختم ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے یہ پانچ آیات آپ پر اُتاریں۔

یٰاَیُّهَا الْمُدَّثِّرُ ۝ قُمْ فَاَنْذِرْ ۝ وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ ۝ وَثِیَابَكَ فَطَهِّرْ ۝ وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ ۝ المدثر۔ ۱تا۵

اے چادر زیب تن فرمانے والے! اٹھئے پھر لوگوں کو خوفِ خدا دلایئے۔ اپنے پروردگار کی بڑائی بیان کیجئے، اپنے کپڑے پاک رکھئے اور حسب سابق بتوں کو چھوڑے رہیئے۔

(۴۱) سورۂ مُدَّثِّر کی پہلی پانچ آیات کا نزول

سورۂ مدثر کی پہلی پانچ آیات کا نزول اسی سال ہوا جیسا کہ ابھی ذکر کر دیا گیا ہے۔

(۴۲) حضرت اُم المومنین خدیجہ رضی اللہ عنہا کا آپ کو تسلی دینا

جب اُم المومنین حضرت خَدِیْجَةُ الکُبریٰ رضی اللہ عنہا نے آپ کا خوف اور ڈر ملاحظہ فرمایا تو آپ سے عرض کرنے لگیں۔

نہیں نہیں شیطان کا آپ پر غلبہ نہیں ہو سکتا۔ قسم بخدا اللہ تعالیٰ کبھی بھی آپ کو مبتلائے غم نہ فرمائے گا۔ آپ صلہ رحمی کرتے ہیں، سچی بات کہتے ہیں، مہمان نوازی کرتے ہیں، ضعیف و ناتواں لوگوں کا بوجھ اُٹھاتے ہیں، راہِ حق میں پیش آنے والی تکالیف پر مدد کرتے ہیں۔ یہ واقعہ بھی اِسی سال پیش آیا۔

(۴۳) حضرت رِسالتِ مآب صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت وَرَقہ رضی اللہ عنہ کے پاس تشریف لانا

جب اُم المومنین حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے آپ کو کمبل اوڑھایا تو آپ کے قلبِ اطہر کو اطمینان نصیب

---

[1] نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر جو حالت اس وقت طاری ہوئی روایاتِ حدیث میں اس کو مختلف الفاظ سے بیان کیا گیا، جن کا ماحَصَل یہ ہے کہ جسمِ اطہر پر کپکپی اور قلبِ اطہر پر خوف، خشیت اور رعب طاری تھا۔ اس کیفیتِ جسمانی و قلبی کا باعث کیا تھا۔ علامہ قسطلانی نے مواہب لدنیہ میں فرمایا کہ یہ خوف حضرت جبرئیل امین علیہ السلام کو اس پُرہیبت حالت میں دیکھنے کے باعث نہ تھا کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس سے برتر ہیں اور آپ کا قلبِ اطہر نہایت قوی ہے ایسی چیزوں کے مُلاحَظہ سے وہ خوفزدہ نہیں ہو سکتا۔ جسمِ اطہر کی کپکپاہٹ اپنی اس حالت پر غایتِ فرحت کے باعث تھی اور دل میں خوف، اس وجہ سے تھا کہ ایسا نہ ہو کہ بارگاہِ ربوبیت میں حاضری کے عالم میں توجہ کہیں اور بٹ جائے۔ بعض علماء فرماتے ہیں کہ رسالت کے عظیم ثقل کے باعث دل خوفزدہ ہو گیا تھا۔ مواہب لدنیہ مع شرح زرقانی ملخصا۔ جلد ۱/ ۲۲۰

ہوا اور آپ کا خوف جاتا رہا۔ اس کے بعد حضرت اُم المومنین رضی اللہ عنہا آپ کو لے کر اپنے چچا زاد بھائی حضرت وَرَقَہ بن نوفل رضی اللہ عنہ کے پاس آئیں اور انہیں کہا بھائی! اپنے بھتیجے [1] کی سرگذشت سنیئے حضرت وَرَقَہ رضی اللہ عنہ نے سن کر کہا "یہ وہی ناموس ہے جو حضرت موسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوا تھا نیز کہا شیطان کا آپ پر غلبہ نہیں ہو سکتا۔"

(۴۴) اُم المومنین حضرت خَدِیجَۃُ الکُبریٰ رضی اللہ عنہا پر اللہ تعالیٰ کا سلام

حضرت خَدِیجَۃُ الکُبریٰ رضی اللہ عنہا نے نبی اطہر صلی اللہ علیہ وسلم سے ہمدردانہ رویہ اختیار فرمایا اللہ تعالیٰ نے انہیں اس کی جزا اس طرح عطا فرمائی کہ حضرت جبریل امین علیہ السلام کو غارِ حراء میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں بھیجا کہ حضرت خَدِیجَہ رضی اللہ عنہا کو رب تعالیٰ کی جانب سے سلام پہنچائیں۔ حضرت جبریل علیہ السلام نے بارگاہِ رسالت میں عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ اور میری طرف سے انہیں سلام کہہ دیں جب حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام پہنچایا تو حضرت اُم المومنین رضی اللہ عنہا کہنے لگیں۔

اَللّٰہُ السَّلَامُ وَمِنۡہُ السَّلَامُ وَعَلَیۡکَ السَّلَامُ وَعَلٰی جِبۡرِیۡلَ السَّلَامُ وَعَلٰی کُلِّ مَنۡ سَمِعَ السَّلَامُ اِلَّا الشَّیۡطَانَ

"اللہ تعالیٰ سلام ہے اس کی جانب سے سلام آیا ہے۔ یا رسول اللہ آپ پر سلام ہو، جبریل پر سلام ہو اور شیطان کے علاوہ جس نے سنا اس پر سلام ہو۔"

یہ جواب حضرت خَدِیجَۃُ الکُبریٰ رضی اللہ عنہا کے وفورِ عقل اور کمالِ بلاغت پر شاہد و عادل ہے۔ [2]

یہ واقعہ بھی اِسی سال پیش آیا۔

---

[1] حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سلسلۂ آباء میں سے چوتھے یعنی حضرت عَبدِ مَنَاف رضی اللہ عنہ، حضرت وَرَقَہ رضی اللہ عنہ کے سلسلہ آباء سے تیسرے یعنی عَبدُالعُزّیٰ کے بھائی تھے یا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت وَرَقَہ رضی اللہ عنہ کا سلسلۂ نسب حضرت قُصَیّ رضی اللہ عنہ پر متصل ہو جاتا ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے والد ماجد حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ اور حضرت وَرَقَہ رضی اللہ عنہ، حضرت قُصَیّ رضی اللہ عنہ تک تعدادِ آباء کے لحاظ سے ایک درجہ پر ہیں۔ اس لحاظ سے آپس میں بھائی ہیں۔ اس لئے حضرت اُم المومنین رضی اللہ عنہا نے آپ کو حضرت وَرَقَہ رضی اللہ عنہ کا بھتیجا کہا۔ (ماخوذ از زرقانی شرح مواہب جلد ۱ صفحہ ۲۱۴)

[2] علامہ زرقانی فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ پر سلام لوٹانے کی بجائے آپ نے اس کی حمد فرمائی پھر اس کی پاک ذات اور اللہ کے ماسوا کے جو مناسبِ حال ہے اس کے فرق کو بیان فرما دیا۔ جلد ۱ صفحہ ۲۳۸ یعنی بارگاہ الوہیت کے مناسب یہ ہے کہ اِس کی جانب سے سلام ہو نہ کہ اس پر سلام ہو لہٰذا آپ نے فرمایا مِنۡہُ السَّلَامُ اور مخلوقات کے مناسب یہ ہے کہ ان پر اللہ تعالیٰ کی جانب سے سلام ہو لیکن شیطان اس کا اہل نہیں ہے۔

(۴۵) کچھ مدت تک وحی الٰہیہ کا منقطع رہنا

درج بالا واقعات کے بعد کچھ عرصہ تک وحی کا سلسلہ منقطع ہوگیا جس کے باعث حضور سرورِ کائنات ﷺ شدید غمگین رہنے لگے۔[1] ازاں بعد وحی کا سلسلہ تیزی اور تسلسل سے شروع ہوگیا جیسا کہ صحیح بخاری میں مذکور ہے۔

---

[1] وحی الٰہیہ کے منقطع ہونے کے باعث آپ پر اتنا شدید غم و حزن طاری ہوا کہ بعض اوقات آپ پہاڑوں کی چوٹیوں پر چڑھ کر اپنے آپ کو نیچے گرانے کا ارادہ فرماتے لیکن حضرت جبرئیل علیہ السلام ظاہر ہو کر عرض کرتے کہ آپ اللہ تعالیٰ کے برحق رسول ہیں۔ اس سے آپ کی بے چینی ختم ہو جاتی واضح رہے کہ آپ کا یہ عمل مبارک خودکشی کی ممانعت سے پہلے کا ہے۔ زرقانی علی المواہب جلد ۱/ صفحہ ۲۱۶ وحی الٰہیہ کے انقطاع کا زمانہ کتنا تھا اس کے بارے میں سیرت ابن ہشام جلد ۱/ صفحہ ۱۶۱ میں ہے کہ اس کی مدت مذکور نہیں بعض مستند احادیث میں اس کی مدت اڑھائی سال آئی ہے۔

۲/ بعثت نبوی (۴۲/ ولادت نبوی)

(۱) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی ولادت

اِس برس حضرت عبداللہ بن عمر بن خطاب قرشی عدوی [۱] کی ولادت ہوئی۔ غزوۂ اُحد کے وقت آپ کی عمر مبارک چودہ برس تھی حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو کم سن جان کر غزوۂ اُحد میں شمولیت کی اجازت نہ دی۔ [۲]

(۲) حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کا ایمان لانا

بعض عُلماء کے قول کی رُو سے حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا حضرت حمزہ بن حضرت عبدالمُطلب رضی اللہ عنہما اس سال ایمان لائے۔ حافظ ابن حجر عسقلانی نے اصابہ میں اسی قول کو قطعی قرار دیا ہے [۳] استیعاب میں اسی قول کو (مصنف کے نزدیک قوی ہونے کے باعث) پہلے ذکر فرمایا [۴]۔ صاحب مواہب لدنیہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چچاؤں کے ذکر میں ان دونوں سے موافقت فرمائی [۵]۔ لیکن مشہور قول جو سیرت کی اکثر کتابوں میں مذکور ہے، یہ ہے کہ آپ ۶/ بعثت نبوی میں مشرف بایمان ہوئے۔ اس کا ذکر ۶/ بعثت نبوی کے واقعات میں بھی آئے گا۔

(۳) حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے اشعار

اِسی سال یا بعثت کے چھٹے سال، اس میں دو مختلف قول ہیں، جب حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ مُشرف باسلام

---

[۱] قریش کی ایک شاخ بنی عدیّ سے تعلق رکھتے تھے اس لئے عدوی کہلائے۔

[۲] اس امر پر اجماع ہے کہ غزوۂ بدر میں شریک نہ تھے انہیں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے کم سنی کے سبب سے واپس کر دیا تھا اور ان کی شرکت اُحد میں لوگوں کا اختلاف ہے بعض کا قول ہے کہ اُحد میں شریک تھے اور بعض کا بیان ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اس وقت بھی ان کو نابالغوں کے ساتھ واپس کر دیا تھا۔ ترجمہ اسد الغابہ۔ صفحہ ۲ جلد ۶

[۳] الاصابہ صفحہ ۳۵۴ جلد ۱ [۴] الاستیعاب علی ہامش الاصابہ صفحہ ۲۷۱ جلد ۱

[۵] المواہب اللدنیہ مع شرح الزرقانی صفحہ ۲۷۶ جلد ۳

ہوئے اور ابُوجہل وغیرہ مشرکین نے انہیں اسلام قبول کرنے پر عار دلائی نیز ان سے اور دیگر مومنوں سے مطالبہ کیا کہ وہ آپ ﷺ کو ان (ظالموں) کے سپرد کر دیں تاکہ وہ آپ کو نعوذ باللہ ایذا پہنچائیں اور ذلیل و رسوا کریں اِس پر آپ نے مندرجہ ذیل اشعار کہے۔

حَمِدْتُ اللّٰهَ حِيْنَ هَدٰى فُؤَادِىْ

اِلَى الْاِسْلَامِ وَالدِّيْنِ الْحَنِيْفِ

میں اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کرتا ہوں جبکہ اِس نے میرے دل کو اِسلام اور دینِ حنیف کی جانب رہنمائی فرمائی۔

لِدِيْنٍ جَآءَ مِنْ رَّبٍ عَزِيْزٍ

خَبِيْرٍ بِالْعِبَادِ بِهِمْ لَطِيْفٍ

ایسے دین کی جانب جو غالب، اپنے بندوں سے باخبر اور ان پر مہربان پروردگار کی طرف سے آیا ہے۔

اِذَا تُلِيَتْ رَسَآئِلُهٗ عَلَيْنَا

تَحَدَّرَ دَمْعُ ذِىْ لُبٍّ حَصِيْفٍ [1]

جب اس کے پیغامات ہمیں پڑھ کر سنائے جاتے ہیں تو ہر مضبوط عقل والے کے آنسو بہہ پڑتے ہیں۔

رَسَآئِلُ جَآءَ اَحْمَدُ مِنْ هُدٰهَا

بِاٰيَاتٍ مُبَيِّنَةِ الْحُرُوْفِ

پیغامات جو حضرت احمد مجتبیٰ ﷺ لائے ہیں جس ذات پاک نے ان کو ارسال فرمایا ہے واضح مضامین والی آیات کے ساتھ بھیجا ہے۔

وَاَحْمَدُ مُصْطَفًى فِيْنَا مُطَاعٌ

فَلَا تَغْشَوْهُ بِالْقَوْلِ الْعَنِيْفِ

احمد مصطفےٰ ﷺ ہمارے آقا ہیں (خبردار) سخت باتوں سے انہیں پامال کرنے کی کوشش نہ کرنا۔

فَلَا وَاللّٰهِ لَا نُسْلِمُهٗ لِقَوْمٍ

وَلَمَّا نَقْضِ فِيْهِمْ بِالسُّيُوْفِ

---

[1] بذل القوہ میں کتابت کے سہو کے باعث لفظ "حصیف" حا کے نقطہ کے ساتھ درج ہے۔ سیرت ابن اسحاق اردو ترجمہ اور سیرت ابن ہشام میں نقطہ کے بغیر درج ہے۔ سیرت ابن ہشام کے اردو ترجمہ، مطبوعہ شیخ غلام علی اینڈ سنز جس پر مولانا غلام رسول مہر نے نظر ثانی کی ہے، میں تلاش کے باوجود یہ اشعار نہیں مل سکے۔

نہیں خدا کی قسم ہم انہیں دشمن قوم کے سپرد نہ کریں گے۔ ابھی تک ہم نے تلواروں کے ساتھ ان میں اپنا فیصلہ نافذ نہیں کیا۔

وَنَتْرُكُ مِنْهُمْ قَتْلٰى بَقَاعٍ
عَلَيْهَا الطَّيْرُ كَالْوِرْدِ الْعُكُوْفِ

اور نہ ہی ابھی ہم نے ان میں سے بعض کو قتل کر کے زمین پر اس طرح چھوڑ دیا ہے کہ ان پر پرندے اس طرح منڈلا رہے ہیں، جیسے گھاٹ پر اُونٹ چکر لگا رہے ہوں۔

وَقَدْ خُبِّرْتُ مَاصَنَعَتْ ثَقِيْفُ
بِهٖ فَجَزَى الْقَبَائِلَ مِنْ ثَقِيْفٍ
اِلٰهُ النَّاسِ شَرَّ جَزَآءَ قَوْمٍ
وَلَا اَسْقَاهُمْ صَوْبَ الْخَرِيْفِ

مجھے معلوم ہو چکا جو کچھ ثقیف نے آپ سے کیا ہے۔ (اللہ تعالیٰ جو) لوگوں کا معبود (ہے) ثقیف خاندان کے تمام قبیلوں کو بدترین جزا دے جو کسی قوم کو دی جاسکتی ہے اور موسم خریف کی بارش سے انہیں سیراب نہ فرمائے۔ [1]

(۴) حضرت رُقیہ رضی اللہ عنہا کا حضرت عُثمان غنی رضی اللہ عنہ سے نکاح

اسی سال حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے حضرت سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی لختِ جگر حضرت رُقیہ رضی اللہ عنہا سے نکاح فرمایا لیکن مواہب لدنیہ اور سیرت شامیہ رضی اللہ عنہا میں ہے کہ جب آیہ کریمہ وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ الشعراء ۲۶ (اے محبوب! اپنے قریبی خاندان والوں کو ڈر سنائیں) نازل ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے خاندان والوں کو مجتمع فرمایا انہیں آخرت کا خوف دلایا۔ اَبُو لَہَب بھی ان میں موجود تھا وہ گویا ہوا "سارا دن تیرے لئے تباہی کا ہو کیا اس لئے تو نے ہم کو اکٹھا کیا تھا؟" زاں بعد اس نے اپنے دو بیٹوں عتبہ (عُ + ت + ب + ہ صیغہ تکبیر کے ساتھ) اور عُتَیبَہ (عُ + تَ + یْ + ب + ہ تصغیر کے صیغہ کے ساتھ) کو حکم دیا کہ

---

[1] حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے یہ اشعار ابن ہشام نے اپنی سیرت صفحہ ۱۸۶/ جلد ۱ پر درج کئے ہیں۔ نیز سیرت ابن اسحاق اردو ترجمہ مشمول نقوش رسول نمبر جلد ۱۱ کے صفحہ ۱۸۱ اور علامہ قسطلانی نے مواہب لدنیہ میں ان کو درج فرمایا ہے۔ ملاحظہ ہو۔ مواہب لدنیہ مع شرح زرقانی صفحہ ۲۵۶-۲۵۷/ جلد ۱

حضرت رسالت مآب ﷺ کی دونوں بیٹیوں سے الگ ہو جائیں۔ حضرت رُقیہ رضی اللہ عنہا عتبہ اور حضرت اُمِ کلثوم رضی اللہ عنہا عُتیبہ کے نکاح میں تھیں۔ ابھی تک رُخصتی نہ ہوئی تھی چنانچہ انہوں نے رُخصتی سے قبل ہی ان سے علیحدگی اختیار کرلی۔ اس واقعہ کے جلد ہی بعد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا سے نکاح فرمالیا۔

اِسی باب میں ۳/ بعثت نبوی کے واقعات میں آ رہا ہے کہ اس آیۂ مبارکہ کا نزول اور نبی کریم ﷺ کا اپنے خاندان کو عذابِ الٰہی سے ڈرانا ۳ یا ۴/ بعثت نبوی میں ہوا۔

اِس کے بعد رجب ۵/ بعثت نبوی کو حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے حضرت رُقیہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ حبشہ کی جانب ہجرت فرمائی جس کا ذکر اپنے موقع پر آئے گا۔

حضرت عُثمان غنی رضی اللہ عنہ حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کی مانند بہت ہی حسین و جمیل تھے۔ اس حسین جوڑے کے بارے میں لوگ یہ شعر پڑھا کرتے تھے۔

احسنَ زوجین رأیٰ انسانُ رُقیۃُ و زوجہا عُثمان [۱]

(حسین ترین میاں بیوی جو کسی انسان نے دیکھے وہ حضرت رقیہ اور ان کے خاوند حضرت عثمان رضی اللہ عنہما ہیں۔)

حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی پھوپھی صحابیہ [۲] حضرت سُعدیٰ بنت کریز بَعثمیّہ (بَ + عَ + ث + مَ + یّ + ہ) نے اِسی بارے میں مندرجہ ذیل اشعار کہے جب انہوں نے حضرت رقیہ رضی اللہ عنہ سے نکاح فرمایا۔

ھدَی اللّٰہُ عُثمانَ الصَّفِیّ بِقَولِہٖ [۳] فَاَرشَدَہٗ وَاللّٰہُ یَھدِیْ اِلَی الحَقِّ

---

[۱] سیرت ابن ہشام ج ۱ ۲۰۴ میں یہ شعر اس طرح منقول ہے۔ اَحْسَنُ شَخْصَیْنِ رَایٰ اِنْسَانٌ + رُقَیَّۃُ وَبَعْلُھَا عُثْمَانُ

[۲] حضرت سُعدیٰ بنت کریز رضی اللہ عنہا کو صاحب بذل القوۃ نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی عَمّۃ (پھوپھی) لکھا ہے جو مبنی بر خطا ہے صحیح یہ ہے کہ آپ رضی اللہ عنہا حضرت خلیفہ ثالث کی خالہ ہیں۔ ملاحظہ ہو الاصابہ ج ۴ ص ۳۲۷ الریاض النضرہ ۲ ص ۱۱۳ وغیرہ کتب۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے خاندان سے آپ کی والدہ ماجدہ، خالہ حضرت سُعدیٰ رضی اللہ عنہا ماں کی جانب سے بھائی حضرت ولید بن عُقبہ بن معیط رضی اللہ عنہ، حضرت خالد بن عقبہ بن ابی معیط رضی اللہ عنہ، حضرت عمارہ بن عقبہ ابن ابی معیط رضی اللہ عنہ اور ہمشیرہ حضرت اُم کلثوم بنت عقبہ اَبی مُعیط رضی اللہ عنہا نے ایمان قبول فرمایا۔ حضرت اُم کلثوم رضی اللہ عنہا اولین مہاجرات میں سے تھیں بعض علماء نے فرمایا کہ یہ سب سے پہلی قریشی بی بی ہیں جنہوں نے نبی پاک ﷺ کے ہاتھوں پر بیعت کی۔ ماں اور باپ دونوں جانب سے سگی بہن حضرت آمنہ بنت عفّان رضی اللہ عنہا بھی مشرف باسلام تھیں۔ الریاض النضرہ ۲/ ۱۱۳

[۳] الریاض النضرۃ فی مناقب العشرۃ میں پہلا مصرعہ یوں ہے ھَدَی اللّٰہُ عُثْمَانَا بِقَوْلِیْ اِلَی الْھُدٰی (اللہ تعالیٰ نے میری گفتگو کے باعث عثمان کو ہدایت کی جانب رہنمائی فرمائی)

اللہ تعالیٰ نے برگزیدہ عثمان کو اپنے کلام کی جانب رہنمائی فرمائی پھر انہیں ہدایت سے نوازا اور اللہ تعالیٰ ہی حق کی جانب ہدایت فرماتا ہے۔

فَتَابَعَ بِالرَّأْيِ السَّدِيْدِ مُحَمَّدًا وَكَانَ ابْنُ اَرْوٰى لَا يَصُدُّ مِنَ الصِّدَقِ [1]

انہوں نے مضبوط رائے کے ساتھ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی اتباع اختیار کی۔ ابن اروی (حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی والدہ کا نام ہے) سچ (کی اتباع) سے رک نہیں سکتا۔

وَاَنْكَحَهُ الْمَبْعُوْثُ اِحْدٰى بَنَاتِهٖ فَكَانَ كَبَدْرٍ مَازَجَ الشَّمْسَ بِلَا اُفُقٍ

اللہ کے رسول نے اپنی بیٹیوں میں سے ایک کا نکاح آپ رضی اللہ عنہ سے کر دیا ایسا معلوم ہوتا ہے، گویا کہ چاند اور سورج بغیر افق کے مل گئے ہیں۔

فِدٰى لَكَ يَا ابْنَ الْهَاشِمِيِّيْنَ مُهْجَتِيْ فَاَنْتَ اَمِيْنُ اللّٰهِ اُرْسِلْتَ لِلْخَلْقِ

اے ہاشمی آباء کے سپوت! آپ ﷺ پر میری جان فدا ہو آپ ﷺ اللہ کے امین ہیں اور مخلوق کی جانب رسول بنا کر آپ ﷺ کو بھیجا گیا ہے۔

ان اشعار کو علامہ "ابو سعید" نے "شرف النبوۃ" اور امام "محب طبری" نے "الریاض النضرہ" میں درج کیا ہے۔

اَرْوٰی حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی والدہ ماجدہ کا اسم گرامی ہے۔ آپ صاحبِ ایمان تھیں۔ اس کی تصریح انہوں نے الریاض النضرہ میں فرمائی ہے۔ [1]

۵۔ کاتب وحی حضرت زَید بن ثَابت رضی اللہ عنہ کی ولادت

اسی سال، نبی اکرم نورِ مجسم ﷺ کے کاتبِ وحی، حضرت زَید بن ثَابت بن ضَحّاک اَنصاری خزرجی نجاری رضی اللہ عنہ کی ولادت باسعادت ہوئی، جس وقت حضورِ اکرم ﷺ مدینہ منورہ تشریف فرما ہوئے آپ کی عمر گیارہ سال تھی۔ جنگ بعاث [2] کے موقع پر آپ چھ سال کے تھے۔ اسی جنگ میں آپ کے والد ثابت قتل ہوئے۔

---

[1] الریاض النضرہ ۲/۱۱۳ میں یہ مصرعہ اس طرح درج ہے۔ وَكَانَ بِرَأْيٍ لَا يَصُدُّ عَنِ الصِّدَقِ (آپ ایسی اصابت رائے والے ہیں جو سچ سے نہیں روکتی) اسی میں ہے آپ کی ہمشیرہ امنہ بنت عفان صاحب ایمان تھیں۔ والدہ کی جانب سے آپ کے بھائی حضرت ولید حضرت خالد، حضرت عمارہ رضی اللہ عنہما بھی فتح مکہ کے دن ایمان لائے ماں کی جانب سے بہن حضرت اُمّ کلثوم رضی اللہ عنہا بھی حلقہ بگوش اسلام تھیں۔ یہ سب عقبہ بن ابی معیط بن عمرو بن امیہ کی اولاد سے تھے۔ الریاض النضرہ ۲/۱۱۳

[2] یہ جنگ بعثت نبوی سے قبل مدینہ منورہ کے دو قبیلوں یعنی اوس اور خزرج کے درمیان لڑی گئی، (بقیہ حواشی اگلے صفحہ پر)

جنگِ بدر کے موقع پر نبی پاک ﷺ نے آپ کو کمسن شمار فرمایا (اور جنگ میں شامل ہونے کی اجازت نہ دی) اُحد اور اس کے بعد کی جنگوں میں شریک رہے۔ بعض علماء نے فرمایا کہ اُحد میں بھی شامل نہ تھے بلکہ خندق ؎ اس کے بعد کے معرکوں میں شریک رہے۔

(پچھلے صفحہ کا بقیہ حواشی)

دونوں طرف ہر دو قبیلوں کے حلیف بھی شریک جنگ تھے۔ ابتداء میں خزرج کا پلہ بھاری تھا لیکن بعد از دوپہر اوس کے حکمران حضیر الکتائب بن سماک نے حکمت عملی کے تحت اپنے گھوڑے کا رخ میدان جنگ سے پھیر لیا، اوس اور اس کے حلیف قبائل بھی پیچھے ہٹے۔ خزرجیوں نے سمجھا کہ اوس شکست خوردہ ہو کر بھاگ رہے ہیں۔ لہٰذا وہ آگے بڑھے اور دشمن کی چال میں پھنس کر شکست سے دوچار ہو گئے ان کا سردار عمرو بن نعمان بھی مارا گیا۔ تاریخ ابن خلدون ترجمہ صفحہ ۴۸۵/۴۸۴ جلد اول

جنگ بعاث کی تفصیلات کے لئے ملاحظہ ہو وفاء الوفا صفحہ ۳۲۵ تا ۳۲۰ جلد اول۔ خلاصہ الوفا صفحہ ۱۷۸،۱۷۷

؎ غزوہ خندق میں آپ دیگر اہل ایمان کے ساتھ خندق سے مٹی نکال چکے تو نبی کریم ﷺ نے ملاحظہ فرمایا اور ارشاد فرمایا یہ جوان بہت خوب ہے۔ تبوک کی مہم میں بنی مالک بن نجار کا علم حضرت عُمارہ بن حَزم رضی اللہ عنہ کے پاس تھا۔ آپ ﷺ نے ان سے لے کر حضرت زید رضی اللہ عنہ کے سپرد کیا اور ارشاد فرمایا قرآن مقدم ہے۔ آپ اصحابِ علم صحابہ کرام میں سے تھے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں قرآنِ مجید کو یکجا جمع کرنے پر مامور ہوئے۔ جب نبی پاک ﷺ ہجرت فرما کر مدینہ منورہ جلوہ افروز ہوئے تو آپ رضی اللہ عنہ کو خدمتِ اقدس میں پیش کیا گیا اور عرض کیا گیا کہ اس بچے نے سترہ سورتیں یاد کر رکھی ہیں آپ نے وہ سورتیں سنائیں تو سرکارِ دو عالم ﷺ کو اس سے تعجب ہوا۔ ارشادِ نبوی پر آپ نے یہودیوں کی زبان کی کتابت سیکھ لی اور پندرہ روز کے اندر اس میں مہارت حاصل کر لی۔ مجلس میں آپ نہایت باوقار ہوتے اور گھر میں خندہ رو۔ آپ رضی اللہ عنہ مدینہ منورہ کے چھ اصحاب فتویٰ میں شامل تھے۔ باقی کے اسماء یہ ہیں (۱) حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ، (۲) حضرت علی رضی اللہ عنہ، (۳) حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ، (۴) حضرت ابی رضی اللہ عنہ، (۵) حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ۔ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ اپنے دور خلافت میں جب دارالخلافہ سے کہیں باہر تشریف لے جاتے تو آپ کو اپنا نائب مقرر فرماتے تھے۔ واپسی پر اکثر آپ کو کھجوروں کا ایک باغ عطا فرماتے تھے۔ آپ کے سال وصال میں کئی اقوال ہیں۔ آپ کے وصال پر حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے مرثیہ کہا جس کا ایک شعر یوں ہے۔ فَمَنْ لِلْقَوَافِيْ بَعْدَ حَسَّانَ وَابْنِهٖ + وَمَنْ لِلْمَعَانِيْ بَعْدَ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ (حسان اور اس کے بیٹے کے بعد شعر کہنے والا کون ہے اور زید بن ثابت کے بعد کون عالم ہے) الاصابہ ۱/۵۶۱-۵۶۲

فصل سوم

۴۳/ بعثتِ نبوی ۴۳/ ولادتِ نبوی

۱۔ حضرت اُسامہ بن زَید رضی اللہ عنہ کی پیدائش

حضرت اُسامہ بن زَید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کی ولادت اس سال ہوئی۔ بعض علماء نے فرمایا آپ رضی اللہ عنہ کی ولادتِ باسعادت اعلانِ رسالت کے پانچویں سال ہوئی۔ [۱]

۲۔ حضرت عبداللہ بن یَزید رضی اللہ عنہ کی ولادت

اس سال، حضرت ابُو مُوسیٰ عبداللہ بن یَزید بن زَید بن حِصن اَنصارِی اوسی، خطمی رضی اللہ عنہ کی ولادت ہوئی۔ تذکرۃ القاری اور اسد الغابہ میں ہے۔

آپ رضی اللہ عنہ صلح حُدَیبیَہ سے قبل مشرف بایمان ہوئے۔ زاں بعد حُدَیبیَہ کی مہم میں شامل تھے۔ اس وقت آپ رضی اللہ عنہ کی عمر سترہ برس تھی۔ اس کے بعد تمام مہمات میں شرکت فرمائی۔

آپ رضی اللہ عنہ اصحابِ فضیلت صحابہ کرام میں سے تھے۔ آپ کے والد ماجد رضی اللہ عنہ بھی صحابی تھے۔ [۲]

۳۔ اعلانِ نبوت کرنے کا حکم ربانی

اسی سال، اللہ تعالیٰ نے آپ کو حکم دیا کہ اعلانیہ لوگوں کو اسلام کی دعوت دیں۔ اس بارے میں یہ

---

[۱] حضرت اُسامہ رضی اللہ عنہ کی والدہ حضرت اُمِّ اَیمَن بَرَکَتہ رضی اللہ عنہا جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی پرورش فرمانے والی غلامہ تھیں۔ وصالِ نبوی کے بعد آپ نے وادی القرق میں سکونت اختیار فرمائی زاں بعد مدینہ منورہ واپس آگئے۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی خلافت کے زمانہ میں جرف کے مقام پر وفات پائی۔ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے آپ کا سالانہ وظیفہ پانچ ہزار مقرر فرمایا اور اپنے لختِ جگر حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کا دو ہزار۔ اس پر حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے شکایت کی تو حضرت فاروق اعظم نے فرمایا کہ وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو تجھ سے زیادہ محبوب تھے۔ اس کا باپ تیرے باپ سے زیادہ محبوب تھا۔ آپ کا وصال ۵۴/ھ میں ہوا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ وغیرہ اور کبار تابعین نے آپ سے روایت کی الاستیعاب ۵۷ تا ۵۹ - الاصابہ ص ۳۱/۱

[۲] آپ رضی اللہ عنہ کثرت سے نماز ادا فرماتے۔ آپ نے کوفہ میں سکونت اختیار فرمائی۔ حضرت ابن زُبیر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں وصال فرمایا الاصابہ ص ۳۸۲/۱-۳۸۳

آیت مبارکہ نازل فرمائی۔

فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ وَاَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِكِيْنَ (الحجر: ۹۴)

جس بات کا آپ کو حکم دیا گیا ہے اسے کھلم کھلا کہو اور جاہلوں سے اعراض برتو۔

اس سے قبل آپ ﷺ اپنے دشمن مشرکوں کے خوف کے باعث لوگوں کو چھپ چھپا کر دعوت اسلام دیتے تھے۔

بعض علماء نے فرمایا کہ یہ حکم بعثت کے تین سال کے گزرنے اور چوتھے سال کے شروع ہونے کے بعد نازل ہوا۔

۴۔ قرابت داروں اور خاندان کے افراد کو ڈرانے کا حکم

اسی سال اور بقول بعض علماء، چوتھے سال، اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو حکم دیا کہ اپنے قرابت داروں اور خاندان والوں کو خوف خدا دلائیں اور اس بارے میں یہ آیت کریمہ نازل فرمائی۔

وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ وَاخْفِضْ جَنَاحَكَ لِمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ (الشعراء: ۲۱۴-۲۱۵)

اپنے قرابت داروں، خاندان والوں کو خوف خدا دلایئے۔ اپنے بازو ایمان داروں یعنی آپ کی پیروی کرنے والوں کے لئے جھکا دیجئے۔

اس پر آپ ﷺ کوہ صفا پر چڑھے قریش کے سارے گھرانوں کو پکارا اور فرمایا۔

"اللہ تعالیٰ کے ساتھ اپنی جانوں کا سودا کر لو۔ اللہ تعالیٰ کے مقابل میں تمہارے کسی کام نہ آسکوں گا۔"

پھر ہر قبیلہ کو الگ الگ پکارا۔

"اے بنی فہر!"، "اے بنی لوی!"، "اے بنی کعب!"، "اے بنی عبدالمطلب!" اور ان کو بھی وہی کچھ فرمایا۔

زاں بعد حضرت عَبّاس بن عَبْدُالْمُطَّلِب رضی اللہ عنہما کو آواز دی اور وہی کچھ ارشاد فرمایا۔

اس کے بعد فرمایا۔ "اے فاطمہ بنت محمد!" انہیں بھی یہی فرمایا۔ یہ سن کر ابو لہب کہنے لگا۔

"تو ہلاک ہو! کیا اسی لئے ہمیں اکٹھا کیا تھا۔" نعوذباللہ۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ سورۃ نازل فرمائی۔

تَبَّتْ يَدَآ اَبِىْ لَهَبٍ وَّتَبَّ ۝ مَآ اَغْنٰى عَنْهُ مَالُهٗ وَمَا كَسَبَ ۝ سَيَصْلٰى نَارًا ذَاتَ لَهَبٍ ۝ وَّامْرَاَتُهٗ حَمَّالَةَ الْحَطَبِ ۝ فِىْ جِيْدِهَا حَبْلٌ مِّنْ مَّسَدٍ ۝ (اللھب: ۱-۵)

تباہ ہو جائیں اَبُوْ لَہَب کے دونوں ہاتھ اور وہ تباہ ہو چکا۔ اس کا مال اور کمائی اس کے کچھ کام نہ آئے۔ عنقریب داخل ہو گا لپٹیں مارتی آگ میں وہ خود اور اس کی بیوی، لکڑیوں کا گٹھا سر پہ اٹھائے ہوئے، اس کے گلے میں کھجور کی چھال کا رسا ہو گا۔

۵۔ سُوْرَۂ لَہَب کا نزول۔

اسی سال اور بقول بعض علماء، چوتھے سال، سورہ تَبَّتْ یَدَآ اَبِیْ لَہَبٍ نازل ہوئی۔ جیسا کہ آپ کو عنوانِ سابق کی تفصیل میں معلوم ہو چکا ہے۔

فصل چہارم

۴/ بعثتِ نبوی ۴۴/ وِلادتِ نبوی

(۱) حضرت وَرَقہ بن نَوفَل رضی اللہ عنہ کی وفات

ام المومنین حضرت خدیجۃُ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے چچازاد حضرت وَرَقہ بن نَوفَل رضی اللہ عنہ کا وِصال اسی سال ہوا [۱] اور مکہ مکرمہ میں آپ کی تدفین ہوئی۔ آپ نے کوئی اولاد نہ چھوڑی۔

یہ بات صحت کو پہنچ چکی ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ نے ایمان قبول کرلیا تھا۔ جیسا کہ پہلے مذکور ہو چکا ہے۔

آپ رضی اللہ عنہ کے ایمان لانے کا واقعہ بعثت کے پہلے سال کے واقعات میں گزر چکا ہے۔ [۲]

(۲) حضرت عائشہ صِدّیقہ رضی اللہ عنہا کی وِلادتِ باسعادت۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی وِلادت اسی سال ہوئی آپ رضی اللہ عنہا حضرت اَبُوبکر صِدّیق رضی اللہ عنہ کی لختِ جگر اور نبی اکرم نورِ مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجۂ مطہرہ ہیں۔

(۳) اَبُو طَالِب کی نصرتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم

اس سال، کفارِ مکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمن بن گئے۔ نبی پاک صاحبِ لولاک صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ کا اختلاف اور دشمنی ظاہر ہوگیا۔ سب نے آپ کی عداوت پر ایکا کرلیا۔ لیکن آپ کے چچا اَبُو طَالِب نے آپ کی مدد کی۔

کفارِ مکہ اَبُو طَالِب کے پاس آئے اور کہنے لگے۔

---

[۱] تاریخ خمیس میں آپ کی وفات ۳/ بعثتِ نبوی اور منتقیٰ میں ۴/ بعثت نبوی درج ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں جنت میں اس حال میں دیکھا کہ ان کے بدن پر سبز لباس تھا۔ حاکم نے مستدرک میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت فرمایا کہ اسے برا نہ کہو میں نے اسے ایک جنت یا دو جنتوں میں دیکھا ہے۔ زرقانی علی المواہب صفحہ ۲۴۳/ جلد ا

[۲] نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں جنتی لباس زیب کئے جنت میں ملاحظہ فرمایا۔ الاصابہ ۳/ ۶۳۴،۶۳۵

"آپ کا بھتیجا ہمارے دین کو باطل قرار دیتا ہے۔ ہمیں عار دلاتا ہے۔ ہمارے دینی معاملوں میں عیب نکالتا ہے۔ ہمارے معبودوں کی عبادت سے لوگوں کو منع کرتا ہے۔ آپ اس بارے میں اس سے بات کریں تاکہ وہ اس کام سے رک جائے اور ہمارے دین کی موافقت اختیار کرلے۔ اگر وہ تمہارا کہا نہ مانے تو اس کی مدد سے ہاتھ کھینچ لو۔" اَبُو طَالِب نے جواب میں کہا۔

"میں انہیں یہ نہیں کہوں گا اور نہ ہی ان کی مدد ترک کروں گا۔" اس جواب سے وہ ناامید ہو گئے۔" [1]

---

[1] مزید تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو سبل الہدی والرشاد ۳۲۶/۲ تا ۳۳۱ الزرقانی شرح المواہب اللدنیہ ص ۲۴۸/۱، ۲۴۹

۵/ بعثتِ نبوی (۴۵/ ولادتِ نبوی)

۱۔ حضرت جَعفَر بن اَبی طَالِب رضی اللہ عنہ کا مشرف بایمان ہونا

اَبُو طَالِب کے بیٹے، حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے بھائی، حضرت جَعفَر بن اَبی طَالِب رضی اللہ عنہ نے اس سال ایمان قبول فرمایا۔ [1]

آپ رضی اللہ عنہ حبشہ کی جانب دونوں ہجرتوں سے پہلے اکتیس افراد کے بعد ایمان لائے۔ تذکرۃ القاری بجل رِجالِ البخاری میں اسی طرح درج ہے۔

اسد الغابہ میں ہے۔

"ایمان لانے میں آپ رضی اللہ عنہ کا بتیسواں نمبر ہے۔"

بعض علماء نے فرمایا۔

حضرت جَعفَر رضی اللہ عنہ بِعثتِ نبوی کے پہلے سال مشرف بایمان ہوئے۔ جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے۔

آپ رضی اللہ عنہ بِعثتِ نبوی سے بیس برس قبل متولد ہوئے۔ اپنے بھائی حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے دس برس بڑے تھے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی وَلادت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر مبارک کے تیسویں اور اعلان نبوت سے دس برس قبل ہوئی۔

بِعثتِ نبوی کے پہلے سال کے واقعات میں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے ایمان کے ضمن میں اس کا ذکر گزر چکا ہے۔

---

[1] آپ رضی اللہ عنہ مساکین سے محبت فرمایا کرتے تھے۔ نبی اکرم رضی اللہ عنہ نے آپ کو ابوالمساکین کی کنیت عطا فرمادی تھی۔ غزوہ موتہ میں آپ نے شہادت پائی الاصابہ ص ۱/ ۲۳۷۔ ۲۳۸

۲- حَبشہ کی جانب پہلی ہجرت

کفارِ مکہ نے جب اہلِ ایمان کو ایذائیں دیں تو، اس سال، رجب کے مہینہ میں، انہوں نے حَبشہ کی جانب پہلی ہجرت کی- مسلمانوں نے حَبشہ کی جانب دو ہجرتیں کیں-

پہلی ہجرت کے لئے بارہ مرد اور پانچ عورتیں نکلیں- اہلِ ایمان میں سے سب سے پہلے حضرت عُثمان غنی رضی اللہ عنہ اپنی زوجہ حضرت رُقَیَّہ رضی اللہ عنہا بنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ، حَبشہ کی جانب ہجرت کی-

آپ رضی اللہ عنہ سب سے پہلے راہ خدا میں ہجرت فرمانے والے ہیں-

مہاجرین کے اس قافلہ میں حضرت عَبدُالرَّحمٰن بن عَوف رضی اللہ عنہ، حضرت زُبَیر بن عَوّام رضی اللہ عنہ، حضرت مُصعَب بن عُمَیر رضی اللہ عنہ اور حضرت اَبُو سَلمہ عَبدُاللہ بن عَبدُالاَسد مَخزُومی رضی اللہ عنہ اپنی زوجہ حضرت اُم سَلمہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ شامل تھے- [۱]

۳- سُورَۃُ النَّجم کی تلاوت پر اہل ایمان اور کفار سب کی سجدہ ریزی

حَبشہ کی طرف پہلی ہجرت کے بعد اور دوسری ہجرت سے پہلے ماہ مبارک رمضان المبارک میں نبی پاک صاحبِ لولاک صلی اللہ علیہ وسلم پر سورۂ النجم نازل ہوئی- آپ نے اسے مسجدِ حرام کے اندر، قریش کے مجمع میں لوگوں کے سامنے تلاوت کیا- اس مجلس میں مسلمان، مشرک، انسان اور جن موجود تھے- جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے آیۂ سجدہ تلاوت فرمائی خود سجدہ فرمایا- آپ کے ساتھ وہاں موجود مسلمان سجدہ ریز ہو گئے- ان کی موافقت کرتے ہوئے تمام مشرکوں بلکہ اس مجلس میں موجود تمام انسانوں اور جنوں نے بارگاہِ اُلُوہِیَّت میں اپنی پیشانیاں سجدہ کے لئے جھکا دیں-

---

[۱] ہجرت میں شریک تمام صحابہ کرام "شعیبیہ" چھپ چھپا کر پہنچے وہاں تاجروں کے دو جہاز پہنچے نصف دینار کرایہ پر انہوں نے تمام کو سوار کر لیا- کفارِ قریش نے تعاقب کیا سمندر کے کنارے پہنچے تو خالی ہاتھ واپس آ گئے- صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم روانہ ہو چکے تھے- سبل الھدیٰ والرشاد ص ۲/ ۳۶۴ مؤلف قدس سرہ نے سات اسماء کی تصریح فرمائی باقی افراد کے اسمائے گرامی درج ذیل ہیں-

۸- حضرت ابو حذیفہ بن عتبہ رضی اللہ عنہ، ۹- حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ، ۱۰- حضرت عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ، ۱۱- حضرت سہیل بن بیضاء رضی اللہ عنہ، ۱۲- حضرت ابو سبرہ بن ابی رہم عامری رضی اللہ عنہ، ۱۳- حضرت حاطب بن عمرو عامری رضی اللہ عنہ، ۱۴- حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ، ۱۵ سہلہ بنت سہیل زوجہ حضرت ابو حذیفہ رضی اللہ عنہ، ۱۶- حضرت لیلیٰ عدویہ زوجہ حضرت عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ، ۱۷ حضرت ام کلثوم بنت سہیل بن عمرو زوجہ حضرت ابو سبرہ رضی اللہ عنہما

حضرت سہلہ بنت سہیل کے ہاں حَبشہ میں محمد بن ابو حذیفہ رضی اللہ عنہ متولد ہوئے- زرقانی شرح مواہب الدنیہ صفحہ ۲۷۰ جلد ۱

مشرکوں کے ایک فرد کے سوا سب نے سجدہ کیا اور وہ اُمَیّہ بن خلف جمحی تھا۔ اس نے ازراہِ تکبر سجدہ سے اجتناب کیا۔ لیکن خاک اور کنکریوں کی ایک مٹھی اٹھائی اور اپنی پیشانی پر رکھ دی اور کہنے لگا مجھے یہی کافی ہے۔

مشیتِ ایزدی یہ ہوئی کہ اس نے اس اُمَیّہ بن خَلف کے علاوہ تمام مشرکین کو ایمان قبول کرنے کا شرف عطا فرمایا۔ اسے ایمان کی توفیق نہ ہو سکی، بلکہ کفر پر مرگیا نعوذ باللہ منھا۔ جنگ بدر میں وہ قتل ہو کر واصل بہ جہنم ہوا۔ جیسا کہ صحیح بخاری وغیرہ کتب میں ہے۔

۴۔ حبشہ کی جانب دوسری ہجرت

اس سال کے آخر یا چھٹے سال کے اوائل میں حبشہ کی جانب دوسری ہجرت کا واقعہ رونما ہوا۔

اس ہجرت میں تراسی مرد اور گیارہ قریشی اور سات اجنبی عورتوں نے حصہ لیا۔ بعض علماء نے فرمایا اس میں شرکت کرنے والوں کی تعداد مذکورہ بالا تعداد سے زائد تھی۔

اس ہجرت میں شامل کچھ افراد کے اسمائے گرامی درج ذیل ہیں۔

۱۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے بھائی حضرت جَعْفَر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ۔

۲۔ ان کی زوجہ محترمہ حضرت اَسْماء بنت عُمَیس رضی اللہ عنہا

۳۔ حضرت خُنَیس بن حُذافہ سَہمی رضی اللہ عنہ۔

۴۔ حضرت مُصْعَب بن عُمَیر قُرشی عَبدری رضی اللہ عنہ۔

۵۔ حضرت مُعَیقیب بن ابی فاطمہ دَوسی رضی اللہ عنہ۔

۶۔ حضرت مِقْداد [۱] بن اَسْود کِندی رضی اللہ عنہ۔ ۷۔ حضرت اَبُو عُبَیدہ بن جَرّاح رضی اللہ عنہ۔

۸۔ حضرت حَکَم [۲] بن حِزام رضی اللہ عنہ کے بھائی حضرت خالِد بن حِزام بن خُوَیلد رضی اللہ عنہ۔

۹۔ ام المومنین حضرت سَودَہ بنت زَمعہ رضی اللہ عنہا۔

---

[۱] حضرت مقداد رضی اللہ عنہ کے والد کا نام عمرو بن ثَعْلَبہ بن مالِک ہے اَسْوَد بن عَبْد یَغُوث نے انہیں زمانہ جاہلیت میں اپنا منہ بولا بیٹا بنا لیا تھا۔ (ابن ہشام صفحہ ۳۴۹۔ جلد ۱) اس لئے ان کے والد کی جگہ پر اس کا نام بھی لکھ دیتے ہیں۔ کتب تاریخ میں ان کا نام مِقْداد بن اَسْوَد اور مِقْداد بن عَمْرو دونوں طرح درج ہے۔

[۲] بذل القوہ کے مطبوعہ نسخہ میں حکم بن حزام درج ہے لیکن درست حَکِیم بن حِزَام ہے۔ الاصابہ صفحہ ۴۰۳/ جلد ۱

علامہ شامی [1] نے اپنی سیرت میں اس ہجرت اور اس سے پہلی ہجرت میں شامل تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ناموں کو تفصیل سے لکھا ہے۔

۵- حضرت خالد بن حزام رضی اللہ عنہ کا وصال اور ایک آیۂ مبارکہ کا شانِ نزول

حبشہ کی جانب دوسری ہجرت میں شامل صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے حضرت خالد بن حزام رضی اللہ عنہ کا وصال اسی سال ہوا۔

آپ رضی اللہ عنہ حضرت حکم بن حزام رضی اللہ عنہ کے بھائی اور اُم المومنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے بھتیجے تھے۔ آپ کا وصال حبشہ کی جانب جاتے ہوئے راستہ میں ہوا۔ [2] اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیہ مبارکہ نازل فرمائی۔

وَمَنْ يَّخْرُجْ مِنْۢ بَيْتِهٖ مُهَاجِرًا اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ثُمَّ يُدْرِكْهُ الْمَوْتُ فَقَدْ وَقَعَ اَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ (النساء - ۹۹)

جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کی جانب ہجرت کے لئے اپنے گھر سے نکل آیا پھر اسے موت نے آلیا تو اس کا اجر اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہے۔

۶- بحالتِ سجدہ پُشتِ نبوی پر اونٹ کی اوجھڑی

اسی سال کا واقعہ ہے کہ ایک روز مشرکین مسجدِ حرام میں جمع ہوئے، ان میں اَبُوْ جَہْل، شَیْبَہ بن رَبِیْعَہ، عُتْبَہ بن رَبِیْعَہ، وَلِیْد بن عُتْبَہ، عمارہ بن وَلِیْد، عُقْبَہ بن اَبِیْ مُعَیْط اور اُمَیَّہ بن خَلَف وغیرہ شامل تھے۔ حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کعبہ کے قریب نماز میں مشغول تھے۔ مسجدِ حرام کے نزدیک ہی کسی کافر نے ایک اونٹ ذبح کیا۔ ان کافروں میں سے ایک دوسروں کو کہنے لگا۔

---

[1] ملاحظہ ہو سبل الھدی والرشاد ص ۲/ ۳۹۷ تا ۴۰۹۔ علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ نے حبشہ میں ولادت پانے والے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ناموں کی فہرست بھی درج فرمائی ہے۔ ملاحظہ ہو کتاب مذکور ص ۲/ ۴۰۹ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی پہلی اور دوسری ہجرت حبشہ کے بعد قریش نے حبشہ کے بادشاہ نجاشی کے دربار میں ان اہلِ ایمان کو واپس لانے کے لئے سفارت بھیجی دونوں سفارتوں میں حضرت عَمرو بن العاص رضی اللہ عنہ شامل تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان پر کرم فرمایا اور انہوں نے نجاشی کے ہاتھ پر ایمان قبول کر لیا اس طرح تاریخ اسلام کا ایک منفرد اور عجیب واقعہ ظہور پذیر ہوا کہ صحابی (حضرت عَمرو ابن العاص رضی اللہ عنہ) نے تابعی (حضرت نجاشی رضی اللہ عنہ) کے ہاتھ پر ایمان قبول کیا۔ ماخوذ از زرقانی شرح المواہب اللدنیہ صفحہ ۲۷۱ جلد ۱

[2] آپ کو ہجرت کے سفر کے دوران سانپ نے کاٹ کھایا جس سے آپ کی شہادت ہوگئی۔ سبل الھدی و الرشاد ص ۲-۳۹۸ چونکہ آپ حبشہ نہ پہنچ سکے اس لئے ابن اسحاق نے ان کو مہاجرین حبشہ سے شمار نہیں کیا۔ الاصابہ صفحہ ۴۰۳/ جلد ۱ ابن ہشام نے بھی ان کا ذکر ہجرت ثانیہ میں شریک صحابہ کرام سے نہیں کیا۔

"تم میں سے کون ہے جو اس ذبح شدہ اونٹ کی اوجھڑی لائے اور اسے (حضرت) محمد (ﷺ) کی پشت پر ڈال دے جب وہ سجدہ میں جائیں۔"

عُقبہ ابن اَبی مُعیط کھڑا ہوا وہ اس جماعت میں سب سے زیادہ بدبخت تھا ۔ لید اور گوبر سمیت وہ اوجھڑی اٹھالایا اور بحالتِ سجدہ اس نے سیّدِ کائنات ﷺ کی پشت پر ڈال دی۔ حضرت رسالت مآب کی لختِ جگر حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا آئیں اور اسے نبی کریم ﷺ کی پشت سے ہٹایا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اس وقت وہی ارشاد فرمایا جو آلِ فرعون کے مومن نے کہا تھا کہ:

اَتَقْتُلُوْنَ رَجُلًا اَنْ يَّقُوْلَ رَبِّيَ اللّٰهُ وَقَدْ جَآءَكُمْ بِالْبَيِّنٰتِ مِنْ رَّبِّكُمْ (المومن:۲۸)

"کیا تم ایک آدمی کو اس لئے جان سے مار ڈالنا چاہتے ہو کہ وہ کہتا ہے کہ میرا رب اللہ ہے اور وہ تمہارے رب کی طرف سے واضح نشانات تمہارے پاس لا چکا ہے۔"

نبی پاک صاحبِ لولاک ﷺ نے ان کفار کے نام لے لے کر ان کے بارے میں بددعا فرمائی۔ چنانچہ وہ سب بدر کے دن مارے گئے۔ ان سے ایک بھی نہ بچا۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

"میں نے ان سب کو جنگِ بدر کے دن گڑھے میں مردہ پڑے دیکھا۔"

۷۔ حضرت سُمیّہ رضی اللہ عنہا کی شہادت

حضرت سُمیّہ بنت خُبّاط رضی اللہ عنہا کا وِصال اسی سال ہوا۔ آپ اَبُو حُذَیفہ بن مُغیرہ کی لونڈی تھیں اور حضرت عَمّار بن یاسر رضی اللہ عنہ کی والدہ ماجدہ۔ آپ مکہ میں پہلے پہل ایمان لائیں۔ بِعثتِ نبوی کے پہلے سال کے واقعات میں ان کا ذکر ہو چکا ہے۔ ان کے اور ان کے والد کے نام کا تلفظ بھی وہاں مذکور ہو چکا ہے۔

آپ رضی اللہ عنہا ان نفوسِ قُدسیہ میں سے تھیں جن کو اللہ تعالیٰ کی راہ میں سزا دی جاتی تھی، تاکہ دینِ اسلام سے برگشتہ ہو جائیں لیکن آپ نے اسلام کو چھوڑنا قبول نہ فرمایا۔

ایک روز اَبُوجَہل [1] سے آپ کی ملاقات ہو گئی اس نے آپ کی شرمگاہ پر نیزہ سے وار کیا، اسی کے باعث آپ رضی اللہ عنہا کی شہادت ہو گئی۔ آپ اس وقت بوڑھی ہو چکی تھیں۔

اسلام کی راہ میں آپ رضی اللہ عنہا سب سے پہلی شہید تھیں۔ [2]

---

[1] حضرت سُمیّہ رضی اللہ عنہا کا مالک اَبُوحُذَیفہ بن مُغیرہ، اَبُوجَہل کا چچا تھا، اَبُوحُذَیفہ نے آپ کو اَبُوجَہل کے حوالے کر دیا تھا۔ سیرت حلبیہ صفحہ ۱۰۳/ جلد ۱ میں درج ہے۔ [2] مواہب لدنیہ مع شرح زرقانی صفحہ ۲۶۶/ جلد ۱

فصل ششم

۶/ بعثتِ نبوی (۴۶/ ولادتِ نبوی)

(۱) نبی کریم ﷺ کا دارِ ارقم میں سکونت پذیر ہونا

تذکرۃ القاری بحلِ رجالِ البخاری میں ہے کہ آپ اس سال حضرت ارقم بن ابی ارقم رضی اللہ عنہ کے مکان میں رہنے لگے۔ وہاں آپ چھپ کر نمازیں ادا فرماتے جب حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے ایمان قبول کیا تو آپ وہاں سے نکل آئے اور علی الاعلان جماعت کے ساتھ نمازیں ادا فرمانے لگے۔

دارارقم بھی مکہ معظمہ میں کوہِ صفا کے پاس مسجدِ حرام کے نزدیک ہی موجود ہے مکہ مکرمہ میں اب وہ دارِ خیزران کے نام سے معروف ہے۔ اس کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ ہارون رشید کی والدہ خیزران حبشیہ نے اس کی ازسرنو تعمیر کرائی اور تبرک کے لئے اس کو مسجد قرار دے دیا۔

مَیں (محمد ہاشم سندھی ٹھٹوی قدس سرہ) کہتا ہوں کہ ۱۱۳۵ھ کو جب ہم حج کی سعادت سے مشرف ہوئے تو مکہ مکرمہ میں ہم نے اس گھر کی زیارت کی تھی۔ [۱]

(۲) حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کا ایمان لانا

اسی سال، نبی پاک ﷺ، جب دارِ ارقم میں تشریف فرما تھے، حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ حلقہ بگوش اسلام ہوئے۔

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے ایمان لانے کے بارے میں دو اقوال میں سے ایک وہ ہے جیسا دوسرے سال کے واقعات کے ضمن میں گزر چکا [۲]

---

[۱] کتاب کے عربی متن پر تحقیق کرنے والے علامہ امیر احمد عباسی پرنسپل اورنٹیل کالج نے اس جگہ حاشیہ میں لکھا۔ "۱۹۵۲ء میں ہم نے بَیتُ الحَرام کی زیارت کی۔ دارِ ارقم کا وہاں ہم نے نشان بھی نہ پایا نجدیوں نے حرمین شریفین پر جب غلبہ حاصل کیا تو اسے ایسا منہدم کیا کہ کوئی نشان تک باقی نہیں۔"

[۲] سیرت ابن اسحاق (اردو ترجمہ) مشمولہ نقوش رسول نمبر جلد ۱۱ کے صفحہ ۱۷۹ تا ۱۸۲ اور سیرت حلبیہ صفحہ ۴۷۷، ۴۷۸ جلد ۱ حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کے ایمان لانے کا واقعہ درج ہے اس کا خلاصہ یہ ہے۔

(بقیہ حواشی اگلے صفحے پر)

(۳) حضرت فارُوقِ اَعْظَم رضی اللہ عنہ کا ایمان لانا

حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کے حلقہ بگوشِ اسلام کے تین دن بعد سیدنا فارُوقِ اَعْظَم رضی اللہ عنہ ایمان لائے۔
حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت تک دارِ اَرْقم میں قیام پذیر تھے۔
آپ ماہ ذوالحجہ ۶ / بعثتِ نبوی کو ایمان لائے ایک قول کے مطابق ۵ / بعثتِ نبوی کو آپ نے اسلام قبول فرمایا۔
بوقت ایمان آپ کی عمر ۲۶ سال تھی۔

(پچھلے صفحے کا بقیہ حواشی)

ابو جہل نے کوہ صفا کے پاس نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو بے تحاشہ گالیاں دیں اور آپ کو ایذا پہنچائی۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا کچھ جواب نہ دیا۔ کوہِ صفا پر ایک لونڈی یہ سب کچھ دیکھ رہی تھی۔ تھوڑی دیر کے بعد حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ شکار سے واپسی پر وہاں سے گزرے تو لونڈی کہنے لگی "اے اَبُو عُمارہ کاش آپ دیکھتے جو اَبُوالحَکَم (اَبُوجَہْل) نے آپ کے بھتیجے سے کیا ہے" اور ساتھ ہی سارا واقعہ بیان کر دیا۔ یہ سن کر حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ غضبناک ہوگئے پہلے مسجدِ حَرام میں گئے تاکہ طواف کرکے اَبُوجَہْل کی خبر لیں۔ اتفاق سے اَبُوجَہْل مسجد کے اندر لوگوں کے درمیان موجود تھا سیدھے وہاں پہنچے اس کے سر پر کھڑے ہو کر کمان اس زور سے اس کے سر پر دے ماری کہ اس کا سر پھٹ گیا۔ ساتھ ہی اپنے ایمان کا اعلان فرما دیا آپ نے اس وقت یہ اشعار پڑھے۔

ذُقْ یَا اَبَا جَہْلٍ بِمَا غَشِیْتَ مِنْ اَمْرِکَ الظَّالِمِ اِذَا مَشَیْتَ
اے ابو جہل اپنی تند خوئی کا نتیجہ چکھو اپنی ظالمانہ کارروائی جو تو نے کی، کا انجام بھگتو۔

عَزَّ اَمْرُکَ الظَّالِمُ اِذَا عَنَیْتَ لَوْ کُنْتَ تَرْجُو اللّٰہَ مَا شَقِیْتَ
جس ظالمانہ کارروائی میں تو مشغول ہوا اور وہ بہت سخت تھی اگر تو اللہ تعالیٰ سے امید رکھتا تو بدبخت نہ ہوتا۔

سَتَسْعُطُ الرَّغْمَ بِمَآ اَتَیْتَ تُؤْذِیْ رَسُوْلَ اللّٰہِ اِذْ نُہِیْتَ
اپنے کرتوتوں کے باعث تو خاک کو نتھنوں میں چڑھائے گا۔ (ذلیل و خوار ہوگا) باوجود منع کرنے کے تو رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو ایذا دیتا ہے۔

وَلَا تَرَکْتُ الْحَقَّ اِذْ دُعِیْتُ وَلَا ہَوَیْتُ بَعْدَ مَا ہَوَیْتَ
جب مجھے حق کی جانب بلایا گیا تو میں نے حق کو نہیں چھوڑا نہ ہی میں پستیوں میں گرا جبکہ تو پستیوں میں گر چکا ہے

حَتّٰی تَذُوْقَ الْخَوٰی قَدْ لَقِیْتَ فَقَدْ شَفَیْتَ النَّفْسَ وَ اَشْفَیْتَ
جو ضرب تو نے سر پر کھائی اس سے سر کے خون سے خالی ہونے کا مزہ تو نے چکھ لیا۔ تو نے اپنے آپ کو شفا دینا چاہی لیکن شفا نہ پائی۔

آپ سے قبل ۳۹ مرد اور عورتیں داخل اسلام ہو چکے تھے۔ ؎۱

(۴) آیہ کریمہ یٰاَیُّھَا النَّبِیُّ حَسْبُکَ اللّٰہُ الخ کا نزول

حضرت سیدنا عُمر بن خَطّاب رضی اللہ عنہ کے ایمان لانے پر یہ آیہ کریمہ نازل ہوئی۔

یٰاَیُّھَا النَّبِیُّ حَسْبُکَ اللّٰہُ وَمَنِ اتَّبَعَکَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ (الانفال:۶۴)

اے نبی! آپ کو اللہ تعالیٰ اور آپ کی اتباع کرنے والے مومن کافی ہیں۔

(۵) بچھڑے کا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی رَسالت کی شہادت دینا

اسی سال حضرت سرورِ انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک معجزہ ظہور پذیر ہوا جو حضرت عمر فارُوق رضی اللہ عنہ کے ایمان کا سبب بنا جس کی تفصیل یہ ہے۔

اَبُو جَہل لَعِین نے اعلان کیا کہ اے قبیلۂ قریش! محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے دین کو باطل اور ہمارے معبودوں کو مردود ٹھہراتا ہے جو آدمی اسے قتل کر دے میں اسے ایک سو سرخ اور سیاہ اونٹنیاں اور ایک ہزار اوقیہ چاندی دوں گا۔ جس کا ہر اوقیہ چالیس درہم کا ہو گا۔

یہ سن کر حضرت عُمر رضی اللہ عنہ تلوار لٹکائے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل کے ارادہ سے نکلے جب اَبطَح پہنچے تو آپ نے دیکھا کہ کچھ لوگ ایک بچھڑے کو ذبح کرنے کا ارادہ کئے ہوئے ہیں جب انہوں نے ذبح کے لئے اس کی اگلی پچھلی ٹانگیں باندھ لیں تو بچھڑے کے منہ سے یہ صدا بلند ہوئی۔

؎۱ مواہب لدنیہ اور اس کی شرح زرقانی ص ۲۷۳ جلد ۱ میں ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ایمان لانے سے قبل مسلمان مردوں کی تعداد چالیس سے اوپر تھی اور عورتوں میں گیارہ خوش نصیب ایمان قبول کر چکی تھیں۔ متن کی روایت کہ ابن ابی خیثمہ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے بدیں الفاظ روایت کیا ہے۔

وَلَقَدْ رَاَیْتُنِیْ مَا اَسْلَمَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ اِلَّا تِسْعَۃٌ وَّثَلَاثُوْنَ رَجُلًا

میرا پختہ خیال ہے کہ میرے ایمان لانے سے قبل صرف ۳۹ آدمی ایمان قبول کر چکے تھے

فَکَمَّلْتُھُمْ اَرْبَعِیْنَ

میں نے ان کی تعداد چالیس مکمل کر دی۔

دونوں کے درمیان مطابقت اس طرح سے ہے کہ اس وقت چوں کہ مسلمان اپنے ایمان کا اظہار نہ کرتے تھے اس لئے ممکن ہے کہ آپ پر ان کی صحیح تعداد واضح نہ ہو سکی جو تعداد واضح ہو سکی وہ بیان فرما دی۔

"اے آل ذریح [1]! ایک آدمی پکار پکار کر لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی شہادت کی دعوت دے رہا ہے"

حضرت عُمَر رضی اللہ عنہ اس کو سن کر اچنبھے میں پڑ گئے اور اسلام آپ کے دل میں داخل ہو گیا۔

(٦) بکری کا جناب سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی رَسالت کی گواہی دینا

حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس بچھڑے سے کچھ آگے گذرے ایک بکری کو چرتے ہوئے دیکھا اس کے پاس ہاتفِ غیبی کی آواز سنی جو شعر پڑھ رہا تھا ان میں حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی بحث تھی۔ ان چھ اشعار میں سے ایک یہ ہے۔

یَااَیُّهَا النَّاسُ ذَرُوا الْاَجْسَامَ تَبَادَرُوْا سَبْقًا اِلَی الْاِسْلَامِ [2]

اے لوگو! ان (پتھر کے) جسموں کو چھوڑو ایک دوسرے پر سبقت لیتے ہوئے اسلام کی جانب بڑھو۔

ان چھ اشعار کو شامی نے اپنی سیرت میں درج فرمایا ہے۔

ان کو سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی اسلام کے ساتھ محبت میں اضافہ ہوا۔

(٧) ضَمار نامی بت کا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی رَسالت کی شہادت دینا

جب حضرت عُمَر فارُوق رضی اللہ عنہ بچھڑے اور بکری سے آگے نکلے تو آپ کا گذر ضَمار پر سے ہوا یہ ایک بت کا نام ہے کفار اس کی پَرَستش کرتے تھے آپ نے اس بت سے اشعار سماعت فرمائے جن میں ایمان پر شوق دلایا گیا تھا۔ اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو شہید کرنے پر ڈرایا گیا تھا۔ یہ پانچ شعر تھے۔ شامی نے ان کو بھی اپنی سیرت میں درج کیا ہے۔ [3]

---

[1] زرقانی شرح مواہب لدنیہ ص۱/۲۷۶ میں آل ذریح ذال کے ساتھ ہے۔

[2] علامہ زرقانی قدس سرہ نے مواہب کی شرح جلد۱/۲۷۶ پر یہ اشعار درج فرمائے ہیں ان کی تعداد ۸ ہے متن میں درج پہلا مصرعہ ان اشعار کا پہلا مصرعہ اور دوسرا مصرعہ ان اشعار کا پندرھواں مصرعہ ہے نیز اس میں درج ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ نے یہ شعر ایک بت کے پاس سنے تھے۔

[3] امام محمد بن عبد الباقی زرقانی قدس سرہ نے مواہب لدنیہ پر اپنی شرح جلد۱/۲۷۷ میں ان اشعار کو درج فرمایا ہے۔ وہ اشعار تعداد میں چھ ہیں۔

اَوْدَی الضَّمَارُ وَکَانَ یُعْبَدُ مُدَّةً قَبْلَ الْکِتَابِ وَقَبْلَ بَعْثِ مُحَمَّدٍ

(بقیہ حواشی اگلے صفحے پر)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اس سے بھی تعجب ہوا اور ایمان کی محبت آپ کے دل میں زیادہ ہو گئی۔

(۸) حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا اپنی ہمشیرہ کے پاس آکر آیاتِ قرآنیہ کی سماعت کرنا

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ بچھڑے، بکری اور ضمار کے پاس سے گذر کر اپنی بہن حضرت فاطمہ بنت خطاب رضی اللہ عنہا اور بہنوئی حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ کے مکان پر پہنچے۔ حضرت سعید رضی اللہ عنہ عشرہ مبشرہ میں داخل ہیں۔ وہاں آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ وہ دونوں سورۂ طٰہٰ کی پہلی سات آیات کی تلاوت میں مشغول ہیں یہ آیاتِ مبارکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر ان ہی ایام میں تازہ تازہ نازل ہوئی تھیں۔

(پچھلے صفحہ کا بقیہ)

ضمار ہلاک (برباد) ہو گیا حالاں کہ اس زمانہ سے اس کی عبادت جاری تھی جب کہ قرآنِ مجید ابھی نازل نہ ہوا تھا اور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت نہ ہوئی تھی۔

اِنَّ الَّذِیْ وَرِثَ النُّبُوَّۃَ وَ الْھُدٰی بَعْدَ ابْنِ مَرْیَمَ مِنْ قُرَیْشٍ مُّھْتَدِیْ

حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کے بعد جو نبوت اور ہدایت کا اب وارث ہے۔ وہ قبیلہ قریش میں سے ہدایت پر قائم ایک شخص ہے۔

سَیَقُوْلُ مَنْ عَبَدَ الضِّمَارَ وَ مِثْلَہٗ لَیْتَ الضِّمَارَ وَ مِثْلَہٗ لَمْ یُعْبَدِ

وہ دن دور نہیں جب ضمار اور اس کی مانند دیگر بتوں کی پرستش کرنے والے کہہ اٹھیں گے۔ کہ کاش ضمار اور دیگر بتوں کی عبادت نہ کی جاتی۔

اَبْشِرْ اَبَا حَفْصٍ بِدِیْنٍ صَادِقٍ تُھْدٰی اِلَیْہِ وَ بِالْکِتَابِ الْمُرْشِدِ

اے ابو حفص! سچے دین کی آپ کو خوش خبری ہو تجھے اس دین اور سیدھا راستہ دکھانے والی کتاب کی جانب ہدایت نصیب ہو گی۔

وَ اصْبِرْ اَبَا حَفْصٍ فَاِنَّکَ اٰمِرٌ یَأْتِیْکَ عِزٌّ غَیْرُ عِزِّ بَنِیْ عَدِیْ

اپنے موجودہ ارادہ سے ہاتھ روک لے۔ تجھے حکومت ملے گی اور بنی عدی کی عزت کے علاوہ تجھے اور بہت بڑی عزت نصیب ہو گی۔

لَا تُعْجِلَنْ فَاَنْتَ نَاصِرُ دِیْنِہٖ حَقًّا یَقِیْنًا بِاللِّسَانِ وَ بِالْیَدِ

جلد بازی ہرگز نہ کر تُو تو ان کے دین کا حتمی یقینی، زبان، اور ہاتھ سے مددگار ہے۔

حضرت عباس بن مرداس رضی اللہ عنہ نے بھی "ضمار" بت سے اسی طرح کے اشعار سنے جو ان کے ایمان کا باعث ہوئے تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو سیرت ابن ہشام ص ۶۹/۴

ان سات آیات میں سے جب آپ نے ان آیات کو سنا

وَاِنْ تَجْهَرْ بِالْقَوْلِ فَاِنَّهٗ يَعْلَمُ السِّرَّ وَاَخْفٰى○ اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ لَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى○ (طه : ۷-۸)

اے محبوب! اگر آپ باآواز بلند بات کریں تو وہ پوشیدہ اور اس سے بھی پست گفتگو کو جانتا ہے وہ اللہ ہے اس کے سوا عبادت کے لائق کوئی نہیں حسین نام اسی کے ہیں۔

تو آپ کا دل اسلام کی محبت کی جانب اڑنے لگا

یہ قصہ بہت طویل ہے میں نے مختصر طور پر اتنا ہی بیان کر دیا ہے۔

اس کے بعد حضرت عُمَر فارُوق رضی اللہ عنہ دربارِ نبوی ﷺ میں حاضر ہوئے اور آپ ﷺ کے سامنے ایمان کا اعلان کیا۔

(۹) حضرت عمر فارُوق رضی اللہ عنہ کے ایمان کے لئے دعائے نبوی

یہ بھی نبی کریم رؤف رحیم ﷺ کا ایک معجزہ ہے کہ آپ نے حضرت عُمَر رضی اللہ عنہ کے ایمان سے قبل ایک دن ان الفاظ مبارکہ سے دعا فرمائی تھی۔

اَللّٰهُمَّ اَعِزَّ الْاِسْلَامَ بِاَحَبِّ هٰذَيْنِ الرَّجُلَيْنِ اِلَيْكَ اِمَّا بِاَبِيْ جَهْلِ بْنِ هِشَامٍ اَوْ بِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ

اے اللہ! اَبُو جَہْل بن ہِشَام اور عُمَر بن خَطَّاب میں سے جو تجھے زیادہ محبوب ہے اس سے اسلام کو قوت عطا فرما۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب پاک ﷺ کی دعا حضرت عُمَر رضی اللہ عنہ کے حق میں قبول فرمائی کہ اگلے روز آپ ایمان لے آئے ان دو افراد میں سے آپ اللہ تعالیٰ کے محبوب تھے۔

حضور سرورِ کائنات ﷺ نے بدھ کو دعا فرمائی اور آپ جمعرات کو مشرف باسلام ہو گئے۔

(۱۰) ایمان قبول کرنے پر حضرت عُمَر رضی اللہ عنہ کے اشعار

ایمان لانے پر آپ رضی اللہ عنہ نے مندرجہ ذیل اشعار کہے (جو ان کے ایمان لانے کے واقعہ کے پس منظر کو واضح کرتے ہیں۔)

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ ذِى الْمَنِّ الَّذِىْ وَجَبَتْ　　　لَهٗ عَلَيْنَآ اَيَادٍ مَا لَهَا غِيَرُ

سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے جس کی ہم پر بہت سی نعمتیں ہیں وہ نعمتیں دینے والا اس کے سوا کوئی اور نہیں۔

وَقَدْ بَدَأَنَا فَكَذَّبْنَا فَقَالَ لَنَا
صِدْقَ الْحَدِيثِ نَبِيٌّ عِنْدَهُ الْخَبَرُ

اس نے ہمیں پیدا کیا لیکن ہم اسی کی تکذیب کرنے لگے اس پر اللہ کے نبی نے ہمیں سچی باتیں بتائیں۔ (درحقیقت سچی) باتیں اسی کے پاس ہیں۔

وَقَدْ ظَلَمْتُ ابْنَةَ الْخَطَّابِ ثُمَّ هَدىٰ
رَبِّیْ عَشِيَّةً قَالُوا قَدْ صَبَا عُمَرُ

میں نے (اپنی بہن یعنی) خطاب کی بیٹی پر ظلم کیا پھر میرے پروردگار نے دن کے آخری حصہ میں مجھے راہ ہدایت بخشی اس پر کافر کہنے لگے عمر بے دین ہو گیا ہے۔

وَقَدْ نَدِمْتُ عَلٰى مَا كَانَ مِنْ زَلَلٍ
بِظُلْمِهَا حِيْنَ تُتْلىٰ عِنْدَهَا السُّوَرُ

جو غلطی مجھ سے سرزد ہوگئی میں اس پر نادم ہوں کہ میں نے اس وقت اس پر ظلم روا رکھا جب اس کے پاس قرآنِ مجید کی سورتیں تلاوت کی جارہی تھیں۔

لَمَّا دَعَتْ رَبَّهَا ذَا الْعَرْشِ جَاهِدَةً
وَالدَّمْعُ مِنْ عَيْنِهَا عَجْلَانَ يَبْتَدِرُ

جب اس نے عرش کے مالک اپنے پروردگار سے پوری کوشش سے دعا کی تو اس وقت اس کی آنکھوں سے مسلسل آنسو ٹپک رہے تھے۔

اَيْقَنْتُ اَنَّ الَّذِیْ تَدْعُوْهُ خَالِقُهَا فَكَادَ يَسْبِقُنِیْ مِنْ عَبْرَةٍ دُرَرٌ

مجھے یقین ہو گیا کہ جس سے وہ دعائیں مانگ رہی ہے وہ اس کا خالق ہے۔ تو جلد ہی میری آنکھوں میں موتیوں جیسے آنسو بھر آئے۔

فَقُلْتُ اَشْهَدُ اَنَّ اللّٰهَ خَالِقُنَا وَاَنَّ اَحْمَدَ فِيْنَا الْيَوْمَ مُشْتَهَرُ

اس پر میں پکار اٹھا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ ہمارا خالق اللہ تعالیٰ ہے اور حضرت احمد مجتبیٰ ﷺ ہم میں بطور رسول ظاہر ہو چکے ہیں۔

نَبِیٌّ صِدُقٍ اَتیٰ بِالْحَقِّ مِنُ ثِقَۃٍ وَافِی الْاَمَانَۃِ مَافِیْ عَوْدِہٖ خَوَرٌ [1]

سچے نبی قابلِ اعتماد (جبرائیل امین) علیہ السلام سے جو امانت کو درست درست پہنچانے والے ہیں، حق لے کر آئے ہیں ان کے بار بار آنے میں کوئی نقصان نہیں ہے۔

(۱۱) حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا مکّہ معظمہ میں اظہار اسلام فرمانا [2]

اللہ تعالیٰ نے حضرت عُمر فارُوق رضی اللہ عنہ کے ایمان سے اسلام کو قوت بخشی اور مسلمانوں نے آپ کے قبولِ حق پر خوشیاں منائیں۔ [3] اسلام کا خوب خوب اظہار ہوا، یہاں تک کہ حضرت عُمر رضی اللہ عنہ اپنی تلوار تھامے مکّہ معظمہ کی گلیوں میں نکل آئے اور (اعلانیہ) لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھنے لگے کفار کو مخاطب کر کے فرمایا:

"جس نے تم میں سے حرکت کی اس کے جسم میں اپنی تلوار گاڑ دوں گا۔" [4]

(۱۲) حضرت عَبدُاللہ بن عُمر رضی اللہ عنہما کا ایمان لانا

اسی سال حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے حضرت عَبدُاللہ رضی اللہ عنہ ایمان لائے۔

---

[1] ترجمہ سیرت ابن اسحاق صفحہ ۱۹۴،۱۹۵۔ ابن ہشام جلد۱/ صفحہ ۲۱۸۔ نوٹ: سیرت ابن ہشام کے اردو ترجمہ مطبوعہ شیخ غلام علی اینڈ سنز میں یہ اشعار درج نہیں۔

[2] حضرت ابن مَسعُود رضی اللہ عنہ آپ کی شخصیت کی عظمت کو یوں خراجِ تحسین پیش کرتے ہیں۔ حضرت عُمر رضی اللہ عنہ کا اسلام لانا مسلمانوں کی عزت، آپ کی ہجرت نصرت اور آپ کی امارت رحمت کا باعث تھی۔ جب تک آپ ایمان نہ لائے تھے ہم خانہ کعبہ کے اردا گرد نماز ادا کرنے کی طاقت نہ رکھتے تھے۔ حضرت صُہَیب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ کے ایمان پر مشرکوں کا یہ تبصرہ تھا کہ آج ہماری قوم آدھی ہوگئی۔ زرقانی علی المواہب جلد۱/ صفحہ۲۷۷

[3] حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب حضرت عُمر رضی اللہ عنہ نے ایمان قبول کیا تو جبرائیل امین علیہ السلام بارگاہِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوئے اور عرض کیا آسمان کی مخلوق (بھی آج) حضرت عُمر رضی اللہ عنہ کے ایمان پر خوشیاں منا رہی ہے۔ مواہب مع زرقانی جلد۱/ صفحہ۲۷۷

[4] اس کی تفصیل یوں ہے کہ جب آپ ایمان لائے تو بارگاہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں عرض کیا یہ دین چھپانے کی چیز نہیں اسے ظاہر فرمایئے اس پر حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مومنوں کے ہمراہ اس شان سے نکلے کہ حضرت عُمر رضی اللہ عنہ ان سے آگے تلوار تھامے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ بآوازِ بلند کہتے چل رہے تھے۔ یہاں تک کہ آپ مسجدِ حرام میں داخل ہوگئے۔ قریش آپس میں کہنے لگے عُمر خوشی کی حالت میں آ رہا ہے۔ اے عُمرؓ! تمہارے پیچھے کیا ہے تو آپ نے فرمایا میرے پیچھے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ہے۔ اگر تم میں سے کسی نے بھی حرکت کی تو اس کے جسم میں مَیں اپنی تلوار اتار دوں گا۔ پھر طواف میں آپ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے آگے آگے آپ کی حفاظت کی غرض سے چل رہے تھے یہاں تک کہ آپ طواف سے فارغ ہوگئے۔ زرقانی علی المواہب جلد۱/ صفحہ۲۷۷

علامہ عامری نے الریاض المستطابہ میں لکھا کہ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ اپنے والد کے ہمراہ ایمان لائے۔
تذکرۃ القاری کے مصنف نے فرمایا وہ اپنے والد کے ساتھ اس وقت ایمان لائے جبکہ نابالغ بچے تھے۔ اپنے والد سے قبل آپ کے ایمان قبول کرنے کا قول درست نہیں ہے۔

(۱۳) حضرت صِدّیقِ اَکبر رضی اللہ عنہ کی والدہ کا ایمان لانا

حضرت اُمُّ الخیر سَلمٰی بنت صَخر قُرَشی تَیمی رضی اللہ عنہا اسی سال حلقہ ایمان میں داخل ہوئیں۔ آپ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی والدہ ہیں۔ آپ اس وقت ایمان لائیں جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم دارارقم میں قیام پزیر تھے۔

(۱۴) حضرت اِیَاس بن بُکَیر رضی اللہ عنہ کا مشرف بہ اسلام ہونا

جن دنوں جناب حبیبِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم دارارقم میں ٹھہرے ہوئے تھے بَنُو عَدِیّ بن کَعب بن لُوَیّ کے حلیف حضرت اِیَاس بن بُکَیر بن عَبدیالیل بن نَاشِب لَیثی دولت ایمان سے مالا مال ہوئے۔
آپ بَدر، اُحُد، خَندق اور دیگر تمام غزوات میں حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھے۔
آپ کے علاوہ آپ کے تین بھائی حضرت عَامِر، حضرت عَاقِل [1] اور حضرت خَالِد رضی اللہ عنہم جو بُکَیر کی اولاد سے تھے، بھی غزوہ بَدر میں، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے [2] بلکہ ان کے ساتھ ان کی صحابیہ والدہ (حضرت عَفرَآء بنت عُبَید بن ثَعلَبَہ اَنصَارِیّہ، نَجّارِیّہ کی جانب سے ان کے تین بھائی حضرت مُعَاذ، حضرت مُعَوِّذ اور حضرت عَوف رضی اللہ عنہم بھی شریکِ بَدر تھے۔ ان تینوں کے والد حضرت حَارِث بن رِفَاعَہ اَنصَارِیّ خَزرَجی رضی اللہ عنہ تھے۔
حضرت عَفرَآء رضی اللہ عنہا کے ہاں بُکَیر بن عَبدیالیل لَیثی سے (چار بیٹے) حضرت اِیَاس، حضرت خَالِد، حضرت عَاقِل اور حضرت عَامِر رضی اللہ عنہم تھے۔ بُکَیر کی وفات کے بعد حضرت حَارِث رضی اللہ عنہ نے آپ سے عقد فرمالیا۔ اس طرح حضرت عَفرَآء رضی اللہ عنہا کے سات بیٹے غَزوۂ بَدر میں شریک تھے۔
علامہ زرقانی رحمۃ اللہ علیہ نے مواہب لدنیہ کی شرح میں حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ سے اسی طرح نقل کیا ہے۔ یہ عطیۂ رَبّانی، عجائبات میں سے ہے۔

---

[1] ان کا نام غَافِل تھا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے تبدیل فرما کر عَاقِل رکھ دیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قیامِ دارِ اَرقم کے دوران سب سے پہلے بیعت فرمانے والے آپ تھے۔ اصابہ ج۲/ص۲۴۷
[2] ابن اسحاق نے فرمایا: حضرت اِیَاس اور انکے بھائی حضرت عَاقِل، حضرت خَالِد اور حضرت عَامِر رضی اللہ عنہم کے سوا چار ایسے (حقیقی) بھائیوں کے بارے میں ہم کو علم نہیں کہ وہ غزوۂ بَدر میں شریک ہوئے ہوں۔ یہ چاروں بھائی ہجرت کے شرف سے مشرف ہوئے۔ حضرت اِیَاس رضی اللہ عنہ فتحِ مصر میں موجود تھے ۳۴ھ کو وفات پائی۔ حضرت عَاقِل رضی اللہ عنہ غَزوۂ بَدر میں، حضرت خَالِد رضی اللہ عنہ یومِ رَجیع میں اور حضرت عَامِر رضی اللہ عنہ نے جنگِ یمامہ میں شہادت پائی۔ الاصابہ ج۱/ص۸۹

فصل ہفتم

۷/ بعثتِ نبوی (۴۷/ ولادتِ نبوی)

۱۔ شِعبِ اَبی طَالب میں محصور ہونا

معتمد قول کے مطابق اس سال محرم کی پہلی تاریخ کو بنی ہاشم اور بنی مُطّلب کا حضرت سرورِ کائنات ﷺ کے ساتھ شِعبِ اَبی طَالب میں محصور ہونے اور قُریش کے ظالمانہ معاہدے کی تحریر کا واقعہ پیش آیا۔

اس کا سبب یہ تھا کہ قُریش نے جب اپنے دین کا بطلان، نبی کریم ﷺ کے دین کی (روز افزوں) قوت، حضرت عمر فارُوق اور حضرت حمزہ رضی اللہ عنہما کا ایمان اور اس سے اسلام کی تائید، مسلمانوں کی ہجرتِ حَبشہ [1] وہاں نَجاشی کے پاس اطمینان سے رہنا اور اُس کا اِن سے اچھا سلوک کرنا اور اَبُوطَالِب نیز بَنُوہاشم اور بنو عَبدُالمُطّلب سے ان کی برادری کا نبی پاک ﷺ کی مدد اور دفاع کرنا دیکھا تو انہوں نے بَنُوہاشم اور بَنُومُطّلب سے بائیکاٹ کرنے اور مکّہ مکرمہ سے باہر ایک گھاٹی میں نکال دینے کا معاہدہ کرلیا۔

اس گھاٹی کو شِعبِ اَبِیْ طَالِب، خَیْف، خَیْفِ بَنِی کنانہ، اَبْطَح، بَطْحاء مُحَصَّب اور مُعَرَّس بھی کہتے تھے۔

انہوں نے آپس میں یہ معاہدہ تحریر کرلیا۔

- ★ نبی کریم ﷺ کو بَنی ہاشم اور بَنی مُطّلب سمیت مکّہ سے نکال دیں گے۔
- ★ ان سے باہمی نکاح نہ کریں گے۔
- ★ کھانے اور پینے کی کوئی چیز ان تک نہ پہنچنے دیں گے۔
- ★ ان سے کوئی چیز نہ خریدیں گے اور نہ ان کے ہاتھوں کوئی چیز فروخت کریں گے۔
- ★ ان کی جانب سے صلح کی پیش کش قبول نہ کریں گے اور نہ کسی قسم کی نرمی برتیں گے۔
- ★ (معاہدہ کی تمام شقیں اس وقت تک مؤثر رہیں گی) جب تک کہ وہ نبی کریم ﷺ کو قتل کے لئے ان کے

---

[1] اس سے مراد حَبشہ کی جانب دوسری ہجرت ہے کیوں کہ پہلی ہجرت پر روانہ ہونے والے مہاجرین ۵/بعثت میں واپس آگئے تھے۔ زرقانی علی المواہب ج/۱ صفحہ ۲۷۸

سپرد نہ کردیں گے۔

آپس میں اس معاہدہ کی توثیق کے لئے انہوں نے یہ معاہدہ تحریر کرکے خانہ کعبہ میں آویزاں کردیا۔

اس معاہدہ کے طے ہوچکنے پر بَنُوہاشم اور بَنُومُطّلِب [1] نبی اَکرم ﷺ کے ہمراہ مکّہ معظمہ سے نکل آئے اور اس گھاٹی میں قیام پذیر ہوگئے۔ اسی قیام کی وجہ سے نبی کریم ﷺ کو اَبطَحی بھی کہا جاتا ہے۔ وہاں ان کا قیام تین برس تک رہا۔

اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے دیمک کو بھیجا جس نے اللہ تعالیٰ کے نام کے علاوہ اس تحریر کے تمام حروف چاٹ لئے۔ آپ ﷺ نے یہ بات اپنے چچا اَبُوطَالِب کو بتائی انہوں نے اس کا تذکرہ قبیلۂ قُرَیش سے کیا [2] لیکن انہوں نے تصدیق نہ کی اس پر اَبُوطَالِب نے ان سے کہا اپنی تحریر کو کھول کر دیکھ لو جس میں تمہارے یہ پختہ وعدے اور عہد لکھے ہوئے ہیں اللہ تعالیٰ کے نام کے سوا دیمک نے وہ ساری کھالی ہے۔

قریشیوں نے خیال کیا کہ بات درست نہیں چنانچہ انہوں نے اسے کھولا اور اسے اسی حالت میں پایا جس کی خبر اللہ تعالیٰ کے سچے حبیب ﷺ نے دی تھی۔ اس پر انہیں شرمندگی ہوئی۔ انہوں نے اس ظالمانہ تحریر کو پرزے پرزے کرکے ختم کردیا اور اپنے معاہدے سے انہوں نے رجوع کرلیا۔

اس پر نبی پاک ﷺ اپنے خاندان سمیت مکّہ مشرفہ لوٹ آئے اور اپنے گھروں میں پہلے کی طرح رہنے لگے۔

شِعْبِ اَبِی طَالِب سے ان کی واپسی اور معاہدے کا خاتمہ ۱۰ بِعثت نبوی کو ہوا۔ اس تحریر کی حالت کی خبر دینا نبی پاک ﷺ کے معجزات میں سے ہے۔

اس ظالمانہ تحریر کا قصہ سیرت کی مطول کتابوں مثلاً سیرتِ شامی وغیرہ میں مذکور ہے میں نے اختصار کی خاطر اسی پر اقتصار کیا ہے۔

---

[1] بنوہاشم اور بنومُطّلِب کے تمام اَفراد، اصحاب ایمان اور کفار اس گھاٹی کی جانب نکل آئے۔ مومن اپنے دین کی خاطر اور کافر خاندانی حمیت کے باعث۔ لیکن اَبُولَہَب ان سے نکل کر کفار کا مددگار بن گیا۔ الوفاء جلد۱/ صفحہ۱۹۷

[2] اَبُوطَالِب ان قریشیوں سے کہنے لگے میرے بھتیجے نے کبھی جھوٹ نہیں بولا اس نے مجھے بتایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے معاہدہ پر دیمک کو مسلط فرمادیا ہے اس نے جور و ظلم اور قطع رحمی کی ساری تحریر کو چاٹ لیا ہے صرف اس میں اللہ کا ذکر باقی رہ گیا ہے۔ اگر میرے بھتیجے نے سچ کہا ہے تو اپنے برے ارادہ سے باز آجاؤ اور اگر اس نے یہ بات خلاف واقعہ کہی ہے تو میں اسے تمہارے سپرد کر دوں گا پھر تمہاری مرضی اسے قتل کرو یا زندہ چھوڑو۔ اس پر انہوں نے کہا اب تم نے انصاف کی بات کی ہے۔ جب اس تحریر کو انہوں نے کھولا تو سخت شرمندہ ہوئے۔ (الوفا جلد۱/ صفحہ۱۹۸)

علماء فرماتے ہیں کہ اس تحریر کے کاتب مَنصُور [1] بن عِکرِمَہ بن ہاشم کا ہاتھ خشک ہو گیا یہ بھی اللہ تعالیٰ کے محبوب پاک ﷺ کے معجزات میں سے ہے۔

بعض علماء فرماتے ہیں کہ بَنِیْ ہاشم اور بَنُو مُطّلِب کا شِعْب میں داخل ہونے کا واقعہ ۸/ بعثت نبوی کو پیش آیا۔ [2]

---

[1] کتب سیرت میں اس تحریر کی کتابت کی نسبت مندرجہ ذیل مختلف افراد کی جانب منقول ہے۔

۱۔ منصور بن عکرمہ بن ہاشم۔ اس کا ہاتھ سوکھ گیا۔ کفر ہی پر اس کا خاتمہ ہوا۔

۲۔ بغیض بن عامر بن ہاشم بن عبد مناف بن عبدالدار بن قصی۔ اس کا ہاتھ بھی سوکھ گیا۔ اسلام کی توفیق نہ ہوئی کفر پر خاتمہ ہوا۔

۳۔ نضر بن حرث۔ نبی پاک ﷺ نے اس کے لئے بددعا فرمائی اس کے ہاتھ کی بعض انگلیاں سوکھ گئیں۔ غزوۂ بدر کے بعد بحالت کفر مقتول ہوا۔

۴۔ ہشام بن عمرو بن حرث عامری۔ یہ ان افراد میں سے تھا جنہوں نے بعد میں اس معاہدے کے خاتمہ کے لئے کوشش کی۔ اسلام نصیب ہوا۔ مؤلفۃ القلوب میں سے تھے۔

۵۔ طلحہ ابن ابی طلحہ عبدری۔

۶۔ منصور بن عبد شرحبیل بن ہاشم۔

بعض علماء فرماتے ہیں کہ اس معاہدہ کے کاتبوں کے متعدد ہونے کی وجہ یہ ہے کہ کفار نے اس کی مختلف نقول تیار کرائی ہوں گی۔

زرقانی علی المواہب جلد ۱/ صفحہ ۲۷۸

[2] (اگر) شِعْبِ ابی طَالِب میں (داخل ہونے کا سال ۷/ بعثت ہو تو وہاں) قیام کی مدت تین سال (بحق) ہے جیسا کہ ابن اسحاق نے فرمایا موسیٰ بن عقبہ نے اسی کو یقینی قرار دیا ہے (اور اگر شعب میں جانا ۸/ بعثت نبوی کو پیش آیا ہو تو) اس میں قیام کی مدت دو سال ہے یہ قول ابن سعد کا ہے۔ زرقانی علی المواہب جلد ۱/ صفحہ ۲۷۹

۸/ بعثتِ نبوی (۴۸/ میلادِ نبوی)

(۱) غلبۂ رُوم کی پیشین گوئی

کفارِ مکہ کو خبر ملی کہ ایران کے کفار، جو نوشیروان کی اولاد میں سے تھے۔ قیصر کے لشکر یعنی روم کے کفار پر جنگ میں غالب رہے ہیں۔ اس پر انہوں نے خوشیاں منائیں اور مسلمانوں کو کہنے لگے۔

"تم اور اہل روم آسمانی کتابوں پر ایمان رکھتے ہو ہم اور ایرانی کسی آسمانی کتاب پر ایمان نہیں رکھتے جس طرح ہمارے دینی بھائی تمہارے اہلِ کتاب بھائیوں پر غالب رہے ہیں اسی طرح ہمیں بھی تم پر غَلَبَہ حاصل رہے گا۔"

کُفّارِ مکہ کی یہ باتیں سن کر مسلمان غمگین ہوگئے، اس پر اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول مکرم ﷺ پر یہ آیاتِ کریمہ نازل فرمائیں۔

الٓمّٓ ۝ غُلِبَتِ الرُّوْمُ ۝ فِيْٓ اَدْنَى الْاَرْضِ وَهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ غَلَبِهِمْ سَيَغْلِبُوْنَ ۝ فِيْ بِضْعِ سِنِيْنَ (الروم ۱-۴)

ترجمہ: رومی پڑوسی ملک میں مغلوب ہوگئے ہیں وہ اپنی مغلوبیت کے بعد چند ہی سالوں میں (اپنے حریف پر) غلبہ پالیں گے۔

ان آیات کا حاصل یہ ہے کہ رومی لوٹ آئیں گے اور ایرانیوں پر دس سال سے کم عرصہ میں فتح حاصل کرلیں گے۔ ایک قول کے مطابق یہ واقعہ ایک سال قبل پیش آیا۔

(۲) غَلَبۂ رُوم پر حضرت صِدّیقِ اَکبر رضی اللہ عنہ اور اُبَیّ بن خَلَف کے درمیان شرط

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے کفارِ مکہ کے سامنے جب یہ آیتیں پڑھیں تو انہوں نے اس کی تصدیق نہ کی بلکہ اُبَیّ بن خلف حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے کہنے لگا۔

"جو کچھ تو کہتا ہے اگر یہ درست ثابت ہوگیا اور رومی نو سال کے عرصہ تک ایرانیوں پر غالب آگئے تو میں تجھے سو اونٹ دوں گا۔ بصورت دیگر تم مجھے سو اونٹ دو گے۔"

اس شرط پر دونوں نے عہد کرلیا اور طرفین میں سے ہر ایک نے دوسرے سے ضامن لے لیا۔ غزوہ

بدر میں مسلمان کفار پر غالب رہے اسی اثنا میں خبر پہنچی کہ رومیوں نے ایرانیوں پر غلبہ حاصل کرلیا ہے۔ مسلمان خدائی وعدہ وَيَوْمَئِذٍ يَفْرَحُ الْمُؤْمِنُوْنَ (اس دن مسلمان خوشیاں منائیں گے) کے مطابق اس وقت خوشیاں منا رہے تھے۔ رومیوں اور ایرانیوں کی دونوں جنگوں کے درمیان سات سال کا فاصلہ تھا۔

چنانچہ اُبَی بن خلف کے ضامن سے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے سو اونٹ حاصل کرلئے۔

یہ قصہ طویل ہے میں نے اسی پر اقتصار کیا ہے۔ یہ آپس میں رہن کا معاہدہ، قمار کی حرمت کے نزول سے قبل تھا۔ تفسیر کشاف میں علامہ زمخشری نے لکھا:

"حضرت امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ نے اسی معاہدہ سے یہ مسئلہ اخذ فرمایا کہ دارالحرب میں مسلمان اور کافر کے درمیان سود لینا حرام نہیں۔" [1]

(۴) جنگِ بُعاث

اَوس اور خزرج (مدینہ منورہ کے دو قبیلوں) کے درمیان اسی سال جنگِ بُعاث ہوئی۔ [2]

---

[1] علامہ زمخشری کی عبارت یوں ہے۔ وَمِنْ مَذْهَبِ اَبِيْ حَنِيْفَةَ وَمُحَمَّدٍ اَنَّ الْعُقُوْدَ الْفَاسِدَةَ مِنْ عُقُوْدِ الرِّبَا وَغَيْرِهَا جَائِزَةٌ فِيْ دَارِ الْحَرْبِ بَيْنَ الْمُسْلِمِيْنَ وَالْكُفَّارِ وَقَدِ احْتَجَّا عَلٰى صِحَّةِ ذٰلِكَ بِمَا عَقَدَهُ اَبُوْبَكْرٍ بَيْنَهُ وَبَيْنَ اُبَيِّ بْنِ خَلَفٍ۔ تفسیر الکشاف جلد ۳ صفحہ ۲۱۴

ترجمہ: حضرت امام اعظم اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب ہے کہ عقود فاسدہ جیسے سود اور اس کے علاوہ دیگر معاملات دارالحرب میں مسلمانوں اور کافروں کے درمیان جائز ہیں اور ان دونوں اماموں نے اِس کے درست ہونے پر دلیل حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا وہ معاملہ قرار دیا جو آپ نے اپنے اور اُبَی بن خلف کے درمیان طے کیا تھا۔)

[2] صحیح تر قول کے مطابق یہ جنگ ہجرت سے پانچ سال قبل لڑی گئی۔ اس میں مدینہ منورہ کے دونوں قبائل کے دو کے سوا تمام سردار مقتول ہوگئے۔ اشاعتِ اسلام کے حق میں اس جنگ کے اثرات بڑے مفید اور دوررس ثابت ہوئے۔ چنانچہ حضرت صدیقہ بنت حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہما اس جنگ کے نتائج کے بارے میں یوں تبصرہ فرماتی ہیں۔ "جنگِ بُعاث اہل مدینہ کے دخول اسلام کے سلسلہ میں آپ کی آمد سے قبل اللہ تعالیٰ نے بپا فرما دی۔ چنانچہ آپ جب مدینہ منورہ تشریف لائے تو ان کی جمعیت پراگندہ ہو چکی تھی اور ان کے سردار قتل ہو چکے تھے۔ یعنی ان قبیلوں کے تمام سردار جو تکبر اور جہالت میں شدت کے باعث اسلام سے نفرت کرتے تھے اور طبیعت کی سختی کے باعث کسی دوسرے کے حکم کو ماننا ان پر دشوار تھا سب مارے گئے۔ صرف عبداللہ بن ابی بن سلول اور ابو عامر راہب جسے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فاسق کا نام دیا تھا باقی رہ گئے۔ وفاء الوفاء جلد ۱ صفحہ ۲۱۸ یعنی عام باشندے جنگوں کی تباہی سے تنگ آچکے تھے اب وہ ایسے سردار کی تلاش میں تھے جو فضول جنگوں سے بچا سکے۔ ایسی حالت میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات ان کی امیدوں کا مرکز بن گئی اور وہ جلد ہی حلقہ بگوشِ اسلام ہوگئے۔ اس طرح ہجرت سے قبل مدینہ منورہ کی فضا اسلام کے حق میں سازگار ہو چکی تھی۔ وفاء الوفا ص ۲۱۸ جلد ۱

بعض علماء فرماتے ہیں کہ یہ جنگ ایک سال قبل لڑی گئی۔

(۴) معجزہ شَقُّ القَمَر

اسی سال نبی اکرم ﷺ کے اشارہ سے شَقِّ قَمَر کا معجزہ ظہور پذیر ہوا۔

کفار نے آپ سے مطالبہ کیا کہ آپ ایسا معجزہ دکھائیں جس کے ذریعہ آسمان میں آپ کا تصرف ظاہر ہو۔ جب جاری مہینہ کی چودھویں رات تھی آپ ﷺ نے چاند کی جانب اپنی انگلی مبارک سے اشارہ فرمایا جس سے چاند دو ٹکڑوں میں پھٹ گیا وہ دو حصے زمین کی جانب اتر آئے ایک غارِ حرا سے داہنی جانب اور دوسرا بائیں جانب۔ غارِ حرا ان دونوں ٹکڑوں کے درمیان نظر آرہی تھی۔ کفار یہ معجزہ دیکھ کر کہنے لگے یہ تو ہمیشہ کا جادو ہے۔ نبی کریم ﷺ کو جھٹلایا اور خواہشات کے پیچھے پڑے رہے۔ حالانکہ یہ معجزہ آپ ﷺ کے عظیم ترین معجزات میں سے تھا۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں اس کی گواہی دی اور یہ آیات نازل فرمائیں:

اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ۔ (القمر-۱) قیامت قریب آگئی اور چاند پھٹ گیا۔

علامہ ابن حجر مکی نے قصیدہ ہمزیہ کی شرح میں فرمایا شَقِّ قَمَر کا واقعہ ۸/ بعثت نبوی کو پیش آیا۔

علماء فرماتے ہیں کہ معجزہ شَقِّ قَمَر ہمارے نبی کریم ﷺ کے علاوہ کسی اور نبی سے واقع نہیں ہوا۔ [۱] علامہ شامی نے اپنی سیرت کی کتاب میں اسی طرح تحریر فرمایا ہے۔

---

[۱] معجزہ شق القمر روایات صحیحہ سے تواتر کے ساتھ ثابت ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے حضرت اَنَس بن مَالِک رضی اللہ عنہ، حضرت عَبْدُاللہ بن مَسْعُود رضی اللہ عنہ، حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ، حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ، حضرت حُذَیفَہ بن یَمَان رضی اللہ عنہ، حضرت جُبَیر بن مطعم نوفلی رضی اللہ عنہ، حضرت ابن عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ، وغیرھم نے اس کی روایت کی ہے۔ زرقانی شرح المواہب اللدنیہ جلد۵/ صفحہ۱۰۸

فصل نہم

۹/ بِعثتِ نبوی (۴۹/ مِیلادِ نبوی)

(ا) حضرت عبداللہ بن ثَعلَبہ کی وِلادت

حضرت عبداللہ [1] بن ثعلبہ بن صُعَیر (صُ + عَ + یُ ر- صیغۂ تصغیر کے ساتھ) عذری رضی اللہ عنہ جو بنی زہرہ کے حلیف تھے پیدا ہوئے۔

بعض علماء کا کہنا ہے کہ آپ ۷/ بِعثتِ نبوی کو پیدا ہوئے ایک قول یہ بھی ہے کہ آپ کی وِلادت ہجرت کے بعد ہوئی۔

---

[1] فتح مکہ کے سال نبی کریم ﷺ نے آپ کے چہرے اور سر پر دستِ شفقت پھیرا اور دعا فرمائی۔ الاصابہ جلد ۲ صفحہ ۲۸۵

۱۰/ بعثتِ نبوی (۵۰/ وِلادتِ نبوی)

(۱) بنی ہاشم کا شِعب سے نکلنا اور ظالمانہ معاہدہ کا خاتمہ

اس سال اس ظالمانہ تحریری معاہدہ کا خاتمہ ہوا جس کی بدولت بنی ہاشم کو مکّہ مکرمہ سے نکلنا پڑا تھا۔ چنانچہ وہ مکّہ مکرمہ میں اپنے پرانے مکانات میں پھر سے آگئے۔

اس کا خاتمہ ابو طالب کی زندگی میں ہوا۔ اس کی بعض تفصیلات ۷ / بعثت نبوی کے واقعات میں گذر چکی ہیں۔

(۲) حضرت عَبدُاللہ بن عَبّاس رضی اللہ عنہما کی وِلادت

شِعبِ اَبِیْ طَالِب سے باہر آنے سے قبل اسی شِعب میں ہی حضرت عبداللہ بن عَبّاس رضی اللہ عنہما کی وِلادت ہوئی۔

آپ کی ولادت ہجرت سے تین سال قبل ہوئی۔ علامہ عامری نے ریاضِ مستطابہ میں اس کی تصریح فرمائی ہے۔

تذکرۃ القاری میں ہے حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے دن آپ کی عمر مبارک تیرہ برس تھی۔

(۳) اَبُوطَالِب کی وفات [1]

نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا اَبُوطَالِب کی وفات اسی سال ہوئی۔ ان کی تاریخ وِصَال میں تین روایتیں ہیں۔

(۱) سات رمضان المبارک یہ سب سے مشہور روایت ہے۔

(۲) نصف شوال یہ صاعد کا قول ہے

(۳) یکم ذوقعدہ

---

[1] اَبُوطَالِب کی وفات کے وقت حضور رحمتِ عَالَم صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر مبارک ۴۹ سال ۸ ماہ اور گیارہ روز تھی۔ مواہب لدنیہ مع شرح زرقانی جلد ۱/ صفحہ ۲۹۱

علامہ شامی نے اپنی سیرت میں تحریر فرمایا۔

اَبُو طَالِب کی وفات ہجرت نبوی سے تین برس قبل اور شِعْبِ اَبِی طَالِب سے باہر آنے کے ۲۸ روز بعد ہوئی۔ بوقت وفات اَبُو طَالِب کی عمر اسی برس سے کچھ زائد تھی۔

اہل سنت کے نزدیک ابو طالب کا ایمان لانا ثابت نہیں۔ [1]

(۴) اَبُو طَالِب کے لئے مَغْفِرت کی طلب سے نبی پاک ﷺ کو ممانعت:

ابو طالب کے وصال کے بعد حضرت محبوب کبریا ﷺ نے ارادہ فرمایا کہ اس کے لئے بخشش کی دعا کریں۔ اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْ يَّسْتَغْفِرُوْا لِلْمُشْرِكِيْنَ وَلَوْ كَانُوْٓا اُولِيْ قُرْبٰى۔ (التوبہ ۱۱۳)

(نبی ﷺ) اور ایمان داروں کے لئے جائز نہیں کہ وہ مشرکین کے لئے مغفرت کی دعا کریں اگرچہ وہ قرابت دار ہی کیوں نہ ہوں۔)

ابوطالب ہی کے بارے میں یہ آیت کریمہ بھی نازل ہوئی۔

اِنَّكَ لَا تَهْدِيْ مَنْ اَحْبَبْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ۔ (القصص۔ ۵۶)

(جسے آپ پسند کرتے ہیں اسے آپ سیدھی راہ پر نہیں چلا سکتے لیکن اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے راہ راست پر لگا دیتا ہے۔) یہ حدیث صحیح بخاری، صحیح مسلم اور دیگر کتب حدیث میں موجود ہے۔

---

[1] ہو سکتا ہے کہ ابوطالب کی یہ تحقیق ہو کہ آپ تو اللہ تعالیٰ کے سچے رسول ہیں لیکن وہ اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کا انکار کرتا ہو۔ اَبُوطَالِب کا ایک شعر ہے۔ وَدَعَوْتَنِيْ وَعَلِمْتُ اَنَّكَ صَادِقٌ + لَقَدْ صَدَقْتَ وَكُنْتَ ثَمَّ اَمِيْنًا (آپ نے مجھے دعوت دی اور مجھے یہ علم ہے کہ آپ سچے ہیں۔ آپ ہمیشہ سچ بولا کرتے تھے اور آپ امین بھی ہیں)، یہی وجہ ہے کہ اَبُوطَالِب کے دمِ واپسیں کے وقت حضور شفیع المذنبین ﷺ نے اس سے فرمایا اے چچا لا الہ الا اللہ پڑھو لو قیامت کے دن آپ کے لئے میری شفاعت حلال ہو جائے۔ زرقانی جلد۸ صفحہ۲۹۱ بعض روایات اہل سنت سے ان کا ایمان ثابت ہے۔ چنانچہ مواہب مع زرقانی جلد ۲۹۱/۸ میں ہے کہ جب ابوطالب کا آخری وقت نزدیک آیا تو حضرت عَبَّاس رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ ان کے ہونٹ حرکت کر رہے ہیں انہوں نے اپنے کان ہونٹوں کی جانب لگا دیئے اور پھر حضرت رسالت مآب ﷺ سے کہنے لگے اے بھتیجے! میرے بھائی نے وہ کلمہ کہہ دیا ہے جس کا آپ نے انہیں حکم دیا ہے۔ اس وقت حضرت عَبَّاس رضی اللہ عنہ ایمان نہ لائے تھے۔ علمائے اہل سنت کی ان کے ایمان اور عدم ایمان پر مستقل تصانیف بھی موجود ہیں۔

(۵) ام المومنین حضرت خَدِیجَۃُ الکُبریٰ رضی اللہ عنہا کا وِصالِ مبارک

اسی سال ام المومنین، زوجۂ رسول حضرت خَدِیجَۃُ الکُبریٰ رضی اللہ عنہا کا ۶۵ برس کی عمر میں انتقال ہوگیا۔

زیادہ مشہور روایت کے مطابق اَبُوطَالِب کی وفات کے تین دن بعد، صاعد کے قول کی رو سے ابو طالب کی وفات سے ڈیڑھ ماہ قبل اور ایک قول کے مطابق اس کی وفات سے پچاس روز قبل وہ وَاصِلِ بحق ہوئیں۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ آپ رضی اللہ عنہا پچیس برس رہیں۔

مَعلَاۃ مکّہ کے آخر میں حَجُوْن (حَ + جَ + وْ + ن) میں آپ مدفون ہوئیں۔ ان کے مزارِ مبارک پر اب مشہور گنبد [1] ہے۔

حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم بنفسِ نفیس ان کی قبر میں اترے آپ کی نماز جنازہ نہیں پڑھی گئی۔ کیونکہ نمازِ جنازہ کا ابھی حکم نازل نہ ہوا تھا۔ آپ کا وصال ۱۰ رمضان المبارک ۱۰/ بعثت نبوی کو ہوا۔ [2]

ابو طالب اور حضرت خَدِیجَۃُ الکُبریٰ رضی اللہ عنہا کے وِصال کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نہایت غمگین رہنے لگے یہاں تک کہ آپ طائف کی جانب چلے گئے۔ جس کا ذکر عنقریب آرہا ہے۔ [3]

(۶) ام المومنین حضرت سَودَہ بنت زَمعَہ رضی اللہ عنہا سے نکاح

حضرت خَدِیجَہ رضی اللہ عنہا کے وِصال کے بعد [4]، ماہ شوال میں، حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سَودَہ بنت زَمعَہ رضی اللہ عنہا سے نکاح فرمایا اور خلوت فرمائی۔ حضرت خَدِیجَہ رضی اللہ عنہا کی وفات کے بعد یہ پہلی عورت ہیں جن سے حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے نکاح فرمایا تھا۔

جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت فرمائی تو آپ کے گھر میں حضرت سَودَہ رضی اللہ عنہا کے بغیر کوئی عورت نہ تھی۔

---

[1] نجدیوں نے اس گنبد مبارک کو شہید کر دیا ہے۔ اب اس کا نشان تک باقی نہیں۔

[2] جب آپ پر نزع کی حالت طاری تھی رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے پاس تشریف لائے اور جنت کے انگور انہیں کھلائے زرقانی علی المواہب جلد ۱/ صفحہ ۲۹۶

[3] اَبُوطَالِب اور حضرت ام المومنین رضی اللہ عنہا کی وفات کے باعث آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سال کو عَامُ الحُزن (غم کا سال) قرار دیا۔ مواہب مع زرقانی جلد ۱/ صفحہ ۲۹۶

[4] حضرت خَدِیجَۃُ الکُبریٰ رضی اللہ عنہا کے وِصال کے کچھ دنوں بعد آپ نے حضرت سَودَہ رضی اللہ عنہا سے نکاح فرما لیا۔ حضرت خَدِیجَہ رضی اللہ عنہا کا وِصال رمضان المبارک میں ہوا اور شوال میں آپ نے حضرت سَودَہ رضی اللہ عنہا سے نکاح فرما لیا۔

حضرت سَودہ رضی اللہ عنہا کے بعد، شوال کے مہینہ میں، ۱۰/ بعثت نبوی کو آپ ﷺ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے نکاح فرمایا لیکن ان کی رخصتی نہ ہوئی ان کی رخصتی بعد میں ہوئی جس کا ذکر عنقریب آرہا ہے۔

(۷) ام المومنین حضرت عائشہ صِدیقہ رضی اللہ عنہا سے نکاح

اسی سال ماہ شوال میں آپ ﷺ نے حضرت عائشہ بنت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہما سے نکاح فرمایا نکاح کے وقت ان کی عمر چھ برس تھی۔ نکاح سے تین برس بعد شوال کے مہینہ ہی میں نبی پاک ﷺ کے ہاں ان کی رخصتی ہوئی یعنی آپ ﷺ کے کاشانۂ اقدس میں آپ کی آمد ہجرت مدینہ کے بعد ہوئی۔ جس کا ذکر ۱ھ کے واقعات میں آرہا ہے۔

رخصتی کے وقت ان کی عمر مبارک ۹ برس تھی اور ۹ برس ہی انہیں نبی کریم ﷺ کی معیت حاصل رہی۔ وِصالِ نبوی کے وقت حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی عمر مبارک اٹھارہ برس تھی۔ ۴/ بعثت نبوی کے واقعات میں مذکور ہوچکا ہے کہ ان کی وِلادت ۴/ بعثت نبوی میں ہوئی۔

(۸) سَفرِ طَائف

اس سال ۲۷ شوال کو آپ نے طَائف کی جانب سفر اختیار فرمایا۔ قبیلہ ثَقِیف وہاں رہتا تھا۔ سفر سے آپ کا مقصد یہ تھا کہ اہل طائف کفارِ مکّہ کی تکالیف کے مقابلہ میں آپ کی مدد، اعانت اور مدافعت کریں۔

طَائف میں آپ کا قیام چھبیس روز تک رہا۔ انہوں نے آپ کی نصرت و اعانت نہ کی بلکہ آپ کو ایذاء دی۔ نبی پاک ﷺ ۲۳/ ذی قعدہ کو واپس مکّہ شریف لے آئے۔

(۹) اَھُمۡ یَقۡسِمُوۡنَ رَحۡمَتَ رَبِّکَ۔ الایہ کا نزول

آپ ﷺ ابھی طَائف ہی میں تھے کہ اہل طائف کے تین سردار [1] عَبدِ یَالِیل، حَبِیب اور مَسۡعُود جو عَمرو بن عُمَیر کے لڑکے تھے، آپ کے پاس آئے اور (گستاخانہ) گفتگو کرنے لگے اللہ تعالیٰ نے ان کی گفتگو کو قرآن مجید میں اس طرح نقل فرمایا ہے۔

لَوۡلَا نُزِّلَ ھٰذَا الۡقُرۡاٰنُ عَلٰی رَجُلٍ مِّنَ الۡقَرۡیَتَیۡنِ عَظِیۡمٍ ○ (الزخرف-۳۱)

(یہ قرآن دو بستیوں میں سے کسی باعظمت آدمی پر کیوں نہیں اتارا گیا۔)

---

[1] ان تین بھائیوں میں مَسۡعُود اور حَبِیب بعد میں ایمان لے آئے اور صحابیت کا شرف پایا۔ عبد یالیل کے ایمان میں اختلاف ہے۔ زرقانی علی المواہب جلد ۱/ صفحہ ۲۹۷، ۲۹۸/۱

دو بستیوں کے باعظمت انسان سے ان کی مراد، مکّہ مکرمہ، سے وَلِیۡد بن مُغِیۡرَہ مَخۡزُوۡمِیؔ اور طائف سے، عُرۡوَہ بن مَسۡعُوۡد ثُقَفِیؔ تھے۔

اللہ تعالیٰ نے ان کا رد فرماتے ہوئے یہ آیت مبارکہ نازل فرمائی:

اَهُمۡ يَقۡسِمُوۡنَ رَحۡمَتَ رَبِّكَ (الزخرف-۳۲)

(کیا آپ کے پروردگار کی رحمت کی تقسیم وہ کرتے ہیں۔) ؎۱

(۱۰) پہاڑوں پر مقرر فرشتہ کا دربارِ نبوی میں حاضر ہونا

حضرت رسالت مآب ﷺ جب طَائِف سے واپس تشریف لائے تو آپ نہایت غمگین اور افسردہ تھے کیونکہ انہوں نے آپ کی مدد نہ کی تھی بلکہ آپ کو ایذا پہنچائی تھی۔

اس پر حضرت جبرائیل امین علیہ السلام پہاڑوں پر مقرر فرشتہ کے ہمراہ بارگاہ نبوی میں حاضر ہوئے۔ پہاڑوں پر مقرر فرشتہ عرض کرنے لگا اگر آپ چاہیں تو میں مشرکین پر اَخشَبَین (اَ + خۡ + شَ + بَ + یۡ + ن) کو گرا دوں تاکہ وہ ہلاک ہو جائیں اور ان میں سے ایک بھی بچ نہ سکے۔

آپ ﷺ نے جواباً ارشاد فرمایا:

"نہیں مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی اولاد سے ایسے افراد پیدا فرما دے گا جو اللہ تعالیٰ کی عبادت کریں گے اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں گے۔"

اَخشَبَین سے مراد مکّہ معظمہ کے دو جانب کے پہاڑ ہیں۔ ؎۲

؎۱ کفارِ طائف نے آپ کا مذاق اڑانے پر ہی بس نہ کی بلکہ اوباشوں اور غلاموں کو گالیاں بکنے، پنڈلیوں پر پتھر مارنے پر اکسایا یہاں تک کہ خون بہنے سے آپ کے نعلین شریفین رنگین ہوگئے۔ جب زخموں کے درد کے باعث آپ بیٹھ جاتے تو وہ آپ کے بازوؤں سے پکڑ کر آپ کو اٹھا دیتے تاکہ آپ کی پنڈلیوں اور جوڑوں پر مزید سنگ باری جاری رکھیں اور آپ کو آرام نہ کرنے دیں۔ ظاہر ہے کہ جسم کے ان حصوں پر چوٹ کی ٹیس دوسرے اعضاء کی نسبت زیادہ ہوتی ہے۔ آپ کے ہمراہ حضرت زَیۡد بن حَارِثَہ رضی اللہ عنہ جو آپ کو بچا رہے تھے، کو اس سنگ باری سے سر میں کئی زخم آگئے۔ زرقانی علی المواہب جلد۱/ صفحہ۲۹۷

؎۲ جن میں سے ایک کا نام ابو قبیس ہے اور دوسرے کا نام قعیقعان ہے زرقانی علی المواہب جلد۱/ صفحہ۲۹۸

(۱۱) جنّات کا قبولِ اسلام [۱]

طائف سے واپسی پر آپ ﷺ نخالہ [۲] میں اترے۔ جو مکّہ مکرمہ اور طائف کے درمیان ایک گاؤں کا نام ہے۔ مکّہ معظمہ سے ایک دن کے فاصلے پر واقع ہے۔ وہاں نَصِیْبِیْن (نَ + صِ + یْ + بِ + یْ + ن) کے سات جن آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے نَصِیْبِیْن شام میں ایک شہر کا نام ہے۔

حضور رحمتِ کائنات ﷺ نے اپنے صحابہ سمیت نمازِ فجر ادا فرمائی اس میں قرآنِ مجید کی تلاوت فرمائی۔ جنوں نے قرآنِ کریم کی تلاوت سنی۔ جیسے قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وَاِذْ صَرَفْنَآ اِلَيْكَ نَفَرًا مِّنَ الْجِنِّ يَسْتَمِعُوْنَ الْقُرْاٰنَ۔ (الاحقاف - ۲۹)

ترجمہ: جب ہم نے جنوں کے کچھ افراد آپ کی جانب متوجہ کئے تا کہ قرآن مجید سنیں۔

ایک قول کے مطابق آپ نے پہلی رکعت میں سورہ الرحمٰن اور دوسری رکعت میں سورہ الجن یا سورہ اقرأ کی تلاوت فرمائی۔

جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو جن حاضر خدمت اقدس ہوئے اسلام قبول کرنے کے بعد اپنی قوم کی جانب (قرآن مجید کی) وہ (آیات) لے کر لوٹ گئے جیسا کہ ارشادِ ربانی ہے:

فَلَمَّا قُضِيَ وَلَّوْا اِلٰى قَوْمِهِمْ مُّنْذِرِيْنَ (الاحقاف - ۲۹)

ترجمہ: جب قرآن کریم پڑھا جا چکا تو وہ اپنی قوم کی طرف ڈر سنانے والے بن کر واپس ہوئے۔

اپنی قوم سے ان خوش نصیب جنّات نے جو کچھ کہا اللہ تعالیٰ نے اسے اپنے پاک کلام میں میں نقل فرمایا۔

اِنَّا سَمِعْنَا قُرْاٰنًا عَجَبًا ○ يَّهْدِيْٓ اِلَى الرُّشْدِ فَاٰمَنَّا بِهٖ وَلَنْ نُّشْرِكَ بِرَبِّنَآ اَحَدًا○ (الجن ۱-۲)

---

[۱] واقدی کے قول کے مطابق جنات کا بارگاہ نبوی میں حاضر ہو کر قبول اسلام کا واقعہ ۱۱/ بعثت میں پیش آیا۔ آکام المرجان فی غرائب الاخبار واحکام الجان صفحہ ۴۰۔

[۲] مسلم شریف کی روایت میں اس مقام کا نام "نخل" درج ہے (اور یہاں نخالہ) مواہب لدنیہ میں نخلہ ہے زرقانی شرح مواہب میں "برہان" کے حوالہ سے ہے کہ درست نخلہ ہے اور یہ بھی احتمال ہے کہ (نخل اور نخلہ) دونوں درست ہوں۔ جلد ۱/ صفحہ ۳۰۰ مصنف علیہ الرحمہ نے ۲/ھ کے سرایا میں نخلہ تحریر فرمایا۔ ملاحظہ ہو سرایا ۲/ھ عنوان نمبر ۶

(ہم نے عجیب قرآن سنا ہے جو راہِ راست کی جانب رہنمائی کرتا ہے تو ہم اس پر ایمان لے آئے ہم اپنے پروردگار کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں گے۔)

"آکام المرجان فی احکام الجان" کے مصنف نے فرمایا: "اسلام قبول کرنے کی غرض سے جنوں کے وفود بارگاہِ نبوی میں چھ مرتبہ [1] حاضر ہوئے۔ کچھ مکّہ معظمہ میں اور کچھ مدینہ منورہ میں۔

علامہ شامی نے اپنی سیرت میں فرمایا:

"جنات کے افراد کی تعداد ایک مرتبہ سات یا نو [2] تھی، ایک دفعہ ساٹھ، ایک بار تین سو اور ایک دفعہ بارہ ہزار تھی۔"

علامہ زرقانی رحمۃ اللہ علیہ نے مواہب لدنیہ کی شرح میں فرمایا:

"جنات کا پہلا وفد/بعثتِ نبوی کے تھوڑا عرصہ بعد اس وقت بارگاہ رسالت مآب میں حاضر ہوا جب جنوں پر انگارے پھینکے گئے۔"

(۱۲) دُعائے طائف

طائف سے واپسی کے وقت آپ نے وہ دعا مانگی جو دعائے طائف کے نام سے مشہور ہے۔ آپ نے دو رکعت پڑھنے کے بعد یہ دعا مانگی:

اَللّٰهُمَّ اِلَيْكَ اَشْكُوْ ضُعْفَ قُوَّتِيْ وَ قِلَّةَ حِيْلَتِيْ وَهَوَانِيْ عَلَى النَّاسِ يَآ اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ وَاَنْتَ رَبُّ الْمُسْتَضْعَفِيْنَ اِلٰى مَنْ تَكِلُنِيْ؟ اِلٰى عَدُوٍّ بَعِيْدٍ يَّتَجَهَّمُنِيْ اَمْ اِلٰى صَدِيْقٍ قَرِيْبٍ مَّلَّكْتَهٗ اَمْرِيْ؟ اِنْ لَّمْ تَكُنْ غَضْبَانًا عَلَيَّ فَلَا اُبَالِيْ۔ غَيْرَ اَنَّ عَافِيَتَكَ اَوْسَعُ لِيْ۔ اَعُوْذُ بِنُوْرِ وَجْهِكَ الَّذِيْ اَضَاءَتْ لَهُ السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ وَاَشْرَقَتْ

---

[1] ان میں سے تین دفعہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو حضورِ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی رفاقت کا شرف حاصل رہا۔ ایک دفعہ حضرت زُبیر بن عَوّام رضی اللہ عنہ اور ایک بار حضرت بِلال بن حارِث رضی اللہ عنہ بارگاہ نبوی میں حاضر تھے اور ایک دفعہ حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نظروں سے اوجھل ہوگئے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم رات بھر بے چینی سے آپ کو تلاش کرتے رہے۔ تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو آکام المرجان صفحہ ۴۵ تا ۵۳

[2] آکام المرجان صفحہ ۴۱ تا ۴۴ میں ان نو جنات کے اسماء مبارکہ اور ان کے بارے میں چند حکایات درج ہیں۔ یہ بھی تحریر ہے کہ ان میں سے ایک کو حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ نے آکر حضرت حاطب بن طبقہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ دفن فرمایا تھا جنہیں انہوں نے مردہ سانپوں کی شکل میں پایا تھا۔ ان کے اسماء کی تفصیل زرقانی شرح مواہب لدنیہ جلد ۴/ صفحہ ۳۰۱، ۳۲۷ میں بھی مذکور ہے۔

لَهُ الظُّلُمَاتُ وَصَلُحَ بِهٖ اَمْرُ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ اَنْ يَّنْزِلَ بِیْ غَضَبُكَ وَيَحِلَّ بِیْ سُخْطُكَ وَلَكَ الْعُقْبٰى حَتّٰى تَرْضٰى وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِكَ۔

ترجمہ: اے اللہ میں صرف تیری بارگاہ میں اپنی کمزوری، حیلہ کی کمی اور لوگوں کے مجھے حقیر سمجھنے کی شکایت کرتا ہوں۔ اے سب رحم کرنے والوں سے بڑھ کر احسان فرمانے والے! تو کمزوروں کا بھی رب ہے۔ تو نے مجھے کس کے سپرد کر دیا؟ دشمنی میں دور تک جانے والے شخص کے؟ جو مجھے ترش روئی سے دیکھتا ہے یا کسی قریبی دوست کو تو نے میرے معاملہ کا مالک بنا دیا ہے؟ اگر تو ناراض نہیں تو مجھے کسی (دشمن یا دوست کی ایذاء) کی پرواہ نہیں مگر تیری طرف سے آفات و امراض سے سلامتی میرے لئے وسیع تر ہے۔ تیری ذات کے نور، جس سے آسمانوں اور زمین نے روشنی پائی اور تاریکیاں روشنی میں بدل گئیں، کی میں پناہ مانگتا ہوں کہ تیرا غضب مجھ پر نازل ہو یا میں تیری ناراضگی کا نشانہ بنوں یہاں تک کہ تو مجھ سے راضی ہو جائے۔ انجام تیرے قبضۂ قدرت میں ہے تیرے بغیر نہ ہمت ہے نہ طاقت۔

۱۱/ بعثتِ نبوی (۵۱/ میلادِ نبوی) کے واقعات

(۱) پہلی بیعتِ عَقَبَہ

اس سال ماہ رجب میں پہلی بیعتِ عَقَبَہ وقوع پذیر ہوئی اور اَنصار میں اسلام کا آغاز ہوا۔

(اَنصارِ مدینہ میں سے چند افراد کی) حج کے دنوں میں نبی پاک ﷺ سے جمرۂ عَقَبَہ کے پاس ملاقات ہوئی آپ نے انہیں اسلام کی دعوت دی چنانچہ (جمرۂ) عَقَبَہ کے قریب وہ حلقۂ اسلام میں داخل ہو گئے۔ ان نفوسِ قُدسیہ کی تعداد چھ ہے۔

(ا) حضرت اَبُواُمَامَہ اَسْعَد بن زُرَارہ خَزرَجی رضی اللہ عنہ۔ اَنْصار میں سے سب سے پہلے ایمان لانے والے یہی ہیں۔ نبی کریم ﷺ سے سب سے پہلے شرفِ بیعت آپ ہی کو حاصل ہوا۔ عَقَبَہ کی تینوں بیعتوں میں آپ شامل تھے۔ آپ نے حضرت مُصْعَب بن عُمَیر رضی اللہ عنہ کی معیت میں سب سے پہلے جمعہ مدینہ منورہ میں ادا فرمایا۔ ؎۱

(ب) حضرت بَرَآء بن مَعْرُور بن صَخر اَوْسی اَشْہلی رضی اللہ عنہ۔

(ج) حضرت مُعَاذ رضی اللہ عنہ۔

(د) حضرت مُعَوِّذ (مُ + عَ + وِّ + ذ) رضی اللہ عنہ۔

(ہ) حضرت عَوف رضی اللہ عنہ۔

(حضرت مُعَاذ، مُعَوِّذ، عَوف) یہ تینوں حَارِث بن رِفَاعہ کی اولاد میں سے ہیں اور اَبْنَاءَ عَفْرَآء کے نام سے معروف ہیں۔ عَفْرَآء ان کی والدہ کا نام ہے۔

(و) حضرت اَبُوالْہَیْثَم بن تَیِّہَان رضی اللہ عنہ۔

؎۱ انصار کے قول کے مطابق ہجرت کے بعد سب سے پہلے وفات پانے والے آپ ہیں نبی کریم ﷺ نے سب سے پہلے آپ کی نمازِ جنازہ ادا فرمائی۔ شوال ۱/ھ میں وصال فرمایا۔ مہاجرین کے قول کے مطابق ہجرت کے بعد سب سے پہلے حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ نے وصال فرمایا زرقانی علی المواہب جلد ۱/ صفحہ ۳۱۰

بعض علماء کا کہنا ہے کہ ان کی تعداد آٹھ تھی۔ [1]

حضور سرورِ کائنات ﷺ نے ان سے انہی امور پر بیعت لی جن پر مستورات سے بیعت لی تھی۔

آپ ﷺ نے ان سے فرمایا:

میں تمہاری بیعت قبول کرتا ہوں کہ

(۱) تم اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ گے۔

(۲) چوری نہ کرو گے۔

(۳) اپنی اولاد کو قتل نہ کرو گے۔

(۴) اپنی ٹانگوں اور ہاتھوں کے درمیان (شرمگاہوں) کے معاملہ میں تم بہتان تراشی نہ کرو گے۔

(۵) نیکی کے معاملات میں میری نافرمانی نہ کرو گے۔

اگر تم نے عہد کو پورا کیا تو تمہارے لئے جنت ہے اور اگر تم نے دھوکا کیا تو تمہارا معاملہ خدا تعالیٰ کے سپرد ہے چاہے وہ تمہیں سزا دے چاہے بخش دے۔

مستورات کی بیعت کی آیت اس واقعہ سے ایک مدت کے بعد نازل ہوئی اس کا نزول حُدَیبیَہ کے سال یعنی ۶ ہجری کو ہوا۔ اس طرح مستورات کی بیعت اس بیعت سے موافق ہوئی۔

نبی کریم ﷺ نے ان کے سامنے سورۂ ابراہیم کی آیات وَاِذْ قَالَ اِبْرَاهِيْمُ رَبِّ اجْعَلْ هٰذَا الْبَلَدَ اٰمِنًا سے لے کر آخر تک تلاوت فرمائیں۔ (ابراہیم: ۳۵ تا ۵۲)

---

[1] تاریخ طبری (اردو ترجمہ) طبقات ابن سعد (اردو ترجمہ)، سیرت ابن ہشام، تاریخ ابن خلدون، اور زرقانی علی المواہب میں بیعت عقبہ اولیٰ میں شامل افراد کی روایات ہیں۔ ان میں حضرت بَرَاء بن مَعْرُوْر بن صَخْر رضی اللہ عنہ اور حضرت مُعَوِّذ رضی اللہ عنہ کے نام شامل نہیں۔ مختلف روایات میں درج تین ناموں کے علاوہ درج ذیل اسماء بھی آئے ہیں۔ (۱) حضرت ذَکْوَان بن عَبد قَیس رضی اللہ عنہ، (۲) حضرت اَبُوالْہَیثَم بن تَیِّہَان رضی اللہ عنہ، (۳) حضرت مُعَاذ بن عَفْرَاء رضی اللہ عنہ، (۴) حضرت عُبَادَہ بن صَامِت رضی اللہ عنہ، (۵) حضرت عُوَیم بن سَاعِدہ رضی اللہ عنہ۔ یاد رہے کہ ایک روایت کی رو سے ان کی تعداد چھ تھی اور دوسری روایت کی رو سے آٹھ۔

فصل دوازدھم

۱۲/ بعثتِ نبوی (۵۲/ میلادِ نبوی) کے واقعات

(۱) معراجِ نبوی

صحیح قول، جسے ابن سعد وغیرہ نے ذکر فرمایا نیز امام نووی اور ابن حزم نے قطعی قرار دیا، کے مطابق، حضور سرکارِ دو عالم ﷺ کو اسی سال یعنی ہجرت سے ایک برس قبل، ہفتہ یا پیر کی رات، بروایت مشہور ۲۷/ رجب المرجب اور بروایت دیگر ماہ مبارک رمضان میں، راتوں رات اللہ تعالیٰ نے سیر کرائی۔

ایک ضعیف قول کے مطابق آپ ﷺ کو ہجرت سے تین سال قبل معراج ہوئی۔

سفرِ معراج ابتداءً بیت المقدس تک تھا۔ پھر وہاں سے آسمانوں تک وہاں سے بلندیوں تک جہاں تک مشیتِ الٰہیہ تھی، ہوا۔ یہاں تک کہ آپ فَکَانَ قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْاَدْنٰی - لَقَدْ رَاٰی مِنْ اٰیٰتِ رَبِّہِ الْکُبْرٰی (النجم ۹-۱۸) (دو کمانوں کا یا اس سے بھی کم تر فاصلہ تھا۔ آپ نے اپنے پروردگار کی بڑی بڑی نشانیوں کا معائنہ فرمایا) کے مقامِ رفیع تک آپ پہنچ گئے جس طرح اللہ تعالیٰ نے قرآنِ مجید میں بیان فرمایا۔

(۲) شقِ صدرِ اقدس

شبِ معراج حضرت جبرائیل علیہ السلام نے نبی پاک صاحبِ لولاک ﷺ کے سینۂ پُر سکینہ کو ہنسلی کی ہڈی کے درمیانی گڑھے سے لے کر زیرِ ناف بال اگنے کی جگہ تک، شق فرمایا۔ آپ کے قلبِ اطہر کو باہر نکالا اور زمزم شریف سے بھرے ہوے سونے کے ایک تھال میں رکھ کر دھویا۔ پھر (آپ کے شایانِ شان مزید) حکمت، ایمان اور نورِ نبوت اس میں بھرا اور سینہ مبارک میں اسے رکھ کر سوئی سے سی دیا۔

علمائے کرام فرماتے ہیں کہ حضرت رسولِ کریم ﷺ کی عمر مبارک میں چار مرتبہ شق صدر ہوا۔ اور معراج شریف کی رات کو پیش آنے والا ان میں سے چوتھا تھا۔

پہلی مرتبہ آپ ﷺ کی ولادت باسعادت کے وقت۔ دوسری بار جب آپ ﷺ کی عمر مبارک دس برس تھی۔ تیسری دفعہ غارِ حراء میں قرآنِ مجید کی پہلی وحی کے موقع پر۔

(۳) براق پر سواری

اسی رات آپ ﷺ اپنی سواری یعنی براق پر سوار ہوئے جو اللہ تعالیٰ نے جنت میں آپ کے لئے تیار فرما رکھی تھی۔ اس کا نام "جارود" تھا۔ مکہ مکرمہ سے بیت المقدس تک آپ اس پر سوار تھے۔ براق کا ایک قدم اس کی حد نگاہ تک پڑتا تھا۔

(۴) بیت المقدس میں داخلہ

شب معراج اللہ کے محبوب ﷺ بیت المقدس میں داخل ہوئے آپ نے دو رکعت نماز ادا فرمائی جس میں آپ تمام انبیاء علیہم السلام کے امام تھے۔

(۵) اِمامتِ انبیائے کرام علیہم السلام

شبِ اسراء کو انبیاء کرام کی ارواحِ مبارک اور ایک قول کے مطابق ان کے اجسامِ طاہرہ بیت المقدس میں حاضر ہوئے اور انہوں نے حضرت خاتم النبین ﷺ کی اقتداء میں دو رکعتیں ادا کیں۔

اس نماز کے بارے میں اختلاف ہے کہ وہ دو رکعتیں نفل نماز تھی یا نماز عشاء تھی کہ نبی کریم ﷺ نے مسافر ہونے کے باعث دو رکعتیں ادا فرمائیں۔

(۶) عَالَمِ بالا کی سیر

شبِ اسراء جب آپ بیت المقدس سے باہر تشریف لائے تو آپ کے سامنے ایک سیڑھی پیش کی گئی جس پر آپ آسمان دنیا تک تشریف لے گئے۔ پھر وہ سیڑھی آسمان دنیا پر رکھی گئی اور آپ ﷺ دوسرے آسمان تک تشریف لے گئے۔ یہ سلسلہ یُونہی چلتا رہا یہاں تک کہ ساتویں آسمان اور اس سے اوپر تشریف فرما ہوئے۔

(۷) آسمانوں پر انبیائے کرام علیہم السلام کا استقبال

شبِ معراج آپ ﷺ کی ملاقات آسمانوں میں ان انبیائے کرام سے ہوئی جو آپ سے قبل بیت المقدس سے آسمانوں پر آپ کی تعظیم اور دوبارہ استقبال کی خاطر پہنچ گئے تھے۔

چنانچہ پہلے آسمان پر حضرت آدم علیہ السلام دوسرے پر حضرت یحییٰ علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام، تیسرے پر حضرت یوسف علیہ السلام، چوتھے پر حضرت ادریس علیہ السلام، پانچویں پر حضرت ہارون علیہ السلام، چھٹے پر حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ساتویں پر حضرت ابراہیم علیہ السلام سے آپ کی ملاقات ہوئی۔

(۸) سدرۃ المنتہیٰ کا معائنہ فرمایا

آپ ﷺ نے سِدرۃ المنتہیٰ کا معائنہ فرمایا اسکا پھل ہجر شہر کے مٹکوں کے برابر اور پتے ہاتھی کے کان کے برابر ملاحظہ فرمائے۔

(۹) اَنہارِ اَربعہ کا ملاحظہ فرمانا:

آپ ﷺ نے دیکھا کہ سدرۃ المنتہیٰ کی جڑ سے دو پوشیدہ اور دو ظاہر دریا نکل رہے ہیں۔ پوشیدہ جنت میں تسنیم اور سلسبیل ہیں اور ظاہری زمین میں نیل اور فرات ہیں۔

(۱۰) سدرہ پر سونے کے رنگ برنگے پروانوں کا مشاہدہ فرمانا

شبِ معراج حضور نبی کریم ﷺ نے اپنے پروردگار کی عظیم ترین نشانیوں میں سے کچھ ملاحظہ فرمائیں جب کہ سدرۃ المنتہیٰ کو ایک مخلوق نے ڈھانپ لیا اور وہ سونے کے کئی رنگوں کے پروانے تھے جنھوں نے سدرۃ المنتہیٰ کو ڈھانپ رکھا تھا۔

(۱۱) بیتُ المعمور کا مشاہدہ فرمانا

آپ نے اسی شب بیت المعمور دیکھا اور ملاحظہ فرمایا کہ ستر ہزار فرشتے ہر روز اس میں داخل ہوتے ہیں اور اس کا طواف کرتے ہیں جو (فرشتے ایک بار آجاتے ہیں وہ) روز قیامت تک دوبارہ نہ آئیں گے)۔

(۱۲) جنت اور دوزخ کا ملاحظہ فرمانا

اس رات آپ نے جنت اور اس کی نعمتوں کو دیکھا، دوزخ، اس میں عذاب اور اس کے اسباب کو ملاحظہ فرمایا آپ نے فرشتوں کو بھی دیکھا۔

(۱۳) دودھ نوش فرمانا

آپ کی خدمتِ اقدس میں تین برتن پیش کئے گئے ایک برتن میں شراب دوسرے میں دودھ اور تیسرے میں شہد تھا۔ آپ نے دودھ کو پسند فرمایا اور اسے نوش فرمایا۔ اس پر حضرت جبرائیل امین علیہ السلام نے عرض کیا آپ نے اس فطرت کو اپنایا جس پر آپ اور آپ کی امت ہے۔

(۱۴) فرضیتِ نماز

اسی رات اللہ تعالیٰ نے آپ اور آپ کی امت پر پانچ نمازیں دن اور رات میں فرض فرمائیں۔

پہلے اللہ تعالیٰ نے دن اور رات میں آپ اور آپ کی امت پر پچاس نمازیں فرض فرمائی تھیں حضرت رسالت مآب ﷺ نے بارگاہِ الٰہی میں نو مرتبہ طالبِ تخفیف ہو کر رجوع فرمایا ہر دفعہ پانچ نمازوں کی کمی ہو جاتی یہاں تک کہ پانچ نمازیں باقی رہ گئیں- اس پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا یہ پانچ ہو کر بھی (ثواب میں) پچاس ہیں میرے ہاں بات تبدیل نہیں ہوتی-

(۱۵) دیدارِ الٰہی اور رب تعالیٰ کے ساتھ ہم کلامی

آپ ﷺ کو عرشِ الٰہی سے اوپر لے جایا گیا اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنی بارگاہ کا قربِ خاص عطا فرمایا اور قدیم ازلی کلام سے ہم کلام ہوا جیسا کہ خود باری تعالیٰ نے فرمایا:

ثُمَّ دَنٰی فَتَدَلّٰی فَکَانَ قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنٰی- (النجم ۸-۹)

(اللہ تعالیٰ کے محبوب اللہ تعالیٰ کے قرب میں باریاب ہوئے پھر وصال کی نعمتیں حاصل کر کے خلق کی جانب رجوع فرمایا قرب کا وہ فاصلہ دو کمانوں بلکہ اس سے بھی کم ہو گیا تھا-)

اس بارے میں اختلاف ہے کہ شبِ معراج آپ نے رب تعالیٰ کو اپنے سر کی آنکھوں سے دیکھا یا نہیں- علمائے کرام نے فرمایا حق یہ ہے کہ آپ نے اس رات اپنے سر مبارک کی دونوں آنکھوں سے دیدارِ الٰہی فرمایا-

(۱۶) نماز کا تشہّد

آپ ﷺ کو الہام ہوا جس کی بنا پر آپ نے بارگاہ رب العزۃ میں عرض کیا-

اَلتَّحِیَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوٰتُ وَالطَّیِّبَاتُ- (تمام قولی، فعلی اور مالی عبادتیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں-)

اس پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّهَا النَّبِیُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَکَاتُهٗ- (اے نبی! آپ پر سلام، اللہ تعالیٰ کی رحمتیں اور برکتیں ہوں-)

نبی پاک ﷺ نے عرض کیا: اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِیْنَ (ہم پر اور اللہ تعالیٰ کے نیکوکار بندوں پر سلام ہو-)

حضرت جبرائیل امین علیہ السلام اور دیگر فرشتے گویا ہوئے-

اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ (میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ

تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد ﷺ اللہ تعالیٰ کے بندے اور رسول ہیں۔ علامہ گازرونی نے اپنی سیرت میں اسی طرح ذکر فرمایا ہے)

(۱۷) بیت المقدس کو اٹھا کر آپ ﷺ کی نظروں کے سامنے لایا جانا

شبِ اَسراء کو آپ ﷺ آسمانی معراج سے مکّہ مکرمہ واپس تشریف لا چکے اس کی اگلی صبح کو قریش نے اسے حقیقت سے بعید سمجھا اور آپ نے جو کچھ انہیں بتایا اسے جُھٹلایا اور آپ سے وہ بیت المقدس کی کیفیت کے بارے میں سوال کرنے لگے۔ اس پر حضرت نبی کریم ﷺ کو کچھ تردُّد ہوا کیونکہ اگرچہ آپ ﷺ بیت المقدس میں داخل ہوئے تھے لیکن آپ نے اس کی کیفیت کے متعلق گہری نظر نہیں فرمائی تھی۔ مزید برآں وہ رات بھی تاریک تھی۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت جبرائیل امین علیہ السلام کو حکم فرمایا تو انہوں نے اپنے پروں پر بیت المقدس کو اُٹھا لیا اور مکّہ مکرمہ میں حضرت عَقیل رضی اللہ عنہ کے گھر کے پاس رکھ دیا۔ آپ ﷺ اسے دیکھتے جاتے اور ان کے سوالوں کے جوابات دیتے جاتے۔

بیت المقدس کو اٹھا کر آپ کی خدمت عالیہ میں حاضر کیا جانا آپ کا معجزہ ہے جس طرح بلقیس کے تخت کو (اٹھا کر دربار میں حاضر کیا جانا) حضرت سُلیمان علیہ السلام کا معجزہ ہے۔

(۱۸) تجارتی قافلہ کے احوال بیان فرمانا

شبِ معراج کی اگلی صبح کو حضور نبی کریم ﷺ کا ایک اور معجزہ ظاہر ہوا (جس کی تفصیل اس طرح ہے کہ) معراج مبارک کے بارے میں کفار نے آپ کی تکذیب کی اور امتحان کی غرض سے اس قافلہ کے بارے میں سوال کرنے لگے جو مکّہ مکرمہ سے تجارت کی غرض سے شام کی جانب گیا تھا۔ آپ نے انہیں بتایا کہ وہ قافلہ مکّہ شریف اور شام کے درمیان فلاں جگہ پر ملا تھا ان میں اتنی تعداد میں پیدل آدمی ہیں اور اتنے اونٹ ہیں۔

انہوں نے پھر آپ سے سوال کیا کہ وہ شام سے واپسی پر کس دن مکّہ مکرمہ میں داخل ہوگا تو آپ نے انہیں جواباً اِرشاد فرمایا کہ بدھ کے دن اس ماہ کی فلاں تاریخ کو مکّہ معظمہ میں داخل ہوگا۔ اس کے آگے آگے ایک خاکستری رنگ کا اونٹ ہوگا جس کے پالان کے نیچے کا ٹاٹ سیاہ ہوگا اور اس پر دو بورے لدے ہوں گے۔

نبی اکرم ﷺ نے جس طرح فرمایا تھا بعینہ اسی طرح ہوا آپ کے معجزات کے ظہور پر مشرک شرمندہ ہوگئے لیکن ایمان نہ لائے۔ اللہ تعالیٰ انہیں رسوا فرمائے۔

(۱۹) حضرت عَبْدُاللہ بن جَعْفَر بن اَبِیْ طَالِب رضی اللہ عنہ کی وِلادَت

اسی سال، حَبَشَہ میں، حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما کی وِلادَت ہوئی۔ آپ کے والد حضرت جَعْفَر اور والدہ حضرت اَسْماء بنت عُمَیْس (عُ + مَ + یْ + س) رضی اللہ عنہما اس سے پہلے ہجرت کر کے حَبَشَہ جا چکے تھے۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ وہیں متولد ہوئے۔ [۱]

اُسدُ الغابہ میں ہے:

"حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے وقت ان کی عمر دس برس تھی۔ پھر آپ حبشہ سے مدینہ منورہ آ گئے۔"

(صاحب اسد الغابہ کا یہ فرمانا درست نہیں) کیوں کہ آپ اپنے والد ماجد کے ہمراہ مدینہ منورہ میں جنگ خیبر کے دن آ چکے تھے۔ جیسا کہ بہت سے علمائے حدیث و سیرت نے اس کی تصریح فرمائی ہے۔

یہ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بہت ہی سخی تھے۔ یہاں تک کہ آپ کو بَحْرُالْجُوْد [۲] (سخاوت کا سمندر) کہا جاتا تھا۔

ایک قول یہ بھی ہے کہ اسلام میں آپ سے بڑھ کر کوئی اور سخاوت کرنے والا نہ تھا۔

اس کا مطلب یہ ہے کہ حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد آپ سے بڑھ کر کوئی سخی نہ تھا۔

آپ کا شمار کمسن صحابہ کرام میں سے ہوتا ہے۔

(۲۰) بیعتِ عَقَبۂ ثَانِیَہ

اس سال رجب المرجب کے مہینہ میں بیعت عَقَبۂ ثَانِیَہ ہوئی۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس سال (تبلیغِ دین کے لئے) حج میں لوگوں کے جمع ہونے کے مقام کی جانب تشریف لائے۔ اَنْصار میں سے حضرت جَابِر رضی اللہ عنہ کے سوا بارہ مرد آئے ہوئے تھے (وہ اگرچہ موجود تھے لیکن کم سِن تھے)

---

[۱] آپ کے دو اور بھائی بھی حَبَشَہ میں پیدا ہوئے جن کے نام محمد اور عون رضی اللہ عنہما ہیں غزوہ موتہ میں آپ کے والد حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے جام شہادت نوش فرمایا تو آپ کی والدہ نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے نکاح فرما لیا۔ جن سے "محمد" پیدا ہوئے اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے وِصال کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ سے عقد کر لیا۔ یحییٰ ان سے متولد ہوئے۔ الاصابہ جلد ۲/ صفحہ ۲۸۹

[۲] آپ کو سخاوت کے باعث قطب السخاء بھی کہا جاتا تھا۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کے بارے میں ارشاد فرمایا کہ عبداللہ خُلق اور خَلق میں میرے مشابہ ہیں۔ الاصابہ جلد ۲/ صفحہ ۲۸۹

انہوں نے آپ سے عَقَبہ کے مقام پر ملاقات کی۔ آپ پر ایمان لائے اور اسی جگہ آپ کے دستِ مبارک پر بیعت فرمائی۔

ان کے اسمائے گرامی یہ ہیں:

(الف) حضرت بَشِیر بن سَعد رضی اللہ عنہ، یعنی حضرت نُعمان بن بَشِیر رضی اللہ عنہما کے والد ماجد۔

(ب) اوس قبیلہ کے سردار حضرت سعد بن معاذ اشہلی اوسی

(ج) حضرت جَابِر رضی اللہ عنہ کے والد حضرت عبداللہ بن عَمرو بن حَرَام، ان کے ہمراہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بھی تھے لیکن وہ کم سن تھے۔ (مردوں میں شمار نہیں ہوسکتے تھے۔)

(د) حضرت اُسَید بن حُضَیر رضی اللہ عنہ۔

(ہ) حضرت اُبَیّ بن کَعب رضی اللہ عنہ۔

(و) حضرت عُبادہ بن صَامت رضی اللہ عنہ۔

(ز) حضرت ابو مسعود عُقبَہ بن عَمرو انصاری رضی اللہ عنہ جو بَدری نام سے مشہور ہیں۔

(ح) حضرت ذَکوان بن عَبد قَیس زُرَقی رضی اللہ عنہ۔

(ط) حضرت رَافِع بن مَالِک زُرَقی رضی اللہ عنہ۔

(ی) حضرت قُطبَہ بن عَامِر رضی اللہ عنہ۔

(ک) حضرت عُقبَہ بن عَامِر رضی اللہ عنہ۔

(ل) حضرت عُوَیم بن سَاعِدہ رضی اللہ عنہ۔

(۲۱) حضرت مُصعَب بن عُمَیر رضی اللہ عنہ کی مدینہ منورہ روانگی

اسی سال حضرت رحمتِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابی حضرت مُصعَب بن عُمَیر قُرشی عَبدَری رضی اللہ عنہ کو اہلِ مدینہ کی جانب ارسال فرمایا تا کہ وہ انہیں قرآن مجید پڑھائیں، نماز اور اسلام کے طریقے سکھائیں۔ چنانچہ آپ نے مدینہ منورہ آکران کو اسلام کی تعلیم دی اور قرآن مجید پڑھایا۔ جس کے نتیجہ میں مدینہ منورہ میں مسلمان کثیر تعداد میں ہوگئے۔

مدینہ منورہ میں آپ کا یہ بھیجا جانا پہلی دفعہ کا تھا۔

ایک قول یہ ہے کہ آپ کو بیعتِ عقبہ اُولیٰ کے بعد بھیجا گیا تھا۔ بعض علماء کا کہنا ہے کہ یہی قول زیادہ راجح ہے۔

اس کے بعد حضرت مُصعَب رضی اللہ عنہ بیعتِ عَقَبہ ثالثہ کرنے والے تہتر نفوسِ قُدسیہ کے ہمراہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمتِ عالیہ میں واپس آگئے تھے۔ جن کا ذکر ۱۳/ بعثتِ نبوی کے واقعات میں آرہا ہے۔

حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ہجرت سے قبل آپ کو دوبارہ مدینہ طیبہ بھیج دیا۔ چنانچہ حضرت مُصعَب رضی اللہ عنہ دوبارہ لوگوں کو قرآن مجید سکھانے اور اسلام کی جانب دعوت دینے لگے یہاں تک کہ اسلام مدینہ منورہ میں خوب پھیل گیا۔ اس کا ذکر دوبارہ ۱۴/ بعثت نبوی یعنی ۱/ ہجرت نبوی کے واقعات میں آئے گا۔

(۲۲) حضرت محمد بن مُسلِمہ بن خالِد رضی اللہ عنہ کا ایمان قبول کرنا

حضرت محمد بن مُسلِمہ بن خالِد مدنی انصاری حارثی اَشہلی رضی اللہ عنہ (جو بنی عبدُالاَشہَل کے حلیف تھے)، نے مدینہ منورہ میں ایمان قبول کیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مدینہ منورہ تشریف لانے سے قبل آپ نے حضرت مُصعَب بن عُمَیر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر ایمان قبول کیا۔

"محمد" نام کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے آپ سب سے بڑے تھے۔ [1]

(۲۳) حضرت عَبّاد بن بِشر اَنصاری رضی اللہ عنہ کا قبولِ اسلام

اسی سال حضرت اَبُوبِشر عَبّاد بن بِشر بن وَقش اَنصاری اَشہلی رضی اللہ عنہ مشرف بایمان ہوئے۔ آپ بھی حضرت مُصعَب بن عُمَیر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر مدینہ منورہ میں ایمان لائے۔

حضرت عَبّاد رضی اللہ عنہ، بَدر، اُحُد اور دیگر تمام غَزَوات میں محبوبِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھے۔

آپ ان حضرات میں سے ایک ہیں، جنھوں نے اندھیری رات میں، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ عشاء کی نماز ادا فرمائی۔ تاریک رات میں جب وہ اپنے گھروں کی جانب لوٹے تو ان میں سے ہر ایک کے ہاتھ میں ایک عصا تھا۔ جب وہ حضرت رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے چلے تو ان میں سے ایک کا عصا روشنی دینے لگا اور وہ اس کی روشنی میں چلنے لگے۔ جب وہ اپنے اپنے گھر جانے کے لئے رستہ سے الگ الگ ہوئے تو دونوں کے عصا روشن ہوگئے یہاں تک کہ ان کی روشنی میں دونوں اپنے اپنے گھروں تک پہنچ گئے۔ یہ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ تھا۔

---

[1] بعثت نبوی سے بائیس برس قبل متولد ہوئے۔ آپ کی اولاد میں سے حضرت جَعفَر، حضرت عبداللہ، حضرت سَعد، حضرت عبدالرحمٰن اور حضرت عُمَر رضی اللہ عنہم صحابی ہیں۔ بدر اور مابعد غزوات میں شریک تھے۔ غزوہ تبوک میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اجازت سے مدینہ منورہ میں اقامت پذیر رہے۔ ۴۶/ ھ یا ۴۳/ ھ میں وصال فرمایا۔ الاصابہ جلد ۳/ ۳۸۳، ۳۸۴

دوسرے صحابی کا اسم گرامی اُسَید بن حضیر (حُ - ضَ + ی + ر) رضی اللہ عنہ ہے۔

(۲۴) حضرت ابو سلمہ عبداللہ بن عَبدُالاَسَد رضی اللہ عنہ کی ہجرتِ مدینہ

حضرت ابو سلمہ عبداللہ بن عَبدُالاَسَد مخزومی رضی اللہ عنہ نے اسی سال مکّہ معظمہ سے مدینہ منورہ کی جانب ہجرت فرمائی۔ یہ پہلے صحابی ہیں جنہوں نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی اجازت سے مدینہ منورہ کی جانب ہجرت کی۔

حضرت ابو سلمہ رضی اللہ عنہ قبل ازیں ہجرت کرکے حبشہ چلے گئے تھے وہاں سے واپس مکّہ چلے آئے تھے۔ جب قریش نے آپ کو ایذاء پہنچائی اور آپ کو معلوم ہوا کہ مدینہ منورہ میں اسلام کثرت سے پھیل چکا ہے تو آپ مدینہ منورہ کی جانب ہجرت کر گئے۔

فصل سیزدھم

۱۳/ بعثتِ نبوی (۵۳/ میلادِ نبوی) کے واقعات

(۱) بیعتِ عقبہ ثالثہ

اس سال ذی الحجہ کے ماہِ مقدس میں تیسری بیعتِ عقبہ ہوئی۔ آپ ﷺ حج کے موقعہ پر لوگوں کے اجتماع کی جگہ تشریف لائے تو انصار کی ایک جماعت سے آپ کی ملاقات ہوئی۔ اس سے قبل انہوں نے آپ ﷺ سے وعدہ کر رکھا تھا کہ وہ آپ کی خدمت میں عقبہ کے مقام پر حاضر ہوں گے۔ چنانچہ انہوں نے ایامِ تشریق میں سے درمیانی رات (۱۲/ ذی الحجہ) کو اس مقام پر آپ سے ملاقات کی وہ اسلام لائے اور آپ کے دستِ مبارک پر بیعت کی۔ یہ خوش نصیب افراد ۷۳ مرد اور دو عورتیں تھیں۔

مردوں میں سے کچھ کے اسمائے گرامی یہ ہیں:

★ حضرت اوس بن ثابت خزرجی نجاری رضی اللہ عنہ۔ آپ حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کے بھائی تھے۔
★ حضرت براء بن معرور بن صخر خزرجی سلمی رضی اللہ عنہ۔ آپ سب سے پہلے بیعتِ ثالثہ کے شرف سے مشرف ہوئے۔
★ حضرت براء رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے حضرت بشیر بن براء رضی اللہ عنہما۔
★ حضرت ابو ایوب خالد بن زید خزرجی رضی اللہ عنہ۔
★ حضرت خلاد بن سوید بن ثعلبہ خزرجی رضی اللہ عنہ۔
★ حضرت ابو رفاعہ رافع بن مالک بن عجلان خزرجی عجلانی رضی اللہ عنہ۔
★ ان کے صاحبزادے حضرت رفاعہ بن رافع بن مالک رضی اللہ عنہما۔ کبھی کبھی آپ کو دادا کی طرف منسوب کر کے رفاعہ بن مالک کہہ دیا جاتا ہے۔
★ حضرت ابو لبابہ رفاعہ بن عبد المنذر اوسی رضی اللہ عنہ۔
★ حضرت ابو طلحہ زید بن سہل خزرجی رضی اللہ عنہ۔ آپ حضرت اُمِ سلیم رضی اللہ عنہا کے خاوند تھے۔
★ حضرت ابو خیثمہ سعد بن خیثمہ اوسی رضی اللہ عنہ۔
★ حضرت سعد بن ربیع بن عمرو خزرجی رضی اللہ عنہ۔
★ حضرت ابو قیس سعد بن عبادہ بن دُلیم خزرجی رضی اللہ عنہ۔ آپ قبیلۂ خزرج کے سردار تھے۔ دُلیم تصغیر کے

صیغہ کے ساتھ ہے۔

★ حضرت سَلَمہ بن سلامہ بن وَقْش اَوسی بدری رضی اللہ عنہ۔
★ حضرت ظُہَیر بن رافع بن عدیؔ رضی اللہ عنہ۔ (ظُہَیر تصغیر کے صیغہ کے ساتھ۔)
★ حضرت عبداللہ بن اُنَیس جُہَنی رضی اللہ عنہ۔ آپ انصار کے قبیلہ بنی سَلِمہ کے حلیف تھے۔
★ حضرت عبداللہ بن جُبَیر بن نُعمان رضی اللہ عنہ (جُبَیر تصغیر کے صیغہ کے ساتھ ہے۔) غزوۂ اُحُد میں آپ تیرانداز دستہ پر امیر مقرر تھے۔ چنانچہ غزوۂ اُحُد میں آپ کی شہادت ہوئی۔
★ حضرت عبداللہ بن رَواحہ بن ثَعلبہ خَزرَجی رضی اللہ عنہ۔ آپ مشہور شاعر ہیں۔
★ حضرت عبداللہ بن زَید بن عبدربّہٖ خَزرَجی حارِثی رضی اللہ عنہ۔ آپ کی کنیت ابو محمد تھی۔ نماز کے لئے اذان کے الفاظ مقرر کرنے کا خواب آپ نے دیکھا تھا۔
★ حضرت عَمرو بن جَمُوح بن زَید خَزرَجی سَلَمی رضی اللہ عنہ۔
★ ان کے صاحبزادے حضرت مُعاذ بن عَمرو بن جَمُوح رضی اللہ عنہ
★ حضرت قَتادہ بن نُعمان بن زَید اَوسی ظَفَری رضی اللہ عنہ۔
★ حضرت اَبُوالیَسَر کعب بن عَمرو بن عَبّاد سلمی خزرجی رضی اللہ عنہ۔
★ حضرت کَعب بن مالِک بن عَمرو سَلَمی خَزرَجی رضی اللہ عنہ۔ آپ مشہور شاعر تھے۔ غزوۂ تبُوک میں پیچھے مدینہ منوّرہ میں رہ جانے والے تین اشخاص میں سے ایک آپ تھے۔ جن کا ذکر قرآن مجید میں ہے۔
★ حضرت مالِک بن دُخشُم (یا مالِک بن دُخشُن) بن مالک انصاری رضی اللہ عنہ۔ آپ بنی عَمرو بن عَوف کے قبیلہ سے تعلق رکھتے تھے۔
★ حضرت مُعاذ بن جَبَل بن عَمرو خَزرَجی جُشَمی رضی اللہ عنہ۔ حلال و حرام کے علم کے آپ امام ہیں۔
★ حضرت مَعْن بن عَدِیؔ بن جَدّ بن عَجلان بلوی رضی اللہ عنہ۔ آپ قبیلہ انصار بنی عمرو بن عوف کے حلیف ہیں۔
★ حضرت مُنذِر بن عَمرو بن خُنَیس خَزرَجی ساعِدی رضی اللہ عنہ۔ آپ بئرمعونہ کے واقعہ میں امیر کارواں تھے۔ جہاں آپ نے شہادت پائی۔
★ حضرت نُعمان (تکبیر کے صیغہ کے ساتھ) یا حضرت نُعَیمان (ن۔ ع۔ ی۔ م۔ ا۔ ن) تصغیر کے صیغہ کے ساتھ) بن عَمرو بن رِفاعہ انصاری نَجّاری رضی اللہ عنہ۔
★ حضرت اَبُوبُردہ ھانی بن نیار بَلَوی رضی اللہ عنہ۔ آپ انصار کے قبیلہ خَزرَج کی شاخ بنی حارِثہ کے حلیف تھے۔

نیز آپ حضرت بَراء بن عَازِب رضی اللہ عنہ کے ماموں تھے وغیرھم [1]۔

دو عورتیں جو اس بیعت میں شامل تھیں ان کے نام یہ ہیں:

- ★ حضرت اَسْماء بنت عَمرو بن عَدی سلمیہ خزرجیہ رضی اللہ عنہا
- ★ اُمِّ عَمارہ نَسِیبَہ۔ (صیغہ مکبر کے ساتھ) بنت کعب بن عَمرو اَنصارِیہ مَازِنیہ رضی اللہ عنہا۔ [2]

(نام اور ولدیت میں) آپ رضی اللہ عنہا کی مشابہت اُمِّ عطیّہ نسیبہ (نُ۔ سَ۔ یْ۔ ب۔ ہ) تصغیر کے صیغہ کے ساتھ یا نَسِیبَہ (نَ۔ سِ۔ ی۔ ب۔ ہ) تکبیر کے صیغہ کے ساتھ بنت کَعب انصاریہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ ہے۔ لیکن وہ آپ کے علاوہ دوسری خاتون ہیں۔ بیعتِ عَقبَہ ثَالِثَہ میں شمار ہونے والی اُمِّ عَمارہ ہیں نہ کہ اُمِّ عَطِیّہ۔

فائدہ

حضرت رِفَاعہ بن رَافِع بن مَالِک رضی اللہ عنہ جن کا ذکر ہم نے عقبہ کی تیسری بیعت کرنے والوں میں کیا ہے، کے متعلق مشہور ہے کہ آپ ہی وہ شخصیت ہیں جنھوں نے بے پرواہی کے ساتھ نماز ادا فرمائی تھی۔

جس کی تفصیل یہ ہے کہ آپ ایک دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں مسجد میں حاضر ہوئے۔ آپ نے نماز ادا فرمائی اور حضرت رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم ملاحظہ فرما رہے تھے۔ جب آپ فارغ ہوئے تو آپ کو نبیِّ محترم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جاؤ (دوبارہ) نماز ادا کرو تم نے نماز ادا نہیں کی۔ آپ نے دو یا تین مرتبہ انہیں اسی طرح

---

[1] ابن ھشام نے اپنی سیرت میں ان کے اسماء بمع قبائل کی تفصیل ایک مستقل باب میں بیان کی ہے۔ ملاحظہ ہو۔ سیرت ابن ہشام باتحقیق محمد محی الدین عبدالحمید جلد ثانی باب اسماء النقباء الاثنی عشرو تمام خبرالعقبہ صفحہ ۵۱ تا ۷۵۔

[2] آپ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ اپنی بہن، خاوند حضرت زَید بن عَاصِم بن کَعب رضی اللہ عنہ اور دو بیٹوں، حضرت حَبِیب بن زَید رضی اللہ عنہ اور حضرت عَبدُاللہ بن زید رضی اللہ عنہ سمیت جنگوں میں شریک رہیں۔ آپ کے صاحبزادے حضرت حَبِیب رضی اللہ عنہ کو مُسَیلَمَہ کَذَّاب نے پکڑ لیا وہ آپ سے پوچھتا کیا تو گواہی دیتا ہے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔ تو آپ فرماتے ہاں۔ پھر پوچھتا کیا تو گواہی دیتا ہے کہ میں اللہ کا رسول ہوں۔ تو آپ فرماتے میں نہیں سنتا۔ اس نے آپ رضی اللہ عنہ کا ایک ایک عضو کاٹنا شروع کر دیا یہاں تک کہ آپ رضی اللہ عنہ اس کے ہاتھوں شہید ہو گئے۔ لیکن آپ نے اس سے زیادہ کچھ نہ کہا کہ جب آپ رضی اللہ عنہ کے سامنے حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر کیا جاتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے کا آپ اقرار فرماتے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پاک پڑھتے اور جب آپ رضی اللہ عنہ کے سامنے مُسَیلَمَہ کَذَّاب کا ذکر کیا جاتا تو آپ رضی اللہ عنہ فرماتے میں نہیں سنتا۔ (مُسَیلَمَہ کَذَّاب کی سرکوبی کے لئے) یَمامَہ کی جانب جانے والے مسلمانوں کے ہمراہ آپ رضی اللہ عنہا خود تشریف لے گئیں اور جنگ میں شرکت فرمائی۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے مُسَیلَمَہ کا خاتمہ فرما دیا۔ جب آپ رضی اللہ عنہا واپس لوٹیں تو آپ رضی اللہ عنہا کے جسم مبارک پر نیزوں اور تلواروں کے بارہ زخم تھے۔ سیرت ابن ہشام جلد ۲/ صفحہ ۷۴۔۷۵۔

ارشاد فرمایا- پوری حدیث کو یاد کیجئے جو بخاری شریف میں مذکور ہے۔

(۲) اہل مدینہ پر بارہ نقیبوں (سرداروں) کا تقرر

تیسری بیعت عقبہ کی رات کو اللہ تعالیٰ کے محبوب ﷺ نے اہل مدینہ پر ان کی رضامندی کے ساتھ بارہ نقیب مقرر فرمائے نو خزرج کے قبیلہ سے تھے اور تین قبیلہ اوس سے۔

خزرج کے سردار یہ مقرر فرمائے:

— حضرت اَبُو اُمَامَہ اَسعَد بن زُرَارہ رضی اللہ عنہ- آپ بنی نَجّار کے نقیب تھے۔

— حضرت رَافِع بن مَالِک بن عَجلَان رضی اللہ عنہ- آپ بنی زُرَیق کے نقیب تھے۔

— حضرت سَعد بن رَبِیع بن عَمرو رضی اللہ عنہ۔

— حضرت عَبدُاللہ بن رَوَاحہ رضی اللہ عنہ- یہ دونوں حَارِث بن خَزرَج کے نقیب تھے۔

— حضرت سَعد بن عُبَادَہ رضی اللہ عنہ۔

— حضرت مُنذِر بن عَمرو بن خُنَیس رضی اللہ عنہ- یہ دونوں حضرات بنی سلمہ کے نقیب تھے۔

— حضرت عُبَادَہ بن صَامِت رضی اللہ عنہ- یہ قبائل کے نقیب تھے۔

اوس کے قبیلہ پر مندرجہ ذیل تین صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو نقیب فرمایا:

— حضرت اُسَید بن حُضَیر رضی اللہ عنہ- یہ بنی عَبدُالاَشہَل پر نقیب مقرر ہوئے۔

— حضرت رِفَاعَہ بن عَبدُالمُنذِر رضی اللہ عنہ۔

— حضرت سَعد بن خَیثَمَہ رضی اللہ عنہ۔

ان دونوں حضرات کو بَنِیْ عَمرو بن عَوف پر نقابت عطا ہوئی۔

(۳) حضرت مُعَاذ بن جَبَل رضی اللہ عنہ کا قبول اسلام

حضرت مُعَاذ بن جَبَل بن عَمرو اَنصَاری خَزرَجی سلمی رضی اللہ عنہ جو بیعتِ عَقَبَہ ثَالِثَہ میں شریک ہیں- اسی سال مشرف بایمان ہوئے- آپ کی عمر مبارک اس وقت اٹھارہ برس تھی۔

(۴) حضرت اَبُو بُردَہ ہَانِی بن نِیَار رضی اللہ عنہ کا ایمان لانا

بیعت عَقَبَہ ثَالِثَہ میں شامل حضرت اَبُو بُردَہ ہَانی بن نِیَار اَنصَاری اسی سال دولت ایمان سے مالا مال ہوئے۔ آپ حضرت بَرَآء بن عَازِب رضی اللہ عنہ کے ماموں ہیں- غزوہ اُحُد اور اس کے بعد کے غَزوَات میں شریک رہے۔

(۵) حضرت اَبُو اَیُّوب اَنْصَارِی رضی اللہ عنہ کا قبول ایمان

اسی بیعت میں شریک حضرت اَبُو اَیُّوب خَالِد بن زَیْد خَزْرَجِی رضی اللہ عنہ بھی اسی سال ایمان لائے۔
ان تینوں کا ذکر قریب ہی گزر چکا ہے۔

(۶) حضرت سَعِید بن عَاص بن سَعِید رضی اللہ عنہ کی ولادت

اسی سال یا اس سے ایک سال بعد حضرت سَعِید بن عَاص بن سَعِید بن عَاص رضی اللہ عنہ کی وِلادت ہوئی۔ (سن تمیز کو پہنچ کر) ایمان لائے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں رہے۔ آپ ان افراد میں سے ہیں جن سے حضرت عثمان ذُوالنُّورَین رضی اللہ عنہ نے قرآن مجید کی کتابت کروائی۔

ان کا والد عَاص بن سَعِید بن عَاص حالت کفر میں بدر کی جنگ میں حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم کے ہاتھوں مارا گیا۔

فائدہ علمائے کرام نے فرمایا کہ عَقَبَہ کی تین بیعتیں ہوئیں:

(۱) پہلی بیعت عَقَبَہ ۱۱/ بعثت نبوی کو رجب کے مہینہ میں ہوئی۔ جس میں چھ یا آٹھ مردوں نے اسلام قبول کیا۔

(۲) دوسری بیعت ۱۲/ بعثت نبوی کو رجب ہی کے مہینہ میں ہوئی۔ جس میں بارہ مردوں نے اسلام قبول کیا۔

(۳) تیسری بیعت ۱۳/ بعثت نبوی کو ذِی الحجہ کے مہینہ میں ہوئی۔ جس میں ۷۳ مردوں اور ۲ عورتوں سمیت ۷۵ افراد مشرف بایمان ہوئے۔

پہلی دو بیعتیں اور حج، رجب کے مہینہ میں واقع ہوئے کیونکہ کفار کے ہاں جہالت کے دور میں "نَسِی" [۱] کا رواج تھا۔

---

[۱] زمانہ جہالت میں عرب حرمت والے مہینوں کی عظمت کے قائل تھے اور ان میں جنگ کو ناجائز سمجھتے تھے۔ جب لڑائی ان مہینوں میں آجاتی تو اسے موخر کرنا دشوار ہو جاتا اس کا حل انہوں نے یہ تلاش کیا کہ ایک مہینہ کی حرمت دوسرے کی جانب ہٹانے لگے۔ اس طرح تحریم سال کے تمام مہینوں میں گھومنے لگی۔ اس کو وہ "نَسِی" کہتے تھے۔ اس طرز عمل سے "اَشْہُرِ حَرَام" (ذی قعدہ، ذی الحجہ، محرم اور رجب) کی حرمت باقی نہ رہی۔ اسی "نَسِی" کی بدولت ۱۱/ بعثت نبوی اور ۱۲/ بعثت نبوی کو حج رجب کے مہینہ میں ہوا۔ اور اس طرح بیعت عقبہ اولی اور ثانیہ رجب کے مہینوں میں ہوئیں۔

فائدہ

جب (ماہ ذی الحجہ میں) ۱۳/ بعثت نبوی پورا ہوا تو ۱۴/ بعثت نبوی (محرم الحرام میں) شروع ہو گیا۔ اور یہی سال سنہ ہجرت کا پہلا سال ہے۔ کیونکہ اسی سال یعنی ۱۴/ بعثت نبوی میں بیعت عَقَبَہ کے تقریباً تین ماہ بعد آپ نے مکّہ معظمہ سے مدینہ منوّرہ کی جانب ہجرت فرمائی جیسا کہ کتاب کے دوسرے حِصّہ کے تیسرے باب میں پہلے سال کے واقعات کے ساتھ ساتھ ہجرت کے واقعہ کی کچھ تفصیل ان شاء اللہ آ رہی ہے۔

علامہ گازرونی نے اپنی سیرت میں تحریر فرمایا:

"مکّہ مکرمہ سے مدینہ منوّرہ کی جانب نبی کریم ﷺ کی ہجرت ۱۴/ بِعثت نبوی میں ہوئی۔"

اس سے ظاہر ہوا کہ علامہ ابن کثیر نے اپنی کتاب "البدایہ و النہایہ" میں جو یہ تحریر کیا ہے کہ:

"نبی کریم ﷺ کی ہجرت، عقبہ کی ہر سہ بیعتوں کے بعد ۱۳/ بعثت نبوی کو ہوئی۔"

واضح غلطی ہے۔

علامہ ابن کثیر کے قول کی توجیہ یہ ہو سکتی ہے کہ انہوں نے بعثت کے پہلے سال کے نامکمل ہونے کے باعث اسے حساب میں شامل نہیں کیا کیوں کہ اس سال کی ابتداء تو محرم سے تھی لیکن وحی کا آغاز (تیسرے مہینہ یعنی) ربیع الاول یا (نویں مہینے یعنی) رمضان المبارک میں ہوا۔ جیسا کہ بعثتِ نبوی کے سال اول کے واقعات میں گزر چکا ہے۔ اس پر غور کر کے خوب ذہن نشین کر لیجئے۔

حِصّہ دوم

کتاب کے اس حِصّہ میں نبی اکرم ﷺ کی ابتدائے ہجرت
سے لے کر آپ کے وِصالِ مبارک اور اس کے قریب
تک کے واقعات بیان ہوں گے۔ یہ حِصّہ
تین ابواب پر مشتمل ہے۔

باب اوّل

اس باب میں ان فوجی مہمات [1] کا تذکرہ ہو گا جن میں نبی پاک ﷺ بنفس نفیس شریک ہوئے۔

وضاحت نمبر ۱

جن لشکروں میں حضرت محبوبِ کبریاء ﷺ خود شریک ہوئے انہیں محدثین کی اِصطلاح میں مَغازِی اور غَزَوَات کہا جاتا ہے اور جن میں آپ خود شریک نہ ہوئے بلکہ اپنے صحابہ اور ان پر مقرر امیروں کو بھیجا انہیں ان کی اصطلاح میں سَرَایا اور بُعُوث کہا جاتا ہے۔ (سَرِیَہ اور بَعث کے معانی اگلے باب کے اوائل میں مذکور ہیں)

وضاحت نمبر ۲

ابتدائے اسلام میں نبی پاک ﷺ پر کفار سے جنگ کرنا حرام تھا۔ ۱۲/ ہجری ماہ صفر [2] میں آپ پر اس کے جائز ہونے کا حکم نازل ہوا چنانچہ یہ آیہ کریمہ اتری:

اُذِنَ لِلَّذِیْنَ یُقَاتَلُوْنَ بِاَنَّھُمْ ظُلِمُوْا الخ۔ (الحج-۳۹)

(وہ لوگ جن سے جنگ کی جاتی ہے ان کو اب جنگ کی اجازت دے دی گئی کیوں کہ وہ مظلوم ہیں۔)

اجازتِ قتال کے سلسلہ میں یہ پہلی آیتِ مبارکہ ہے جیسا کہ آئندہ مذکور ہو گا۔ [3]

---

[1] غَزَوَات کا علم بڑا ذِی شان ہے۔ امام زہری فرماتے ہیں کہ علمِ مَغازِی دنیا و آخرت کی بھلائی کا باعث ہے۔ امام حسین رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے حضرت امام زین العابدین رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم مغازی کا علم اس اہتمام سے حاصل کرتے جس اہتمام سے قرآن مجید کی سورتیں سیکھا کرتے تھے۔ حضرت سَعد بن اَبِی وَقّاص رضی اللہ عنہ کے پوتے حضرت اسماعیل بن محمد بن سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہم فرماتے ہیں کہ میرے والد ماجد ہمیں مَغازِی اور سَرَایا کی تعلیم دیتے تھے اور فرماتے تھے جان پدر! یہ علم تمہارے اَجداد کا شَرَف ہے۔ اس کے ذکر کو ضائع مت کرو۔ زرقانی علی المواہب جلد ۱/ صفحہ ۳۹۲

[2] کفار سے جنگ کے جواز کا حکم صفر کی ۱۲ تاریخ کو نازل ہوا۔ زرقانی علی المواہب جلد ۱/ صفحہ ۳۸۷

[3] اس اجازت سے قبل ستر سے زائد آیاتِ کریمہ میں جنگ سے نہی نازل ہوتی رہی۔ جنگ سے نہی کی آیات زیادہ تر مکہ مکرمہ میں نازل ہوئیں۔ جہاد کی اجازت کا یہ حکم انتہائی مناسب وقت پر نازل ہوا کیوں کہ مکہ مکرمہ میں مسلمان قلیل تعداد میں تھے اور مشرکین کی تعداد زیادہ تھی۔ اگر وہاں جنگ کا حکم نازل ہوتا تو مسلمانوں کے لئے سخت مشکل کا سامنا کرنا پڑتا۔ مکہ میں کفار کی سرکشی حد سے تجاوُز کر گئی۔ انہوں نے آپ کو وہاں سے نکال دیا اور آپ کو شہید کرنے کی سازش کی۔ آپ مدینہ منورہ آگئے۔ صَحابۂ کرام رضی اللہ عنہم بھی وہاں جمع ہو گئے اور آپ کی نصرت و حمایت پر کمربستہ ہو گئے۔ مدینہ منورہ دارُالاسلام بن گیا اور مسلمانوں کے لئے قلعہ کا کام دینے لگا تو جہاد مشروع ہو گیا۔ مواہب لدنیہ مع شرح زرقانی جلد ۱۔ صفحہ ۳۸۷)

وضاحت نمبر ۳

ان علماء کے قول کے مطابق جنہوں نے غَزْوَۂ اَحْزَاب اور غَزْوَۂ قُرَیْظَہ یا غَزْوہ خَیبَر اور غَزْوَۂ وَادِی الْقُرٰی کو ایک شمار کیا ہے، اللہ تعالیٰ کے محبوب پاک ﷺ کی فوجی مہمات کی تعداد جن میں آپ نے بنفس نفیس شرکت فرمائی، ستائیس ۲۷ ہے اور جن علماء نے انہیں الگ الگ غزوہ قرار دیا ہے ان کے نزدیک غزوات نبوی کی تعداد اٹھائیس ۲۸ ہے۔ ہم ان تمام کو تفصیل کے ساتھ الگ الگ فصل میں بیان کریں گے۔

فائدہ

ترتیب زمانی کے ساتھ مذکورہ بالا اٹھائیس غزوات کے نام یہ ہیں:

(۱) غزوہ اَبْوَاء: اسے غزوہ وَدَّان (وَ + دَّ + ا + ن) بھی کہا جاتا ہے۔

(۲) غزوہ بُوَاط: (بُ + وَ + ا + ط)

(۳) غزوہ سَفَوَان: یہی غزوہ بدر الاولیٰ بھی کہلاتا ہے۔ جو کرز بن جابر کی تلاش میں وقوع پذیر ہوا۔

(۴) غَزْوَۂ الْعُشَیْرَہ: (عُ + شَ + یْ + رَ + ہ)

(۵) غزوہ بَدْرُ الْکُبْریٰ۔

(۶) غزوہ بَنِیْ سُلَیْم: (سُ + لَ + یْ + م) یا غزوہ قَرْقَرَۃُ الْکُدْر (قَ + رْ + قَ + رَ + ۃُ + ا + لْ + کُ + دْ + ر)

(۷) غَزْوَۂ السَّوِیْق: (سَ + وِ + یْ + ق)

(۸) غزوہ غَطَفَان: (غَ + طَ + فَ + ا + ن) اسے غزوہ ذِی اَمَرّ (ذِ + یْ + اَ + مَ + رّ) بھی کہتے ہیں۔

(۹) غَزْوَۂ الْفُرُع: (فُ + رُ + ع) جو حجاز کے علاقوں میں بحران (بُ + ح + رَ + ا + ن) کے مقام پر پیش آیا۔

(۱۰) غزوہ بَنِی قَیْنُقَاع: (قَ + یْ + نُ + قَ + ا + ع)

(۱۱) غزوہ اُحُد: (اُ + حُ + د)

(۱۲) غزوہ حَمْرَآءِ الْاَسَد: (حَ + مْ + رَ + آ + ءِ + ا + لْ + اَ + سَ + د)

(۱۳) غزوہ بَنِیْ نَضِیْر: (نَ + ضِ + یْ + ر)

(۱۴) غزوہ بَدْرُ الْاَخِیْرَہ: یہ غزوہ بَدْرُ الْمَوْعِد بھی کہلاتا ہے۔

(۱۵) غزوہ دُوْمَۃُ الْجَنْدَل: (دُ + وْ + مَ + ۃُ + ا + لْ + جَ + نْ + دَ + ل)

(۱۶) غزوہ بَنِی الْمُصْطَلِق: (مُ + صْ + طَ + لِ + ق) یہ غَزْوَۂ الْمُرَیْسِیْع (مُ + رَ + یْ + سِ + یْ + ع) بھی کہلاتا

ہے۔

(۱۷) غزوہ خَندَق: (خَ + نْ + دَ + ق)

(۱۸) غزوہ بَنِی قُرَیظَہ: (قُ + رَ + یْ + ظَ + ہ)

(۱۹) غزوہ بَنِی لِحیَان: (لِ + حْ + یَ + ا + ن)

(۲۰) غزوہ حُدَیبِیَّہ: (حُ + دَ + یْ + بِ + یَّ + ہ)

(۲۱) غزوہ ذِی قَرَد: (قَ + رَ + د)

(۲۲) غزوہ خَیبَر: (خَ + یْ + بَ + ر)

(۲۳) غزوہ وَادِی الْقُرٰی: (وَ + ا + دِ + ی + ا + لْ + قُ + رَ + ی)

(۲۴) غزوہ ذَاتِ الرِّقَاع: (رِ + قَ + ا + ع) اسے غزوہ بَنِی مُحَارِب (مُ + حَ + ا + ر + ب) اور غزوہ بنی ثعلبہ بھی کہتے ہیں۔

(۲۵) غزوہ فتح مکہ۔

(۲۶) غزوہ حُنَیْن: (حُ + نَ + یْ + ن)

(۲۷) غزوہ طَائف: (طَ + آ + ءِ + ف)

(۲۸) غزوہ تَبُوک: (تَ + بُ + وْ + ک)

بعض محدثین کے نزدیک ان کی تقدیم و تاخیر میں اختلاف ہے۔ جس کا مفصل بیان پوری صراحت کے ساتھ آپ ان شاء اللہ اگلے صفحات میں ملاحظہ فرمائیں گے۔

اس باب کو میں نے آٹھ فصلوں پر تقسیم کیا ہے۔

فصل اول

۲/ ہجری کے غَزَوات

وضاحت

غَزوات و سَرَایَا کے ہر دو ابواب میں ہم نے ۱ھ کے غزوات و سرایا کا ذکر نہیں کیا اس کی وجہ ہم نے پہلے درج کر دی ہے کہ اس سال جنگ کرنا مسلمانوں کے لئے ابھی جائز نہ تھا۔ لہٰذا اس سال میں کوئی غَزْوہ یا سَرِیّہ وقوع پذیر نہ ہوا۔

(۱) غزوہ اَبْوَاء یا غزوہ وَدّان

اس سال بارہ صفر المظفر کو نبی کریم ﷺ غزوہ اَبْوَاء کے لئے نکلے اسی غزوہ کو غزوہ وَدّان بھی کہا جاتا ہے۔

یہ پہلا لشکر ہے جس میں آپ ﷺ خود شامل ہوئے۔ آپ کے ہمراہ ساٹھ مہاجرین تھے۔ اس غَزْوَہ میں کوئی اَنْصارِی شامل نہ تھا۔ آپ ﷺ نے مدینہ منورہ پر حضرت سَعد بن عُبادَہ رضی اللہ عنہ کو عامل مقرر فرمایا۔ آپ قریش کے (تجارتی) قافلہ سے تعرض کے لئے نکلے جو شام سے مکّہ مکرمہ واپس آ رہا تھا۔ قافلہ بچ کر نکل گیا۔ لہٰذا جنگ کا مرحلہ پیش نہ آیا۔

اس سَفَر میں نبی کریم ﷺ اور بنی ضَمْرَہ: (ضَ + مْ + رَ + ہ) کے درمیان مصالَحت ہوئی۔ مصالحت کی تحریر آپ نے ان کو لکھ کر دی۔

اَبْواء مکّہ اور مدینہ کے درمیان فُرُع کے مضافات میں ایک گاؤں کا نام ہے۔ مدینہ منورہ کی جانب سے، جُحْفَہ اور اس کے درمیان تیئس ۲۳ میل کا فاصلہ ہے۔

وَدّان بھی فُرُع [1] کے مضافات میں ایک گاؤں ہے۔

---

[1] فرع: (فُ + رْ + ع) حاشیہ سیرت بن ہشام جلد ۲/ صفحہ ۴۲۶ سیرت ابن ہشام متن میں (فُ + رُ + ع) درج ہے۔ کتاب ہذا پر تحقیق کرنے والے علامہ مخدوم امیر احمد عباسی نے (فَ + رْ + ع) تحریر کیا ہے۔

اس غزوہ کی نسبت کبھی اَبْوَاء کی جانب کی جاتی ہے اور کبھی وَدَّان کی جانب کیوں کہ فی الحقیقت دونوں بستیاں ایک ہی ہیں- علامہ زرقانی نے مواہب لدنیہ [1] کی شرح میں (اس غزوہ کو دو ناموں سے مشہور ہونے کی توجیہ کرتے ہوئے) یہی فرمایا ہے-

لیکن علامہ قسطلانی اور علامہ عینی نے بخاری شریف کی اپنی شرحوں میں فرمایا کہ وَدَّان، اَبْوَاء اور جُحْفَہ کے درمیان ایک مرکزی آبادی ہے- وَدَّان اور جُحْفَہ کا درمیانی فاصلہ آٹھ میل ہے-

اس صورت میں غَزْوَۂ وَدَّان کو غَزْوَۂ اَبْوَاء کہنے کی وجہ دونوں مقامات کا قریب قریب ہونا ہے نہ کہ دونوں کا ایک ہونا- [2]

(۲) غزوہ بُوَاط

یہ غزوہ ربیع الاول کے مہینہ میں پیش آیا اور بقولِ دیگر ربیع الآخر کے مہینہ میں- بُوَاط، باء کے ضمہ اور اس کے فتحہ کے ساتھ (بَ + وَ + ا + ط) رَضْویٰ کے گرد و نواح میں یَنْبُعْ کے قریب قبیلہ جہینہ کے پہاڑوں میں سے ایک پہاڑ ہے- جو مدینہ منورہ سے تقریباً ۴۸ میل کے فاصلہ پر ہے-

اس لشکر میں نبی پاک ﷺ کے ساتھ دو سو مہاجرین تھے- آپ ﷺ نے مدینہ منورہ میں حضرت سَائِب بن مَظْعُون رضی اللہ عنہ کو عامل مقرر فرمایا جو حضرت عُثْمان بن مَظْعُون جمحی کے بھائی تھے-

اس غزوہ سے مقصود قریش کے تجارتی لوگوں کے قافلہ سے تَعَرُّض تھا- [3] آپ واپس لوٹ آئے- قتال کی نوبت نہ آئی- [4]

---

[1] مترجم عفی عنہ کے زیر نظر نسخہ میں علامہ زرقانی نے اس توجیہ کو غلط اور خلاف واقعہ قرار دیا ہے- اس نسخہ کی عبارت یوں ہے- و مُرَادُ الْمُصَنِّفِ اَنَّ مِنْهُمْ مَنْ اَضَافَ لِوَدَّانَ وَبَعْضُهُمْ لِلْاَبْوَاءِ لِتَقَارُبِهِمَا فَلَيْسَ ضَمِيْرُهِيَ رَاجِعًا لِوَدَّانَ لِاقْتِضَائِهِ اَنَّهُ مَكَانٌ وَاحِدٌ لَهُ اِسْمَانِ وَهُوَ خِلَافُ الْوَاقِعِ كَمَا يَأْتِيْ- جلد ا صفحہ ۳۹۲ مطبوعہ دارالمعرفہ بیروت طبع ثانی ۱۳۹۳ھ / ۱۹۷۳ء

[2] اس غزوہ کے عَلَم بَرْدَار سید الشہدا حضرت امیر حَمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہما تھے- جھنڈے کا رنگ سفید تھا- اس غزوہ کی مصروفیت کے باعث نبی کریم ﷺ مدینہ منورہ سے پندرہ روز تک غائب رہے- مواہب لدنیہ مع شرح زرقانی جلد ۱/ صفحہ ۳۹۳

[3] اس قافلہ میں ڈیڑھ ہزار اونٹ تھے- قریش کے سو آدمی بھی اس میں شامل تھے- زرقانی علی المواہب جلد ۱/ صفحہ ۳۹۴

[4] اس غزوہ میں مسلمانوں کے جھنڈے کا رنگ سفید تھا اور حضرت سَعْد بن اَبِیْ وَقَّاص رضی اللہ عنہ عَلَم بَرْدَار تھے- زرقانی علی المواہب جلد ۱/ صفحہ ۳۹۴

(۳) غَزْوَہ بَدْرِ اُولیٰ

یہ غزوہ بھی ربیع الاول کے ماہِ مقدس میں پیش آیا۔ یہ غَزْوَہ سَفْوَان اور غَزْوَہ بَدْرِ اُولیٰ کہلاتا ہے۔ جب نبی کریم ﷺ اس کے لئے روانہ ہوئے تو حضرت زَید بن حارِثہ رضی اللہ عنہ کو مدینہ منورہ کا عامِل مقرر فرمایا۔

آپ ﷺ کُرْز بن جابر فِہری پر حملہ کے ارادہ سے روانہ ہوئے۔ جو مدینہ منورہ کے مویشی لوٹ کر لے گیا۔ کُرْز بچ کر نکل گیا لہٰذا آپ واپس تشریف لے آئے۔

کُرْز اس وقت مشرکین کے سرداروں میں سے ایک تھا۔ بعد میں اللہ تعالیٰ نے اسلام لانے کی توفیق بخشی اور آپ صحابی ہوئے۔

سَرِیَّۂ عُرَنِیِّین کے لئے آپ نے ان کو امیر مقرر فرمایا۔ فتح مکہ کے دن شہادت نصیب ہوئی۔ جیسا کہ ہجرت کے واقعات کے باب میں ۸/ ھ کے واقعات میں مذکور ہو گا۔

سَفْوَان (سَ + فْ + وَ + ا + ن) بَدْر کے قریب ایک جگہ کا نام ہے۔ ایک قول [۱] کے مطابق یہ غَزْوَۂ الْعُشَیْرہ جس کا ذکر آ رہا ہے کے بعد پیش آیا۔

(۴) غَزْوَۂ الْعُشَیْرہ

اس سال جُمادَی الْاُولیٰ اور بقول دیگر جُمادَی الآخرۃ میں آپ ﷺ اس غزوہ کے لئے نکلے۔

العشیرہ کا درست تلفُّظ (عُ + شَ + یْ + رَ + ہ) ہے۔ بعض علماء نے اسے (عُ + سَ + یْ + رَ + ہ) بھی بیان فرمایا ہے۔ یہ یَنْبُع میں، قبیلہ بنی مدلج کے ایک مقام کا نام ہے۔ مصری حجاج کی یہ ایک منزل ہے۔

آپ ﷺ قریش کے تجارتی قافلہ [۲] سے تعرض کے ارادہ سے جو شام سے مکہ مکرمہ کی جانب واپس لوٹ رہا تھا۔ ڈیڑھ سو مہاجرین کی معیت میں نکلے۔ ایک قول کے مطابق آپ کے لشکر کی تعداد دو سو تھی۔

اس غزوہ میں آپ ﷺ نے حضرت اَبُوسَلَمہ عَبْدُاللہ بن عَبْدُالْاَسَد مَخْزُومی رضی اللہ عنہ کو مدینہ منورہ پر عامِل مقرر فرمایا۔

---

[۱] یہ قول ابن اسحاق اور ابن ہشام کا ہے۔ ان کے بقول غَزْوَۂ عُشَیْرہ کے دس دن سے بھی کم روز کے بعد یہ غَزْوَہ پیش آیا۔ ملاحظہ ہو سیرت ابن ہشام جلد ۲/ صفحہ ۲۳۸

[۲] اس قافلہ میں پچاس ہزار دینار اور ایک ہزار اونٹ تھے۔ مسلمانوں کے ہمراہ تیس اونٹ تھے۔ جن پر باری باری سوار ہوتے۔ لشکر اسلام کے جھنڈے کا رنگ سفید اور علم بردار حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ تھے۔ زرقانی علی المواہب جلد ۱/ صفحہ ۳۹۵۔

قافلہ بچ کر نکل آیا۔ جُمادی الاُولیٰ کے باقی دن اور جُمادی الآخِرۃ کے چند دن تک آپ نے وہاں قیام فرمایا۔
اس سفر میں نبی کریم ﷺ نے بَنِیْ ضَمْرہ [1] کے باقی ماندہ قبائل بنی مدلج اور ان کے حلیفوں سے صلح کا معاہدہ [2] کیا اور واپس تشریف لے آئے۔ اس غزوہ میں قتال کی نوبت نہ آئی۔

(۵) غزوۂ بَدر

اس غزوہ کو بَدرِ کُبریٰ، بَدرِ عُظمیٰ، بَدرِ ثانیہ، بَدرِ قتال اور یَومُ الفُرقان بھی کہا جاتا ہے۔
نبی پاک ﷺ نے یہ جنگ رَمضَانُ المبارک میں لڑی۔ یہی وہ عظیم واقعہ ہے جس کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ نے اسلام کو غلبہ عطا فرمایا۔ کفر اور اہل کفر کو جڑ سے اکھیڑ دیا۔
مقام "بَدر" جس میں یہ غزوہ پیش آیا حرمین شریفین کے درمیان، مدینہ منورہ سے تین دن کی مسافت پر واقع ہے۔
اس کے وقوع کی تاریخ میں تین اقوال ہیں:
(الف) سترہ رَمضَان المبارک بروز جمعۃ المبارک۔
(ب) انیس رَمضَان المبارک۔
(ج) بیس رَمضَان المبارک۔
قولِ اول اَصح ہے۔ اکثر علماء کی یہی رائے ہے۔ ابن عساکر نے فرمایا یہی محفوظ ہے۔
آپ ﷺ ۱۱/ رَمضَان المبارک بروز ہفتہ تین سو پانچ مہاجرین و اَنصار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی معیت میں مدینہ منورہ سے بَدر کی جانب نکلے۔ مشہور یہ ہے کہ اَصحابِ بَدر کی تعداد تین سو تیرہ ہے۔ لیکن (حقیقت یہ ہے) آٹھ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اس میں بنفسِ نفیس شامل نہ تھے۔ نبی اَکرم ﷺ کی اجازت سے کچھ ضرورتوں کے لئے پیچھے رہ گئے تھے۔ اس لئے آپ نے غنیمت میں سے (دوسروں کے برابر) ان کو بھی حِصّہ عطا فرمایا اور خوشخبری دی کہ ان کے لئے بھی اتنا ہی ثواب ہے جتنا اس میں شامل ہونے والوں کا ہے۔ یہ حضرات چونکہ (غنیمت اور ثواب کے لحاظ سے) اس میں شمولیت کرنے والوں کی مانند ہیں لہٰذا علمائے کرام نے انہیں ان میں سے شمار فرمایا ہے۔

---

[1] غزوۂ وَدّان میں بَنِیْ ضَمْرہ سے صلح کا معاہدہ ہو چکا تھا۔ زرقانی علی المواہب جلد ۱/ صفحہ ۳۹۵۔ حاشیہ سیرت ابن ہشام جلد ۲/ صفحہ ۲۳۶۔
[2] صلح نامہ کے متن کے لئے رجوع فرمائیں۔ حاشیہ سیرت ابن ہشام جلد ۲/ صفحہ ۲۳۶

اس غزوہ میں چوراسی مہاجرین اور باقی دو سو انتیس انصار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم شامل تھے۔
میں نے اس سلسلہ میں ایک رسالہ تالیف کیا ہے جس میں تمام اَصْحابِ بَدر رضی اللہ عنہم کے اَسمائے مبارکہ تفصیل سے درج کئے ہیں۔ "اَلنُّوْرُ الْمُبِیْنُ فِیْ جَمْعِ اَسْمَآءِ الْبَدْرِیِّیْنَ" کے نام سے وہ رسالہ موسوم ہے۔
یہ پہلا غَزْوَہ ہے جس میں اَنْصار نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نکلے اس سے قبل کسی غَزْوَہ میں وہ شریک نہ ہوئے تھے۔
آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس غَزْوَہ میں حضرت اَبُوْلُبَابَہ بن عَبْدُالْمُنْذِر اَنْصارِی اَوْسی رضی اللہ عنہ کو مدینہ منورہ میں اپنا نائب مقرر فرمایا۔ ان کا اسم گرامی "بَشِیْر" تھا۔ ایک قول یہ ہے کہ ان کا نام "رِفَاعہ" تھا۔ آپ نے انہیں رَوْحاء کے مقام سے اپنا نائب مقرر فرما کر مدینہ منورہ واپس فرمایا تھا۔
"رَوْحَاء" مکہ اور مدینہ کے درمیان مدینہ منورہ سے ۳۶ میل کے فاصلہ پر ایک معروف کنواں ہے۔ جو ابھی تک موجود ہے۔ ۱۱۳۵/ ھ میں ہم نے اپنی آنکھوں سے اس کی زیارت کی اور اس کا پانی پیا۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰی ذٰلِکَ
اس غزوہ میں کفار کا لشکر کثیر تعداد میں گھوڑوں، تلواروں اور سامانِ حَرْب سے لیس ایک ہزار مردوں پر مشتمل تھا۔ معرکوں کے تجربہ کار بہادر اور دلیر اَفراد ان کے ہمراہ تھے۔
مسلمانوں کے پاس سامان، گھوڑوں، زادِ راہ اور اسلحہ کی قلت اس حد تک تھی کہ ان کے پورے لشکر میں دو گھوڑے اور آٹھ تلواریں تھیں۔ اس کے باوجود اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور مومنوں کو فتح و نصرت سے نوازا۔ کفار کے سرداروں میں سے ستر مقتول ہوئے اور ستر قیدی ہو گئے۔ مسلمانوں کو بہت سامالِ غنیمت حاصل ہوا۔ جن کی تفصیل حدیث و سیرت کی بڑی کتابوں میں مذکور ہے۔

(۶) اَبُوْجَہْل کا قتل ہونا

اس جنگ میں اس امت کا فرعون اَبُوْجَہْل بن ہِشَام لَعِیْن مارا گیا۔ اس حصّہ کے تیسرے باب میں غَزْوَۂ بَدر میں اس کا ذکر (تفصیل سے) آئے گا۔ ان شاء اللہ تعالیٰ۔

(۷) غَزْوَۂ بَنِیْ سُلَیْم یا غَزْوَۂ قَرْقَرَۃُ الْکُدْر

اسی سال شوال کے مہینے میں غَزْوَۂ بَدر سے فارغ ہو کر مدینہ منورہ آنے کے سات دن بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم

غزوہ بنی سُلَیم کے لئے نکلے۔ اسے غَزوَہُ قَرقَرَۃُ الکُدْر بھی کہا جاتا ہے۔

ایک قول کے مطابق یہ غزوہ ۳/ھ محرم [۱] کے نصف میں پیش آیا۔

قرقرۃ: (قَ + رْ + قَ + رَ – ۃ) دونوں جگہ قاف کے زبر کے ساتھ کبھی ان پر پیش بھی پڑھ لیتے ہیں۔ جس کا معنی ہے ہموار زمین۔

کُدْر: (کُ + دْ + ر) کاف پر پیش، دال پر جزم۔ ایسے پرندوں کو کہتے ہیں جن میں مٹیالا رنگ پایا جاتا ہے۔

اس جگہ کو قَرقَرَۃُ الکُدْر کہنے کی وجہ یہ ہے کہ اس قسم کے پرندے وہاں رہتے تھے۔ نبی کریم ﷺ نے دو سو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سمیت ان کی طرف کوچ فرمایا۔

مدینہ منورہ پر حضرت سِبَاع (سِ + ب + ا + ع) [۲] بن عُرُفُطَہ (عُ + ر + فُ + طَ + ہ) [۳] غِفَارِی (غِ + فَ + ا + رِ + ی) [۴] رضی اللہ عنہ کو عَامِل مقرر فرمایا۔

ایک قول یہ ہے کہ آپ نے حضرت ابن اُمِّ مَکتُوم رضی اللہ عنہ [۵] کو اپنا نائب مقرر فرمایا تھا۔ صحیح اور اکثر علماء کے قول کے مطابق آپ کا اسم گرامی "عَمرو" تھا۔ بعض علماء فرماتے ہیں کہ ان کا اسم مبارک عبداللہ تھا۔

مدینہ منورہ پر نیابت کے دونوں قولوں کے درمیان تطبیق اس طرح دی گئی ہے کہ فیصلوں کے لئے نائب حضرت سِبَاع رضی اللہ عنہ تھے اور نماز کی امامت کے لئے نائب حضرت ابن ام مَکتُوم رضی اللہ عنہ تھے۔

جب آپ ﷺ بنی سلیم کے قریب پہنچے تو وہ بھاگ نکلے۔ جنگ کی نوبت نہ آئی [۶]۔

آپ نے ان کے اونٹ پکڑ لئے جن کی تعداد پانچ سو تھی اور مدینہ شریف کی جانب لوٹ آئے۔ جنہیں آپ نے صِرَار (صِ + رَ + ا + ر) کے مقام پر جو مدینہ طیبہ سے تین میل کے فاصلہ پر ہے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں تقسیم فرمادیا۔

---

[۱] حاشیہ سیرت ابن ہشام جلد ۲/ صفحہ ۴۲۱ میں "یاقوت" کے حوالہ سے اس غزوہ کے وقوع کی تاریخ ۱۱ محرم ۳/ھ درج ہے۔

[۲] زرقانی علی المواہب جلد ۱/ صفحہ ۴۵۵ سیرت ابن ہشام جلد ۲/ صفحہ ۴۲۱۔

[۳] زرقانی علی المواہب جلد ۱/ صفحہ ۴۵۵ سیرت ابن ہشام جلد ۲/ صفحہ ۴۲۱۔

[۴] سیرت ابن ہشام جلد ۲/ صفحہ ۴۲۱۔

[۵] ام مکتوم کا نام عَاتِکَہ بنت عبداللہ تھا۔ اسے ایمان لانے کی توفیق نہ ہوئی۔ زرقانی علی المواہب جلد ۱/ صفحہ ۴۵۵۔

[۶] اس جگہ آپ نے تین راتوں تک قیام فرمایا۔ ابن ہشام جلد ۲/ صفحہ ۴۲۲۔ ایک قول کے مطابق آپ کا قیام اس جگہ دس دن رہا۔ زرقانی علی المواہب جلد ۱/ صفحہ ۴۵۴۔ اس غزوہ کے سلسلہ میں آپ کل پندرہ راتیں مدینہ منورہ سے غائب رہے۔ اس جنگ کے علمبردار حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ تھے اور جھنڈے کا رنگ سفید تھا۔ زرقانی علی المواہب جلد ۱/ صفحہ ۴۵۵۔

ان اونٹوں کے ہمراہ چرواہے بھی تھے جن میں حضرت یَسار (یٰ + سٰ + ا + ر) رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ وہ آپ کے حِصّہ میں آئے آپ نے انہیں آزاد فرمادیا۔ تو یہ آپ کے آزاد فرمودہ غلام ہیں۔

(۸) غَزْوَۃُ السَّوِیْق

اسی سال کے ذِی الحجہ اور ایک قول کی رو سے ۳ھ کے محرم میں آپ غَزْوَۃُ السَّوِیْق کے لئے نکلے۔ (سَوِیْق کے معنے سَتُّو)

اس غزوہ کو غَزْوَۃُ السَّوِیْق اس لئے کہا جاتا ہے کہ مشرکین کے پاس عام طور پر اس سفر میں زادِ راہ سَتُّو تھے۔ جب وہ بھاگے تو (وہ سَتُّو گرا دیئے) مسلمانوں کو مالِ غنیمت میں وہ سَتُّو ملے۔

یہ غزوہ قَرْقَرَۃُ الکُدْر کے قریب پیش آیا جس کا ذکر ابھی گذرا ہے۔

اس غزوہ کا سبب یہ تھا کہ (بدر کی شکست کے بعد) اَبُوسُفیَان نے قسم کھائی کہ جب تک وہ (حضرت) محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے انتقام نہ لے گا اور بَدر کے مقتول کفار کے بدلے میں آپ کے جانثاروں کو قتل نہ کرے گا۔ نہ گھی کھائے گا اور نہ ہی جَنابَت کا غسل کرے گا۔ (یعنی بیوی کے قریب نہ جائے گا)

اَبُوسُفیَان اپنے دو سو ساتھیوں کے ہمراہ چلا عُرَیْض (عُ + رَ + یْ + ض) کے مقام تک پہنچ آیا۔ جو مدینہ طیبہ سے تین میل کے فاصلے پر ہے۔ مدینے کے تاجدار صلی اللہ علیہ وسلم پانچ ذی الحجہ اتوار کے دن دو سو سواروں کے ساتھ مقابلہ کے لئے نکلے۔

اس غزوہ میں بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مدینہ منورہ پر نائب کے بارے میں تین اقوال ہیں:

(الف) حضرت سِباع بن عُرْفُطہ رضی اللہ عنہ۔ (ب) حضرت ابن اُمِّ مَکْتُوم رضی اللہ عنہ۔ (ج) حضرت اَبُولُبابَہ بن عَبْدُالمُنْذِر رضی اللہ عنہ۔

ابوسُفیَان بن حَرْب اور قریش مکہ کے مشرکین جو اس کے ہمراہ تھے مکّہ کی جانب بھاگ گئے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں میں (مسلمانوں کا) رُعب ڈال دیا چنانچہ وہ ستوؤں کے تھیلے گرا کر بھاگنے لگے تاکہ بھاگنے میں آسانی رہے۔ مسلمانوں نے وہ حاصل کر لئے۔ اس کے علاوہ ان کے چھوڑے ہوئے دیگر اموال اور سامانِ سفر غنیمت میں حاصل کر لئے [۱]۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم واپس مدینہ منوّرہ تشریف لے آئے۔ اس غزوہ میں لڑائی کی نوبت نہ آئی [۲]۔

---

[۱] لشکر کفار نے حضرت مَعْبَد بن عَمْرو اَنْصاری رضی اللہ عنہ اور ان کے ایک حلیف کو قتل کر دیا۔ نیز کھجوروں کے کچھ پودے جلا ڈالے۔ اس پر اَبُوسُفیَان نے سمجھا کہ میری قسم پوری ہو چکی ہے۔ چنانچہ وہ مکّہ معظمہ کی طرف بھاگ نکلا۔ زرقانی علی المواہب جلد ۱/ صفحہ ۴۵۹۔

[۲] غزوہ کے لئے نکلنے کے دن اور واپس آنے کے دن کو شامل کر کے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم پندرہ روز تک مدینہ طیبہ سے باہر رہے۔ زرقانی شرح المواہب جلد ۱/ صفحہ ۴۶۰۔

فصل دوم

۳/ ہجری کے غَزَوات

(۱) غَزوۂ غَطَفَان

اس سال ماہ محرم میں، اور ایک قول کے مطابق ربیع الاول کے مہینہ میں نبی اکرم ﷺ کو یہ غزوہ پیش آیا۔
علامہ ابن کثیر نے اپنی کتاب "البدایہ والنہایہ" میں تحریر کیا:
"اللہ تعالیٰ کے محبوب ﷺ مدینہ طیبہ سے جمعرات کے دن ۱۲/ ربیع الاوّل کو غزوۂ غَطَفَان کے لئے نکلے۔"

غَطَفَان (غَ + طَ + فَ + ا + ن) [۱] ایک قبیلہ کا نام ہے جو نجد کے علاقہ میں سکونت پذیر تھا۔
(چونکہ آپ کا ارادہ اس کی سرکوبی تھا اس لئے اس کو غزوہ غَطَفَان کہا جاتا ہے)
اسے غزوہ انمار اور غزوہ ذی اَمَر بھی کہا جاتا ہے۔
ذُوْاَمَر (ذُ + وْ + اَ + مَ + ر) علم نحو کی اصطلاح میں غیر منصرف ہے۔ سرزمین نجد کے ایک چشمہ کا نام ہے۔
حضور سرورِ کائنات ﷺ ساڑھے چار سو افراد سمیت نکلے۔ مدینہ طیبہ میں حضرت عُثمان بن عَفّان رضی اللہ عنہ کو اپنا نائب بنایا۔ دشمنوں نے جب آپ کی لشکر کشی کی خبر سنی پہاڑوں کی چوٹیوں پر بھاگ گئے۔ اس پر نبی کریم ﷺ واپس تشریف لے آئے۔ اس غزوہ میں لڑائی نہ ہوئی [۲]۔

(۲) غَزوۂ فُرُع

اس سال ربیع الاول یا جمادی الاولیٰ میں محبوب خدا ﷺ نے غزوہ فرع (فُ + رُ + ع) [۳] کے لئے لشکر کشی فرمائی۔

---

[۱] ابن ہشام مع تحقیق محمد محی الدین عبدالحمید جلد ۲/ صفحہ ۴۲۵۔
[۲] اس لشکر کشی کا سبب یہ تھا کہ بنی ثعلبہ اور بنی محارب کے کفار کی ایک جماعت جمع ہو گئی۔ وہ مسلمانوں پر ڈاکہ ڈال کر لوٹنا چاہتے تھے۔ ان کو ایک بہادر کافر نے اکٹھا کیا تھا۔ جس کا نام دُعْثُور یا غَوْرَث تھا۔ اس پر نبی پاک ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو ان کی سرکوبی کے لئے تیاری کا حکم دیا۔ زرقانی علی المواہب جلد ۲/ صفحہ ۱۵۔
[۳] سیرت ابن ہشام باتحقیق محمد محی الدین عبدالحمید جلد ۲/ صفحہ ۴۲۵، ۴۲۶ میں دو مقامات پر "فا" اور "را" کے پیش کے ساتھ درج ہے لیکن حاشیہ میں یاقوت کے حوالہ سے "فا" کے پیش اور "را" کے سکون کے ساتھ ہے۔

اسے غَزوۂ بُحْران (بُ + حْ + رَ + ا + ن) اور غزوہ بنی سُلَیم (سُ + لَ + یْ + م) بھی کہا جاتا ہے۔ سُلَیم تصغیر کے صیغے کے ساتھ ہے۔ بُحْران، فُرُع کے قریب واقع ہے۔

نبی کریم ﷺ ٦ / ربیع الاول یا جُمادی الاُولیٰ کو اس غزوہ کے لئے نکلے۔ مدینہ منورہ پر حضرت ابن اُمِّ مکتوم رضی اللہ عنہ کو عامل بنایا۔ آپ کے ہمراہ تین سو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تھے۔ جب آپ ﷺ بُحْران پہنچے تو آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ بنی سُلَیم اپنے چشموں کی جانب بھاگ گئے ہیں۔ وہ (وہیں) مارے گئے، برباد ہو گئے اور ان کے گھر ویران ہو گئے۔ نبی کریم ﷺ واپس تشریف لے آئے جنگ کی نوبت نہ آئی۔

اللہ تعالیٰ نے اسی قبیلۂ بنی سُلَیم کے بارے میں یہ آیہ کریمہ نازل فرمائی:

كَمَثَلِ الَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ قَرِيبًا ذَاقُوا وَبَالَ أَمْرِهِمْ ۔(الحشر ۔ ۱۵)

ترجمہ: "ان لوگوں کی طرح جو عنقریب ان سے پہلے تھے انہوں نے اپنے کرتوتوں کا وبال چکھ لیا۔"

فُرُع (فُ + رُ + ع) پہلے دونوں حروف پر پیش یا دوسرے حرف کے سکون کے ساتھ، حرمین شریفین کے درمیان ایک جگہ کا نام ہے جو مدینہ منورہ سے چار مرحلوں کی مسافت پر واقع ہے۔

(۳) غَزْوَۂ بَنِیْ قَیْنُقَاع

اس سال جُمادی الاُولیٰ کے مہینے میں آپ غَزْوَۂ بَنِیْ قَیْنُقَاع (قَ + یْ + نُ + قَ + ا + ع) [۱] کے لئے نکلے۔ ایک قول کے مطابق یہ غَزْوَہ ایک سال قبل یعنی سن دو ہجری کے شوّال میں پیش آیا اور بعض علماء فرماتے ہیں کہ یہی ارجح ہے۔

بَنِیْ قَیْنُقَاع یہودیوں کا ایک گروہ تھا جو حضرت عَبْدُاللہ بن سَلَام رضی اللہ عنہ کی قوم تھی۔ یہودیوں میں سب سے پہلے اس قبیلہ نے عہد شکنی کی۔ ان کی بددیانتی اور عہد شکنی پر نبی کریم ﷺ ہفتہ کے دن جُمادی الاُولیٰ یا شوّال کے نصف میں اس غزوہ کے لئے نکلے۔

مدینہ منورہ پر آپ نے حضرت اَبُولُبابَہ بن عَبْدُالْمُنْذِر رضی اللہ عنہ کو خلیفہ بنایا۔ اَبُولُبابَہ کا اسم گرامی بَشِیْر (بَ + شِ + یْ + ر) یا رِفاعَہ تھا۔

---

[۱] شرح زرقانی علی المواهب جلد ۱/ صفحہ ۴۵۶۔

حضور سَرْورِ کائنات ﷺ نے پندرہ روز تک ان کے قلعہ کا محاصرہ جاری رکھا۔ منافقین میں عبداللہ بن اُبَیّ بن سَلُوْل [1] اور مومنوں میں سے حضرت عُبَادَہ بن صَامِت رضی اللہ عنہ نے ان کی سفارش کی۔ جب انہوں نے بہت زیادہ سفارش کی تو آپ نے ان کو جلاوطن فرمادیا۔ ان کے اموال لے لئے اور ان کو قتل نہ فرمایا۔

(۴) غزوہ اُحُد [2]

یہ مہم شوال کے مہینہ میں پیش آئی۔ تمام غَزَوَات سے یہ غَزْوَہ شدید اور مشکلات سے بھرپور تھا۔
جمہور علماء کا اتفاق ہے کہ یہ غزوہ شوال ۳/ ھ میں پیش آیا لیکن اختلاف اس کی تاریخ میں ہے۔
صحیح تر اور مشہور تر یہ ہے کہ ہفتہ کے دن شَوَّال کے نصف میں واقع ہوا۔
ایک قول یہ ہے کہ اس روز شوال کی سات تاریخ تھی۔
ایک قول کے مطابق اس کی گیارہ تاریخ تھی۔
ایک قول کے رو سے شوال کی آٹھ تاریخ تھی۔
ایک شاذ قول کے مطابق یہ ۴/ ھ میں پیش آیا۔

اُحُد ایک مشہور پہاڑ ہے جو مدینہ طیبہ کے نزدیک واقع ہے۔ اس پہاڑ کے آغاز اور مدینہ منوّرہ کے بابُ البَقیع کے درمیان ۴/۷ ۲ میل سے کچھ زیادہ فاصلہ ہے جیسا کہ علامہ سید سمہودی [3] نے تحریر فرمایا ہے۔ (یہ فاصلہ تحقیقی ہے۔)

علامہ قسطلانی نے مواہب میں تحریر فرمایا "یہ پہاڑ مدینہ منورہ سے ایک فرسخ پر واقع ہے [4]۔" یہ فاصلہ تیسرے میل کی کسر (۷/ ۴) کو شامل کر کے ہے۔

علامہ قسطلانی کے علاوہ بعض دیگر علماء نے فرمایا "کہ یہ مدینہ طیبہ سے دو میل کی مسافت پر ہے [5]۔" یہ فاصلہ اس کسر کو حذف کر کے بنتا ہے۔

---

[1] سَلُوْل عورت کا نام تھا جو اُبَیّ کی ماں اور مشہور زمانہ منافق عَبْدُاللہ کی دادی تھی۔ اُبَیّ کے باپ کا نام مَالِک بن حَرث تھا۔ ابن ہشام بتحقیق محمد محی الدین عبدالحمید جلد ۲/ صفحہ ۳۴۰۔ اس سے معلوم ہوا کہ مشہور منافق عبداللہ بن اُبَیّ کے دادا کا نام مَالِک بن حَرث اور دادی کا نام سَلُوْل ہے۔

[2] اُحُد: اُ + حُ + د۔ زرقانی علی المواہب جلد ۲/ صفحہ ۱۸۔ خلاصۃ الوفاء صفحہ ۵۱۲

[3] مزید تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو وفاء الوفاء جلد ۳/ صفحہ ۹۲۸

[4] مواہب مع شرح زرقانی ج ۲/ ۱۸۔ [5] یہ قول امام نووی کا ہے۔ زرقانی علی المواہب جلد ۲/ صفحہ ۱۸۔

حضور سرورِ کائنات ﷺ غزوۂ اُحُد کے لئے ایک ہزار افراد لے کر مدینہ منورہ سے روانہ ہوئے [1]۔ رَئِیسُ الْمُنَافِقِین عبداللہ بن اُبَیّ بن سَلُول تین سو اپنے منافق بھائی بندوں کے ہمراہ راستہ ہی سے پلٹ آیا۔ نبی کریم ﷺ کے ہمراہ صرف سات سو جانثار رہ گئے۔

مسلمان سب پیدل تھے۔ لشکرِ اسلام میں صرف دو گھوڑے تھے۔ ایک گھوڑا نبی اکرم ﷺ کے لئے اور دوسرا گھوڑا حضرت اَبُو بُرْدَہ رضی اللہ عنہ کے ہمراہ تھا۔

مشرک تعداد میں تین ہزار تھے ان میں سے سات سو زرہ پوش مرد تھے۔ ان کے پاس دو سو گھوڑے اور تین ہزار اونٹ تھے۔ (ہر مشرک کے لئے سواری کا جانور موجود تھا) اس غزوہ میں نبی کریم ﷺ نے مدینہ منورہ میں حضرت ابن اُمِّ مَکْتُوم رضی اللہ عنہ کو اپنا خلیفہ بنایا۔

(۵) غَزْوَۂ حَمْرَآءُ الْاَسَد

ماہ شوال میں حبیبِ خدا ﷺ نے غزوۂ حَمْرَآء الْاَسَد کے لئے قریش مکہ یعنی اَبُو سُفْیَان اور اس کے ساتھیوں کی جانب لشکر کشی فرمائی جو مکہ مکرمہ سے اس مقام تک آ چکے تھے۔ [2]

نبی پاک ﷺ غزوۂ اُحُد کے ایک دن بعد اس غزوہ کے لئے روانہ ہوئے۔ مشہور قول کے مطابق آپ کی روانگی بروز اتوار ۱۶/شوال کو تھی۔ ایک قول کے مطابق ۹/شوال کو آپ روانہ ہوئے۔ اس کے علاوہ دیگر تاریخیں بھی مذکور ہیں۔ تاریخوں کے اس اختلاف کی بنیاد غَزْوَۂ اُحُد کی تاریخ میں اختلاف ہے۔ جو پہلے گزر چکا ہے۔

---

[1] نبی اکرم ﷺ نے اس لشکر کے لئے تین جھنڈے تیار کرائے۔ اَوْس کا علم حضرت اُسَید بن حُضَیر رضی اللہ عنہ کو، مہاجرین کا علم پہلے حضرت عَلی بن اَبِیْ طَالِب کرم اللہ وجہہ الکریم پھر حضرت مُصْعَب بن عُمَیر رضی اللہ عنہ اور خزرج کا جھنڈا حضرت حُبَاب بن مُنْذِر رضی اللہ عنہ کو عطا فرمایا۔ نیز لشکر اسلام میں سو زرہ پوش تھے۔ زرقانی علی المواہب جلد ۲/ صفحہ ۲۴

[2] مصنف علیہ الرحمۃ کے انداز بیان سے یہ وہم ہوتا ہے کہ یہ کفار کی جانب سے کوئی مستقل جنگی مہم تھی جو مکہ مکرمہ سے چل کر حَمْرَآءُ الْاَسَد کے مقام تک پہنچ چکی تھی۔ اس کا حقیقت سے کوئی تعلق نہیں۔ واقعہ یوں ہے کہ اُحُد کی جنگ سے فارغ ہو کر لشکر کفار واپس مکہ مکرمہ جا رہا تھا۔ نبی پاک ﷺ کو بعض ذرائع سے خبر ملی کہ کفار پلٹ کر مسلمانوں پر حملہ کرنا چاہتے ہیں تو آپ نے دشمنوں کو ہراساں کرنے کی خاطر جنگِ اُحُد سے اگلے روز مسلمانوں کو لشکر کفار کے تَعَاقُب کا حکم دیا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اگرچہ تھکے ماندے اور کئی ایک زخمی تھے لیکن انہوں نے آپ ﷺ کی دعوت پر جان و دل سے لبیک کہی۔ لشکر کفار کو جب مسلمانوں کے ارادوں کا علم ہوا تو وہ بھاگ کھڑے ہوئے۔ نبی کریم ﷺ کی سربراہی میں یہ مہم حَمْرَاءُ الْاَسَد کے مقام تک پہنچی تھی۔ اس لئے یہ مہم غَزْوَۂ حَمْرَآءُ الْاَسَد کہلائی۔ تفصیل کے لئے سیرت کی مفصل کتب ملاحظہ ہوں۔

حَمرَآءِ الْاَسَد مدینہ منورہ سے ذُوالحُلَیفَہ جاتے ہوئے راستہ کے بائیں طرف آٹھ میل کے فاصلہ پر ہے۔
اس غَزْوَہ میں آپ ﷺ کے ہمراہ سات سو تیس جانثار تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ابوسُفیَان اور اس کے ساتھیوں کے دلوں میں رعب ڈال دیا۔ چنانچہ وہ بھاگ نکلے۔ اور مکّہ مکرمہ کی جانب لوٹ آئے۔
نبی کریم ﷺ نے وہاں تین رات قیام فرمایا۔ جنگ کی نوبت نہ آئی۔ زاں بعد آپ مدینہ منور واپس تشریف لے آئے۔

فصل سوم

۴/ ہجری کے غَزوَات

(۱) غَزوَۂ بنی نَضِیر

اس سال ربیع الاول میں نبی کریم ﷺ نے بنی نَضِیر پر لشکر کشی فرمائی- علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی سیرت میں فرمایا- یہی قول درست ہے-

ایک قول کے مطابق غَزوَۂ بَنِیْ نَضِیر ۴/ھ میں غزوۂ بَدر کے چھ ماہ بعد پیش آیا- بَنُو نَضِیر (ن + ضِ + یْ + ر) [۱] یہودیوں کا بہت بڑا قبیلہ تھا- ان کی رہائش مسجد قُبا سے پیچھے، عَالِیَہ کی سمت میں، مدینہ طیبہ سے چھ میل کے فاصلہ پر تھی-

نبی کریم ﷺ نے بیس یا ان سے زائد دنوں تک ان کا محاصرہ فرمایا بالآخر وہ جلاوطنی پر رضامند ہو گئے-

اس غزوہ میں مدینہ منوّرہ کے عامل حضرت ابن اُمِّ مَکتُوم رضی اللہ عنہ تھے- [۲]

---

[۱] مواہب لدنیہ مع شرح زرقانی جلد ۲/ صفحہ ۷۹-

[۲] حضور سرورِ کائنات ﷺ اپنے صَحَابۂ کبار رضی اللہ عنہم کے ساتھ ان یہودیوں کی بستی میں گئے- ان یہودیوں نے آپ سے کہا اے اَبُوالقَاسِم کچھ دیر تشریف رکھیں- تاکہ ہم آپ ﷺ اور آپ ﷺ کے صَحَابہ کی مہمان نوازی کر سکیں- اس پر نبی کریم ﷺ ایک گھر کی دیوار کے ساتھ پشت مبارک کی ٹیک لگا کر تشریف فرما ہو گئے- یہود کے سردار نے یہ دیکھا تو اپنی قوم سے کہنے لگے اے گروہ یہود ایسا موقع پھر ہاتھ نہ آئے گا کہ محمد ﷺ اور ہمارے درمیان ایسی تنہائی ہو- کوئی ایسا ہے جو گھر کی چھت پر جا کر ایک بڑا پتھر آپ ﷺ کے اوپر گرائے اور نعوذ باللہ آپ ﷺ کو ہلاک کر دے- چنانچہ ایک شخص عَمرو بن جَحَّاش اس کام کے لئے تیار ہو گیا- اللہ تعالیٰ نے ان کے مکروہ ارادوں سے آپ ﷺ کو خبردار فرما دیا- اس پر آپ ﷺ فوراً وہاں سے اٹھ آئے- صَحَابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے جب دیکھا کہ آپ ﷺ کو واپس آنے میں دیر ہو گئی تو وہ بھی آپ ﷺ کے پیچھے چلے آئے- نیز رسولِ کریم ﷺ اور ان یہودیوں کے درمیان عہد و پیمان تھا- جنگِ اُحُد میں جب مسلمانوں کو نقصان اٹھانا پڑا تو یہ اَبُوسُفیان کے حلیف بن گئے- ان وجوہ کی بناء پر نبی کریم ﷺ نے ان کو پیغام بھیجا کہ تم نے عہد سے غداری کی ہے لہٰذا تم یہاں سے نکل جاؤ- تمہیں تین دن کی مہلت ہے- اگر اس کے بعد تم میں سے کوئی یہاں پایا گیا تو اسے قتل کر دیا جائے گا- عبدُاللہ بن اُبَیّ رَئِیسُ المنافقین اور کچھ دوسرے لوگوں کے بہکاوے میں آ کر بَنُو نَضِیر مقابلے پر اتر آئے اور اپنے قلعوں میں پناہ لے لی- حضورِ اکرم ﷺ نے ان کے قلعوں کا محاصرہ کر لیا- ان کو مقابلہ پر اکسانے والوں میں سے کوئی ان کی مدد کو نہ آیا- مرعوب ہو کر وہ جلاوطنی پر آمادہ ہو گئے- مدارج النبوت (اختصار کے ساتھ)

(۲) غزوۂ بَدرُ المَوْعِد

یہ مہم شعبان کے مہینے میں پیش آئی- ایک قول کے مطابق یہ یکم ذی قعدہ کو پیش آئی- اس غزوہ کو مندرجہ ذیل ناموں سے یاد کیا جاتا ہے:

بَدْرُالْمَوْعِد، بَدْرُالْمِیْعَاد، بَدْرُالصُّغْریٰ، بَدْرُالثَّالِثَہ، بَدْرُالْآخِیْرَۃ

غزوۂ اُحُد سے فراغت کے بعد ابوسُفیان اور اس کے ساتھیوں نے حضرت رسالت مآب ﷺ سے وعدہ کیا کہ سال کے اختتام پر ہم دوبارہ بَدر اور صفراء کے مقام پر آئیں گے اور آپ ﷺ سے جنگ کریں گے- نبی پاک ﷺ ان کے مقابلہ کے لئے نکلے- اسی وجہ سے اس کا نام بَدرُالمَوْعِد ہے-

حضور رسول کریم ﷺ ڈیڑھ ہزار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی معیت میں مدینہ منورہ سے روانہ ہوئے آپ ﷺ کے لشکر میں دس گھوڑے [۱] تھے-

حضرت عَبدُاللہ بن رَواحہ رضی اللہ عنہ کو مدینہ منورہ پر خلیفہ مقرر فرمایا-

(دشمن کی تلاش میں) نبی کریم ﷺ بَدر اور صفراء سے بھی آگے نکل آئے اور مَجنّہ (مَ + جَ + نّ + ہ) جو مکّہ معظمہ اور مدینہ طیبہ کے درمیان مشہور بازار ہے تک پہنچ گئے- مکّہ مکرمہ سے یہ دو مرحلوں کی مسافت پر واقع ہے-

مشرکین کا لشکر، ابُوسُفیان اور اس کے ساتھیوں سمیت، نکل کر مَرّالظَّہران (مَ + رّ + ا + ل + ظّ + ہ + رَ + ا + ن) [۲] تک پہنچا جو مکّہ اور عُسفان (عُ + سْ + فَ + ا + ن) [۳] کے درمیان مکّہ معظمہ سے ایک دن کی مسافت پر واقع ہے-

اللہ تعالیٰ نے مشرکین کے دلوں میں رُعب ڈال دیا- اور وہ پلٹ گئے- نبی پاک ﷺ بھی اپنے صَحابہ رضی اللہ عنہم سمیت واپس مدینہ منورہ تشریف لے آئے-

---

[۱] ان دس افراد، جن کے پاس گھوڑے تھے، میں سے نو کے اسمائے مبارکہ یہ ہیں:
۱- حضور نبی کریم ﷺ، ۲- حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، ۳- حضرت عُمر فاروق رضی اللہ عنہ، ۴- حضرت اَبُو قَتادہ رضی اللہ عنہ، ۵- حضرت سَعید بن زَید رضی اللہ عنہ، ۶- حضرت مِقداد رضی اللہ عنہ، ۷- حضرت حُبَاب رضی اللہ عنہ، ۸- حضرت زُبیر رضی اللہ عنہ، ۹- حضرت عَبّاد بن بِشر رضی اللہ عنہ- زرقانی علی المواہب جلد ۲/ صفحہ ۹۳-

[۲] زرقانی علی المواہب جلد ۲/ صفحہ ۹۳-

[۳] سیرت ابن ہشام جلد ۳/ صفحہ ۲۲۱-

فصل چہارم

۵/ ہجری کے غَزَوات

(ا) غزوہ دُوْمَتہُ الجَنْدَل

اس سال ربیع الاول کے مہینہ میں حضرت سرکار دو عالم ﷺ غزوہ دومتہ الجندل کو روانہ ہوئے۔ دُوْمَتہُ الجَنْدَل: (دُ + وْ + مَ + ةُ + ا + لْ + جَ + نْ + دَ + ل) ؎۱۔ شام کے قریب ایک شہر کا نام ہے۔ مدینہ منورہ اور اس کے مابین پندرہ یا سولہ دنوں کے سفر کا فاصلہ ہے۔ نیز دِمَشْق اور اس کے درمیان پانچ دنوں کی مسافت ہے۔

اس غَزْوَہ میں حضرت رسولِ کریم ﷺ کی سرکردگی میں ایک ہزار صَحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کا لشکر تھا۔ ؎۲۔ آپ ﷺ اس مہم پر ۲۵/ ربیع الاول کو روانہ ہوئے۔

آپ ﷺ نے حضرت سِبَاع (سِ + بَ + ا + ع) بن عُرْفُطَہ (عُ + رْ + فُ + طَ + ہ) غِفارِیّ (غِ + فَ + ا + رِ + یّ) رضی اللہ عنہ کو مدینہ منورہ پر نائب مقرر فرمایا۔ جن کا ذکر پہلے گزر چکا ہے۔ آپ کے اسم مبارک کا تلفظ غزوہ قَرْقَرَۃُ الکُدْر میں بھی درج کیا جا چکا ہے۔

مشرکین اپنے چوپائے اور بکریاں چھوڑ کر بھاگ نکلے۔ آپ ﷺ نے انہیں غنیمت بنالیا اور اپنے صَحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں تقسیم فرمایا۔

آپ ﷺ ربیع الآخر کی بیس تاریخ کو واپس مدینہ طیبہ میں پہنچے۔ اس غزوہ میں جنگ کی نوبت نہ آئی۔

؎۱ علامہ زرقانی مواہب لدنیہ کی شرح میں اس کے تلفظ کے بارے میں اختلاف کی وضاحت یوں فرماتے ہیں۔ کہ صحاح میں ہے کہ اہل لغت کے نزدیک یہ دال کی پیش کے ساتھ ہے لیکن محدثین اسے دال کی زبر کے ساتھ پڑھتے ہیں۔ علامہ حازمی اور دیگر محدثین نے دال کے پیش کو ترجیح دی ہے۔ یعمری کا کہنا ہے کہ یہ پیش اور زبر دونوں طرح سے درست ہے۔ علامہ ابن قیم کہتے ہیں کہ دال کے پیش سے درست ہے۔ دال کے زبر کے ساتھ اس کے علاوہ ایک اور جگہ کا نام ہے۔ بعض علماء کا کہنا ہے اس جگہ کا نام پیش اور زبر دونوں طرح درست ہے اور دوسری جگہ جو یمن کے علاقہ میں ہے وہ زبر کے ساتھ ہے۔ جلد ۲/ صفحہ ۹۴۔

؎۲ اس مہم کا باعث یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ کو اطلاع ملی کہ اس مقام پر ایک جماعت جمع ہو گئی ہے جو ہر گزرنے والے پر ظلم و تعدی کرتی ہے۔ اور وہ مدینہ منورہ پر حملہ آور ہونا چاہتی ہے۔ زرقانی علی المواہب جلد ۲/ صفحہ ۹۵۔

(۲) غَزْوَۂ بَنِی مُصْطَلِق

صحیح قول کے مطابق غَزْوَۂ خَندَق سے قبل، شعبان کے مہینے میں نبی کریم ﷺ کو غزوہ بنی مُصْطَلِق پیش آیا جسے غزوہ مُرَیْسِیْع بھی کہتے ہیں۔ ؎۱

اللہ تعالیٰ کے حبیبِ پاک ﷺ ۲/ شعبان ۵/ ھ کو سات سو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی معیت میں اس مہم کے لئے روانہ ہوئے۔

حضرت زَید بن حَارِثہ رضی اللہ عنہ کو آپ نے مدینہ منورہ میں اپنا نائب بنایا۔ ایک قول یہ ہے کہ اس غزوہ میں آپ ﷺ نے حضرت اَبُوذَر غفاری رضی اللہ عنہ کو نائب بنایا تھا۔

ام المومنین حضرت عَائِشَہ صِدِّیقَہ رضی اللہ عنہا اور ام المومنین حضرت اُمِّ سَلْمَہ رضی اللہ عنہا بھی اس غزوہ میں آپ ﷺ کے ہمراہ تھیں۔

مسلمانوں کو اس غزوہ میں غَلَبَہ عطا ہوا۔ دشمن کے دس افراد قتل ہوئے۔ سات سو یا اس سے زائد قیدی ہوئے۔ مسلمانوں نے ان کے چوپائے اور بھیڑ بکریاں ہانک لیں۔ ان کی عورتوں اور بچوں کو قیدی بنا لیا۔ انہی قیدیوں میں حضرت جُوَیْرِیَہ بنت حَارِث بن اَبِی ضِرَار مُصْطَلِقِی رضی اللہ عنہا بھی تھیں۔ ؎۲

؎۱ اس غزوہ کا باعث یہ ہوا کہ حَارِث بن اَبِی ضِرَار جو اس قبیلہ کا سردار تھا، نے بعض عرب قبائل کو دعوت دی تاکہ مسلمانوں سے جنگ کی خاطر لشکر تیار کیا جا سکے۔ یہ خبر جب مدینہ منورہ پہنچی تو حضورِ اکرم ﷺ نے حضرت بُرَیْدَہ بن حُصَیب رضی اللہ عنہ کو تحقیق کے لئے بھیجا اور اجازت دی کہ اَلْحَرْبُ خُدْعَۃٌ کے تحت جس طرح مناسب سمجھیں اس سے گفتگو کریں۔ یہاں پہنچ کر حضرت بُرَیْدَہ رضی اللہ عنہ نے اس سے کہا کہ میں نے سنا ہے کہ تم محمد ﷺ سے جنگ کا ارادہ رکھتے ہو۔ اگر یہ بات درست ہے تو میں تمہاری معاونت کروں گا۔ انہوں نے جواباً کہا کہ ہمارا پختہ ارادہ ہے کہ آپ سے جنگ کی جائے اس پر حضرت بُرَیْدَہ رضی اللہ عنہ نے ان سے فرمایا اچھا مجھے اجازت دو تاکہ میں لوگوں کو جمع کر کے لا سکوں۔ واپس مدینہ منورہ آکر آپ نے ساری حقیقت حال بارگاہ نبوی میں عرض کر دی۔ اس پر یہ لشکر روانہ ہوا۔ مدارج النبوت جلد ۲/ صفحہ ۲۶۹ مختصراً)۔

؎۲ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب حضور اکرم ﷺ نے قیدیوں کو تقسیم فرمایا تو (حضرت) جُوَیْرِیَہ (رضی اللہ عنہا) حضرت ثَابِت بن قَیْس رضی اللہ عنہ کے حِصّہ میں آئیں۔ انہوں نے اپنی آزادی کے عوض رقم طے کر لی۔ آپ نہایت حَسِین و مَلِیح تھیں۔ جو دیکھتا فریفتہ ہو جاتا۔ یہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں کہ اس رقم کے بارے میں آپ ﷺ سے مدد حاصل کریں۔ حاضر خدمت ہو کر انہوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! میں حَارِث بن اَبِی ضِرَار اپنے قبیلہ کے سردار کی بیٹی ہوں میرا نام جُوَیْرِیَہ ہے۔ مجھ پر مصیبت نازل ہو چکی ہے اور میں ثَابِت بن قَیْس رضی اللہ عنہ کے حِصّہ میں آئی ہوں میں آزادی کے عوض رقم میں مدد کے لئے آپ ﷺ

(بقیہ حواشی اگلے صفحے پر)

مسلمانوں کے لشکر سے صرف ایک نے جام شہادت نوش فرمایا۔

اس غَزْوَہ سے فراغت پر نبی اکرم ﷺ اٹھائیس روز کے بعد یکم رمضان المبارک کو مدینہ منورہ میں واپس تشریف فرما ہوئے۔

بعض علماء کا کہنا ہے کہ یہ غزوہ شعبان ۶/ ھ میں پیش آیا لیکن یہ قول ضعیف ہے۔ سب سے بڑھ کر وہ قول ضعیف ہے جو صحیح بخاری میں درج ہے کہ یہ غزوہ ۴/ ھ کو پیش آیا۔ اسی وجہ سے علماء فرماتے ہیں کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی یہ تحریر سبقتِ قلم کا نتیجہ ہے۔

بَنُو مُصْطَلِق لام کی زیر کے ساتھ (مُ + صْ + طَ + لِ + ق) [1] خزاعہ [2] قبیلہ کی ایک شاخ تھی۔ جو فُرُع کے نواح میں قُدَیْد کے قریب رہتی تھی۔ قُدَیْد، مکہ مکرمہ اور مدینہ طیبہ کے درمیان ہے۔ فُرُع اور اس قبیلہ کی جائے سکونت کے درمیان ایک روز کی مسافت کا فاصلہ ہے۔ مدینہ منورہ سے اس قبیلہ کی رہائش گاہ تک جاتے ہوئے فُرُع راستہ میں پڑتا ہے۔

مریسیع (مُ + رَ + یْ + سِ + یْ + ع) وہاں اس قبیلہ کے چشمہ کا نام تھا۔ غَزْوَہ کی نسبت (کبھی) اصل قبیلہ کی جانب (کی جاتی) ہے (اور اسے غزوہ بنی مُصْطَلِق کہا جاتا ہے اور کبھی) چشمہ کی جانب (کی جاتی) ہے (اور اسے غَزْوَہ مُرَیْسِیْع کہا جاتا ہے)

فُرُع کی تفسیر اور اس کا تلفظ ۳/ھ کے غزوات میں سے غزوہ فرع کے ذیل میں گزر چکا ہے۔

(پچھلے صفحہ کا بقیہ حواشی)

کے پاس آئی ہوں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا میں اگر تجھ سے اس سے بہتر سلوک کروں تو تو پسند کرے گی۔ وہ عرض کرنے لگیں یا رسول اللہ ﷺ وہ کیا؟ فرمایا تجھے آزادی کی رقم دوں اور آزادی کے بعد تجھ سے نکاح کرلوں اس پر وہ عرض کرنے لگیں۔ یا رسول اللہ! مجھے منظور ہے۔ جب یہ خبر صَحَابہ کرام رضی اللہ عنہ کو ملی تو انہوں نے اپنے اپنے حصّہ میں آئے ہوئے قیدیوں کو آزاد کر دیا کہ یہ خاندان اب حضور کریم ﷺ کا سُسرالی خاندان ہے۔ چنانچہ اس طرح بنو مُصْطَلِق کے ان افراد کو آزادی نصیب ہوئی۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میرے علم میں کوئی دوسری عورت نہیں جو اپنے خاندان کے لئے ان سے بڑھ کر باعث برکت ہو۔ سیرت ابن ہشام جلد ۳/ صفحہ ۳۰۷

[1] مُصْطَلِق ایک شخص کا لقب تھا جس کا نام جُذَیْمَہ بن سَعْد تھا۔ یہ بلند و سریلی آواز والا تھا۔ اس لئے اس لقب سے مشہور تھا۔ زرقانی علی المواہب جلد ۲/ صفحہ ۹۶۔

[2] بذلُ القوۃ کے مطبوعہ نسخہ میں خزامہ (میم کے ساتھ) درج ہے جو صحیح نہیں۔ درست خزاعہ (عین کے ساتھ) ہے۔ ملاحظہ ہو زرقانی علی المواہب جلد ۲/ صفحہ ۹۶۔ ابن ہشام جلد ۳/ صفحہ ۳۳۳ شاید کتابت کی غلطی ہے۔

(۳) غزوۂ خَنْدَق

اس کو غَزْوَۂ اَحْزَاب بھی کہا جاتا ہے [1]۔ یہ اس سال کے شوال میں وقوع پذیر ہوا۔ بعض علماء کا کہنا ہے کہ یہ ذی قعدہ میں پیش آیا۔

ایک قول کے مطابق یہ ۴/ھ میں پیش آیا۔

علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

اس کے ۵/ھ میں وقوع کا قول اصح اور معتمد علیہ ہے بلکہ یقینی ہے۔ نبی کریم ﷺ ۸/ شوال یا ذوقعدہ کو غزوۂ خَنْدَق کے لئے نکلے۔ مسلمان تین ہزار تھے۔

مشرکین کی تعداد کے بارے میں مندرجہ ذیل مختلف اقوال ہیں:

(۱) دس ہزار۔ (۲) بارہ ہزار۔ (۳) پندرہ ہزار۔

اس لشکر کی تیاری کے لئے قُرَیْش، غُطْفَان، قُرَیْظَہ، نَضِیْر اور دیگر مُشرِک قبائل جمع ہو گئے۔

نبی کریم ﷺ نے اس مہم میں حضرت ابن اُمِّ مَکْتُوم رضی اللہ عنہ کو مدینہ منورہ میں اپنا نائب مقرر فرمایا۔

---

[1] اس غزوہ کا باعث یہودیوں کی اسلام دشمنی اور سازشی ذِہنیت تھی۔ یہودیوں کو ان کی سازشی ذہنیت کے باعث نبی کریم ﷺ نے جلاوطن کر دیا تھا۔ وہ مختلف شہروں میں جا کر آباد ہو گئے تھے۔ ان میں سے خَیْبَر میں بسنے والے قریش مکہ کے پاس آئے اور ان سے حضور نبی کریم ﷺ سے عداوت اور آپ ﷺ کے خاتمہ پر عہد و پیمان کیا پھر وہی یہودی دیگر قبائل میں گئے اور مسلمانوں کے خلاف معاہدے کئے۔ اس طرح اَبُوسُفْیان ایک لشکرِ جَرَّار لے کر مدینہ منورہ سے نکلا جس کے ہمراہ تین سو گھوڑے اور ایک ہزار اونٹ تھے۔ بارگاہِ نبوی میں جب یہ خبر پہنچی تو آپ ﷺ نے صَحَابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے مشورہ سے دشمنوں کے مقابلہ کے لئے خَنْدَق کھودنے کا فیصلہ فرمالیا۔ خَنْدَق کی کھدائی کے درمیان ایک بہت بڑا پتھر نکل آیا جس پر چھینی ہتھوڑا اثر نہ کرتا تھا۔ نبی کریم ﷺ نے ہتھوڑا لے کر بسم اللہ کہہ کر ایک ضرب لگائی جس سے ایک تہائی پتھر ریزہ ریزہ ہو کر بکھر گیا۔ فرمایا اللہ اکبر مجھے شام کی کنجیاں عطا کی گئی ہیں۔ دوسری ضرب سے دوسری تہائی ٹوٹ گئی اور فرمایا اللہ اکبر مجھے فارس کی کنجیاں عطا کی گئی ہیں اور فرمایا میں نے مَدَاین کے سفید کنگرے اس وقت دیکھے ہیں آپ ﷺ نے کنگروں کے نشانات بھی بیان فرمائے۔ تیسری ضرب سے بَقِیَّہ پتھر پاش پاش ہو گیا۔ فرمایا اللہ اکبر مجھے یمن کی کنجیاں عطا کی گئی ہیں۔ مسلمان خَنْدَق کی کھدائی سے فارغ ہوئے تو لشکر کفار نمودار ہوا۔ اور خَنْدَق سے باہر خیمہ زن ہوا۔ یہ محاصرہ ۲۰ یا ۲۴ یا ۲۷ روز جاری رہا۔ اس غزوہ میں مسلمانوں کو بہت رنج و مشقت اٹھانا پڑی۔ محاصرے کی طوالت سے تنگ آ کر مشرکین نے ایک روز یک بارگی خَنْدَق کی ہر جانب سے حملہ کر دیا اور رات تک جنگ جاری رہی۔ جس کے باعث ظہر، عصر اور مغرب کی نمازیں قضا ہو گئیں۔ مقابلہ کے بند ہونے پر صَحَابہ کرام رضی اللہ عنہم نے نبی کریم ﷺ کی اقتداء میں وہ نمازیں ادا کیں۔ آخر کار حضرت نُعَیْم بن مَسْعُود رضی اللہ عنہ کی کوششوں سے لشکر کفار میں پھوٹ پڑ گئی ادھر نبی پاک ﷺ کی دعاؤں کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ نے ان پر شدید آندھی اور زلزلہ مسلط فرما دیا جس سے ان کے خیمے اکھڑ گئے۔ دیگیں الٹ گئیں۔ ان کے دلوں میں رعب ڈال دیا گیا۔ چنانچہ لشکر مشرکین فرار ہو گیا۔ (مدارج النبوت مختصراً)

چھ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اس غَزْوَہ میں جامِ شہادت نوش فرمایا۔

(۱) حضرت سَعْد بن مُعاذ رضی اللہ عنہ۔

(۲) حضرت اُوس [1] بن اَوس رضی اللہ عنہ۔

(۳) حضرت عَبْدُاللہ بن سَہل رضی اللہ عنہ۔

ان تینوں کا تعلق قبیلہ اوس سے تھا۔

(۴) حضرت طُفَیل بن نُعْمان رضی اللہ عنہ۔

(۵) حضرت ثَعْلَبَہ بن غَنَمَہ رضی اللہ عنہ۔

یہ دونوں حضرات بنو سلمہ کے خاندان سے تھے۔

(۶) حضرت کَعْب بن زَید رضی اللہ عنہ۔

یہ بنو نجار سے تھے۔

مشرکین سے چار افراد واصل جہنم ہوئے۔

(۱) عَمرو بن عَبدُوَد۔

(۲) حَسل بن عَمرو۔ یہ عَمرو بن عَبدُوَد کا بیٹا تھا۔

(۳) نَوفَل بن عَبدُاللہ مَخزُومی۔

(۴) مُنبّہ بن عُثمان بن (عُبَید بن) سَبّاق بن عَبدُالدّار۔

(۴) غَزْوَہ بَنی قُرَیْظَہ

غَزْوَہ خَنْدَق کے متصل بعد بغیر کسی مُہلت کے نبی پاک صاحبِ لَولاک صلی اللہ علیہ وسلم بَنی قُرَیْظَہ سے جنگ کے لئے روانہ ہوئے۔ یہ یہودیوں کا ایک قبیلہ تھا جو مدینہ طیبہ کے قریب رہتا تھا۔ انہوں نے مسلمانوں سے کئے ہوئے مُعاہدوں اور پیمانوں کو توڑ دیا تھا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ۲۳/ذی قعدہ، ہفتہ کے روز ان کی گوشمالی کے لئے روانہ ہوئے۔ یہ غَزْوَہ خَنْدَق کا آخری دن تھا۔ جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس غَزْوَہ سے واپس لوٹے۔ غَزْوَہ خَنْدَق اور غَزْوَہ بَنی قُرَیْظَہ کے درمیان صرف اتنا وقفہ ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہتھیار جسمِ اَطہر سے اتارے، غبار اور آثارِ سَفَر سے تنظیف کے لئے غُسل فرمایا، زاں بعد جب آپ نمازِ ظہر ادا فرما چکے تو حضرت جبرَئیل علیہ السلام نازل ہوئے اور

---

[1] سیرت ابن ہشام جلد ۳/ صفحہ ۲۷۳ میں شہادت پانے والے اس صحابی کا نام اَنَس بن اَوس بن عَتیک درج ہے۔

عرض کیا۔ آپ نے ہتھیار اتار دیئے۔ ہم نے ابھی نہیں اتارے۔ ہمیں اور آپ کو بنی قُرَیظَہ سے جنگ کا حکم دیا گیا ہے۔

اس پر نبی اکرم ﷺ نے مُنادِی کو حکم دیا کہ اِعلان کر دو کہ تمام صحابہ بنی قُریظَہ کی بستی میں نمازِ عصر ادا کریں۔

سرورِ کائنات ﷺ اس دن کے آخری حصّہ میں تین ہزار صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کی معیت میں نکلے۔ آپ کے لشکر میں چھتیس گھوڑے تھے۔ مدینہ منورہ میں حضرت ابن اُمِ مَکتُوم رضی اللہ عنہ کو نائب بنایا۔

حضور نبی اکرم ﷺ نے بنُو قُرَیظَہ کا پچیس روز یا کچھ کم مُحاصَرہ جاری رکھا۔ جب مُحاصَرہ نے شدت اختیار کی تو اس شرط پر وہ اپنے قلعوں سے نیچے اتر آئے کہ جو فیصلہ حضرت سَعد بن اَبی وَقّاص رضی اللہ عنہ ان کے بارے میں کریں گے قبول ہو گا۔ یہودیوں نے آپ رضی اللہ عنہ کو فیصل اس لئے تسلیم کر لیا کہ وہ زمانہ جاہلیت میں ان کے حَلِیف تھے۔ نیز ان کے ساتھ ان کے مَحبّت کے مَراسِم تھے۔

حضرت سَعد رضی اللہ عنہ نے ان کے بارے میں یہ فیصلہ دیا کہ ان کے لڑنے والے افراد کو قتل کر دیا جائے اور بچوں کو قیدی بنایا جائے۔ حضور تاجدارِ مدینہ ﷺ نے ان کے ساتھ حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے فیصلہ کے مطابق برتاؤ فرمایا۔ چنانچہ ان میں سے آٹھ سو اور نو سو کے درمیان افراد جو جنگ میں حِصّہ لینے کے لائق تھے کو قتل کرا دیا۔ اور ان کی اولاد کو قیدی بنا لیا۔

اس کے بعد سات یا پانچ ذی الحجہ کو واپس مدینہ منورہ تشریف لائے۔ غنیمت سے خمس نکالنے کے بعد آپ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں تقسیم فرما دی۔ مال غنیمت ڈیڑھ ہزار تلواروں، تین سو نیزوں، پانچ سو کمانوں، ڈھالوں اور بہت سے مویشیوں پر مشتمل تھا۔

غَزوۂ خَندَق اور غَزوۂ بنُو قُرَیظَہ میں قُرب اور اِتِّصال کے باعث بہت سے اَصحاب مَغازِی نے انہیں ایک غَزوہ شُمار فرمایا ہے۔ اور ایک میں پیش آنے والے واقعات کو دوسرے واقِعات کے ضِمن میں درج کر دیا ہے۔ سیرت کی کتب کے مطالعہ کے دوران یہ بات زیر غور رہنی چاہیئے۔

ایک قول کے مطابق غَزوۂ بنی قُرَیظَہ ۴/ھ میں پیش آیا۔

ایک اور قول کی رو سے یہ ۶/ھ میں وقوع پذیر ہوا۔

صحیح یہ ہے کہ یہ ۵/ھ میں پیش آیا۔ جس طرح کہ ہم نے پہلے ذکر کر دیا ہے۔

فصل پنجم

۶/ ہجری کے غَزَوات

(۱) غَزوۂ بنی لَحیان

اس سال ربیع الاول کے ماہ مقدس میں حضور نبی کریم ﷺ نے غزوۂ بنی لَحیان کی مہم کو سر فرمایا۔ اس قبیلہ کے جد اعلیٰ کا نام لَحیان (لَ + حْ + یَ + ا + ن) بن ہُذَیل بن مُدْرِکَہ ہے۔ ان کی رہائش عُسفان کے قریب تھی جو مکہ معظمہ اور مدینہ طیبہ کے مابین، مکہ مکرمہ سے دو دنوں کی مسافت پر واقع ہے۔

بعض علماء کا کہنا ہے کہ یہ ۵/ھ میں پیش آیا۔ اور بعض دیگر علماء کے قول کے مطابق ۴/ھ میں وقوع پذیر ہوا۔ لیکن پہلا قول، یعنی یہ غزوہ ۶/ھ میں پیش آیا، اَصَحّ ہے۔ اس کے وقوع کے مہینہ میں بھی اختلاف ہے۔ ایک قول کی رو سے یہ ربیع الاول میں پیش آیا۔ دوسرے قول کے مطابق یہ جُمَادَی الْاُولیٰ میں وقوع پذیر ہوا تیسرے قول کی رو سے یہ رجب کے مہینہ میں واقع ہوا۔ آخری قول کو صحیح قرار دیا گیا ہے۔

نبی اکرم ﷺ اس غزوہ کے لئے دو سو افراد کی معیت میں نکلے۔ آپ کے پاس بیس گھوڑے بھی تھے۔ اس مہم کی غرض یہ تھی کہ آپ بنی لَحیان سے قُراء صَحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے قتل کا بدلہ لینا چاہتے تھے۔ جن کو اس قبیلہ نے بِیْرِ مَعُونَہ میں شہید کر دیا تھا۔

آپ ﷺ نے اس غَزوَہ میں حضرت ابن مَکتُوم رضی اللہ عنہ کو مدینہ منورہ میں نائب مقرر فرمایا تھا۔

بَنُو لَحیان بھاگ کر پہاڑوں کی چوٹیوں پر چڑھ گئے جنگ کے بغیر ہی آپ مدینہ منورہ واپس تشریف لے آئے۔

(۲) غزوۂ حُدَیبِیَہ

آپ ﷺ غزوہ حُدَیبِیَّہ (حُ + دَ + یْ + بِ + یَّ + ہ) [۱] کے لئے مدینہ طیبہ سے، پیر کے دن، ذی قعدہ کی پہلی تاریخ کو چودہ سو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ روانہ ہوئے۔ ایک قول کے مطابق آپ ﷺ کے ہمراہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تعداد پندرہ سو تھی۔

---

[۱] زرقانی شرح المواہب جلد ۲/ صفحہ ۱۷۹

حدیبیہ (دوسری) یاء کی تشدید اور تخفیف دونوں طرح سے پڑھا جاتا ہے۔ حواشی سیرت ابن ہشام صفحہ ۳۵۵/ جلد ۳

مدینہ منورہ میں حضرت ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ کو نائب مقرر فرمایا بعض علماء فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سفر میں حضرت نُمَیلَہ (نُ + مَ + یُ + لَ + ہ) بن عبداللہ لَیثی رضی اللہ عنہ کو نائب مقرر فرمایا تھا۔

ذُوالحُلَیفَہ کے مقام سے نبی اَطہر صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرہ کا احرام زیب تن فرمایا۔ کفار کی عداوت کے باعث آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس سال عمرہ ادا نہ فرما سکے۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اگلے سال اس کو ادا فرمایا۔ اس غزوہ میں جنگ کا مرحلہ نہ آیا بلکہ صلح طے پا گئی۔

حُدَیبِیَہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تئیس راتیں قیام فرما کر ذی الحجہ میں واپس مدینہ منورہ کی جانب روانگی اختیار فرمائی۔

حُدَیبِیَہ، مکہ مکرمہ سے مغرب کی سمت میں چھوٹے سے گاؤں کا نام ہے۔ جو مکہ معظمہ سے بارہ میل کی مسافت پر واقع ہے۔ یہ جدہ اور مکہ مشرفہ کے درمیان ہے۔

اس جگہ پر ایک کنواں ہے جسے حُدَیبِیَہ کہتے تھے اس وجہ سے اس بستی کو بھی حُدَیبِیَہ کہنے لگے۔ آج کل اس کنوئیں کو بِیرِ شُمَیس کہا جاتا ہے۔

(۴) غزوۂ ذِی قَرَد [1]

صلح حُدَیبِیَہ کے بعد اور غَزوَۂ خَیبَر سے قبل، ذی الحجہ کے مہینہ میں غزوہ ذی قَرَد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سر (فرمایا) اسے غَزوَۂ غَابَہ بھی کہا جاتا ہے۔

نبی اطہر صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر ملی کہ عُیَینَہ بن حِصن نے چالیس سواروں کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دودھ دینے والی اور حاملہ اونٹنیوں پر حملہ کر دیا ہے۔ اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم پانچ سو اور بقول دیگر سات سو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی مَعِیَّت میں اس کے تَعَاقُب کے لئے روانہ ہوئے۔

مدینہ طیبہ پر حضرت ابن ام مَکتُوم رضی اللہ عنہ کو نائب مقرر فرمایا نیز تین سو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو مدینہ منورہ کی حفاظت کے لئے چھوڑا

حضرت سَلَمَہ بن (عَمرو بن) اَکوَع رضی اللہ عنہ، اکیلے ہی پیدل، مدد پہنچنے سے قبل مسلمانوں کے لشکر سے مشرکوں پر تیر برساتے ہوئے آگے نکل گئے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے مشرکین سے تمام اونٹنیاں چھڑا لیں۔ نیز ان کے تیس غلام، تیس نیزے اور اسی تعداد میں ڈھالیں ان سے چھین لیں، نیز بہت سے مشرکین کو اپنے تیروں سے

---

[1] ذی قرد، اس کے تین تلفظ منقول ہیں (۱) قَ + رَ + د (۲) قُ + رُ + د (۳) قُ + رَ + د، زرقانی علی المواہب صفحہ ۱۴۸ جلد ۲

قتل کر دیا۔ اور نبی پاک ﷺ کی اونٹنیوں سمیت حاضرِ خدمتِ اقدس ہو گئے۔ پھر حضور ﷺ نے مع اونٹنیوں کے مدینہ منورہ کا رخ فرمایا۔

ذُوْ قَرَد ذُ + وْ + قَ + رَ + د، غَطْفَان کی بستیوں کے قریب خیبر کے راستے کی جانب، مدینہ منورہ سے بارہ میل کے قریب ایک چشمہ کا نام ہے۔

مدینہ طیبہ واپس پہنچ کر آپ ﷺ نے صرف تین راتیں وہاں قیام فرمایا، زاں بعد غَزْوَہٗ خَیْبَر کو روانہ ہو گئے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی صحیح میں اسی طرح روایت کیا ہے۔

یہ روایت اس بات پر نص ہے کہ غَزْوَہٗ ذِی قَرَد، حُدَیْبِیَہ کے بعد وقوع پذیر ہوا۔ ایک قول یہ بھی ہے کہ غزوہ ذی قرد ۶/ ہجری میں صلح حدیبیہ سے پہلے ربیع الاول یا جُمَادَی الْاُوْلیٰ یا شَعْبَان میں پیش آیا۔ لیکن جو صحیح بخاری میں ہے وہ اَصَحّ ہے۔

بعض علماء نے ان دو اقوال کے درمیان اس طرح تطبیق دی ہے کہ غزوہ ذِی قَرَد دو مرتبہ پیش آیا (ایک دفعہ صلح حُدَیْبِیَہ سے پہلے اور دوسری بار اس کے بعد)

فصل ششم

۷/ ہجری کے غزوات

(۱) غَزْوَۂ خَیبَر

اس سال محرم میں نبی کریم ﷺ نے خَیبَر پر لشکر کشی فرمائی یہ مدینہ منورہ سے شام کی جانب بہت سے قلعوں والا شہر ہے جس میں یہودی آباد تھے۔ مدینہ منورہ سے ملک شام کی سمت میں آٹھ روز کی مسافت پر واقع ہے۔

حضور سَرْوَرِ کائنات ﷺ چودہ سو پیدل اور دو سو سوار صَحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو ساتھ لے کر اس مہم پر روانہ ہوئے۔ ام المومنین حضرت اُمِّ سَلَمہ رضی اللہ عنہا اس سفر میں آپ ﷺ کے ہمراہ تھیں۔

مدینہ منورہ پر آپ نے حضرت سِباع بن عُرفُطہ رضی اللہ عنہ کو نائب بنایا جن کا ذکر غزوۂ قَرقَرَۃُ الکُدْر کے ضمن میں گذر چکا ہے۔

آپ ﷺ نے دس روز سے کچھ اوپر ان کا محاصرہ جاری رکھا اور آخر کار صفر کے مہینہ میں اسے فتح کیا۔

(۲) غَزْوَۂ وَادِی الْقُریٰ

اسی سال صفر کے آخر میں حضرت رسالت ماب ﷺ وَادِی الْقُریٰ (وَ + ا + دِ + ی + ا + لَ + قُ + رَ + یٰ) کے لئے لشکر سمیت روانہ ہوئے۔

آپ ﷺ خَیبَر سے لوٹتے ہوئے وَادِی الْقُریٰ پر حملہ آور ہوئے، جو خَیبَر اور مدینہ منورہ کے مابین، مدینہ طیبہ سے قریب، شام سے آنے والے حُجّاج کرام کے راستہ پر ایک گاؤں ہے۔ اس جگہ یہودی آباد تھے۔ آپ ﷺ نے ان پر حملہ کر دیا۔ چار راتوں تک محاصرہ کے بعد آپ ﷺ نے اسے فتح کر لیا۔ بہت سا مال و اسباب بطور غنیمت ہاتھ آیا۔

(۳) غزوۂ ذَاتِ الرِّقَاع

اس سال ماہ ربیع الاول میں غَزْوَۂ ذَاتِ الرِّقَاع پیش آیا۔

اَمام بُخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی صحیح میں تحریر فرمایا کہ غزوۂ ذَاتِ الرِّقَاع، غَزْوَۂ خَیبَر کے بعد وقوع پذیر ہوا،

کیوں کہ حضرت اَبُومُوسیٰ اَشعَرِی رضی اللہ عنہ اس غَزوَہ میں شامل تھے۔ آپ نے خَیبَر میں قبول اسلام کیا اور دربارِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضری دی۔

اِمام بُخاری رحمۃ اللہ علیہ کے اس قول کے مطابق غَزوَۂ خَیبَر کے وقوع کا زمانہ ۷/ ہجری قرار پاتا ہے۔

ایک قول کے مطابق یہ ۴/ ہجری میں غَزوَۂ بَنِیْ نَضِیر کے بعد واقع ہوا۔ اور ایک قول یہ بھی ہے کہ یہ ۵/ ہجری میں واقع ہوا۔ صاحب رَوضَۃُ الاَحبَاب نے فرمایا یہ غزوہ ۷/ ہجری میں ہوا اور جو صحیح بُخاری میں ہے وہ اَصَح ہے۔ یہ لشکر کشی نجد کے علاقہ کے شہروں کی جانب تھی جن میں بنی مُحَارِب اور بنی ثَعلَبَہ آباد تھے اسی لئے اسے غزوہ بنی مُحارب اور غزوہ نبی ثعلبہ بھی کہا جاتا ہے۔

اسے غَزوَہ صَلوٰۃُ الخَوف بھی کہا جاتا ہے کیوں کہ یہ نماز اسی کے دوران پڑھی گئی۔ اسے غَزوَۃُ الاَعَاجِیب کہتے ہیں کیوں کہ کئی عجیب و غریب مُعَامَلات اس میں پیش آئے۔ اس طرح اس غزوہ کے کل پانچ نام ہیں۔

نبی اَطہر صلی اللہ علیہ وسلم ذَاتُ الرِّقَاع کی جانب ہفتہ کی رات، ۱۰ ربیع الاول کو چار سو صَحابۂ کِرام رضی اللہ عنہم کی معیت میں روانہ ہوئے۔

بعض علماء کا کہنا ہے کہ مسلمانوں کی تعداد سات سو تھی۔

بعض کا قول ہے کہ لشکر اسلام آٹھ سو افراد پر مشتمل تھا۔

اکثر علماء کا ارشاد ہے کہ اس غزوہ میں حضرت عُثمان بن عَفَّان رضی اللہ عنہ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ طیبہ میں اپنا نائب مقرر فرمایا تھا۔ ایک ضَعیف قول یہ بھی ہے کہ اس غزوہ میں حضرت اَبُوذَرغِفاری رضی اللہ عنہ کو مدینہ منوّرہ میں نَائب مقرر کیا گیا۔ بَنُوثَعلَبَہ اور بَنُومُحَارِب کے لوگ پہاڑوں کی چوٹیوں پر فرار ہو گئے۔ للذا اس غَزوَہ میں لڑائی کی نوبت نہ آنے پائی۔ اس غَزوَہ میں نمازِ خوف کی ادائیگی کا باعث یہ ہوا کہ بعض مسلمانوں نے دوسروں کو خوف زدہ کر دیا اس پر حضورِ اَکرَم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو نمازِ خوف پڑھائی اور یہ نمازِ عَصر تھی۔

ایک قول کے مطابق یہ پہلی نمازِ خوف تھی۔

اور ایک قول کی رو سے پہلی نمازِ خوف ۶/ ہجری میں عُسفَان میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ادا فرمائی۔ تیسرے باب میں ۶/ ہجری کے واقعات میں اس کا بیان آئے گا۔

فصل ہفتم

۸/ ہجری کے غَزوات

(۱) غزوۂ فتحِ مکہ

حُدَیبیہ کا مُعاہَدہ، جو نبی اکرم ﷺ اور قُریش کے درمیان تھا قُریش نے توڑ ڈالا۔ کیوں کہ انھوں نے بنو خَزاعہ سے جنگ کی جو نبی پاک ﷺ کی حفاظت اور امان میں تھے۔

قُریش نے یہ عہد شکنی شعبان ۸/ ہجری میں صلح حُدَیبیہ کے بائیس ماہ کے بعد کی۔ بعض علماء نے فرمایا کہ انہوں نے اس سے قبل اس مُعاہدہ کو توڑ ڈالا تھا۔ اس پر نبی پاک ﷺ نے اس غزوہ کے لئے لشکر کشی فرمائی۔

اس غزوہ کو غزوۂ فتحِ مکہ کہا جاتا ہے۔ یہ عظیم ترین فتح ہے۔ اس کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب پاک ﷺ اور اپنے دین کو غَلَبہ عطا فرمادیا۔ چنانچہ اس کے بعد اَرضِ حِجاز میں کوئی کافر نہ رہا۔

یہ غزوہ رَمضَانُ المبارک میں ہوا۔ اس بارے میں تمام علماء کا اتفاق ہے۔

اللہ تعالیٰ کے محبوب پاک ﷺ اس کے لئے بدھ کے دن، عصر کے بعد دس رَمَضان شریف کو مدینہ منورہ سے روانہ ہوئے۔ ایک قول کے مطابق آپ دو رَمضَانُ المبارک کو روانہ ہوئے۔

اس غَزوَہ کے وقوع کی تاریخ میں مندرجہ ذیل تین مختلف اقوال ہیں۔

(۱) ۱۷/ رَمضَانُ المبارک (۲) ۱۹/ رَمضَانُ المبارک (۳) ۲۰/ رَمَضان المبارک

فتح مکہ کے دن کے بارے میں بھی اختلاف ہے۔

علامہ زرقانی رحمۃ اللہ علیہ نے مواہب لدنیہ کی شرح میں فرمایا۔ مشہور یہ ہے کہ وہ جمعۃُ المبارک کا روز تھا۔

حضور نبی اکرم ﷺ کے ہمراہ دس ہزار نُفُوسِ قُدسیہ تھے۔

مدینہ منورہ پر حضرت ابن اُمِّ مَکتُوم رضی اللہ عنہ نائب تھے۔

بعض علماء فرماتے ہیں کہ مدینہ منورہ میں حضرت اَبُورُھم کُلثُوم بن حُصَین (حُ + صَ + یَ + ن) غفاری رضی اللہ عنہ نیابت کے مقام پر فائز تھے۔ اور ایک قول کے مطابق یہی صحیح ہے۔

دونوں اَقوال کے درمیان تَطبِیق اس طرح دی گئی ہے کہ اُمُورِ مالیہ وغیرہا میں حضرت اَبُورُھم رضی اللہ عنہ اور نمازیں پڑھانے میں حضرت ابنِ اُمِّ مَکتُوم رضی اللہ عنہ نائب تھے۔

(۲) غَزْوَهٔ حُنَیْن

اس سال شَوَّال کی چھ تاریخ کو نبی پاک ﷺ نے مکہ معظمہ سے حُنَیْن کی جانب لشکر کشی فرمائی۔ اسے غَزْوَهٔ ہَوَازِن (ہَ + وَ + ا + زِ + ن) بھی کہا جاتا ہے۔ کیوں کہ ہَوَازِن ہی آپ ﷺ سے جنگ کے لئے آئے تھے۔

آں حضرت ﷺ منگل کی رات دس شَوَّال، پچھلے پہر، حُنَیْن کے مقام پر پہنچے۔ آپ ﷺ کے ساتھ اس وقت بارہ ہزار مسلمان تھے۔ جن میں سے دس ہزار وہی تھے جو مدینہ طیبہ سے آپ ﷺ کے ساتھ روانہ ہوئے تھے اور دو ہزار ان میں مکہ معظمہ میں سے تھے جو فتح مکہ کے روز ایمان لائے تھے۔

یہ دو ہزار "طُلَقَاء" کہلائے تھے۔ کیوں کہ نبی پاک ﷺ نے انہیں فتح مکہ کے روز فرمایا تھا۔

اِذْهَبُوْا فَاَنْتُمُ الطُّلَقَاءُ (جاؤ تم آزاد ہو)

مکہ مکرمہ کے عامل حضرت عَتَّاب (عَ + تَّ + ا + ب) بن اَسِید (اَ + سِ + یْ + د) رضی اللہ عنہ تھے۔

حُنَیْن مکہ معظمہ کے مشرق میں مکہ مکرمہ اور طَائِف کے درمیان ایک وَادِی کا نام ہے۔ جس کا فاصلہ مکہ مکرمہ سے دس میل سے کچھ زائد ہے۔ اللہ تعالی نے اپنے محبوب پاک ﷺ کو فتح اور کثیر مالِ غنیمت سے نوازا۔ غَزْوَهٔ حُنَیْن میں چار صَحَابَۂ کرام رضی اللہ عنہم [1] نے جام شہادت نوش فرمایا اور ستر کافر وَاصِل بہ جہنم ہوئے۔

(۳) غَزْوَهٔ طَائِف

شوال کے اواخر میں غَزْوَهٔ حُنَیْن سے فراغت کے بعد آپ ﷺ نے مال غنیمت جِعْرَانَہ کے [2] مقام پر روک دیا۔ جو ابھی تک تقسیم نہ ہوا تھا۔ اور خود غَزْوَهٔ طَائِف کے لئے روانہ ہو گئے۔

---

[1] ان شہداء کے اسمائے گرامی یہ ہیں۔

(۱) حضرت اَیْمَن رضی اللہ عنہ بن حضرت اُمِّ اَیْمَن بَرَکَہ حَبْشِیَہ رضی اللہ عنہا۔ زمانہ جاہلیت میں حضرت اُمِّ اَیْمَن رضی اللہ عنہا نے عُبَیْد بن زَید سے مکہ مکرمہ میں نکاح کیا اور وہیں اپنے خاوند کے ساتھ قیام پذیر رہیں۔ پھر مدینہ منورہ منتقل ہو گئیں۔ جہاں حضرت اَیْمَن رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے۔ خاوند کی وفات پر پھر مکہ مکرمہ چلی گئیں اور حضرت زَید بن حَارِثَہ رضی اللہ عنہ سے نکاح فرمایا۔ (۲) حضرت یَزِید بن زَمْعَہ رضی اللہ عنہ (۳) حضرت سُرَاقَہ بن حَرْث اَنْصَارِی رضی اللہ عنہ (۴) حضرت اَبُو عَامِر اَشْعَرِی رضی اللہ عنہ۔ نوٹ: ابن سعد نے حضرت یَزِید بن زَمْعَہ رضی اللہ عنہ کی بجائے حضرت رُقَیْم بن ثَعْلَبَہ رضی اللہ عنہ کو اس غزوہ کے شُہَدَاء سے ذکر فرمایا ہے۔ زرقانی علی المواہب صفحہ ۲۴ جلد ۳

[2] سیرت ابن ہشام جلد ۴/ صفحہ ۱۳۴

طائف، مکہ مکرمہ سے مشرق کی جانب دو یا تین مرحلوں کے فاصلہ پر ایک مشہور شہر ہے۔ جہاں انگور، کھجوریں اور دیگر پھل اس کثرت سے ہوتے ہیں کہ ایک وقت میں چاروں موسموں یعنی بہار، خزاں، گرمی اور سردی کے پھل وہاں پائے جاتے ہیں۔ اس جگہ ثقیف قبیلہ آباد تھا۔

نبی اکرم ﷺ نے ان پر لشکر کشی فرمائی۔ صحیح قول کے مطابق دس سے کچھ زائد دنوں تک اس شہر کا محاصرہ جاری رکھا۔ بعض علماء کا ارشاد ہے کہ محاصرہ تیس دن جاری رہا۔ بعض دیگر علماء فرماتے ہیں کہ چالیس روز تک محاصرہ نے طول کھینچا۔

آپ ﷺ نے اس شہر کو فتح کرنے کے لئے منجنیق نصب فرمائی۔ اس کے علاوہ کسی اور غزوہ میں منجنیق استعمال نہ ہوئی۔ یہ عہد اسلامی کی پہلی منجنیق تھی جس سے سنگ باری کی گئی۔

اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو قلعہ پر فتح عطا فرمائی۔ اور انہیں عظیم نصرت سے سرفراز فرمایا۔

غزوہ طائف میں بارہ مسلمان شہید[1] ہوئے جن میں ام المومنین حضرت اُمِ سَلَمہ رضی اللہ عنہا کے بھائی حضرت عَبدُاللہ بن اَبِی اُمَیّہ مَخزُومی رضی اللہ عنہ تھے جو فتح مکہ کے دنوں میں مشرف بایمان ہوئے تھے۔

حضرت سَعِید بن عَاص اموی رضی اللہ عنہ بھی شہداء میں شامل تھے۔ بہت سے کفار اس جنگ میں مارے گئے۔

اسی غزوہ میں حضرت عَبدُاللہ بن ابی بَکر صِدّیق رضی اللہ عنہما زخمی ہوئے لیکن بعد میں ان کا زخم مندمل ہو گیا۔ ایک عرصہ تک اس کے بعد باحیات رہے۔ وہ زخم پھر ہرا ہو گیا۔ جس کے باعث وہ اپنے والد ماجد رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں وفات پا گئے۔ غَزوۂ طَائف میں نبی اَطہر ﷺ کے ہمراہ آپ ﷺ کی دو زوجہ مطہرہ تھیں

(۱) حضرت اُمِ سَلَمہ رضی اللہ عنہا (۲) حضرت زَینَب بنت جَحش رضی اللہ عنہا۔

یہی دونوں امہات المومنین غزوۂ فتح مکہ میں بھی آپ ﷺ کے ساتھ تھیں۔

---

[1] شہداء کے اسماء اور ان کے قبائل کی تفصیل کیلئے ملاحظہ ہو سیرت ابن ہشام جلد۔ ۴ صفحہ ۱۳۱، ۱۳۲

فصل ہشتم

۹/ ہجری کے غزوات

(۱) غزوۂ تبوک

اس سال رجب کے مہینہ میں حضرت رسول کریم ﷺ غزوۂ تبوک کے لئے روانہ ہوئے۔

غزوۂ تبوک کے علاوہ اسے غزوۂ عُسرہ، غزوۂ ساعۃ العُسرہ اور غزوۂ فاضحہ بھی کہتے ہیں۔

(فَاضِحہ کا معنی ہے رُسوا کرنے والی) اس نام سے اسے موسوم کرنے کی وجہ یہ ہے کہ اس غزوہ میں منافقین کے بارے میں آیات نازل ہوئیں۔ جس سے وہ ذلیل و رسوا ہوئے۔ یہ آخری فوجی مہم تھی جس میں نبی کریم ﷺ بنفسِ نفیس شریک ہوئے۔ تبُوک شام کی جانب ایک جگہ کا نام ہے۔ مدینہ منورہ اور اس کے درمیان چودہ روز اور دِمشق اور اس کے مابین دس دنوں کا فاصلہ ہے۔ آپ ﷺ اس مہم پر جمعرات کے روز مدینہ منورہ سے روانہ ہوئے۔

علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔

اس میں کوئی اختلاف نہیں کہ یہ غزوہ حجۃ الوداع سے قبل، ۹/ ہجری کے رجب کے مہینے میں پیش آیا۔ صحیح بخاری میں اس کا ذکر حجۃ الوداع کے بعد آیا ہے۔ یہ غلطی کاتبوں سے ہوئی۔ اور حضرت ابن عبّاس رضی اللہ عنہما کی روایت کہ یہ غزوۂ طائف کے چھ ماہ بعد وقوع پذیر ہوا، ان علماء کے قول کے مخالف نہیں جو یہ کہتے ہیں کہ رجب کے مہینہ میں ہوا۔ جب مہینوں کی کسروں کو حذف کریں تو رجب کا مہینہ ہی بنتا ہے۔ کیوں کہ نبی اکرم ﷺ غزوہ طائف سے فراغت کے بعد ذی الحجہ میں مدینہ طیبہ واپس پہنچے تھے۔ (اس طرح ذی الحجہ اور رجب دو ماہ کی کسروں کو حذف کر دیا جائے تو ان کی درمیانی مدت چھ ماہ بنتی ہے)

غزوۂ تبوک تنگی و تُرشی اور موسم گرما کی شِدّت حَرارت کے زمانہ میں پیش آیا نیز علاقہ خشک سالی کی لپیٹ میں تھا۔ اور پھل پک چکے تھے۔ لوگوں کو پھلوں اور سایہ دار درختوں میں قیام پسند تھا۔ اس حالت میں وہ سَفر کرنے کو ناپسند کرتے تھے۔ علاوہ بریں ان کے پاس زادِ راہ اور سواریوں کی قلت تھی، کفار اور دشمنوں کی کثرت تھی، صَحرَاء کا طویل سفر درپیش تھا۔ سارا سَفر جس میں چودہ دن جانے اور اتنے ہی واپسی پر لگتے تھے۔ شام کے صَحرَاء میں پڑتا تھا۔ شام کے عظیم صَحرَاء کو طے کرنے میں چالیس روز چلنا پڑتا ہے جہاں نہ کوئی درخت

ہے اور نہ سایہ۔ پانی بھی بہت کم مقدار میں دستیاب ہوتا ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے ان نُفُوسِ قُدسِیّہ کے دلوں کو مضبوط رکھا۔ منافقین اور تین مُخلِص صَحابہ رضی اللہ عنہم کے سوا جو بھی سفر کی طاقت رکھتا تھا پیچھے نہ رہا۔ ان تین صَحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا ذکر واقعات کے باب میں تفصیل کے ساتھ آئے گا۔

سات یا ان سے کچھ زائد معذور صَحابۂ کرام رضی اللہ عنہم، جو اہلِ قدرت سے نہ تھے، بھی لشکر سے پیچھے رہ گئے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کا ذکرِ خیر اس طرح فرمایا ہے۔

تَوَلَّوْا وَّاَعْيُنُهُمْ تَفِيْضُ مِنَ الدَّمْعِ حَزَنًا اَلَّا يَجِدُوْا مَا يُنْفِقُوْنَ (التوبہ : ۹۲)

(بارگاہ نبوی سے اس حالت میں وہ واپس اپنے گھروں کو لوٹے کہ ان کی آنکھوں سے اس بات پر غم کے باعث آنسو جاری تھے کہ ان کے پاس خرچ کے لئے کچھ نہ تھا)

اس غزوہ میں محبوبِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تیس ہزار صَحابۂ کرام رضی اللہ عنہم تھے۔ بعض علماء فرماتے ہیں کہ ستر ہزار تھے۔

دونوں کے درمیان تَطبِیق اس طرح دی گئی ہے کہ پہلی تعداد سربرآوردہ اور پکی عمر کے اَفراد کو ظاہر کرتی ہے اور دوسری تعداد ان اَتبَاع (غلاموں اور بچوں وغیرہ) کو شامل کرکے بنتی ہے۔

آپ کے لشکر میں دس ہزار گھوڑے بھی تھے۔

غزوہ سے واپسی اور مدینہ طیبہ میں داخلہ اسی سال شَعبَان یا رَمَضَانُ المُبَارک میں ہوا۔

دُوسراباب

سَرَایَا اور بُعُوث کے بیان میں

سَرَایَا اور بُعُوث سے مراد وہ فوجی مہمات ہیں جن میں سرورِ کائنات ﷺ بہ نفسِ نفیس شامل نہ ہوئے۔ بلکہ ان میں صرف صَحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کو روانہ فرمایا[1]

(سَرَایَا، سَرِیَّہ کی اور بُعُوث، بَعْث کی جمع ہے) سَرِیَّہ اور بَعْث میں لغت کے لحاظ سے فرق ہے سَرِیَّہ اس چھوٹے لشکر کو کہتے ہیں جو کم از کم پانچ افراد پر مشتمل ہو۔ بعض علما فرماتے ہیں کہ کم از کم سو افراد پر مشتمل ہو تو سَرِیَّہ کہلائے گا۔ سَرِیَّہ کے اَفْراد کی زیادہ سے زیادہ تعداد چار سو ہوتی ہے اور بعض علماء کے نزدیک پانچ سو۔

بَعْث وہ فوجی مہم ہوتی ہے جو لشکر سے کچھ (منتخب) افراد کو الگ کرکے بھیجی جائے۔

یہ باب دس فصلوں پر مشتمل ہے جن میں ہم نے ستتّر سَرَایَا (اور بُعُوث) ذکر کیے ہیں۔

---

[1] سَرَایَا اور بُعُوث میں نبی اَطْہر ﷺ نے اپنے شامل نہ ہونے کی وجہ یوں بیان فرمائی ہے۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضۂ قُدرت میں میری جان ہے۔ اگر مسلمانوں پر گراں نہ ہوتا تو میں کسی سَرِیَّہ سے، جو راہِ خدا میں جہاد کے لئے نکلتا ہے، پیچھے نہ رہتا لیکن جب (مَوَانِع کے باعث) مجھے جانے کی گنجائش نہیں رہتی تو انہیں بھیج دیتا ہوں اور جب (میری روانگی کے بغیر) انہیں چارہ نظر نہیں آتا تو مجھے وہ مہم پر روانہ کردیتے ہیں۔ پھر میری روانگی کے بعد ان کا پیچھے رہنا ان پر دشوار ہو جاتا ہے۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے دستِ قدرت میں میری جان ہے مجھے یہ بات بہت پسند ہے کہ راہِ خدا میں جنگ کروں اور شہادت پاؤں پھر مجھے زندگی بخشی جائے پھر رَاہِ خدا میں جان دے دوں۔ پھر زندگی عطا ہو پھر قربان ہو جاؤں پھر زندگی نصیب ہو پھر شہادت پا جاؤں۔ اِمام مَالک، امام اَحْمد بن حَنبل، اِمام بُخاری اور اِمام مُسْلم نے اسے روایت فرمایا ہے۔ زرقانی شرح المواہب اللدنیہ صفحہ ۳۸۹ جلد ا

فصل اول

۲/ ہجری کے سَرَایَا

وضاحت

ہجرت کے پہلے سال چونکہ مسلمانوں کے لئے جنگ کرنا ابھی جائز نہ تھا اس لئے اس سال کوئی سَرِیَّہ یا بَعْث وقوع پذیر نہ ہوا۔ یہی وجہ ہے کہ ہم نے سَرَایَا کے بیان کا آغاز ۲/ ھ سے کیا ہے۔ غزَوَات کے باب میں بھی یہ مذکور ہو چکا ہے

(۱) سَرِیَّہ سَیِّدنا اَمِیر حَمزَہ رضی اللہ عنہ [1]

۲/ ھ میں ربیع الاول کے مہینہ میں حضرت اَمِیر حَمزَہ رضی اللہ عنہ کی سرکردگی میں، نبی اَکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مہم روانہ فرمائی۔ بعض علماء فرماتے ہیں کہ مہم ربیع الآخر میں روانہ کی گئی۔ بعض علماء کا کہنا ہے کہ رَمَضَان المبارک میں روانہ کی گئی۔

حضور سرورِ انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے سَرَایَا میں یہ اولین سَرِیَّہ ہے۔ حضرت اَمِیر حَمزَہ رضی اللہ عنہ اسلام میں لشکر کے سب سے پہلے اَمِیر ہیں۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ رضی اللہ عنہ کو تیس مہاجرین کی معیت میں، سَاحِلِ سمندر کی جانب، عِیص کے قرب وجوار میں، قریش کے تجارتی قافلہ کا راستہ روکنے کی خاطر اِرْسَال فرمایا جو شام سے اَبُو جَہْل لعین کے ساتھ مکہ معظمہ واپس آرہا تھا۔

حضرت حَمزَہ رضی اللہ عنہ کے لئے سفید جھنڈا تیار کیا گیا [2] یہ عہد اسلامی کا سب سے پہلا جھنڈا تھا۔ دونوں کے درمیان جنگ نہ ہوئی اور مسلمان مدینہ منورہ واپس آگئے۔ اس بارے میں علمائے کرام کا اختلاف ہے کہ یہ دستہ غَزْوَۂ اَبْوَآء سے قبل روانہ ہوا یا غَزْوَۂ اَبْوَآء کے بعد لیکن غَزْوَۂ بُوَاط سے قبل۔

---

[1] سیرت اور تاریخ کی کتب میں اسے سَرِیَّہ سِیْفُ الْبَحْر (سِ + یْ + فُ + ا + لْ + بَ + حْ + ر) بھی کہا جاتا ہے۔ اسے سین کے زبر کے ساتھ پڑھنا غلط ہے، کیوں کہ سِیف کا معنی ساحل ہے۔ یہ مہم ساحل سمندر کی جانب بھیجی گئی۔ کفار کا قافلہ تین سو سواروں پر مشتمل تھا۔ مَجْدِیّ بن عَمْرو جُہَنِیّ دونوں لشکروں کے درمیان آگیا کیوں کہ مسلمانوں اور مشرکوں ہر دو کے ساتھ اس کا صلح کا معاہدہ تھا۔ اس وجہ سے جنگ کی نوبت نہ آئی۔

[2] اس جھنڈے کو حضرت اَبُو مَرْثَد کَنَّاز بن حُصَین غَنَوِیّ رضی اللہ عنہ تھامے ہوئے تھے زرقانی علی المواہب صفحہ ۳۹۰

عِیص عین کی زیر اور یا کے سکون کے ساتھ جہینہ کے علاقہ میں ایک جگہ کا نام ہے۔

حضور سرورِ کائنات ﷺ نے کسی ابتدائی سریہ میں کسی اَنصاری کو روانہ نہ فرمایا۔ سب سے پہلے بَدر کے میدان میں ان کو شریکِ جنگ فرمایا جو ان کے صدق اور شجاعت کا امتحان تھا۔

(۲) سَرِیّۂ حضرت عُبَیدہ بن حَارِث رضی اللہ عنہ

اس سال ربیع الاول اور بقول دیگر شوّال میں حضرت عُبَیدہ (عُ + بَ + یْ + دَ + ہ) تصغیر کے صیغہ کے ساتھ بن حَارِث بن عَبدُالمُطّلِب بن عَبدِمَناف قُرشی مُطّلبی رضی اللہ عنہ کو ساٹھ یا اسی سواروں پر امیر مقرر فرما کر رَابِغ کی جانب قریش کے قافلہ کو روکنے کے لئے ارسال فرمایا۔ مشرکین کے قافلہ کا سردار اَبُوسُفیَان بن حَرب تھا اور عِکرِمَہ بن اَبُوجَہل بھی اس کے ساتھ تھا۔

مسلمانوں کا لشکر واپس آگیا جنگ کی نوبت نہ آئی۔ لیکن حضرت سَعد بن اَبِی وَقّاص رضی اللہ عنہ نے اس روز ایک تیر دشمن کی جانب پھینکا۔ تاریخ اسلام میں دشمن کی جانب پھینکا جانے والا یہ اولین تیر تھا۔

رَابِغ باء کی زیر کے ساتھ جُحفَہ کے قریب مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کے مابین ایک گاؤں کا نام ہے۔ یہ جُحفَہ سے مدینہ منورہ کی جانب سات یا آٹھ میل کے فاصلہ پر ہے۔ اسے رَابِق بھی کہتے ہیں۔

جُحفَہ۔ جیم کی پیش اور حاء کے سکون کے ساتھ مدینہ منورہ سے پانچ دن کی مسافت پر واقع ایک جگہ کا نام ہے۔

(۳) سَرِیّۂ سَعد بن اَبِی وَقّاص رضی اللہ عنہ

اس سال، ذوقعدہ میں، غَزوَہ بَدرِ کُبریٰ کے بعد، حضرت رسالت مآب ﷺ نے حضرت سَعد بن اَبِی وَقّاص رضی اللہ عنہ [1] کو خَرّار کی جانب صَحابۂ کِرام رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت کے ساتھ بھیجا۔

خَرّار (خاء اور دو راء جن میں پہلی مشدد اور دونوں کے درمیان الف ہے کے ساتھ) حجاز کی ایک وَادِی ہے جو جُحفَہ کے قریب ہے۔

اس مہم میں بیس مجاہدینِ اسلام شامل تھے اور بعض علماء کا ارشاد ہے کہ اسّی نُفُوسِ قُدسِیَّہ پر یہ

---

[1] اَبُووَقّاص کنیت اور نام مَالِک تھا۔ حضرت سَعد رضی اللہ عنہ عشرہ مُبَشّرَہ میں سے ہیں۔ ان دس نفوسِ قدسیہ میں سے سب سے آخر آپ کا وِصَال ہوا۔ آپ کو یہ شرف بھی حاصل ہے کہ غَزوَۂ اُحُد میں نبی پاک صاحبِ لَولاک ﷺ نے آپ کے بارے میں بار بار فِدَاکَ اَبِی وَاُمِّی (میرے ماں باپ تجھ پر قربان) فرمایا تھا زرقانی شرح المواہب صفحہ ۳۹۲ جلد ۱

جماعت مشتمل تھی۔ اس مہم کا مقصد قریش کے قافلہ کو روکنا تھا۔

جب یہ وہاں پہنچے تو پتہ چلا کہ قافلہ ایک دن پہلے گذر چکا ہے جس کے باعث جنگ کے بغیر یہ مہم واپس آ گئی۔ [1]

ایک قول یہ ہے کہ مذکورہ بالا تینوں مہمات یعنی سَرِیّہٴ حضرت اَمیر حَمزہ رضی اللہ عنہ سَرِیّہٴ حضرت عُبَیدہ رضی اللہ عنہ اور سَرِیّہٴ حضرت سَعد رضی اللہ عنہ ہجرت کے پہلے سال روانہ کی گئیں اسی لئے میں نے سَرِیّہٴ حضرت سَعد بن اَبی وَقّاص رضی اللہ عنہ کو سَرِیّہٴ حضرت مُحمد بن مُسلَمہ رضی اللہ عنہ سے پہلے ذکر کیا ہے اگرچہ مشہور ترتیب اس کی تاخیر کی مُقتضِی تھی۔

راجح قول یہی ہے کہ یہ تینوں مہمات ۲/ھ میں بھیجی گئیں اسی طرح سَرِیّہٴ حضرت مُحمد بن مُسلَمہ رضی اللہ عنہ اور ان کے مابعد چار مہمیں بھی اسی سال بھیجی گئی تھیں۔ اس کی وجہ وہی ہے جو ہم نے پہلے بھی تحریر کر دی کہ اِذنِ قِتال ۲/ھ میں نازل ہوا۔

(۴) سَرِیّہٴ حضرت مُحمد بن مُسلَمہ رضی اللہ عنہ

اَبْوَاء اور عُشَیرہ کے غَزَوات کے مابین حضرت مُحمد بن مُسلَمہ رضی اللہ عنہ کو کَعب بن اَشرَف یہودی کی جانب بھیجا گیا۔ جو بَنُو نَضِیر کے قبیلہ سے تھا۔ بعض علماء فرماتے ہیں کہ اس کا باپ طے خاندان کے بنی نبہان قبیلہ سے تھا۔ اور ماں بَنُو نَضِیر سے تھی۔

کَعب بن اَشرَف یہودی ایک شاعر تھا۔ حضرت محبوبِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو اِیذا پہنچاتا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صَحابہٴ کرام رضی اللہ عنہم کو گالیاں بکتا تھا۔ کفار کو ان کے خلاف اکساتا تھا۔

حضرت مُحمد بن مُسلَمہ رضی اللہ عنہ اپنے پانچ ساتھیوں [2] سمیت اسے وَاصِلِ جہنم کرنے کی غرض سے روانہ ہوئے۔ ساتھیوں کو شہر کی ایک جانب بٹھا دیا۔ اور خود اکیلے اس کے قلعہ میں چلے گئے۔ ۲/ھ کے ربیع الاول

---

[1] اس سریہ میں مسلمانوں کا جھنڈا سفید تھا اور علم بردار حضرت مِقدَاد بن عَمرو رضی اللہ عنہ تھے۔

[2] ان کے اسمائے گرامی درج ذیل ہیں۔
(۱) حضرت اَبُو نَائِلہ سِلکَان بن سلامہ رضی اللہ عنہ (یہ کَعب بن اَشرَف کے رضاعی بھائی تھے۔) (۲) حضرت عَبّاد بن بِشر رضی اللہ عنہ (۳) حضرت حَرث بن اَوس بن مُعاذ رضی اللہ عنہ (۴) حضرت اَبُو عَبس عَبدُالرَّحمٰن بن جَبر رضی اللہ عنہ (۵) حضرت مُحمد بن مُسلَمہ رضی اللہ عنہ

(بقیہ حواشی اگلے صفحے پر)

کی چودھویں شب کو رات کی چاندنی میں اسے سوئے ہوئے اچانک دوزخ کا ایندھن بنا دیا لے

(پچھلے صفحے کا بقیہ حواشی)

مولف بذل القوہ رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت "فَخَرَجَ اِلَیْہِ مُحَمَّدُ بْنُ مُسْلَمَۃَ فِیْ خَمْسَۃٍ مِّنَ اَصْحَابِہٖ" میں یہ تصریح ہے کہ اس دستہ میں حضرت محمد بن مُسْلَمَہ رضی اللہ عنہ کے علاوہ پانچ اور افراد شامل تھے۔ لیکن ابن اسحاق اردو ترجمہ ۷۳۳ میں ہے کہ اس مہم میں یہ تین افراد شامل تھے۔
(۱) حضرت محمد بن مُسْلَمَہ (۲) حضرت سِلْکَان بن سلامہ (۳) حضرت حَارِث بن اَوْس رضی اللہ عنہم
ابن ہشام نے اپنی سیرت جلد ۲/۴۳۷ میں فرمایا کہ حضرت محمد بن مُسْلَمَہ رضی اللہ عنہ سمیت پانچ افراد اس کے قتل کی مہم پر روانہ ہوئے۔
علامہ قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ نے مواہب لدنیہ میں پانچ افراد کا ذکر فرمایا ہے بلکہ تصریح فرمائی کہ چار اور آپ کے ہمراہ تھے۔ اور شارح علامہ زرقانی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے برقرار رکھا۔ ملاحظہ ہو زرقانی مع مواہب لدنیہ صفحہ ۱۲۹۱ جلد ۲
شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے مدارج النبوت (اردو ترجمہ) صفحہ ۱۸۴ جلد ۲ میں یہی تحریر فرمایا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ بذل القوہ کی مندرجہ بالا تحریر مصنف علیہ الرحمۃ کی لَغزِش قلم کا نتیجہ ہے۔

لے کَعْب بن اَشْرَف یہودی کے قتل کے بارے میں مولف قدس سرہ نے جو تحریر فرمایا اس کا ترجمہ درج بالا ہے۔ نہ معلوم مولف کا ماخذ کیا ہے مترجم عفی عنہ کو طبقات ابن سعد، تاریخ طبری، سیرت ابن اسحاق، سیرت ابن ہشام، مواہب لدنیہ اور اس کی شرح زرقانی، تاریخ ابن خلدون اور مدارج النبوہ وغیرہ کتب میں مولف رحمۃ اللہ علیہ کی درج کردہ روایت نظر نہ آئی۔ ان کتب میں درج شدہ روایات کا خلاصہ درج ذیل ہے۔
غَزْوَۂ بَدْر کے بعد جب کَعْب بن اَشْرَف کی خلافِ اسلام سرگرمیاں حد سے تجاوز کر گئیں تو ایک روز نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے صَحَابۂ کرام رضی اللہ عنہم سے فرمایا کہ کون ہے جو ابن اَشْرَف کی شرارتوں کو مجھ سے دور کرے۔ حضرت محمد بن مُسْلَمَہ رضی اللہ عنہ عرض کرنے لگے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں یہ خدمت سرانجام دوں گا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اجازت عطا فرما دی۔ حضرت محمد بن مُسْلَمَہ رضی اللہ عنہ گھر آئے کھانا پینا ترک فرما دیا صرف اتنا کھاتے پیتے جس سے زندگی برقرار رہے۔ یہ صورت حال نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت عالیہ میں عرض کی گئی تو آپ رضی اللہ عنہ نے کھانا پینا ترک کرنے کی وجہ دریافت فرمائی تو آپ نے عرض کیا میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے وعدہ کر لیا ہے پتہ نہیں میں پورا کر سکتا ہوں یا نہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تسلی دی اور فرمایا آپ کے ذمہ صرف کوشش کرنا ہے۔ انہوں نے عرض کیا اس کے خاتمہ کے لئے ہمیں کچھ باتیں بنانا پڑیں گی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی اجازت عطا فرما دی۔ حضرت محمد بن مُسْلَمَہ رضی اللہ عنہ کے چار مزید ساتھی اس کام میں ان کے شریک ہو گئے۔ پہلے حضرت اَبُو نَائِلَہ سِلْکَان رضی اللہ عنہ کَعْب بن اَشْرَف کے پاس آئے اور اس سے شعر سننے لگے۔ تھوڑی دیر کے بعد اس سے کہنے لگے میں ایک ضرورت کی بنا پر تمہارے پاس آیا ہوں۔ ظاہر اس شرط پر کرتا ہوں کہ اسے کسی پر ظاہر نہ کرو گے۔ اس نے اس کا وعدہ کر لیا تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ کہ اس شخص (نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم) کا یہاں آنا ہمارے لئے ایک مصیبت بن چکا ہے۔ اس کی وجہ سے ہمارے راستے بند ہو چکے ہیں۔ ہمارے اہل و عیال تنگ آ چکے ہیں۔ کَعْب بن اَشْرَف کہنے لگا میں پہلے ہی تم سے کہا کرتا تھا کہ معاملہ یہاں تک پہنچ جائے گا۔ حضرت سِلْکَان رضی اللہ عنہ کہنے لگے ہمیں کچھ غلہ کی ضرورت ہے آپ ہمیں مول دے دیں ہم آپ کے پاس کچھ رہن رکھ دیتے ہیں۔ وہ کہنے لگا اپنے بچے میرے پاس رہن رکھ دو۔ آپ رضی اللہ عنہ کہنے لگے آپ ہمیں رسوا نہ کریں۔ ہم تیرے پاس سامانِ حَرْب رِہن رکھیں گے جس کی قیمت غلہ کے برابر ہو گی میرے اور بھی ساتھی ہیں جو میرے ہم خیال ہیں اور آپ سے غلہ خریدنا چاہتے ہیں وہ بھی اسلحہ رہن رکھیں گے۔

(بقیہ حواشی اگلے صفحے پر)

حضور نبی پاک ﷺ اس پر خوش ہوئے اللہ تعالیٰ کی حمد کی اور حضرت ابن مُسلَمَہ رضی اللہ عنہ کے کارنامے پر ان کی تعریف فرمائی۔

(۵) سَرِیَہ حضرت زَید بن حَارِثہ رضی اللہ عنہ

کَعب بن اَشرَف یہودی کے قتل کی مہم کے بعد، جُمادیٰ الآخرہ کی یکم تاریخ کو، حضرت زَید بن حَارِثہ رضی اللہ عنہ کی سرکردگی میں یہ مہم روانہ کی گئی۔

بعض علماء کا ارشاد ہے کہ یہ سَرِیَہ ابن اَشرَف یہودی کے قتل سے قبل بَدر اُولیٰ اور بَدر کُبریٰ کے درمیان روانہ کیا گیا۔ اس مہم کو قریش کے تجارتی قافلہ کے لئے قَردَہ [1] کی جانب بھیجا گیا۔

(پچھلے صفحے کا بقیہ حواشی)

اس سے معاملہ طے کر کے حضرت سِلکَان رضی اللہ عنہ اپنے ساتھیوں کے پاس آئے اور انہیں ہتھیار لے کر چلنے کو کہا۔ سارے ساتھی اجازت کی غرض سے نبی پاک ﷺ کے پاس آئے۔ آپ ﷺ نے انہیں اَلبَقیع تک آکر اَلوَداع کہا۔

یہ پانچوں اس کے قلعہ تک پہنچے حضرت اَبُو نَائِلہ سِلکَان رضی اللہ عنہ نے اسے آواز دی۔ ہر چند اس کی بیوی نے منع کیا لیکن وہ قلعہ سے نیچے اتر آیا۔ اور ان سے باتوں میں مشغول ہو گیا۔ وہ باتوں باتوں میں اسے دور لے گئے۔ حضرت اَبُو نَائِلہ رضی اللہ عنہ نے اس کے سر کے بالوں میں ہاتھ ڈال کر سونگھا اور فرمایا میں نے اس سے زیادہ اچھی خوشبو کبھی نہیں سونگھی۔ پھر اسی طرح کیا تاکہ وہ مطمئن ہو جائے۔ آپ نے پھر اس کے بالوں میں ہاتھ ڈالا اور مضبوطی سے پکڑ لیا۔ اور ساتھیوں سے فرمایا کہ اس دشمن خدا کو مار دو۔ تلواریں آپس میں ٹکرانے لگیں جس کے باعث اس کا خاتمہ نہ ہو سکا۔ حضرت محمد بن مُسلَمَہ رضی اللہ عنہ کو تلوار سے لگی ہوئی ایک چھری یاد آئی۔ آپ نے اسے اتارا۔ اور اس کے پیٹ میں گھونپ دیا۔ درد کی شدت سے وہ اللہ کا دشمن چلایا۔ ارد گرد کے قلعوں میں آگ روشن ہو گئی۔ اسی دوران حضرت حَرث بن اَوس رضی اللہ عنہ بھی زخمی ہو گئے۔ ان کے سر یا پاؤں میں زخم آئے۔ حضرت محمد بن مُسلَمَہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اس کے خاتمہ کے بعد ہم وہاں سے چل دیئے۔ ہمارے ساتھی حضرت حرث بن اَوس رضی اللہ عنہ زخمی ہونے کے باعث پیچھے رہ گئے تھے۔ ہم نے راستہ میں ان کا انتظار کیا۔ وہ بھی آملے ہم نے ان کو اٹھا لیا۔ حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے۔ آپ ﷺ اس وقت نماز تہجد ادا فرما رہے تھے۔ ہم نے اپنی کامیابی کی آپ ﷺ کو اطلاع دی۔

آپ ﷺ نے حضرت حَرث بن اَوس رضی اللہ عنہ کے زخم پر لعابِ دہن مبارک لگا دیا۔ جس سے وہ بالکل ٹھیک ہو گیا۔

ہماری اس مہم کے نتیجہ میں یہودیوں میں خوف و ہراس پھیل گیا۔ اور انہیں اس کی جوابی کارروائی کی ہمت نہ رہی۔

[1] اس کے تلفظ میں علماء کا اختلاف ہے۔ مندرجہ ذیل طریقوں سے اس کا تلفظ منقول ہے (قَ + رْ + دَ + ہ) قَردَہ (۲) فَ + رِ + دَ + ہ فَرِدَہ (۳) قَ + رَ + دَ + ہ قَرَدَہ (۴) فَ + رُ + دَ + ہ فردہ۔ زرقانی شرح المواہب صفحہ ۱۷ جلد ۲

قَرْدَہ قاف کی زبر، را کے سکون کے ساتھ، سَجْدَہ [1] کے وزن پر، نَجْد کے چشموں میں سے ایک چشمہ کا نام ہے۔

یہ دستہ ایک سو افراد پر مشتمل تھا۔ انہوں نے قافلہ کو آلیا اور اس سے کثیر تعداد میں مالِ غنیمت حاصل ہوا۔ واپس آکر انہوں نے یہ سارا مال دربارِ رسالت مآب ﷺ میں پیش کر دیا۔ آپ ﷺ نے اسے تقسیم فرما دیا۔

حضرت زَید بن حَارِثہ رضی اللہ عنہ کے دس سَرَایَا میں سے یہ پہلا سریہ تھا۔

(۶) سَرِیَّہ حضرت عَبْدُاللہ بن جَحْش رضی اللہ عنہ

جُمَادِی الْاٰخِرَہ کے اَوَاخر میں، غَزْوَۂ بَدْرِ اُوْلیٰ اور بَدْرِ کُبریٰ کے درمیان، ہجرت کے سترہ ماہ بعد، حضرت عَبْدُاللہ بن جَحْش بن ریاب رضی اللہ عنہ کی سربراہی میں یہ مہم ارسال کی گئی۔

یہ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ، نبی پاک صاحبِ لولاک ﷺ کی پھوپھی حضرت اُمَیمَہ رضی اللہ عنہا کے صاحبزادے اور ام المومنین حضرت زَینَب بنت جَحْش رضی اللہ عنہا کے بھائی تھے۔

آٹھ مہاجرین کے ساتھ آپ ﷺ نے انہیں بطن نَخْلَہ کی جانب روانہ فرمایا [2]

ایک قول کے مطابق یہ بارہ افراد تھے۔

نَخْلَہ، مکہ اور طائف کے مابین طائف سے ایک رات کی مسافت پر ایک جگہ کا نام ہے۔

مسلمانوں اور کفار کا آپس میں مقابلہ رات کو ہوا جس میں شک تھا کہ یہ جُمَادِی الاٰخِرَہ کی آخری شب ہے یا رجب کا چاند طلوع ہو چکا ہے۔

مسلمانوں نے ان سے جنگ کی اور کفار سے غنیمت کا مال حاصل کیا۔ حضرت عبداللہ بن جَحْش رضی اللہ عنہ نے اس سے ۱/۵ (خُمُس) نبی پاک ﷺ کے لئے الگ کر لیا۔ تاریخِ اِسلام کا یہ پہلا خُمُس تھا جو خُمُس کے فرض ہونے سے قبل الگ کیا گیا تھا۔ پھر جب خُمُس فرض ہوا تو اسی انداز میں فرض ہوا جس طرح حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے نکالا تھا۔

---

[1] سَجْدَہ (سین کے زبر کے ساتھ) کا معنی ہے عاجزی و خاکساری سے جھکنا، ناک، اور پیشانی زمین پر رکھنا، لیکن وہ فعل جو نماز کا رکن ہے اس کا تلفظ سِجْدَہ، سین کی زیر کے ساتھ ہے۔ کیوں کہ جھکاؤ کی خاص نوع ہے۔ جس پر دلالت کے لئے فِعْلَہ کا وزن خاص ہے۔ عام طور پر جب یہ لفظ بولا جاتا ہے تو مراد نماز کا رکن فعل ہوتا ہے۔ للٰذا اس کا تلفظ سِجْدَہ ہے نہ کہ سَجْدَہ۔

[2] ان صَحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اسمائے گرامی کے لئے ملاحظہ ہو۔ سیرت ابن ہشام صفحہ ۲۳۹ جلد ۲ زرقانی علی المواہب صفحہ ۳۹۷ جلد ۱

بعض علماء کا ارشاد ہے کہ یہ دستہ سارا مالِ غنیمت لے کر مدینہ منورہ آگیا۔ حضرت رسولِ اکرم ﷺ نے اہل نَخلَہ کے اَموَالِ غنیمت کو روک لیا اور جب غَزوَۂ بَدر کی غنیمت کو تقسیم فرمایا تو اسے بھی اس کے ساتھ تقسیم فرمایا ہر گروہ کو ان کا حق عطا فرمایا۔

(۷) بَعثِ حضرت عُمَیر بن عَدِیّ رضی اللہ عنہ

غَزوَۂ بَدرِ کُبریٰ سے فراغت کے بعد، ۲۵/ رَمضان المبارک کو نبی پاک صاحبِ لولاک ﷺ نے حضرت عُمَیر بن عَدِیّ خَطمِیّ رضی اللہ عنہ کو عَصمَاء بنت مَروَان کو قتل کرنے کے لئے بھیجا۔ یہ بَنِی اُمَیَّہ بن زَید کے قبیلہ سے تعلق رکھتی تھی۔ اس کے خاوند کا نام یَزِید بن زَید بن حِصن خَطمِیّ تھا۔

یہ بدبخت نبی پاک ﷺ کو تکلیف پہنچاتی، گالیاں دیتی، ہجو کرتی آپ کی تنقیصِ شان کے لئے شعر کہتی اور کفار کو آپ کے خلاف آمادۂ پیکار کرتی تھی۔ حضرت عُمَیر رضی اللہ عنہ نے اسے غفلت میں واصلِ جہنم فرما دیا۔ حضرت عُمَیر رضی اللہ عنہ نابینا تھے۔ اس کارنامہ پر آپ ﷺ نے ان کا نام بَصِیر رکھ دیا۔

(۸) بَعثِ حضرت سَالِم بن عُمَیر رضی اللہ عنہ

اسی سال، ماہ شَوّال میں، آپ ﷺ نے حضرت سَالِم بن عُمَیر بن ثَابِت کو اَبُو عَفَک (عَ + فَ + ک) یہودی کو قتل کرنے کے لئے بھیجا۔ اَبُو عَفَک کا تعلق بَنُو عَمرو بن عَوف سے تھا۔ وہ ایک سو بیس سال کا بوڑھا تھا۔ حضرت رسالت مآب ﷺ کے خلاف لوگوں کو بھڑکاتا تھا، آپ ﷺ کی ہجو میں شعر کہتا اور آپ کو گالیاں بکتا تھا۔

حضرت سَالِم رضی اللہ عنہ نے اسے پوشیدہ طور پر قتل کر دیا اور بچ کر نکل آئے۔[1]

---

[1] شدید گرمیوں کی ایک رات اَبُو عَفَک اپنے گھر کے صحن میں سویا ہوا تھا۔ حضرت سَالِم رضی اللہ عنہ کو اس کا علم ہو گیا آپ نے تلوار کی نوک اس کے دل پر رکھی اور پورا بوجھ اس پر ڈال دیا تلوار اس کے جسم سے پار ہو کر بستر میں کھب گئی۔ اللہ کے دشمن نے چیخ ماری۔ لوگ اکٹھے ہو گئے اور حضرت سالم رضی اللہ عنہ بچ کر نکل آئے۔ زرقانی علی المواہب صفحہ ۴۵۶ جلد ۱ حضرت اُمَامَہ مُرِیدِیَہ صَحَابِیَہ رضی اللہ عنہا نے اس مُوذِی کے قتل پر یہ شعر کہے۔

تُکَذِّبُ دِینَ اللّٰہِ وَ الْمَرْءَ اَحْمَدَا

(بقیہ حواشی اگلے صفحے پر)

بعض علماء نے فرمایا کہ یہ بعث پہلی مہم یعنی عَصمَاَء کے قتل کی مہم سے پہلے بھیجی گئی۔

(پچھلے صفحے کا بقیہ حواشی)

لِعَمْرِ الَّذِیْ اَمْنَاکَ اَنْ بِئْسَ مَا یُمْنٰی

حَبَاکَ حَنِیْفٌ اٰخِرَ اللَّیْلِ طَعْنَةً

اَبَا عَفَکٍ خُذْھَا عَلٰی کِبَرِ السِّنِ

ترجمہ: قسم ہے اس شخص کی جس نے تجھے ذبح کیا یقیناً بہت برا انسان ذبح کیا گیا تو اللہ کے دین اور حضرت اَحْمدِ مُجتبیٰ ﷺ کی تکذیب کرتا تھا۔ جس کا انعام ایک صاحبِ اِخلاص نے تجھے نیزہ کا ایک وار عطا کیا۔ اے ابو عفک اس بڑھاپے میں اس انعام کو قبول کر۔ زرقانی علی المواہب صفحہ ۴۵۶ جلد ۱ سیرت ابن ہشام

۳/ ہجری کے سَرایَا

(۱) سَرِیَّہ حضرت اَبُو سَلْمہ عَبْدُاللہ بن عَبْدُالْاَسَد مَخزُومِی رضی اللہ عنہ

غَزْوَۂ بَدْر اور غزوۂ فُرُع کے درمیانی عرصہ میں، محرم کی پہلی تاریخ کو، قَطَن کی جانب یہ مہم اِرسال کی گئی [۱]

قَطَن (قَ + طَ + ن) قبیلہ بَنی اَسَد کے ایک پہاڑ یا ایک چشمہ کا نام ہے۔

اس مہم میں نبی اَطہر صلی اللہ علیہ وسلم نے ڈیڑھ سو افراد روانہ فرمائے جن میں ایک آدمی بنی طے کا بھی تھا۔ جو اس دستہ کا گائیڈ تھا۔

مسلمانوں نے اس مہم میں بہت سامالِ غنیمت حاصل کیا۔ اس غنیمت سے حضرت اَبُو سلمہ رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے انتخاب [۲] الگ فرمایا اور خُمُس بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے جدا کیا۔ باقی مالِ غنیمت مجاہدین میں تقسیم فرمایا۔ ہر مجاہد کو سات اونٹ اور بکریاں حصہ کے طور پر ملیں۔

(۲) بَعثِ حضرت عَبْدُاللہ بن اُنَیس رضی اللہ عنہ

اسی سال، ماہ محرم الحرام میں حضرت عبداللہ بن اُنَیس رضی اللہ عنہ، کو تنہا سُفیان بن خالد بن نُبیحُ ہذلی اور اس کے ساتھیوں کی جانب بَطنِ عُرَنَہ کی جانب بھیجا گیا۔ [۳]

عُرَنَہ (عُ + رَ + نَ + ہ) عَرفَات کے قریب ایک جگہ کا نام ہے۔

---

[۱] نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر ملی کہ طُلَیحَہ بن خُوَیلَد اور سَلْمَہ بن خُوَیلَد اپنی قوم کو مسلمانوں پر حملہ کے لئے آمادہ کر رہے ہیں اس پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو سَلْمَہ رضی اللہ عنہ کو بلایا ان کے لئے جھنڈا تیار کروایا اور ان پر حملہ کرنے کا حکم دیا۔ زرقانی علی المواہب صفحہ ۴۳ جلد ۲

[۲] یہ انتخاب ایک غلام تھا۔ زرقانی علی المواہب صفحہ ۴۳ جلد ۲۔ دشمن کو مسلمانوں کی آمد کی خبر ہو گئی چنانچہ وہ بہت سامال چھوڑ کر بھاگ گئے۔ اس وجہ سے جنگ کی نوبت نہ آنے پائی۔ زرقانی علی المواہب صفحہ ۴۳ جلد ۲

[۳] دربارِ رسالت میں یہ اطلاع پہنچی کہ سُفیان بن خَالِد مسلمانوں کے خلاف لڑنے کے لئے ایک لشکر تیار کر رہا ہے۔ چنانچہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے خاتمہ کے لئے حضرت عَبْدُاللہ بن اُنَیس رضی اللہ عنہ کو روانہ فرمایا۔ زرقانی علی المواہب صفحہ ۴۳ جلد ۲

حضرت عُبَیدُ اللہ رضی اللہ عنہ ۵/ محرم الحرام ۴/ ہجری بروز پیر روانہ ہوئے آپ رضی اللہ عنہ نے سُفیان کو قتل کر دیا اور اس کا سر دربارِ رِسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں لا کر حاضر کر دیا [1]- آپ کی واپسی ۲۳/ محرم بروز ہفتہ کو ہوئی۔

(۴) سَرِیّۂ رَجِیع

اس سال صفر کے مہینے میں حضرت عَاصِم بن ثَابِت بن اَبِی الاَقلَح اَنصَارِیّ رضی اللہ عنہ کو نبی پاک صاحبِ لولاک صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دس صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سمیت عَضَل (ع + ض + ل) اور قَارَہ قبیلوں کی جانب روانہ فرمایا [2]- یہ دونوں قبیلے اِلیَاس بن مضر کی اولاد سے تھے۔

جب یہ جماعت رَجِیع کے مقام پر پہنچی تو دو سو تیر انداز کُفّار نے ان پر حملہ کر دیا آٹھ نے جامِ شہادت نوش فرمایا اور تین کو کفار نے قیدی بنالیا دشمن کی قید میں آنے والے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اسمائے گرامی یہ ہیں۔

۱- حضرت زَید بن دَثِنَہ رضی اللہ عنہ ۲- حضرت خُبَیب بن عَدِیّ رضی اللہ عنہ ۳- حضرت عَبدُ اللہ بن طَارِق رضی اللہ عنہ

ان تینوں کو لے کر کفار مکہ مکرم کی جانب چل پڑے جب مَرّالظَّہران کے مقام پر پہنچے جو مکہ مکرمہ سے ایک دن کی مسافت پر ہے۔ تو حضرت عَبدُ اللہ بن طَارِق رضی اللہ عنہ نے اپنا ہاتھ آزاد کرالیا اور ان کے ساتھ جانے سے اِنکار کر دیا مشرکین نے انہیں شہید کر دیا۔

---

[1] حضرت عبداللہ بن اُنَیس رضی اللہ عنہ نے اسے غافل پا کر قتل کیا۔ سر کاٹ کر فرار ہو گئے۔ دن کو چھپ جاتے اور رات کو سفر فرماتے۔ جب مدینہ منورہ پہنچے تو نبی اَطہر صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ رضی اللہ عنہ کو عَصَا اِنعام کے طور پر عطا فرمایا اور ارشاد فرمایا جنت میں اس پر سہارا لے کر کھڑے ہونا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے وصال سے پہلے وصیت فرمائی کہ اس عَصَا کو میرے کفن کے اندر رکھنا۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔ زرقانی شرح المواہب صفحہ ۶۴ جلد ۲ طبقات ابن سعد (اردو) ۳۹۴ جلد ۱

[2] ان دونوں قبیلوں کے کچھ افراد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی کچھ صَحَابۂ کِرام رضی اللہ عنہم کو ہمارے ساتھ روانہ فرما دیجئے۔ ہمیں قرآن مجید پڑھائیں شریعت اسلامیہ کے احکام سکھائیں اس پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت مَرثَد بن اَبِی مَرثَد غَنَوِیّ رضی اللہ عنہ، حضرت خَالِد بن بُکَیر لَیثِیّ رضی اللہ عنہ، حضرت عَاصِم بن ثَابِت بن اَبِی اَقلَح رضی اللہ عنہ، حضرت خُبَیب بن عَدِیّ رضی اللہ عنہ، حضرت زَید بن دَثِنَہ رضی اللہ عنہ، حضرت عَبدُ اللہ بن طَارِق رضی اللہ عنہ کو ان کے ساتھ روانہ فرمایا۔ سیرت ابن ہشام ۱۶۰ جلد ۳ (نوٹ: ابن ہشام نے تصریح فرمائی کہ اس دستہ میں چھ افراد شامل تھے۔ ابن ہشام کے حاشیہ میں ہے کہ ابن سعد نے جزم فرمایا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان (عَضَل اور قَارَہ کے لوگوں) کے ساتھ دس آدمی بھیجے تھے۔

حضرت خُبَیب اور حضرت زَید رضی اللہ عنہما ان کے پاس قیدی رہ گئے مشرکین نے انہیں مکہ مکرمہ لے جاکر کُفّارِ مکہ کے ہاتھ فروخت کر دیا۔ وہ وہاں ایک طویل عرصہ تک رہے۔ ۴/ہجری کے محرم الحرام کے گذرنے کے بعد انہوں نے ان ہر دو حضرات کو ایک دن شہید کر دیا رضی اللہ عنہما

رَجِیع راء کے فتحہ کے ساتھ، فَعِیل کے وزن پر ہُذَیل قبیلہ کے ایک چشمہ کا نام ہے جو مکہ مکرمہ اور عُسفَان کے درمیان، حِجَاز کے قریب ہے۔ عُسفَان سے اس کا فاصلہ آٹھ میل ہے۔ یہ واقعہ چونکہ اس چشمہ کے قریب ہوا اس لئے اسے اس نام سے موسوم کر دیا گیا۔

بعض علماء کا ارشاد ہے کہ سریۂ رَجِیع کی روانگی کی ابتداء صفر ۴/ ہجری کو ہوئی۔

فصل سوم

۴/ ہجری کے سَرایَا

(۱) سَرِیّہ حضرت مُنذِر بن عَمرو صَاعِدی رضی اللہ عنہ [1]

۴/ھ صفر کے مہینہ میں، غزوہ حَمرآءُ الاَسَد اور غَزوۂ بَنی نَضِیر کے درمیان حضرت مُنذِر بن عَمرو صَاعِدی رضی اللہ عنہ کی سرکردگی میں ایک مہم بیرِ مَعُونَہ کی طرف روانہ کی گئی۔

یہ سَرِیّہ قُراء حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم پر مشتمل تھا۔ ان کی تعداد ستر تھی۔ یہ سارے اصحابِ صفہ سے تھے جو قرآنِ مجید کی تلاوت فرماتے تھے۔

حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں رِعل، ذَکوان، عُصَیہ اور بنو لحیان کی جانب دعوت اسلام کے لئے بھیجا۔ کفار نے ان کو قتل کر دیا۔ ایک صحابی جن کا اسم گرامی حضرت عَمرو بن اُمَیہ رضی اللہ عنہ تھا کے سوا تمام نے شہادت پائی۔ وہ بچ کر بارگاہ رسالت ماب صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوئے اور اپنے ساتھیوں کے قتل کا واقعہ عرض کیا۔

اس سے قبل ان کی شہادت کے روز حضرت جبریل امین علیہ السلام نے حضرت رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع دے دی تھی۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ میں اپنے صَحابۂ کرام کے سامنے اسے بیان فرما دیا تھا۔ یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات میں سے ایک ہے۔

ان کفار پر نبی اطہر صلی اللہ علیہ وسلم کو شدید غصہ آیا چنانچہ ایک ماہ تک آپ صلی اللہ علیہ وسلم نمازِ فجر میں دعائے قنوت پڑھتے رہے اور ان کے حق میں بد دعا فرماتے رہے۔ آخر کار اللہ تعالیٰ نے یہ آیہ کریمہ نازل فرما کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس عمل سے روک دیا۔

لَیسَ لَکَ مِنَ الاَمرِ شَیءٌ اَو یَتُوبَ عَلَیھِم اَو یُعَذِّبَھُم فَاِنَّھُم ظٰلِمُونَ ○

ترجمہ: یہ بات تمہارے ہاتھ نہیں یا انہیں توبہ کی توفیق دے یا ان پر عذاب کرے کہ وہ ظالم ہیں۔

(آل عمران: ۱۲۸)

---

[1] اسے سریہ بیرِ مَعُونَہ اور سَرِیّہ قُراء بھی کہا جاتا ہے زرقانی علی المواہب صفحہ ۷۴ جلد ۲

اس حکمِ رَبّانی پر آپ ﷺ نے قنوت ترک فرمادی۔ جیسا کہ صحیح بخاری اور دیگر کتب میں مذکور ہے۔

بِیرِ مَعُوْنَہ (مَ + عُ + وْ + نَ + ہ) قبیلہ ہُذَیل کی ایک بستی کا نام ہے جو مکہ مکرمہ اور عسفان کے درمیان واقع ہے۔ حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے فتح الباری میں اسی طرح تحریر فرمایا ہے۔ اور ان کی پیروی میں علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی سیرت میں یونہی لکھا ہے۔ لیکن اِبْن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی سیرت میں لکھا کہ یہ مقام بنی عَامِر کے علاقہ اور بَنِی سُلَیْم کے حَرَّہ[1] کے مابین ہے اور حَرَّہ بَنِی سُلَیْم سے زیادہ نزدیک ہے

علامہ زرقانی نے اپنے شیخ رحمۃ اللہ علیہ سے نقل فرما کر مواہب لدنیہ کی شرح میں لکھا کہ ان دو اقوال میں تناقض نہیں کیوں کہ ممکن ہے کہ بَنِی ہُذَیل کی یہ بستی جو مکہ اور عسفان کے درمیان تھی، بَنِی عَامِر کے علاقہ اور بَنِی سُلَیْم کے حَرَّہ کے درمیان ہی ہو[2]

---

[1] حَرَّہ سیاہ پتھروں والی زمین کو کہتے ہیں۔

[2] زرقانی شرح مواہب لدنیہ صفحہ ۷۴ جلد ۲

۵/ ہجری کے سَرَایَا

(۱) سَرِیّہ زَید بن حَارِثہ رضی اللہ عنہ

غزوات میں درج ہو چکا کہ اس سال مندرجہ ذیل غزوات وقوع پذیر ہوئے۔

(۱) غزوہ دُومۃ الجندل۔

(۲) غزوہ بنی مُصطلِق۔

(۳) غزوہ خندق۔

(۴) غزوہ بنی قریظہ۔

اس سال کوئی سریہ روانہ نہیں کیا گیا۔ سِیَر و مغازی کی اکثر کتب سے یہی مستفاد ہوتا ہے۔

لیکن علامہ زرقانی رحمۃ اللہ علیہ نے مواہب لدنیہ کی شرح میں شیخ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کرکے یوں تحریر فرمایا کہ ۵/ ہجری جمادی الآخرہ میں حضرت زَید بن حَارِثہ رضی اللہ عنہ کی سربراہی میں نَجد کی جانب ایک سو سواروں کا دستہ روانہ کیا گیا۔ حضرت زَید بن حَارِثہ رضی اللہ عنہ کی باقی جنگی مہموں کا ذکر اس کتاب میں اپنے اپنے مقام پر درج ہوگا ان کا آخری سَرِیّہ، سَرِیّہ مُوتہ ہے جس میں آپ رضی اللہ عنہ نے شہادت پائی۔ اس کا ذکر بھی ان شاء اللہ ہوگا۔

(۲) سَرِیّہ حضرت بِلَال بن مَالک مُزنی رضی اللہ عنہ

اسد الغابہ میں علامہ ابن اثیر رحمۃ اللہ علیہ نے تحریر فرمایا کہ اس سال حضرت بِلَال بن مَالک مُزنی رضی اللہ عنہ (کی سرکردگی میں ایک دستہ) کو بنی کِنانہ کی طرف بھیجا گیا۔ انہیں اس دستہ کے آنے کی خبر ہوگئی اس پر انہوں نے اپنے مقام کو چھوڑ دیا۔ مسلمانوں کو اس مہم میں صرف ایک گھوڑا ہاتھ آیا۔

فصل پنجم

۶/ ہجری کے سَرَایَا

(۱) سریہ حضرت مُحمّد بن مَسلَمہ رضی اللہ عنہ

محرم الحرام ۶/ ھ میں تیس سواروں کو، حضرت محمد بن مَسلَمہ رضی اللہ عنہ کی سربراہی میں قُرطَا کی جانب مہم پر روانہ کیا گیا۔

اس مہم میں مسلمانوں کو ڈیڑھ سو اونٹ اور تین ہزار بکریاں غنیمت میں ملیں۔ حضور نبی پاک ﷺ نے اپنا خُمُس (1/5) علیحدہ فرما کر باقی مالِ غنیمت مجاہدین میں تقسیم فرما دیا۔ آپ ﷺ نے ایک اونٹ دس بکریوں کے برابر قرار دیا۔ امیرِ مہم حضرت مُحمّد بن مَسلَمہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

میں دس محرم الحرام کو اس مہم پر روانہ ہوا۔ انیس روز مدینہ طیبہ سے غیر حاضر رہا۔ جب واپس مدینہ منورہ میں آیا تو محرم الحرام کی ایک رات باقی تھی۔ مسلمانوں نے اس مہم میں حضرت ثُمامہ بن اُثَال حنفی [۱] رضی اللہ عنہ کو قیدی بنالیا۔ یہ یمامہ کے باشندوں کے سردار تھے۔ آخر کار وہ دولت ایمان سے مشرف ہوئے۔

---

[۱] جب آپ کو قیدی بنا کر مدینہ منورہ لایا گیا تو حضور اکرم ﷺ نے حکم دیا کہ انہیں مسجد کے ایک ستون کے ساتھ باندھ دیا جائے۔ اس ارشاد نبوی ﷺ کی تہ میں یہ حکمت تھی کہ وہ مسلمانوں کی نماز اور اس کے لئے ان کا جمع ہونا ملاحظہ کریں تاکہ ان کا دل نرم ہو۔ زاں بعد آپ ﷺ نے انہیں چھوڑ دیا۔ انہوں نے رہا ہونے کے بعد غسل کیا اور ایمان قبول کرلیا۔ اور عرض کرنے لگے یارسول اللہ ﷺ اللہ تعالیٰ کی قسم روئے زمین پر آپ ﷺ کی ذات سے بڑھ کر میرے لئے مبغوض کوئی ذات نہ تھی آج آپ ﷺ میرے لئے محبوب ترین ذات ہیں۔ آپ ﷺ کا دین میری نظروں میں سب سے ناپسندیدہ تھا۔ آج وہ میرے لئے محبوب ترین ہے۔ آپ ﷺ کے شہر سے زیادہ قابل نفرت میری نظروں میں کوئی شہر نہ تھا آج آپ ﷺ کا شہر میرے لئے محبوب ترین شہر ہے۔ ؎
خنک آن شہرے کہ در وے دل براست۔ پھر عرض کیا میں عُمرہ ادا کرنا چاہتا ہوں اگر آپ ﷺ اجازت عطا فرمائیں تو مکہ مکرمہ جاؤں۔ آپ ﷺ نے انہیں بشارتوں سے نوازا اور عُمرہ کا حکم دیا۔ مکہ مکرمہ آکر آپ رضی اللہ عنہ نے اہل مکہ پر واضح کر دیا کہ اب نبی کریم ﷺ کی اجازت کے بغیر یمامہ سے گندم کا ایک دانہ بھی مکہ مکرمہ نہیں پہنچ سکے گا۔ چنانچہ یمامہ پہنچ کر اس پر عمل کر دکھایا اب اہل مکہ پر قحط مسلط ہوگیا۔ یہاں تک کہ وہ جانوروں کا خون اور ان کے بال کھانے پر مجبور ہوگئے۔ اَبُوسُفیَان کو دربارِ رِسَالت میں حاضر ہو کر اس پابندی کو دور کرنے کے لئے عرض گذار ہونا پڑا۔ حضورِ اکرم ﷺ کی رحمتِ عامہ کا جوش ملاحظہ ہو کہ وہی کفار جو تھوڑا عرصہ پہلے اَحزَاب کی شکل میں مدینہ منورہ پر حملہ آور ہوئے تھے تاکہ دین حقہ کا اپنے ظالم ہاتھوں سے خاتمہ کر دیں اور شمعِ بزمِ ہدایت کو اپنی ناپاک پھونکوں سے بجھا دیں۔ جب قحط میں مبتلا ہوئے تو آپ ﷺ نے ان کے لئے غلہ کا انتظام فرما دیا۔

تیسرے باب میں ۶/ہجری کے واقعات میں اس کا ذکر آئے گا۔ ان شاء اللہ۔

قُرطا(قُ + رُ + طَ + ا) یعنی قاف پر پیش راء پر جزم اور آخر میں الف مقصورہ ہے۔ علامہ زرقانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ آخر میں الف ممدودہ ہے (یعنی اس کا تلفظ قُرطَاءَ ہے) یہ ایک قبیلہ کا نام ہے جو قَیس عَیلَان کے قبیلہ سے عبد بن بکر کی اولاد ہے۔ جو ضَرِیَہ کے نواح میں بَکَرات کے قریب منزل گزین تھے۔

بَکَرات، شَمخ کے پہاڑوں کا نام ہے۔ یہ قبیلہ ان پہاڑوں کے قریب رہتا تھا۔

ضَرِیَہ (ضَ + رِ + یَّ + ہ) بَنِی کِلَاب کی ایک بستی کا نام ہے۔ جو بصرہ سے مکّہ مکرمہ جاتے ہوئے رستہ میں پڑتی ہے۔ ضَرِیَہ اور مدینہ منورہ کے درمیان سات دنوں کی مسافت ہے۔

(۲) سَرِیّۂ حضرت عُکَّاشَہ بن مِحْصَن رضی اللہ عنہ

ربیع الاول کے مہینہ میں حضرت عُکَّاشَہ[1] بن مِحْصَن رضی اللہ عنہ کو غَمر مَرزُوق کی جانب نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے چالیس سواروں کے ساتھ روانہ فرمایا۔

یہ دستہ دو سو اونٹ غنیمت کے طور پر لے کر واپس آیا۔ جنگ کی نوبت نہ آنے پائی اور نہ ہی مسلمانوں کو جانی نقصان برداشت کرنا پڑا۔ خیر و عافیت سے مدینہ طیبہ واپس پہنچے۔

غَمر (غَ + مْ + ر)، مَرزُوق کی جانب مضاف ہے جو مَفعُول کے وزن پر ہے۔ مضاف اور مضاف الیہ سے مرکب یہ لفظ، مکّہ معظمہ کے راستہ پر بنی اَسَد کے ایک چشمہ کا نام ہے۔

(۳) سریہ حضرت مُحَمَّد بن مَسلَمَہ رضی اللہ عنہ

اسی سال ربیع الاول ہی میں حضرت مُحَمَّد بن مَسلَمَہ رضی اللہ عنہ کو بَنِی مَعْوِیہ اور بَنِی عُوَال کی سرکوبی کے لئے رَبَذہ کے راستہ پر واقع ایک مقام ذُوالقَصَّہ کی طرف ارسال کیا گیا۔

بعض علماء کا ارشاد ہے کہ یہ مہم ربیع الآخر میں بھیجی گئی۔

بَنِی مَعْوِیہ: (بَ + نِ + یْ + مَ + عْ + وِ + یَ + ہ) یعنی میم پر زبر، عین پر جزم اور واو کی زیر اور اس کے بعد تائے تانیث کے ساتھ ہے۔ (جو بحالت وقف "ھ" میں تبدیل ہو جاتی ہے۔)

بَنِی عُوَال (بَ + نِ + یْ) + عُ + وَ + ا + ل) یعنی عین پر پیش اور واوَ پر تشدید کے بغیر ہے۔

---

[1] عُکَّاشَہ میں کاف مُشَدَّد ہے۔ کبھی اسے بغیر تشدید کے پڑھا جاتا ہے۔ زرقانی علی المواہب جلد۔۲ ص ۱۵۳۔

نبی پاک ﷺ نے حضرت مُحمّد بن مَسلَمہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ دس [1] افراد بھیجے تھے۔ کفار اس دستہ پر غالب آئے اور ان میں سے زیادہ تر کو شہید کر دیا۔ [2] جب یہ خبر حضرت رِسالت مآب ﷺ کو ملی تو آپ ﷺ نے ان کے پیچھے حضرت اَبُوعُبَیدَہ بن جَرّاح رضی اللہ عنہ کو بھیجا۔ آپ نے ان صَحابہ رضی اللہ عنہم کی شہادت کا انتقام لیا، جس کا ذکر عنقریب آرہا ہے۔

ذُوالقَصّہ: (ذُ + و + ا + لُ + قَ + صّ + ہ) یعنی قاف پر زبر اور صاد پر تشدید کے ساتھ مدینہ منورہ سے قریب ایک بستی کا نام ہے مدینہ طیبہ اور اس کا درمیانی فاصلہ چوبیس میل ہے۔

رَبذَہ (رَ + بَ + ذَ + ہ) یعنی راء با اور ذال تینوں پر زبر اور آخر میں تائے تانیث ہے (جو وقف میں ہا سے تبدیل ہو جاتی ہے) یہ مدینہ طیبہ کے نزدیک ذات عرق کے پاس، عراقی حجاج کرام کے راستہ پر ایک جگہ کا نام ہے۔

(۴) سَرِیّہ حضرت اَبُوعُبَیدَہ بن جَرّاح رضی اللہ عنہ

ربیع الآخر کے مہینہ میں نبی پاک صاحبِ لولاک ﷺ نے حضرت اَبُوعُبَیدَہ بن جَرّاح رضی اللہ عنہ کو چالیس سوار کی قیادت عطا فرما کر ذُوالقَصّہ کی جانب روانہ کیا۔ یہ لشکر آپ ﷺ نے اس وقت روانہ فرمایا جب یہ خبر پہنچی کہ کفار حضرت مُحمّد بن مَسلَمہ رضی اللہ عنہ کے دستہ پر غالب رہے ہیں اور انہوں نے اس دستہ کے اکثر شرکاء کو شہید کر دیا ہے۔

حضرت اَبُوعُبَیدَہ رضی اللہ عنہ ہفتہ کے دن ۲۸/ ربیع الآخر ۶/ھ کو اس مہم پر روانہ ہوئے۔ مسلمانوں کو بہت سے چوپائے غنیمت میں ہاتھ آئے نبی اَطہر ﷺ نے خُمُس نکال کر باقی مالِ غنیمت شرکائے مہم میں تقسیم فرما دیا۔

---

[1] ان کے اسمائے گرامی کی تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو۔ زرقانی علی المواہب جلد ۲ صفحہ ۱۵۴

[2] زرقانی علی المواہب جلد ۲ صفحہ ۱۵۴ میں ہے کہ سوائے حضرت محمد بن مسلمہ کے تمام شہید ہو گئے۔

(۵) سَرِیّۂ حضرت زَید بن حَارِثہ رضی اللہ عنہ

ربیع الآخر کی آخری تاریخ حضرت زَید [1] بن حَارِثہ رضی اللہ عنہ کو جَمُوم کے مقام پر مقیم بنی سُلَیم کی جانب بھیجا گیا۔

بعض علماء فرماتے ہیں کہ مہم ربیع الاول میں روانہ ہوئی تھی۔

جَمُوم: (جَ + مُ + وْ + م) مدینہ منورہ سے چار برد (اڑتالیس میل) کے فاصلہ پر بَطنِ نَخْل کے قریب ایک بستی کا نام ہے۔

حضرت زَید بن حَارِثہ رضی اللہ عنہ نے ان کے بہت سے افراد کو قید کر لیا۔ ان کے چوپایوں اور بکریوں کو ہانک لیا اور مدینہ طیبہ لوٹ آئے۔

(۶) سریہ حضرت زَید بن حَارِثہ رضی اللہ عنہ

جمادی الاولیٰ اور بعض علماء کے مطابق جُمادَی الْآخِرہ میں، غزوہ حُدَیْبِیَہ سے قبل، حضرت رِسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زَید بن حَارِثہ رضی اللہ عنہ کو عِیص کی جانب روانہ فرمایا۔

عِیص: عِ + یْ + ص، ذی المروہ کے نزدیک اُس وقت مدینہ طیبہ سے چار راتوں کی مسافت پر ایک جگہ کا نام تھا۔

اس مہم کو سریہ قَرَدَہ: قَ + رَ + دَ + ہ بھی کہتے ہیں۔ یہ ذی المروہ کے قریب نَجْد کے چشموں میں سے ایک چشمے کا نام ہے۔

حضور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک سو ستر سواروں کے ہمراہ آپ رضی اللہ عنہ کو روانہ فرمایا۔ انہوں نے قریش کے تجارتی قافلہ کو جا لیا۔ جو شام سے واپس آ رہا تھا۔ مسلمانوں نے اس قافلہ کا تمام مال و اسباب حاصل کر لیا۔ چاندی کی بہت بڑی مقدار ان کے ہاتھ لگی۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے تقسیم فرما دیا اور اپنا خُمُس نکال لیا۔ اس خُمُس (۱/۵) کی قیمت پچیس ہزار درہم تھی۔

---

[1] حضرت زَید اور ان کے والد رضی اللہ عنہما حضرت رِسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے محبوب صحابی تھے۔ آپ کے صاحبزادے حضرت اُسامہ رضی اللہ عنہ بھی صحابئ رسول ہیں۔ حضرت صدیقہ بنت صدیق رضی اللہ عنہما فرماتی ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے جب آپ رضی اللہ عنہ کو کسی مہم پر بھیجا اس کی امارت آپ رضی اللہ عنہ کو عطا فرمائی۔ اگر کسی غزوہ سے آپ رضی اللہ عنہ کو پیچھے چھوڑا تو اپنا نائب مقرر فرمایا۔ حضرت سَلَمہ بن اَکْوَع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غَزَوَات میں شرکت کی اور حضرت زَید بن حَارِثہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ بھی سات مہموں میں حصہ لیا۔ ان تمام میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں امیر مقرر فرمایا۔ زرقانی علی المواہب جلد ۲/ صفحہ ۱۵۵

(۷) سَرِیَہ حضرت زَید بن حَارِثہ رضی اللہ عنہ

جُمَادیٰ الاُخریٰ میں حضرت زَید بن حَارِثہ رضی اللہ عنہ کو طَرف کی جانب روانہ کیا گیا۔ علامہ ابن کثیر نے لکھا کہ یہ فوج جُمَادی الاُولیٰ میں بھیجی گئی۔

طَرَف: طَ + رَ + ف۔ یعنی طاء اور راء کی زبر کے ساتھ، بنی ثَعلَبَہ بن سَعد کے چشمہ کا نام ہے جو مدینہ منورہ سے چھتیس اور بقول بعض علماء پینتیس میل کے فاصلہ پر عراق کی جانب جانے والے راستہ پر واقع ہے۔

علامہ زرقانی نے فرمایا کہ طرف: طَ + رِ + ف۔ یعنی طاء پر زبر اور راء کے نیچے زیر ہے۔

پندرہ افراد اس مہم میں حضرت زید رضی اللہ عنہ کے ہمراہ تھے۔ دشمن کے بیس اونٹ غنیمت کے طور پر لائے۔ اس مہم میں جنگ کی نوبت نہ آئی۔

(۸) سَرِیَہ حضرت زَید بن حَارِثہ رضی اللہ عنہ

حضور تاجدارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جُمَادیٰ الاُخریٰ میں حضرت زَید بن حَارِثہ رضی اللہ عنہ کو بَنی جُذَام کی سرکوبی کے لئے روانہ فرمایا۔ یہ قبیلہ حِسْمیٰ کے علاقہ میں وَادِی القُریٰ کے پار اقامت پذیر تھا۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ رضی اللہ عنہ کے ہمراہ پانچ سو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو روانہ فرمایا۔

مسلمانوں کو ایک ہزار اونٹ پانچ ہزار بھیڑیں اور ایک سو عورتیں اور بچے قیدی ہاتھ لگے۔ اس قبیلہ کے سردار حضرت رِفَاعَہ بن زَید جُذَامِی رضی اللہ عنہ اپنے خاندان کے دس افراد سمیت بارگاہ نبوی میں حاضر ہوئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ایمان قبول کیا۔ چنانچہ ان کے مال اور قیدی حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے لوٹا دیئے۔

حِسْمیٰ: حِ + سْ + مَ + ی حاء کی زیر کے ساتھ۔ صَحرَاء میں ایک مقام کا نام ہے جہاں بلند پہاڑ واقع ہیں۔ جن کے پہلو خشک ہیں۔ ان پر ہروقت سیاہ رنگ کا غبار موجود رہتا ہے۔

(۹) سَرِیۂ حضرت اَبُوبَکر صِدِّیق رضی اللہ عنہ

جُمَادیٰ الآخرہ یا رجب میں، وَادِی القُریٰ میں آباد، بنی فَزَارہ کی گوشالی کے لئے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی سربراہی میں، یہ فوجی مہم حضرت زَید بن حَارِثہ رضی اللہ عنہما کے سَرِیَہ سے پہلے روانہ کی گئی جو وَادِی القُریٰ میں بھیجا گیا اس کا ذکر اس کے متصل بعد آتا ہے۔

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے دستہ میں ایک سو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم شامل تھے۔ انہوں نے بہت سے مشرکین کو قتل کیا اور کچھ کو قیدی بنالیا۔

وَادِیُ الْقُریٰ کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ یہ ایک ایسی وَادی ہے جس میں بہت سے گاؤں آباد ہیں۔ یہ مدینہ منورہ کے قریب، شام کی جانب سے آنے والے راستہ پر واقع ہے۔

(۱۰) سَرِیَہٴ حضرت زَید بن حَارِثہ رضی اللہ عنہ

رجب میں حضرت زَید بن حَارِثہ رضی اللہ عنہما کو بھی وَادِی الْقُریٰ میں مقیم بنی فَزارَہ کی جانب ارسال کیا گیا۔ اس وقت وہاں مذحج اور قضاعہ کا ایک گروہ بھی جمع ہو چکا تھا۔ اس مہم میں جنگ کی باری نہ آئی۔

(۱۱) سَرِیَہٴ حضرت عَبدُالرَّحمٰن بن عَوف رضی اللہ عنہ

شعبان کے مہینہ میں حضرت عَبدُالرحمٰن بن عَوف رضی اللہ عنہ کو دُومَتہُ الجَندَل کی جانب مہم پر روانہ کیا گیا۔
حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ رضی اللہ عنہ کو روانگی سے قبل طلب فرمایا اپنے سامنے بٹھایا اپنے دست اقدس سے ان کے سر پر عِمَامَہ باندھا۔ [۱] اور سات سو افراد کا امیر لشکر بنا کر آپ رضی اللہ عنہ کو کوچ کا حکم دیا۔
جب آپ رضی اللہ عنہ (لشکر سمیت) دُومَتہُ الجَندَل پہنچے تو وہاں کے باشندوں کو اسلام کی دعوت دی ان میں سے اکثر نے آپ رضی اللہ عنہ کی دعوت پر لبیک کہا اور ایمان قبول کر لیا، اور جنہیں اسلام میں داخل ہونے کی توفیق نہ ہوئی انہوں نے جِزیَہ دینا قبول کر لیا۔
دُومَتہُ الجَندَل کی وضاحت اور اس کا تلفظ غَزَوَاتِ نبوی کے باب کی ۵/ھ کے غزوات کی فصل میں گذر چکا ہے۔

(۱۲) سَرِیَہٴ حضرت زَید بن حَارِثہ رضی اللہ عنہ:

اسی سال حضرت زَید بن حَارِثہ رضی اللہ عنہ کو مَدیَن کی جانب مہم پر روانہ کیا گیا ان کے ساتھ حضرت ضُمَیرہ رضی اللہ عنہ بھی تھے جو حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام تھے۔ اس مہم میں قیدی ہاتھ آئے۔
مَدیَن حضرت شُعَیب علیہ السلام کی قوم کا شہر ہے جو تَبُوک کے مقابل بَحرِ قُلزُم پر واقع ہے دونوں کے درمیان پیدل چھ دن کی مسافت ہے۔ تبوک سے یہ بڑا شہر ہے۔

---

[۱] اس عِمَامَہ کا رنگ سیاہ تھا اور وہ کھدر کا تھا۔ نبی پاک صاحبِ لولاک صلی اللہ علیہ وسلم نے چار انگل کے برابر شملہ پیچھے چھوڑا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ انہیں جھنڈا سپرد کریں چنانچہ انہوں نے حکم کی تعمیل فرمائی۔ جلد ۴/ صفحہ ۳۰۹ سیرت ابن ہشام

(۱۳) سَرِیّۂ حضرت عَلیّ المُرتَضٰی کَرّمَ اللّٰہُ وَجہَہٗ

اسی سال، شعبان میں، حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو بنو سعد بن بکر کی گوشمالی کے لئے فَدَک کی جانب روانہ کیا گیا۔ آپ رضی اللہ عنہ کے ہمراہ سو افراد تھے۔ مسلمانوں کو پانچ سو اونٹ اور دو ہزار بھیڑیں غنیمت کے طور پر ملیں۔

فَدَک: فَ + دَ + ک فا اور دال کی زبر کے ساتھ۔ مدینہ منورہ سے چھ راتوں کی مسافت پر خَیبر کے قریب ایک مقام کا نام ہے۔ یہی درست ہے۔ بعض علماء فرماتے ہیں کہ اس سے کم فاصلہ پر واقع ہے۔

(۱۴) سَرِیّہ حضرت زَید بن حَارِثہ رضی اللہ عنہ

حضرت زَید بن حَارِثہ رضی اللہ عنہ کو بَنیٔ فَزارہ کی سرکوبی کے لئے دوسری بار وَادِیِ القُریٰ کی مہم پر روانہ کیا گیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے بعض کفار کو قتل کر دیا اور کئی ایک کو قید کر لیا۔

قیدیوں میں سے اُمّ قِرفہ: قِ + رْ + فَ + ہ۔ بھی تھی جس کا نام فَاطِمہ بنت رَبِیعہ بن بَدر بن حذیفہ تھا۔ اپنی قوم کے باعزت افراد میں سے تھی۔ حتیٰ کہ اس کی عزت کے متعلق یہ کہاوت استعمال کی جاتی ہے۔

لَوْ کُنْتَ اَعَزَّ مِنْ اُمِّ قِرْفَہ (اگرچہ تو ام قرفہ سے زیادہ باعزت ہے) اس کے گھر میں پچاس ایسی تلواریں معلق تھیں جن کے مالک کَلَالَہ فوت ہوئے۔ (یعنی بوقت وفات نہ ان کا باپ زندہ تھا اور نہ ہی اولاد میں سے کوئی باقی تھا) اور وہ اس کے محرم رشتہ دار تھے۔ اس کے بارہ بیٹے تھے۔

(۱۵) سَرِیّۂ حضرت عَبدُاللّٰہ بن عَتِیک رضی اللہ عنہ

ابن سعد کے قول کے مطابق رَمَضان المبارک ۶/ ہجری میں حضرت عَبدُاللّٰہ بن عَتِیک اَنصَارِی رضی اللہ عنہ کو پانچ یا سات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی معیت میں اَبُو رَافع یہودی کی جانب بھیجا گیا۔

علامہ عراقی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے اَلفِیَّۃ میں اس مہم کو پہلے ذکر فرمایا ہے۔ بعض علماء فرماتے ہیں کہ ۵/ھ یا ۴/ھ کے ذی الحجہ کے مہینہ میں یہ مہم روانہ کی گئی۔

ایک قول کے مطابق غَزوۂ اُحُد سے قبل رجب ۳/ھ میں یہ دستہ روانہ ہوا۔ اَبُو رَافع یہودی کا نام سَلَّام بن اَبِی الحُقَیق تھا۔

رَاجح قول کے مطابق سَلَّام لام کی تشدید کے ساتھ ہے۔ حُقَیق تصغیر کے صیغہ کے ساتھ ہے۔

یہ یہودی خیبر کے قریب حِجَاز کے علاقہ میں اپنے قلعہ میں رہتا تھا۔ حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کو ایذاء پہنچاتا

تھا (اور حملہ کے لئے) مختلف گروہ جمع کر رہا تھا۔

حضرت عبدُاللہ بن عَتیک رضی اللہ عنہ نے اسے راتوں رات چھپ کر قتل کر دیا اس کے قتل کا قصہ صحیح بخاری وغیرہ میں تفصیل سے مذکور ہے۔

(۱۶) سَرِیَۂ حضرت عبدُاللہ بن رَوَاحہ رضی اللہ عنہ

اسی سال اور بقولِ دیگر (اس سے اگلے سال یعنی) ۷/ہجری میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عَبدُاللہ بن رَوَاحہ رضی اللہ عنہ کو تیس صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سمیت، خَیبر میں اُسَیر[1] بن رِزَام یہودی کی جانب بھیجا۔

اُسَیر: اُ + سَ + یْ + ر تصغیر کے صیغہ کے ساتھ ہے۔

اس دستہ میں حضرت عبداللہ بن عَتیک رضی اللہ عنہ (جو اس سے قبل مذکور سَرِیَّہ کے کمانڈر تھے) اور حضرت عَبدُاللہ بن اُنَیس رضی اللہ عنہ بھی شامل تھے۔

انہوں نے اس یہودی سے آ کر کہا کہ حضرت رِسَالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں تمہیں اپنے پاس بلانے کے لئے بھیجا ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم تمہیں خَیبر کا عامل مقرر فرمانا چاہتے ہیں' اور تمہارے ساتھ نیک سلوک کا ارادہ رکھتے ہیں۔

اُسَیر نے بھی اس میں رغبت کا اظہار کیا اور مسلمانوں کے ساتھ چل پڑا۔ تیس یہودی بھی اس کے ساتھ ہو لئے۔ دورانِ راہ یہودی مسلمانوں سے دشمنی اور بدعہدی کرنے لگے۔ اس پر حضرت عَبدُاللہ بن اُنَیس رضی اللہ عنہ نے اُسَیر کو قتل کر دیا۔ اس کے ساتھی مسلمانوں سے جنگ کے لئے تیار ہو گئے۔ چنانچہ ان سب کو مسلمانوں نے وَاصِلِ جہنم کر دیا۔ صرف ایک یہودی بچا جو بھاگ گیا۔ مسلمانوں کا کوئی جانی نقصان نہ ہوا۔

(۱۷) سَرِیَہ حضرت کُرز بن جَابِر فِہرِیّ رضی اللہ عنہ

اس سریہ کی روانگی میں اختلاف ہے۔ اس کے بارے میں مندرجہ ذیل مختلف اقوال ہیں:

۱۔ شوال ۶/ھ ۲۔ جُمَادَی الآخرہ ۶/ھ ۳۔ ذی الحجہ ۶/ھ۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت کُرز بن جَابِر کو عُکل اور عُرَینَہ قبیلوں کی سرزنش کے لئے روانہ فرمایا۔

بعض علماء نے فرمایا کہ آپ رضی اللہ عنہ کو عُرَنِیِّین کی گوشمالی پر مقرر فرمایا گیا اس نسبت میں عُرَینَہ قبیلہ

---

[1] سیرت ابن ہشام میں اس یہودی کا نام یُسَیر بن رِزَام درج ہے۔

کی کثرت کالحاظ کرکے مہم کو اس کی جانب منسوب کر دیا گیا۔ کیوں کہ اس مہم کا ہدف دونوں قبیلوں کے افراد تھے۔ بعض ان میں عُکل سے تعلق رکھتے تھے اور بعض عُرَینَہ قبیلہ سے۔ ان کی تعداد آٹھ تھی۔ یہ وہی تھے جو بارگاہِ نبوی میں حاضر ہوئے، ایمان قبول کیا، مدینہ منورہ میں رہے پھر وہاں سے آپ ﷺ کے حکم سے صدقہ کے مویشیوں کے پاس آٹھہرے۔ وہاں انہوں نے نبی اَطہر ﷺ کے خادم چرواہے کو شہید کر دیا جس کا نام حضرت یَسَار رضی اللہ عنہ تھا اور اونٹ ہانک کر چل دیئے۔

حضور مدنی تاجدار ﷺ نے حضرت کُرز رضی اللہ عنہ کو بیس سواروں کے ہمراہ انکے تعاقب میں بھیجا۔ مسلمانوں نے انہیں پکڑلیا اور بارگاہ نبوت میں پیش کر دیا۔ انکے بارے میں قرآن مجید کی یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

اِنَّمَا جَزَآءُ الَّذِیْنَ یُحَارِبُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَیَسْعَوْنَ فِی الْاَرْضِ فَسَادًا اَنْ یُّقَتَّلُوْۤا اَوْ یُصَلَّبُوْۤا اَوْ تُقَطَّعَ اَیْدِیْهِمْ وَاَرْجُلُهُمْ مِّنْ خِلَافٍ اَوْ یُنْفَوْا مِنَ الْاَرْضِ ؕ ذٰلِكَ لَهُمْ خِزْیٌ فِی الدُّنْیَا وَلَهُمْ فِی الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ عَظِیْمٌ۔ (المائدہ: ۳۳)

بلاشبہ ان لوگوں کی سزا جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ سے جنگ کرتے ہیں اور زمین میں فساد برپا کرنے کی کوشش کرتے ہیں، یہ ہے، کہ انہیں چن چن کر قتل کیا جائے یا سولی دیا جائے یا ان کے ہاتھ اور پاؤں مختلف طرفوں سے کاٹے جائیں یا انہیں جلاوطن کر دیا جائے۔ یہ تو ان کے لئے دنیا میں رسوائی ہے اور آخرت میں ان کے لئے (اس سے بھی) بڑی سزا ہے۔

حضور نبی کریم ﷺ نے ان کے ہاتھ اور پاؤں مخالف سمتوں سے کٹوا دیئے ان کی آنکھیں پھوڑ دیں اور سیاہ پتھروں پر انہیں پھینک دیا وہیں وہ جہنم کا ایندھن بن گئے۔

(۱۸) بَعث حضرت عَمرو بن اُمَیَّہ ضَمرِی رضی اللہ عنہ

حضرت محبوب کردگار ﷺ نے، اسی سال، حضرت عَمرو بن اُمَیَّہ ضَمرِی رضی اللہ عنہ کو، مکہ مکرمہ میں، اَبُوسُفیَان کو اس کے کرتوت کے بدلے میں، بحالتِ غفلت قتل کرنے کے لئے بھیجا۔

اس سے قبل اَبُوسُفیَان نے حضرت رسولِ اکرم ﷺ کو چپکے سے قتل کرنے کے لئے ایک شخص کو بھیجا تھا۔ [۱]

---

[۱] ابوسفیان نے ایک اعرابی کو حضور سرورِ کائنات ﷺ کو شہید کرنے کے لئے مکہ مکرمہ سے روانہ کیا۔ اسے سواری کے لئے اونٹ

(بقیہ حواشی اگلے صفحے پر)

حضرت عَمرو مکّہ مکرمہ میں پہنچے اَبُوسُفیَان تو قابو میں نہ آسکا لیکن مکّہ مکرمہ سے باہر دو کافر قابو میں آگئے آپ نے دونوں کو قتل کر دیا۔ ان میں سے ایک عَمرو بن عُبَیدُاللہ بن مَالِک قُرشی تیمی تھا اور دوسرا بَنِی دِیل سے تھا۔ [1]

زاں بعد آپ ان دو آدمیوں سے ملے جنہیں قُریش نے مدینہ منورہ (جاسوسی) کے لئے بھیجا تھا۔ آپ نے ان میں سے ایک کو قتل کر دیا اور دوسرے کو قیدی بنالیا اور مدینہ منورہ لے آئے۔

علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام سے یوں ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت عَمرو رضی اللہ عنہ کو اس مہم پر سریہ عُرَنِیّین کے بعد بھیجا گیا۔ مواہب لدنیہ میں علامہ قسطلانی قدس سرہ نے اس کی صراحت فرمائی ہے۔ اور یہ بھی اضافہ فرمایا کہ یہ مہم غَزوَۂ حُدَیبِیَہ سے پہلے بھیجی گئی۔ [2] ان صراحتوں کا تقاضا یہ ہے کہ حضرت عَمرو بن اُمَیّہ رضی اللہ عنہ کو جُمَادَی الآخِرَہ اور ۶/ھ ذی قعدہ کے درمیان بھیجا گیا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(پچھلے صفحے کا بقیہ حواشی)

اور سفر کے لئے خرچ مہیا کیا۔ وہ مدینہ منورہ پہنچا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے اسے دیکھتے ہی پہچان لیا اور فرمایا یہ دھوکے کے ارادہ سے آیا ہے حضرت اُسَید بن حُضَیر رضی اللہ عنہ نے اس کے تہبند کے کونے سے پکڑ کر کھینچا تو خنجر برآمد ہوا۔ نبی پاک ﷺ نے اس سے پوچھا تو کون ہے اس نے زندگی کی اَمان طلب کی آپ ﷺ نے اسے اَمان دے دی تو اس نے سارا قصہ کہہ سنایا۔ مواہب لدنیہ مع شرح زرقانی جلد ۲/ صفحہ ۱۷۸

[1] بَنِیْ دِیل کا یہ آدمی یہ شعر گا رہا تھا۔ وَلَسْتُ بِمُسْلِمٍ مَادُمْتُ حَیًّا + وَلَسْتُ اَدِیْنُ دِیْنَ الْمُسْلِمِیْنَا۔ (جب تک میری زندگی ہے میں اسلام قبول نہ کروں گا اور نہ ہی مسلمانوں کا دین اختیار کروں گا۔)

[2] علامہ قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس مہم کے متصل بعد غَزوَۂ حُدَیبِیَہ کا ذکر فرمایا ہے۔

۷/ ہجری کے سَرایَا

(۱) سَرِیَّۂ حضرت اَبان بن سَعِید رضی اللہ عنہ

حضرت اَبان بن سَعِید بن عَاص بن اُمَیہ رضی اللہ عنہ کی سرکردگی میں یہ مہم نَجد کی جانب بھیجی گئی۔ حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے غَزوَۂ خَیبر کی جانب کوچ سے پہلے یہ مہم مدینہ منوّرہ سے روانہ فرمائی جو چند صَحابۂ کِرام رضی اللہ عنہم پر مشتمل تھی۔

جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم غَزوَۂ خَیبر سے فارغ ہوچکے تو یہ دستہ خَیبر کے مقام پر ہی بارگاہِ نبوی میں حاضر ہوا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خَیبر کی غنیمت کے حصہ داروں میں ان کو شامل نہ فرمایا بلکہ اس کے مال غنیمت سے عَطِیَّہ کے طور پر کچھ عطا فرمادیا۔ اس دستہ کی واپسی' حضرت اَبُوہُرَیرَہ رضی اللہ عنہ کی دربارِ رِسَالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضری کے ساتھ ہی ہوئی جو اپنے قبیلہ بَنِی دَوْس کے افراد سمیت یمن سے حاضر ہوئے تھے۔

صحیح بخاری میں حضرت اَبُوہُرَیرَہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں بارگاہِ نبوی میں خَیبر کے مقام پر فتح کے بعد حاضر ہوا۔ میں نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرا حصہ بھی عطا فرمایئے تو سَعِید بن عَاص کے ایک بیٹے جو کہ حضرت اَبَان رضی اللہ عنہ تھے' نے کہا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ان کو حصہ عطا نہ فرمایئے۔

حضرت اَبُوہُرَیرَہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اس پر میں نے عرض کیا۔ یہ اِبْن قَوْقَل [۱] کا قاتل ہے۔ جواب میں حضرت اَبَان رضی اللہ عنہ گویا ہوئے۔ عجیب بات ہے کہ وَبْر (نامی ایک جانور جو بلی کا ہم شکل لیکن جسم میں اس سے چھوٹا ہوتا ہے) یمن کے علاقہ کے پہاڑ ضان کی چوٹی سے اتر آیا ہے اور مجھے ایک مسلمان کے قتل کا الزام دیتا ہے۔ جبکہ اللہ تعالیٰ نے اسے میرے ہاتھوں سے عزت عطا فرمائی۔ (شہادت کا مرتبہ عطا فرمایا) اور مجھے اس کے

---

[۱] ابن قَوْقَل کا نام حضرت نُعمان بن ثَعلَبہ رضی اللہ عنہ تھا۔ ثَعلَبہ کو قَوْقَل بھی کہتے تھے۔ اس لئے حضرت نُعمان رضی اللہ عنہ ابن قَوْقَل کے نام سے مشہور تھے۔ قَوْقَل ہردو قاف کے زبر اور واؤ کی جزم کے ساتھ ہے۔ حضرت نُعمان بن ثَعلَبہ رضی اللہ عنہ بَدر و اُحُد میں شریک ہوئے اُحُد میں اَبَان بن سَعِید کے ہاتھوں شہید ہوئے جو ابھی مشرف بایمان نہ ہوئے تھے۔ عمدۃ القاری للعینی جلد۱۷/ صفحہ۲۵۶ مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ۔

ہاتھوں سے رسوانہ کیا (اگر وہ مجھے بحالت کفر قتل کر دیتے تو میں دنیا و آخرت میں رسوا ہوتا)۔ [1]

(۲) سَرِیَّہ حضرت فَارُوقِ اَعْظَم رضی اللہ عنہ

اس سال شعبان کے مہینے میں حضرت عُمَر بن خَطَّاب رضی اللہ عنہ کو تُرَبَہ کی مہم پر بھیجا گیا۔

تُرَبَہ (تُ + رَ + بَ + ہ) یعنی تا کی پیش راء کی زبر اس کے بعد ب اور آخر میں تائے تانیث کے ساتھ مکہ معظمہ کے قریب ایک وَادِی کا نام ہے مکہ مکرمہ سے اس کا فاصلہ دو روز کی مسافت ہے۔ ھَوَازِن قبیلہ کے باقی ماندہ کفار وہاں مقیم تھے۔

حضرت عُمَر فَارُوق رضی اللہ عنہ تیس سواروں کی ہمراہی میں اس مہم پر روانہ ہوئے۔ جب دشمن کو مسلمانوں کی آمد کی خبر ملی تو بھاگ نکلے۔

حضرت عُمَر رضی اللہ عنہ کو جنگ کی نوبت نہ آئی اور مدینہ طیبہ واپس آ گئے۔

(۳) سَرِیَّہ حضرت صِدِّیق اَکْبَر رضی اللہ عنہ

ماہ شعبان میں اسی سال امیرالمومنین حضرت اَبُوبَکْر صِدِّیق رضی اللہ عنہ کو وَادِی الْقُرٰی کے قریب نَجْد میں بَنِیْ کِلَاب کی جانب مہم پر بھیجا گیا۔

آپ رضی اللہ عنہ نے مشرکین کے بعض افراد کو جہنم رسید فرمایا اور بعض کو پکڑ کر قیدی بنالیا اور مدینہ منورہ واپس آ گئے۔

(۴) سَرِیَّہ حضرت بَشِیْر بن سَعْد رضی اللہ عنہ

اسی شعبان میں حضرت بَشِیْر بن سَعْد رضی اللہ عنہ کی سربراہی میں ایک دستہ بَنُو مُرَّہ سے قِتَال کے لئے فَدَک بھیجا گیا۔

نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ رضی اللہ عنہ کو تیس سواروں کے ہمراہ روانہ فرمایا جن میں حضرت اُسَامَہ بن زَید رضی اللہ عنہ حضرت اَبُو مَسْعُود عَبْدَرِی رضی اللہ عنہ اور حضرت کَعْب بن عُجْرَہ رضی اللہ عنہ شامل تھے۔

---

[1] یہ حضرت اَبَان بن سَعِید رضی اللہ عنہ اور حضرت اَبُوہُرَیْرَہ رضی اللہ عنہ کی معاصرانہ نوک جھونک تھی۔ دونوں غزوۂ خیبر میں شریک نہ ہو سکے لیکن فتح خَیبر کے بعد لشکر اسلام میں وہیں پہنچ گئے ابھی غنیمت کا مال تقسیم نہ ہوا تھا جب مالِ غنیمت کی تقسیم کا وقت آیا تو ہر دو کی خواہش تھی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کرم فرما کر حصہ عطا فرما دیں۔

مسلمانوں کو سخت جنگ کا سامنا کرنا پڑا (لیکن اللہ تعالیٰ نے نُصرت فرمائی) بھیڑ بکریاں غنیمت کے طور پر حاصل کر کے مدینہ طیبہ کی جانب لوٹ آئے۔

علامہ سید جمال الدین رحمۃ اللہ علیہ نے رَوضَۃُ الاَحباب میں اس کے خلاف تحریر فرمایا ہے۔ کہ "حضرت بَشیر رضی اللہ عنہ کے سارے ساتھی شہید ہوگئے۔ خود وہ بھی زخمی ہوگئے لیکن وہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت عالیہ میں پہنچ گئے اس پر ۸/ھ کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے جانثاروں کی ایک جماعت کو بَنُو مُرَّہ کی سرکوبی کے لئے مقرر فرمایا۔ وہ جماعت وہاں پہنچی انہوں نے مسلمانوں کی شہادت کا بدلہ چکا دیا ان سے جنگ کی اور غنیمت کا مال حاصل کیا۔"

(۵) سَرِیَّہ حضرت غَالِب بن عَبدُ اللہ رضی اللہ عنہ

ماہ رَمضان المبارک میں بنی عُوال [1] اور بنی عَبد بن ثَعلَبَہ کے قبائل جو مِیفَعَہ میں مقیم تھے، کی جانب حضرت غَالِب بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کو ایک سو تیس افراد کا میر لشکر مقرر کر کے بھیجا گیا۔

مِیفَعَہ (م + یٰ + ف + ہ) یعنی میم کی زیر، یاء کے سکون، فاء کی زبر اور آخر میں تا کے ساتھ، ایک وَادی کا نام ہے جو بطنِ نَخل سے پرے، تھوڑا سا نقرہ کی جانب، نَجد کے قریب ہے۔ مدینہ طیبہ سے اس کا فاصلہ آٹھ برید ہے۔ (ایک برید: ۱۲ میل، منجد، کل فاصلہ ۹۶ میل)

اس لشکر میں حضرت اُسَامَہ بن زَید رضی اللہ عنہ بھی شامل تھے۔

کفار میں سے جو سامنے آیا مسلمانوں نے اسے موت کے گھاٹ اتار دیا۔ بھیڑیں بکریاں ہانک کر مدینہ منورہ واپس لوٹ آئے۔ کسی کافر کو قیدی نہ بنایا۔

(۶) سریہ حضرت بَشِیر بن سَعد رضی اللہ عنہ

حضرت بَشِیر بن سَعد رضی اللہ عنہ کو تین سو افراد کا لشکر دے کر یُمن اور جَبار میں اقامت پذیر قبیلہ غطفان کی جانب بھیجا گیا۔

مسلمانوں کو غنیمت میں کثرت سے بکریاں ہاتھ لگیں۔ اس قبیلہ کے دو افراد قیدی ہوئے جن کے نام مذکور نہیں دونوں توفیق الٰہی سے ایمان لے آئے۔ مسلمانوں کا لشکر ازاں بعد مدینہ طیبہ واپس آگیا۔

یَمن: یَ + مَ + ن۔ یعنی یا اور میم کے زبر کے ساتھ ہے۔ بعض علماء کے نزدیک یا کی پیش کے ساتھ (یُ + مَ + ن) ہے۔

---

[1] زرقانی علی المواہب اللدنیہ جلد ۲/ صفحہ ۲۵۰ میں قبیلہ کا نام بَنِی عُوَل درج ہے۔

اس کے تلفظ میں ایک روایت کی رو سے یا کی بجائے تا مذکور ہے۔ لیکن یہ تحریف ہے۔

جَبَار (جَ + بَ + ا + ر) یعنی جیم پر زبر اور با تشدید کے بغیر ہے۔ یَمَن اور جَبَار دونوں خیبر اور وَادِی الْقُریٰ کے قریب دو جگہوں کے نام ہیں۔ (یَمَن سے ملکِ یمن مراد نہیں۔)

(۷) سَرِیّۂ حضرت اَخْرَم بن ابی العوجاء رضی اللہ عنہ

بَنِی سُلَیم (سُ + لَ + یْ + م) تصغیر کے صیغہ کے ساتھ، کی سرکوبی کے لئے ذی الحجہ میں حضرت اَخْرَم بن ابی العوجاء رضی اللہ عنہ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پچاس صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ہمراہ بھیجا۔

صَحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کفار سے شدید جنگ کی جس میں حضرت اَخْرَم رضی اللہ عنہ کے علاوہ باقی سب جام شہادت نوش فرما گئے۔

اکیلے حضرت اَخْرَم رضی اللہ عنہ واپس لوٹے اور یکم صفر ۸/ھ کو مدینہ منورہ پہنچے۔

فصل ہفتم

۸/ ہجری کے سَرَایَا

(۱) سَرِیَّۂ غَالِب بن عبدُاللہ لَیثی رضی اللہ عنہ

صفر ۸/ھ کو حضرت غَالِب بن عَبدُاللہ لَیثی رضی اللہ عنہ کی کمان میں ایک دستہ بنی مُلَوّح: (مُ + لَ + وِّ + ح) کی جانب بھیجا گیا۔

بَنیُ مُلَوّح، کَدِید: (کَ + دِ + یُ + د) میں اقامت پذیر ہے جو مکّہ مکرمہ اور مدینہ منوّرہ کے مابین ایک جگہ کا نام ہے۔ یہ مکّہ معظمہ کے زیادہ قریب ہے کیوں کہ مکّہ مکرمہ سے اس مقام کا فاصلہ بیالیس میل ہے۔ یہ جگہ عسفان اور قُدَید کے درمیان واقع ہے۔

نبی پاک صاحبِ لولاک صلی اللہ علیہ وسلم نے صَحَابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے چودہ افراد آپ رضی اللہ عنہ کے ساتھ روانہ فرمائے۔ بعض علماء فرماتے ہیں کہ ان کی تعداد اس سے زائد تھی۔

حضرت غَالِب رضی اللہ عنہ اور آپ رضی اللہ عنہ کے ساتھی کفار پر غالب رہے۔ مشرکین کے تمام مرد مسلمانوں کی تلواروں کا لقمہ بنے اور بچوں کو قیدی بنا لیا گیا۔ مسلمانوں نے چوپایوں اور بکریوں کو ہانک لیا اور مدینہ منوّرہ واپس آ گئے۔

(۲) سَرِیَّۂ حضرت غَالِب بن عَبدُاللہ لَیثی رضی اللہ عنہ

اسی مہینہ میں حضرت غَالِب بن عَبدُاللہ رضی اللہ عنہ کو فَدَک میں (حضرت بَشِیر بن سَعد رضی اللہ عنہ کے ساتھیوں کی شہادت گاہ) کی جانب روانہ کیا گیا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دوسو افراد آپ رضی اللہ عنہ کے ساتھ روانہ فرمائے۔

مشرکین سے جنگ ہوئی۔ مسلمانوں کو چوپائے اور بکریاں غنیمت میں ملے۔ چھوٹے بچوں کو قیدی بنا لیا گیا۔

غنیمت میں سے ہر غازی کو دس اونٹ یا اس کے برابر بکریاں ملیں۔ اس وقت ایک اونٹ کو دس بکریوں کے برابر شمار کیا گیا۔

(۳) سَرِیّہ حضرت شُجَاع بن وَھب اَسَدِیّ رضی اللہ عنہ

اس سال ماہ ربیع الاول میں ہَوازن قبیلہ کی شاخ، بَنُو عامِر کی جانب حضرت شُجَاع بن وَھب رضی اللہ عنہ کو بھیجا گیا۔

بَنُو عامِر، سِیْ ء میں مقیم تھے جو ذاتِ عِرق سے آگے کی سمت واقع ہے۔ مدینہ طیبہ سے اس کا فاصلہ پانچ میل ہے۔

سِیْ ء کا تلفظ: (سِ + یْ + ء) یعنی سین پر زیر، یاء پر جزم اور آخر میں ہمزہ ہے۔ [1]

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ رضی اللہ عنہ کے ہمراہ چوبیس افراد بھیجے۔

مسلمانوں کو کثیر تعداد میں اونٹ اور بکریاں غنیمت میں ملیں۔ وہ انہیں ہانک کر مدینہ منورہ لے آئے۔ ہر مجاہد کو پندرہ اونٹ حصہ میں آئے۔ اس موقع پر ایک اونٹ بیس بکریوں کے برابر قرار پایا۔

(۴) سَرِیّہ کَعب بن عُمَیر غِفارِیّ رضی اللہ عنہ

حضرت کَعب بن عُمَیر رضی اللہ عنہ کی زیر قیادت پندرہ افراد پر مشتمل دستہ ذاتِ اَطْلَاح بھیجا گیا۔

ذاتِ اَطْلَاح، وَادِی الْقُریٰ سے آگے ملک شام میں ایک جگہ کا نام ہے۔ کفار مسلمانوں پر غالب آگئے۔ تمام مجاہدین شہید ہو گئے۔ صرف ایک بچ نکلے جنہوں نے آکر نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع دی۔

(۵) سَرِیّۂ مُوْتَہ

اس سال ماہ جُمَادَی الْاُوْلیٰ میں جنگِ مُوْتَہ پیش آئی۔

مُوْتَہ: (مُ + وْ + تَ + ہ) یعنی میم پر پیش، واؤ پر جزم، ہمزہ کے بغیر ہے۔ اکثر علماء نے اس کا تلفظ یہی بیان فرمایا ہے۔ بعض علماء نے اسے ہمزہ کے ساتھ بیان کیا ہے۔ حافظ سہیلی رحمۃ اللہ علیہ نے الروض الانف [2] میں اسی کو راجح قرار دیا ہے۔ اسے غَزْوَۂ مُوْتَہ بھی کہا جاتا ہے کیوں کہ اس میں مسلمانوں کے کثیر لشکر نے شرکت کی۔ اگرچہ حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے اس میں بنفسِ نفیس شرکت نہیں فرمائی۔

---

[1] زرقانی شرح المواہب اللدنیہ جلد:۲ صفحہ ۲۶۶ میں صِحَاح، قَامُوس اور مَرَاصِد کے حوالہ سے سین کی زیر اور یاء کی تشدید کے ساتھ بھی تلفظ درج کیا گیا ہے۔

[2] الروض الانف جلد ۴/ صفحہ ۲۵۶۔

مُوتَہ ایک مشہور شہر ہے جو ملکِ شام میں دِمَشق سے اس جانب بَلقآء کے مضافات میں واقع ہے۔ مُوتَہ، بیت المقدس سے دو دن کی مسافت پر اور مدینہ طیبہ سے اٹھائیس روز کے سفر پر واقع ہے۔

بَلقآء، دِمَشق کے مضافات میں ایک ضلع کا نام ہے۔ جس میں قابل کاشت زمین اور آبادیاں کثیر تعداد میں ہیں۔ دِمَشق سے یہ قبلہ کی جانب واقع ہے۔

اس لشکر اسلام کی امارت اللہ تعالیٰ کے محبوب ﷺ نے حضرت زَید بن حَارِثہ رضی اللہ عنہ کے سپرد فرمائی۔ نیز فرمایا اگر زَید جام شہادت نوش کر جائیں تو تمہارے امیر جَعفَر بن اَبُوطَالِب رضی اللہ عنہ ہوں گے۔ اگر وہ بھی شہید ہو جائیں تو عَبدُاللہ بن رَوَاحَہ رضی اللہ عنہ اگر وہ بھی راہ خدا میں جان کا نذرانہ پیش کر دیں تو مسلمان اپنی رضامندی سے کسی شخص کو اپنا امیر بنا لیں۔

اس سَرِیَّہ میں مسلمانوں کے لشکر کی تعداد تین ہزار تھی۔ حضور اکرم ﷺ نے یہ لشکر ہِرَقل شہنشاہِ رُوم سے جنگ کے لئے روانہ فرمایا تھا۔

ہِرَقل اپنے ملک رُوم سے نکل کر ملک شام کے علاقہ بَلقآء میں آچکا تھا۔ وہ حضور نبی کریم ﷺ سے جنگ کا ارادہ رکھتا تھا۔ اس کے ساتھ مشرکوں کے لشکر کی تعداد دو لاکھ پچاس ہزار تھی۔

جب مسلمان اور کفار گتھم گتھا ہوئے تو حضرت زَید بن حَارِثہ رضی اللہ عنہ نے جھنڈا ہاتھ میں تھاما۔ آپ رضی اللہ عنہ نے مسلمانوں سمیت دشمنوں سے شدید جنگ کی یہاں تک کہ آپ رضی اللہ عنہ شہید ہو گئے۔

اس کے بعد حضرت جَعفَر رضی اللہ عنہ نے جھنڈے کو تھاما۔ مجاہدین سے مل کر کفار سے سخت جنگ فرمائی اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں جان کا نذرانہ پیش فرما دیا۔

زاں بعد جھنڈا حضرت عَبدُاللہ بن رَوَاحَہ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں آیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے بھی مسلمانوں کی معیت میں کفار پر تابڑ توڑ حملے کئے اور آخر کار شہید ہو گئے۔

اس کے بعد مسلمانوں نے اپنی رضامندی سے حضرت خَالِد بن وَلِید رضی اللہ عنہ کو اپنی قیادت سپرد کی۔ انہوں نے جھنڈا ہاتھ میں لیا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں مسلمانوں کو فتح عطا فرمائی اور مشرکین بھاگ نکلے۔

اس پر حضرت رسول کریم ﷺ نے فرمایا:

اِنَّ خَالِدًا سَیفٌ مِّنْ سُیُوفِ اللّٰہِ۔

"بے شک خالدؓ اللہ تعالیٰ کی تلواروں میں سے ایک تلوار ہے۔"

مسلمانوں سے صرف بارہ افراد شہید ہوئے جب کہ مشرکین سے لاتعداد جہنم کا ایندھن بنے۔ جن میں

کثیر تعداد میں ان کے سردار بھی شامل تھے۔ مجاہدین نے ان کا سامان لوٹ لیا اور غنیمت حاصل کی۔

یہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے مسلمانوں کے لئے عظیم فتح تھی۔

وَمَا النَّصْرُ اِلَّا مِنْ عِنْدِ اللّٰہِ۔ (۱لانفال - ۱۰)

(مدد اللہ تعالیٰ کی طرف ہی سے ہوتی ہے۔)

ورنہ مسلمانوں کی تعداد مشرکین کے مقابل میں ۱/۸۳ حصہ سے بھی کم تھی۔

(۶) سَرِیَّۂ حضرت عَمْرو بن عَاص رضی اللہ عنہ [۱]

اسی مہینہ یعنی جُمَادَی الْاُوْلیٰ میں حضرت عَمْرو بن عَاص رضی اللہ عنہ کو ذاتِ سَلَاسِل کی مہم پر روانہ کیا گیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو تین سو شیر دل مہاجرین اور انصار کی کمان سپرد فرما کر مشرکین کے قبائل قضاعہ، عاملہ، لَخم اور جُذَام کی سرزنش پر مقرر فرمایا۔

سَلَاسِل کے مقام پر مجاہدوں کا کفار سے آمنا سامنا ہوا۔ مسلمانوں کے ہاتھوں وہ قتل ہوئے۔ غنیمت سمیت مسلمانوں کا لشکر واپس مدینہ منورہ آگیا۔

سَلَاسِل، قبیلۂ جُذَام کے علاقہ میں ایک چشمے کا نام ہے جہاں وہ رہتے تھے یہ وَادِیِ الْقُرٰی سے آگے مدینہ منورہ سے دس میل کے فاصلہ پر ہے۔ چونکہ لڑائی اس چشمہ کے قریب لڑی گئی اس لئے اسے سَرِیَّۂ ذَاتُ السَّلَاسِل کہتے ہیں۔

اس سَرِیَّہ کے ذَاتُ السَّلَاسِل کے نام سے موسوم ہونے کی وجہ یہ بھی بیان کی گئی ہے کہ اس صَحْرَاء میں ریت (کے تودے) ایک دوسرے سے ملے ہوئے ہیں اور وہ زنجیر کی طرح پاؤں کو چلنے سے روکتے ہیں۔ (سَلَاسِل کا معنے ہے زنجیریں) اس لئے اس جنگ کو ذَاتُ السَّلَاسِل کہا جاتا ہے۔

حضرت عَمْرو بن عَاص رضی اللہ عنہ کو ایمان قبول کرنے کے تقریباً چار ہ ماہ کے بعد ذَاتُ السَّلَاسِل کی مہم سپرد کی گئی جیسا کہ اس کا ذکر بَابُ الْحَوَادث میں ۸/ھ کے واقعات میں آرہا ہے۔

جمہور علماء کا ارشاد ہے کہ حضرت عَمْرو بن عَاص رضی اللہ عنہ صفر ۸/ھ کو مشرف با یمان ہوئے تھے۔

---

[۱] مواہب لدنیہ میں ان کا نام عَمْرو بن عَاصِی (یا کے ساتھ) مذکور ہے۔ علامہ زرقانی نے فرمایا صحیح تلفظ یہی ہے اور جمہور علماء نے اسی طرح بیان کیا ہے۔ جلد ۲/ صفحہ ۲۷۷۔

(۷) سَرِیّہ حضرت ابُوعُبَیدہ بن جرّاح رضی اللہ عنہ

اسی سال، ماہ رجب میں حضرت ابُوعُبَیدہ بن جرّاح رضی اللہ عنہ تین سو صَحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ ایک مہم پر روانہ ہوئے۔ ان کا ہدف قُریش کا تجارتی قافلہ تھا۔ قبیلۂ جہینہ کی ایک شاخ کی طلب بھی ان کے ہدف کا حصہ تھا۔ مدینہ منورہ اور جہینہ کی اس شاخ کی اقامت گاہ کے درمیان پانچ راتوں کی مسافت تھی۔

یہ سرّیہ، سَرِیّۂ خَبط اور سَرِیّۂ سِیفُ البَحر کے نام سے بھی موسوم کیا جاتا ہے۔

سِیفُ البَحر، سین کی زیر کے ساتھ ہے اس کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ مہم ساحل سمندر کی جانب روانہ کی گئی۔ سِیفُ البَحر کا معنے ساحل سمندر ہے۔

سَرِیّۂ خَبط کے نام سے موسوم ہونے کی وجہ یہ ہے کہ خَبط درخت کے ان پتوں کو کہتے ہیں جو چھڑی سے جھاڑے جائیں۔ اس مہم میں جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا سامان خوراک ختم ہوگیا تو درختوں کے پتے لاٹھیوں سے جھاڑ کر کھانے لگے۔ جس کی وجہ سے ان کی باچھیں زخمی ہوگئیں۔

پھر اللہ تعالیٰ نے اپنی قُدرتِ کامِلہ سے ان کی خوراک کے لئے ایک مچھلی بھیج دی جسے سمندر نے اگل دیا تھا وہ جَسامت میں بہت بڑے پہاڑ جیسی تھی اسے عَنبَر کہا جاتا ہے۔ صَحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے پورا ایک ماہ اسے پیٹ بھر کر کھایا جبکہ اِن کی تعداد تین سو تھی۔ وہ خوب موٹے تازے ہوگئے اور ان کے بدنوں میں طاقت عَوْد کر آئی۔ جب مدینہ منورہ کو انکی واپسی ہوئی تو اس کے گوشت کے خشک ٹکڑے اپنے ساتھ لیتے آئے۔ حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اس سے تناول فرمایا۔

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے فتح الباری میں فرمایا کہ علمائے سیرت نے اس سَرِیّہ کو ۸/ھ کے سرایا میں شمار فرمایا ہے لیکن یہ محلِ نظر ہے۔ کیونکہ یہ سال صلح حُدَیبِیَہ کے زمانہ میں داخل ہے جو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور قُریش کے درمیان طے پایا تھا۔

علامہ سید جمال الدین رحمۃ اللہ علیہ نے رَوضَۃُ الاَحبَاب اور علامہ ولی عراقی رحمۃ اللہ علیہ نے شرح تقریب میں اس کا جواب یوں دیا ہے کہ قریش نے اس وقت عہد توڑ دیا تھا اور صلح ختم کردی تھی۔ یہ مہم ان کے معاہدہ توڑنے کے بعد فتح مکہ سے قبل روانہ کی گئی تھی۔

اسی سَرِیّہ کے دوران حضرت ابُوعُبَیدہ رضی اللہ عنہ نے حکم دیا کہ اس مچھلی کی ایک پسلی کو زمین میں گاڑا جائے۔ پھر اس لشکر میں سب سے طویل القامت صَحابی کو سب سے اونچے اونٹ پر سوار کیا اور انہیں اس کے قریب سے گذرنے کو کہا تو وہ پسلی کی ہڈی اس سوار کے سر سے اونچی تھی پھر وہ اس پسلی کے نیچے سے گذر

گئے۔

بعض علماء نے فرمایا ان کا نام حضرت قَیس بن سَعد بن عُبادَہ رضی اللہ عنہ ہے جو تمام صَحابۂ کرام رضی اللہ عنہم سے زیادہ بلند قامت تھے۔

حضرت اَبُو عُبَیدَہ رضی اللہ عنہ نے اپنے ہمراہیوں سے اس مچھلی کی آنکھ کے حلقے میں بیٹھنے کو کہا تو تیرہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اس حلقہ میں بیٹھ گئے۔

(۸) سَرِیّۂ حضرت عَمرو بن مُرَّہ جُہَنی رضی اللہ عنہ

اسی سال فتح مَکّہ سے پہلے حضرت عَمرو بن مُرَّہ جُہَنی کو اَبُو سُفیان بن حَارِث بن عَبدُالمُطَّلِب کی جانب مہم پر روانہ کیا گیا۔ جو حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے چچازاد تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے شدید دشمن تھے۔

حضرت عَمرو بن مُرَّہ رضی اللہ عنہ جُہَینَہ اور مُزَینَہ قبائل کے افراد کو ہمراہ لے کر اَبُو سُفیان بن حَارِث اور اس کے ساتھیوں کے مقابلہ کے لئے نکلے۔ اس کے بہت سے ساتھی مقتول ہوئے۔

اَبُو سُفیان بن حَارِث بعد میں فتح مَکّہ کے دنوں میں مشرف باایمان ہوگئے۔

(۹) سَرِیّۂ اَبُو قَتَادَہ بن حَارِث [1] رِبعِیّ رضی اللہ عنہ

اس سال، ماہ شعبان میں، حضرت اَبُو قَتَادَہ بن حَارِث رِبعِیّ اَنصاری سَلَمِیّ رضی اللہ عنہ کو بَنِیْ مُحَارِب کے قبیلہ غَطفَان کی سرکوبی کے لئے روانہ کیا گیا۔

یہ قبیلہ خَضِرَہ میں رہتا تھا جو نَجد کے علاقہ میں بَنِیْ مُحَارِب کا وطن تھا۔

خَضِرَہ کا تلفظ خَ + ضِ + رَ + ہ یعنی خا پر زبر ضاد پر زیر پھر راء پر زبر ہے۔

بعض علماء کے نزدیک اس کا تلفظ خُ + ضْ + رَ + ہ یعنی خاء پر پیش اور ضاد پر جزم کے ساتھ ہے۔

حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ رضی اللہ عنہ کے ہمراہ سولہ افراد روانہ فرمائے۔ مشرکین کی بہت سی عورتیں اور بچے قیدی ہوئے (اور مال غنیمت میں) دو سو کے قریب اونٹ، بہت سی بکریاں اور دو ہزار بھیڑیں تھیں۔ خُمُس علیحدہ کرنے کے بعد انہیں مجاہدین میں تقسیم کر دیا گیا۔ ہر ایک کو تیرہ اونٹ حصہ آیا۔

---

[1] بَذْلُ القُوَّہ کے متن میں نام اسی طرح تحریر ہے جو درست نہیں زرقانی شرح المواہب جلد۲/ صفحہ ۲۸۴ سیرت ابن ہشام جلد۳/ صفحہ ۳۲۴ الاصابہ میں انکا نام اَبُو قَتَادَہ حَرث بن رِبعِیّ طبقات ابن سعد جلد۱/ صفحہ ۴۷۳ میں اَبُو قَتَادَہ بن رِبعِیّ درج ہے۔ لیکن الاصابہ جلد۴/ صفحہ ۱۵۸ میں ہے کہ انکا مشہور نام حَارِث ہے۔ الغرض اَبُو قَتَادَہ کا نام حَرث یا حَارث ہے اور باپ کا نام رِبعِیّ ہے۔

(۱۰) سَرِیّۂ حضرت اَبُو قَتَادَہ رضی اللہ عنہ

فتح مکہ کے لئے روانگی سے پہلے، یکم رَمضَانُ المُبارَک کو حضرت اَبُو قَتَادَہ رضی اللہ عنہ کو بَطنِ اِضَم کی جانب ایک مہم پر اِرسال کیا گیا۔

اِضَم مدینہ منورہ کے قریب ایک وَادِی یا پہاڑ کا نام ہے۔ مدینہ منورہ سے اس کا فاصلہ تین برد (ایک برد بارہ میل کے برابر کل فاصلہ ۳۶ میل) ہے۔

حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ رضی اللہ عنہ کے ہمراہ آٹھ افراد بھیجے۔ یہ مہم جنگ کے بغیر واپس آگئی۔ مگر حضرت اَبُو قَتَادَہ رضی اللہ عنہ کے ہمراہیوں میں سے مُحَلّم بن جَثَّامہ لَیثی نے قبیلہ اَشْجَع کے ایک آدمی حضرت عَامِر بن اَضبَط رضی اللہ عنہ کو قتل کر دیا۔ جس کا ذکر غَزوَات اور سَرَایا کے بعد واقعات کے باب میں انشاء اللہ آئے گا۔ [۱]

(۱۱) سَرِیّۂ حضرت اُسَامہ بن زَید رضی اللہ عنہ

رَمضَانُ المُبارَک میں ہی حضرت اُسَامہ بن زَید رضی اللہ عنہ کو قبیلہ جُہَینَہ کے حُرقات کی جانب بھیجا گیا۔

اسی سریہ میں حضرت اُسَامہ بن زَید رضی اللہ عنہما کی مڈبھیڑ مشرکین میں سے ایک شخص سے ہو گئی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اس پر تلوار سونت لی مشرک لا الہ الا اللہ پڑھنے لگا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اسے قتل کر دیا۔

جب یہ مہم واپس مدینہ طیبہ پہنچی حضرت رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت اُسَامہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا تو لا الہ الا اللہ سے کیا کرتا رہا۔ انہوں نے عرض کیا میں نے اس پر اپنی تلوار تان لی تو اس نے ڈر کے مارے لا الہ الا اللہ پڑھا تھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا آپ نے اس کا دل چیر کر دیکھا تھا۔

(۱۲) سَرِیّۂ سَعد بن زَید اَشہَلی رضی اللہ عنہ

فتح مکہ سے فراغت کے بعد رمضان المبارک کی ۲۴ تاریخ کو حضرت سَعد بن زَید رضی اللہ عنہ کو مَنَات بت مِسمَار کرنے کی غرض سے روانہ فرمایا۔ جو مُشَلَّل پر نصب تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ بیس سواروں کے ہمراہ روانہ ہوئے اور اسے منہدم فرما دیا۔

مُشَلَّل مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے مابین ایک پہاڑ ہے جس سے قُدَید کی جانب ڈھلوان ہے۔
مُشَلَّل: (مُ + شَ + لَّ + ل) یعنی میم پر پیش، شین کی زبر، پہلے لام کی تشدید کے ساتھ ہے۔

---

[۱] یہ سَرِیّہ فتح مکہ پر روانگی سے پہلے روانہ کیا گیا۔ تاکہ مسلمانوں کی فتح مکہ کے لئے تیاری اہلِ مکہ پر ظاہر نہ ہو وہ یہ سمجھیں کہ مسلمانوں کی توجہ ابھی تک دوسری جانب ہے۔

(۱۳) سَرِیّۂ حضرت خَالِد بن وَلِید رضی اللہ عنہ

فتحِ مکّہ سے فراغت کے بعد ۲۵/ رمضان المبارک عُزّیٰ کو مِسمار کرنے کی غرض سے حضرت خَالِد بن وَلِید رضی اللہ عنہ کو روانہ فرمایا۔

یہ نَخلَہ کے مقام پر نصب تھا۔ یہ مکّہ مکرمہ سے مشرق کی جانب ایک رات کی مسافت پر واقع ہے۔

آپ رضی اللہ عنہ تیس سواروں کے ہمراہ روانہ ہوئے اور اسے مِسمار فرمادیا۔

(۱۴) سَرِیّۂ حضرت عَمرو بن عَاص رضی اللہ عنہ

یہ مہم بھی فتحِ مکّہ سے فراغت کے بعد رَمضَان المُبارَک میں روانہ کی گئی۔

نبی اَکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عَمرو بن عَاص رضی اللہ عنہ کو سُواع کو گرانے پر مامور فرمایا۔ جو بَنِی ہُذَیل کا معبود تھا اور رُہاط میں نصب تھا۔ رُہاط (راء پر پیش کے ساتھ) ساحل سمندر کی جانب ایک قصبہ کا نام ہے جو مکّہ معظمہ سے تین میل کے فاصلے پر ہے۔ آپ نے اسے منہدم فرمادیا۔

ہمیں اس مہم کی روانگی کے دن اور اس میں شامل افراد کی تعداد کہیں سے معلوم نہیں ہو سکی۔

(۱۵) سَرِیّۂ حضرت خَالِد بن وَلِید رضی اللہ عنہ

مکّہ مکرمہ کی فتح کے بعد اور غَزوَۂ حُنَین کی جانب روانگی سے قبل حضرت خَالِد بن وَلِید رضی اللہ عنہ کو بنی جُذَیمَہ کی سرکوبی کی خاطر مقرر کیا گیا۔

بَنِی جُذَیمَہ، کِنانہ کا ایک قبیلہ تھا۔ جو یَلَملَم کے قریب مکّہ مکرمہ سے نیچے ایک رات کی مسافت پر مقیم تھا۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ رضی اللہ عنہ کو ساڑھے تین سو مہاجرین و انصار کے لشکر کے ساتھ بھیجا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے ان کو قید کر کے قتل کر دیا۔

اسی مہم کے دوران، حضرت خَالِد رضی اللہ عنہ کا گزر کچھ آدمیوں پر ہوا وہ مسلمانوں کے لشکر کو دیکھ کر "صَبَأنَا صَبَأنَا" (ہم نے دین کو چھوڑ دیا۔ ہم نے دین کو ترک دیا) کہنے لگے وہ اچھی طرح سے "اَسلَمنَا" (ہم نے اسلام قبول کرلیا) نہ کہہ سکے۔ حضرت خَالِد رضی اللہ عنہ نے ان کو قتل کر دیا۔

جب رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ خبر پہنچائی گئی تو آپ نے بارگاہ صمدیت میں عرض کیا اے اللہ! جو کچھ خَالِد نے کیا میں اس سے بَرأت ظاہر کرتا ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین بار اسی طرح دعا فرمائی۔ زاں بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے مال و اسباب واپس فرمادیئے اور ان کا خون بہا ادا فرمایا۔ یہاں تک کہ ان کے مال و اسباب اور خون بہا

سے کچھ بھی مسلمانوں کے ذمہ نہ رہا۔

(۱۶) سَرِیَّۂ حضرت اَبُوعَامِر عُبَید بن سُلَیم رضی اللہ عنہ

غَزوَۂ حُنَین اور غزوۂ طَائِف کے درمیانی عرصہ میں حضرت اَبُوعَامِر عُبَید بن سُلَیم بن حَضَّار اَشعَرِی رضی اللہ عنہ کی سرکردگی میں اَوطَاس کی جانب یہ مہم روانہ کی گئی۔

اس مہم کے قائد حضرت اَبُوعَامِر عُبَید رضی اللہ عنہ حضرت اَبُومُوسیٰ اَشعَرِی رضی اللہ عنہ کے چچا تھے۔

نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ مہم غَزوَۂ حُنَین کے بعد اس سے بھاگنے والے کفار کی تلاش میں اِرسال فرمائی۔

اَوطَاس، ہَوازِن قبیلہ کے علاقہ میں ایک وَادِی کا نام ہے۔

حضرت اَبُوعَامِر رضی اللہ عنہ کی مُڈبھیڑ درید بن صمہ سے ہوئی وہ واصل جہنم ہوا اور اس کے ساتھی فرار ہوگئے۔

مسلمانوں کو مال و دولت، لونڈیاں اور غلام غنیمت میں ہاتھ آئے۔

اسی سَرِیَّہ میں حضرت اَبُوعَامِر رضی اللہ عنہ نے شہادت پائی۔ آپ کے گھٹنے میں ایک تیر پیوست ہوگیا جسے ایک جشمی آدمی نے چلایا تھا۔ بعض علماء فرماتے ہیں کہ وہ تیر سلمہ بن درید بن صمہ نے پھینکا۔

حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت اَبُوعَامِر رضی اللہ عنہ کے لئے دعائے مَغفِرَت فرمائی اور فرمایا۔

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِعُبَيْدٍ اَبِىْ عَامِرٍ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ فَوْقَ كَثِيْرٍ مِّنْ خَلْقِكَ مِنَ النَّاسِ۔

(اے اللہ ابوعامر عبید کی مغفرت فرما اور اپنے کثیر بندوں سے اس کے درجات بلند فرما۔)

اسی سَرِیَّہ میں حضرت اَبُومُوسیٰ رضی اللہ عنہ نے اس جشمی آدمی کو موت کے گھاٹ اتار دیا جس نے (اپنے تیر سے) حضرت اَبُوعَامِر رضی اللہ عنہ کو شہید کیا تھا۔

(۱۷) سَرِیَّۂ حضرت طُفَیل بن عَمرو رضی اللہ عنہ

اسی سال، ماہ شَوَّال میں، حُنَین اور طَائِف کے غَزوَات کی درمیانی مدت میں، حضرت طُفَیل بن عَمرو دوسی رضی اللہ عنہ کو ذِی الکَفَّین بت کو گرانے کے لئے بھیجا گیا۔ یہ لکڑی کا بنا ہوا بت تھا جو بَنِی دَوس کا معبود تھا۔

آپ رضی اللہ عنہ نے اسے منہدم فرما کر جلا ڈالا۔ [1] اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں واپس حاضر ہوئے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے طَائِف تشریف لانے کے چار روز بعد یہ دستہ دربار نبوی میں باریاب ہوا۔

---

[1] آگ کے سپرد کرتے وقت آپ کی زبان پر یہ اشعار تھے۔ يَا ذَاالْكَفَّيْنِ لَسْتُ مِنْ عِبَادِكَا + مِيْلَادُنَا اَقْدَمُ مِنْ مِيْلَادِكَا + اِنِّىْ حَشَوْتُ النَّارَ فِىْ فُؤَادِكَا۔

(بقیہ حواشی اگلے صفحے پر)

(۱۸) سَرِیّہٴ حضرت قَیس بن اَسد [1] رضی اللہ عنہ

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب جِعرَانَہ سے واپس تشریف فرما ہوئے تو چار سواروں کے ہمراہ حضرت قَیس بن اَسَد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کو صدآء کی جانب بھیجا۔

صُدَآء: صُ + دَ + آ + ء۔ یعنی صاد پر پیش اور (دال پر) مد کے ساتھ ایک عربی قبیلہ کا نام ہے جو یمن کے قریب رہتا تھا۔ اس قبیلہ کے لوگ دربارِ نبوی میں حاضر ہوئے اور ایمان قبول کرلیا۔

(۱۹) سَرِیّہٴ حضرت خَالِد بن وَلِید رضی اللہ عنہ

ماہ ذی قعدہ میں، جب حضور رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم غَزوَہٴ طَائِف سے واپس تشریف لاچکے اور جِعرَانَہ کے مقام پر مال غنیمت کی تقسیم سے فارغ ہو چکے تو حضرت خَالِد بن وَلِید رضی اللہ عنہ کو یمن کے ایک قبیلے ہَمدَان کی جانب روانہ فرمایا۔

حضرت خَالِد رضی اللہ عنہ اس قبیلہ میں پہنچے اور چھ ماہ تک ان میں مقیم رہے انہیں اسلام قبول کرنے کی دعوت دیتے رہے لیکن وہ نہ مانے اس پر حضرت خَالِد رضی اللہ عنہ نے اُن سے کچھ قیدی بنالئے (اور واپسی کی راہ لی۔)

پھر نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عَلیؔ بن اَبِیْ طَالِب کَرَّمَ اللّٰہُ وَجْہَہُ الکَرِیْم کو کچھ صَحابہٴ کرام رضی اللہ عنہم کے ہمراہ حضرت خَالِد رضی اللہ عنہ کے پیچھے بھیجا۔ انہوں نے حضرت خَالِد رضی اللہ عنہ اور آپ رضی اللہ عنہ کے ساتھیوں سے واپس قبیلہ کی جانب چلنے کی فرمائش کی۔ جب حضرت عَلیؔ اُلمرتَضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم وہاں پہنچے تو سارا قبیلہ حلقہٴ ایمان میں داخل ہوگیا اور اطاعت اختیار کرلی۔

اسی سَرِیّہ کے دوران حضرت بُرَیدَہ بن حُصَیب اَسلَمیؔ رضی اللہ عنہ کو حضرت شیر خدا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے عداوت پیدا ہوگئی وجہ یہ ہوئی کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے لونڈیوں میں سے ایک لونڈی اپنے لئے انتخاب فرمالی جو

(پچھلے صفحے کا بقیہ حواشی)

(اے ذُوا لکَفَّین میں تیرا پُجاری نہیں ہوں ہم (انسان) تجھ سے پہلے دنیا میں پیدا ہوئے۔ میں نے تیرے دل میں آگ لگادی ہے۔
زرقانی علی المواہب جلد ۳/ صفحہ ۲۸۔۲۷۔ طبقات ابن سعد (اردو) جلد ۱/ صفحہ ۴۹۶

[1] مواہب لدنیہ اور اس کی شرح زرقانی جلد ۳/ صفحہ ۴۲ میں ان کا نام قَیس بن سَعد درج ہے۔

ان تمام میں سے بہترین تھی اور اس سے خلوت بھی فرمائی۔ حضرت بُریدہ رضی اللہ عنہ نے آپ رضی اللہ عنہ کے اس فعل سے یہ خیال کرلیا کہ انھوں نے غنیمت کے مال میں خیانت کی ہے جب یہ دستہ واپس مدینہ منورہ آیا تو یہ صورتِ اَحوال بارگاہِ نبوی میں عرض کی گئی۔ اس پر نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

اے بُرَیدَہ! علی کی عیب چینی نہ کرو کیونکہ میں اسی سے ہوں اور وہ مجھ سے ہے۔ اگر تو (اس واقعہ سے پہلے) اس سے محبت کرتا تھا تو اب اپنی محبت میں اضافہ کرو۔

حضرت بُرَیدَہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد کے بعد لوگوں میں سے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بڑھ کر کوئی میرے نزدیک محبوب نہ تھا۔

علامہ شامی قدس سرہ العزیز سیرت ابن اسحاق سے نقل کرکے اپنی سیرت میں تحریر فرماتے ہیں۔

"قیامِ یمن کے دوران حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے دو مہمیں سرانجام دیں۔ جن میں سے پہلی یہی ہے جس کا ذکر ابھی ہوا اور جس مہم کا ذکر ۱۰ھ میں آرہا ہے وہ آپ رضی اللہ عنہ کی دوسری مہم تھی۔"

فصل ہشتم

۹/ ہجری کے سَرَایَا

(۱) سَرِیَّۂ حضرت عُیَیْنَہ بن حِصْن فَزارِی رضی اللہ عنہ

اس سال محرم الحرام کے مہینہ میں بنی تَمِیم قبیلہ کی سرکوبی کی خاطر، حضرت عُیَیْنَہ بن حِصْن فَزارِی رضی اللہ عنہ کی سربراہی میں ایک دستہ اِرسال کیا گیا۔

بَنُو تَمِیم مکّہ معظمہ اور مدینہ منورہ کے مابین "سُقْیَا" کے مقام پر فروکش تھے۔

ضلع فرع میں سُقْیَا ایک قصبہ ہے۔ اس کے اور ضلع فرع کے اس حصے کے درمیان جو جُحْفَہ سے متصل ہے، سترہ میل کا فاصلہ ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ رضی اللہ عنہ کو قبائل عرب کے پچاس سواروں کے ہمراہ مہم پر روانہ فرمایا جن میں نہ کوئی مہاجر تھا نہ انصاری۔

مسلمانوں کے دستہ نے اس قبیلہ سے جنگ کی اور گیارہ مردوں، اکیس عورتوں اور تیس بچوں کو قیدی بنالیا۔

(۲) سریہ حضرت عَبْدُاللہ بن عَوْسَجَہ رضی اللہ عنہ

اسی سال، یکم صفرالمظفر کو بَنُو حَارِثَہ بن عَمْرو قبیلہ کو دعوتِ اسلام دینے کی مہم پر حضرت عَبْدُاللہ بن عَوْسَجَہ رضی اللہ عنہ کو روانہ فرمایا انہوں نے اس دعوت کو قبول نہ کیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے حق میں عقل کے زائل ہونے کی بددعا مانگی۔ اس بددعا کے نتیجہ میں آج تک ان کے جسموں پر کپکپی طاری رہتی ہے اور وہ بے سمجھ ہیں۔ ان کا کلام گڈمڈ ہوتا ہے جو سمجھ میں نہیں آتا۔ [لہ]

(۳) سَرِیَّۂ قُطْبَہ بن عَامِر اَنْصَارِی رضی اللہ عنہ

صفر ہی کے مہینہ میں حضرت قُطْبَہ (قُ + طْ + بَ + ہ) بن عَامِر اَنْصَارِی رضی اللہ عنہ کو خَثْعَم کی جانب مہم

لہ واقدی کہتے ہیں میں نے اس قبیلہ کے بعض افراد کو دیکھا وہ اچھی طرح سے گفتگو نہ کرسکتے تھے۔ زرقانی علی المواہب جلد ۳/ صفحہ ۴۸ اَلْمغازی للواقدی جلد ۲/ صفحہ ۹۸۳

پر ارسال فرمایا گیا۔ خَثْعَم بِیْشَہ کے قریب آباد تھے۔ جو تَبَالَہ کے قریب ایک مقام ہے تَبَالَہ، یمن کی سرزمین پر قلعہ سے محصور ایک شہر کا نام ہے۔

بِیْشَہ کا تلفظ بِ + یْ + شَ + ہ۔ یعنی باء کی زیر، یاء کے سکون اور شین کے زبر کے ساتھ ہے۔

تَبَالَہ، تاء کی زبر اور باء کی تشدید کے بغیر ہے۔ تَ + بَ + ا + لَ + ہ

نبی کریم ﷺ نے ان کے ہمراہ بیس آدمی بھیجے۔ مسلمانوں کے ساتھ انہوں نے جنگ کی۔ مسلمانوں کو غنیمت میں اونٹ، بکریاں اور لونڈیاں ملیں۔ خُمُس (۱/۵) نکالنے کے بعد ہر غازی کو چار اونٹ حصہ میں آئے اس مہم میں ایک اونٹ دس بکریوں کے برابر شمار کیا گیا۔

(۴) سَرِیَّۂ حضرت ضَحَّاک بن سُفْیَان کِلَابِی رضی اللہ عنہ

ماہ صفر میں ہی حضرت ضَحَّاک بن سُفْیَان کِلَابِی رضی اللہ عنہ کو قُرْطَاء میں سے بَنِیْ کِلَاب کی جانب بھیجا گیا۔ جو بَنِیْ بِکْر اور پھر بَنِیْ عُبَید بن کِلَاب کے قبیلہ کی ایک شاخ تھی۔

قُرْطَاء: قُ + رَ + طَ + آ + ء یعنی قاف کی پیش، راء کی زبر، پھر طاء کے بعد الف ممدود کے ساتھ ہے۔

حضرت ضَحَّاک بن سُفْیَان رضی اللہ عنہ نے انہیں اسلام کی دعوت دی لیکن انہوں نے ایمان لانے سے انکار کر دیا۔ اس پر آپ رضی اللہ عنہ نے ان سے لڑائی کی دشمن بھاگ گئے اور مسلمانوں کو غنیمت کا مال ملا۔

بعض علماء فرماتے ہیں کہ یہ مہم ربیع الاول میں بھیجی گئی لیکن کچھ علمائے سیرت ارشاد فرماتے ہیں کہ یہ ۸/ھ کے آخر میں روانہ کی گئی۔

(۵) سَرِیَّۂ حضرت عَلْقَمَہ بن مُجَزِّز مُدْلِجِی رضی اللہ عنہ

اس سال ماہ ربیع الآخر میں، حبشہ سے کچھ لوگ مکہ معظمہ کے قریب جُدَّہ کے ساحل کی جانب آئے۔ نبی پاک ﷺ نے حضرت عَلْقَمَہ رضی اللہ عنہ کو تین سو افراد کے ساتھ ان کی جانب بھیجا۔ مسلمانوں کا لشکر جب ان کے پاس پہنچا تو وہ بھاگ نکلے اس طرح جنگ کی نوبت نہ آئی۔

مُجَزِّز، میم کی پیش، جیم کی زبر، پہلی زاء کی تشدید اور زیر کے ساتھ ہے۔ یعنی مُجَزِّز: مُ + جَ - زِّ + ز [1]

---

[1] متن بذل القوہ میں مجزر یعنی آخر میں راء اس سے ماقبل زاء لیکن یہ درست نہیں سیرت ابن ہشام جلد ۴/ صفحہ ۳۱۷، ۳۱۸ میں یہ نام چھ دفعہ درج ہے۔ تمام مقامات پر مجزز یعنی آخر میں دو زاء کے ساتھ درج ہے۔

(٦) سَرِیّۂ حضرت عَلیِ المُرتضٰی کَرَّمَ اللّٰہُ وَجْہَہُ الْکَرِیم

اسی سال ربیع الاخر میں امیرالمومنین حضرت عَلی بن اَبِی طَالِب رضی اللہ عنہ کو قبیلہ بَنِی طَے کی جانب روانہ فرمایا گیا تاکہ فلس بت کو مسمار کردیں۔

فُلس: فُ + لُ + س۔ یعنی فا کے پیش، لام کے سکون کے ساتھ ہے۔ بعض علماء کے نزدیک یہ فُ + لُ + س یعنی فاء اور لام ہردو کے پیش کے ساتھ ہے اور بعض علماء فرماتے ہیں کہ فَ + لَ + س یعنی فاء کی زبر اور لام کے سکون کے ساتھ ہے۔

حضرت سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ رضی اللہ عنہ کے ہمراہ ڈیڑھ سو افراد روانہ فرمائے۔

ایک قول کے مطابق آپ رضی اللہ عنہ کے ہمراہ بھیجے جانے والے افراد کی تعداد دو سو تھی۔ [1]

مسلمانوں کے لشکر نے بت کو توڑ دیا۔ اونٹ، بکریاں، لونڈیاں اور دیگر مال و اسباب غنیمت میں ملا۔

غنیمت کے اس مال میں دو تلواریں بھی تھیں جن میں ایک نام مِخْذَم تھا۔ مِخْذَم: مِ + خْ + ذَ + م یعنی میم کی زیر، خاء کے سکون، اور ذال کے زبر کے ساتھ اور دوسری تلوار کا نام رَسُوب تھا۔

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے یہ دونوں تلواریں اللہ تعالیٰ کے حَبِیب صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے انتخاب فرمالیں۔ چنانچہ یہ تلواریں، جنگوں میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ رہتیں۔

قیدی عورتوں میں سَفَّانَہ بھی تھیں۔

سَفَّانَہ کا تلفظ سَ + فَّ + ا + ن + ہ یعنی سین پر زبر، فا پر تشدید (اور زبر پھر الف، ازاں بعد نون پر زبر اور آخر میں ہا) کے ساتھ ہے۔

یہ مشہور زمانہ سخی حاتم بن عبداللہ طائی کی بیٹی اور حضرت عَدِیّ بن حَاتم طَائی رضی اللہ عنہ کی بہن تھیں۔ حضرت عدی رضی اللہ عنہ (جو اس وقت تک آبائی مذہب نصرانیت پر قائم تھے طبری اردو ترجمہ جلد ۸ صفحہ ۲۴۶) بھاگ کر شام چلے گئے تھے۔

حضرت سَفَّانَہ رضی اللہ عنہا نے ایمان قبول کرلیا اور بارگاہِ نبوی میں عرض پرداز ہوئیں کہ مجھ پر احسان فرمائیں اور قبیلہ کی تمام قیدی عورتوں کو رہا فرمادیں۔ جن کی تعداد نو سو تھی۔

---

[1] مسلمانوں کے لشکر میں دو جھنڈے تھے ایک سیاہ دوسرا سفید۔ زرقانی شرح المواہب جلد ۳ صفحہ ۵۳

حضور رحمۃ للعالمین ﷺ نے ان پر احسان فرمایا اور سب کو آزاد فرما دیا وہ اپنے قبیلہ میں واپس آگئیں اور اپنے بھائی عَدِیّ کو اسلام لانے کی ترغیب دلانے کے لئے خط تحریر کیا۔

حضرت عَدِیّ رضی اللہ عنہ ۱۰/ھ کو بارگاہ نبوت میں حاضر ہوئے اور اسلام قبول کرلیا۔ آپ رضی اللہ عنہ کے ایمان لانے کا ذکر تیسرے باب کی ۱۰/ھ کے واقعات کی فصل میں آرہا ہے۔

(۷) سَرِیّۂ حضرت عُکَاشَہ [۱] بن مِحْصَن رضی اللہ عنہ

ربیع الثانی میں حضرت عُکَاشَہ بن مِحْصَن رضی اللہ عنہ کو جِبَاب کی جانب مہم پر روانہ کیا گیا۔

جِبَاب: ج + ب + ا + ب۔ یعنی جیم کی زیر، پہلی باء تشدید کے بغیر، پھر الف اور آخر میں باء ہے۔

جِبَاب دو قبیلوں کی ملکیت علاقہ تھا جو قُضَاعَہ کی دو شاخیں تھیں۔

ان قبیلوں میں سے ایک کا نام بَنُوعُذْرَہ تھا اور دوسرے کا نام بَنُوبَلِیّ تھا۔

بَنُوعُذْرَہ: عُ + ذْ + رَ + ہ یعنی عین پر پیش، ذال کے سکون کے ساتھ ہے۔

بَنُوبَلِیّ: بَ + لِ + یّ یعنی باء کی زبر، لام کی زیر اور آخر میں یاء پر تشدید کے ساتھ اس کا تلفظ ہے۔

(۸) سَرِیّۂ حضرت خَالِد بن وَلِید رضی اللہ عنہ

نبی پاک ﷺ جب غَزْوَۂ تَبُوْک پر تھے آپ ﷺ نے حضرت خَالِد بن وَلِید رضی اللہ عنہ کو عیسائی حکمران اُکَیْدَر بن عبدُالملک کی جانب روانہ فرمایا۔ اُکَیْدَر، اُکْدَر کی تصغیر ہے۔

اُکَیْدَر کے ایمان میں علماء کا اختلاف ہے۔ صحیح قول جس پر اکثر علماء کا اتفاق ہے یہ ہے کہ وہ بحالت کفر قتل ہوا تھا۔ ہِرَقْل [۲] کی جانب سے یہ دُوْمَۃُ الْجَنْدَل کا حکمران اور عظیم بادشاہ تھا۔

حضرت رسول اکرم ﷺ نے حضرت خَالِد بن وَلِید رضی اللہ عنہ کو چار سو بیس سوار دے کر اس کی جانب روانہ فرمایا۔ اُکَیْدَر نے مسلمانوں سے دو ہزار اونٹوں، آٹھ سو راس جانوروں، چار سو زرہوں اور چار سو نیزوں پر صلح کی پیشکش کی جسے مسلمانوں نے قبول کرلیا۔

---

[۱] عُکَاشَہ کاف کی تشدید اور بغیر تشدید دونوں طرح پڑھا جاتا ہے۔ حوالہ زرقانی علی المواہب جلد ۳/ صفحہ ۵۳

[۲] ہِرَقْل کا تلفظ ہا کے نیچے زیر، اور راء پر زبر اور قاف پر سکون کے ساتھ ہے۔ بعض علماء اسے ہا کی زیر، راء کی جزم اور قاف کی زیر کے ساتھ پڑھتے ہیں۔ زرقانی علی المواہب جلد ۳/ ۶۳

مسلمان اُکَیدَر اور اس کے بھائی مُصَاد کو لے کر بارگاہ نبوی میں حاضر ہوئے۔ مُصَاد، میم کے پیش اور صاد پر تشدید کے بغیر زبر کے ساتھ ہے۔ یعنی مُ + صَ + ا + د

نبی کریم ﷺ نے دونوں کو جان کی اَمان دی اور انہیں اَمان کی تحریر عطا فرمائی۔

دُومَتہُ الجَندَل کا تلفظ اور اس کی وضاحت باب اوّل، فصل رابع (۵/ھ کے غزوات) میں گزر چکی ہے۔

(۹) سَرِیّۂ حضرت اَبُوسُفیان اور حضرت مُغیرہ بن شُعبہ رضی اللہ عنہما

اس سال کے آخر میں حضور سرورِ کائنات ﷺ نے حضرت اَبُوسُفیان بن حَرب رضی اللہ عنہ اور حضرت مُغیرہ بن شُعبہ رضی اللہ عنہ کو لات کو مِسمار کرنے کے لئے طائف کی جانب بھیجا۔

وہ اپنے ساتھیوں سمیت وہاں پہنچے اور اسے مِسمار کرکے اس کے پتھروں کو الگ الگ ڈال دیا۔ وہاں جس قدر مال، سونا چاندی، زیورات کپڑے اور خوشبو تھی اس دستہ کے قبضہ میں آگئے اور انہوں نے اسے نبی پاک صاحب لولاک ﷺ کی خدمت میں لاکر پیش کردیا۔ آپ ﷺ نے اسے اسی روز اس دستہ کے مجاہدین میں تقسیم فرمادیا۔

(۱۰) بَعثِ حضرت اَبُومُوسیٰ اَشعَرِیّ اور حَضرت مُعاذ بن جَبَل [۱] رضی اللہ عنہما

اس سال کے آخر میں نبی کریم ﷺ نے حضرت اَبُومُوسیٰ اَشعَرِی رضی اللہ عنہ اور حضرت مُعاذ بن جَبَل رضی اللہ عنہ کو یمن کا امیر مقرر کرکے بھیجا۔

یمن کے دو صوبے تھے۔ آپ ﷺ نے دونوں کو الگ الگ صوبے کی حکومت عطا فرمائی تھی۔ حضرت مُعاذ رضی اللہ عنہ کا اوپر والے صوبے اور حضرت اَبُومُوسیٰ رضی اللہ عنہ کا نیچے والے صوبے پر تقرر ہوا۔

---

[۱] نبی کریم ﷺ نے حضرت مُعَاذ رضی اللہ عنہ کو اپنی سواری پر سوار ہونے کا حکم دیا اور خود ایک میل تک ان کے ساتھ اَلوَدَاع کہنے کے لئے پیدل ان کے کجاوہ کے سایہ میں چلتے رہے۔ ان کو فرمایا تم اہل کتاب کے پاس جارہے ہو جب ان کے پاس پہنچو تو انہیں لا الہ اللہ اور محمد رسول اللہ کی شہادت کی دعوت دو اگر قبول کرلیں تو انہیں بتاؤ کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر دن رات میں پانچ نمازیں فرض کی ہیں اگر وہ قبول کرلیں تو پھر انہیں بتانا کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر زکوٰۃ فرض کی ہے جو ان کے اُمَراء سے وصول کرکے فُقَراء پر تقسیم کی جائے گی پھر فرمایا خبردار زکوٰۃ میں ان کے نفیس مال کا تقاضا نہ کرنا۔ مظلوم کی بددعا سے بچنا کیونکہ اللہ تعالیٰ اور اس کے درمیان کوئی پردہ حائل نہیں ہوتا۔ زرقانی علی المواہب جلد ۳/ صفحہ ۱۰۰-۱۰۱

آپ ﷺ نے انہیں اَلوَداع کہتے ہوئے یہ نصیحت فرمائی:

یَسِّرَا وَلَا تُعَسِّرَا وَبَشِّرَا وَلَا تُنَفِّرَا۔

(آسانی کا برتاؤ کرنا، سختی نہ کرنا، لوگوں کو خوش رکھنا اور انہیں نفرت دلانے والا طرزِ عمل نہ اپنانا۔)

حضرت مُعاذ رضی اللہ عنہ جب یمن پہنچے تو انہیں صبح کی نماز پڑھائی۔ آپ نے نماز میں سُورَۃ نساء کی تلاوت کی۔ جب وَاتَّخَذَ اللّٰہُ اِبْرَاھِیْمَ خَلِیْلًا (اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اپنا خلیل بنالیا) پر پہنچے تو لوگوں میں سے ایک شخص کہنے لگا حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والد ماجد کی مراد بر آئی۔ بعض علماء فرماتے ہیں کہ انہیں ۱۰ھ کے ربیع الثانی کے مہینہ میں بھیجا گیا تھا۔

فصل نہم

۱۰/ ہجری کے سَرَایَا

(۱) بَعثِ حضرت اَبُو مُوسیٰ اَشعَرِیّ اور حضرت مُعاذ بن جَبَل رضی اللہ عنہما

ابھی آپ نے پڑھا کہ بعض علماء کا ارشاد ہے کہ حضرت اَبُو مُوسیٰ اَشعَرِیّ رضی اللہ عنہ اور حضرت مُعاذ بن جَبَل رضی اللہ عنہ کو ربیع الثانی ۱۰/ھ میں یمن کا عامل مقرر کر کے بھیجا گیا تھا۔

(۲) سَرِیَّۂ حضرت خَالِد بن وَلِید رضی اللہ عنہ

اس سَرِیَّہ کے زمانہ کے بارے میں اختلاف ہے۔

پہلا قول یہ ہے کہ ربیع الاول کے مہینہ میں یہ مہم روانہ ہوئی۔

بعض علماء کے نزدیک ربیع الثانی میں یہ دستہ روانہ ہوا۔

اور بعض کے ارشاد کے مطابق یہ دستہ جُمَادَی الْاُولیٰ میں بھیجا گیا۔

الغرض حضرت خَالِد بن وَلِید رضی اللہ عنہ کو بَنِی حَارِث بن کَعب کی شاخ بَنِی مَدان کو دعوتِ اسلام دینے کے لئے اس قبیلہ کی اقامت گاہ، یمن کے علاقہ میں نَجْرَان میں بھیجا گیا۔

مَدان: مَ + دَ + ا + ن۔ میم کی زبر کے ساتھ سَحَاب کے وزن پر ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اگر وہ اسلام قبول کرلیں تو ان کی جانب سے اِطَاعت قبول کر کے ان کو اَمن عطا کر دیا جائے اور بصورتِ انکار ان سے جنگ کی جائے۔

اِرْشادِ نبوی کے مطابق حضرت خَالِد رضی اللہ عنہ نے انہیں اسلام کی طرف دعوت دی انہوں نے دعوت قبول کرلی اور اسلام لے آئے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے ان کی اِطَاعت کی پیشکش کو قبول فرمالیا اور انہیں اَمن عطا کر دیا۔

(۳) سَرِیَّۂ حضرت مِقْدَاد بن اَسوَد رضی اللہ عنہ

اسی سال حضرت مِقْدَاد بن اَسوَد رضی اللہ عنہ کو عرب کے کچھ لوگوں کی طرف بھیجا گیا۔ جب ان کے نزدیک پہنچے تو وہ بھاگ نکلے اور تتر بتر ہوگئے۔ ان میں سے صرف ایک آدمی وہاں مقیم رہا جو بہت دولت مند تھا۔ وہ

لاالہ الا اللہ پڑھنے لگا۔ حضرت مِقْدَاد رضی اللہ عنہ نے اسے قتل کر دیا۔ آپ نے یہ خیال فرمایا کہ مجبور آدمی کا ایمان درست نہیں۔

جب وہ دستہ واپس دربارِ نبوی میں حاضر ہوا اور اس واقعہ کی اطلاع کی۔ تو آپ ﷺ نے حضرت مِقْدَاد رضی اللہ عنہ کو طلب فرمایا اور ان پر عتاب فرمایا۔

آپ ﷺ نے فرمایا:

"اے مِقْدَاد! تو نے اس شخص کو قتل کر دیا جو لا الہ الا اللہ پڑھ رہا تھا؟ تو نے لا الہ الا اللہ کے ساتھ کیا سلوک کیا؟"

ایک قول کے مطابق یہ آیت کریمہ اسی واقعہ پر نازل ہوئی:

يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا ضَرَبْتُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَتَبَيَّنُوْا (النساء آیت ۹۴)

اے ایمان والو! جب تم زمین میں سفر اختیار کرو تو خوب جانچ پڑتال کر لیا کرو۔

بعض علماء کے نزدیک یہ آیت کریمہ حضرت مُحَلِّم بن جَثَّامہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں اتری اس کا شانِ نزول باب سوم کی ۸/ھ کے واقعات کی فصل میں آرہا ہے۔

(۴) سَرِیَّہ حضرت عَلِی الْمُرْتَضٰی کَرَّمَ اللّٰہُ وَجْہَہُ الْکَرِیْم

رَمَضَانُ الْمُبَارَک میں حضرت عَلِی بن اَبِی طَالِب رضی اللہ عنہ کو دوسری بار یمن کی جانب روانہ کیا گیا۔ اس بار نبی کریم ﷺ نے آپ رضی اللہ عنہ کے ہمراہ تین سو سوار بھیجے تھے۔

حضرت شیرِ خدا رضی اللہ عنہ نے وہاں پہنچ کر لوگوں کو دعوتِ اسلام دی لیکن انہوں نے انکار کر دیا۔ اس پر آپ رضی اللہ عنہ نے ان سے جنگ کی بیس افراد مقتول چھوڑ کر وہ میدان سے بھاگ نکلے۔ مسلمانوں کو غنیمت کا مال ملا آپ رضی اللہ عنہ نے پھر انہیں اسلام قبول کرنے کی دعوت دی۔ انہوں نے بہت جلدی سے وہ دعوت قبول کر لی۔ اس پر آپ رضی اللہ عنہ نے اپنا ہاتھ جنگ سے روک لیا۔

حضرت عَلِی الْمُرْتَضٰی رضی اللہ عنہ نے کچھ عرصہ ان میں قیام فرمایا تاکہ اِسلام کے اَحکام کی انہیں تعلیم دیں اور قرآن مجید پڑھائیں۔ زاں بعد آپ رضی اللہ عنہ وہاں سے واپس آگئے اور حجۃُ الْوَدَاع میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ شامل ہو گئے۔

(۵) سریہ بجانب حضرت رَعیَہ سُحَیمی رضی اللہ عنہ

اسی سال ایک سریہ حضرت رَعیَہ سُحَیمی کی جانب اِرسال کیا گیا۔ یہ اس وقت تک دائرہ اِسلام میں داخل نہیں ہوئے تھے۔ مسلمانوں کے دستہ نے ان کے سارے مویشی اہل و عیال اور مال و دولت چھین لئے۔

جب نبی کریم ﷺ ان سے حاصل کردہ سارا مال تقسیم فرما چکے تو خدمتِ اَقدَس میں حاضر ہوئے۔ اِیمان قبول کیا اور آپ ﷺ کے دستِ اَقدَس پر بیعت ہوئے۔ آپ ﷺ نے ان کے اہل و عیال ان کو واپس لوٹا دیئے۔

رِعْیَہ: رِ + عْ + یَ + ہ۔ یعنی را کی زیر، عین کے سکون، یا کے زبر اور پھر تائے تانیث کے ساتھ ہے۔
سُحَیمیّ: (سُ + حَ + یْ + م + یّ) سین اور۔ حا اور تصغیر کے صیغہ کے ساتھ ہے۔

(۶) سریہ حضرت اَبُو اُمامہ باہِلی رضی اللہ عنہ

حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ کا اسم گرامی صُدَیّ بن عَجْلَان ہے۔

صُدَیّ: صُ + دَ + یّ۔ یعنی صاد پر پیش، دال پر زبر اور یا پر تشدید ہے۔ حضرت رسولِ کریم ﷺ نے انہیں بَاہِلَہ کی جانب روانہ فرمایا جو ان کی اپنی قوم تھی تاکہ انہیں اسلام قبول کرنے کی ترغیب دیں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے ان کو دعوتِ اسلام دی جو انہوں نے قبول کرلی اور ایمان لے آئے۔

۱۱/ ہجری کے سَرایا

وضاحت: اس فصل میں ان تمام سَرایا کا ذکر ہو گا جو اس سال نبی کریم ﷺ کی ظاہری حیات میں وقوع پذیر ہوئے، اور کچھ ذکر عہد صدیقی کی مہمات کا بھی ہو گا (کیوں کہ وہ عہد نبوی کی مہمات کا تتمہ ہیں۔)

(۱) سریہ حضرت جَرِیر بن عَبدُاللہ بَجَلی رضی اللہ عنہ

اس سال، حضرت محبوبِ کبریاء ﷺ نے حضرت جَرِیر بن عَبداللہ بَجَلی رضی اللہ عنہ کو ذِی الخَلَصَہ کو مِسمار کرنے کے لئے روانہ فرمایا۔

ذُوالخَلَصَہ یمن میں ایک بت خانہ تھا جس میں قبیلہ خَثعَم اور حضرت جَرِیر رحمۃ اللہ علیہ کی قوم بَجِیلہ کا معبود نصب تھا۔ انہوں نے مکہ مکرمہ میں موجود خانہ کعبہ کی عَداوت میں اسے تعمیر کیا تھا تاکہ لوگوں کی توجہ خانہ کعبہ سے ہٹا کر اس کی جانب کر دیں۔ وہ اسے "کَعبۂ یَمانِیہ" کہتے تھے اور خانہ کعبہ کو "کَعبۂ شَامِیہ"

ذُوالخَلَصَہ، خاء لام اور صاد تینوں پر زبر کے ساتھ ہے ان کے بعد تائے تانیث ہے۔ (جو وقف کے باعث ہا میں تبدیل ہو جاتی ہے۔)

مواہب لدنیہ کی شرح میں علامہ زرقانی [۱] رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت جَرِیر رضی اللہ عنہ کی یہ مہم حجۃُ الوَداع سے واپس مدینہ منورہ آکر روانہ فرمائی۔ یہ آپ ﷺ کے وِصال مُبارک سے تقریباً دو ماہ پہلے کا واقعہ ہے۔

علامہ زرقانی رحمۃ اللہ علیہ کی اس تصریح کے مطابق حضرت جَرِیر رضی اللہ عنہ کی اس مہم کی روانگی کا زمانہ محرم الحرام ۱۱ھ قرار پاتا ہے۔

نبی کریم ﷺ نے قبیلہ اَحمَس کے ڈیڑھ سو سواروں کے ہمراہ آپ رضی اللہ عنہ کو روانہ فرمایا اس لشکر میں حضرت اَبُو اَرطَاہ رضی اللہ عنہ بھی تھے۔

صَحابۂ کِرام رضی اللہ عنہم نے اسے مِسمار کر کے آگ لگا دی کفار میں سے جو ہاتھ آیا اسے جہنم رسید کیا۔

---

[۱] زرقانی شرح المواہب اللدنیہ ص ۱۰۷۔ جلد ۳

پھر حضرت اَبُواَرطَاہ رضی اللہ عنہ کو بارگاہِ نبوی میں فتح کی خوشخبری پہنچانے کے لئے روانہ کردیا۔ دربارِ نبوی میں پہنچ کر حضرت اَبُواَرطَاہ رضی اللہ عنہ گویا ہوئے۔

یارسول اللہ! (ہم نے اسے اکھاڑ کر نذرِ آتش کردیا تھا۔) جب ہم وہاں سے چلے تو وہ خارِش زدہ اونٹ کی مانند نظر آرہا تھا۔

یہ سَماعت فرما کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے پر مسکراہٹ کی لہر دوڑ گئی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اَحمَس قبیلہ کے گھوڑوں اور آدمیوں کے حق میں پانچ مرتبہ دعائے برکت فرمائی۔

مہم سے فارغ ہو کر حضرت جَرِیر رضی اللہ عنہ اپنے لشکر کو لے کر واپس لوٹے۔ وہ ابھی راستہ ہی میں تھے کہ حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے وِصَال کی خبر پہنچی۔

(۲) سریہ حضرت عَلیّ المُرتَضٰی رضی اللہ عنہ اور حضرت خَالِد بن سَعِید رضی اللہ عنہ

اسی سال یمن کی جانب حضرت عَلیّ ابن اَبی طَالِب رضی اللہ عنہ اور حضرت خَالِد بن سَعِید رضی اللہ عنہ کو روانہ فرمایا۔ بوقت وَداع ارشاد فرمایا:

"اگر تم مل کر چلو تو تم میں سے امیر "علیؓ" ہوں گے اور اگر الگ ہو جاؤ تو تم میں سے ہر ایک امیر ہوگا۔

یہ دونوں جماعتیں یمن پہنچیں اور کچھ لوگ قیدی ہاتھ لگے۔

(۳) سَرِیَّۂ حضرت خَالِد بن وَلِید رضی اللہ عنہ

اسی سال نبی پاک صاحبِ لَولَاک صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت خَالِد بن وَلِید رضی اللہ عنہ کو یمن میں قبیلہ خَثعَم کی جانب روانہ فرمایا۔

جب حضرت خَالِد رضی اللہ عنہ وہاں پہنچے تو وہ سب سِجدَہ ریز ہوگئے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے ان سب کو تلواروں کا لقمہ بنا دیا۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی نصف دِیت ادا فرمادی۔

(۴) سَرِیَّۂ حضرت اُسَامَہ بن زَید رضی اللہ عنہ

اُبنٰی (جو بَلقَاء کے قریب شَرَاہ کے علاقہ اور ملک شام میں واقع ہے) میں مقیم لوگوں کی جانب حضرت اُسَامَہ رضی اللہ عنہ کی قیادت میں یہ لشکر تیار کیا گیا۔

نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی ظاہری حیاتِ مبارکہ کا یہ سب سے آخری سَرِیَّہ ہے۔

۲۶/ صفر ہفتہ کے روز حضور رِسَالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے رومیوں کے مقابلہ کے لئے جنگ کی تیاری کا حکم

فرمایا۔ رُومی اس وقت ملک شَام پر قابض تھے۔ حضرت اُسامہ رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ کل یعنی ۲۷ صفر بروز اتوار اس مہم پر روانہ ہو جائیں۔

۳۰/ صفر بدھ کی رات کو حضرت نبی کریم ﷺ کی علالت کا آغاز ہوا۔ آپ ﷺ کو درد سر اور بخار لاحق ہوا۔

جمعرات یکم ربیع الاول کو آپ ﷺ نے اپنے دستِ اَقدس سے ان کے لئے جھنڈا تیار فرمایا اور آپ رضی اللہ عنہ کو مہاجرین و انصار کی ایک جماعت کے ہمراہ روانہ فرمایا۔

مہاجرین میں سے حضرت اَبُوبَکر صِدِّیق رضی اللہ عنہ، حضرت عُمَر فَارُوق رضی اللہ عنہ، حضرت عُثمان بن عَفَّان رضی اللہ عنہ، حضرت اَبُوعُبَیدَہ بن جَرَّاح رضی اللہ عنہ، حضرت سَعد بن اَبِی وَقَّاص رضی اللہ عنہ، حضرت سَعِید بن زَید رضی اللہ عنہ وغیرہ شامل تھے۔

اَنصار میں سے حضرت قَتَادہ بن نُعمَان رضی اللہ عنہ، حضرت سلمہ بن اَسلَم بن حریش رضی اللہ عنہ وغیرہ تھے۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا لشکر اُسامہ کی روانگی کا بندوبست کرو۔ آپ ﷺ نے خود انہیں رخصت فرمایا۔

حضرت اُسامہ رضی اللہ عنہ نے جُرُف میں پڑاؤ ڈالا تاکہ لشکر وہاں اکٹھا ہو سکے۔

جُرُف غَابَہ سے پیچھے ایک جگہ کا نام ہے جو مدینہ منورہ سے ایک فرسخ (تین میل) کے فاصلہ پر اُحُد پہاڑ کے پیچھے ہے۔

صَحابۂ کِرام رضی اللہ عنہم نے جب رسول کریم ﷺ کی شدّتِ مَرض کے بارے میں سنا تو حضرت اَبُوبَکر صدیق رضی اللہ عنہ، حضرت عُمَر فاروق رضی اللہ عنہ، حضرت عُثمان غنی رضی اللہ عنہ، حضرت اَبُوعُبَیدہ رضی اللہ عنہ اور کچھ دیگر حضرات مدینہ منورہ لوٹ آئے۔

۱۲/ ربیع الاول پیر کے دن حضرت اُسامہ رضی اللہ عنہ مہم پر روانگی کی تیاری فرما رہے تھے کہ اللہ تعالیٰ کے محبوب ﷺ کے وِصَال کی خبر پہنچی اس پر آپ رضی اللہ عنہ اپنے لشکر سمیت مدینہ طیبہ واپس آگئے۔

جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ خلیفہ رسول قرار پائے تو اُمُورِ خِلافت کے بارے میں پہلا حکم آپ رضی اللہ عنہ نے لشکر اُسامہ رضی اللہ عنہ کی روانگی کا دیا کیوں کہ نبی اَکرم ﷺ کو اپنی ظاہر حیاتِ طیبہ میں اس کا بڑا اہتمام تھا۔

حضرت اُسامہ رضی اللہ عنہ یکم ربیع الثانی کو جُرُف کے مقام سے روانہ ہوئے آپ رضی اللہ عنہ کی کمان میں تین ہزار کا لشکر تھا جن میں سات سو قریشی اور ایک ہزار گھوڑے تھے۔

لشکر اُبنیٰ کے مقام پر پہنچا مشرکین سے جنگ کی۔ ان کے سرداروں کو موت کے گھاٹ اتارا، عورتوں اور بچوں کو قیدی بنایا، ان کے مال و اسباب کو غنیمت بنایا ان کے مکانات، کھیتوں اور کھجور کے درختوں سے جو کچھ باقی بچا نذر آتش کیا؟

اس مہم میں مسلمانوں کا کوئی جانی نقصان نہ ہوا۔ سارا لشکر صحیح سلامت غنیمت کا مال حاصل کر کے واپس مدینہ منورہ آیا۔

حضرت اُسامہ رضی اللہ عنہ کی عمر اس وقت اٹھارہ سال تھی۔

باب سوم

اس باب میں غَزوَات و سَرَایَا کے علاوہ دیگر واقعات کا بیان ہو گا اس کی تیرہ فصلیں ہیں۔

فصل اول

۱/ ہجری کے وَاقِعَات

(ا) مدینہ منورہ میں حضرت مُصعَب بن عُمَیر رضی اللہ عنہ کی تبلیغ اِسلام

حضرت رِسالت مآب ﷺ نے اپنی ہجرت سے پہلے (بِعثَت کے بارھویں یا گیارھویں سال) حضرت مُصعَب بن عُمَیر قُرَشی عَبدَری رضی اللہ عنہ کو مدینہ منوّرہ بھیجا (جو ان کی پہلی آمد تھی۔)

مدینہ منورہ میں حضرت مُصعَب بن عُمَیر رضی اللہ عنہ کی یہ دوسری [۱] آمد تھی۔ آپ ﷺ نے حضرت مُصعَب رضی اللہ عنہ کو بھیجا تاکہ وہ لوگوں کو قرآن مجید پڑھائیں اور اِسلام کے اَحکام کی تعلیم دیں۔ (مدینہ منوّرہ پہنچ کر) آپ رضی اللہ عنہ نے (اِرشادِ نبوی کے مطابق) قرآنِ کریم اور اِسلَامی اَحکام کی تعلیم شروع فرمادی جس کے نتیجے میں بہت سے لوگوں نے آپ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر ایمان قبول کرلیا۔ بَنُو عَبدُالاَشہَل پورے کا پورا قبیلہ ایک دن میں ایمان لے آیا۔ ان میں سے کوئی مرد یا عورت ایسا نہ رہا جس نے ایمان قبول نہ کیا ہو۔ [۲] اس کا ذکر کتاب کے حصہ اول میں ۱۲/ بعثت کے واقعات کے ضمن میں تفصیل کے ساتھ مذکور ہو چکا ہے۔

---

[۱] بَیعتِ عَقبَۂ اُولیٰ میں بارہ نفوسِ قُدسِیہ شریک ہوئے۔ جب یہ حضرات واپس مدینہ منورہ پہنچے تو انہوں نے حضرت رِسالت مآب ﷺ کی خدمت میں لکھا کہ آپ ﷺ ہمارے ہاں کسی ایسے شخص کو بھیج دیں جو ہمیں قرآن مجید کی تعلیم دے اس پر آپ ﷺ نے حضرت مُصعَب بن عُمَیر رضی اللہ عنہ کو بھیجا جو ان کی مدینہ منورہ میں پہلی آمد تھی۔ طبقات ابن سعد (اردو ترجمہ مختصراً) جلد ۱/ صفحہ ۳۲۰

[۲] علامہ قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ قبیلہ سے صرف ایک مرد بچا جو اس روز دولت ایمان سے محروم رہا۔ جس کا نام عَمرو بن ثَابت بن وَقش اور لقب اُصَیرِم تھا۔ توفیق الٰہی سے وہ غَزوَۂ اُحُد کے روز ایمان لائے۔ ایمان لانے کے بعد سَجدَہ کا موقع بھی نہ ملا اور شہادت کے مرتبہ پر فائز ہوگئے۔ نبی پاک ﷺ نے آپ کے جنتی ہونے کی خبر دی۔ حضرت اَبُو ہُرَیرَہ رضی اللہ عنہ لوگوں سے پوچھتے ایسا کونسا شخص ہے جس نے کوئی نماز نہ پڑھی لیکن وہ جنتی ہے جب لوگ نہ بتا سکتے تو ارشاد فرماتے وہ بنی عَبدُالاَشہَل سے حضرت اُصَیرِم رضی اللہ عنہ ہیں۔ المواہب اللدنیہ مع شرح الزرقانی جلد ۱/ صفحہ ۳۱۶

(۲) ہجرتِ نبوی

اسی سال حضرت محبوبِ ربّ العالمین ﷺ نے مکّہ مکرمہ سے مدینہ منورہ کی جانب اپنے بہترین صحابی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہجرت فرمائی۔

ان دو نُفُوسِ قُدسیہ کے ہمراہ دو اور افراد بھی تھے۔

(۱) حضرت عَامِر بن فُہَیرَہ [۱] رضی اللہ عنہ جو حضرت صِدّیقِ اَکبَر رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام تھے۔

(۲) راستہ سے واقفیت رکھنے والا ایک شخص جس کا نام عَبدُاللہ بن اُرَیقِط تھا' جسے راستہ دکھانے کے لئے ساتھ لے لیا گیا تھا۔

عَبدُاللہ بن اُرَیقِط اس وقت ایمان نہ لایا تھا اور نہ ہی صحیح طریق سے اس کا بعد میں ایمان لانا منقول ہے۔ صرف واقدی نے لکھا ہے کہ وہ ایمان لے آیا تھا اور واقدی سے علامہ ذہبی نے نقل کرکے اپنی کتاب التجرید میں اس کا صاحب ایمان ہونا ذکر فرمایا ہے۔

واقدی کے ضعف کے باعث محدثین کو اس کے ایمان میں تردد ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

(۳) آغازِ ہجرت پر دعائے نبوی

سرورِ کونین ﷺ جب مکّہ مکرمہ سے ہجرت کے لئے نکلے تو آپ ﷺ نے بارگاہ ربوبیت میں یوں التجا کی۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ خَلَقَنِیْ وَلَمْ اَکُ شَیْئًا

اَللّٰھُمَّ اَعِنِّیْ عَلٰی ھَوْلِ الدُّنْیَا وَعَوَآئِقِ الدَّھْرِ وَمَصَآئِبِ اللَّیَالِیْ وَالْاَیَّامِ

اَللّٰھُمَّ اَصْحِبْنِیْ فِیْ سَفَرِیْ وَاخْلُفْنِیْ فِیْٓ اَھْلِیْ وَبَارِکْ لِیْ فِیْمَا رَزَقْتَنِیْ وَعَلٰی صَالِحِ خُلُقِیْ فَقَوِّمْنِیْ وَاِلَیْکَ رَبِّ فَحَبِّبْنِیْ وَاِلَی النَّاسِ فَلَا تَکِلْنِیْ اَنْتَ رَبُّ الْمُسْتَضْعَفِیْنَ وَاَنْتَ رَبِّیْ

---

[۱] پہلے یہ طُفَیل بن عَبدُاللہ کے غلام تھے۔ اسی کی ملکیت میں تھے کہ ایمان کی توفیق ہوئی۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے خرید کر آزاد فرما دیا۔ غَزوۂ بَدر اور اُحُد میں شریک ہوئے۔ بیرِ مَعُونَہ کے سانحہ میں چالیس برس کی عمر میں جام شہادت نوش فرمایا۔ ان کے قاتل عَامِر بن طُفَیل ہیں۔ ان کا بیان ہے جب میں نے ان پر نیزے سے پہلا وار کیا تو ان سے ایک نور نکلا۔ زاں بعد جب یہ حضرت عَامِر رضی اللہ عنہ دربارِ نبوی میں حاضر ہوئے تو سوال کیا وہ کونسا شخص تھا کہ جب وہ مقتول ہوا تو میں نے دیکھا کہ اسے آسمان اور زمین کے درمیان اٹھا لیا گیا۔ (اس کو مزید بلند کیا گیا) یہاں تک کہ میں نے دیکھا کہ آسمان اس سے نیچے رہ گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا وہ عَامِر بن فُہَیرَہ تھے۔ رنگت سیاہ تھی الاستیعاب علی ہامش الاصابہ جلد ۳/ صفحہ ۸۷۷' الاصابہ جلد ۲/ صفحہ ۲۵۶ اختصاراً۔

اَعُوْذُ بِوَجْهِكَ الْكَرِيْمِ الَّذِيْ اَشْرَقَتْ بِهِ السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ وَكَشَفَتْ بِهِ الظُّلُمَاتُ وَصَلُحَ عَلَيْهِ اَمْرُ الْاَوَّلِيْنَ وَالْاٰخِرِيْنَ اَنْ يَّحِلَّ عَلَيَّ غَضَبُكَ اَوْيَنْزِلَ بِيْ سَخَطُكَ اَعُوْذُبِكَ مِنْ زَوَالِ نِعْمَتِكَ وَتَحَوُّلِ عَافِيَتِكَ وَفُجَآءَ ةِ نِقْمَكَ وَجَمِيْعِ سُخْطِكَ لَكَ الْعُقْبٰى عِنْدِيْ مَا اسْتَطَعْتُ وَمَا تَوْفِيْقِيَّ اِلَّا بِكَ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِكَ۔

ترجمہ :

"سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں جس نے مجھے پیدا فرمایا جبکہ میں کچھ نہ تھا۔

اے اللہ! دنیا کے خوف، زمانے کی مشکلات اور رُوز و شب کی مصیبتوں میں میری مدد فرما۔

اے اللہ! اس سَفر میں اپنی نوازشوں سے میرے ساتھ ہو، میرے بعد میرے اَہل وعِیال کی کفالت فرما، میرے رِزق میں برکت عطا فرما، صالح اَخلاق پر مجھے ثابت قَدمی نصیب فرما، اپنی بارگاہ میں مجھے محبوب بنا اور مجھے لوگوں کے سپرد نہ فرما۔ تو ہی ناتوانوں کو کمالِ عُرُوج پر پہنچانے والا ہے اور تو ہی میرا رب ہے۔

الہ العالمین! تیری کریم ذات، (جس سے زمین و آسمان نے ضیا پائی، ظلمتیں کافور ہوئیں، اولین و آخرین کے (بگڑے) کام سنورے) کی پناہ مانگتا ہوں، کہ مجھ پر تیرا غَضب نازل ہو یا تیری ناراضگی کا میں نِشانہ بنوں۔

بارِالٰہا! نعمتوں کے چھن جانے، عافیتوں کے رخ تبدیل کرلینے، اچانک عذاب کے آجانے اور تیرے تمام غَضَبُوں سے میں تیری پناہ چاہتا ہوں۔ میرا انجام تیرے دستِ قدرت میں ہے۔ مجھ میں کچھ اِستِطَاعت نہیں۔ میری توفیق تیری ہی عطا سے ہے۔ طاقت اور قوت تیری ہی جناب سے ہے۔"

ابو نعیم نے اپنی سندوں کے ساتھ اس دعا کو اسی طرح روایت فرمایا ہے۔ نیز حافظ ابن کثیر نے اپنی کتاب البدایہ والنہایہ میں بھی تحریر فرمایا ہے۔

(۴) مکّہ معظمہ سے رَوانگی، غَار میں قِیام اور مدینہ طیبہ میں دَاخلہ

حضور نبی پاک ﷺ یکم ربیع الاول جمعرات کی رات کو مکّہ مکرمہ سے نکل کر غارِ ثَور میں اِقامت گزیں ہوئے۔

تین شب یعنی جمعہ، ہفتہ اور اتوار کی راتیں غَار میں قِیام فرمایا۔ وہاں سے پیر کی رات ۵ ربیع الاول کو عازمِ مدینہ منوّرہ ہوئے۔

۱۲/ ربیع الاول پیر کے روز چاشت کے وقت مدینہ منوّرہ میں نزولِ اِجلَال فرمایا۔

علامہ شامی قدس سرہ السامی نے اپنی سیرت کی کتاب میں اسی طرح بیان فرمایا ہے۔ ظاہر ہے کہ یہاں مدینہ منورہ میں دَاخِلَہ سے مراد، قُبَاء میں تشریف فرما ہونا ہے۔ کیونکہ کسی شہر کی فِنَاء میں داخل ہونا اس میں داخل ہونا شمار ہوتا ہے۔

شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب جَذْبُ الْقُلُوب میں اسی پر جزم فرمایا ہے۔

وضاحت:

"ظاہر ہے کہ یہاں مدینہ منورہ میں داخل ہونے سے مراد قُبَاءمیں تشریف فرما ہونا ہے۔"

ہم نے صرف اس لئے کہا ہے کہ صحیح احادیث میں وارد ہے کہ آپ ﷺ پہلے قُبَاء میں تشریف فرما ہوئے (بلکہ احادیث مبارکہ کے الفاظ ہیں فَسَكَنَ بِهَا بِضْعَ عَشَرَةَ لَيْلَةً (آپ ﷺ نے وہاں دس سے کچھ زائد راتوں تک قیام فرمایا۔)

آپ ﷺ نے وہیں مسجد بھی بنائی اور جمعہ کے دن قُبَاءسے مدینہ منورہ منتقل ہوگئے۔ (اکثر علمائے لغت کے نزدیک لفظ "بِضْع" کا اطلاق تین سے نو تک ہوتا ہے اور بعض کے نزدیک ایک سے نو تک) مذکور بالا احادیث مبارکہ کے الفاظ کا مفہوم تب ہی درست ہوسکتا ہے جبکہ لفظ بِضْع کو "ایک سے نو تک" پر محمول کیا جائے جس طرح کہ بعض علمائے لغت نے فرمایا ہے۔ علامہ جزری علیہ الرحمہ کی "نہایہ" "لوامع" اور "کشف اللغات" میں بھی اس طرح درج ہے۔

تو یہاں پر بِضْعَ عَشَرَةَ لَيْلَةً سے مراد گیارہ راتیں ہیں۔

(اس طرح علمائے کرام کے مختلف اقوال کی تطبیق میں) یوں کہا جائے گا کہ قُبَاء میں سرورِ عالم ﷺ کا داخلہ ۱۲/ ربیع الاول پیر کے دن ہوا قُبَاء میں گیارہ راتیں قیام مبارک رہا۔

مدینہ منورہ میں آپ ﷺ فی الحقیقت ۲۳/ ربیع الاول جُمعۃُ الْمُبارک کو تشریف لائے اس صورت میں تمام اقوال میں تطبیق ہو جائے گی اور اختلاف ختم ہو جائے گا۔

ایک روایت میں یوں بھی مذکور ہے کہ قُبَاء میں آپ ﷺ کا قیام مبارک چار شب تک رہا۔

اس صورت میں مدینہ طیبہ میں نبی کریم ﷺ کی حقیقی آمد ۱۶/ ربیع الاول جُمعۃُ المبارک کو قرار پاتی ہے۔

بہرحال سیرت شامی اور دیگر کتب سیرت میں جو یہ درج ہے کہ "آپ ﷺ نے ۱۲/ ربیع الاول پیر کے روز مدینہ منورہ میں نُزُولِ اِجْلَال فرمایا" کو لازمی طور پر قُبَاء میں تشریف فرما ہونے پر محمول کیا جائے گا۔ واللہ

تعالیٰ اعلم بالصواب۔

(۵) حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے گھر میں زادِ راہ کی تیاری

ہجرت کی رات مکّہ مکرمہ سے غارِ ثور کی جانب روانگی سے پہلے سرورِ کائنات ﷺ نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے گھر کو اپنے قدوم میمنت لزوم سے مشرف فرمایا۔

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے اہلِ خانہ نے آپ ﷺ، حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور ان کے ہمراہیوں کے لئے زادِ راہ چمڑے کے ایک تھیلے میں بند کیا اور پانی ایک مشکیزے میں ڈالا' تھیلے اور مشکیزے کے منہ کو بند کرنے کے لئے کوئی تسمہ نہ مل سکا اس پر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے اپنے کمربند کے دو حصے کئے ایک سے تھیلے اور دوسرے سے مشکیزہ کا منہ باندھ دیا۔ اسی وجہ سے انہیں "ذاتُ النِّطَاقَیْن" (دو کمربند والی) کہا جاتا ہے۔

(۶) غارِ ثور میں اقامت

حضور سرورِ کائنات ﷺ اور حضرت صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ غارِ ثور میں تشریف فرما ہوئے اور وہاں تین شب قیام فرمایا جس طرح کہ ہم نے پہلے ذکر کر دیا ہے۔

(۷) غار کے دہانے پر مکڑی کا جالا

آپ ﷺ کے قیامِ مبارک کے دنوں میں مکڑی نے غارِ ثور کے دہانے پر جالا تن دیا جو آپ ﷺ کے معجزات میں سے ہے۔ [1]

(۸) کبوتروں کا غار کے دہانے میں انڈے دینا

محبوبِ کبریاء ﷺ کے معجزات میں سے ایک معجزہ یہ بھی ظہور پذیر ہوا کہ دو کبوتر غار کے منہ پر منڈلانے لگے اور انہوں نے وہیں انڈے دے دیئے۔ [2]

---

[1] غار کے منہ پر اللہ تعالیٰ کے حکم سے ایک درخت راتوں رات اگ آیا اور نبی کریم ﷺ کے لئے آڑ بن گیا۔ طبقات ابن سعد جلد ۱/ صفحہ ۳۲۸

[2] حرم شریف کے کبوتر انہی دو کبوتروں کی نسل سے ہیں۔ المواہب اللدنیہ مع شرح الزرقانی جلد ۱/ صفحہ ۳۳۲ الزبدہ العمدۃ شرح البردہ ملا علی القاری۔ صفحہ ۸۰

مکڑی کے جالا اور کبوتروں کے انڈے دیکھ کر کفار کو یہ یقین ہوگیا کہ اس جگہ کوئی آدمی نہیں ہے۔

حضرت شیخ شرف الدین بوصیری قدس سرہ العزیز قصیدہ بردہ میں یوں فرماتے ہیں:

ظَنُّوا الْحَمَامَ وَظَنُّوا الْعَنْكَبُوْتَ عَلٰى

خَيْرِ الْبَرِيَّةِ لَمْ تَنْسُجْ وَلَمْ تَحُمِ

کفار نے گمان کیا کہ اگر غار میں خیرالوریٰ احمدِ مجتبیٰ ﷺ ہوتے تو نہ مکڑی جالا بنتی اور نہ کبوتر اس پر منڈلاتے۔

(۹) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاؤں پر سانپ کا ڈسنا

اسی دوران حضور نبی کریم ﷺ کا ایک اور معجزہ ظاہر ہوا۔ کہ اللہ تعالیٰ کے حبیب ﷺ اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ جب غار میں داخل ہونے لگے تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔

"یارسول اللہ! اس غار کے اندر اندھیری رات میں آپ مجھ سے پہلے اندر تشریف نہ لے جائیں بلکہ آپ ﷺ سے قبل میں اس میں داخل ہوں گا اگر غار میں کوئی سانپ یا دوسرا مُوذی جانور ہوا تو میں اس کا نشانہ بنوں گا آپ ﷺ بچ جائیں گے۔"

جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اس میں داخل ہوئے تو غار میں کئی سوراخ نظر آئے آپ رضی اللہ عنہ کپڑا پھاڑ کر ان سوراخوں کو بند کرنے لگے۔ کپڑے کے ان ٹکڑوں سے سارے کے سارے سوراخ بند ہوگئے صرف ایک سوراخ رہ گیا جس کے لئے کپڑے کا کوئی ٹکڑا نہ بچا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے وہاں اپنا قدم مبارک رکھ لیا اور نبی پاک ﷺ سے گذارش کی کہ اب اندر تشریف لے آیئے۔ اس پر آپ ﷺ غار میں تشریف لے آئے۔

اسی سوراخ سے ایک سانپ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو ڈس لیا۔ نبی پاک ﷺ نے اس ڈسی ہوئی جگہ پر دست شفا پھیرا، دعا فرمائی اور برکت کی التجا فرمائی۔ آپ رضی اللہ عنہ اسی وقت شفایاب ہوگئے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ آپ رضی اللہ عنہ کو کوئی تکلیف پہنچی ہی نہیں۔

بعدازاں حضور سرورِ کائنات ﷺ نے بارگاہِ ربوبیت میں دستِ دعا دراز فرمائے اور یوں عرض کیا۔

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ اَبَابَكْرٍ مَّعِيْ فِيْ دَرَجَتِيْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ [1]

ترجمہ: اے اللہ! قیامت کے دن ابوبکر کو میرے درجہ میں فرمادے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی جانب وحی فرمائی کہ میں نے آپ کی دعا قبول فرمالی۔

---

[1] رَوَاهُ اَبُوْ نُعَيْمٍ عَنْ اَنَسٍ زرقانی علی المواہب جلد ۱ صفحہ ۳۳۸

(۱۰) حضرت اُمِّ مَعبد رضی اللہ عنہا اور ان کے خاوند کا اِیمان لانا

ہجرت کے سفر میں جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا گذر حضرت اُمِّ مَعبد بنت خالد خُزاعیہ رضی اللہ عنہا کے دو خیموں پر سے ہوا جو قُدَید میں اقامت پذیر تھیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے پاس کچھ دیر قیام فرمایا۔ انہوں نے اِسلام قبول کیا اور بیعت کی۔ ان کے خاوند حضرت اَبُو مَعبد خُزاعی رضی اللہ عنہ بھی اِسی وقت مُشرّف با یمان ہوئے۔

حضرت اُمِّ مَعبد رضی اللہ عنہا کا نام عاتِکہ تھا۔

(۱۱) حضرت اُمِّ مَعبد رضی اللہ عنہا کی لاغر بکری کا کثرت سے دودھ دینا

اسی سَفر کے دوران نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک اور معجزہ ظاہر ہوا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت اُمِّ مَعبد رضی اللہ عنہا سے ان کی بکری دوہنے کی اجازت طلب فرمائی جبکہ دودھ نام کی کوئی چیز اس کے تھنوں میں نہ تھی۔ کیونکہ وہ انتہائی لاغر تھی اور نر سے اس کی جُفتی بھی نہیں ہوئی تھی۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو دوہا اور ایک بہت بڑا برتن دودھ کا بھرلیا۔ جس سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نوش فرمایا اور ہمراہیوں نے پیا۔ حضرت اُمِّ مَعبد رضی اللہ عنہا کو بھی اس برتن سے دودھ پینے کو دیا۔ پھر نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے خود بھی پیا۔ زاں بعد اسی بکری کے دودھ سے ایک بہت بڑا برتن بھرا اور اپنے سَفر پر روانہ ہوگئے۔

حضرت عمر فارُوق رضی اللہ عنہ کی خِلافَت میں عَامُ الرَّمَادَہ تک وہ بکری اسی طرح صبح و شام کثرت سے دودھ دیتی رہی۔ عَامُ الرَّمَادَہ ۱۸ھ کو کہتے ہیں۔ [1]

(۱۲) حضرت سُراقَہ رضی اللہ عنہ کے گھوڑے کے پاؤں کا زمین میں دھنس جانا

مدینہ منوّرہ کی جانب اس سَفرِ ہجرت کے دوران ایک اور معجزہ ظاہر ہوا۔

جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم غارِ ثَوْر سے نکلے تو کُفّار نے دشمنی کے باعث آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا پیچھا کیا (تاکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو تلاش کرکے نعوذ باللہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا خاتمہ کردیں) سُراقَہ بن مالِک بن جُعشُم مُدلِجی کے بغیر ان میں سے کوئی شخص آپ صلی اللہ علیہ وسلم تک نہ پہنچ سکا۔

---

[1] اس سال شدید قحط پڑ گیا (جنگلوں اور بیابانوں سے خوراک ختم ہوگئی) چنانچہ وحشی جانور (آبادی میں) انسانوں کی پناہ لینے لگے۔ (جانوروں کا گوشت کھانے کے قابل نہ رہا۔ یہاں تک کہ) کوئی آدمی بکری ذبح کرتا تو گوشت کے خراب ہونے کے باعث اس سے نفرت کرنے لگتا۔ ہوا چلتی تو راکھ کی رنگت کا غبار چیزوں پر پڑ جاتا۔ (رَمادَہ کا معنے ہے راکھ۔) سیرت حلبیہ جلد ۲/ صفحہ ۲۲۵

نبی پاک ﷺ کے حضرت اُمِ مَعبد رضی اللہ عنہا کے ہاں سے روانہ ہونے کے بعد وہ آپ ﷺ تک پہنچ گیا۔
اَبُوجَہل اور دیگر کفارِ قریش نے اس سے ایک سو اونٹوں کی شرط لگا رکھی تھی اور اسے کہہ رکھا تھا۔
"اگر تو محمد اور ابوبکر کو (نعوذ باللہ) قتل کر ڈالے یا ان میں سے کسی ایک کو قیدی بنا لے تو ہم تجھے سو اونٹ انعام دیں گے۔
سُرَاقَہ اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر آپ ﷺ کے قریب پہنچ گیا۔ جب دو یا تین نیزوں کا فاصلہ باقی رہ گیا۔
تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا:
"یارسول اللہ! یہ دشمن ہم تک پہنچ آیا ہے۔"
حضرت رِسالت مآب ﷺ نے دعا مانگی۔
"اے اللہ! جس چیز کے ذریعے سے تو چاہتا ہے ہم کو اس سے بچا۔"
اس پر سُرَاقَہ کے گھوڑے کے پاؤں خشک سخت چکنی مٹی میں گھٹنوں تک دھنس گئے۔
ایک روایت میں ہے کہ گھوڑا پیٹ تک زمین میں دھنس گیا۔
سُرَاقَہ چیخنے لگے اور کہا۔
"اے محمد! مجھے معلوم ہے یہ تمہارا کام ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا کیجئے کہ مجھے اس سے نجات عطا فرمائے تو میں آپ ﷺ کی جانب لوٹ کر نہ آؤں گا اور آپ ﷺ کی تلاش میں نکلے ہوئے لوگ جو میرے پیچھے آرہے ہیں ان سے آپ ﷺ کی بات کو مخفی رکھوں گا۔"
اس پر اللہ تعالیٰ کے محبوب ﷺ نے دعا فرمائی تو اسے نجات ملی اور وہ واپس چلا گیا۔ سُرَاقَہ نے اس دن ایمان قبول نہ کیا۔
فتح مکہ کے بعد جب نبی پاک ﷺ غَزوَہ حُنَین سے فارغ ہو چکے تو حضرت سُرَاقَہ رضی اللہ عنہ مشرف بایمان ہوئے۔

(۱۳) حضرت بُرَیدہ بن حُصَیب اَسلَمی رضی اللہ عنہ کا ایمان لانا

نبی پاک صاحب لولاک ﷺ جب مدینہ طیبہ کے قریب پہنچے تو حضرت بُرَیدَہ بن حُصَیب اَسلَمی رضی اللہ عنہ آپ ﷺ سے ملے ان کے ہمراہ اپنی قوم کے اسی (۸۰) افراد بھی تھے۔
اَبُوجَہل اور دیگر کفار مکہ نے انہیں نبی کریم ﷺ کے قتل کے لئے بھیجا تھا اور اس کے لئے آپ سے ایک سو اونٹوں کا وعدہ بھی کیا تھا۔

جب وہ آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ ﷺ کے چہرے پر انہیں نورِ نبوت نظر آیا۔ آپ ﷺ کی گفتگو انہوں نے سنی کہ آپ توحید اور دین حق کی جانب بلاتے ہیں۔ تو حضرت بُرَیدہ رضی اللہ عنہ اور آپ کی قوم کے جتنے افراد آپ کے ہمراہ تھے تمام مشرف با یمان ہوگئے۔

اس کے بعد حضرت بُرَیدہ رضی اللہ عنہ باقی سفر ہجرت میں آپ ﷺ کے ساتھ رہے [1] جب نبی پاک ﷺ مدینہ منورہ میں داخل ہوگئے تو وہ اپنی قوم کی سرزمین کی جانب واپس لوٹ آئے۔

غَزوۂ اُحُد کے بعد آپ رضی اللہ عنہ مدینہ منورہ آگئے اور وہیں سکونت اختیار کرلی۔

(۱۴) قُبَاء میں قِیام اور مسجد کی تعمیر

مدینہ منورہ میں نزولِ اِجلال سے قبل نبی کریم ﷺ نے قُباء میں دس سے کچھ زائد راتیں قیام فرمایا۔ قُباء میں اپنے قیام کے دنوں میں آپ ﷺ نے مسجد قُباء تعمیر فرمائی۔ جس میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ہمراہ آپ ﷺ نے بنفسِ نفیس کام کیا۔

یہ پہلی مسجد ہے جو اسلام میں تعمیر ہوئی۔ [2] اور اسی کی شان میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

لَمَسْجِدٌ اُسِّسَ عَلَی التَّقْوٰی مِنْ اَوَّلِ یَوْمٍ اَحَقُّ اَنْ تَقُوْمَ فِیْہِ۔ (التوبہ - ۱۰۸)

(وہ مسجد جس کی بنیاد پہلے دن سے پرہیزگاری پر رکھی گئی ہے وہ زیادہ حق رکھتی ہے کہ آپ اس میں نماز ادا فرمائیں۔) [3] اسی تعمیر میں مشغولیت کی بنا پر نبی اکرم ﷺ نے قُباء میں دس سے کچھ زائد شب قیام فرمایا۔ جیساکہ پہلے مذکور ہوچکا ہے۔

---

[1] حضرت بُرَیدہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یارسول اللہ مدینہ منورہ میں داخل ہوتے وقت آپ ﷺ کے ساتھ ایک جھنڈا ہونا چاہئے نیز انہوں نے اپنا عمامہ سر سے اتار کر نیزہ پر باندھ دیا اور نبی کریم ﷺ کے آگے آگے چلنے لگے۔ مدارج النبوت اردو ترجمہ جلد ۲/ صفحہ ۱۰۵

[2] مسجدِ قُباء اسلام میں تعمیر ہونے والی پہلی ایسی مسجد ہے جس میں نبی کریم ﷺ نے علی الاعلان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سمیت نماز ادا فرمائی۔ نیز یہ پہلی مسجد ہے جو عام مسلمانوں کے لئے تعمیر کی گئی۔ اگرچہ اس سے پہلے بھی اسلام میں مساجد تعمیر کی گئی تھیں (لیکن وہ عام مسلمانوں کے لئے وقف نہ تھیں) جیسے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی مسجد جو آپ نے (مکہ مکرمہ میں) اپنے گھر کے صحن میں تیار کی تھی۔ زرقانی علی المواہب جلد ۱/ صفحہ ۳۵۳

[3] احادیث مبارکہ میں مسجد قُباء کے بہت سے فضائل منقول ہیں۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا مسجدِ قُباء میں دو رکعت نماز مجھے بیت المقدس کے دوبار زیارت سے زیادہ محبوب ہے۔ اگر لوگوں کو علم ہوتا کہ قُباء میں کیا ہے تو اونٹوں پر سفر کرکے قُباء آتے۔ (ترمذی) مسجد قُباء میں نماز عمرہ کے برابر ہے۔ (بخاری مسلم) جو شخص اپنے گھر میں طہارت کرے پھر مسجد قُباء میں آکر نماز ادا کرے تو یہ عمرہ کے برابر ہے۔ (ابن ماجہ) زرقانی جلد ۱/ صفحہ ۳۵۳

(۱۵) نمازِ جمعہ کی ادائیگی

نبی کریم ﷺ نے بنی سالم بن عوف کی مسجد میں نمازِ جمعہ ادا فرمائی اور خطبۂ جمعہ ارشاد فرمایا۔
یہ قبیلہ مدینہ منورہ اور قباء کے درمیان آباد تھا۔
اسی لئے اس مسجد شریف کا نام مسجد جمعہ ہے۔
یہ پہلا جمعہ تھا جو آپ ﷺ نے ادا فرمایا۔
نیز یہ پہلا خطبہ تھا جو اسلام میں آپ نے ارشاد فرمایا۔
یہ خطبہ مکمل طور پر سیرت گازرونی اور دیگر کتب سیرت میں موجود ہے۔ [1]

---

[1] وہ مبارک خطبہ یہ ہے:

خطبہ

اَلْحَمْدُلِلّٰہِ اَحْمَدُہٗ وَ اَسْتَعِیْنُہٗ وَ اَسْتَغْفِرُہٗ وَاَسْتَھْدِیْہِ وَاُوْمِنُ بِہٖ وَلَآ اَکْفُرُہٗ وَاُعَادِیْ مَنْ یَّکْفُرُہٗ اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَاشَرِیْکَ لَہٗ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَ رَسُوْلُہٗ اَرْسَلَہٗ بِالْھُدٰی وَ دِیْنِ الْحَقِّ وَ النُّوْرِ وَ الْمَوْعِظَۃِ عَلٰی فَتْرَۃٍ مِّنَ الرُّسُلِ وَ قِلَّۃٍ مِّنَ الْعِلْمِ وَ ضَلَالَۃٍ مِّنَ النَّاسِ وَانْقِطَاعٍ مِّنَ الزَّمَانِ وَ دُنُوٍّمِّنَ السَّاعَۃِ وَقُرْبٍ مِّنَ الْاَجَلِ
مَنْ یُّطِعِ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ فَقَدْ رَشَدَ وَمَنْ یَّعْصِھِمَا فَقَدْ غَوٰی وَ فَرَطَ وَضَلَّ ضَلَالًا بَعِیْدًا
وَ اُوْصِیْکُمْ بِتَقْوَی اللّٰہِ فَاِنَّہٗ خَیْرُ مَآ اَوْصٰی بِہِ الْمُسْلِمُ الْمُسْلِمَ اَنْ یَّحُضَّہٗ عَلَی الْاٰخِرَۃِ وَاَنْ یَّاْمُرَہٗ بِتَقْوَی اللّٰہِ فَاحْذَرُوْا مَاحَذَّرَکُمُ اللّٰہُ مِنْ نَّفْسِہٖ وَلَآ اَفْضَلَ مِنْ ذٰلِکَ نَصِیْحَۃً وَلَآ اَفْضَلَ مِنْ ذٰلِکَ ذِکْرٰی وَاِنَّہٗ تَقْوٰی لِمَنْ عَمِلَ بِہٖ عَلٰی وَجَلٍ وَّ مَخَافَۃٍ وَّعَوْنُ صِدْقٍ عَلٰی مَا تَبْتَغُوْنَ مِنْ اَمْرِ الْاٰخِرَۃِ
وَمَنْ یُّصْلِحِ الَّذِیْ بَیْنَہٗ وَ بَیْنَ اللّٰہِ مِنْ اَمْرِ السِّرِّوَ الْعَلَانِیَۃِ لَا یَنْوِیْ بِذٰلِکَ اِلَّا وَجْہَ اللّٰہِ یَکُنْ لَّہٗ ذِکْرًا فِیْ عَاجِلِ اَمْرِہٖ وَ ذُخْرًا فِیْمَا بَعْدَ الْمَوْتِ حِیْنَ یَفْتَقِرُ الْمَرْءُ اِلٰی مَاقَدَّمَ وَمَا کَانَ مِنْ سِوٰی ذٰلِکَ یَوَدُّ لَوْاَنَّ بَیْنَہٗ وَ بَیْنَہٗ اَمَدًا بَعِیْدًا وَّ یُحَذِّرُکُمُ اللّٰہُ نَفْسَہٗ وَاللّٰہُ

(بقیہ حواشی اگلے صفحے پر)

یہ مسجد ابھی تک موجود ہے ہم ۱۱۳۶ھ میں اس کی زیارت سے مشرف ہوئے تھے۔ اس وقت اس کی تعمیر جدید ہو چکی تھی۔

(پچھلے صفحے کا بقیہ حواشی)

رَؤُفٌ بِالْعِبَادِ وَالَّذِیْ صَدَقَ قَوْلَهٗ وَ انْجَزَ وَعْدَهٗ لَاخُلْفَ لِذٰلِکَ فَاِنَّهٗ یَقُوْلُ تَعَالٰی (مَا یُبَدَّلُ الْقَوْلُ لَدَیَّ وَمَآ اَنَا بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِیْدِ)

وَاتَّقُو اللّٰهَ فِیْ عَاجِلِ اَمْرِ کُمْ وَاٰجِلِهٖ فِی السِّرِّ وَ الْعَلَانِیَةِ فَاِنَّهٗ (مَنْ یَّتَّقِ اللّٰهَ یُکَفِّرْ عَنْهُ سَیِّاٰتِهٖ وَ یُعْظِمْ لَهٗٓ اَجْرًا) (وَمَنْ یُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِیْمًا)

اِنَّ تَقْوَی اللّٰهِ تُوَقِّیْ مَقْتَهٗ وَ تُوَقِّیْ عُقُوْبَتَهٗ وَ تُوَقِّیْ سُخْطَهٗ وَاِنَّ تَقْوَی اللّٰهِ تُبَیِّضُ الْوَجْهَ تُرْضِی الرَّبَّ وَ تُرْفِعُ الدَّرَجَةَ خُذُوْا بِحَظِّکُمْ وَلَا تُفَرِّطُوْافِیْ جَنْبِ اللّٰهِ قَدْ عَلَّمَکُمُ اللّٰهُ کِتَابَهٗ وَ نَهَجَ لَکُمْ سَبِیْلَهٗ (فَلَیَعْلَمَنَّ اللّٰهُ الَّذِیْنَ صَدَقُوْا وَ لَیَعْلَمَنَّ الْکَاذِبِیْنَ) فَاحْسِنُوْا کَمَا اَحْسَنَ اللّٰهُ اِلَیْکُمْ وَعَادُوْآ اَعْدَآءَهٗ (وَجَاهِدُوْا فِی اللّٰهِ حَقَّ جِهَادِهٖ هُوَ اجْتَبَاکُمْ وَمَا جَعَلَ عَلَیْکُمْ فِی الدِّیْنِ مِنْ حَرَجٍ مِلَّةَ اَبِیْکُمْ اِبْرَاهِیْمَ هُوَ سَمّٰکُمُ الْمُسْلِمِیْنَ مِنْ قَبْلُ) (لِیَهْلِکَ مَنْ هَلَکَ عَنْ بَیِّنَةٍ وَّیَحْیٰی مَنْ حَیَّ عَنْ بَیِّنَةٍ) وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ

فَاَکْثِرُوْا ذِکْرَاللّٰهِ وَ اعْمَلُوْا لِمَابَعْدَ الْمَوْتِ فَاِنَّهٗ مَنْ اَصْلَحَ مَابَیْنَهٗ وَ بَیْنَ اللّٰهِ یَکْفِهِ اللّٰهُ مَابَیْنَهٗ وَ بَیْنَ النَّاسِ ذٰلِکَ بِاَنَّ اللّٰهَ یَقْضِیْ عَلَی النَّاسِ وَلَا یَقْضُوْنَ عَلَیْهِ وَیَمْلِکُ مِنَ النَّاسِ وَلَا یَمْلِکُوْنَ مِنْهُ اَللّٰهُ اَکْبَرُوَ لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ

بحوالہ ابن جریر' البدایہ والنہایہ جلد ۲ جز ۳ صفحہ ۲۱۱ - ۲۱۲

ترجمہ خطبہ : تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کو سزاوار ہیں۔ میں اس کی حمد کرتا ہوں' اس سے مدد' مغفرت اور ہدایت کا طالب ہوں۔ اس پر میں ایمان رکھتا ہوں اس کا انکار نہیں کرتا بلکہ جو اس کا انکار کرتے ہیں میری ان سے عداوت ہے۔

میں گواہی دیتا ہوں کہ بلاشبہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں وہ یکتا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور بلاشبہ حضرت محمد (ﷺ) اللہ تعالیٰ کے بندے اور اس کے رسول ہیں اس پاک ذات نے انہیں ہدایت سچے دین' نور اور نصیحت دے کر بھیجا ہے جب اور رسولوں کی آمد منقطع ہو چکی ہے علم کم ہو چکا ہے لوگوں میں گمراہی عام ہو گئی ہے۔ زمانہ ختم ہونے کو ہے۔ قیامت قریب آ چکی ہے اور وقت مقررہ

(بقیہ حواشی اگلے صفحے پر)

جُمعتہُ المبارکہ کی یہ نماز اس دن ادا کی گئی جب نبی پاک ﷺ قُباء میں دس سے اوپر کچھ راتیں قیام فرمانے کے بعد مدینہ منوّرہ کو روانہ ہوئے۔ آپ سَالم بن عَوف کی بستی میں ان کی التجاء پر بَرَکت کے لئے اترے وہیں پر نمازِ جُمعہ کی آیت کریمہ نازِل ہوئی۔

(پچھلے صفحے کا بقیہ حواشی) نزدیک آگیا ہے۔

جس نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کی وہ راہ راست پر ہے اور جس نے ان کی نافرمانی کی وہ گمراہ اور حد سے گزرنے والا اور گمراہی میں دور نکل جانے والا ہے۔ میں تمہیں اللہ تعالیٰ سے تقویٰ کی وصیت کرتا ہوں۔ کیونکہ ایک مسلمان کی دوسرے مسلمان کو بہترین وصیت یہ ہے کہ اسے آخرت کا شوق دلائے اور اللہ تعالیٰ سے تقویٰ کا حکم دے۔

محتاط رہو۔اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات کے بارے میں محتاط رہنے کا حکم دیا۔ہے اس سے بہتر کوئی نصیحت نہیں اور نہ اس سے بہتر کوئی ذکر ہے۔ ایسا رویہ تقویٰ ہے اس شخص کیلئے جو خوف اور ڈر سے عمل کرے اور امورِ آخرت میں جو تم چاہتے ہو اس کیلئے سچا مددگار ہے۔

جو اپنے اور اللہ تعالیٰ کے مابین پوشیدہ و ظاہر معاملات کو درست کرے اور اس سے اس کا مقصود صرف ذات باری کی رضامندی ہو، دنیا میں یہ کام اس کے لئے عزت و شرف کا باعث ہوگا اور مرنے کے بعد کی زندگی کے لئے ذخیرہ ہوگا۔ جب انسان اپنے آگے بھیجے ہوئے اعمال صالحہ کا محتاج ہوگا اور جو اعمال اس کے علاوہ ہیں، قیامت کے دن آدمی یہ تمنا کرے گا کہ اے کاش! کہ اس کے اور ان اعمال کے درمیان دور دراز کا فاصلہ ہوتا۔ اللہ تعالیٰ تمہیں اپنی ذات کے بارے میں محتاط رہنے کا حکم دیتا ہے اللہ اپنے بندوں پر نہایت مہربان ہے۔ وہ، وہ ذات ہے جس کا قول سچا ہے۔ جس نے اپنا وعدہ پورا کر دیا اس کے وعدہ کا خلاف نہیں ہو سکتا ہے۔ کیونکہ اس نے خود فرما دیا ہے میرا قول تبدیل نہیں ہوتا اور نہ ہی میں بندوں پر ظلم کرتا ہوں۔

خلوَت و جلوَت میں اپنے دنیوی اور اُخروی معاملات میں خدا سے ڈرتے رہو کیوں کہ جو تقویٰ کو شعار بنالیتا ہے اس کے گناہ اللہ تعالیٰ معاف فرما دیتا ہے اور اس کو عظیم ثواب عطا فرماتا ہے جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی اطاعت کرتا ہے وہ بڑی کامیابی سے ہمکنار ہوتا ہے۔

رب تعالیٰ کا خوف، اس کے غضب، سزا اور ناراضگی سے محفوظ رکھتا ہے، خوفِ خدا چہرے کو روشنی عطا کرتا ہے۔ رب کو راضی کرتا ہے۔ درجات کو بلند کرتا ہے۔ اس سے اپنا حصہ حاصل کرو۔ اللہ تعالیٰ کے معاملات میں کوتاہی نہ کرو۔ اس نے تمہیں اپنی کتاب کا علم عطا فرما دیا اور اپنی رضامندی کی راہ متعین فرما دی۔ اللہ تعالیٰ سچے اور جھوٹے لوگوں کو ضرور آزمائے گا۔ نیکی کرو جس طرح اللہ تعالیٰ نے تم پر فضل فرمایا۔ اس کے دشمنوں سے عداوت رکھو۔ اس کی راہ میں جہاد کرنے کا حق ادا کرو۔ اس نے تمہارا انتخاب فرما لیا ہے اس نے دین میں تم پر کوئی تنگی نہیں کی۔ یہ تمہارے جد امجد حضرت ابراہیم علیہ السلام کا دین ہے جنہوں نے پہلے (بقیہ حواشی اگلے صفحے پر)

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا نُوْدِيَ لِلصَّلٰوةِ مِنْ يَّوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ۔ (الجمعہ - ۹)

ترجمہ: اے ایمان والو! جمعہ کے دن جب نماز کے لئے پکارا جائے تو اللہ تعالیٰ کے ذِکر کی جانب جلدی سے آؤ۔

آپ ﷺ نے وہاں نمازِ جمعہ ادا فرمائی اور خُطبہ اِرشاد فرمایا۔ نمازِ جمعہ سے فَراغت کے بعد آپ ﷺ مدینہ منورہ کی جانب رَوانگی کے لئے سوار ہوئے اور وہاں تشریف فرما ہوئے۔ علمائے سیرت نے اسی طرح فرمایا ہے۔

اس رِوایت کی رو سے آپ ﷺ کا مدینہ منورہ میں داخلہ جُمعۃُ المبارکہ کے دن قرار پاتا ہے۔
اور پہلے روایت درج ہو چکی کہ آپ ﷺ پیر کے روز مدینہ منورہ میں داخل ہوئے۔
دونوں رِوایتوں کے درمیان تطبیق کی صرف یہی صورت ہے کہ روایت میں درج "بِضع عشر" کو گیارہ پر محمول کیا جائے۔

(۱۲۰) قُبا سے رَوانگی اور مدینہ منوّرہ میں دَاخِلہ

نبی کریم رؤف و رحیم ﷺ تیئس ربیع الاول جمعہ کے دن قُباء سے روانہ ہوئے۔ راستہ میں سَالِم بن عوف کی بستی میں نمازِ جُمعَہ ادا فرمانے کے بعد اسی روز مدینہ منورہ میں تشریف فرما ہوئے۔
اس کے برخلاف دوسری روایت میں آپ ﷺ سولہ ربیع الاول بروزِ جُمعہ قُباء سے رَوانہ ہوئے اور مدینہ منورہ تشریف لے آئے۔
یہ دونوں روایتیں آپ پہلے ملاحظہ فرما چکے۔

(پچھلے صفحے کا بقیہ حواشی) سے تمہارا نام مسلمان رکھ دیا ہے تاکہ ہلاک ہونے والا دلیل و حجّت کے بعد ہلاکت سے ہمکنار ہو اور جس نے زندگی (ہدایت) پائی ہے وہ دلیل آنے کے بعد زندگی (ہدایت) پائے۔ اللہ تعالیٰ کے بغیر کوئی طاقت نہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ذکر کثرت سے کرو۔ موت کے بعد کی زندگی کے لئے عمل کرو۔ جو شخص اللہ تعالیٰ کے ساتھ اپنے تعلقات کو درست کرلیتا ہے تو اللہ تعالیٰ لوگوں اور اس کے درمیان کے تعلقات میں اس کی کفایت فرماتا ہے یہ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ لوگوں پر اپنے فیصلے نافذ فرماتا ہے لوگ اس پر اپنے فیصلے نافذ نہیں کرسکتے۔ وہ تمام لوگوں کا مالک ہے۔ وہ اس پر ملکیت کا حق نہیں رکھتے۔ اللہ تعالیٰ سب سے بڑا ہے۔ اللہ تعالیٰ برتر و باعظمت کے بغیر کوئی طاقت نہیں ہے۔

(۱۷) مدینہ منوّرہ میں عَدِیمُ المِثَال اِستِقبالِ نبوی

مدینہ طیبہ میں داخلہ کے وقت مرد، عورتیں بچے اور بچیاں، آمدِ رَسُول ﷺ سے شاداں و فرحاں ہو کر اِستِقبال کے لئے نکل آئے۔ [۱] مَسَرّت کی اس ہیجانی ساعت میں پردہ دار عورتیں گھروں کی چھتوں پر چڑھ آئیں، اور بنیُ نجّار کی بچیاں یہ شعر پڑھنے لگیں۔

نَحْنُ جَوَارٍ مِّنَ النَّجَّارِ   فَيَاحَبَّذَا مُحَمَّدٌ مِّنْ جَارِ

ترجمہ: ہم بنی نجار کی بچیاں ہیں۔ حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ کتنے اچھے ہمسائے ہیں۔

علاوہ بریں یہ اشعار بھی ان کی زبانوں پر تھے۔

طَلَعَ الْبَدْرُ عَلَيْنَا مِنْ ثَنِيَّاتِ الْوَدَاعِ

وَجَبَ الشُّكْرُ عَلَيْنَا مَا دَعَا لِلّٰهِ دَاعٍ

ترجمہ: ثَنِیّاتِ الْوَدَاع (مدینہ منورہ کے قریب ٹیلے جہاں مسافروں کو اہل مدینہ اَلْوَدَاع کہتے تھے) سے چودھویں رات کا چاند طلوع ہو کر آیا۔

جب تک اللہ تعالیٰ کو پکارنے والا کوئی موجود ہے ہم پر (اس انعام کا) شکر واجب ہے۔

علامہ رزین نے یہ شعر مزید روایت کیا ہے۔

اَيُّهَا الْمَبْعُوْثُ فِيْنَا جِئْتَ بِالْاَمْرِ الْمُطَاعِ

---

[۱] مدینہ منورہ میں آمدِ رسول ﷺ پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی مَسَرّت کا منظر دیدنی تھا جو کئی احادیث میں مذکور ہے۔ حضرت بَرَاء بن عَازِب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں آمدِ مصطفےٰ ﷺ سے بڑھ کر میں نے کسی موقع پر اہل مدینہ کو شاداں و فرحاں نہیں دیکھا۔ (بخاری) حضرت اَنَس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ مدینہ منورہ میں قدومِ نبوی کے وقت حبشی خوشی سے اپنے برچھوں کے ساتھ کھیل رہے تھے۔ آمدِ رسول سے مدینہ منورہ (کے درودیوار) روشن ہوگئے اور دلوں میں سُرُور سرایت کر آیا۔ آپ رضی اللہ عنہ ہی سے مروی ہے۔ کہ جب رِسَالت مآب ﷺ مدینہ منورہ میں داخل ہوئے تو مدینہ منورہ کی ہر شے روشن ہوگئی۔ آپ رضی اللہ عنہ ہی سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کے مدینہ منورہ میں آمد کے دن میں بھی موجود تھا۔ مدینہ طیبہ میں آمدِ رَسُول سے روشن تر اور حسین تر دن میں نے نہیں دیکھا۔ زرقانی علی المواہب اللدنیہ جلد ۱/ صفحہ ۳۵۹

ترجمہ : اے ہمارے درمیان مبعوث ہونے والے خدا کے سچے رسول! آپ ﷺ ایسے اَحکامِ الٰہیہ لے کر آئے جن کی اطاعت ضروری ہے۔

بعض علماء فرماتے ہیں کہ بچیوں اور عورتوں نے یہ اشعار اس وقت پڑھے تھے جب آپ ﷺ غزوۂ تبُوک سے واپس تشریف لائے تھے۔

دونوں اَقوال کے درمیان تطبیق اس طرح دی گئی ہے کہ مندرجہ بالا اشعار ہر دو موقعوں پر پڑھے گئے تھے۔

(۱۸) حضرت اَبُو اَیُّوب اَنصارِی رضی اللہ عنہ کا اِعزاز

مختارِ کائنات ﷺ جب مدینہ منوّرہ میں داخل ہوئے تو اپنی اونٹنی مبارک پر سوار تھے۔ مدینہ منوّرہ کے باشندوں کا ہر ہر قبیلہ اس کی مُہار تھامتا اور التماس کرتا کہ آپ ﷺ ہمارے گھروں اور قبیلوں میں فروکش ہوں لیکن نبی پاک ﷺ فرمادیتے میری اونٹنی کو چھوڑ دو۔ یہ حکمِ الٰہی کے تابع ہے۔ چنانچہ وہ چھوڑ دیتے۔

جب وہ حضرت اَبُو اَیُّوب اَنصارِی رضی اللہ عنہ کے گھر تک پہنچی تو بیٹھ گئی نبی پاک صاحبِ لَولاک ﷺ کی اونٹنی مبارک کے بیٹھنے کی جگہ اب تک مدینہ منوّرہ میں موجود ہے۔[۱] لوگ اس کی زِیارت کرتے ہیں۔ اس سے برکت حاصل کرتے ہیں اور نماز ادا کرتے ہیں۔

(۱۹) حضرت اَبُو اَیُّوب اَنصارِی رضی اللہ عنہ کے گھر میں قیامِ مُبارک

مدینہ طیبہ میں داخلہ کے بعد آپ ﷺ نے حضرت اَبُو اَیُّوب اَنصارِی رضی اللہ عنہ کے گھر[۲] قیام

---

[۱] سعودی حکومت نے دیگر متبرک تاریخی آثار کیطرح اسے بھی ختم کردیا ہے۔ اب اس جگہ کی نشان دہی کرنیوالا بھی کوئی نہیں ملتا۔

[۲] یہ مکان یمن کے بادشاہ تُبّع اَوّل نے تعمیر کرایا تھا۔ جو بعثتِ نبوی سے سات سو سال پہلے گذر چکا تھا۔ اس کا گذر مدینہ منوّرہ کی سرزمین سے ہوا اس کے ساتھ چار سو علماء بھی تھے۔ جب وہ لاؤ لشکر یہاں پہنچا تو ان علماء نے آپس میں معاہدہ کرلیا کہ اب یہیں رہیں گے تُبّع نے ان سے اس فیصلے کی وجہ دریافت کی تو انہوں نے بتایا کہ ہماری کتابوں میں یہ لکھا ہوا ہے کہ یہ جگہ آخرالزمان نبی حضرت محمد مُصطفےٰ ﷺ کا دارِ ہجرت ہے۔ اب ہم یہیں رہیں گے ہو سکتا ہے کہ ان کا زمانہ ہمیں میسر ہو جائے۔ اس پر اس نے سب کے لئے علیحدہ علیحدہ مکان تعمیر کرائے ان کے نکاح کرائے اور کثیر مال و دولت ان کو دی اس نے ایک خط تحریر کیا جس میں اپنے اسلام کا اظہار کیا گیا تھا۔ اس میں دو شعر یہ ہیں۔ شَہِدْتُ عَلٰی اَحْمَدَ اَنَّہٗ + رَسُوْلٌ مِنَ اللّٰہِ بَارِیُٔ النَّسَم + فَلَوْمُدَّ عُمْرِیْ اِلٰی عُمْرِہٖ + لَکُنْتُ وَزِیْرًالَّہٗ وَابْنُ عَمّ۔ یہ خط اس نے سب سے بڑے عالم کے سپرد کیا کہ بارگاہ رسالت میں پیش کرے اگر خود پیش نہ کرسکے تو اسکی اولاد یا اولاد کی اولاد پیش کرے۔ نبی کریم ﷺ کے لئے اس نے ایک مکان تعمیر کرایا جو یکے بعد دیگرے حضرت اَبُو اَیُّوب رضی اللہ عنہ کے تصرف میں آیا آپ اسی عالم کی اولاد سے تھے۔ وفاء الوفاء جلد ۱/ صفحہ ۱۸۸

فرمایا۔ ؎۱ اور مسجد نبوی کی تعمیر میں مصروف ہوگئے۔ جس کی تفصیل آپ عنقریب پڑھیں گے۔

(۲۰) حُجُراتِ مُبارکہ کی تعمیر

حضرت اَبُو اَیُّوب اَنصارِی رضی اللہ عنہ کے ہاں قیام کے دوران ہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے حُجُرات اور مکاناتِ شریفہ تعمیر فرمانے لگے۔ ان کی تعمیر سے فراغت پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت اَبُو اَیُّوب رضی اللہ عنہ کے گھر سے ان حُجرات اور مکاناتِ شریفہ میں منتقل ہوگئے۔

واقدی کے قول کے مطابق حضرت اَبُو اَیُّوب اَنصارِی رضی اللہ عنہ کے مکان کو سات ماہ تک اِقامت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا شَرف حاصل رہا۔ اس کے علاوہ دیگر علماء کا کہنا ہے کہ ایک ماہ سے بھی کم مدت تک آپ صلی اللہ علیہ وسلم وہاں مقیم رہے۔

(۲۱) حضرت عَلِیُّ المُرتَضٰی رضی اللہ عنہ کی ہجرت

ہجرتِ نبوی کے بعد تقریباً تین راتیں حضرت عَلِیُّ المُرتَضٰی کَرَّمَ اللہُ وَجۡہَہُ الکَرِیم نے مکہ مکرمہ میں قیام، فرمانے کے بعد وہاں سے روانگی اختیار فرمائی۔

نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے دخولِ مدینہ سے قبل ہی جب کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ابھی تک قباء میں اقامت پذیر تھے، حضرت علی رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے آملے۔

(۲۲) حضرت عَلِی المُرتَضٰی رضی اللہ عنہ کے پاؤں کی تکلیف کا ٹھیک ہونا

نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ معجزہ ظہور پذیر ہوا کہ جب حضرت علی المرتضٰی شیرِ خدا رضی اللہ عنہ قُباء میں حاضرِ خدمتِ رسالت مآب ہوئے تو تیز چلنے کے باعث آپ رضی اللہ عنہ کے قدموں کو شدید درد لاحق ہوگیا تھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دَستِ مبارک درد کے مقام پر پھیرے، دعا فرمائی تو حضرت علی رضی اللہ عنہ اسی وقت تندرست ہوگئے۔ نیز اس کے بعد آپ رضی اللہ عنہ کو کبھی پاؤں میں درد نہ ہوا۔

؎۱ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سب سے پہلا ہدیہ جو بارگاہ نبوی میں حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ کے مکان میں پیش کیا گیا۔ وہ میں نے پیش کیا جو ثَرید کا بہت بڑا پیالہ تھا جس میں روٹی گھی اور دودھ تھا۔ میں نے عرض کیا یہ پیالہ میری والدہ نے بھیجا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ تمہیں برکت دے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صَحابۂ کِرام رضی اللہ عنہم کو بلایا اور سب نے کھایا میں دروازے سے ہٹنے بھی نہ پایا تھا کہ حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کی جانب سے گوشت اور ثَرید کا ایک پیالہ اور آگیا۔ طبقات ابن سعد (اردو ترجمہ) جلد۱/ صفحہ۳۳۹، ۳۴۰ وفاء الوفا جلد۱/۲۶۶

(۲۳) ہجری تقویم کا آغاز [1]

حضور شفیع المذنبین ﷺ ابھی قباء میں ہی قیام فرماتے تھے کہ آپ ﷺ نے نئی تقویم کی وضع کا حکم دیا چنانچہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اسے ہجرت سے شروع کیا اور اس سنہ کی ابتداء محرم الحرام سے کی کیوں کہ حجاج اسی مہینے اپنے گھروں کو واپس لوٹتے ہیں۔

بعض علماء فرماتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے اپنی خلافت کے زمانہ میں ۱۷ھ کو ہجری تقویم وضع فرمائی اور اس کا آغاز محرم سے کیا۔ لیکن پہلا قول زیادہ راجح ہے۔

(۲۴) اہل بیت کرام کی ہجرت

ہجرت نبوی کے چند دنوں بعد نبی کریم ﷺ کی صاحبزادیوں، حضرت فاطمہ زہراء رضی اللہ عنہا اور حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا ۔ آپ ﷺ کی زوجہ ام المومنین حضرت سودہ رضی اللہ عنہا دایہ مبارکہ حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا ۔ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور ان کے ہمراہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی ہمشیرہ حضرت اسماء بنت ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہا اور ان کی والدہ ماجدہ حضرت ام رومان رضی اللہ عنہا نے بھی ہجرت فرمائی۔

ان تمام نے حضور نبی کریم ﷺ کے دو آزاد فرمودہ غلاموں حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ اور ابو رافع رضی اللہ عنہ اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہجرت کی۔ نبی پاک ﷺ نے ان تینوں کو دو اونٹ اور پانچ سو درہم دے کر ارسال فرمایا تا کہ وہ ان مستورات کو مدینہ منورہ لے کر آئیں۔ چنانچہ وہ ان کو لے کر مدینہ منورہ پہنچ گئے۔

ہجرت کے سات ماہ بعد یہ تینوں ان مستورات کو لے کر پہنچے۔ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا جب قباء پہنچیں تو حاملہ تھیں اور ایام حمل مکمل ہو چکے تھے۔ وہیں قباء میں آپ کے ہاں حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ متولد ہوئے۔ صحیح قول کی رو سے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی ولادت باسعادت شوال میں ہوئی جیسا کہ حافظ

---

[1] زہری اور شعبی سے مروی ہے کہ تعمیر بیت اللہ سے قبل بنو اسماعیل حضرت ابراہیم علیہ السلام کے آگ میں ڈالے جانے کے دن سے تاریخ کا حساب کرتے اور تعمیر کعبہ کے بعد تعمیر کعبہ سے۔ پھر جو قبیلہ تہامہ سے باہر چلا جاتا وہ اپنی علیحدگی کے دن سے تاریخ کا شمار کرتا اور جو تہامہ میں رہ جاتے وہ سعد، ہند اور جہینہ بنی زید کے تہامہ کے خروج سے حساب رکھتے۔ یہ سلسلہ حضرت کعب بن لوی رضی اللہ عنہ کی وفات تک جاری رہا پھر ان کی وفات کے دن سے حساب ہونے لگا۔ اس کے بعد واقعہ فیل پیش آیا تو بنو اسماعیل نے اس سے تاریخ کا حساب رکھنا شروع کر دیا، اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ سے ہجرت نبوی سے مسلمانوں نے حساب رکھنا شروع کر دیا۔ تاریخ طبری (اردو) ملخصا جلد ۱/۱۴۰

علامہ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے البدایہ والنہایہ میں تحریر فرمایا ہے۔

(۲۵) مسجدِ نبوی کی تعمیر

اسی سال نبی کریم ﷺ نے مدینہ طیبہ میں مسجد شریف اور حُجُرات مُبارَکہ تعمیر کرائے۔

یہ جگہ رَافع بن عَمرو کے دو بیٹوں سَہل اور سُہَیل کی ملکیت تھی جس میں لوگ کھجوریں خشک کیا کرتے تھے۔ نبی کریم ﷺ نے ان دونوں سے اسے خرید فرمایا اور مسجد تعمیر فرمائی۔ مسجد نبوی شریف کی تعمیر کے حالات کی تفصیل بہت طویل ہے جو سیرت و تاریخ کی بڑی کتب میں موجود ہے۔

(۲۶) صُفَّہ کی تعمیر

مسجدِ نبوی کے ایک جانب ایک سایہ دار جگہ تعمیر کی گئی جس میں مَساکین رہتے تھے اس جگہ کا نام صُفَّہ رکھا گیا۔ اور اس میں اقامت کرنے والوں کو اَصحابِ صُفَّہ کہا جانے لگا۔

(۲۷) اَذان و اِقامت کی ابتداء

ہجرت کے پہلے سال اَذان و اِقامت کا آغاز ہوا۔ سب سے پہلے حضرت عَبدُاللہ بن زَید بن عَبدِرَبِّہ اَنصارِی خَزرَجی رضی اللہ عنہ کو خواب میں اذان و اقامت کی کیفیت دکھائی گئی پھر اس کے موافق وحی نازل ہوئی۔ تو نبی کریم ﷺ نے اَذان و اِقامت دونوں کو مقرر فرمادیا۔

ایک قول کی رو سے اَذان و اِقامت کا آغاز ۲ھ کو ہوا۔

علامہ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے فتح الباری میں فرمایا:

"پہلا قول یعنی اَذان و اِقامت کا ہجرت کے پہلے سال شروع ہونا ہی راجح ہے۔"

علامہ قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ نے صحیح بخاری کی اپنی شرح میں لکھا:

"قول اول ہی صحیح ہے۔"

اَحادیثِ مُبارَکہ سے یہ مفہوم ہوتا ہے کہ اِسلام میں سب سے پہلے اَذان کہنے کا شرف حضرت بِلَال بن رِباح رضی اللہ عنہ کو حاصل ہوا۔ حضرت عَبدُاللہ بن زَید رضی اللہ عنہ جنھوں نے خواب میں حضرت جبرِیل اَمین علیہ السلام سے اَذان سیکھی تھی۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو تلقین فرماتے اور حضرت بِلَال رضی اللہ عنہ اَذان کہتے جاتے تھے۔

سنن ابن ماجہ میں ہے کہ جب حضرت عَبدُاللہ بن زَید رضی اللہ عنہ نے رات کو خواب میں اَذان ملاحظہ فرمائی تو راتوں رات نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اپنا خواب بتایا۔ آپ ﷺ نے انہیں حکم دیا کہ بِلَال

کو سکھاتے جاؤ اور وہ بلند آواز سے کلمات پکارتے جائیں۔
ظاہر ہے کہ الفاظ حدیث دلالت کر رہے ہیں کہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے سب سے پہلے فجر کی اذان کہی۔ کیونکہ الفاظ حدیث " فَامَرَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَنْ یُّلْقِیَهٗ عَلٰی بِلَالٍ فَیُنَادِیْ هُوَبِهٖ (حضرت رسول کریم ﷺ نے حضرت ابن زید رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ وہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو اذان بتاتے جائیں اور وہ باآواز بلند اسے کہتے جائیں۔) میں "فاء" اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ کے رات کو حاضر خدمت ہونے اور خواب عرض کرنے کے متصل بعد آپ ﷺ نے انہیں حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو سکھانے کا حکم دیا جنہوں نے انکی تلقین پر بلند آواز سے وہ الفاظ دہرائے اور یہ سب نماز فجر کی اذان میں ہی متحقق ہو سکتا ہے۔

(۲۸) بھیڑیئے کا گلہ بان سے کلام کرنا

اسی سال بھیڑیئے نے بکریوں کے گلہ بان سے گفتگو کی اور نبی کریم ﷺ کی رسالت کی شہادت دی۔
اس چرواہے کا نام حضرت اُھبان ابن اوس اسلمی رضی اللہ عنہ اور کنیت ابو عقبہ ہے۔
جب انہوں نے بھیڑیئے کی گفتگو سُنی اور نبی کریم ﷺ کا معجزہ ان پر ظاہر ہوا تو اس بھیڑیئے سے کہا۔
"اگر میری بکریوں میں کوئی اور چرواہا ہوتا تو میں رسول کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو جاتا اور ان کے ہاتھوں پر ایمان لے آتا۔"
اس پر بھیڑیا کہنے لگا۔
"اگر آپ ایمان لانے کے لئے آپ ﷺ کی خدمت میں جانا چاہتے ہیں تو جایئے میں آپ کی بکریوں کی رکھوالی کروں گا لیکن جلدی واپس آجایئے۔"
حضرت اُھبان رضی اللہ عنہ بارگاہ نبوی میں حاضر ہو گئے اور بھیڑیئے کو گلہ کی نگہبانی پر چھوڑ آئے۔ بارگاہ نبوی میں حاضر ہو کر ایمان قبول کیا آپ ﷺ کی مجلس میں بیٹھے اور دینِ کفر کو ترک کیا۔ نبی پاک ﷺ کی خدمت میں اس بھیڑیئے کے قصے کو عرض کیا۔ آپ ﷺ اس کو سماعت فرما کر خوش ہوئے۔ پھر انہیں رخصت فرمایا تاکہ اپنی بکریوں کے پاس چلے جائیں۔
وہ جب بکریوں کے پاس آئے تو بھیڑیا ان کی نگہبانی کر رہا تھا اور وہ سب صحیح سالم تھیں۔
بکریوں کا بھیڑیئے کی نگہبانی میں صحیح سالم رہنا نبی کریم ﷺ کے عظیم معجزات میں سے ہے جس طرح کہ بھیڑیئے کی آپ ﷺ کی رسالت کی گواہی دینا عظیم معجزہ ہے۔
ایک قول کی رو سے یہ واقعہ یعنی حضرت اُھبان رضی اللہ عنہ کا ایمان لانا اور بھیڑیئے کا آپ سے گفتگو کرنا

۶/ھ میں پیش آیا۔

پہلا قول حضرت شیخ عَبدُالحق محدث دِہلوی قدس سرہ کی تالیف جَذبُ القُلوُب میں مذکور ہے، اور دوسرا قول تذکِرۃُ القاری بحَلِّ رِجال البُخارِی میں درج ہے۔

حضرت اُھبَان رضی اللہ عنہ کا باقی قصہ سیرت و سوانح کی بڑی کتب میں مذکور ہے۔

(۲۹) حضرت عُثمان بن مَظعُون رضی اللہ عنہ کی وفات

حضرت عُثمان بن مَظعُون رضی اللہ عنہ نے اسی سال انتقال فرمایا۔

ایک قول کی رو سے آپ رضی اللہ عنہ کا انتقال ۲/ھ کو غزوَہ بَدر میں شرکت کرنے کے بعد ہوا۔ مُہاجرین میں سے آپ رضی اللہ عنہ سب سے پہلے ہیں جو جنّتُ البَقیع میں مدفون ہوئے۔ حضرت رِسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے لختِ جگر حضرت اِبرَاہیم رضی اللہ عنہ کے پہلو میں آپ رضی اللہ عنہ کو دفن ہونا نصیب ہوا۔

(۳۰) حضرت بَراء بن مَعرُور رضی اللہ عنہ کا وِصَال

اسی سال، صفر کے مہینے میں، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مدینہ منورہ تشریف فرما ہونے سے قبل حضرت بَراء بن مَعرُور اَنصَارِی سلمی رضی اللہ عنہ کا وصال ہوا۔ جیسا کہ ہم نے پہلے ذکر کیا ہے۔

نُقبَاء[۱] میں سے سب سے پہلے وِصَال فرمانے والے آپ ہیں۔

(۳۱) تین مُشرِکین کی موت

مشرکین میں سے تین افراد اس سال مر گئے۔ مکہ مکرمہ میں وَلید بن مُغیرَہ اور عَاص بن وَائل اور طائف میں اَبُواُحیحَہ۔ ان تینوں کا خاتمہ شرک پر ہوا۔

(۳۲) حضرت نُعمَان بن بَشیر اَنصَاری رضی اللہ عنہ کی وِلادت

حضرت نُعمَان بن بَشیر اَنصَارِی خَزرَجی رضی اللہ عنہ کی مدینہ منورہ میں وِلَادت اس سال ہوئی۔ آپ حضرت عَبدُاللہ بن رَوَاحَہ رضی اللہ عنہ کے بھانجے تھے۔ اَنصَار میں سے اس سال سب سے پہلے پیدا ہونے والے آپ رضی اللہ عنہ ہی تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ کی پیدائش حضرت عَبدُاللہ بن زُبَیر رضی اللہ عنہ کی وِلَادت سے چھ ماہ قبل جُمَادَی الاُولیٰ میں ہوئی۔

---

[۱] بیعت عقبہ ثانیہ میں ۷۳ مرد اور دو عورتیں شامل تھیں۔ بیعت کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا اپنے بارہ سردار مقرر کرکے میرے سامنے لاؤ۔ تو انہوں نے ۹ قبیلہ خزرج اور تین اوس سے سردار مقرر کئے جن میں حضرت براء رضی اللہ عنہ خزرج کے سرداروں میں سے ایک تھے۔ ابن ہشام جلد ۲/ صفحہ ۴۹، ۵۰، ۵۱ تلخیصاً۔

(۴۳) حضرت عَبدُاللہ بن زُبیر رضی اللہ عنہ کی وِلادت

ہجرت کے چھ ماہ کے بعد حضرت عَبدُاللہ بن زُبیر رضی اللہ عنہ قُباء کے مقام پر متولد ہوئے۔

مہاجرین میں سے، مدینہ منورہ میں، سب سے پہلے پیدا ہونے والے آپ رضی اللہ عنہ ہی تھے۔

آپ رضی اللہ عنہ کی وِلادت ہجرت نبوی کے چھ ماہ بعد اس صورت میں بنتی ہے جبکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت اور حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کی ولادت کے مہینے شامل نہ کیے جائیں۔

علمائے سیرت فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ تشریف لانے کے بعد حضرت زَید بن حارِثہ رضی اللہ عنہ اور حضرت اَبُورافع رضی اللہ عنہ کو (مکہ مکرمہ) بھیجا تاکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اہلِ بیتِ کِرام اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے اہلِ خانہ کو مدینہ منورہ لے کر آئیں۔ وہ دونوں انہیں مدینہ منورہ لے کر آگئے۔

ان میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی حضرت اَسْماء رضی اللہ عنہا بھی تھیں جو حاملہ تھیں اور قریبُ الوِلادَت تھیں۔ جب آپ قُباء پہنچیں تو ان کے ہاں حضرت عَبدُاللہ بن زُبیر رضی اللہ عنہ متولد ہوئے۔

ان کی ولادت پر مسلمانوں نے شدید فرحت و مَسَرّت کا اِظہار کیا۔ کیونکہ انہیں یہودیوں کی جانب سے یہ خبر مل چکی تھی کہ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھیوں پر جادو کر دیا ہے جس کے اثر سے ہجرت کے بعد ان کے ہاں کوئی لڑکا پیدا نہ ہو سکے گا۔

اس واقعہ سے پہلے اَنصار میں حضرت نُعمان بن بَشیر رضی اللہ عنہ متولد ہوئے تھے۔ تو مسلمانوں نے ان کی وِلادَت پر خوشی منائی تھی۔ اس پر یہودی کہنے لگے ہم نے مُہاجرین پر جادو کیا ہے انصار پر جادو نہیں کیا۔

اس کے بعد جب مُہاجرین میں حضرت عبدُاللہ بن زُبیر رضی اللہ عنہ کی وِلادَت ہوئی تو مسلمانوں کو شدید فَرحت ہوئی۔ آپ رضی اللہ عنہ کی والدہ حضرت اَسْماء رضی اللہ عنہا نے انہیں بارگاہِ رِسالت میں پیش کیا اور رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی گود میں ڈال دیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے منہ میں لُعابِ دَہَن مبارک ڈالا۔ ان کے پیٹ میں جو چیز سب سے پہلے پڑی وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا لعابِ دہن مبارک تھا۔ اس کے بعد نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے کھجور لے کر ان کی تَحنِیک فرمائی اور دعائے برکت فرمائی۔

اَسْوَد کا گمان ہے کہ حضرت نُعمان رضی اللہ عنہ اور حضرت عَبدُاللہ بن زُبیر رضی اللہ عنہ دونوں کی وِلادَت ۲ھ میں ہوئی یعنی حضرت نُعمان رضی اللہ عنہ ہجرت کے چودہ ماہ کے بعد اور حضرت اِبنِ زُبیر رضی اللہ عنہ ہجرت کے بیس ماہ کے بعد متولد ہوئے، لیکن احادیثِ صحیحہ ان کے قول کی تردید کرتی ہیں۔

(۳۴) حضرت اَنَس رضی اللہ عنہ کی بارگاہِ نبوی میں باریابی

اسی سال حضرت اُمِّ سُلیم رضی اللہ عنہا نے اپنے لختِ جگر حضرت اَنَس رضی اللہ عنہ کو دربارِ رِسالت میں خدمت کے لئے پیش کیا۔

اَنصار کا طریقہ تھا کہ ان کے مرد اور عورتیں بارگاہِ نبوی میں ہدیئے پیش کرتے تا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا قُرب نصیب ہو۔ حضرت اُمِّ سُلیم رضی اللہ عنہا افسوس کیا کرتی تھیں کیونکہ ان کے پاس کوئی مال و دولت نہ تھا۔ انہوں نے اپنے بیٹے حضرت اَنَس رضی اللہ عنہ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا اور عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ آپ کا ادنیٰ خادم ہے۔

(۳۵) فرضیّتِ زکوٰۃ

نصاب والے اَمْوال میں زکوٰۃ اسی سال فرض کی گئی۔ یہی قولِ ارجح ہے۔

ایک قول کے مطابق صدقۂ فطر کے مقرر ہونے کے بعد دوسرے سال زکوٰۃ فرض کی گئی۔ اس کا ذکر آئندہ آئے گا۔

(۳۶) کاشانۂ نبوی میں حضرت عَائشہ صِدّیقہ رضی اللہ عنہا کی رُخصتی

ہجرت کے سات ماہ بعد شوال میں حضرت عَائشہ صِدّیقہ رضی اللہ عنہا کی، حضرت رِسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں رُخصتی ہوئی۔ اس وقت حضرت ام المومنین رضی اللہ عنہا کی عمر مبارک نو سال تھی۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں ان کی رُخصتی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ان سے خَلوت سُنح میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے مکان میں بدھوار کو دن کے وقت ہوئی۔

اسی وجہ سے علامہ نووی قدس سرہ العزیز نے صحیح مسلم کی شرح میں فرمایا کہ ہر مومن کے لئے مسنون یا مستحب ہے کہ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فعل کی اتباع کرتے ہوئے شوّال میں نکاح کرے۔ ظاہر ہے کہ اس میں رافضیوں کی شدید تردید ہے جو یہ کہتے ہیں کہ دو عیدوں کے درمیان نکاح اور رخصتی مکروہ ہے۔

ایک قول یہ بھی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر ام المومنین حضرت عَائشہ صِدّیقہ رضی اللہ عنہا کی رُخصتی ہجرت کے دوسرے سال شوّال کے مہینہ میں ہوئی۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے قبل مکہ مکرمہ میں، ہجرت سے تین سال قبل اِعْلانِ نبوت کے دسویں سال، حضرت اُمّ المومنین عَائشہ صِدّیقہ رضی اللہ عنہا سے نکاح فرمالیا تھا جبکہ ان کی عمر ابھی چھ برس تھی۔

(۳۷) حضرت عَبدُاللہ [۱] بن سَلام رضی اللہ عنہ کا اہل خانہ اور پھوپھی سمیت ایمان لانا

ہجرت کے پہلے سال میں حضرت عَبدُاللہ بن سَلام رضی اللہ عنہ اپنے اہل خانہ اور پھوپھی سمیت ایمان لائے۔ ان کا نام حضرت خالِدہ بنت حارث رضی اللہ عنہا تھا۔

جس روز حضرت رِسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم حضرت اَبُو اَیُّوب اَنْصارِی رضی اللہ عنہ کے گھر تشریف فرما ہوئے اسی دن حضرت عَبدُاللہ بن سَلام رضی اللہ عنہ مشرف بایمان ہوئے۔ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ العزیز نے اپنی تالیف جَذْبُ الْقُلُوب میں اسی طرح لکھا ہے۔

اسی وقت یا بعد میں ان کی شان میں یہ آیہ کریمہ نازل ہوئی۔

وَشَهِدَ شَاهِدٌ مِّنْ بَنِيْۤ اِسْرَآئِيْلَ عَلٰى مِثْلِهٖ فَاٰمَنَ وَاسْتَكْبَرْتُمْ۔ (الاحقاف آیت نمبر۱۰)

ترجمہ: بنی اسرائیل سے ایک گواہ نے اس کی مثل پر گواہی دی وہ ایمان لے آیا اور تم نے تکبّر اختیار کرلیا۔

یہ آیت کریمہ بھی ان کی شان میں نازل ہوئی۔

قُلْ كَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًۢا بَيْنِيْ وَبَيْنَكُمْ وَمَنْ عِنْدَهٗ عِلْمُ الْكِتٰبِ (الرعد: آیت نمبر۴۳)

ترجمہ:

فرمادیجئے اللہ تعالیٰ اور جس شخص کے پاس کتاب کا علم ہے۔ میرے اور تمہارے درمیان گواہ کافی ہے۔

(۳۸) حضرت عَمرو بن عَبَسہ اَسْلَمی رضی اللہ عنہ کا ایمان لانا

اسی سال حضرت عَمرو بن عَبَسہ اَسْلَمی رضی اللہ عنہ بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے۔ بتوں کی عبادت کو خیرباد کہا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دستِ اَقْدَس پر ایمان لائے۔ ان کا اسلام انتہائی خوب تھا۔ علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی سیرت میں اسی طرح لکھا ہے۔ لیکن علامہ عامری رحمۃ اللہ علیہ نے الریاض المستطابہ میں لکھا کہ وہ قدیم الاسلام تھے۔ مکہ معظمہ میں اِعلَانِ نبوت کے پہلے سال مشرف بایمان ہوئے تھے۔ ایمان لانے میں ان کا چوتھا نمبر تھا۔

(۳۹) حضرت قَیس بن صِرمَہ اَنْصارِی رضی اللہ عنہ کا مشرف بایمان ہونا

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مدینہ منورہ تشریف لانے کے بعد حضرت قَیس بن صِرمَہ اَنْصارِی رضی اللہ عنہ ایمان لائے۔

---

[۱] ایمان لانے سے قبل ان کا نام حُصَین بن سَلَام تھا۔ اسلام قبول کرنے کے بعد سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کا نام عَبدُاللہ رکھا سیرت ابن ہشام جلد ۲ صفحہ ۱۳۷ آپ رضی اللہ عنہ کے ایمان قبول کرنے کے واقعہ کی تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو سیرت ابن ہشام جلد ۲ صفحہ ۱۳۸، ۱۳۹۔

یہ وہی صحابی ہیں جن کے گھر میں رَمَضَانُ الْمُبَارَک کے روزہ کے افطار کے وقت کھانا نہ تھا چنانچہ وہ لیٹ گئے اور نیند غالب آگئی- اس وقت رات سونے کے بعد کھانا پینا حرام تھا- اگلے روز انہوں نے بغیر کچھ کھائے پئے روزہ رکھ لیا- وہ روزہ ان کی طاقت سے باہر تھا- اللہ تعالیٰ نے اس پر یہ آیت کریمہ نازل فرمائی-

وَكُلُوْا وَاشْرَبُوْا حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْاَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْاَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ-

ترجمہ : کھاؤ اور پیو یہاں تک کہ فجر کے وقت سفید ڈوری، سیاہ ڈوری سے ظاہر ہو جائے-

(البقرۃ:۱۸۷)

(۴۰) حضرت سَلْمَان فَارِسی رضی اللہ عنہ کا ایمان لانا

حضرت اَبُوْ عَبْدِاللہ سَلْمَان بن عَبْدِاللہ فَارِسی رضی اللہ عنہ اسی سال ایمان لائے آپ کو سَلْمَان بن اِسْلَام اور سَلْمَانُ الْخَیْر بھی کہا جاتا ہے-

قبل ازیں آپ مجوسی تھے اور عُثْمَان بن اَشْہَل ایک یہودی کی ملکیت میں تھے اس سے قبل کسی اور کی ملک تھے اور اس سے پہلے کسی اور کے غلام تھے یہاں تک کہ یکے بعد دیگرے دس سے کچھ زائد افراد کی ملکیت میں رہے-

پھر اس یہودی سے حضرت نبی کریم ﷺ نے چالیس اوقیہ کے عوض خرید فرمالیا- اس یہودی نے یہ شرط بھی عائد کی کہ آپ ﷺ اپنے دستِ مُبارک سے اس کے باغ میں کھجوریں لگائیں- جس کی کھجوروں پر پھل بالکل نہیں لگتا تھا- نبی پاک ﷺ نے اسے قبول فرمالیا اور اس کے باغ میں تین سو دو کھجوریں لگائیں- ان ساری کی ساری کھجوروں نے اسی سال پھل دیا- یہ نبی کریم ﷺ کا معجزہ تھا-

یہ کھجوریں لگانے کے علاوہ نبی کریم ﷺ نے اس یہودی کو چالیس اوقیہ دیئے تاکہ وہ حضرت سَلْمَان رضی اللہ عنہ کو آزاد کردے- اس پر اس نے آپ رضی اللہ عنہ کو آزاد کر دیا- اس طرح آپ رضی اللہ عنہ کو آزادی نصیب ہوئی-

حضرت سَلْمَان رضی اللہ عنہ، نبی پاک ﷺ کی مدینہ منورہ آمد کے اَوَائل میں مشرف با سلام ہوئے- آپ رضی اللہ عنہ مدینہ منورہ میں نبی اکرم ﷺ کی تشریف آوری کے پانچ روز بعد ایمان لے آئے- بعض علماء نے اس سے زائد مدت بیان فرمائی ہے-

چونکہ آپ رضی اللہ عنہ ایک یہودی کی ملک میں تھے- اسی لئے بَدْر اور اُحُد کے غزوات میں شریک نہ ہوسکے- سب سے پہلے آپ رضی اللہ عنہ نے غَزْوَۂ خَنْدَق میں شرکت فرمائی-

اس کے بعد تمام غزوات میں شرکت کی۔

آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں وفات پائی اس وقت آپ کی عمر ساڑھے تین سو سال تھی۔

بعض علماء فرماتے ہیں کہ بوقت وصال آپ رضی اللہ عنہ کی عمر مبارک دو سو پچاس سال تھی۔

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کے ایمان لانے کے قصہ کی تفصیل سیرت گازرونی اور دیگر کتب میں موجود ہے۔

(۴۱) حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کا ایمان لانا

حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے خادم حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ اسی سال مشرف بایمان ہوئے۔ اس وقت آپ کی عمر دس برس تھی۔ دس برس تک آپ رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے خادم رہے۔

وصال نبوی کے وقت حضرت انس رضی اللہ عنہ کی عمر بیس برس تھی۔ اس کے بعد عرصہ دراز تک آپ رضی اللہ عنہ حیات رہے۔ جس کی تفصیل آپ ابھی پڑھیں گے۔

(۴۲) حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے لئے دعائے نبوی

اسی سال نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے لئے دعا فرمائی۔ جب آپ کی والدہ ماجدہ حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا نے آپ کو بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں پیش کیا تو عرض کیا۔

یارسول! انس آپ کا ادنیٰ خادم ہے اس کے لئے دعا فرمایئے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دعا مانگی۔

بارالٰہا! اس کے مال، اولاد اور عمر میں برکت عطا فرما۔

نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی دعائے مبارکہ کی قبولیت کا اثر ظاہر ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے مال میں برکت دی عام آدمیوں کی کھجوریں سال میں صرف ایک مرتبہ پھل دیتیں لیکن حضرت انس رضی اللہ عنہ کی کھجوریں سال میں دوبار پھل دیتی تھیں۔

اللہ تعالیٰ نے آپ رضی اللہ عنہ کو کثیر اولاد عطا فرمائی۔ کہ آپ رضی اللہ عنہ کی پشت سے ایک سو بیس افراد پیدا ہوئے۔

آپ رضی اللہ عنہ کی عمر میں اللہ تعالیٰ نے برکت دی کہ آپ رضی اللہ عنہ نے طویل عمر پائی ۹۳ھ میں آپ کا وصال ہوا۔ اس طرح آپ ایک سو تین سال زندہ رہے۔

ایک قول کے مطابق آپ رضی اللہ عنہ نے ۱۰۳ھ میں انتقال فرمایا۔ اس حساب سے آپ کی عمر مبارک ایک سو تیرہ برس بنتی ہے۔

(۴۳) دعائے نبوی سے مدینہ طیبہ سے وَبَاء اور بُخار کا خاتمہ

اسی سال نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک معجزہ ظہور پذیر ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا سے مدینہ طیبہ کی سرزمین سے وَبَا اور بخار اٹھ کر جُحْفَہ منتقل ہو گیا۔

مدینہ منورہ کی سرزمین وَبَاؤں کا مرکز تھی۔ جس میں کثرت سے وَبَائیں پھوٹتی رہتی تھیں۔ جب مُہَاجِرِین وہاں پہنچے تو بخار میں مبتلا ہو گئے۔ ان کے رنگ زرد پڑ گئے اور وہ نڈھال ہو گئے۔ وہ مکہ مکرمہ کا شوق ظاہر کرنے لگے۔

اس پر نبی پاک صاحبِ لَوْلاک صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دعا فرمائی۔

"اے اللہ! مدینہ منورہ ہمیں اتنا محبوب بنا دے جتنا ہم کو مکہ معظمہ محبوب ہے بلکہ اس سے بڑھ کر ہمیں اس کی محبت عطا فرما۔ اس کی بیماریوں کو دور فرما۔ ہمارے لئے اس کے صَاع اور مُد میں برکت عطا فرما اور یہاں کے بخار کو جُحْفَہ منتقل فرما دے۔"

اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا قبول فرمالی۔ مدینہ منورہ سے بخار اور وباء کو اٹھالیا اور انہیں جُحْفَہ منتقل کر دیا۔

جُحْفَہ میں یہودی سکونت پذیر تھے۔ یہ مقام مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے راستہ پر واقع ہے جو اہل ایمان مکہ معظمہ سے ہجرت کر کے مدینہ منورہ آتے وہ انہیں اِیذَا پہنچایا کرتے تھے۔ اللہ رب العزت نے انہیں اس بخار سے ہلاک فرما دیا اور ان کی بستی اجڑ کر رہ گئی اور ابھی تک اس میں آبادی نہیں ہو سکی۔

بیان کیا جاتا ہے کہ جو شخص اب بھی جُحْفَہ کی زمین میں داخل ہو جائے اگرچہ وہ اہل ایمان سے ہو اسے بخار آ دبوچتا ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا کا نتیجہ ہے۔

(۴۴) حضرت عَبْدُ الرَّحْمٰن بن حَارِث رضی اللہ عنہ کی ولادت

اسی سال صحابی رسول حضرت عَبْدُ الرَّحْمٰن بن حَارِث بن ہِشَام قُرَشِی مَخْزُوْمِی رضی اللہ عنہ کی وِلادت ہوئی۔
علامہ ابن اثیر رحمۃ اللہ علیہ نے اسد الغابہ میں تحریر فرمایا کہ "نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے وِصَال کے دن آپ رضی اللہ عنہ کی عمر دس برس تھی۔"

حضرت عبدالرحمٰن بن حارث رضی اللہ عنہ حضرت عثمان بن عفان ذوالنورین رضی اللہ عنہ کے داماد تھے۔ حضرت مریم بنت عثمان غنی رضی اللہ عنہما آپ کے حبالہ نکاح میں تھیں۔

نیز یہ ان خوش نصیب افراد میں سے تھے جنہیں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اپنے دورِ خلافت میں حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ، حضرت سعید بن عاص رضی اللہ عنہ اور حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے ہمراہ مصاحف تحریر کرنے کا حکم دیا۔

(۴۵) نماز کا چار رکعتی ہونا

ارجح قول کے مطابق نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مدینہ طیبہ آمد کے ایک ماہ بعد (فرض) نماز میں اضافہ ہوا اور وہ چار رکعتیں کر دی گئیں۔

ایک قول کے مطابق یہ اضافہ دو ماہ بعد ہوا۔

ایک اور قول کی رو سے یہ اضافہ ایک سال بعد ہوا۔

اس سے قبل تمام نمازیں دو دو رکعت تھیں جو شب معراج فرض کی گئی تھیں نماز مغرب ایسی نماز ہے جو ابتداء ہی سے تین رکعت فرض کی گئی۔

زاں بعد ۴/ھ میں نماز میں تخفیف کی گئی اور بحالت سفر دو دو رکعتیں کر دی گئی۔

یہ اضافہ یعنی دو رکعتی نماز کا چار رکعت ہو جانا منگل کے روز ہوا۔ پہلے قول کی رو سے جو ارجح ہے یہ اضافہ ۱۲/ ربیع الثانی کو ہوا۔ حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے البدایہ والنہایہ میں اس کی تصریح فرمائی ہے۔

آخری قول کی رو سے بھی یہ اضافہ ربیع الآخر کے مہینے میں ہوا یہی وجہ ہے حافظ سہیلی قدس سرہ العزیز نے الروض الانف میں فرمایا کہ "یہ اضافہ ہجرت کے ایک سال کے بعد ربیع الثانی کے مہینے میں ہوا۔"

(۴۶) زیاد بن ابی سفیان کی پیدائش

زیاد بن ابی سفیان اسی سال پیدا ہوئے آپ کی کنیت ابوالمغیرہ ہے اور آپ عرب کے منتخب سات زیرک افراد میں شمار ہوتے ہیں۔ جو کہ یہ ہیں۔

(۱) حضرت امیر معاویہ بن ابو سفیان رضی اللہ عنہ
(۲) حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ
(۳) حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ
(۴) حضرت عروہ بن سعود رضی اللہ عنہ
(۵) حضرت زیاد بن ابو سفیان رضی اللہ عنہ
(۶) حضرت قیس بن سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ

(۷) حضرت عبداللہ بن بدیل بن ورقاء رضی اللہ عنہ

یہ زیاد بن ابیہ اور زیاد بن سُمَیَّہ کے نام سے معروف ہیں۔

سُمَیَّہ ان کی والدہ کا نام ہے جو حارث بن کلدہ کی لونڈی تھی اس کے ہاں اس کے بطن سے ابوبکرہ اور زیاد کی ولادت ہوئی اس طرح یہ ابوبکرہ کی والدہ کی جانب سے بھائی ہیں۔

حضرت امیر معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ نے ان کو اپنے باپ کی طرف منسوب کرکے اپنے خاندان میں شامل کرلیا اس کے بعد یہ زیاد بن ابی سفیان کے نام سے مشہور ہوگئے۔ [1]

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے اپنے خاندان میں شامل کرنے سے پہلے یہ زیاد بن عبید ثقفی کہلاتے تھے۔

یہ زیاد نواسۂ رسول امام عالی مقام حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہما کے قاتل عبید اللہ بن زیاد کا والد ہے۔

علامہ ابن اثیر قدس سرہ نے اسد الغابہ میں فرمایا یہ زیاد نہ صحابی ہے اور نہ ہی انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے۔

(۴۷) مختار ثقفی کی پیدائش

اسی سال مختار بن ابو عبید ثقفی کی پیدائش ہوئی۔ یہ حضرت صَفِیَّہ بنت ابو عبید رضی اللہ عنہا کے بھائی تھے جو حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی بیوی تھیں۔

---

[1] جب اموی خلافت کا خاتمہ ہوگیا تو لوگ اسے زید ابن ابیہ اور زید بن سمیہ کہنے لگے۔ حضرت ابو موسیٰ کے کاتب تھے انہوں نے اسے بصرہ کے ایک حصہ کا عامل بنایا حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے اسے برقرار رکھا پھر حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے ساتھ رہے آپ نے اسے فارس کا گورنر مقرر کیا۔ نظم و ضبط، وفور عقل اور حسن سیاست میں آپ ضرب المثل ہیں ۵۳/ھ میں فوت ہوئے اس وقت بصرہ اور کوفہ کے عامل تھے اس سے قبل کوئی گورنر ان دونوں علاقوں کا حکمران نہیں ہوا الاصابہ جلد۱/۵۸۰

فصل ثانی

۲/ ہجری کے واقعات

(۱) حضرت رُقیہ رضی اللہ عنہا کا وِصال

حضرت عُثمان بن عفّان رضی اللہ عنہ کی زَوجہ، حبیبِ کبریا صلی اللہ علیہ وسلم کی لختِ جگر حضرت رُقیہ رضی اللہ عنہا کا انتقال اس سال ہوا۔
آپ رضی اللہ عنہا کا وِصال اس سال ماہ رَمضان المبارک میں ہوا
بعض علماء فرماتے ہیں کہ انکی وفات ذی الحجہ کے مہینے میں ہوئی۔
پہلا قول صحیح تر ہے کیوں کہ آپ رضی اللہ عنہا نے غَزوۂ بَدر سے دو دن بعد وِصال فرمایا اتفاق سے حضرت رُقیہ رضی اللہ عنہا کی وفات اسی روز ہوئی جس دن حضرت زَید بن حَارِثہ رضی اللہ عنہ [۱] غَزوۂ بَدر میں مسلمانوں کی فتح اور مشرکین کے مقتول ہونے کی خُوش خبری لے کر مدینہ طیبہ آئے۔ حضرت عُثمان رضی اللہ عنہ اس وقت حضرت رُقیہ رضی اللہ عنہا کے دفن میں مشغول تھے۔ اس دن اتوار تھا اور رَمضان المبارک کی ۱۹ تاریخ تھی۔ جنگِ بَدر سترہ رمضان المبارک جُمعَۃُ المبارکہ کے دن ہوئی۔

بوقتِ وصال حضرت رُقیہ رضی اللہ عنہا کی عمر بیس یا اکیس برس تھی۔ حافظ سُہَیلی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:
"حضرت رُقیہ رضی اللہ عنہا کی وفات رَمَضانُ المُبارک ۲/ھ میں ہونا ہی صحیح قول ہے۔"
علامہ قسطلانی قدس سرہ نے مواہب لدنیہ میں فرمایا۔
"حضرت رُقیہ رضی اللہ عنہا کی وِلادَت، وِلادَتِ نبوی کے تیئسویں سال ہوئی۔"
علامہ قسطلانی قدس سرہ کے ارشاد کے مطابق، بوقتِ وِصال حضرت رُقیہ رضی اللہ عنہا کی عمر مبارک کے اکیس سال ہونے کا قول صحیح قرار پاتا ہے۔ جب کہ ان کی ولادت اور وفات کا سال شامل نہ کیا جائے۔

---

[۱] حضرت زید رضی اللہ عنہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے محبوب صحابی تھے اور محبوب صحابی یعنی حضرت اُسامہ رضی اللہ عنہ کے والد گرامی تھے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد گرامی کی رو سے ہر دو امارت کے مستحق ہیں، خود صحابی، صحابی کے والد اور صحابی کے لڑکے ہیں۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا ارشاد ہے کہ حضرت رِسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ رضی اللہ عنہ کو جس سَرِیّہ پر روانہ فرمایا اس کا امیر بنایا اگر وہ زندہ رہتے تو نبی پاک انہیں اپنا نائب مقرر فرما دیتے اس روایت کو ابن ابی شیبہ نے قوی اسناد کے ساتھ حضرت ام المومنین رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ زرقانی علی المواہب جلد ۲ صفحہ ۱۵۵ نوٹ: حضرت زید نے غَزوۂ مُوتہ میں جام شہادت نوش فرمایا۔ ابن ہشام جلد ۳ صفحہ ۴۳۳

(۲) اسلام میں اَوّلین تیراندازی

اسی برس حضرت سَعد بن اَبی وَقّاص رضی اللہ عنہ نے سَرِیّہ عُبَیدہ بن حارِث بن عَبدُالمُطّلِب قُرشی میں تیر پھینکا۔ یہ سب سے پہلا تیر تھا جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں چلایا گیا۔ [۱]

یہ مہم بَطنِ رَابغ کی جانب بھیجی گئی۔

(۳) تحویلِ قبلہ

اسی سال قبلہ بیت المقدس کی بجائے کعبہ معظمہ قرار پایا۔ تحویلِ قبلہ منگل کے دن، ماہ رجب کے نصف میں [۲] نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مدینہ منورہ آمد کے سترھویں مہینے کے آغاز میں ہوئی۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم بنی سَلمہ کی مسجد میں نماز ظہر کی دو رکعتیں ادا فرما چکے تو کعبہ معظمہ کی جانب رخ کرنے کا حکم نازل ہوا۔ اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کعبہ شریف کی جانب رخ فرمالیا۔ صَحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے بھی اپنے رخ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہی اس جانب کر لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بقیہ دو رکعتیں کعبہ شریف کی جانب رخ کر کے مکمل فرمائیں۔ اس وقت ظہر کی نماز چار رکعتی ہو چکی تھی۔ اس لئے اس مسجد کو مسجدِ قِبلَتَین کہا جاتا ہے۔

حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے البدایہ والنہایہ میں لکھا۔

"تحویلِ قبلہ اسلام میں ہونے والا پہلا نسخ ہے۔"

میں کہتا ہوں شاید اس سے مراد اس حکم کا منسوخ ہونا ہے جس پر عمل ہو چکا ہو۔ ورنہ عمل سے پہلے نسخ اس سے تقریباً تین سال قبل وقوع پذیر ہو چکا تھا۔ جب شب معراج پچاس نمازیں منسوخ ہو کر پانچ رہ گئی تھیں۔

---

[۱] سیرت ابن ہشام جلد ۲ صفحہ ۲۲۴ آپ رضی اللہ عنہ کے تیردان میں بیس تیر تھے آپ رضی اللہ عنہ نے وہ سارے تیر دشمن کی جانب پھینکے ہر تیر سے کوئی نہ کوئی آدمی یا حیوان زخمی ہوا۔ زرقانی علی المواہب جلد ۱ صفحہ ۳۹۲

[۲] تحویلِ قبلہ کی تاریخ اور دن کے بارے میں مواہب لدنیہ اور اس کی شرح زرقانی میں تین قول منقول ہیں جو یہ ہیں (۱) جُمادَی الآخرہ۔ ابن عقبہ نے اس پر جزم فرمایا (۲) نصف شعبان بروز منگل، یہ محمد بن حبیب کا قول ہے روضہ میں اس پر جزم فرمایا علامہ زرقانی علیہ الرحمۃ نے اس قول پر تنقید فرمائی ہے (۳) نصف رجب بروز پیر۔ امام احمد نے اسے ابن عباس سے صحیح اسناد کے ساتھ روایت فرمایا علامہ واقدی نے اسے اَثبَت قرار دیا۔ حافظ نے فرمایا یہی صحیح ہے نیز جمہور نے اسی قول پر جزم فرمایا زرقانی مع المواہب جلد ۱ صفحہ ۴۰۰ اس تفصیل کے بیان کرنے کی غرض یہ ہے کہ ان مندرجہ اقوال میں سے کوئی قول مصنف علیہ الرحمۃ، کی تحریر سے موافق نہیں ہے۔ علامہ زرقانی قدس سرہ نے تصریح فرمائی کہ تحویل قبلہ کے مہینہ کے بارے میں تین، اور دن کے بارے میں دو قول ہیں۔ اس کا مطلب یہی ہے کہ اس کے علاوہ اور قول نہیں جس سے مصنف علیہ الرحمۃ کے قول کی تائید ہوتی ہو۔ واللہ اعلم بالصواب۔

(۴) عَاشُورے کے دن کا روزہ

اسی سال حضور سرورِ کائنات ﷺ نے عاشورے کے دن کا روزہ رکھا اور لوگوں کو وُجُوبی انداز میں روزہ رکھنے کا حکم دیا۔

اس سے قبل مکہ معظمہ میں زمانۂ بِعثت اور اس سے قبل بھی آپ ﷺ اس دن روزہ رکھتے لیکن وہ مستحب روزہ تھا واجب نہ تھا۔

زاں بعد اس کا وجوب اس وقت منسوخ ہو گیا جب اسی سال یعنی ۲ھ کو رَمَضَان المبارک کے روزے فرض ہوئے اور عَاشُورے کا روزہ سُنَّتِ غیر مُؤَکَّدَہ ہو گیا۔

نبی اکرم ﷺ نے اپنی عمر مبارک کے آخری سال ارشاد فرمایا:

"اگر میں اگلے سال بھی زندہ رہا تو نو اور دس دونوں دنوں کا روزہ رکھوں گا"

لیکن اگلے سال محرم کو آپ ﷺ ظاہری حیات سے زندہ نہ تھے۔

نو اور دس محرم دونوں دنوں کا روزہ رکھنا مستحب ہے کیوں کہ آپ ﷺ نے اس کا ارادہ فرمایا اگرچہ آپ ﷺ نے نہ رکھا۔

(۵) یومِ عَاشُورَہ کے روزے کا اہتمام

اسی سال نبی کریم ﷺ نے (دس محرم کے دن) اِعلان کرنے والے کو لوگوں میں یہ اِعلان کرنے کا حکم دیا "جس نے آج کچھ کھا (پی) لیا ہے وہ دن کا باقی حصہ نہ کچھ کھائے نہ پیئے۔ اور جس نے کچھ کھایا پیا نہیں وہ روزہ رکھے۔"

یہ اِعلان آپ ﷺ نے اس لئے کرایا کہ اہلِ مدینہ کو ذی الحجہ کی تیسویں شب کو چاند نظر نہ آیا۔ جب (اگلے مہینہ محرم) کی نو تاریخ ہوئی تو نبی پاک ﷺ کی بارگاہِ اَقدَس میں گواہ حاضر ہوئے اور انہوں نے ذی الحجہ کے آغاز سے تیسویں رات کو چاند نظر آنے کی گواہی دی۔ اس طرح سے وہ دن دس محرم کا قرار پاتا تھا۔ تو آپ ﷺ نے اِعلان کرنے والے صحابی رضی اللہ عنہ کو درج بالا اعلان کرنے کا حکم دیا۔

اعلان کرنے والے اس صحابی کا اسم مبارک حضرت ہِند بن اَسْمَاء بن حَارِثَہ اَسْلَمِیّ رضی اللہ عنہ ہے۔ جس کی تصریح علامہ قسطلانی قدس سرہ نے بخاری کی شرح میں کی ہے۔

(۶) رَمَضَانُ الْمُبَارَک کے روزوں کی فرضیت

بیت المقدس کی بجائے کعبہ معظمہ قبلہ قرار پانے کے ایک ماہ بعد رَمَضَان المبارک کے روزے فرض ہوئے۔

رَمَضَان المبارک کے روزوں کی فرضیت شعبان کے نصف یعنی نبی کریم ﷺ کی مدینہ منورہ میں آمد کے اٹھارویں مہینے کے آغاز میں ہوئی۔ [1]

(۷) بارگاہِ نبوی میں درودو سلام پیش کرنے کا حکم

نبی اکرم ﷺ کی بارگاہ بے کس پناہ میں درود و سلام پیش کرنے کا حکم اسی سال نازل ہوا۔ اور یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰۤئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يٰۤاَيُّهَاالَّذِيْنَ آمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا۔ (احزاب : ۵۶)

ترجمہ : اللہ اور اس کے فرشتے یقیناً نبی پاک ﷺ پر درود بھیجتے ہیں اے ایمان والو تم بھی آپ ﷺ پر درود و سلام بھیجا کرو۔

حافظ شامی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی سیرت کے اَبْوَابُ الصَّلٰوۃِ وَالسَّلَامِ عَلَيْهِ ﷺ میں فرمایا "یہ آیہ مبارکہ نصف شعبان ۲/ھ کی شب کو نازل ہوئی۔"

(۸) دوران نماز سلام و کلام کی ممانعت

غَزْوَۂ بَدْر کی تیاری سے قبل اسی برس، نماز میں گفتگو اور کلام کی ممانعت نازل ہوئی۔ اس سے پہلے نماز میں ایک دوسرے سے گفتگو کرنا اور ایک دوسرے کو سلام کہنا مباح تھا۔ اس کی ممانعت کے لئے یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

قُوْمُوْا لِلّٰهِ قَانِتِيْنَ۔ (البقرۃ:۲۳۸) اللہ تعالیٰ کے لئے عاجز اور خاموش ہو کر قیام کرو۔

اس پر صَحَابۂ کِرام رضی اللہ عنہم نماز کی حالت میں سلام و کلام سے رک گئے۔ صحیح بخاری میں حضرت عبداللہ

---

[1] یہ قول اندازاً اور تقریباً ہے۔ زرقانی علی المواہب اللدنیہ جلد ۱ صفحہ ۴۰۵

بن مَسْعُود رضی اللہ عنہ [1] سے اسی طرح روایت ہے۔

(۹) صدقۂ فِطر کا حکم

عید کے دن سے دو روز قبل نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صَدقۂ فطر کا حکم دیا۔ یہ حکم اموال کی زکوٰۃ کی فرضیت سے پہلے تھا۔ رَاجح تر قول یہ ہے کہ اَموَال کی زکوٰۃ پہلے سال فرض ہوئی۔ جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے۔

(۱۰) نمازِ عِیدَین کا حکم

اسی سال صَحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کو عیدین کی نماز کا حکم دیا گیا۔

(۱۱) عِیدُ الفِطر سے ایک یا دو دن قبل خُطْبۂ نبوی

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عید الفطر سے ایک یا دو روز قبل خطبہ ارشاد فرمایا جس میں لوگوں کو نماز عید اور صدقہ فطر کی ادائیگی کا حکم دیا۔

(۱۲) اِسلام کی اولین عِیدُ الفِطر کی ادائیگی

یکم شوال المکرم یعنی عید الفطر کے روز نبی پاک صاحبِ لَولاک صلی اللہ علیہ وسلم نماز کی ادائیگی کے لئے روانہ ہوئے۔ ایک نیزہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے آگے آگے لے جایا گیا۔ (اسے زمین میں گاڑ دیا گیا) تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے سُترَہ بنا کر نماز عیدِ الفطر ادا فرمائی۔ دراصل یہ نیزہ شَاہِ حَبَشہ نَجَاشی کا تھا۔ اس نے یہ حضرت زُبَیر بن عَوّام رضی اللہ عنہ کو دیا اور انہوں نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو دے دیا۔ اس کے بعد یہ نیزہ عیدوں وغیرہا اَیّامِ مبارکہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے آگے آگے لے جایا جاتا تھا۔

---

[1] حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت کا ترجمہ یہ ہے۔ ہم نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہِ اَقدس میں سلام عرض کیا کرتے تھے جب کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز کی ادائیگی میں مشغول ہوتے آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کا جواب بھی ارشاد فرماتے تھے۔ جب ہم نَجَاشی (شاہ حَبَشہ) کے ہاں سے واپس لوٹے تو ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں سلام عرض کیا لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا جواب نہ دیا (بعد زاں) فرمایا نماز میں (رب کریم کے ساتھ) مصروفیت ہوتی ہے۔ بخاری جلد ۱ صفحہ ۱۶۰ حضرت زَید بن اَرْقَم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نماز میں کلام کیا کرتے تھے (ہم میں ہر ایک) اپنے بھائی سے ضرورت کے وقت بات چیت کر لیا کرتا تھا جب آیت کریمہ حَافِظُوْا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى وَقُوْمُوْا لِلّٰهِ قَانِتِيْنَ نازل ہوئی تو ہم کو خاموشی کا حکم دیا گیا۔ بخاری جلد ۱ صفحہ ۱۶۰، جلد ۲ صفحہ ۶۵۰ الغرض یہ روایت حضرت زَید ابن اَرْقَم رضی اللہ عنہ سے بخاری شریف میں مذکور ہے۔ ممکن ہے کہ یہ روایت حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہو لیکن مترجم غفرلہ کی نظر سے بخاری شریف میں نہیں گذری واللہ اعلم بالصواب

(۱۳) اولین عیدُ الاَضحیٰ

اس سال، ماہ ذی الحجہ میں نبی پاک صاحبِ لَولاک ﷺ نے نمازِ عید الاضحیٰ عید گاہ میں ادا فرمائی۔
یہ اولین نمازِ عید اضحیٰ تھی جو مسلمانوں کے مُشاہَدہ میں آئی۔

(۱۴) قربانی کا حکم

اسی سال قربانی کرنے کا حکم دیا گیا۔

(۱۵) نبی پاک ﷺ کی قربانی

نمازِ عید سے فارغ ہو کر نبی پاک صاحبِ لَولاک ﷺ نے عید کے دن چاشت کے وقت سینگوں والے، سیاہ اور سفید (چتکبرے) رنگ والے دو خصی مینڈھے اپنے دَستِ مبارک سے ذبح فرمائے۔ ایک اپنی اور اپنی آل پاک کی طرف سے اور دوسرا اپنی امت کی طرف سے [1]

اس کے بعد آپ ﷺ ہر سال قربانی فرمایا کرتے تھے۔

(۱۶) مُطعِم بن عَدِیّ کی موت

اس سال کے ابتدائی مہینوں میں، غزوۂ بدر سے تقریباً سات ماہ قبل مُطْعِم بن عَدِیّ بحالتِ کفر مر گیا۔ یہ شخص قریش کے سرداروں میں سے ایک تھا اور صحابی رسول حضرت جُبَیر بن مُطْعِم رضی اللہ عنہ کا والد تھا۔

(۱۷) حضرت اَبُو رَافِع کا ایمان قبول فرمانا

اسی سال حضرت اَبُو رَافِع قِبطی رضی اللہ عنہ حلقہ بگوشِ ایمان ہوئے۔ یہ حضور رِسالت مآب ﷺ کے آزاد فرمودہ غلام تھے۔

حضرت عَبّاس بن حضرت عَبدُالمُطَّلِب رضی اللہ عنہما کی زوجہ حضرت اُمّ الفَضل رضی اللہ عنہا اور حضرت اَبُو رَافِع رضی اللہ عنہ اکٹھے ایمان لائے تھے۔

حضرت اَبُو رَافِع رضی اللہ عنہ حضرت عَبّاس رضی اللہ عنہ کے غلام تھے۔ انہوں نے نبی پاک ﷺ کو ہبہ کر دیا تھا۔
آپ رضی اللہ عنہ غَزوۂ بَدر میں شامل تھے۔ ایک قول یہ ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ اس وقت مکہ مکرمہ میں تھے اس لئے اس غَزوہ میں شریک نہ تھے۔ غَزوۂ اُحد اور اس کے بعد کے غَزوات میں شریک رہے۔

---

[1] سنن ابی داؤد جلد ۲ صفحہ ۳۰

آپ حضرت سلمٰی رضی اللہ عنہا کے خاوند تھے جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لختِ جگر حضرت اِبراہیم رضی اللہ عنہ [1] کی وِلادت کے وقت حضرت ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا کی قابلہ (دایہ) تھیں خاتونِ جنت حضرت فاطمۃ الزھرآء رضی اللہ عنہا کی تمام اولاد کی وِلادت میں یہی آپ کی قابلہ تھیں۔

حضرت اَبُو رَافع رضی اللہ عنہ کے اسم گرامی میں اختلاف [2] ہے۔ بعض علماء فرماتے ہیں کہ ان کا نام اَسلم تھا اور یہی زیادہ مشہور ہے۔

ایک قول کے مطابق ان کا نام اِبراہیم تھا۔

ان کے علاوہ آپ کے اسم گرامی میں اور اقوال بھی ہیں۔

(۱۸) اُمیّہ بن اَبِی صَلت کی موت

مشہور شاعر اُمیّہ بن اَبِی صَلت بھی اسی سال مرا۔ اس کے اشعار نصیحتوں اور حکمتوں پر مشتمل ہوتے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے بارے میں ارشاد فرمایا:

"اُمیّہ بن اَبِی صَلت ایمان لانے والا ہی تھا۔"

یعنی اسے ایمان لانے کی توفیق نہ ہو سکی۔

ایک حدیث پاک میں ہے۔

"اس کے اشعار میں اِیمان ہے اور اس کے دل میں کفر ہے۔" [3]

---

[1] نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی اَولادِ اَطہار میں سب سے آخری تھے۔ زرقانی علی المواہب اللدنیہ جلد ۳ صفحہ ۲۱۰

[2] حضرت اَبُو رافع رضی اللہ عنہ کے اسم گرامی کے بارے میں دس اقوال ہیں تفصیل کے خواہشمند زرقانی علی المواہب اللدنیہ جلد ۳ صفحہ ۲۱۰ ملاحظہ فرمائیں۔ حضرت اَبُو رَافع رضی اللہ عنہ نے جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کی وِلادت کی خوش خبری دی تو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں ایک غلام عطا فرمایا۔ زرقانی صفحہ ایضا۔

[3] ابرہ حاکمِ یمن نے مکہ مکرمہ پر پوری قوت سے چڑھائی کی لیکن اللہ رَبُّ الْعِزَّت نے اس کے ناپاک عزائم کو خاک میں ملا دیا۔ اپنے گھر کی حفاظت فرمائی اور حملہ آوروں کو تباہ و برباد فرما دیا۔ اس واقعہ پر دیگر شعراء کی مانند اُمیّہ بن اَبِی صَلت نے بھی طبع آزمائی کی۔ ان اشعار سے سرکارِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد کی واضح تصدیق ہوتی ہے۔ وہ اشعار درج ذیل ہیں۔

اِنَّ اٰیَاتِ رَبِّنَا ثَاقِبَاتٌ لَا یُمَارِیْ فِیْھِنَّ اِلَّا الْکَفُوْرُ

ہمارے پروردگار کی نشانیاں چمک رہی ہیں جن میں سخت منکر کے علاوہ کوئی شک نہیں کرتا۔

خَلَقَ اللَّیْلَ وَالنَّھَارَ فَکُلٌّ مُسْتَبِیْنٌ حِسَابُہٗ مَقْدُوْرُ

(بقیہ حواشی اگلے صفحے پر)

زمانۂ جاہلیت میں اس نے بتوں کی عبادت ترک کر دی تھی بہت سی کتابوں کو پڑھا۔ عیسائیت اختیار کر کے راہب بن گیا۔ لیکن جب اسلام کا زمانہ پایا تو ایمان لانے کے شرف سے محروم رہا بلکہ حسد اور سرکشی کر کے اس سے منہ موڑ لیا۔ نعوذ باللہ من ذلک

(۱۹) حبشہ سے حضرت عَبدُاللہ بن مَسْعُود رضی اللہ عنہ کی بارگاہِ نبوی میں حاضری

حضرت عبداللہ بن مَسْعُود رضی اللہ عنہ حَبشَہ سے نبی پاک ﷺ کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے۔ آپ ﷺ اس وقت نماز ادا فرما رہے تھے۔ انہوں نے سلام عرض کیا لیکن آپ ﷺ نے جواب ارشاد نہ فرمایا [۱]

(۲۰) مشرکین سے قِتال کی اِجازت

اسی سال صفر المظفر کی بارہ تاریخ کو مُشرکین سے جنگ مباح کر دی گئی۔ اس سے قبل مشرکین سے جنگ کرنا حرام تھی۔ اور اس بارے میں یہ آیہ کریمہ نازل کی گئی۔

اُذِنَ لِلَّذِیْنَ یُقٰتَلُوْنَ بِاَنَّهُمْ ظُلِمُوْا (الحج:۳۹)

(پچھلے صفحے کا بقیہ حواشی)

اس نے رات دن کو پیدا فرمایا۔ ان میں سے ہر ایک (زبان حال سے) ظاہر کر رہا ہے کہ اس کا اندازہ مقرر ہے۔

ثُمَّ یَجْلُوْ النَّهَارَ رَبٌّ رَحِیْمٌ بِمَهَاةٍ شُعَاعُهَا مَنْشُوْرٗ

پھر نہایت مہربان رب تعالیٰ نے دن کو سورج کے ساتھ روشن فرمایا جس کی کرنیں بکھری ہوئی ہیں۔

حَبَسَ الْفِیْلَ بِالْمُغَمَّسِ حَتّٰی ظَلَّ یَحْبُوْ کَاَنَّهٗ مَعْقُوْرٗ

اس نے مغمس میں ہاتھی کو روک لیا۔ حتیٰ کہ وہ رینگنے لگا ایسا معلوم ہوتا تھا کہ اس کے پاؤں کٹے ہوئے ہیں۔

لَازِمًا حَلْقَهُ الْجِرَانَ كَمَا قُطِّرَ مِنْ صَخْرِ كَبْكَبٍ مَحْدُوْرٗ

اس کی گردن کے حلقہ کو زمین کے ساتھ اس طرح لگا دیا گیا گویا کہ کوہ کبکب کی ایک چٹان لڑھکا کر زمین پر پھینک دی گئی ہو۔

کُلُّ دِیْنٍ یَوْمَ الْقِیَامَةِ عِنْدَ اللّٰهِ اِلَّا دِیْنَ الْحَنِیْفَةِ بُوْرٗ

دین حنیفہ (ملت ابراہیمی) کے سوا تمام دین قیامت کے دن اللہ تعالےٰ کے ہاں تباہ ہو جائیں گے۔ سیرت ابن ہشام جلد ا صفحہ ۶۳، ۶۴ الروض الانف علی سیرہ ابن ہشام جلد ا صفحہ ۵۰

ان اشعار میں کتنے بھرپور انداز سے وہ اللہ تعالیٰ کی وحدانیت، روز قیامت اور دین ابراہیمی کی صداقت کا اعلان کرتا ہے۔ لیکن محبوبِ ربِ العالمین ﷺ سے عداوت اختیار کر کے وہ دوزخ کا ایندھن بنا۔ اعاذنا اللہ منہا۔

[۱] بخاری صفحہ ۱۶۰ جلد ا

ترجمہ: وہ لوگ جن سے جنگ کی جاتی ہے انہیں (اب جنگ کی) اجازت ہے کیوں کہ وہ مظلوم ہیں یہ سب سے پہلی آیت کریمہ ہے جو جنگ کی اِباحت میں نازل ہوئی۔ [1] اس نے ان بہتر آیات کریمہ کو منسوخ کردیا [2] جو جنگ کی حُرمت میں اس سے قبل نازل ہوئی تھیں۔

زاں بعد سورہ براۃ کی یہ آیت سیف نازل ہوئی۔

فَاقْتُلُوا الْمُشْرِكِيْنَ حَيْثُ وَجَدْتُّمُوْهُمْ وَخُذُوْهُمْ وَاحْصُرُوْهُمْ وَاقْعُدُوْا لَهُمْ كُلَّ مَرْصَدٍ۔ (براۃ:۵)

ترجمہ: مشرکین جہاں ملیں انہیں قتل کر ڈالو۔ انہیں پکڑ لو ان کا گھیراؤ کرو اور ان کے لئے ہر گھات میں بیٹھو۔

اس آیہ مبارکہ سے پہلے کی نازل شدہ ایک سو بیس آیاتِ مبارکہ منسوخ ہو گئیں، یہ آیت جنگ کی فرضیت کے لئے نازل ہوئی۔ تو اس سے مندرجہ ذیل اقسام کی آیات، جو اس سے پہلے نازل ہو چکی تھیں، منسوخ ہو گئیں۔

۱۔ جنگ کی حرمت پر نازل ہونے والی آیات۔

۲۔ کفار کی جانب سے آغازِ جنگ کی صورت کے علاوہ باقی حالات میں قتال کی ممانعت پر نازل ہونے والی آیات۔

۳۔ جنگ کے مباح ہونے کی آیات جن میں جنگ فرض نہ کی گئی تھی۔

(۲۱) اسلام میں اَوّلین مالِ غنیمت

حضرت عَبدُاللہ بن جَحش [3] رضی اللہ عنہ کی زیر کمان ایک دستہ نَخلَہ کی جانب بھیجا گیا۔ جس کا ذکر سرایا کے

---

[1] اِمام نَسائی نے صحیح اسناد کے ساتھ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے اسے موقوفا روایت فرمایا جو مرفوع کے حکم میں ہے۔ المواہب اللدنیہ مع شرح الزرقانی جلد ۱ صفحہ ۳۸۷

[2] ان آیات میں سے زیادہ تر مکہ مکرمہ میں نازل ہوئیں - زرقانی علی المواہب اللدنیہ جلد ۱ صفحہ ۳۸۷

[3] حضرت سَعد بن اَبیْ وَقّاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں ایک مہم پر روانہ فرمایا اور فرمایا میں تمہارا امیر ایسے شخص کو بناؤں گا جو بھوک اور پیاس میں تم سے زیادہ صبر کرنے والا ہو چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عَبدُاللہ بن جَحش رضی اللہ عنہ کو ہمارا سپہ سالار بنایا۔ آپ اسلام میں سب سے پہلے اَمارت کے منصب پر فائز کئے گئے ایک روایت کے مطابق نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو اَمیرُالمومنین کا لقب عطا فرمایا۔ یاد رہے کہ حضرت عمر فَارُوق رضی اللہ عنہ بھی تاریخ میں سب سے پہلے امیرالمومنین کہلانے والے ہیں لیکن آپ خُلَفاء میں سے ہیں اور حضرت عَبدُاللہ بن جَحش رضی اللہ عنہ خلفاء سے نہ تھے لہٰذا دونوں میں تضاد نہیں ہے زرقانی جلد ۱ صفحہ ۳۹۷

باب میں گزر چکا۔ اس دستہ کو غنیمت کا مال ملا جو اسلام میں اولین مالِ غنیمت تھا۔

(۲۲) سریہ عَبدُاللہ بن جَحش رضی اللہ عنہ پر کفار کی طعنہ زنی کا جواب

حضرت عَبدُاللہ بن جَحش رضی اللہ عنہ کی زیرِ کمان اِرسال کردہ دستہ پر کفار نے طعنہ زنی کی کہ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھیوں نے رجب کی پہلی تاریخ کو جنگ کی اور خون ریزی کی ہے۔ جب کہ وہ حرمت والے مہینوں میں سے ہے۔

حقیقتِ حال یہ تھی کہ اس رات حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھیوں کو چاند نظر نہ آیا انہوں نے گمان کر لیا کہ وہ دن جُمادَی الاُخریٰ کا آخری دن ہے۔ لہٰذا انہوں نے کفار سے جنگ کی۔ پھر عیاں ہوا کہ واقعی وہ رجب کا پہلا دن تھا۔ اس وجہ سے مشرکین نے انہیں طعنے دیئے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی۔

یَسۡئَلُوۡنَکَ عَنِ الشَّہۡرِ الۡحَرَامِ قِتَالٍ فِیۡہِ۔ (البقرۃ:۲۱۷)

ترجمہ: آپ سے حرمت والے مہینہ میں جنگ کے بارے میں پوچھتے ہیں۔

(۲۳) مسلمانوں کے ہاتھوں کفار کا اولین مقتول

اسی سَرِیَہ میں مشرکین میں سے عَمرو بن عَلاء حَضرَمی مسلمانوں کے ہاتھوں وَاصِل جہنم ہوا [۱] مشرکین کا یہ پہلا مقتول تھا جسے مسلمانوں نے موت کے گھاٹ اتارا تھا۔

(۲۴) صَحابۂ کِرام رضی اللہ عنہم کے ہاتھوں میں کفار کے اولین قیدی:

سَرِیّۂ حضرت عبدُاللہ بن جَحش رضی اللہ عنہ میں مشرکین کے دو آدمی قید ہوئے۔ ایک کا نام حکم بن کَیسان [۲] تھا اور دوسرے کا نام عُثمان بن عبداللہ تھا۔ یہ مشرکین کے اولین قیدی تھے جو مسلمانوں کے ہتھے چڑھے۔

---

[۱] عَمرو بن علاء حضرمی، حضرت وَاقِد بن عَبدُاللہ رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں قتل ہوا۔ انہوں نے اسے تیر سے وَاصِلِ جہنم کیا۔ زرقانی علی المواہب اللدنیہ جلد ۱ صفحہ ۳۹۸

[۲] واقدی نے حضرت مِقدَاد رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ میں نے حکم کو قید کیا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اسے قتل کرنا چاہا لیکن وہ نبی کریم ﷺ کے پاس مشرف بایمان ہو گیا۔ زرقانی علی المواہب جلد ۱ صفحہ ۳۹۸ حضرت حکم بن کَیسان رضی اللہ عنہ اَبُوجَہل کے باپ کے آزاد کردہ غلام تھے۔ قبول اسلام کے بعد آپ نبی پاک ﷺ کی خدمت میں رہے۔ اور بِیرِمَعُونَہ کے واقعہ میں شہادت پائی۔ حضرت عُثمان بن عَفّان رضی اللہ عنہ کی بہن اٰمِنہ بنت عَفّان ان کے نکاح میں تھیں زرقانی المواہب اللدنیہ جلد ۱ صفحہ ۳۹۹
حضرت حکم بن کَیسان رضی اللہ عنہ نے خلوص کے ساتھ ایمان قبول کر لیا، لیکن عثمان مکہ معظمہ چلا گیا اور وہیں بحالتِ کفر مرا۔

(۲۵) اسلام کے اولین سپہ سالار

ایک قول کے مطابق حضرت عبدُاللہ بن جَحْش رضی اللہ عنہ اسلام میں سب سے پہلے اَمیرِ لشکر تھے۔ لیکن رَاجح یہ ہے کہ اسلام کے اَوّلین امیر لشکر حضرت حَمزَہ بن حضرت عَبدُالمُطَّلب رضی اللہ عنہما ہیں جس طرح کہ سَرَایَا کے باب میں گذر چکا ہے۔

(۲۶) سریہ حضرت عَبدُاللہ بن جَحْش رضی اللہ عنہ کے شُرَکَاء کا اِعزاز

مشرکوں نے حضرت عبدُاللہ بن جَحْش رضی اللہ عنہ کی مہم کے شُرَکَاء کے بارے میں کہنا شروع کر دیا کہ عَبدُاللہ اور ان کے ساتھیوں نے حُرمَت والے مہینے میں خونریزی کی ہے اس لئے وہ گنہگار ہیں۔ اب اگر ان کے ذِمَّہ (آیہ کریمہ کے نزول پر) گناہ نہ رہا تو ان کے لئے کوئی اَجر نہیں ہے۔

اس پر حضرت عَبدُاللہ رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھی غمگین ہو گئے۔ اور انہوں نے بارگاہِ رِسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں عرض کیا:

"یا رسول اللہ! ہم اپنے ایمان، ہجرت اور جہاد پر اللہ تعالیٰ کی رَحمَت کے اُمِیدوار ہیں۔"

اس پر اللہ تعالیٰ نے ان کے شان میں یہ آیہ کریمہ نازل فرمائی۔

اِنَّ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَالَّذِیۡنَ هَاجَرُوۡا وَجٰهَدُوۡا فِیۡ سَبِیۡلِ اللّٰهِ اُولٰٓئِكَ یَرۡجُوۡنَ رَحۡمَتَ اللّٰهِ وَاللّٰهُ غَفُوۡرٌ رَّحِیۡمٌ۔ (البقرہ : ۲۱۸)

ترجمہ: جن لوگوں نے ایمان قبول کیا، ہجرت کی اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کیا بلاشبہ وہ اللہ تعالیٰ کی رحمت کے امیدوار ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ بخشنے والا رحم فرمانے والا ہے۔

(۲۷) غَزوَۂ بَدر [1]

اس سال، رَمضَان المُبارک میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے غَزوَۂ بَدر میں شرکت فرمائی [2] غَزوَات کے باب

---

[1] تاریخ میں یہ غَزوَۂ بَدرِ کُبریٰ، بَدرِ عُظمیٰ، بَدرِ ثَانِیَہ بَدرِ قِتَال اور بَدرِ فُرقَان کے ناموں سے یاد کیا جاتا ہے۔ مواہب لدنیہ مع شرح الزرقانی جلد ا صفحہ ۴۰۶

[2] قرآن کریم میں مذکور یَومُ الفُرقَان سے مراد بقول حضرت ابن عَبَّاس رضی اللہ عنہما یہی غَزوَہ ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے اسلام اور مسلمانوں کو عزت سے نوازا شرک اور اہل شرک کو برباد کیا۔ حالانکہ مسلمانوں کی تعداد قلیل اور دشمنوں کی فوج کثیر تھی پھر مشرکین پوری

(بقیہ حواشی اگلے صفحے پر)

میں اس کا ذکر تفصیل کے ساتھ ہو چکا ہے۔

(۲۸) بارگاہِ نبوی میں زِرہ کا ہدیہ

نبی کریم ﷺ نے جب غَزوۂ بَدر کے لئے مدینہ منورہ سے نکلنے کا ارادہ فرمایا تو حضرت سَعد بن عُبادہ رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کی خدمت اقدس میں ایک زِرہ بطور ہدیہ پیش کی۔ اس کا نام ذَاتُ الفُضُول [۱] تھا۔ یہ عمر بھر حضور ﷺ کے پاس رہی۔ یہی وہ زِرہ تھی جسے آپ ﷺ نے اپنے وِصَال مُبارک سے کچھ عرصہ قبل تیس صاع جو کے عِوض ایک یہودی کے پاس رہن رکھی تھی۔ [۲] بعد از وِصَال حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے وہ قرض ادا کرکے اسے رہن سے چھڑایا۔

(۲۹) صَحابۂ کِرام رضی اللہ عنہم کے جانثارانہ جذبات:

غَزوۂ بَدر کی جانب جاتے ہوئے، دورانِ راہ، جب آپ ﷺ روحاء سے روانہ ہو کر صفراء کے قریب پہنچے تو خبر ملی کی مُشرکینِ مکہ آپ ﷺ سے جنگ کی تیاری کرکے مکہ مکرمہ سے نکل آئے ہیں۔ اس پر آپ ﷺ نے مُہاجر صَحابۂ کِرام رضی اللہ عنہم سے مشورہ فرمایا کہ کیا مشرکین سے جنگ کے لئے پیش قدمی کی جائے؟

حضرت مِقداد بن اَسود کِندی رضی اللہ عنہ نے نہایت ہی خوبصورت اور عمدہ جواب دیا اور عرض کیا:

"یا رسول اللہ! قسم بخدا ہم حضرت مُوسیٰ علیہ السلام کی قوم کی طرح آپ کو یہ نہیں کہیں گے۔"

(پچھلے صفحے کا بقیہ حواشی)

تیاری کے ساتھ سامان جنگ کی وافر مقدار کے ہمراہ حملہ آور ہوئے تھے۔ وہ اپنی تعداد اور سامان جنگ پر بھروسہ کرکے غُرُور کے پتلے بنے ہوئے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیبِ کریم ﷺ اور ان کے پیروکاروں کو فتح عطا فرمائی شیطان اور اس کے لشکر کو رسوا فرمایا۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے اس احسان کا ذکر فرمایا وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ (آل عمران:۱۲۳)

ترجمہ: ہم نے تمہیں بدر میں فتح عطا فرمائی جب کہ تم قلیل تعداد میں تھے۔

[۱] ذَاتُ الفُضُول ۔ فُضُول فَضْل کی جمع ہے جس کا معنے زیادتی ہے۔ کیوں کہ یہ زرہ لمبی تھی (یعنی عام زرہوں سے نسبتاً لمبی تھی) اس لئے اس کا نام یہ تھا۔ زرقانی علی المواھب جلد ۳ صفحہ ۳۷۹

[۲] اس یہودی کا نام اَبُو شَحْم تھا۔ جو کی مقدار میں دو قول ہیں ایک قول کی رو سے وہ تیس صَاع تھے اور دوسرے قول کی رو سے ان کی مقدار بیس صَاع تھی۔ دونوں کے درمیان تطبیق یوں ہو سکتی ہے کہ ان کی مقدار تیس سے کم اور بیس سے زائد تھی (ہر دو اقوال میں ان کی مقدار اندازاً مذکور ہے) جس نے بیس سے زائد چند کو نظر انداز کیا اس نے بیس صاع روایت کیا اور جس نے ان کو شامل کیا اس نے تیس صاع ذکر کیا۔ ان کی قیمت ایک دینار تھی قرض کی مدت ایک سال تھی۔ آپ ﷺ کے بعد حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اسے چھڑایا زرقانی علی المواھب اللدنیہ جلد ۳ صفحہ ۳۷۹، ۳۸۰

فَاذْهَبْ اَنْتَ وَرَبُّكَ فَقَاتِلَا اِنَّا هٰهُنَا قَاعِدُوْنَ۔ (المائدہ : ۲۴) (جا تو اور تیرا رب جا کر لڑو ہم تو یہاں بیٹھیں گے) بلکہ ہم عرض کرتے ہیں چلئے آپ ﷺ اور آپ ﷺ کا رب جنگ فرمائیں ہم آپ کے ساتھ جنگ میں شریک ہوں گے۔ ہم آپ ﷺ کے دائیں بائیں آگے اور پیچھے لڑنے کے لئے تیار ہیں۔

اس جواب پر نبی پاک ﷺ مسرور ہوئے اور خوشی سے آپ ﷺ کا چہرہ مبارک منور ہو گیا۔

حضرت ابُوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عُمر فاروق رضی اللہ عنہ نے بھی اسی طرح کا جانثارانہ جواب عرض کیا۔

پھر آپ ﷺ نے انصار سے مشورہ طلب فرمایا۔ ان میں سے حضرت سَعد بن مُعاذ اَشہلی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔

"یا رسول اللہ! ہم آپ ﷺ پر ایمان لائے، آپ کی تصدیق کی ہم شہادت دیتے ہیں آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کے ہاں سے حق لے کر مبعُوث ہوئے۔ ہم نے آپ کی اطاعت اور فرمانبرداری کے عہد کر رکھے ہیں۔

یارسول اللہ ! اپنے ارادۂ مبارکہ پر گامزن ہو جایئے ہم آپ ﷺ کے ساتھ ہیں۔ اگر ہمارے سامنے سمندر آجائے ہم آپ ﷺ کے ساتھ اس میں کود جائیں گے۔ ہم سے کوئی آدمی پیچھے نہ رہے گا۔ ہم بوقتِ جنگ بڑے صَابِر ہیں اور ملاقات کے وقت سچے دوست ہیں۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ ہماری ایسی جانثاریاں آپ ﷺ کو مُشاہدہ کرائے گا جس سے آپ ﷺ کی آنکھیں ٹھنڈی ہو جائیں گی۔ اللہ کی برکت سے پیش قدمی فرمایئے۔" [1]

جب حضرت سَعد رضی اللہ عنہ نے یہ عرض کیا سرورِ کائنات ﷺ خوش ہو گئے اور غزوۂ بدر کے ارادہ سے روانگی اختیار فرمائی۔

ایک قول یہ بھی ہے کہ حضرت مِقداد رضی اللہ عنہ نے نبی پاک ﷺ سے یہ جواب غزوۂ حُدیبیہ کی جانب روانگی کے وقت عرض کیا۔

ان دونوں قولوں کے درمیان تطبیق اس طرح دی گئی ہے۔ حضرت مِقداد رضی اللہ عنہ نے یہ معرُوضات

---

[1] شُرکائے بدر کے ان فداکارانہ جذبات کی وجہ سے نبی پاک صاحب لولاک ﷺ نے مختلف اوقات میں برملا طور پر اپنی اور ربِ کریم کی خوشنودی کا اعلان فرمایا ہے۔ ایک دفعہ فرمایا "اللہ تعالیٰ اَصحابِ بدر کو باخبر کرتے ہوئے فرماتا ہے کہ جو چاہو عمل کرو بلاشبہ میں نے تم کو بخش دیا۔" ایک روایت میں ہے "میں نے تمہارے لئے جنت واجب کر دی۔" ایک دن حضرت جبریل علیہ السلام آئے اور عرض کیا "یا رسول اللہ آپ اپنے صحابہ میں اہلِ بدر کو کیسا شمار فرماتے ہیں" حضور ﷺ نے فرمایا "میں تمام مسلمانوں میں سے ان کو سب سے زیادہ صاحب فضیلت شمار کرتا ہوں" اس پر جبریل علیہ السلام نے عرض کیا "ہم بھی ان فرشتوں کو جو غزوۂ بدر میں حاضر ہوئے افضل ملائکہ شمار کرتے ہیں۔" مدارج النبوت (اردو ترجمہ) جلد ۲ صفحہ نمبر ۱۷۳

دونوں موقعوں پر پیش کی تھیں۔

(۳۰) حضرت عَاتِکَہ رضی اللہ عنہا کا خواب

غَزْوَۂ بَدْر سے پہلے، نبی پاک صاحبِ لَوْلاک صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک معجزہ ظہور پذیر ہوا کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی حضرت عَاتِکَہ بنت حضرت عَبْدُالْمُطَّلِب رضی اللہ عنہا نے جنگِ بَدْر سے تین یا اس سے زائد راتیں قبل خواب دیکھا جو کفارِ مکہ کی رُسوائی، بربادی اور ان کے قتل کے مقامات پر مقتول ہونے پر دلالت کرتا تھا۔

تین یا اس سے زائد راتوں کے بعد اللہ رَبُّ العزت نے ان کے خواب کو پورا کر دکھایا۔

اس خواب کی تفصیلات علامہ ابن کثیر کی کتاب البدایہ والنہایہ میں مذکور ہیں میں نے اسے اختصار کے پیش نظر درج کتاب نہیں کیا [1]

(۳۱) فتح و نصرت کے لئے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی دعائیں:

میدانِ بَدْر میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا لشکر تین سو سے کچھ زائد نُفُوسِ مُبارکہ پر مشتمل تھا۔ جب کہ کفار کی تعداد ایک ہزار تھی۔ اس پر اللہ تعالیٰ کے محبوبِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے بارگاہِ رُبُوبیت میں دعا فرمائی اور عرض کی۔

"اے اللہ ! میرے ساتھ کئے ہوئے وعدے پورے فرما۔ اے اللہ اگر یہ جماعت ہلاکت کی نذر ہو گئی تو قیامت تک تیری عبادت کرنے والا دنیا میں کوئی نہ ہو گا"

آپ صلی اللہ علیہ وسلم مُسَلْسَل یہ دعا فرماتے رہے اور رب تعالیٰ سے مدد طلب فرماتے رہے یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی چادر مبارک آپ کے مبارک کندھوں سے گر پڑی۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے آگے بڑھ کر

---

[1] یہ خواب ابن ہشام نے اپنی سیرت جلد ۲ صفحہ ۲۴۵ میں بھی درج کیا ہے۔ جس کا ترجمہ یوں ہے۔ حضرت عاتکہ رضی اللہ عنہا نے ضَمْضَم سے مکہ معظمہ آنے سے تین راتیں قبل ایک خواب دیکھا جس سے آپ خوفزدہ ہو گئیں۔ انہوں نے اپنے بھائی حضرت عبّاس بن عَبْدُالْمُطَّلِب کو بلا بھیجا اور کہا اے بھائی میں نے آج ایک خوفناک خواب دیکھا ہے مجھے ڈر ہے کہ اس کی تعبیر میں تیری قوم پر کوئی مصیبت اور آفت آنے والی ہے۔ جو میں بیان کروں اسے پوشیدہ رکھنا۔ انہوں نے پوچھا آپ نے کیا خواب دیکھا ہے۔ انہوں نے کہا میں نے ایک آتے ہوئے سوار کو دیکھا ہے جو اونٹ پر سوار تھا۔ وہ اَبْطَحِ وَادِی میں آکر رکا اور اس نے با آواز بلند پکارا۔ اے دھوکے بازو! اپنے گرنے کی جگہوں کی طرف تین دنوں کے اندر نکلو۔ پھر میں دیکھتی ہوں کہ لوگ اس کے اردگرد جمع ہو گئے۔ پھر وہ مسجد میں آیا اور لوگ اس کے پیچھے پیچھے تھے۔ لوگ اس کے اردگرد ہی تھے کہ اونٹ اس کو لے کر خانہ کعبہ پر نمودار ہو گیا۔ پھر اس نے وہی آواز دی کہ اے دھوکے بازو ! تین دنوں میں اپنے گرنے کے مقامات کی جانب نکلو پھر وہ جبل اَبُو قُبَیْس پر ظاہر ہوا اور اسی طرح بلند آواز سے پکارا، زاں بعد اس نے ایک چٹان پکڑ کر لڑھکا دی وہ نیچے آنے لگی جب پہاڑ کے نیچے پہنچی تو پھٹ گئی۔ مکہ کا کوئی گھر اور مکان ایسا نہ تھا جس میں اس کا کوئی حصہ نہ گرا ہو۔

عرض کیا-

"اپنے پروردگار سے آپ کی مُناجات آپ کو کفایت کریں گی- عنقریب اللہ تعالیٰ آپ سے کیا ہوا وعدہ پورا فرمائے گا-" [1]

اس پر یہ آیہ کریمہ نازل ہوئی-

سَيُهْزَمُ الْجَمْعُ وَيُوَلُّوْنَ الدُّبُرَ- (القمر:۴۵)

ترجمہ: جتھے عنقریب شکست کھا جائیں گے اور پیٹھ پھیر کر بھاگ نکلیں گے- نبی کریم ﷺ خوش ہو کر اپنے عَرِیش سے نکلے- اور یہ آیۂ کریمہ اپنے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے سامنے تِلاوت فرمانے لگے-

(۳۲) کفار کی جانب کنکریوں کی ایک مٹھی پھینکنا

غَزْوَۂ بَدْر کے دَوران نبی پاک ﷺ نے کنکریوں کی ایک مٹھی لی اور تین بار فرمایا چہرے بگڑ گئے- پھر اسے کفار کی جانب پھینک دیا- انہی کنکریوں کی بدولت وہ فرار ہو گئے- [2] اور اللہ تعالیٰ کی جانب سے نصرت مسلمانوں کو نصیب ہوئی-

اس وقت یہ آیہ مبارکہ نازل ہوئی-

---

[1] امام اَبُو حَامِد غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ (اس موقع پر) رسول اللہ ﷺ کا حال اَتَم و اَکمل ہے- مطلب یہ ہے کہ تمہیں کوئی اس قسم کا وہم نہ کرنا چاہیے کہ آپ ﷺ نے وعدہ رب پر وثوق نہ فرمایا اور یہ کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ وعدہ رب کے صدق پر رسول اللہ ﷺ سے پہلے یقین رکھتے تھے، حالانکہ ایسا ہرگز نہیں- حضورِ اکرم ﷺ کی نظر مبارک اللہ رب العزت کے وسعتِ علم اور اس کے ادب کے مقام میں تھی- (وقتِ معین پر وقوعِ وعدہ کے لئے) اسباب و شرائط ہوتے ہیں اور حق تعالیٰ پر واجب نہیں کہ ان قیود و اسباب اور شرائط کو بیان فرمائے- بسا اوقات اس کی حکمتِ بالغہ کا اقتضاء بِتَرد بِکُتمَان میں ہوتا ہے تاکہ بندوں کی نظر میں سَطوَتِ ربوبیت ظاہر ہو- وہ شرائط اور اسباب، عِلْمِ الٰہی میں تو ہوتے ہیں لیکن بندوں کی نظر ان پر نہیں ہوتی اس حقیقت کے اِدرَاک سے بندے پر اپنی بندگی اور رب تعالیٰ کی ربوبیت کی شانِ عظمت واضح انداز میں ظاہر ہو جاتی ہے- یہ مقام معرفتِ صفاتِ حق اور ملاحظۂ حقیقت میں اَعلیٰ، اَرْفع اور اَتَم ہے اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی نظر بظاہر حکمِ شَرِیعت پر تھی کیوں کہ شریعت میں صدق وعدۂ حق واقع ہے- اسی طرح حق جل و علا نے روزِ اُحُد، اَحْزَاب، حُنَین اور داخلۂ مکہ میں وعدہ فرمایا مگر اس کے شرائط کو مخفی رکھا- مدارج النبوت (اردو ترجمہ) جلد ۲ صفحہ ۱۵۵

[2] مشرکین کے لشکر کا کوئی فرد ایسا نہ بچا جس کی آنکھوں اور نتھنوں میں وہ غبار اور کنکریاں نہ پڑی ہوں- انہیں اپنی پڑ گئی- آنکھوں سے وہ مٹی اور کنکریاں نکالنے لگے اور مسلمان انہیں جہنم رسید کرنا اور قید کرنا شروع ہو گئے (یہ نبی پاک ﷺ کا عظیم معجزہ تھا) زرقانی علی المواہب اللدنیہ جلد ۱ صفحہ ۴۳۰

فَلَمْ تَقْتُلُوْهُمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ قَتَلَهُمْ وَمَا رَمَيْتَ اِذْ رَمَيْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى

(الانفال: ۱۷)

ترجمہ: تم نے ان کو قتل نہیں کیا بلکہ اللہ تعالیٰ نے انہیں مار دیا۔ اور اے محبوب جب آپ نے کنکریاں ان کی جانب پھینکیں تو آپ نے نہیں پھینکی تھیں لیکن اللہ تعالیٰ نے پھینکی تھیں۔

(۴۳) کُفّار کی مدد کے لئے شیطان کا اپنے لشکر سمیت آنا اور بھاگ جانا

غزوۂ بدر کے دنوں میں ابلیس، سُراقہ بن مالک مدلجی کی صورت میں آیا۔ اس کے ساتھ شیاطین کا لشکر تھا جو انسانوں کی شکلوں میں تھا۔ [۱] شیطان اپنے لاؤ لشکر سمیت مُشرکین کی مدد کے لئے آیا تھا۔ مشرکین کے ہاں آکر وہ ان سے کہنے لگا۔ "آج تم پر کوئی غلبہ حاصل نہیں کر سکتا۔ میں تمہارا مددگار ہوں۔"

جب دونوں لشکر آمنے سامنے آئے اور ایک دوسرے کے ساتھ بر سرپیکار ہو گئے۔ تو شیطان نے کثیر ملائکہ کو نبی پاک ﷺ کی مدد کے لئے نازل ہوتے دیکھا۔ اس پر وہ اپنے لشکر سمیت الٹے پاؤں وہاں سے بھاگ کھڑا ہوا۔

مُشرکین میں سے کسی [۲] نے اس سے کہا

"اے سُراقہ! تو تو کہتا تھا کہ میں تمہارا حمایتی ہوں اور اب بھاگ کیوں رہا ہے۔"

تو ابلیس کہنے لگا

"مجھے وہ کچھ دکھائی دے رہا ہے جس کے دیکھنے سے تمہاری آنکھیں قاصر ہیں یعنی مجھے آسمان سے اترنے والے فرشتے نظر آ رہے ہیں۔ میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہوں اللہ تعالیٰ کی سزا بڑی شدید ہے۔"

(۴۴) نُزولِ ملائکہ

غزوۂ بدر میں اللہ تعالیٰ کے محبوب ﷺ کی مدد کے لئے آسمان سے فرشتے نازل ہوئے۔ پہلے ایک ہزار فرشتہ نازل ہوا۔ جس طرح کہ باری تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

---

[۱] لشکرِ قُریش نے جب آگے بڑھنے پر اتفاق کر لیا اور روانہ ہونے لگے تو انہیں بنی بکر بن عبد اور اپنے مابین لڑائی یاد آگئی وہ کہنے لگے ہمیں خوف ہے کہ وہ ہم پر پیچھے سے حملہ نہ کر دیں۔ اس پر شیطان سُراقہ بن مالک کی صورت میں ظاہر ہوا۔ اس کا لشکر بنی مدلج کے آدمیوں کی شکل کا تھا۔ زرقانی علی المواہب جلد ۱ صفحہ ۴۲۳

[۲] شیطان کا ہاتھ اس وقت مشرکین میں سے ایک شخص کے ہاتھ میں تھا۔ جس کے نام کے بارے میں دو قول ہیں۔ (۱) عُمیر بن وہب (۲) ہشام۔ ان ہر دو کو اللہ تعالیٰ نے ایمان اور صحابیت کے شرف سے نوازا۔ زرقانی علی المواہب جلد ۱ صفحہ ۴۲۳

انی ممدکم بالف من الملئکة مردفین۔ (الانفال:۹)

ترجمہ: میں پے در پے نازل ہونے والے ایک ہزار فرشتوں سے تمہاری مدد فرماؤں گا۔

زاں بعد دو ہزار فرشتے مزید آگئے اس طرح انکی تعداد تین ہزار ہوگئی۔ اس بارے میں ارشاد ربانی ہے۔

ان یُمدکُم بثلثة الاف من الملئکة مُنزلین۔ (آل عمران: ۱۲۴)

ترجمہ: کہ وہ تمہاری تین ہزار نازل ہونے والے فرشتوں کے ذریعے مدد فرمائے گا۔

اس کے بعد مزید دو ہزار آگئے اس طرح ان کی کل تعداد پانچ ہزار ہوگئی۔ جیسا خود رب العزۃ نے فرمایا۔

یُمدکُم ربکُم بخمسة الاف من الملئکة مسومین۔ (آل عمران: ۱۲۵)

ترجمہ: تمہارا پروردگار پانچ ہزار نشان زدہ ملائکہ سے تمہاری مدد فرمائے گا۔

(۳۵) حضرت عکاشہ[۱] رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں کھجور کی شاخ کا تلوار بن جانا

غزوۂ بدر میں جنگ کے دوران حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ معجزہ ظہور پذیر ہوا، کہ حضرت عُکاشہ بن محصن اسدی رضی اللہ عنہ کی تلوار لڑتے لڑتے ٹوٹ گئی۔ انہوں نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو بتایا۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں کھجوروں کے گچھے کی جڑ عطا فرمادی اور فرمایا اسی سے جنگ کرو۔ حضرت عکاشہ رضی اللہ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک سے حاصل کی تو وہ آپ رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں میں آکر تلوار بن گئی۔ [۲] جس سے آپ رضی اللہ عنہ نے معرکہ کے اختتام تک شدید جنگ کی۔

اس کے بعد حضرت عکاشہ رضی اللہ عنہ وہ تلوار لے کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تمام غزوات میں حاضر ہوتے رہے۔ اور لڑائی کے جوہر دکھاتے رہے جب آپ رضی اللہ عنہ کا وصال ہوا تو وہ تلوار آپ رضی اللہ عنہ کے پاس تھی۔

(۳۶) حضرت سلمہ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں کھجور کی شاخ کا تلوار میں تبدیل ہو جانا

غزوۂ بدر کے دوران نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ معجزہ بھی ظہور پذیر ہوا۔ کہ جنگ کے روز حضرت سلمہ بن حریس رضی اللہ عنہ مُشرف بایمان ہوئے۔ (آپ رضی اللہ عنہ کی تلوار بھی ٹوٹ گئی، زرقانی) اور آپ رضی اللہ عنہ نہتے رہ گئے۔

---

[۱] عکاشہ رضی اللہ عنہ (ع + ک + ا + ش + ہ) یا (ع + کّ + ا + ش + ہ) یہ ان باسعادت افراد میں سے ہیں جو بغیر حساب جنت میں داخل ہوں گے۔ صحیحین میں ایسا ہی ہے۔ زرقانی علی المواہب اللدنیہ جلد ا صفحہ ۴۳۰

[۲] وہ سفید لوہے کی تلوار بن گئی۔ اس کا نام عون رکھا گیا حضرت عُکاشہ کی شہادت عہد صدیقی میں ہوئی مرتدین سے جنگ میں آپ رضی اللہ عنہ شریک ہوئے اور طلیحہ بن خُویلد اسدی کے ہاتھوں شہید ہوئے۔ زرقانی علی المواہب جلد ا صفحہ ۴۳۰، ۴۳۱

آپ رضی اللہ عنہ کے پاس لڑائی کے لئے کوئی ہتھیار نہ تھا۔ نبی کریم ﷺ نے انہیں اِبن طَاب [1] کھجوروں کے گچھوں کی جڑوں میں سے ایک جڑ ہاتھ میں تھما دی اور فرمایا اس کے ساتھ جنگ کرو۔ وہ لکڑی ان کے ہاتھ میں آکر ایک عمدہ تلوار بن گئی۔ تمام غزوات میں آپ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں جنگ کے لئے وہی تلوار رہی۔ آپ رضی اللہ عنہ کی شہادت تک وہ آپ رضی اللہ عنہ کے پاس رہی۔ انکی شہادت جسرِ اَبُو عُبَیدہ کے دن ۱۴ھ میں ہوئی۔

(۳۷) حضرت قتادہ بن نُعمان رضی اللہ عنہ کی زخمی آنکھ کا ٹھیک ہو جانا

اسی غزوہ میں آپ ﷺ کے معجزات میں سے یہ معجزہ بھی ظاہر ہوا۔ اس دن حضرت قتادہ بن نُعمان رضی اللہ عنہ کی آنکھ زخمی ہو گئی۔ آپ ﷺ نے اس پر ہاتھ پھیر دیا تو وہ فی الفور ٹھیک ہو گئی۔ [2] بعض علماء فرماتے ہیں کہ یہ واقعہ غزوۂ اُحد میں پیش آیا۔ اس کی تفصیل غزوہ احد میں مذکور ہو گی۔ انشاء اللہ۔

(۳۸) حضرت مُعوِّذ بن عَفراء رضی اللہ عنہ کے کٹے ہوئے بازو کا ٹھیک ہونا

معجزات نبویہ میں سے ایک معجزہ غزوۂ بدر کے دن یہ بھی رونما ہوا کہ حضرت مُعاذ بن عَفراء رضی اللہ عنہ یا حضرت مُعوِّذ بن عَفراء رضی اللہ عنہ کا بازو کٹ گیا [3]

راجح تر قول یہ ہے کہ یہ حضرت مُعوِّذ بن عَفراء رضی اللہ عنہ کا بازو تھا۔ وہ اپنا ہاتھ اٹھائے بارگاہ نبوی میں حاضر ہوئے۔ نبی اَطہر ﷺ نے اس پر اپنا لعابِ دہن مبارک لگایا اور اپنی جگہ پر جوڑ دیا وہ اسی طرح جڑ گیا جس طرح

---

[1] ابن طَاب۔ مدینہ طیبہ کی کھجوروں کی ایک قسم ہے۔ جس کی نسبت ایک شخص کی جانب ہے۔ جو مدینہ منورہ کا باشندہ تھا۔ زرقانی جلد ا صفحہ ۴۳۱

[2] حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ کی اولاد سے کوئی آدمی حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اس سے پوچھا تم کون ہو تو اس نے فی البدیہ یہ شعر پڑھے۔

اَبُونَا الَّذِی سَالَتْ عَلَی الْخَدِّ عَیْنُہٗ فَرُدَّتْ بِکَفِّ الْمُصْطَفٰی اَیَّمَا رَدَّ

(ہمارے جدِ امجد وہ ہیں جن کی آنکھ رُخسار پر بہہ گئی تو نبی کریم ﷺ نے اسے اچھے انداز سے اپنی جگہ لوٹا دیا۔)

فَعَادَتْ کَمَا کَانَتْ لِاَوَّلِ اَمْرِھَا فَیَا حُسْنَ مَا عَیْنٍ وَّ یَا حُسْنَ مَاخَدِّ

(وہ پہلی حالت پر لوٹ آئی وہ آنکھ کتنی خوبصورت تھی اور وہ رُخسار کتنا حسین تھا) حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ نے اسے اچھا صلہ اور انعام عطا فرمایا۔ زرقانی علی المواہب اللدنیہ جلد ۵ صفحہ ۱۸۶

[3] عِکرَمہ بن اَبُوجَہل یا اَبُوجَہل نے آپ رضی اللہ عنہ کا بازو کاٹ دیا تھا۔ کٹنے کے بعد وہ بازو تھوڑے سے چمڑے کے ذریعے جسم کے ساتھ لٹک گیا۔ جب اس بازو سمیت جنگ کرنا دشوار ہو گیا۔ تو آپ رضی اللہ عنہ نے اس بازو کو پاؤں کے نیچے رکھا اور انگڑائی لی وہ جسم مبارک سے علیحدہ ہو گیا۔ زرقانی علی المواہب جلد ا صفحہ ۴۳۱ حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ بعد میں مشرف بہ ایمان ہو گئے۔

کہ وہ کتنے سے پہلے تھا۔

(۳۹) رُومیوں کے غَلبہ سے مسلمانوں کا خوشی منانا:

غَزوۂ بَدر میں فتح کے دن یہ خبر بھی ملی کہ رُومیوں کو ایرانیوں پر غَلبہ حاصل ہو گیا ہے۔ یہ خبر مسلمانوں کے لئے مَسَرَّت پر مَسَرَّت تھی۔ ایک خوشی بَدر میں فتح کی اور دوسری خوشی رومیوں کی ایرانیوں کے خلاف فتح کی تھی۔

اس سے پہلے اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں سے اس فتح کا وعدہ کیا ہوا تھا۔ چنانچہ قرآن مجید میں ہے۔

الٓمٓ○ غُلِبَتِ الرُّومُ○ فِیٓ اَدْنَی الْاَرْضِ وَهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ غَلَبِهِمْ سَیَغْلِبُوْنَ○ فِیْ بِضْعِ سِنِیْنَ○ (الروم : ۱- ۴)

ترجمہ: قریب کے ملک میں اہلِ رُوم مغلوب ہو گئے۔ وہ اپنی مغلوبیت کے بعد چند ہی سالوں میں غلبہ حاصل کرلیں گے۔

اس وعدہ کا ذکر کتاب کے پہلے حصہ میں ۸/ بعثت نبوی یعنی ہجرت سے قبل کے واقعات میں ہو چکا ہے۔

(۴۰) حضرت عَبدُاللہ بن سُہَیل [1] رضی اللہ عنہ کا لشکرِ کفّار سے نکل کر مسلمانوں کے لشکر میں آنا

حضرت اَبُو جَندل بن سُہَیل بن عَمرو رضی اللہ عنہ کے بھائی حضرت عَبدُاللہ بن سُہَیل بن عَمرو قُرَشی عَامِری رضی اللہ عنہ اَیام غَزوۂ بَدر کے دوران مشرکین کی صفوں سے بھاگ کر مسلمانوں میں آملے۔ [2] ایمان قبول فرمایا اور جنگ میں شرکت فرمائی اس کے بعد کے تمام غَزَوات میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھے۔

ان کے بھائی حضرت اَبُو جَندَل رضی اللہ عنہ ۸ / ہجری کو مشرف بہ ایمان ہوئے جس کا ذکر اسی سال کے واقعات کے ضمن میں آئے گا۔ ان شاء اللہ

(۴۱) خوش بخت پوتا، باپ اور دادا جنہوں نے بَدر میں شرکت فرمائی

غَزوۂ بدر میں مسلمانوں کے لشکر میں حضرت یَزید بن اَخنَس سلمی رضی اللہ عنہ ان کے صاحبزادے حضرت مَعن بن یَزید رضی اللہ عنہ اور ان کے والد ماجد حضرت اخنس بن حباب بن حبیب رضی اللہ عنہ شامل تھے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے ان تین کے سوا معلوم نہیں کسی اور باپ بیٹے اور دادا (تین پشتوں) نے جنگِ بدر میں شرکت فرمائی ہو۔

---

[1] حُدیبیہ میں جو صلح نامہ تحریر کیا گیا اس پر بطور گواہ آپ رضی اللہ عنہ کا نام بھی تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ کے علاوہ باقی گواہوں کے نام یہ ہیں۔ ابوبکر صدیق۔ عبدُالرحمٰن بن عوف۔ عُمر بن خطّاب۔ سعد بن ابی وقّاص۔ محمُود بن مسلمہ۔ مِکرز بن حفص۔ علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہم اس صلح نامہ کے کاتب حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ تھے۔ سیرت ابن ہشام جلد ۳ صفحہ ۳۶۸ [2] سیرت ابن ہشام جلد ۲ صفحہ ۳۳۲

(۴۲) عَاص بن سعید کا قتل ہونا

غزوہ بدر میں مشرکین سے عَاص بن سعید بن عاص قُرشی اموی جہنم رسید ہوا۔ [1]

(۴۳) اَبُو سَائِب کا قتل ہونا

اسی غزوہ میں اَبُو سائب صَیفی بن عائذ بن عبداللہ قَرشی مَخزُومی جو مشرکین کے لشکر میں شامل تھا، مارا گیا۔ اس کے صاحبزادے حضرت سَائب [2] بن اَبِی سَائِب رضی اللہ عنہ ایمان لائے اور مُخلص مومن تھے۔

(۴۴) مَالک بن عبداللہ کا جہنم رسید ہونا

جنگ بدر میں ہی مشرکین کی جانب سے مَالِک بن عبداللہ بن عثمان مارا گیا۔ [3] یہ حضرت طَلْحَہ بن عُبَیداللہ رضی اللہ عنہ کا بھائی تھا۔ جو عشرہ مُبشّرہ میں سے تھے۔

(۴۵) عَمرو بن عَبداللہ اور حُذَیفہ بن اَبِی حُذَیفہ کا مقتول ہونا

مشرکین کے لشکر سے، غزوۂ بَدر میں، عَمرو بن عَبداللہ بن جُدعان تیمی اور حُذَیفہ بن اَبِی حُذَیفہ بن مُغیرہ مخزُومی [4] مارے گئے۔

(۴۶) حضرت خُبَیب بن عدِیّ رضی اللہ عنہ کی آنکھ کا ٹھیک ہونا

اس غزوہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مُعجزات میں سے ایک یہ بھی ظاہر ہوا کہ حضرت خُبَیب بن عدِیّ رضی اللہ عنہ کی آنکھ مبارک میں ایک تیر آلگا جس سے وہ آنکھ حَلقَہ سے باہر نکل آئی اور رُخسار پر بہہ گئی۔ لوگوں نے کاٹ دینے کا ارادہ کرلیا لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آنکھ میں لُعَابِ دَہن لگا دیا جس سے وہ ٹھیک ہو گئی۔ بعد میں یہ تمیز نہیں ہو سکتی تھی کہ کون سی آنکھ زخمی ہوئی تھی۔

---

[1] یہ حضرت عَلی رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں قتل ہوا ابن ھشام جلد ۲/ ۳۵۶۔

[2] حضرت سَائب رضی اللہ عنہ کی تعریف میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے۔ نِعْمَ الشَّرِیکُ السَّائِبُ لَا یُشَارِیْ وَلَا یُمَارِیْ۔ "سائب بہت اچھا شریک ہے۔ (باوجود اس کے کہ اس کے ساتھ ایسا رویہ اختیار کیا جائے جو باعث غضب ہو) وہ غضبناک نہیں ہوتا اور نہ ہی جھگڑا کرتا ہے۔ سیرت ابن ہشام جلد ۲/ صفحہ ۳۶۰

[3] مَالِک بن عُبَیدُاللہ بن عُثمان لشکرِ کفار سے قید ہوا اور بحالتِ قید اس کی موت ہوئی اس لئے اسے مقتولین میں سے شمار کیا جاتا ہے۔ سیرت ابن ہشام جلد ۲/ صفحہ/ ۳۶۳۔

[4] حُذَیفہ بن اَبِی حُذَیفہ بن مُغیرہ، حضرت سَعد بن اَبِی وَقّاص رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں قتل ہوا۔ سیرت ابن ہشام جلد ۲/ صفحہ ۳۶۳

(۴۷) حضرت رفاعہ رضی اللہ عنہ کی آنکھ میں تیر لگنا اور اس کا ٹھیک ہونا

اسی جنگ میں حضرت رِفَاعَہ بن مَالِک رضی اللہ عنہ کی آنکھ مبارک میں ایک تیر آ لگا جس سے وہ پھوٹ گئی۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر لُعَابِ دَہن مبارک لگایا اور دعا فرمائی۔ آپ رضی اللہ عنہ کی آنکھ ٹھیک ہو گئی اور اس میں کوئی تکلیف باقی نہ رہی۔

(۴۸) مالِ غنیمت کی حلت

غَزْوَۂ بَدْر میں یا اس سے پہلے غَنِیْمَت کا مال مسلمانوں کے لئے حَلَال قرار پایا اور اس بارے میں یہ آیۂ مبارکہ نازل ہوئی:

فَكُلُوْا مِمَّا غَنِمْتُمْ حَلٰلًا طَيِّبًا۔ (الانفال : ۶۹) غنیمت کا مال جو تمہیں ملے اسے کھاؤ وہ تمہارے لئے حلال اور پاکیزہ ہے۔"

(۴۹) ذُوالْفِقَار

غَزْوَۂ بَدْر میں ذُوالْفِقَار (ذُ + و + ا + لْ + فِ + قَ + ا + ر) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ملکیت میں آئی۔

ذُوالْفِقَار میں فاء پر زبر اور زیر دونوں درست ہیں۔ اس سے پہلے وہ عَاص بن مُنَبِّہ کی ملکیت میں تھی۔ ایک قول کی رو سے وہ نُبَیْہ بن حَجَّاج کی ملکیت تھی۔ یہ دونوں بَدْر کے میدان میں جہنم رسید ہوئے۔ یہ تلوار مال غنیمت میں سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے لئے مُنْتَخَب فرمائی اس کے بعد یہ تلوار آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس رہی۔ تمام غَزَوَات میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھی۔ وِصَال نبوی کے بعد وہ تلوار ترکۂ نبوی [1] میں تھی، جیسا کہ صحیح بخاری میں ہے۔

بعض علماء نے لکھا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ تلوار اپنی بظاہر حیات مبارکہ میں حضرت عَلِی بن اَبِی طَالِب کَرَّمَ اللّٰہُ وَجْہَہُ الْکَرِیْم کو عطا فرما دی تھی لیکن یہ صحیح بُخَارِی کی تصریح کے مخالف ہے۔

(۵۰) حضرت اِمَام شَافِعِی رحمۃ اللہ علیہ کے جَدِّ اَمْجَد حضرت سَائِب رضی اللہ عنہ کا ایمان لانا

غَزْوَۂ بَدْر کے دنوں میں حضرت سَائِب بن عُبَیْد بن عَبْدِ یَزِید بن ہَاشِم بن مُطَّلِب بن عَبْدِ مَنَاف قُرَشِی

---

[1] انبیائے کرام علیہم السلام کا ترکہ عام آدمیوں کی مانند ان کی اولاد میں تقسیم نہیں ہوتا۔ بلکہ وہ امت کے غُرَبَاء کے لئے صدقہ ہوتا ہے۔ خود محبوب ربِّ الْعٰلَمِیْن صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی تصریح فرما دی ہے۔

مطلبی رضی اللہ عنہ ایمان لائے۔

یہ حضرت اِمَام شَافعی رضی اللہ عنہ کے والد کے دادا کے دادا تھے۔

حضرت سَائِب رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے حضرت شَافِع رضی اللہ عنہ تھے جن کی نسبت سے آپ شَافِعیؒ کہلاتے ہیں۔ انہوں نے بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کی اور ایمان لائے۔ جب کہ وہ جوانی چڑھ رہے تھے۔

حضرت امام شافعی رضی اللہ عنہ کا نسب نامہ یوں ہے:

مُحمد بن اِدْرِیس بن عَبَّاس بن عُثْمَان بن شَافِع بن سَائِب رضی اللہ عنہ [1] تقریب اور تَذْکِرَۃُ الْقَارِی میں اسی طرح مذکور ہے۔

(درج بالا نسب نامہ سے ظاہر ہے کہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے والد حضرت اِدْرِیس رحمۃ اللہ علیہ ہیں ان کے دادا حضرت عُثْمَان ہیں رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت عُثْمَان رحمۃ اللہ علیہ کے دادا حضرت سَائِب رضی اللہ عنہ ہیں۔) اسی لئے ہم نے کہا کہ حضرت سائب رضی اللہ عنہ حضرت امام شافعی قدس سرہ کے والد کے دادا کے دادا ہیں۔

(۵۱) حضرت خُبَیب بن اِسَاف رضی اللہ عنہ کا مُشَرَّف باایمان ہونا۔

مسلمانوں کا لشکر بَدْر کی جانب بڑھ رہا تھا۔ دوران راہ حضرت خُبَیب (خُ + بَ + یْ + ب) بن اِسَاف بن عِنَبہ اَنْصَارِی خَزْرَجی رضی اللہ عنہ مشرف باایمان ہوئے۔ پھر بَدْر، اُحُد اور خَنْدَق میں شریک رہے۔

یہ وہی صحابی ہیں کہ بدر کی جنگ کے دوران چوٹ کے باعث ان کے جسم میں ایک طرف کجی آگئی۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر لعاب دہن لگایا اور اسے درست فرمایا۔ چنانچہ وہ فی الفور ٹھیک ہو گئے۔ اور اس کے بعد بَرَکَتِ نبوی سے وہ مشرکین کو قتل فرمانے لگے۔ بعض علماء فرماتے ہیں کہ اُمَیَّہ بن خَلَف کو آپ رضی اللہ عنہ ہی نے قتل کیا تھا۔ [2]

---

[1] حضرت سائب رضی اللہ عنہ غَزْوَۂ بَدْر میں قُریش کے عَلَم بردار تھے۔ جنگ میں قیدی ہوئے۔ فِدْیہ دے کر آزاد ہوئے اور ایمان لے آئے۔

[2] اُمَیَّہ بن خَلَف کے قاتل کے بارے میں علماء کرام کا اختلاف ہے۔ واقدی کا کہنا ہے کہ حضرت خُبَیب رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں وہ مقتول ہوا۔ ابن اِسحاق کے نزدیک انصار کے قبیلہ بنی مَازِن کے ایک آدمی کے ہاتھوں مارا گیا۔ مُسْتَدرک میں ہے حضرت رِفَاعہ بن رَافِع رضی اللہ عنہ نے اپنی تلوار اس کے جسم میں گھونپ دی۔ ابن ہشام نے کہا اس کے قتل میں مُعَاذ بن عَفْرَاء، خَارِجَہ بن زَیْد اور خُبَیب بن اِسَاف رضی اللہ عنہم شریک تھے۔ ایک قول کے مطابق اسے حضرت بِلَال رضی اللہ عنہ نے جہنم رسید کیا۔ تمام کے درمیان تطبیق کی صورت یہ ہو سکتی ہے کہ کہا جائے کہ تمام مذکور صَحَابۂ کرام رضی اللہ عنہم اس کے قتل میں شریک تھے۔ یہ اُمَیَّہ مکہ مکرمہ میں حضرت بِلَال رضی اللہ عنہ کو شدید

(بقیہ حواشی اگلے صفحے پر)

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے وِصَال کے بعد ان کی بیوہ حضرت حَبِیْبَہ بنت خَارِجَہ بن زَیْد رضی اللہ عنہا سے آپ رضی اللہ عنہ نے نِکاح فرمایا تھا۔

(۵۲) غَزوۂ بَدْر میں شریک ہونے والے سات بھائی

بُکَیْربن عَبْد یَا لَیْل لَیْثی بن عَدِیّ بن کَعْب بن لُؤَی کے چار صاحبزادے میدان بدر میں موجود تھے۔ ان کے اسمائے گرامی یہ ہیں:

(۱) حضرت اِیَاس رضی اللہ عنہ (۲) حضرت عَاقِل رضی اللہ عنہ (۳) حضرت خَالِد رضی اللہ عنہ (۴) حضرت عَامِر رضی اللہ عنہ

ان میں سے حضرت اِیَاس رضی اللہ عنہ قدیم الاسلام تھے۔ جب نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم حضرت اَرْقَم بن اَبِی اَرْقَم رضی اللہ عنہ کے گھر میں قیام پذیر تھے۔ اس وقت مشرف بہ ایمان ہوئے تھے۔

باقی تین بھائی اس کے بعد، لیکن غَزْوَۂ بَدْر سے پہلے ایمان لائے۔ یہ چاروں غزوہ بدر میں شریک تھے۔ ان میں سے حضرت عَاقِل رضی اللہ عنہ نے اس جنگ میں جامِ شہادت نوش فرمایا۔ علامہ ابن اثیر رضی اللہ عنہ نے اسد الغابہ میں اسی طرح لکھا ہے۔

تَذْکِرَۃُ القاری بجل رِجَال البخاری کے مولف نے فرمایا:

"حضرت اِیَاس رضی اللہ عنہ کے بھائی حضرت عَامِر رضی اللہ عنہ بھی دَارِاَرْقَم کے دنوں میں ایمان لائے۔"

ہردو اقوال میں کوئی تضاد نہیں۔ (ممکن ہے دونوں اسی زمانہ میں ایمان لائے ہوں)

علامہ زرقانی رحمۃ اللہ علیہ نے، موطا امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کی شرح میں فرمایا۔

ان (چار) بھائیوں کے ماں کی جانب سے تین بھائی اور بھی جنگ بدر میں حاضر تھے۔ ان کے نام یہ ہیں:

(۱) حضرت مُعَوِّذ رضی اللہ عنہ (۲) حضرت مُعَاذ رضی اللہ عنہ (۳) حضرت عَوْف رضی اللہ عنہ

(پچھلے صفحے کا بقیہ حواشی)

سزائیں دیتا تھا۔ حضرت بِلَال رضی اللہ عنہ کم زور تھے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں اسے دوزخ کا ایندھن بنایا۔ مقتول ہونے سے پہلے اسے اپنے لڑکے عَلی بن اُمَیَّہ کے قتل کا صدمہ برداشت کرنا پڑا جسے حضرت عَمَّار بن یَاسِر رضی اللہ عنہ نے قتل کیا۔ بیٹے کے قتل پر اُمَیَّہ نے ایک چیخ ماری اس کی اس طرح کی چیخ پہلے نہیں سنی گئی۔ بعض عُلَماء کا بیان ہے کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اس پر حضرت بِلَال رضی اللہ عنہ کو مبارک باد دی اور فرمایا:

هَنِيْئًا زَادَكَ الرَّحْمٰنُ فَضْلًا فَقَدْ اَدْرَكْتَ ثَارَكَ يَا بِلَالَ۔ (اے بِلال اللہ تعالیٰ نے تیرے مرتبہ کو زیادہ فرما دیا تو نے اپنا بدلہ لے لیا۔) زرقانی علی المواهب اللدنیہ جلد ۱/ صفحہ ۴۲۸۔

ان ساتوں بھائیوں کی وَالِدہ مَاجِدہ کا نام حضرت عَفْرَاء بنت عُبَیْدَ اَنْصارِیَّہ نَجَّارِیَّہ رَضِیَ اللہُ عَنْہَا ہے۔ پہلے خاوند حَارِث بن رِفَاعَہ اَنْصَارِی کی وفات کے بعد بُکَیْر بن عَبْدِیَالِیْل کے حِبالۂ عَقْد میں آئیں۔

بُکَیْر سے ان کے ہاں چار [1] لڑکے پیدا ہوئے جن کے نام یہ ہیں:

(۱) حضرت اِیَاس رَضِیَ اللہُ عَنْہ [2] (۲) حضرت عَاقِل رَضِیَ اللہُ عَنْہ [3] (۳) حضرت خَالِد رَضِیَ اللہُ عَنْہ [4]

(۴) حضرت عَامِر رَضِیَ اللہُ عَنْہ [5]

ان سے قبل حارث سے آپ رَضِیَ اللہُ عَنْہَا کے تین بیٹے تھے۔

(۱) حضرت مُعَوِّذ رَضِیَ اللہُ عَنْہ (۲) حضرت مُعَاذ رَضِیَ اللہُ عَنْہ [6] (۳) حضرت عَوْف رَضِیَ اللہُ عَنْہ [7]

آپ رَضِیَ اللہُ عَنْہَا کے یہ ساتوں بیٹے جنگ احد میں شریک ہوئے۔ یہ امر عجائبات [8] سے ہے کیونکہ ان کے علاوہ کوئی اور سات بھائی جنگ بدر میں موجود نہ تھے۔

---

[1] ان چاروں بھائیوں کو راہِ حق میں ہجرت کرنے کا شرف حاصل تھا۔ الاصابہ جلد ۱۔ صفحہ ۸۹

[2] حضرت اِیَاس رَضِیَ اللہُ عَنْہ فتح مصر میں بھی شریک تھے۔ ۳۴ھ میں وِصَال پایا۔ الاصابہ صفحہ ۸۹

[3] حضرت عَاقِل رَضِیَ اللہُ عَنْہ کا پہلا نام غَافِل (غین اور فاء کے ساتھ) تھا نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے اسے تبدیل فرما دیا۔ بعض علماء نے بیان کیا کہ دَارُالاَرْقَم میں سب سے پہلے آپ رَضِیَ اللہُ عَنْہ نے نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے ہاتھ پر بیعت فرمائی۔ الاصابہ جلد ۲۔ صفحہ ۲۴۷ آپ رَضِیَ اللہُ عَنْہ میدانِ بَدر میں شہید ہوئے۔ الاصابہ جلد ۔۱/ صفحہ ۸۹

[4] رجیع کے معرکہ میں شہادت پائی۔ الاصابہ جلد ۔۱/ صفحہ ۸۹

[5] حضرت عامر رَضِیَ اللہُ عَنْہ جنگ یمامہ میں شہید ہوئے۔ الاصابہ جلد ۱۔ صفحہ ۸۹

[6] آپ رَضِیَ اللہُ عَنْہ بیعت عقبہ اولیٰ میں شریک ہوئے جہاں اوس اور خزرج قبیلوں کے چھ افراد سب سے پہلے نبی اکرم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی خدمت عالیہ میں حاضر ہوئے۔ غزوہ بدر میں شامل تھے اور ابو جہل کو واصل جہنم کرنے میں اپنے برادر حضرت معوذ رَضِیَ اللہُ عَنْہ کے ساتھ شریک تھے۔ الاصابہ جلد ۳/ صفحہ ۴۲۸

[7] جنگ بدر میں جب دونوں فوجیں آمنے سامنے ہوئیں آپ رَضِیَ اللہُ عَنْہ نے بارگاہ رسالت مآب صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم میں عرض کیا یا رسول اللہ ! اللہ تعالیٰ اپنے بندے کے کس عمل سے راضی ہوتا ہے فرمایا جب ننگے سر جنگ میں شریک ہو جائے۔ اس پر آپ رَضِیَ اللہُ عَنْہ نے اپنی زرہ اتار دی اور دشمن سے لڑنے لگے، یہاں تک کہ شہادت کے مقام پر فائز ہو گئے۔ الاصابہ جلد ۳۔ صفحہ ۴۲

[8] علامہ محمد بن حبیب المتوفی ۲۴۵ھ نے اپنی کتاب المحبر میں غزوہ بدر کے اس قسم کے چند عجائبات کا ذکر کیا ہے۔ ان کا خلاصہ درج ذیل ہے:

(۱) ام ابان بنت عتبہ بن ربیعہ وہ خاتون ہیں جن کے دو بھائی لشکر اسلام میں نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے ہمراہ، دو بھائی لشکر کفار کے ساتھ، ایک چچا مسلمانوں کی فوج میں، دوسرا چچا کفار مکہ کے لشکر میں، ایک ماموں مسلمانوں کے ہمراہ اور دوسرا ماموں کفار مکہ کے ساتھ تھا۔ باپ لشکر کفار میں شامل تھا۔

(بقیہ حواشی اگلے صفحے پر)

(۵۳) حضرت اَبُو عمارہ خُزَیمہ بن ثابِت رضی اللہ عنہ کی بدر میں شرکت

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے حضرت خُزَیمہ بن ثابِت بن فاکِہ رضی اللہ عنہ بھی غَزوۂ بَدر میں شریک تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ کی کنیت ابو عمارہ تھی۔ اَنصار کے قبیلہ اَوس سے تعلق تھا۔ اوس کے بیٹے خَطمہ کی اولاد سے تھے۔

آپ کا لقب "ذُو الشَّہادَتَین" تھا کیونکہ نبی پاک صاحبِ لولاک صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ رضی اللہ عنہ کی شہادت کو دو مردوں کے برابر قرار دے دیا تھا۔ اس کا باعث ایک طویل قصہ ہے جو علامہ ابن اثیر کی کتاب اسد الغابہ وغیرہ میں مذکور ہے۔

سب سے پہلے آپ رضی اللہ عنہ بَدر میں شریک ہوئے اس کے بعد تمام مَعرَکوں میں شریک رہے۔ رَاجح قول یہی ہے۔ بعض علماء نے فرمایا کہ آپ جنگِ اُحُد میں شریک نہ ہوئے اس کے بعد کی جنگوں میں شامل رہے۔

(۵۴) حضرت عُبَیدہ بن حَارِث رضی اللہ عنہ کی شہادت

بَدر کے میدان میں اہلِ اِیمان کی جانب سے حضرت عُبَیدہ بن حَارِث بن مُطَّلِب بن عَبدِ مَناف قُرَشی مُطَّلِبی رضی اللہ عنہ نے شَہادت پائی۔ اس کے بعد بھی ان کا ذکر خیر آئے گا۔

(۵۵) حضرت حَارِثہ بن رُبَیِّع رضی اللہ عنہ کی شہادت

غزوہ بدر میں مسلمانوں میں سے حضرت حَارِثہ بن رُبَیِّع رضی اللہ عنہ نے جام شہادت نوش فرمایا۔

رُبَیِّع: (رُ + بَ + یِّ + ع) یاء پر تشدید اور زیر کے ساتھ، اسم تصغیر کے صیغہ کے ساتھ۔

(پچھلے صفحے کا بقیہ حواشی)

(۲) عَاتِکہ بنت سَعِید بن زَید وہ بی بی ہیں جس کے والد ماجد اور چچا نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ لشکر اسلام میں اور دو ماموں مشرکین کے ہمراہ تھے۔

(۳) زَینَب بنت اَبِی سَلَمہ وہ ہیں جن کے والد ماجد اور ایک چچا لشکر اسلام میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھے۔ دوسرا چچا لشکر کفار میں، ایک ماموں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اور دوسرا ماموں مشرکین کی فوج میں شامل تھا۔

(۴) حضرت جَمِیلہ بنت عبداللہ بن اُبَی بن سَلُول رضی اللہ عنہما کے یکے بعد دیگرے ہونے والے چار خاوند اور ایک بھائی لشکر اسلام میں شریک تھے۔

(۵) حضرت جَمِیلہ بنت اَبِی عَامِر رضی اللہ عنہا کے یکے بعد دیگرے ہونے والے دو خاوند، بیٹا اور بھتیجا لشکر اسلام میں شریک تھے۔

(۶) حضرت اُمِّ کلثُوم بنت عَلی بن اَبِی طَالِب رضی اللہ عنہما کے والد ماجد، نانا پاک اور خاوند لشکر اسلام میں شامل تھے۔

تفصیلات کے لئے ملاحظہ ہو المجر صفحہ ۳۹۹ تا صفحہ ۴۰۳۔

یہ حضرت حَارِثہ رضی اللہ عنہ کی وَالِدہ کا نام تھا۔ جو حضرت اَنَس بن مَالِک رضی اللہ عنہ کی پھوپھی تھیں۔
ان کے والد کا نام سُراقہ بن حَارِث بن عَدِیّ اَنصَاری نَجّاری تھا۔ حضرت حَارِثہ رضی اللہ عنہ کے متعلق حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"وہ جنت الفردوس میں ہیں جو کہ جنتوں میں سب سے برتر ہے۔"

حضرت حَارِثہ رضی اللہ عنہ مُحافِظِین [1] میں سے تھے۔ سامان کی حفاظت کرتے ہوئے ہی آپ رضی اللہ عنہ شہید ہوئے۔ اَنصَار میں سے سب سے پہلے میدانِ بَدر میں شہادت کا درجہ پانے والے آپ رضی اللہ عنہ ہی تھے۔ باقی شُہداء کے ضمن میں آپ رضی اللہ عنہ کا ذکر آگے بھی آئے گا۔

(۵۶) مُشرِکوں کے مقتولین کے مقامات قتل کی نشاندہی

جنگِ بَدر کے وقوع کے دو یا اس سے زائد دن قبل نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم زمین پر مختلف مقامات کی نشاندہی فرمانے لگے۔ اور صَحابۂ کِرام رضی اللہ عنہم کو مُشرِکِین کے مَقاماتِ قتل دکھانے لگے۔ اور فرمایا یہاں فلاں قتل ہو گا۔ یہ فلاں کے قتل ہونے کا مقام ہے۔

نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے جس طرح خبر دی تھی۔ اسی طرح وقوع پذیر ہوا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ سے اشارہ فرمودہ جگہ سے اِدھر اُدھر قتل ہونے میں کسی نے تَجاوُز نہ کیا۔ یہ بھی حضورِ اَکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات میں سے ایک عظیم معجزہ تھا۔

(۵۷) حضرت عُمَیر بن حُمَام رضی اللہ عنہ کی شہادت

اسی سال، غَزوۂ بَدر میں، حضرت عُمَیر بن حُمَام رضی اللہ عنہ نے شہادت پائی۔
عُمَیر تصغیر کے صیغہ کے ساتھ (عُ + مَ + یْ + ر) ہے اور حُمَام حاء کے پیش کے ساتھ (حُ + مَ + ا + م) ہے۔
آپ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں چند کھجوریں تھیں۔ جن کو تناول فرما رہے تھے۔ جب سنا کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم اس شخص کو جنت کی خوشخبری دے رہے ہیں جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں مارا جائے تو آپ رضی اللہ عنہ نے کھجوروں کو پھینکا

---

[1] آپ رضی اللہ عنہ سامان کی حفاظت پر متعین تھے۔ جنگ میں شرکت نہ فرمائی۔ ایک تیر آیا جو گلے میں آلگا جس سے آپ رضی اللہ عنہ کی شہادت ہو گئی۔ جنگ کے بعد آپ رضی اللہ عنہ کی والدہ حضرت رُبَیِّع رضی اللہ عنہا نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہے مجھ کو حَارِثہ سے کتنا پیار تھا۔ اگر وہ جنت میں ہے تو صبر کروں گی ورنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم دیکھیں گے میں اس کی شہادت پر جو کچھ کروں گی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جنت ایک ہی نہیں بلکہ کئی ہیں اور حَارِثہ جنتُ الفِردَوس میں ہیں۔ عیون میں ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ کے قاتل کا نام حبان بن عرقہ ہے۔ زرقانی شرح المواہب جلد ۱ صفحہ ۴۴۴۔

تلوار لی اور جنگ شروع فرمادی یہاں تک کہ آپ رضی اللہ عنہ شہید ہوگئے۔ [1]

(۵۸) شُہَدائے بَدر [2]

اسی سال غَزوَۂ بَدر میں اَہلِ اِیمان میں سے چودہ اَفراد نے جامِ شَہادت نوش فرمایا۔ ان میں سے چھ مُہاجرین سے تھے اور آٹھ اَنصار سے۔ مُہاجرین میں کچھ قُریش سے تھے اور بعض ان کے حَلیف تھے۔ قبیلہ قُریش سے تین افراد تھے۔ (۱) حضرت سَعد بن اَبی وَقّاص رضی اللہ عنہ کے بھائی حضرت عُمَیر بن اَبی وَقّاص قرشی زہری رضی اللہ عنہ

(۲) حضرت صَفوان [2] بن وَھب رضی اللہ عنہ: یہ ابن بَیضاء قُرشی فِہری کے نام سے مشہور تھے۔

(۳) حضرت عُبَیدہ بن حَارِث بن عبدُالمطلب بن عبد مَناف قُرشی مُطّلَبی رضی اللہ عنہ آپ رضی اللہ عنہ قدیم الاسلام تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ کا پاؤں دشمن کے وار سے کٹ گیا۔ بَدر کے میدان میں آپ رضی اللہ عنہ نے وِصال نہ فرمایا۔ بلکہ زخمی حالت میں آپ رضی اللہ عنہ کو بَدر سے مدینہ منورہ لایا جا رہا تھا کہ دورانِ راہِ بَدر سے واپسی پر صفراء کے مقام پر جان دے دی۔ مسلمانوں نے آپ رضی اللہ عنہ کو وہیں سپرد خاک کر دیا۔ آپ رضی اللہ عنہ کی قبرانور وہیں ہے۔ لوگ اس کی زیارت کرتے ہیں اور برکات حاصل کرتے ہیں۔ [3]

جاہل لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ یہ حضرت اَبُوذَرّ غفاری رضی اللہ عنہ کی قبرِانور ہے۔ یہ بات خلاف حقیقت ہے۔ حضرت اَبُوذَرّ غِفارِی رضی اللہ عنہ کی قبر رَبذَہ میں ہے۔

---

[1] نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "جنت کی طرف بڑھو جس کا عرض آسمان اور زمین ہیں" اس پر حضرت عُمَیر رضی اللہ عنہ وَاہ وَاہ کہنے لگے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا تم وَاہ وَاہ کیوں کہہ رہے ہو عرض کیا "اس امید پر کہ میں بھی جنتی ہوں گا" سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم فرمانے لگے تو جنتیوں سے ہے۔ اس کے بعد آپ رضی اللہ عنہ کھجوریں نکال کر کھانے لگے پھر فرمانے لگے اگر میں کھجوریں کھانے تک زندہ رہوں تو یہ بہت لمبی زندگی ہے۔ جو کھجوریں پاس تھیں ان کو پھینک دیا اور جنگ میں مشغول ہوگئے یہاں تک کہ شہادت کا مقام حاصل کرلیا۔ آپ رضی اللہ عنہ کے قاتل کا نام خَالِد بن اَعْلَم تھا۔ الاصابہ جلد ۲۔ صفحہ ۳۱۔ یہ انصار میں سے جنگ کے اندر قتل ہونے والے سب سے پہلے شہید تھے۔ اسی روز حضرت عُبَیدہ بن حَارِث رضی اللہ عنہ بھی شہید ہوئے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں کے درمیان مُوَاخَات کرائی ہوئی تھی۔ اسد الغابہ جلد ۴۔ صفحہ ۲۹۰

[2] آپ کے قاتل کا نام طُعَیمہ بن عَدِی ہے زرقانی جلد ۱ صفحہ ۴۴۴۔

[3] مصنف رحمۃ اللہ علیہ کے زمانہ میں تو یہی حالت تھی مَزارات شریفہ محفوظ تھے۔ زائرین کی سہولت کی خاطر ان پر پختہ عمارات بنی ہوئی تھیں لیکن اب سعودی حکومت نے تمام مزارات کو مسمار کر دیا ہے۔ حصولِ برکت کے لئے حاضری سے حکومت کے کارندے روکتے ہیں۔

قریش کے حُلفاء میں سے بھی تین شہادت کے مرتبہ پر فائز ہوئے۔

(۱) حضرت عَاقِل بن بُکَیر لَیثی رضی اللہ عنہ

(۲) حضرت مِہجَع [۱] یَمَنی رضی اللہ عنہ یہ حضرت عمر فارُوق بن خَطّاب رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام تھے۔
یہ دونوں بنی عَدِیّ کے حلیف تھے۔

(۳) ذُوالشِّمَالَین [۲] حضرت عُمَیر بن عَبد بن عَمرو بن نَضلہ خَزرَجی رضی اللہ عنہ: آپ رضی اللہ عنہ بنو زُہرَہ کے حلیف تھے۔
یہ ذُوالیَدَین [۳] کے علاوہ دوسرے صحابی ہیں۔ حضرت ذُوالیَدَین رضی اللہ عنہ نے نمازِ قصر کے بارے میں سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا، کیا نماز کم ہو گئی ہے یا آپ کو نِسیان ہو گیا ہے۔

اَنصار میں سے قبیلہ خَزرَج سے چھ افراد شہید ہوئے۔ جن کے نام یہ ہیں:

(۱) حضرت عُمَیر بن حُمَام رضی اللہ عنہ: یہ بنی سلمہ میں سے تھے۔ ان کا ذکر ابھی گزرا ہے۔

(۲) حضرت یَزِید بن حَارِث رضی اللہ عنہ: یہ ابن فُسحُم کے نام سے معروف تھے۔ بنی حَارِث بن خَزرَج سے تعلق رکھتے تھے۔

(۳) حضرت رَافِع [۴] بن مُعَلّیٰ رضی اللہ عنہ

(۴) حضرت حَارِثَہ بن سُرَاقہ بن حَارِث رضی اللہ عنہ: بَنی نَجّار سے تعلق رکھتے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ لشکر سے پیچھے سامان کی حفاظت پر مامور تھے اور اسی حالت میں آپ رضی اللہ عنہ کی شہادت ہوئی۔ [۵]

---

[۱] آپ رضی اللہ عنہ میدان بدر میں مسلمانوں میں سے سب سے پہلے زخمی ہونے والے اور سب سے پہلے شہید ہونے والے ہیں۔ عَامِر بن حَضرَمی نے ایک تیر مارا جس سے آپ رضی اللہ عنہ کی شہادت ہوئی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس روز فرمایا مِہجَع سید الشہدا ہیں۔ علامہ زرقانی فرماتے ہیں کہ میرے بعض مشائخ سے منقول ہے کہ قیامت کے دن اس امت کے شہداء میں سے سب سے پہلے آپ رضی اللہ عنہ کو پکارا جائے گا۔ زرقانی شرح المواہب اللدنیہ جلد ۱/ صفحہ ۴۴۴۔

[۲] آپ رضی اللہ عنہ کے اسم گرامی میں اختلاف ہے، عُمَیر، حَرث، عُمَرو بن عَبد عَمرو بن نضلہ خزاعی، خَلَف بن اُمَیَّہ آپ رضی اللہ عنہ کے نام مروی ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ بائیں ہاتھ سے کام کرتے تھے۔ زرقانی علی المواہب جلد ۱۔ صفحہ ۴۴۴

[۳] آپ کے دونوں ہاتھ قدرتی طور پر بہت دراز تھے اس لئے اس نام سے مشہور ہو گئے۔ ذوالیدین کا معنی ہے دو ہاتھوں والا۔

[۴] بذل القوہ کے مطبوعہ نسخہ میں ابن فُسحَم فاء اور حاء کے زبر کے ساتھ ہے مطبوعہ نسخہ کی تحقیق امیر احمد عباسی نے کی ہے۔ لیکن ابن ہشام کے محققہ نسخہ میں ہر دو حروف پر پیش ہے۔ اس کے محقق محمد محی الدین عبدالحمید ہیں۔

[۵] ان کے قاتل عِکرَمہ بن اَبُوجَہل تھے۔ زرقانی علی المواہب جلد ۱/ صفحہ ۴۴۴۔ جو اس وقت کفار کی جانب سے لڑ رہے تھے۔ بعد میں ایمان سے مشرف ہوئے۔

(۵) حضرت عَوف بن عَفراء رضی اللہ عنہ [1]

(۶) حضرت مُعوّذ بن عَفراء رضی اللہ عنہ

یہ دونوں بھائی تھے۔ ان کے تیسرے بھائی حضرت مُعاذ بن عَفراء رضی اللہ عنہما میدانِ بَدر میں شہید نہ ہوئے بلکہ وہ بَدر میں زخمی ہوئے۔ اور غزوۂ بَدر کے بعد مدینہ منورہ میں وِصال فرمایا۔

بعض علماء یہ بھی فرماتے ہیں کہ آپ رضی اللہ عنہ حضرت عُثمان غنی رضی اللہ عنہ کی خلافت کے زمانہ تک حیات رہے۔

بعض علماء کا کہنا ہے آپ رضی اللہ عنہ حضرت عَلی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی خِلافت کے زمانہ تک زندہ رہے۔

اَوس کے قبیلہ سے دو افراد شہید ہوئے۔ ان دونوں کا تعلق بنی عَوف سے تھا۔ ان کی تفصیل ذیل میں ملاحظہ ہو:

(۱) حضرت سَعد بن خَیثَمہ رضی اللہ عنہ [2]۔

(۲) حضرت مُبَشّر بن عَبدُالمُنذِر بن زَنبَر رضی اللہ عنہ

(۵۹) آیہ کریمہ وَلَا تَقُولُوا لِمَن يُقتَلُ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ اَموَاتٌ کا نزول

غزوۂ بَدر کے اَیّام میں حضرت عُمیر بن حُمام رضی اللہ عنہ جن کا ذکر پہلے ہو چکا اور ان کے ساتھی شُہَداء بَدر کے حق میں یہ آیت کریمہ نازل ہوئی:

وَلَا تَقُولُوا لِمَن يُقتَلُ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ اَموَاتٌ بَل اَحيَاءٌ (البقرہ:۱۵۴)

ترجمہ: جو لوگ اللہ تعالیٰ کی راہ میں قتل ہو جائیں انہیں مردہ نہ کہو بلکہ وہ زندہ ہیں۔

(۶۰) طَالِب بن اَبِی طَالِب کی گمشدگی

غزوۂ بَدر کے دوران حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے برادرِ اَکبر طَالِب بن اَبِی طَالِب گم ہو گئے۔ جنّ انہیں اچک کر لے گئے۔

---

[1] ابن اسحاق نے روایت کیا کہ حضرت عَوف رضی اللہ عنہ نے بارگاہ رسالت میں عرض کیا رب تعالیٰ اپنے بندے پر بہت زیادہ کس طریقے سے راضی ہوتا ہے۔ تو سرکار کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بندہ دشمنوں میں بغیر زرہ پہنے گھس جائے اس پر آپ رضی اللہ عنہ نے اپنی زِرہ اتار پھینکی تلوار ہاتھ میں لی۔ جنگ کرتے کرتے شہادت کی موت حاصل کر لی۔ زرقانی علی المواہب اللدنیہ جلد ۱ صفحہ ۴۴۴۔

[2] حضرت سَعد رضی اللہ عنہ بیعتِ عقبہ میں شامل ہوئے۔ اَنصار کے نُقَباء میں سے ایک تھے۔ ان کے والد حضرت خَیثَمہ رضی اللہ عنہ بھی صحابی تھے۔ باپ بیٹا دونوں کو شہادت کی موت نصیب ہوئی۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو طعیمہ بن عدی یا عمرو بن عبدود نے (بدر میں) شہید کیا۔ آپ رضی اللہ عنہ کے والد ماجد اُحُد کے میدان میں شہید ہوئے۔ زرقانی علی المواہب جلد ۱ صفحہ ۴۴۵۔

طَالِب، ابُوطَالِب کا سب سے بڑا لڑکا تھا۔ اس کی موت بحالتِ کفر ہوئی۔ ابُوطَالِب کی اولاد سے طالب کے علاوہ سب کی موت ایمان پر ہوئی۔ اس کے باقی تینوں بھائیوں حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت عُقَیل رضی اللہ عنہ [1] اور حضرت جعفر رضی اللہ عنہ [2] نے ایمان قبول کرلیا تھا۔

(۶۱) حضرت عبّاس رضی اللہ عنہ کا ایمان لانا

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب غَزْوَۂ بَدْر سے فارغ ہو گئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا حضرت عبّاس بن عَبْدُالمُطّلب رضی اللہ عنہما ایمان لے آئے لیکن انھوں نے مدینہ منورہ ہجرت نہ کی بلکہ مکہ مکرمہ ہی میں اقامت پذیر رہے۔ اپنے ایمان کو کفار سے مخفی رکھا۔

۸/ھ میں فتح مکہ سے پہلے آپ رضی اللہ عنہ نے اپنے اَہل و عیال سمیت ہجرت فرمائی۔

صحیح یہ ہے کہ حضرت عبّاس رضی اللہ عنہ نے فتح مکہ سے پہلے ۸/ھ میں ایمان قبول فرمایا اور اپنے اہل و عیال سمیت ہجرت فرمائی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب فتح مکہ کے لئے جا رہے تھے تو اَبْوَاء کے مقام پر آپ رضی اللہ عنہ کی ملاقات سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم سے ہوئی۔ وہ خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ فتح مکہ مکرمہ میں شامل ہو گئے۔

فتحِ مکہ اور اس کے بعد کے غَزَوات جیسے غَزْوَۂ حُنَین، غَزْوَۂ طَائِف اور غَزْوَۂ تَبُوک میں شرکت فرمائی۔ جیسا کہ ۸/ھ کے واقعات میں آرہا ہے۔

---

[1] یہ حضرت علی اور حضرت جعفر رضی اللہ عنہما کے بڑے بھائی تھے۔ اَبُویَزِید کنیت تھی۔ فتح مکہ کے سال ایمان لائے۔ ایک قول کی رو سے صلح حُدَیبِیَہ کے بعد مشرف بایمان ہوئے اور ۸/ھ کے آغاز میں ہجرت کی۔ بَدْر میں لشکرِ قریش میں شامل تھے۔ قیدی ہوئے۔ ان کے چچا حضرت عبّاس رضی اللہ عنہ نے فِدْیہ ادا کیا۔ اَنْسابِ قُرَیش کے عَالِم تھے۔ بہت جلد مُسْکِت جواب دینے کا ملکہ حاصل تھا۔ حضرت ابن عبّاس رضی اللہ عنہما کا ارشاد ہے کہ قُرَیش میں چار افراد ایسے ہیں جن کو لوگ اپنے جھگڑوں میں حاکم بناتے تھے۔ ۱۔ عُقَیل، ۲۔ مَخْرَمَہ، ۳۔ حُوَیْطِب، ۴۔ اَبُوجَہْم۔ جنھوں نے حضرت اَمیر مُعَاوِیہ رضی اللہ عنہ کی خلافت میں وِصَال فرمایا لیکن تاریخ بخاری اصغر میں صحیح سند کے ساتھ ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ کی وفات واقعۂ حرہ سے پہلے یزید کی حکومت میں ہوئی۔ الاصابہ جلد ۲/ صفحہ ۴۹۴۔

[2] حضرت جُعْفَر رضی اللہ عنہ ۲۵ یا ۳۱ نفوس قدسیہ کے بعد مشرف بایمان ہوئے۔ حضرت اَبُوہُرَیْرَہ رضی اللہ عنہ انھیں اَفْضَلُ النَّاسِ بَعْدَ النَّبِی صلی اللہ علیہ وسلم کہا کرتے تھے۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے انھیں اَبُوالْمَسَاکِین کنیت عطا فرمائی گئی تھی۔ حبشہ کی جانب ہجرت فرمائی، نَجَاشِی شاہِ حبشہ اور اس کے پیروکار آپ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر ایمان لائے۔ وہاں سے جب حضرت جَعْفَر رضی اللہ عنہ اپنے ساتھیوں سمیت مدینہ منورہ آئے تو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے خود ان کا استقبال فرمایا اور آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا۔ جنگِ مُوتہ میں شہادت پائی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے دس سال بڑے تھے۔ شہادت کے وقت جسم پر ستر سے زائد زخم تھے۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے میں نے جعفر کو فرشتوں کے ہمراہ جنت میں محوِ پَرْوَاز دیکھا ہے۔ جنگ میں آپ رضی اللہ عنہ کے دونوں ہاتھ کٹ گئے تھے۔ الاصابہ جلد ۱/ صفحہ ۲۳۸،۲۳۷۔ (اختصاراً)

(۶۲) حضرت اَبُودَرداء رَضِیَ اللہُ عَنہ ؎ کا قبولِ اسلام

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب غَزوۂ بَدر سے فارغ ہو چکے تو اسی سال حضرت اَبُودَرداء رَضِیَ اللہُ عَنہ مشرف بایمان ہوئے۔

آپ رَضِیَ اللہُ عَنہ کا اسم گرامی عُوَیمَر تھا۔

آپ رَضِیَ اللہُ عَنہ کے باپ کے نام میں اختلاف ہے۔

بعض علماء اس کا نام عَامِر تحریر کرتے ہیں۔

بعض نے مَالِک روایت کیا ہے۔

اور بعض کے نزدیک آپ رَضِیَ اللہُ عَنہ کے والد کا نام ثَعلَبہ تھا۔

(۶۳) حضرت علی المرتضٰی رَضِیَ اللہُ عَنہ کے لئے "اَبُوتُرَاب" کنیت

اسی سال حضرت سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عَلی بن اَبِی طَالِب رَضِیَ اللہُ عَنہ، کو اَبُوتُرَاب کنیت عطا فرمائی۔

سید جمال الدین قدس سرہ نے رَوضَۃُ الاَحبَاب میں اسی طرح لکھا ہے:

"حضرت علی رَضِیَ اللہُ عَنہ کو اپنے ناموں میں سے سب سے زیادہ محبوب یہی نام تھا۔"

حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے البدایہ والنہایہ میں لکھا:

"نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے غَزوَۃُ العُشَیرہ کے ایام میں آپ رَضِیَ اللہُ عَنہ کو اَبُوتُرَاب کنیت عطا فرمائی۔"

اس غَزوَہ کا تذکرہ پہلے ہو چکا کہ یہ ۲/ھ کے ماہ جُمَادَی الاُولیٰ یا جُمَادَی الآخِرَہ میں ہوا۔

؎ حضرت اَبُودَرداء رَضِیَ اللہُ عَنہ فقیہ، عاقل اور حکیم تھے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی مُواخات حضرت سَلمَان فَارِسی رَضِیَ اللہُ عَنہ سے فرما دی۔ آپ رَضِیَ اللہُ عَنہ کے بارے میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: عُوَیمَرُ حَکِیمُ اُمَّتِی "عُوَیمَر میری امت میں حکیم ہیں۔" اُحُد کے مابعد مہمات میں شریک رہے۔ اُحُد میں شرکت کے بارے میں اختلاف ہے۔ واقدی کے بقول ۳۲/ھ کو خِلافتِ عثمانی میں دِمَشق میں انتقال فرمایا۔ آپ رَضِیَ اللہُ عَنہ سے عرض کیا گیا اَنصَار میں سے ہر زِیرَک آدمی شاعر ہے۔ آپ رَضِیَ اللہُ عَنہ شعر کیوں نہیں کہتے۔ آپ نے فرمایا میں نے بھی شعر کہے ہیں پوچھا گیا کون سے؟ فرمایا: یُرِیدُ الْمَرْءُ اَنْ یُؤتیٰ مُنَاهُ + وَیَاْبَی اللّٰهُ اِلَّا مَا اَرَادَا۔ "ہر آدمی یہ چاہتا ہے کہ میری آرزوئیں پوری ہوں لیکن اللہ تعالیٰ اپنے ارادہ کے علاوہ باقی پوری نہیں ہونے دیتا۔" یَقُولُ الْمَرْءُ فَائِدَتِی وَمَالِی + وَتَقْوَی اللّٰهِ اَفْضَلُ مَا اسْتَفَادَا۔ "آدمی کہتا ہے میرے فائدہ اور میرے مال میں اضافہ ہو حالانکہ خوف الٰہی تمام مفید چیزوں سے افضل ہے۔" الاستیعاب فی اسماء الاصحاب بہامش الاصابہ جلد ۴/ صفحہ ۵۹، ۶۰۔

(۶۴) حضرت ولید بن ولید بن مُغیرہ رضی اللہ عنہ کا اسلام قبول فرمانا

اسی سال، غزوہ بدر کے تھوڑا عرصہ بعد حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے بھائی حضرت ولید بن ولید بن مغیرہ مخزومی رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول فرمایا۔

حضرت ولید بن ولید رضی اللہ عنہ بدر کی جنگ میں کفار کی جانب سے قیدی ہو گئے۔ آپ رضی اللہ عنہ کا فدیہ آپ رضی اللہ عنہ کے بھائی حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے دیا۔ جب آپ رضی اللہ عنہ کا فدیہ ادا کیا جا چکا تو آپ رضی اللہ عنہ نے ایمان قبول فرما لیا۔

آپ رضی اللہ عنہ کے بھائی حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ [۱] آپ رضی اللہ عنہ کے بعد ۸/ھ کے ماہ صفر میں ایمان لائے۔ چنانچہ ان کے ایمان کا ذکر ۸/ھ کے واقعات میں آئے گا۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی دعائے قنوت میں جن کمزور اہل ایمان کے لئے دعا فرماتے ان میں حضرت ولید بن ولید رضی اللہ عنہ بھی شامل تھے۔ جیسا کہ صحیح بخاری وغیرہ کتب میں مندرج ہے۔ [۲]

(۶۵) حضرت خُنیس بن حُذافہ بن قیس رضی اللہ عنہ کا وصال

غزوہ بدر سے فراغت کے بعد جب اللہ کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ پہنچے تو حضرت خُنیس بن حُذافہ بن قیس قرشی سہمی رضی اللہ عنہ کا وصال ہوا۔

آپ رضی اللہ عنہ ام المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے شوہر تھے۔ ان کے وصال کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے نکاح فرمایا۔

---

[۱] حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو زبان رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم سے سَیفُ اللہ کا خطاب عطا ہوا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جنگ مُوتہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زید بن حارثہ، حضرت جعفر بن ابی طالب، حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہم کی شہادت کی خبر پہنچنے سے قبل ہی شہادت کا اعلان فرما دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا زید نے علم سنبھالا ہے، پھر فرمایا وہ شہید ہو گئے، پھر فرمایا اسے جعفر نے ہاتھ میں لیا، فرمایا وہ بھی شہید ہو گئے، پھر فرمایا جھنڈا ابن رواحہ نے تھاما، پھر فرمایا وہ بھی مرتبہ شہادت کو پہنچے۔ اس گفتگو کے دوران آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں سے آنسو رواں تھے۔ پھر فرمایا اب اللہ تعالیٰ کی تلواروں میں سے ایک تلوار (خالد بن ولید) نے اسے سنبھالا ہے۔ (آپ واقعات جنگ بیان فرماتے رہے یہاں تک (آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا) اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو فتح عطا فرما دی ہے۔

[۲] نبی پاک صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وسلم نماز عشاء کی آخری رکعت میں جب سَمِعَ اللہُ لِمَنْ حَمِدَہ کہہ لیتے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا فرماتے اے اللہ عیاش بن ابی ربیعہ، ولید بن ولید، سلمہ بن ہشام کو نجات عطا فرما۔ الٰہی کمزور مسلمانوں کو رہائی عطا فرما، الٰہی کفار بنی مُضر کو اپنے شدید غضب سے روند ڈال، الٰہی حضرت یوسف علیہ السلام کی قوم کی مانند ان پر قحط مسلط فرما۔ بخاری جلد ۲/ صفحہ ۹۴۶، جلد ۱/ صفحہ ۴۱۱، جلد ۱/ صفحہ ۱۱۳۔

آپ رضی اللہ عنہ کا وِصال جنگِ بدر میں پہنچنے والے زخموں کے باعث ہوا۔
ایک قول کے مطابق آپ رضی اللہ عنہ کا وِصال غَزْوَۂ اُحُد کے بعد ہوا۔
پہلا قول زیادہ مشہور ہے۔

(۶۶) غَزْوَۂ بَدْر کے بعد نماز شکرانہ

غَزْوَۂ بَدْر کے بعد جب سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو مسلمانوں کی فتح و نصرت کی خوشخبری سنائی گئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کی حمد بجالائے اور دو گانہ نفل شکرانہ کے ادا فرمائے۔

(۶۷) قیدیوں کے بارے میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت فارُوق اعظم رضی اللہ عنہ کی آراء

غَزْوَۂ بَدْر سے فراغت کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کفار کے قیدیوں سے فِدْیَہ لینے کا ارادہ فرمایا تو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو فدیہ لینے کا اشارہ کیا لیکن حضرت عُمَر بن خَطّاب رضی اللہ عنہ نے اس سے روکا اور عرض کیا:

(یا رسول اللہ!) ان سے فِدْیَہ وصول نہ فرمایئے بلکہ ان کو قتل کر دیجئے تاکہ زمین ان کی نجاست سے پاک ہو جائے کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کے دشمن ہیں۔"

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فِدْیَہ وصول فرمایا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے عِتاب فرمایا اور حضرت فارُوق اعظم رضی اللہ عنہ کی رائے کے موافق وحی نازل فرمائی۔

(۶۸) فدیہ کی وصولی کے بارے میں آیۂ کریمہ کا نزول

فِدْیَہ کی وصولی کے بارے میں اسی سال یہ آیہ کریمہ نازل ہوئی:

لَوْلَا كِتَابٌ مِّنَ اللّٰهِ سَبَقَ لَمَسَّكُمْ فِيمَآ اَخَذْتُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ (الانفال۔۶۸)

ترجمہ: (اگر اللہ تعالیٰ کا فیصلہ پہلے نہ ہو چکا ہوتا تو تم پر فِدْیَہ لینے کی وجہ سے دردناک عذاب نازل ہوتا۔)

(۶۹) حضرت ثابت بن ضَحّاک رضی اللہ عنہ کی ولادت

اسی سال حضرت ثابت بن ضَحّاک بن خَلیفہ اَنْصارِیْ اَشْہَلی رضی اللہ عنہ کی ولادت ہوئی۔
جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے وِصال مبارک کے دن ان کی عمر آٹھ برس تھی۔ علامہ ابن اثیر رحمۃ اللہ علیہ نے اسد الغابہ میں اسی طرح تحریر فرمایا ہے۔

(۷۰) غزوۂ بدر میں مبارزت

جنگِ بدر میں حضرت حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ، حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ اور حضرت عبیدہ بن حارث بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ تین صحابۂ کرام نے تین کفار سے مقابلہ فرمایا۔ جن کے نام یہ ہیں:

۱۔ عتبہ بن ربیعہ، ۲۔ شیبہ بن ربیعہ، ۳۔ ولید بن عتبہ۔

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے شیبہ کو قتل کیا۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے ولید کو جہنم رسید کیا۔ پھر حضرت عبیدہ رضی اللہ عنہ نے اپنے دونوں ساتھیوں کے ساتھ پلٹ کر عتبہ کو لقمۂ اجل بنایا۔

(۷۱) مبارزین کے بارے میں آیاتِ کریمہ کا نزول

غزوۂ بدر کے دوران ان چھ افراد (تین مسلمان اور تین کافر جنہوں نے ابتداء میں باہمی مقابلہ کیا) کے بارے میں:

هٰذٰنِ خَصْمٰنِ اخْتَصَمُوْا فِىْ رَبِّهِمْ فَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا قُطِّعَتْ لَهُمْ ثِيَابٌ مِّنْ نَّارٍ (الحج-۱۹)

ترجمہ: دشمنوں کے یہ دو گروہ اپنے رب کے بارے میں لڑے۔ کافروں کے لئے آگ کے کپڑے تیار کئے جاچکے ہیں۔

وغیرہ آیاتِ کریمہ نازل ہوئیں۔

(۷۲) ابوجہل کا قتل ہونا

جنگِ بدر کے دوران اس امت کا فرعون یعنی ابوجہل بن ہشام واصلِ جہنم ہوا۔ صحابیہ رسول حضرت عفراء رضی اللہ عنہا کے دو لختِ جگروں حضرت معاذ رضی اللہ عنہ اور حضرت معوذ رضی اللہ عنہ نے اسے قتل کیا [1]۔ حضرت معاذ بن عمرو بن جموح رضی اللہ عنہ بھی ان دونوں کے ساتھ اس کا کام تمام کرنے میں شریک تھے۔

---

[1] حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے فرمایا بدر کے دن میں صف میں تھا میں نے اپنے دائیں بائیں دو کم عمر نوجوان دیکھے۔ ان میں ایک نے دوسرے سے چھپا کر مجھ سے کہا چچا جان! مجھے ابوجہل دکھائیے۔ میں نے اس سے پوچھا تمہیں اس سے کیا کام ہے۔ تو وہ کہنے لگا میں نے رب تعالیٰ سے وعدہ کر رکھا ہے کہ اگر میں نے اسے دیکھ لیا تو اسے قتل کر ڈالوں گا یا خود مر جاؤں گا۔ دوسرے نے بھی مجھ سے پوشیدہ طور پر پہلے نوجوان کی طرح ابوجہل کا پتہ پوچھا۔ تو مجھے یہ بات اچھی نہ لگی کہ میں ایسے کم عمر نوجوانوں کے درمیان کھڑا ہوں۔ میں نے ان دونوں کو اشارہ سے اس کا پتہ بتا دیا۔ وہ دونوں باز کی طرح اس پر حملہ آور ہوئے یہاں تک کہ اسے زخمی کر دیا۔ یہ دونوں حضرت عفراء رضی اللہ عنہا کے بیٹے معاذ اور معوذ رضی اللہ عنہما تھے۔ صحیحین کی ایک اور روایت ہے کہ اسے حضرت معاذ بن عمرو بن جموح رضی اللہ عنہ اور حضرت معاذ بن عفراء رضی اللہ عنہما نے قتل کیا۔ زرقانی علی المواہب۔ جلد ۱/ صفحہ ۴۲۸۔

(۷۳) حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا ابوجہل کے سر کو قلم کرنا

(جنگ کے خاتمہ پر) نبی پاک صاحبِ لولاک صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے ارشاد فرمایا:

"ابوجہل کو ڈھونڈو کس حال میں ہے؟"

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اس کی تلاش میں نکلے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اسے دیکھا کہ جان ابھی اس کے جسم میں باقی تھی۔ آپ رضی اللہ عنہ اس کے سینے پر سوار ہو گئے۔ تلوار سے اس کا سر قلم کیا اور لا کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ڈال دیا۔ اس پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کی تعریف فرمائی اور سجدۂ شکر ادا فرمایا۔

(۷۴) مشرکوں میں سے چند مقتولین کے نام

غزوہ بدر میں مشرکین کے ستر سردار اور بہادر مارے گئے۔ ان میں سے چند ایک کے نام یہ ہیں:

اُمیّہ بن خلف، عُتبہ بن ربیعہ، شَیبہ بن ربیعہ، ولید بن عُتبہ، حضرت مُطعم بن عدی رضی اللہ عنہ کا بھائی طُعیمہ بن عدی، زمعہ بن اسود نیز اس کے دو بھائی، حارث بن اسود اور عُقیل بن اسود، ابو البختری، نُبیہ بن حجاج، مُنبّہ بن حجاج، اسود بن عبدالاسد مخزومی مشرکین میں سب سے پہلا مقتول یہ تھا۔ وغیرہ وغیرہ [۱]۔

(۷۵) چند مشرک قیدیوں کے نام

غزوۂ بدر میں ستر مشرکین قیدی ہوئے جن میں سے چند ایک کے نام درج ذیل ہیں:

(۱) سُہیل بن عمرو قرشی عامری، (۲) ابوودَاعہ بن صبرہ [۲] سہمی یہ حضرت مُطّلب بن ابی ودَاعہ رضی اللہ عنہ کا والد تھا جو صحابی رسول تھے۔

---

[۱] نیز ملاحظہ ہو سیرت ابن ہشام جلد ۲/ صفحہ ۳۵۵ تا ۳۶۷۔

[۲] سیرت ابن ہشام جلد ۲/ صفحہ ۳۶۵ میں ابوودَاعہ بن ضُبیرہ بن سعید بن سعد درج ہے۔ بدر کے قیدیوں میں سے یہ پہلا ہے جس کا فدیہ ادا کیا گیا۔ اس کا فدیہ اس کے بیٹے حضرت مُطّلب رضی اللہ عنہ نے ادا کیا۔ کتاب مذکور کے جلد ۲/ ۲۹۲ میں ہے۔ قیدیوں میں ابوودَاعہ بن ضُبیرہ سہمی بھی تھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مکہ میں اس کا ثروت مند، ہوشیار تاجر لڑکا ہے گویا کہ وہ اپنے باپ کے فدیہ کی ادائیگی کے لئے تمہارے پاس آچکا ہے۔ قریش نے آپس میں کہا اپنے قیدیوں کے فدیہ کی ادائیگی میں جلد بازی نہ کرو ورنہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے ساتھی تمہارے ساتھ سخت سلوک کریں گے۔ ابوودَاعہ کے لڑکے مُطّلب، (جس کے بارے میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے مندرجہ بالا الفاظ ارشاد فرمائے تھے) نے کہا تم درست کہتے ہو، جلدبازی سے کام مت لو۔ لیکن خود راتوں رات وہاں سے کھسک آیا۔

(۳) حَنظَلہ، (۴) عمرو: یہ دونوں ابُوسُفیان صَخر بن حَرب کے بیٹے تھے۔
(۵) ابُوالعَاص بن رَبِیع بن عبدُالعُزّیٰ بن عَبد شَمس بن عبد مناف قُرشی عَبشَمی۔ یہ ام المومنین حضرت خَدیجہ رضی اللہ عنہا کے بھتیجے تھے۔
(۶) عُقبہ بن اَبِی مُعیط قُرشی عَجلانی۔
(۷) نَضر بن حَارث مشرکین کے لشکر سے سب سے پہلے ہونے والا قیدی یہی تھا۔ لشکر کفار سے واصل جہنم اور قیدی ہونے والوں کے اسماء کی پوری تفصیل سیرتِ شامیہ اور مواہب لدنیہ کی شرح الزرقانی میں مندرج ہے۔ تفصیل کے لئے ان کتابوں کی طرف رجوع کریں۔

(۷۶) نَضر بن حَارث اور عُقبہ بن اَبِی مُعیط کا قتل ہونا

غزوۂ بدر سے واپسی پر جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم صفراء کے مقام پر پہنچے تو حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو حکم دیا نَضر بن حارث کو جہنم رسید کریں۔ چنانچہ آپ رضی اللہ عنہ نے اسے قتل فرمادیا۔

جب عِرقُ الظَّبیہ کے مقام پر پہنچے تو حضرت عاصم بن ثابت بن اَبِی اَقلَح رضی اللہ عنہ [1] سے فرمایا کہ عُقبہ بن اَبِی مُعیط کو قتل کریں۔ بموجب ارشاد آپ رضی اللہ عنہ نے اسے ٹھکانے لگا دیا۔

نَضر بن حَارث وہی بدبخت تھا جو عجمی ممالک سے افسانوں اور قصہ کہانیوں کی کتابیں خرید کر مکہ مکرمہ لاتا تا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاداتِ مبارکہ سے معارضہ کرسکے اور لوگوں کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے برگشتہ کرے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے بارے میں یہ آیہ کریمہ نازل فرمائی:

وَمِنَ النَّاسِ مَنۡ يَّشۡتَرِىۡ لَهۡوَ الۡحَدِيۡثِ لِيُضِلَّ عَنۡ سَبِيۡلِ اللّٰهِ۔ (لقمان:٦)

ترجمہ: اور لوگوں میں کچھ وہ ہیں جو بہلاوے کی باتیں خریدتے ہیں تاکہ (لوگوں کو) اللہ کی راہ سے گمراہ کرسکیں۔

اور یہی وہ بدبخت تھا جس نے یوں کہا تھا:

اَللّٰهُمَّ اِنۡ كَانَ هٰذَا هُوَ الۡحَقَّ مِنۡ عِنۡدِكَ فَاَمۡطِرۡ عَلَيۡنَا حِجَارَةً مِّنَ السَّمَآءِ۔ (الانفال:۳۲)

---

[1] متن کتاب میں ابی اَفلَح یعنی فاء کے ساتھ تحریر ہے لیکن درست اَبِی اَقلَح یعنی قاف کے ساتھ ہے۔ ملاحظہ ہو زرقانی علی المواہب جلد۱/ صفحہ۴۴۸۔

ترجمہ: اے اللہ (حضرت محمد ﷺ) کا لایا ہوا یہ دین اگر برحق ہے تو ہم پر آسمان سے پتھروں کی بارش برسادے۔

اہلِ سِیَر کا اِجماع ہے کہ نَضر بحالتِ کفر مقتول ہوا لیکن علامہ ابن مندہ رضی اللہ عنہ [1] کو وہم ہوا اور انہوں نے فرمایا کہ وہ بحالتِ اِسلام مرا۔ علامہ ابن اثیر وغیرہ حفاظ نے ان کے قول کو غلط قرار دیا ہے۔

(۷۷) اَبُولَہَب کی موت

غَزوۂ بَدر کی فراغت سے سات راتوں کے بعد نبی اکرم ﷺ کا چچا اَبُولَہَب بن عبدُالمُطّلِب مرگیا۔ مَرَضِ عَدَسَہ میں مبتلا ہو کر یہ بحالت کفر مرا۔

مَرَضِ عَدَسَہ میں مسور کے دانے کے برابر جسم کے مختلف مقامات پر زخم ہو جاتے ہیں جس کے باعث مریض مرجاتا ہے۔ اہلِ عَرَب اس بیماری کو شدید منحوس سمجھتے تھے اور اسے شدید متعدی مرض (ایک سے دوسرے کو لگ جانے والی بیماری) خیال کرتے تھے۔ [2]

(۷۸) حضرت عُمَر بن اَبُوسَلَمہ رضی اللہ عنہ کی ولادت

اسی سال حبشہ میں حضرت عُمَر بن اَبِی سَلَمہ عَبدَاللہ بن عَبدُالاَسد مَخزُومی رضی اللہ عنہ کی وِلادَت ہوئی۔ یہ نبی کریم ﷺ کے سوتیلے لڑکے تھے۔ ان کی والدہ حضرت اُمِّ سَلَمہ رضی اللہ عنہا تھیں۔ جو بعد میں اُمُّ المُؤمِنِین یعنی سرکارِ دو عالم ﷺ کی زوجۂ مطہرہ بنیں۔

---

[1] ابن مندہ کا کہنا ہے کہ نَضر غَزوۂ حُنَین میں حاضر ہوا۔ نبی پاک ﷺ نے اسے ایک سو اونٹ عطا فرمائے۔ وہ مولفۂ قلوب مسلمین میں سے تھا اور لطف یہ کہ انہوں نے اس قول کو ابن اسحاق کی جانب منسوب کر دیا۔ علامہ زرقانی قدس سرہ العزیز شرح مواہب جلد۱/۴۴۹ میں فرماتے ہیں جو کچھ ابن اسحاق نے فرمایا اور جس پر اہلِ مَغَازِی اور اہل سِیَر کا اِجماع ہے، وہ یہ کہ وہ جنگِ بَدر کے بعد بحالتِ قید قتل کیا گیا۔

[2] عَدَسَہ طاعون کی جنس کی ایک بیماری ہے۔ جس میں مسور کے دانے کی مانند جسم کے مختلف حصوں میں پھنسیاں نکل آتی ہیں۔ اکثر مریض اس سے ہلاک ہو جاتے ہیں۔ اَبُولَہَب جب اس مرض میں مبتلا ہوا تو اس کی اولاد بھی اس سے الگ ہو گئی۔ اس کی ہلاکت کے تین دن کے بعد تک بیماری لگ جانے کے خوف کے باعث کوئی اس کی نعش کے قریب نہ گیا۔ جب انہیں خدشہ ہوا کہ لوگ انہیں برا بھلا کہیں گے تو اولاد نے ایک گڑھا کھودا اور ایک لکڑی کے ذریعے اسے اس گڑھے میں دھکیل دیا۔ اور اس پر پتھر پھینکے یہاں تک کہ اس کی لاش ان کے نیچے دب گئی۔ ام المومنین حضرت عَائِشَہ صِدِّیقَہ رضی اللہ عنہا جب کبھی اس کے مدفن کے پاس سے گذرتیں تو اپنا چہرہ مبارک ڈھانپ لیتیں۔ زرقانی علی المواہب اللدنیہ جلد۱/ صفحہ ۴۵۲۔ عدسہ چیچک کی ایک قسم ہے۔ ترجمہ ابن ہشام جلد۱/ صفحہ ۷۴۵۔

نبی پاک صاحبِ لولاک ﷺ کے وِصَال مبارک کے وقت ان کی عمر نو برس تھی۔

(۷۹) میدانِ بَدر میں مقتول کفار سے خِطَابِ نبوی

غَزْوَۂ بَدْر سے فراغت کے بعد نبی پاک ﷺ نے تین روز تک میدانِ بَدر میں قیام فرمایا۔ تیسرے روز آپ ﷺ اس پرانے کنویں پر تشریف لائے جس میں لشکرِ کفار سے جہنم رسید ہونے والوں کو ڈالا گیا تھا۔ [۱]
آپ ﷺ اس کے کنارہ پر کھڑے ہوئے اور فرمایا:

"اللہ رب العزت نے ہم سے جو وعدہ فرمایا تھا ہم نے اسے درست پایا کیا تم نے بھی اپنے رب کا وعدہ درست پالیا ہے؟" [۲]

پھر آپ ﷺ نے (اسی موقع پر) فرمایا:

"میں جو کچھ ان سے کہہ رہا ہوں تم اسے ان سے بڑھ کر نہیں سن رہے ہو۔"

اسے بخاری مسلم اور ان کے علاوہ دیگر محدثین نے روایت فرمایا۔

(۸۰) مُعْجِزَۂ نبوی اور حضرت عَبَّاس رضی اللہ عنہ کا ایمان لانا

اسی غَزْوَہ میں آپ ﷺ کا ایک معجزہ وقوع پذیر ہوا جس کی تفصیل درج ذیل ہے:
حضرت عَبَّاس بن عبدُ المُطَّلِب رضی اللہ عنہما (جو لشکرِ کفار میں شامل تھے) اور قید ہوئے۔ جب یہ قرار پایا کہ کفار سے فدیہ وصول کیا جائے تو حضرت عَبَّاس رضی اللہ عنہ نے بہانہ کیا کہ (میرے پاس فِدْیہ ادا کرنے کے لئے) مال نہیں ہے۔ تو نبی پاک ﷺ نے ان سے فرمایا:

"اس سونے سے فدیہ ادا کرو، جسے تو اور تیری زوجہ اُمّ الفَضل نے بَدر کی طرف روانہ ہوتے وقت اپنے گھر میں دفن کیا تھا اور وصیت کی تھی کہ اگر میں اس سفر میں مارا جاؤں تو یہ مال میرے تین بیٹوں فَضل، عَبدُاللہ اور قُثَم کا ہے۔"

---

[۱] مشرکین میں سے ستر افراد میدان بَدر میں لقمۂ اَجَل بنے۔ جن میں ان چوبیس کو نبی پاک ﷺ کے حکم مبارک سے اس کنویں میں پھینکا گیا۔ یہ سب ان میں سے سرغنہ تھے۔ باقی مقتولین کو دوسرے مقامات پر ڈالا گیا۔ یہ کنواں بَنِی النّار میں سے ایک آدمی نے کھودا تھا۔ لہٰذا وہ اس نام کے کنوئیں میں ڈالے جانے کے مستحق تھے۔ زرقانی علی المواہب اللدنیہ جلد ۱/ صفحہ ۴۳۱۔

[۲] نبی پاک ﷺ کے اس ارشاد پر حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے دربار رسالت میں عرض کیا۔ آپ ﷺ ان بدنوں سے جو اَرْوَاح سے خالی ہیں کیسے گفتگو فرما رہے ہیں۔ تو اس پر آپ ﷺ نے فرمایا کہ وہ تم سے زیادہ میری بات کو سن اور سمجھ رہے ہیں۔ پھر فرمایا وہ جواب نہیں دے سکتے۔ زرقانی علی المواہب اللدنیہ جلد ۱/ صفحہ ۴۳۳۔

اس پر حضرت عَبّاس رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: "آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سچ فرمایا اور مجھے یقین ہو گیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں کیوں کہ یہ وہ راز ہے جسے میرے اور اُمّ الفضل کے بغیر کوئی اور نہیں جانتا۔" یہ معجزہ ان کے ایمان لانے کا باعث ہوا۔ [1]

(۸۱) معجزہ نبوی اور حضرت عُمَیر بن وَہب جمحی رضی اللہ عنہ کا ایمان قبول کرنا

حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم جب بدر سے فراغت پا کر مدینہ منورہ تشریف فرما ہو چکے تو حضرت عُمَیر بن وَہب جمحی رضی اللہ عنہ ایمان لائے۔ اس سے پہلے حالتِ کفر میں قریش کے شیطانوں میں سے ایک شیطان تھے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو ایذا دیتے تھے۔

وہ مدینہ طیبہ حاضر ہوئے۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے روبرو پر خلوص ایمان قبول کیا۔ زاں بعد وہ مکہ مکرمہ واپس آ گئے اور مشرکینِ قریش کو ایذا پہنچانے لگے جس طرح قبل ازیں مسلمانوں کو تکلیف پہنچاتے تھے۔

ان کے اِسلام قبول کرنے کا باعث یہ تھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے سامنے اس رازدارانہ گفتگو کا اِظہار فرما دیا جو انہوں نے صَفوان بن اُمَیّہ جمحی سے حطیمِ کعبہ میں مکہ شریفہ میں کی تھی۔ [2]

انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس معجزے کا مشاہدہ فرمایا جس سے انہیں یقین ہو گیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سچے رسول ہیں لہٰذا وہ ایمان لے آئے۔

---

[1] حضرت اَبُو رَافِع رضی اللہ عنہ (جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے آزاد کردہ غلام تھے) نے فرمایا میں حضرت عَبّاس رضی اللہ عنہ کا غلام تھا۔ اسلام ہمارے گھر میں داخل ہو چکا تھا۔ چنانچہ حضرت عَبّاس رضی اللہ عنہ، حضرت اُمّ فَضل رضی اللہ عنہا اور میں ایمان لا چکے تھے۔ حضرت عَبّاس رضی اللہ عنہ اپنی قوم سے ڈرتے تھے اور ان کی مخالفت کو ناپسند کرتے تھے اس لئے اپنے ایمان کو چھپائے ہوئے تھے۔ ابن ہشام جلد ۲/ صفحہ ۲۸۹۔ اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ غَزْوَہ بَدْر سے پہلے ایمان لا چکے تھے لیکن قریش کے خوف کے باعث ان کے لشکر میں شامل تھے۔

[2] اس گفتگو کا خلاصہ یوں ہے کہ غَزْوَہ بَدْر کے بعد عُمَیر بن وَہب اور صَفوان بن اُمَیّہ حطیمِ کعبہ میں بیٹھے تھے۔ صَفوان کہنے لگا اتنے آدمیوں کے مارے جانے کے بعد زندگی کا کوئی لطف نہیں۔ عُمَیر کہنے لگا تم ٹھیک کہتے ہو لیکن کیا کروں مجھ پر قرض ہے جس کی ادائگی کی کوئی سبیل نہیں میرے بچے چھوٹے ہیں۔ اگر ان کے ضائع ہو جانے کا خوف نہ ہوتا تو میں ابھی جا کر محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو قتل کر دیتا۔ میرا اس کے پاس جانے کا معقول بہانہ بھی ہے کہ میرا لڑکا ابھی تک وہاں قید ہے۔ صَفوان نے اس کے جوش کو غنیمت جانا اور کہا تمہارا قرض میرے ذمہ وہ میں ادا کروں گا۔ تمہارے عِیال کو اپنے اہل وعِیال کی طرح پالوں گا۔ ان باتوں سے تم بے فکر ہو جاؤ۔ عُمَیر نے اس معاہدہ کے بعد تلوار کو زہر میں بھگویا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل کے ارادہ سے مکہ سے روانہ ہو گیا۔ مدینہ پہنچ کر مجلس نبوی میں حاضر ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس خفیہ معاہدہ کو ظاہر فرما دیا جو عُمَیر اور صَفوان کے درمیان طے پایا تھا۔ یہ سن کر حضرت عُمَیر رضی اللہ عنہ بے اختیار کہنے لگے آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے سچے رسول ہیں۔ تفصیلات کے لئے ملاحظہ ہو تاریخ طبری (اردو ترجمہ) جلد ۱/ صفحہ ۱۹۸ تا ۲۰۰۔

(۸۲) حضرت فَاطِمَۃُ الزَّھرَآء رضی اللہ عنہا اور حضرت عَلی رضی اللہ عنہ کا نِکاح

اسی سال جب ماہ صفر کے کچھ ایام باقی تھے حضرت عَلی رضی اللہ عنہ کا نکاح [۱] حضرت فاطِمہ رضی اللہ عنہا سے منعقد ہوا۔ یہ نِکاح حضرت عَائِشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے کاشانۂ نبوت میں آنے کے ساڑھے چار ماہ بعد ہوا۔ حضرت خاتونِ جنت رضی اللہ عنہا کی عمر مبارک اس وقت انیس برس اور ڈیڑھ ماہ تھی۔ کیونکہ آپ کی وِلَادتِ باسعادت صحیح قول کی رو سے تعمیرِ کعبہ کے دنوں میں نزول وحی سے پانچ برس قبل ہوئی تھی۔ جیسا کہ علامہ ابن علان نے ازکار نووی پر اپنی شرح میں لکھا ہے۔ اس لحاظ سے حضرت خاتونِ جنت کی وِلَادت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر مبارک کے پینتیسویں سال میں ہوئی۔ حضرت عَلی المُرتَضٰی کَرَّمَ اللّٰہُ وَجہَہُ الکَرِیم کی عمر اس وقت ۲۴ سال اور ڈیڑھ ماہ تھی۔ کیوں کہ آپ ۳۰ میلاد نبوی میں متولد ہوئے۔

(۸۳) حضرت خاتونِ جَنّت رضی اللہ عنہا کی رخصتی

اسی سال حضرت خاتونِ جنت رضی اللہ عنہا کی رخصتی حضرت عَلی رضی اللہ عنہ کے ہاں، غَزوَۂ بَدر کے بعد، ذی الحجہ میں عمل میں آئی۔ اس وقت نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت مدینہ کو بائیس ماہ ہونے کو تھے۔

ایک قول کی رو سے یہ رخصتی ۳ھ کو غَزوَۂ اُحُد کے بعد وقوع پذیر ہوئی۔ لیکن راجح پہلا قول ہے۔

---

[۱] حضرت سیدہ فَاطِمہ رضی اللہ عنہا سے نِکاح کے لئے پہلے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے پیغام دیا۔ نبی پاک صاحبِ لولاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں ان کے نِکاح کے بارے میں حکمِ الٰہی کا انتظار کر رہا ہوں۔ زاں بعد حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے پیام دیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے وہی جواب ارشاد فرمایا۔ اس کے بعد حضرت اُمِّ اَیمَن رضی اللہ عنہا نے حضرت عَلی المُرتَضٰی رضی اللہ عنہ کو ترغیب دی۔ تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں اس بارے میں رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم سے شرم رکھتا ہوں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اِصرار پر حضرت علی رضی اللہ عنہ دربار رسالت میں حاضر ہوئے اور مدعا عرض کیا۔ تو سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے یا مَرحبا اہلاً فرمایا۔

حضرت اَنس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں بارگاہِ اقدس میں حاضر تھا۔ اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر نزول وحی کی کیفیت طاری ہوئی۔ اس کیفیت کے ختم ہونے پر فرمایا: "اے اَنس! جبرئِل امین علیہ السلام آئے اور کہا حق تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ فاطِمہ کا نکاح علی سے کردوں۔ اے اَنس! جاؤ ابوبکر، عمر، عثمان، طلحٰہ، زُبیر اور جماعت اَنصار کو بلا لاؤ۔" جب سب حاضر ہو گئے تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بلیغ خطبہ ارشاد فرمایا اور حضرت فَاطِمہ رضی اللہ عنہا کا نکاح حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ سے کردیا۔ ایک طباق کھجوریں لیکر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر لٹادیں۔

حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ نے اپنی زرہ چار سو اسی درہم میں فروخت کی۔ (اس کو حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے خریدا اور بعد میں وہ زرہ واپس فرما دی۔ (تاریخ ابن خلدون حاشیہ اردو ترجمہ جلد ۱/ صفحہ ۷۴) اس رقم سے عطر اور خوشبو خریدی گئی اور جہیز کا سامان خریدا گیا۔ اختصار از مدارج النبوت اردو ترجمہ جلد ۲/ صفحہ ۱۳۱،۱۲۷۔

(۸۴) حضرت مِسْوَر بن مَخْرَمہ رضی اللہ عنہما کی ولادت

اسی سال حضرت مِسْوَر بن مَخْرَمہ رضی اللہ عنہ کی ولادت مکہ مکرمہ میں ہوئی۔ [۱] رِحلتِ نبوی کے وقت آپ رضی اللہ عنہ کی عمر سن وِلادت کے دنوں کے علاوہ ۸ برس تھی۔ یہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کے بھانجے تھے۔ [۲]

(۸۵) مَرْوان بن حَکَم کی پیدائش

مَرْوان بن حَکَم بن اَبی الْعاص بن اُمَیہ قُرَیشی اَموی کی پیدائش بھی اس سال ہوئی۔ اس کی عمر بھی رِحلتِ رِسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت آٹھ سال تھی۔

(۸۶) حضرت شُقْرَان رضی اللہ عنہ کا نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی ملکیت میں آنا

اسی سال، غزوۂ بَدْر کے بعد حضرت شُقْرَان رضی اللہ عنہ: (شُ + قْ + رَ + ا + ن) نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی ملکیت میں آئے۔ یہ اسی لقب سے مشہور تھے۔ ایک قول کے مطابق ان کا نام صَالح تھا۔

یہ حبشی غلام تھے۔ حضرت عَبْدُالرحمٰن بن عَوْف رضی اللہ عنہ نے انہیں بارگاہِ نبوی میں غَزْوۂ بَدْر کے بعد ہدیتاً پیش کیا۔ ایک قول یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ سے خرید کر آزاد فرما دیا تھا۔

یہ ان اَفْراد میں سے تھے جنہیں وِصَالِ نبوی کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو غسل دینے کا شرف حاصل ہوا۔

(۸۷) حضرت سَائِب بن یَزِید کِنْدِی رضی اللہ عنہ کی وِلَادت

حضرت سَائِب بن یَزِید کِنْدِی رضی اللہ عنہ اسی سال پیدا ہوئے۔ یہ ابن اُخْت نمیر کے نام سے مشہور تھے۔

حضرت سائِب رضی اللہ عنہ اپنے والد سمیت حجۃُ الْوَدَاع میں شریک ہوئے۔ اس وقت ان کی عمر سات برس تھی۔ یعنی اس میں وِلَادت اور حج کے سالوں کے زائد ایام شامل نہیں۔

بعض علماء فرماتے ہیں کہ ان کی وِلَادت ۳/ھ کو ہوئی۔

---

[۱] ذی الحجہ ۸/ھ کے بعد آپ کے والد آپ کو لے کر مدینہ منورہ آ گئے۔ حضرت ابن زُبَیر رضی اللہ عنہما سے چار ماہ کم سن تھے۔ آپ فقیہہ صاحبِ فضل و دین تھے۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شہادت تک مدینہ منورہ رہے پھر مکہ مکرمہ آ گئے۔ یزیدی عہد میں جب مکہ مکرمہ کا محاصرہ کر کے اہل مکہ پر سنگ باری کی گئی تو منجنیق کا ایک پتھر لگنے سے آپ رضی اللہ عنہ وَاصِل بحق ہو گئے۔ اس وقت آپ رضی اللہ عنہ کی عمر باسٹھ برس تھی۔ استیعاب علی ہامش الاصابہ جلد ۳/ صفحہ ۴۱۶، ۴۱۷۔

[۲] والدہ کا نام شِفَا یا عاتِکہ تھا۔ الاستیعاب جلد ۳/ صفحہ ۴۱۶۔

فصل سوم

۳/ ہجری کے واقعات

(ا) حضرت حَفْصَہ رضی اللہ عنہا کا ام المومنین بننا:

اس سال شعبان کے مہینے میں سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فارُوقِ اعظم رضی اللہ عنہ کی [۱] بیٹی حضرت حَفْصَہ رضی اللہ عنہا سے نِکاح فرمایا۔ [۲]

علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی سیرت کی کتاب کے حصہ "ابوابُ حَوادِثِ سِنی الْہِجرۃ" (بعداز ہجرت نبوی کے سالوں میں پیش آنے والے واقعات) میں اسی طرح فرمایا ہے۔

علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ کے اس قول کی بنیاد وہ روایت ہے جس میں ہے کہ حضرت حَفْصَہ رضی اللہ عنہا کے (پہلے) خاوند حضرت خُنَیس بن حُذافہ سَہمی رضی اللہ عنہ کا وِصَال غَزْوَۂ اُحُد سے قبل ہوا۔ آپ رضی اللہ عنہ کا انتقال ان زخموں کے باعث ہوا جو غَزْوَۂ بَدْر میں آپ رضی اللہ عنہ کو پہنچے تھے آپ رضی اللہ عنہ کی وفات بَدْر اور اُحُد کے غَزْوَات کے درمیان ہوئی۔

بعض علماء کرام فرماتے ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ رضی اللہ عنہا کے ساتھ ۳/ھ میں غَزْوَۂ اُحُد کے بعد نکاح

---

[۱] حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی مندرجہ ذیل بیٹیاں تھیں۔

(۱) حضرت حَفْصَہ رضی اللہ عنہا - نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے نکاح میں آنے سے پہلے حضرت خُنَیس بن حُذافہ رضی اللہ عنہ کے نکاح میں تھیں۔

(۲) حضرت فَاطِمہ رضی اللہ عنہا - حضرت عبدُالرحمٰن بن زَید بن خَطّاب کے نکاح میں تھیں۔ ان سے عبداللہ نامی لڑکا اور ایک لڑکی پیدا ہوئی۔

(۳) حضرت رُقَیّہ رضی اللہ عنہا یہ حضرت اُمِّ کُلْثُوم بنت عَلی بن اَبی طَالِب رضی اللہ عنہما کے بطن سے پیدا ہوئیں۔ حضرت اِبْرَاہیم بن نعیم رضی اللہ عنہ کے نکاح میں آئیں۔

(۴) حضرت زَیْنَب رضی اللہ عنہا - حضرت عبداللہ بن عبداللہ بن سُراقہ رضی اللہ عنہ کے نکاح میں آئیں۔ زاں بعد حضرت مُعَمّر بن عبداللہ بن عبداللہ کے حِبالہ عقد میں آئیں ان کے لڑکے کا نام عثمان بن عبداللہ رضی اللہ عنہ تھا۔ المجر صفحہ ۱۰۲،۱۰۱ اس تفصیل سے ام المومنین حضرت حَفْصَہ رضی اللہ عنہا کی جانب سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمزلف افراد کی تفصیل بھی معلوم ہوگئی۔

[۲] آپ کا مہر چار سو درہم تھا۔ سیرت ابن ہشام جلد ۴/ صفحہ ۳۲۳

فرمایا جبکہ آپ کے خاوند حضرت خُنَیس رضی اللہ عنہ کی شہادت غَزْوَۂ اُحُد میں ہو چکی تھی۔

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے الاصابہ میں اسی طرح لکھا ہے۔

غَزْوَۂ اُحُد نصف شوال ۳/ھ کو پیش آیا۔ اس روایت کی رو سے آپ رضی اللہ عنہا کا نکاح ذی قعدہ کے آخر یا ذی الحجہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ہوا۔ لیکن پہلا قول اصح ہے اس کی تصحیح کو الاصابہ میں صراحت کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔ [۱] واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

(۲) حضرت زینب بنت خُزَیمہ رضی اللہ عنہا سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا نکاح

اسی سال حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زینب بنت خُزَیمہ ہلالیہ سے نکاح فرمایا۔ [۲] آپ رضی اللہ عنہا ام المساکین کے نام سے مشہور ہیں کیونکہ آپ کثرت سے صدقہ فرمایا کرتی تھیں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے غَزْوَۂ اُحُد کے بعد ان سے نکاح فرمایا۔ یہ غَزْوَہ بالاتفاق شوال ۳/ھ میں وقوع پذیر ہوا۔ اس مہم میں ان کے پہلے شوہر حضرت عَبْدُاللہ بن جَحْش رضی اللہ عنہ نے شہادت پائی۔ ان کی عدت کے بعد نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے نکاح میں آئیں۔

آپ رضی اللہ عنہا، نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں دو یا تین ماہ رہیں۔ اس کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ مبارکہ میں ربیع الاول یا ربیع الاخر ۴/ھ کو آپ کا وِصَال ہوگیا۔

پہلا قول (یعنی آپ کا وِصَال ربیع الاول ۴/ھ میں ہوا) صحیح ہے۔

خدمتِ نبوی میں رہنے کی مدت میں نکاح اور وِصَال مبارک کے دونوں مہینے شامل نہیں ہیں۔

بعض علماء فرماتے ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ رضی اللہ عنہا سے رَمَضَانُ المبارک ۳/ھ میں نکاح فرمایا اور آپ رضی اللہ عنہا نبی پاک صاحبِ لَولاک صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں آٹھ ماہ تک رہیں۔ پھر آپ رضی اللہ عنہا کا وِصَال بقول

---

[۱] ام المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے مرتبہ و مقام کا اندازہ اس واقعہ سے لگایا جا سکتا ہے کہ ایک بار نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو ایک طلاق دے دی۔ تو جناب جبریل امین علیہ السلام بارگاہ نبوی میں حاضر ہوئے اور عرض کیا۔ "یارسول اللہ! آپ رجوع فرمالیں کیونکہ یہ کثرت سے نماز ادا کرنے والی اور روزہ رکھنے والی ہیں۔ نیز یہ جنت میں آپ کی زوجہ ہوں گی۔" یہ حدیث کئی طریقوں سے مروی ہے تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو زرقانی علی المواہب اللدنیہ جلد ۳/ صفحہ ۲۳۷

[۲] نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے نکاح سے قبل آپ رضی اللہ عنہا عبیدہ بن حرث بن مطلب کے نکاح میں تھیں اور اس سے پہلے عمرو بن حرث کے حبالہ نکاح میں تھیں جو آپ رضی اللہ عنہا کا چچازاد تھا۔ سیرت ابن ہشام جلد ۴/ صفحہ ۳۲۵ لیکن الاصابہ جلد ۴/ صفحہ ۳۱۵ میں ہے کہ عبیدہ بن حارث کے نکاح سے پہلے آپ رضی اللہ عنہا طفیل بن حارث کے نکاح میں تھیں۔ ایک قول کی رو سے آپ رضی اللہ عنہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نکاح میں آنے سے پہلے حضرت عبداللہ بن جحش کے نکاح میں تھیں جسے صاحب بذل القوہ رحمۃ اللہ علیہ نے اختیار فرمایا ہے۔

بعض ربیع الاول ۴/ھ اور بقولِ دیگر ربیع الآخر ۴/ھ میں ہوا۔

حضرت رسالت مآب ﷺ کی بظاہر حیاتِ مبارکہ میں ازواج النبی ﷺ سے صرف ان کا اور حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا انتقال ہوا۔

یہ قول اس روایت پر مبنی ہے جس کی رو سے حضرت ریحانہ رضی اللہ عنہا نبی اکرم ﷺ کی باندی تھیں۔ زوجۂ مطہرہ نہ تھیں۔

(۳) حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے حضرت عبدُاللہ رضی اللہ عنہ کا وصال

اسی برس، ربیع الاول کے مہینہ میں، حضرت رُقیہ بنت رسولِ اکرم ﷺ کے بطن سے حضرت عثمان بن عفّان رضی اللہ عنہ کے لختِ جگر حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے چھ برس کی عمر میں انتقال فرمایا۔

بعض علماء فرماتے ہیں ان کا وِصال چار برس کی عمر مبارک میں ہوا۔

آپ رضی اللہ عنہ کی وفات کا باعث یہ ہوا کہ ایک مرغ نے آپ رضی اللہ عنہ کی آنکھ میں چونچ ماری جس کی وجہ سے چند دن بیمار رہ کر انتقال فرما گئے۔[1]

حضور سرورِ کائنات ﷺ نے آپ رضی اللہ عنہ کی نمازِ جنازہ ادا فرمائی اور آپ رضی اللہ عنہ کے والد حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے آپ کو قبر میں دفن فرمایا۔

(۴) حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا حضرت اُمِّ کلثوم رضی اللہ عنہا سے نِکاح

اس سال ربیع الاول میں حضرت عثمان بن عفّان رضی اللہ عنہ کا حضرت اُمِّ کلثوم رضی اللہ عنہا سے نِکاح ہوا۔[2] جو سرکارِ کائنات ﷺ کی صاحبزادی تھیں۔

حضرت اُمِّ کلثوم رضی اللہ عنہا کی رخصتی اسی سال جُمادی الآخرہ میں ہوئی۔

آپ رضی اللہ عنہا کی وِلادت بِعثت نبوی سے پہلے ہوئی۔ آپ رضی اللہ عنہا حضرت رُقیہ رضی اللہ عنہا سے عمر میں چھوٹی اور

---

[1] جب حضرت عبداللہ بن عثمان رضی اللہ عنہما کی وفات ہوئی تو نبی پاک ﷺ نے انہیں اپنی گود میں لیا اور فرمایا اِنَّمَا یَرْحَمُ اللّٰہُ مِنْ عِبَادِہِ الرُّحَمَآءَ (اللہ تعالیٰ صرف رحم کرنے والوں پر رحم فرماتا ہے) زرقانی علی المواہب جلد ۳/ صفحہ ۱۹۸

[2] نبی پاک ﷺ نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے فرمایا "اگر میری سو بیٹیاں ہوتیں تو میں ایک کی وفات کے بعد دوسری کا نکاح آپ رضی اللہ عنہ سے کرتا چلا جاتا یہ جبرئیل ہیں۔ جنہوں نے مجھے خبردی کہ اللہ تعالیٰ کا حکم یہ ہے کہ میں اس (ام کلثوم) کا نکاح تیرے ساتھ کردوں۔" نیز نبی کریم ﷺ نے فرمایا "میں نے اُمِّ کلثوم کا نکاح عثمان کے ساتھ صرف اللہ تعالیٰ کی وحی سے کیا ہے۔" (زرقانی علی المواہب اللدنیہ جلد ۳/ صفحہ ۲۰۰)

خاتونِ جنت حضرت فاطمۃُ الزہراء رضی اللہ عنہا سے بڑی تھیں۔ تذکرۃ القاری میں اسی طرح لکھا ہے۔

اس قول کی رو سے حضرت اُمِ کلثوم رضی اللہ عنہا کی وِلادتِ باسَعادت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر مبارک کے چونتیسویں برس میں ہوئی۔

(۵) حضرت اِمام حَسَن رضی اللہ عنہ کی ولادت

اسی سال جب رمضان المبارک نصف بیت چکا تھا، حضرت اِمام حَسَن بن حضرت عَلی الُمرتضٰی رضی اللہ عنہما کی ولادت باسعادت ہوئی۔

(۶) حضرت امام حُسَین رضی اللہ عنہ کا شکمِ مادر میں تشریف فرما ہونا

ذوقعدہ کے مہینہ میں، حضرت امام حَسَن رضی اللہ عنہ کی وِلادتِ باسعادت کے پچاس روز بعد، حضرت امام حُسَین رضی اللہ عنہ اپنی والدہ ماجدہ رضی اللہ عنہا کے شکم مبارک میں تشریف فرما ہوئے۔

(۷) حُرمتِ شراب

اسی سال شراب کے حرام ہونے کا حکم ہوا۔ بعض علماء کا کہنا ہے کہ حرمت شراب کا حکم چوتھے سال ہوا۔ جس کا ذکر عنقریب آئے گا۔ [1]

---

[1] شراب کے بارے میں قطعی حرمت کا حکم بتدریج نازل ہوا مدارج النبوت اردو ترجمہ سے اسکا خلاصہ نقل کیا جاتا ہے۔

(۱) شراب کی حرمت کے بارے میں سب سے پہلے یہ آیہ مبارکہ نازل ہوئی۔

وَمِنْ ثَمَرَاتِ النَّخِيلِ وَالْأَعْنَابِ تَتَّخِذُونَ مِنْهُ سَكَرًا وَرِزْقًا حَسَنًا۔ (۶۷۔ النحل)

(کھجور اور انگور کے پھلوں سے تم نشہ اور عمدہ خوراک تیار کرتے ہو۔)

یہ آیت مبارکہ اگرچہ اِباحت میں عام تھی لیکن حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ اور ان کی مانند دیگر صحابہ کرام اس سے اجتناب فرماتے تھے کیونکہ شراب نوشی سے کئی قباحتیں پیدا ہوتی تھیں۔

(۲) ازاں بعد یہ آیت مبارکہ شراب کے متعلق نازل ہوئی۔

يَسْأَلُونَكَ عَنِ الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ قُلْ فِيهِمَا إِثْمٌ كَبِيرٌ وَمَنَافِعُ لِلنَّاسِ وَإِثْمُهُمَا أَكْبَرُ مِنْ نَفْعِهِمَا۔ (البقرہ:۲۱۹)

(بقیہ حواشی اگلے صفحے پر)

(۸) حضرت زَید بن ثابت رضی اللہ عنہ کو یہودیوں سے کتاب سیکھنے کا حکم

اس سال نبی کریم ﷺ نے حضرت زَید بن ثابت رضی اللہ عنہ کو یہودیوں سے کتاب سیکھنے کا حکم دیا اور فرمایا:

بقیہ حواشی (اے میرے محبوب! آپ سے لوگ شراب اور جوئے کے بارے میں پوچھتے ہیں آپ انہیں فرما دیجئے کہ ان دونوں میں بہت بڑا گناہ ہے اور لوگوں کے منافع بھی ہیں۔ لیکن ان کا گناہ نفع سے بڑھ کر ہے۔)

اس آیت کے نزول پر حضرت فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ نے بارگاہِ الٰہی میں دعا مانگی کہ "اے اللہ! ہمارے لئے شراب کے بارے میں واضح حکم نازل فرما۔"

(۳) ایک روز حضرت عَبدُالرحمٰن بن عَوف رضی اللہ عنہ نے محفلِ ضیافت میں شراب کے استعمال کے بعد اِمامت فرمائی اور قرآن مجید کی آیات کی تلاوت میں ان سے خطا ہوگئی۔ اِس پر یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوةَ وَاَنْتُمْ سُكٰرٰى حَتّٰى تَعْلَمُوْا مَا تَقُوْلُوْنَ۔ (النساء:۴۳)

(اے ایمان والو! نشہ کی حالت میں نماز کے قریب نہ جاؤ یہاں تک کہ تم کو تمیز ہو جائے جو تم پڑھتے ہو۔)

اس پر کچھ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اسے ترک کر دیا۔

(۴) ایک روز ایک اَنصاری نے محفل ضیافت قائم فرمائی۔ جس میں اونٹ کا گوشت اور شراب پیش کی گئی۔ شراب کے نشہ میں بعض شُرکائے محفل ایک دوسرے پر تَفاخُر کرنے لگے جس کی وجہ سے جھگڑا ہوگیا اور حضرت سَعد بن اَبِی وَقّاص رضی اللہ عنہ کے سرمبارک میں زخم آگیا۔ حضرت فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کو پتہ چلا تو انہوں نے دوبارہ وہی پہلی دعا مانگی اور عرض کیا الٰہی شراب کے متعلق ہمارے لئے واضح حکم نازل فرما۔ اس پر یہ آیتِ کریمہ نازل ہوئی اور شراب قطعی حرام قرار پائی۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْاَنْصَابُ وَالْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطٰنِ فَاجْتَنِبُوْهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ○ اِنَّمَا يُرِيْدُ الشَّيْطٰنُ اَنْ يُّوْقِعَ بَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَآءَ فِى الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ وَيَصُدَّكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَعَنِ الصَّلٰوةِ فَهَلْ اَنْتُمْ مُّنْتَهُوْنَ۔ (المائدہ:۹۰،۹۱)

(اے ایمان والو! بلاشبہ شراب، جواء، پانسہ پھینکنا اور تیروں سے فال نکالنا سب ناپاک شیطانی کام ہیں۔ تم ان سے بچو تاکہ فلاح پاؤ۔ شیطان تو یہی چاہتا ہے کہ شراب نوشی اور جوا کھیلنے سے تم میں عداوت اور بغض ڈال دے اور تمہیں ذکر الٰہی اور نماز سے روک دے تو کیا تم باز آؤ گے۔)

نبی کریم ﷺ نے اس حکم کا اعلان مدینہ طیبہ کے بازاروں میں کرا دیا جس کے نتیجے میں تمام اسلامی معاشرہ شراب کی برائی سے پاک ہوگیا۔ جن گھروں میں شراب کے مٹکے تھے ان کو بہا دیا گیا چنانچہ شراب مدینہ منورہ کی گلیوں میں بہنے لگی۔

"مجھے خطرہ ہے کہ وہ میری کتاب کو بدل دیں گے" [1]

ایک قول یہ ہے کہ یہ حکم ۴/ھ میں ہوا۔ اس کا ذکر عنقریب آتا ہے۔

(۹) نمازِ خوف

اس سال نبی کریم رؤف رحیم ﷺ نے غَزْوَۂ ذَاتُ الرِّقَاع میں نمازِ خوف ادا فرمائی۔ القطب نے اسی طرح فرمایا ہے۔

ایک قول یہ ہے کہ یہ نماز ۴/ھ میں ادا کی گئی۔ شامی نے اپنی سیرت کے "اَبْوَابُ الْحَوَادِث" میں اسی طرح لکھا ہے۔

(غَزْوَۂ ذَاتُ الرِّقَاع کے وقوع کے زمانے کے بارے میں ایک قول قارئین نے پڑھ لیا کہ ۴/ھ میں یہ غَزْوَہ وقوع پذیر ہوا لیکن اس کے بارے میں اور اقوال بھی ہیں جن کی تفصیل ذیل میں درج ہے۔)

بعض علماء نے فرمایا کہ غَزْوَۂ ذات الرِّقَاع ۵/ھ میں پیش آیا۔

بعض نے اس کا سن وقوع ۶/ھ تحریر فرمایا۔

بعض دوسروں نے ۷/ھ لکھا ہے۔ یہ آخری قول اصح ہے یہی وجہ ہے کہ اِمَام بُخَارِی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی "الصحیح" کی کتاب اَلْمَغَازِی میں اس غزوہ کا ذکر ہجرت کے ساتویں سال میں غَزْوَۂ خَیبَر کے بعد کیا ہے۔

جمہور علماء نے فرمایا صلوۃِ خوف کا حکم سب سے پہلے غَزْوَۂ ذات الرِّقَاع میں نازل ہوا اس صورت میں نمازِ خوف کے نزول کے وقت یہ سارے اَقوال جاری ہوں گے (جو غَزْوَۂ ذَات الرِّقَاع کے وقوع کے بارے میں مروی ہیں۔)

کچھ علماء نے فرمایا نمازِ خوف کا حکم غَزْوَۂ عُسْفَان میں نازل ہوا اور بعض کا ارشاد ہے کہ غَزْوَۂ ذی قُرُد میں۔ بہرصورت یہ دونوں غَزَوَات ۶/ھ میں پیش آئے۔ جیسے کہ پہلے آپ پڑھ چکے ہیں۔

---

[1] الاصابہ جلد ۱/ صفحہ ۵۶۱ میں حضرت زید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ جب مدینہ منورہ تشریف لائے تو مجھے آپ ﷺ کی بارگاہ میں پیش کیا گیا اور عرض کیا گیا یہ بنی نَجَّار سے ہے اور اس نے سترہ سورتیں پڑھ لیں ہیں میں نے آپ ﷺ کو سنائیں تو آپ ﷺ بہت متعجب ہوئے اور فرمایا یہودیوں سے کتابت سیکھو کیونکہ مجھے ان سے اپنی کتاب کے بارے میں ڈر ہے نصف ماہ کے اندر میں اس میں طاق ہوگیا۔ میں نبی پاک ﷺ کے خطوط ان کی جانب لکھنے لگا اور جب ان کا خط آتا تو میں آپ ﷺ کو پڑھ کر سناتا۔ آپ رضی اللہ عنہ ہی سے مروی ہے کہ میں نے سُریانی زبان سترہ ایام میں سیکھ لی۔ استیعاب میں ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ نبی پاک ﷺ کے بعد حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما کے کاتب بھی رہے۔ ملاحظہ ہو استیعاب علی ہوامش الاصابہ جلد ۱/ صفحہ ۵۵۲

(۱۰) غَزوۂ اُحد

اس سال، شوال کے مہینہ میں جنگِ اُحد پیش آئی۔ اس کا ذکر غَزوات کے باب میں تفصیل سے گذر چکا ہے۔

(۱۱) ستر صَحابۂ کِرام رضی اللہ عنہم کی شہادت

اس غَزوہ میں صَحابۂ کِرام رضی اللہ عنہم میں سے ستر اَفراد نے جام شہادت نوش فرمایا۔

(۱۲) حضرت اَمیر حَمزہ[۱] رضی اللہ عنہ کی شہادت

غَزوۂ اُحد میں حضرت امیر حَمزَہ بن عَبدالمُطّلِب رضی اللہ عنہما کی شہادت ہوئی۔ آپ سَیّدُ الشُّہَدَاءَ اور آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا تھے۔

آپ کی شہادت ہفتہ کے روز نصف شَوّال، ۳/ھ کو ہوئی[۲] یہ تاریخ غَزوۂ اُحد کے بارے میں منقول اقوال میں سے سب سے زیادہ مشہور قول پر مبنی ہے جن کا ذکر بابُ الغَزوات میں گذر چکا ہے۔

۱۔ حضرت امیر حَمزہ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا کے علاوہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے رِضَاعی بھائی بھی تھے) اَبُولَہب کی لونڈی حضرت ثُوَیبَہ رضی اللہ عنہا نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت حَمزہ رضی اللہ عنہ اور حضرت اَبُوسَلَمہ بن عَبدُالاَسد رضی اللہ عنہ کو دودھ پلایا تھا اس طرح یہ تینوں رِضَاعی بھائی تھے۔ سیرت ابن ہشام جلد ۳/ صفحہ ۷۴ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ ماجدہ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا اور سید الشہداء حضرت امیر حَمزَہ کی والدہ ہالَہ بنت اُھَیب آپس میں چچازاد بہنیں تھیں۔ مناقب سید الشہداء (اردو ترجمہ) مولفہ سید جعفر بن حسن برزنجی مفتی شافعیہ مدینہ منورہ۔

۲۔ آپ رضی اللہ عنہ کے قاتل حضرت وَحشی رضی اللہ عنہ (جو اس وقت مشرف باسلام نہ تھے) کا بیان ہے حَمزہ رضی اللہ عنہ کی صورت اب تک میری نظروں میں ہے وہ لوگوں کو اپنی تلوار سے کاٹ رہے تھے۔ خاکی رنگ کے اونٹ کی طرح جو چیز سامنے آتی آپ رضی اللہ عنہ اسے گرا دیتے اتنے میں سِبَاع بن عبدُالعُزّیٰ سے آپ رضی اللہ عنہ کا مقابلہ ہوا آپ رضی اللہ عنہ نے تلوار سے اس کا کام تمام کر دیا۔ میں نے اپنا بھالا ہاتھ میں ہلایا جب میں بالکل قریب آگیا اور مطمئن ہوگیا کہ حملہ کارگر ہوگا تو میں نے وہ بھالا آپ رضی اللہ عنہ پر پھینکا جو ان کے پیڑو پر لگا اور دونوں ٹانگوں کے درمیان سے پار ہوگیا۔ حملہ کے بعد وہ میری طرف جوابی حملہ کے لئے بڑھے لیکن زمین پر گر پڑے میں آپ رضی اللہ عنہ کے روح نکلنے کا انتظار کرتا رہا۔ جب آپ رضی اللہ عنہ کی رُوح پرواز کرگئی میں نے آگے بڑھ کر بھالا آپ رضی اللہ عنہ کے جسم سے نکال لیا۔ سیرت ابن ہشام ۱۵ تا ۱۸ جلد ۳ تاریخ طبری اردو ترجمہ جلد ۱/ صفحہ ۲۳۷-۲۳۶۔ آپ رضی اللہ عنہ اس وقت زِرہ پہنے ہوئے تھے اکیس مشرکوں کو جہنم رسید کیا پھر آپ کا پاؤں پھسلا آپ وادی میں پشت کے بل گر پڑے جس سے زِرہ آپ رضی اللہ عنہ کے پیٹ سے کھل گئی اسی جگہ کو وَحشی نے نشانہ بنایا۔ مناقب سید الشہداء (اردو ترجمہ) سید جعفر برزنجی مفتی شافعیہ مدینہ منورہ۔

(۱۳) حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کے لئے "اَسدُ اللہ و رسُولہ" کا خطاب [۱]

اسی سال، حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں، آپ رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد نبی پاک صاحب لَولاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"فرشتے آسمانوں میں (حضرت امیر) حمزہ رضی اللہ عنہ کو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسُول کا شیر کہہ کر پکارتے ہیں۔"

حضرت امیر حمزہ اور دیگر شُہداء رضی اللہ عنہم کی نمازِ جنازہ کا ذکر انشاء اللہ اس کے بعد فصل میں آئے گا۔

(۱۴) حضرت مُصعَب بن عُمَیر [۲] اور حضرت عَبدُاللہ بن جَحش رضی اللہ عنہما کی شہادت

اسی غزوۂ اُحد میں مسلمانوں میں سے حضرت مُصعَب بن عُمَیر رضی اللہ عنہ اور حضرت عبدُاللہ (اسم مکبر کے صیغہ کے ساتھ) بن جَحش رضی اللہ عنہ نے جامِ شہادت نوش فرمایا۔

حضرت عبدُاللہ رضی اللہ عنہ، ام المومنین حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کے بھائی اور نبی اکرم نُور مُجسّم صلی اللہ علیہ وسلم کے پھوپھی زادہ تھے۔ [۳] سَرایا کے باب میں اس کا ذکر آپ پہلے پڑھ چکے ہیں۔

(۱۵) حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ اور حضرت عَبدُاللہ بن جَحش رضی اللہ عنہ کو ایک قبر میں دفن کرنا:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ اور ان کے بھانجے حضرت عَبدُاللہ بن جَحش رضی اللہ عنہ [۴] کو غزوۂ اُحد کے بعد ایک قبر میں دفن فرمایا۔

---

[۱] مَعرکہ سے فَراغَت کے بعد نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی لاش پر تشریف لائے اور فرمایا "آپ رضی اللہ عنہ کی شہادت سے بڑھ کر میرے لئے کوئی اور مصیبت نہ ہوگی۔ اس مقام سے بڑھ کر غَضَب انگیز مقام پر کھڑا ہونے کا مجھے اس سے قبل اتفاق نہیں ہوا" پھر فرمایا "میرے پاس جبرئیل امین آئے اور کہا کہ حَمزہ کے بارے میں آسمانوں میں تحریر ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے شیر ہیں" سیرت ابن ہشام جلد ۳/ صفحہ ۴۷

[۲] حضرت مُصعَب رضی اللہ عنہ کے قاتل کا نام اِبنِ قَمِئہ لَیثی تھا۔ قاتل نے آپ رضی اللہ عنہ کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سمجھ کر شہید کر دیا۔ چنانچہ آپ رضی اللہ عنہ کو قتل کرنے کے بعد وہ پکار کر کہنے لگا میں نے "محمد" صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کر دیا۔ ابن ہشام جلد ۳/ صفحہ ۱۸

[۳] حضرت عَبدُاللہ بن جَحش رضی اللہ عنہ کی وَالِدہ مَاجِدہ کا نام اُمَیمَہ بنت عَبدُالمُطّلِب تھا۔ البدایہ والنہایہ۔ ابن کثیر جلد ۴/ صفحہ ۴۳

[۴] اپنے ماموں حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کی طرح ان کی نعش مُبارک کا مُثلَہ کیا گیا تھا۔ حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کے سینہ مُبارک سے دل نکالا گیا تھا لیکن حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کا کلیجہ نہیں نکالا گیا۔ سیرت ابن ہشام جلد ۴/ ۴۹، البدایہ والنہایہ جلد ۴/ ۴۳

(۱۶) حضرت ذَکوان رضی اللہ عنہ کی شہادت:

اسی سال، غزوۂ اُحد میں، حضرت ذَکوان بن عَبد قیس بن خَلدہ انصاری خزرجی رضی اللہ عنہ نے بھی شہادت پائی۔

(۱۷) غزوۂ اُحد کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا:

غزوۂ اُحد میں مُشرکین، جب مسلمانوں کو میدان میں چھوڑ کر واپس پلٹ گئے تو نبی پاک صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو فرمایا۔

"برابر کھڑے ہو جاؤ تا کہ میں اپنے رب کی ثنا کہوں"

اس ارشاد پر صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے صفیں بنا کر کھڑے ہو گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دعا فرمائی۔

اَللّٰھُمَّ لَکَ الْحَمْدُ کُلُّہٗ۔ اَللّٰھُمَّ لَا قَابِضَ لِمَا بَسَطْتَ وَلَا بَاسِطَ لِمَا قَبَضْتَ وَلَا ھَادِیَ لِمَآ اَضْلَلْتَ وَلَا مُضِلَّ لِمَا ھَدَیْتَ وَلَا مُعْطِیَ لِمَا مَنَعْتَ وَلَا مَانِعَ لِمَآ اَعْطَیْتَ وَلَا مُقَرِّبَ لِمَا بَاعَدْتَّ وَلَا مُبَاعِدَ لِمَا قَرَّبْتَ۔

اَللّٰھُمَّ ابْسُطْ عَلَیْنَا مِنْ بَرَکَاتِکَ وَرَحْمَتِکَ وَفَضْلِکَ وَرِزْقِکَ ۔ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ النَّعِیْمَ الْمُقِیْمَ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ وَالْاَمْنَ یَوْمَ الْخَوْفِ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ عَآئِذٌ بِکَ مِنْ شَرِّ مَآ اَعْطَیْتَنَا وَشَرِّ مَا مَنَعْتَنَا اَللّٰھُمَّ حَبِّبْ اِلَیْنَا الْاِیْمَانَ وَزَیِّنْہُ فِیْ قُلُوْبِنَا وَکَرِّہْ اِلَیْنَا الْکُفْرَ وَالْفُسُوْقَ وَالْعِصْیَانَ وَاجْعَلْنَا مِنَ الرَّاشِدِیْنَ اَللّٰھُمَّ تَوَفَّنَا مُسْلِمِیْنَ وَاَلْحِقْنَا بِالصَّالِحِیْنَ غَیْرَ خَزَایَا وَلَا مَفْتُوْنِیْنَ ۔ اَللّٰھُمَّ قَاتِلِ الْکَفَرَۃَ الَّذِیْنَ یُکَذِّبُوْنَ رُسُلَکَ وَیَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِیْلِکَ وَاجْعَلْ عَلَیْھِمْ دَآئِرَۃَ السَّوْءِ وَاجْعَلْ عَلَیْھِمْ رِجْزَکَ وَعَذَابَکَ قَاتِلِ الْکَفَرَۃَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْکِتَابَ

امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ نے اپنی مسند میں روایت کیا [۱] ہے۔ (ترجمہ) اے اللہ سب تعریفیں تیرے ہی لئے ہیں۔ الٰہی جسے تو فراخی عطا فرمائے اسے کوئی تنگ نہیں کر سکتا ہے اور جس کو تو تنگی دے اسے فراخی دینے والا کوئی نہیں۔ جسے تو گمراہ فرمائے اسے ہدایت دینے والا کوئی نہیں اور جسے تو راہ راست پر چلا دے اسے

---

[۱] رَوَاہُ النَّسَائِیُّ فِی الْیَوْمِ وَاللَّیْلَۃِ ۔ البدایۃ والنھایہ ابن کثیر ص ۳۰ ج ۴

کوئی گمراہ نہیں کرسکتا۔ جس سے تو (اپنی نعمتیں) روک لے اسے دینے والا کوئی نہیں اور جس کو تو عطا فرمائے اسے روکنے والا کوئی نہیں۔ جس کو تو دور کرے کوئی اس کو قریب نہیں کرسکتا اور جس کو تو دولت قرب عطا فرمائے اسے کوئی دور نہیں کرسکتا۔

الٰہی! ہم پر اپنی برکتیں، رحمت، فضل اور رزق فراخ فرما۔ الٰہی! میں تجھ سے قیامت کے دن ہمیشہ رہنے والی نعمتوں کا طلب گار ہوں اور خوف کے وقت اَمن کا خواہاں ہوں۔

الٰہی! جو کچھ تو نے ہمیں عطا فرمایا اور جو کچھ تو نے ہم سے روک لیا سب کے شر سے میں تیری پناہ مانگتا ہوں۔

الٰہی! ایمان کو ہمارے لئے محبوب بنا، اسے ہمارے دلوں میں مزین بنا۔ کفر، نافرمانی اور گناہوں کو ہماری نظروں میں ناپسندیدہ بنادے ہمیں ہدایت یافتہ بنادے۔

الٰہی! اسلام پر ہماری وفات ہو۔ شرمندگی اور کسی فتنہ میں مبتلا کئے بغیر ہمیں نیکو کاروں کے ساتھ ملا۔

الٰہی! اپنے رسولوں کو جھٹلانے والے اور اپنی راہ سے روکنے والے کافروں پر لعنت فرما۔ ان پر غم کی مصیبت نازل فرما۔ ان پر اپنا عذاب اور سزا اتار۔ اہل کتاب میں سے کفر کرنے والوں پر لعنت فرما۔

(۱۸) میت پر رونے، پیٹنے اور گریبان چاک کرنے کی ممانعت:

اس سال، غزوۂ اُحُد سے فراغت کے بعد، مُردوں پر نوحہ، چہروں پر تھپڑ مار کر پیٹنے اور گریبان چاک کرنے وغیرہ کی حُرمَت کا حکم نازل ہوا۔ اس سے قبل یہ اَفعال حرام نہ تھے حتیٰ کہ اَیَّامِ اُحُد میں بھی (ان کی اِبَاحَت برقرار تھی) یہی وجہ ہے کہ شُہَدائے احد پر عورتوں نے نوحہ کیا بین کئے جب حضرت رِسَالت مآب ﷺ نے عورتوں کا نوحہ سماعت فرمایا تو ارشاد فرمایا۔

"حمزہ رضی اللہ عنہ پر رونے والیاں نہیں ہیں؟"

اس پر صَحابیات رضی اللہ عنہن نے حضرت اَمیر حَمزہ رضی اللہ عنہ پر نوحہ اور بین کئے جس طرح انہوں نے اپنے عزیز شُہَداء پر کئے تھے۔ جب وہ اس سے فارغ ہو گئیں تو نوحہ کرنے کی حُرمَت کا حکم نازل ہوا اور مسلمان عورتوں کو اس کے بعد نوحہ سے روک دیا گیا۔[۱]

---

[۱] مصنف علیہ الرحمۃ کا یہ ارشاد مبنی بر مُسَامَحَت ہے بلکہ کچھ عرصہ تک میت پر بین کرکے رونے کی اجازت رہی چنانچہ ایک مدت تک معمول رہا کہ اَنصَار کی عورتیں جب کسی میت کے گھر جاتیں تو پہلے حضرت حَمزہ رضی اللہ عنہ پر روتی تھیں۔ مناقب سید الشہداء امیر حمزہ مولفہ سید جعفر برزنجی اردو ترجمہ مع حواشی۔

حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے البدایہ والنہایہ [1] میں اور علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی سیرت کی کتاب میں اس کی تصریح فرمائی ہے۔

(۱۹) حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کے جسمِ اطہر کا مُثلہ [2]:

جنگِ اُحد میں مشرکوں نے حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کی نعش مبارک کا مُثلہ کر دیا۔ (یعنی آپ کے ناک کان وغیرہ اعضاء کاٹ ڈالے) جنگ سے فراغت کے بعد نبی پاک صاحبِ لَولاک صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے ملاحظہ فرمایا تو ارشاد فرمایا۔

"بالضرور مَیں حمزہ رضی اللہ عنہ کے مُثلہ کے بدلے میں ستر کفار کا مثلہ کروں گا۔"

اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی۔

اِنْ عَاقَبْتُمْ فَعَاقِبُوْا بِمِثْلِ مَاعُوْقِبْتُمْ بِهٖ النحل - ۱۲۶

اگر تم سزا دو تو اتنی دو جتنی تم کو تکلیف دی گئی۔

---

[1] البدایہ والنہایہ جلد سوم جزو چار صفحہ ۴۹

[2] ہِند بنت عُتْبَہ اور اس کے ساتھ مشرک عورتوں نے بڑی بے دردی سے شہدائے اُحُد کی لاشوں کا مُثلَہ کیا۔ انہوں نے شُہَدَاء کے ناک اور کان کاٹ لئے۔ ہند ان عورتوں کی سرغنہ نے تو ان شہداء کے کان اور ناک دھاگہ میں پرو کر پاؤں میں جھانجھروں کی جگہ اور گلے میں ہار کی جگہ پہن لئے۔ اور اپنے پاؤں، گلے اور کانوں میں پہننے کے زیورات (حضرت) وَحْشی رضی اللہ عنہ کو اِنعَام کے طور پر دے دیئے۔ اس نے حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کا کلیجہ مبارک نکال کر چبایا لیکن نگل نہ سکی اور پھینک دیا۔ ایک چٹان پر چڑھ کر یہ شعر پڑھنے لگی۔

نَحْنُ جَزَیْنَاکُمْ بِیَوْمِ بَدْرٍ وَالْحَرْبُ بَعْدَ الْحَرْبِ ذَاتُ سُعْرٍ

(ہم نے بدر کی جنگ کا تمہیں بدلہ دیا ہے ایک جنگ کے بعد دوسری جنگ شعلوں سے بھرپور ہوتی ہے) نیز اس نے یہ شعر بھی کہا۔

شَفَیْتُ مِنْ حَمْزَةَ نَفْسِیْ بِاُحُدٍ حِیْنَ بَقَرْتُ بَطْنَهٗ عَنِ الْكَبِدِ

(میں نے حمزہ رضی اللہ عنہ) کا پیٹ چاک کر کے کلیجہ نکال کے اپنا دل ٹھنڈا کر لیا ہے) سیرت ابن ہشام۔ ص ۴۱، ۴۳ ج ۳ - آپ رضی اللہ عنہ کی بہن حضرت صَفِیَہ بنت عَبْدُالْمُطَّلِب رضی اللہ عنہا نے اپنے بھائی کی لاش کو اس حال میں دیکھا مسلمان عورت کے شایانِ شان کمالِ صبر کا مظاہرہ فرمایا انا للہ وانا الیہ راجعون کہہ کر ان کے لئے استغفار فرمایا اور چل دیں۔ سیرت ابن ہشام ص ۴۸/ج ۳ شہادت کے وقت آپ رضی اللہ عنہ کی عمر مبارک پچاس سے متجاوز تھی۔ البدایہ والنہایہ جلد دوم جزو چہارم ص ۶۳ مسلمان شعراء نے آپ رضی اللہ عنہ کے مرثیہ میں اشعار کہے تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو سیرت ابن ہشام جلد سوم البدایہ والنہایہ جلد سوم جزو چار۔ اللہ تعالیٰ کی شان کریمی ملاحظہ ہو کہ اسی ہِند کو اللہ تعالیٰ نے ہدایت عطا فرمائی جس کے بعد اس کے حالات اور گفتگو میں تبدیلی آگئی اور ایمان پر خاتمہ نصیب ہوا الزرقانی علی المواهب ص ۴۷/ج ۲

(۲۰) مشرک عورتوں کے ڈھول کی تھاپ پر گانے:

غزوہ احد میں، ہند بنت عتبہ اور دیگر مشرک عورتیں کفار مکہ کو جوش دلانے کی خاطر دف اور ڈھول بجا کر یہ اشعار گاتی تھیں [1]

نَحْنُ بناتُ طارِق نَمْشِی علی النّمارِق
مَشْیَ الْقطا العَوانِق والدُّرُّ فِی الْمخارِق
وَالْمِسْکُ فِی الْمفارِق اِنْ تقبلُوا نُعانِق
وَ نفرُشُ النّمارِق اَوْ تُدبرُوا نُفارِق
فِراقَ غیرَ وَامِق

ترجمہ ہم رات کو آنے والوں کی بیٹیاں ہیں۔ ہم تکیوں پر چلتی ہیں جس طرح لمبی گردن والے بھٹ تیتر چلتے ہیں۔ ہم نے کانوں ناکوں میں موتی پہنے ہوئے ہیں۔
ہماری مانگوں میں کستوری بھری ہوئی ہے۔ اگر تم پیش قدمی کرو گے ہم تم کو گلے سے لگائیں گی۔
اور (تمہارے لئے) تکیئے بچھائیں گی۔ اور اگر تم نے پیٹھ پھیری ہم تم سے جدا ہو جائیں گی۔
جس طرح نہ چاہنے والا آدمی اپنے ساتھی سے جدا ہو جاتا ہے۔

(۲۱) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا:

غَزْوَۂ اُحُد میں اللہ تعالیٰ کے محبوبِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے نہایت عاجزی سے فتح و نصرت کی دعا فرمائی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عرض کیا۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَنْشُدُکَ عَهْدَکَ وَوَعْدَکَ اَللّٰهُمَّ اِنْ تَشَاءُ تَهْلِکُ هٰذِهِ الْعَصَابَةُ لَا تُعْبَدُ فِی الْاَرْضِ بَعْدَ هٰذَا الْیَوْم

(ترجمہ) اے اللہ! میں تجھے تیرا عہد و پیمان یاد دلاتا ہوں۔ اے اللہ! اگر تو چاہتا ہے۔
کہ یہ جماعت ہلاک ہو جائے تو آج کے بعد روئے زمین پر تیری عبادت نہیں ہوگی۔

---

[1] جب دونوں فوجیں مقابلہ کے لئے تیار ہوگئیں اور حملہ کے لئے قریب ہوگئیں تو ہند اپنی ساتھ والی عورتوں کے ساتھ مردوں کے پیچھے کھڑی ہوگئی جن کے پاس ڈھول تھے ہند یہ شعر پڑھنے لگی جس کا مقصد مردوں کو جنگ پر ابھارنا تھا۔ اس کے مزید اشعار کے لئے ملاحظہ ہو البدایہ والنہایہ جلد ۲ جزو ۴۔ ص ۱۷

ایک قول یہ ہے کہ نبی پاک ﷺ نے یہ دعا غَزوَہ بَدر میں فرمائی۔ ایک روایت یہ بھی ہے کہ یہ دعا غَزوَہ خَندَق میں کی۔

پہلی روایت (غَزوَہ اُحُد میں اس دعا کا مانگنا) امام اَحمد بن حَنبل رضی اللہ عنہ اور امام مُسلم رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے نقل فرمائی ہے۔

دوسری روایت، حضرت ابن عَبّاس رضی اللہ عنہما سے ابن جَرِیر اور بَیہقی نے نقل فرمائی ہے۔

تیسری روایت ابن سَعد نے حضرت سعید بن مُسَیّب رضی اللہ عنہ سے مرسلاً نقل فرمائی ہے۔

ظاہر ہے کہ آپ ﷺ نے ان تمام مواقع پر یہ دعا فرمائی ہوگی کیونکہ ایسا ہونے میں کوئی مُنافات نہیں۔

(۲۲) مُشرک شاعر اَبُو عَزّہ عَمرو بن عَبدُاللہ کا خاتمہ

اسی سال، غَزوَہ حَمراء الاَسَد کے دوران، نبی پاک ﷺ نے مشہور شاعر اَبُو عَزّہ عَمرو بن عبداللہ الجُمَحِیّ کے بارے میں فرمایا:

لَا یُلۡدَغُ الۡمُؤۡمِنُ مِنۡ جُحۡرٍ مَّرَّتَیۡنِ۔

(ترجمہ) مومن ایک سوراخ سے دوبارہ ڈنگ نہیں کھاتا۔

اس کی وجہ یہ تھی کہ ابو عَزّہ مذکور پہلے غزوہ بَدر میں قید ہوا۔ دربارِ نبوی میں یوں عرض کرنے لگا۔

"میں محتاج، فقیر، عیالدار اور بیٹیوں کا باپ ہوں آپ مجھ پر کرم فرمائیں۔"

نبی کریم ﷺ نے اس پر کرم فرمایا اور اسے رہا فرما دیا۔ لیکن شرط یہ لگائی آپ کے خلاف کسی مشرک کی مدد نہیں کرے گا۔ رہا ہو کر وہ مکہ مکرمہ آگیا[1] وعدہ کو توڑ ڈالا اور جنگِ اُحُد میں دوبارہ اس نے مشرکوں کی مدد کی۔

---

[1] ابو عَزّہ نے رہائی حاصل کرنے کے بعد نبی کریم ﷺ کی شانِ اقدس میں ایک قصیدہ لکھا۔ پانچ اشعار سیرت ابن ہشام جلد ۲ صفحہ ۳۰۶ میں درج ہیں جن میں پہلا شعر یہ ہے مَنۡ مُبۡلِغٌ عَنِّی الرَّسُوۡلَ مُحَمَّدًا + بِاَنَّکَ حَقٌّ وَّالۡمَلِیۡکُ حَمِیۡدٌ۔ (کون ہے جو میری جانب سے حضرت محمد تک پہنچائے کہ آپ برحق ہیں اور مالکُ الملک حمید ہے۔)

غَزْوَۂ اُحُد میں وہ دوبارہ قیدی ہوا[1] اس نے نبی پاک ﷺ سے التجا کی کہ دوبارہ اس پر کَرَم فرمایا جائے اور دربارِ نبوی میں دوبارہ تضرع و زاری کرنے لگا اور عرض کرنے لگا۔

"اے محمد (ﷺ) مجھ پر دوبارہ اِحْسان فرمائیے" اس پر نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

"میں تجھے دوبارہ مکہ جانے کی مہلت نہیں دوں گا کیونکہ وہاں جا کر تو کہتا پھرے گا دیکھو میں محمد ﷺ کو دوبارہ دھوکا دے آیا ہوں۔"

نبی پاک ﷺ نے اس کے قتل کا حکم صادر فرما دیا اور فرمایا:

"مومن ایک سوراخ سے دوبارہ ڈنگ نہیں کھاتا۔"

یہ نبی پاک ﷺ کے جَوامِعُ الْکَلِم سے ہے۔ آپ ﷺ کے علاوہ کسی اور سے یہ جملہ سننے میں نہیں آیا تھا۔

وضاحت: اَبُوعَزَّہ کی دوبارہ گرفتاری، غَزْوَۂ اُحُد کے بعد ہونے کا ذکر جس طرح کہ ہم نے اوپر نقل کیا ہے، بعض کتابوں میں مذکور ہے، لیکن بعض کتبِ سیرت میں یوں بھی مذکور ہے کہ اس کی دوسری بار گرفتاری حَمْرَاءُ الْاَسَد کی مہم میں ہوئی۔ غَزْوَۂ حَمْرَاءَ الْاَسَد، غَزْوَۂ اُحُد کے متصل بعد وقوع پذیر ہوا۔ اس کا ذکر اسی فصل میں عنقریب آ رہا ہے۔

ظاہر یہ ہے کہ اس کی دوبارہ گرفتاری غَزْوَہ حَمْرَاءُ الْاَسَد میں ہوئی لیکن چونکہ یہ دونوں غَزْوَات متصل یکے بعد دیگرے وقوع پذیر ہوئے اس وجہ سے حَمْرَاءُ الْاَسَد میں ہونے والے واقعہ کو (مجازاً) غَزْوَۂ اُحُد کی جانب منسوب کر دیا گیا۔ واللہ اعلم بالصواب۔

(۲۴) نبی پاک ﷺ کا دو زِرہیں زیب تن فرمانا

غَزْوَۂ اُحُد میں محبوبِ خدا ﷺ نے اوپر تلے دو زِرہیں زیب تن فرمائیں۔

---

[1] کفار کا لشکر اُحُد کی جانب روانگی کے لئے تیار ہو رہا تھا۔ صَفْوان بن اُمَیَّہ، اَبُوعَزَّہ کے پاس آیا اور کہنے لگا تو شاعر ہے۔ اپنی شاعری سے ہماری مدد کر اور ہمارے ساتھ چل اس نے کہا مجھ پر (حضرت) محمد (ﷺ) نے اِحْسان کیا ہوا ہے میں اس کے خلاف مدد نہیں کر سکتا تو صَفْوان کہنے لگا اچھا اپنے جسم کے ساتھ ہماری مدد کر اللہ تعالیٰ ضامن ہے کہ میں تیرے ساتھ وعدہ کرتا ہوں کہ اگر تو جنگ سے صحیح سالم واپس آیا تو میں تجھے مال و دولت عطا کروں گا اور اگر تو جنگ میں کام آ گیا تو تیری بیٹیوں کو میں اپنی بیٹیوں کے ساتھ رکھوں گا۔ فراخی اور تنگی میں وہ اکٹھی رہیں گی۔ اس پر اَبُوعَزَّہ لشکرِ کفار کے ساتھ نکل کھڑا ہوا کفار کو ابھارنے کے لئے وہ شعر کہنے لگا اس سلسلہ میں اس کے دو شعر سیرت ابن ہشام جلد ۳/ صفحہ ۴ اور البدایہ والنہایہ ابن کثیر جلد ثانی جزو رابع صفحہ ۱۱، ۱۲ پر درج ہیں۔

(۲۴) حضرت سَعد بن اَبِی وَقّاص رضی اللہ عنہ اور حضرت زُبَیر بن عَوّام رضی اللہ عنہ کا اعزاز

اسی سال، غَزوۂ اُحُد میں، حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سَعد بن اَبِی وَقّاص رضی اللہ عنہ کے بارے میں اپنے وَالِدَین کَرِیمَین رضی اللہ عنہما ہر دو کو جمع فرما کر ارشاد فرمایا:

اِرْمِ فِدَاکَ اَبِیْ وَاُمِّی۔ [۱] اے سعد! میرے ماں باپ تجھ پر قربان تیر چلاؤ۔

علمائے کرام اِرشاد فرماتے ہیں کہ حضرت زُبَیر بن عَوّام رضی اللہ عنہ پر قربان ہونے میں بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے وَالِد ماجد رضی اللہ عنہ اور وَالِدہ ماجدہ رضی اللہ عنہما ہر دو کو جمع فرمایا تھا۔ یہ غَزوۂ خَندَق کا واقعہ ہے۔ [۲]

ان دو کے علاوہ کسی اور شخصیت کے لئے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ اَلفاظ استعمال نہیں فرمائے۔

(۲۵) معجزہ نبوی حضرت قَتادَہ بن نُعمان رضی اللہ عنہ کی زخمی آنکھ کا ٹھیک ہو جانا

صحیح تر قول کی رو سے اسی سال، غَزوۂ اُحُد میں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ معجزہ ظاہر ہوا کہ حضرت قَتادَہ بن نُعمان رضی اللہ عنہ کی آنکھ مبارک زخمی ہوگئی۔ چوٹ لگنے کے باعث وہ اپنی جگہ سے نکل کر رُخسار پر ڈھلکنے لگی۔ لوگوں نے چاہا کہ اسے کاٹ ڈالیں لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے اپنی ہتھیلی مبارک سے دبا کر اپنا لُعابِ دَہن مبارک لگا دیا۔ جس سے وہ فی الفور ایسی ٹھیک ہوگئی کہ لوگ پہچان نہ سکتے تھے کہ دونوں آنکھوں میں سے کونسی زخمی ہوئی تھی۔ [۳]

---

[۱] نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ رضی اللہ عنہ کی دعا کی قبولیت اور تیراندازی کی درستگی کے لئے بھی دعا فرمائی۔ آپ رضی اللہ عنہ کا کہنا ہے کہ میں سب سے پہلا عرب ہوں جس نے راہِ خدا میں دورانِ جنگ تیراندازی کی۔ حضرت فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ نے آپ کو فتحِ ایران کے لئے امیر لشکر مقرر فرمایا۔ ایران کا اکثر حصہ آپ کے ہاتھوں فتح ہوا۔ حضرت عُثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے باہمی اختلاف کے زمانہ میں آپ گوشہ نشین ہوگئے اور اپنے گھر والوں کو حکم دیا کہ جب تک تمام صَحابہ کرام رضی اللہ عنہم ایک امیر پر اتفاق نہ کرلیں ان کے متعلق آپ کو کوئی خبر نہ دی جائے آپ رضی اللہ عنہ عشرہ مُبَشَّرَہ میں ہیں۔ مدینہ منورہ سے دس میل کے فاصلہ پر عَقِیق کے مقام پر آپ رضی اللہ عنہ کا وِصَال ہوا اور مدینہ منورہ جَنّتُ البَقیع میں دفن ہوئے جب وِصَال کا وقت قریب آیا تو آپ رضی اللہ عنہ نے ایک بوسیدہ جُبّہ طلب فرمایا جو اُون کا بنا ہوا تھا اور فرمایا مجھے اس میں دفن کیا جائے جنگِ بدر میں مشرکین کا مقابلہ میں نے اسی جُبّہ کو پہن کر کیا تھا۔ الاستیعاب صفحہ ۱۸ تا ۲۷

[۲] حضرت زُبَیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ مجھے یہ سعادت حاصل ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دو دفعہ مجھے فِدَاکَ اَبِیْ وَاُمِّی (میرے ماں باپ تجھ پر قربان ہوں) فرمایا ایک دفعہ جنگِ اُحُد میں اور دوسری بار غَزوۂ قُرَیظَہ میں۔ الاستیعاب علی حامش الاصابہ جلد ۱/ صفحہ ۵۸۲

[۳] امام دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت قَتادَہ رضی اللہ عنہ سے روایت فرمایا کہ غَزوۂ اُحُد میں میری دونوں آنکھیں زخمی ہو کر رُخساروں کو ڈھلک آئیں۔ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اپنے حلقوں میں رکھ کر لعاب دہن مبارک لگا دیا جس سے وہ روشن ہوگئیں۔ البدایہ والنہایہ ابن کثیر جلد ۲ جزو ۴ صفحہ ۳۵

بعض علماء فرماتے ہیں کہ یہ واقعہ ۲ھ غزوۂ بدر کے دوران وقوع پذیر ہوا۔

اس معجزہ کے وقوع کے زمانہ میں علماء کے اختلاف کے باعث اس کا ذکر سنہ دو ہجری کے واقعات میں بھی گذر چکا ہے۔

(۲۶) معجزہ نبوی حضرت عَبدُ اللہ بن جَحش رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں لکڑی کا تلوار بن جانا

اسی سال، غزوۂ اُحد کے دوران نبی پاک صاحبِ لَولاک صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک اور معجزہ ظاہر ہوا۔ جس کی تفصیل یہ ہے:

جنگِ اُحد کے دوران حضرت عبداللہ بن جَحش رضی اللہ عنہ کے ہاتھ مبارک سے تلوار ضائع ہوگئی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں کھجور کی ایک شاخ جس پر سے پتے کاٹ دیئے گئے تھے، تھما دی۔ وہ شاخ آپ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں تلوار بن گئی۔ یہ تلوار عُرجُون کے نام سے موسوم ہوئی۔ [۱]

یہ تلوار مختلف ہاتھوں میں منتقل ہوتی رہی یہاں تک کہ "بغا ترکی" [۲] کے ہاتھ دو سو دینار کے عوض فروخت کی گئی۔

(۲۷) معجزہ نبوی----- کمان کی تانت کا لمبا ہو جانا

اسی غزوۂ اُحد میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ معجزہ بھی وقوع پذیر ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی کمان مبارک کی تانت ٹوٹ گئی اور وہ اتنی چھوٹی ہوگئی کہ کمان کے دونوں سروں تک نہ پہنچ سکتی تھی۔ حضور تاجدارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے طویل ہونے کی دعا فرمائی۔ چنانچہ وہ اتنی لمبی ہوگئی کہ کمان کے دونوں سروں پر اس کے کئی کئی پھیر آگئے۔

(۲۸) نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے دانت مبارک کا ٹوٹنا

غزوۂ اُحد ہی میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا دانت مبارک ایک پتھر لگنے سے ٹوٹ گیا۔ یہ پتھر بدبخت عُتبہ بن اَبی

۱ھ یہ تلوار آپ رضی اللہ عنہ کی شہادت تک آپ کے ہاتھوں میں رہی۔ اسی جنگ میں آپ رضی اللہ عنہ اَبوالحکم بن اُخنس بن شریق ثقفی کے ہاتھوں شہید ہوئے۔ آپ رضی اللہ عنہ کا قاتل اَبُوالحکم حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں قتل ہوا۔ الزرقانی علی المواہب اللدنیہ جلد ۲/ صفحہ ۴۳

۲ھ "بغا ترکی" عباسی خلیفہ مُعتَصِم باللہ کے اُمَراء سے تھا۔ یہ تلوار اس کے ہاتھوں بغداد میں فروخت کی گئی۔ الزرقانی علی المواہب اللدنیہ جلد ۲/ صفحہ ۴۳

وَقّاص نے پھینکا تھا۔ [1] جو صَحابیٔ رسول حضرت سَعد بن اَبی وَقّاص رضی اللہ عنہ کا بھائی تھا۔ یہ دانت مبارک نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے نچلے دانتوں میں دائیں جانب کا رُباعی دانت تھا۔

(۲۹) چہرۂ اَقدس پر زخم

اسی سال، غَزوۂ اُحُد میں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرۂ اَقدس زخمی ہوگیا۔ [2] آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے رُخسار مبارک پر زخم آئے۔ خود کے دو حلقے اس رُخسار مبارک میں اتر گئے۔ یہ پتھر عَبدُاللہ بن قُمِئہ کافر نے پھینکا تھا۔ [3]

صَحابۂ کِرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا:

ان کُفّار کے حق میں بددُعا فرمائیے جنہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو زخمی کیا اور تکلیف دی۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بارگاہ رب العزت میں عرض کیا۔ [4]

اَللّٰھُمَّ اھْدِ قَوْمِیْ فَاِنَّھُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ۔

ترجمہ: بارالہا! میری قوم کو ہدایت عطا فرما کیونکہ یہ جانتے نہیں۔

ایک روایت کی رو سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے "میری قوم کو ہدایت عطا فرما" کی بجائے بارگاہِ ربوبیت میں عرض کیا "میری قوم کو بخش دے۔"

حضور رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے کفار کے لئے ہمیشہ ہدایت اور بھلائی کی دعا فرمائی لیکن عُتبہ اور ابنِ قُمِئہ کے

---

[1] اس بدبخت نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو چار پتھر مارے ایک پتھر سے آپ کا دانت مبارک ٹوٹ گیا۔ اس کا خاتمہ کفر پر ہوا۔ الزرقانی علی المواہب جلد ۲/ صفحہ ۳۸،۴۷

[2] زخمی ہونے پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک گڑھے میں گر پڑے جسے اَبُوعامِر رَاہِب فاسِق نے میدانِ جنگ میں کھود رکھا تھا تاکہ مسلمان اس میں گر کر زخمی ہوں۔ حضرت طَلحَہ بن عُبَید اللہ رضی اللہ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہاتھ سے پکڑا اور اٹھایا۔ شدید جنگ میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت کرتے ہوئے حضرت طَلحہ رضی اللہ عنہ کو ۳۹ یا ۳۵ زخم آئے اور آپ کی دو انگلیاں انگشت شہادت اور اس کے ساتھ والی انگلی شل ہوگئیں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ جب جنگِ اُحُد کا ذکر فرماتے تو کہا کرتے وہ دن طَلحُہ رضی اللہ عنہ کا دن تھا۔ الزرقانی علی المواہب اللدنیہ جلد ۲/ صفحہ ۳۸،۳۹

[3] وہ دو حلقے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے رُخسار مبارک میں اس شدت سے پیوست تھے جب حضرت اَبُوعُبَیدہ بن جَرّاح رضی اللہ عنہ نے انہیں اپنے دانتوں سے پکڑ کر نکالا تو ان کے سامنے کے دو دانت اکھڑ گئے۔ حضرت طَلحُہ بن عُبَیدُاللہ رضی اللہ عنہ، حضرت اَبُوعُبَیدہ بن جَرّاح رضی اللہ عنہ اور حضرت اَبُوبکر صِدّیق رضی اللہ عنہ نے رخسار مبارک سے وہ حلقے نکالنے کی خدمت سرانجام دی۔ الزرقانی علی المواہب جلد ۲/ صفحہ ۳۹

[4] جب زخموں سے خون بہنے لگا تو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی چیز لے کر اسے صاف فرمانا شروع کر دیا اور فرمایا اگر یہ خون زمیں پر گرا تو کفار پر عذاب آ جائے گا۔ پھر کَمالِ شفقت و عفو سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قوم پر رحم کے لئے دعا فرمائی۔ (الزرقانی علی المواہب جلد ۲/ صفحہ ۴۱)

حق میں آپ ﷺ نے بددعا فرمائی جس کا ذکر ابھی آ رہا ہے۔

(۳۰) معجزۂ نبوی ---- دعا کی قبولیت

اسی سال، نبی پاک ﷺ کا ایک اور معجزہ ظاہر ہوا۔ آپ ﷺ نے غَزوۂ اُحُد میں عُتبہ بن اَبِی وَقّاص کے بارے میں بددعا فرمائی۔ یہ وہ بَدبَخت ہے جس نے آپ ﷺ کو پتھر مارا جس سے آپ ﷺ کا ایک دانت مبارک ٹوٹ گیا۔ تو آپ ﷺ نے اس کے حق میں یہ بددعا فرمائی۔

"اے اللہ! ایک سال سے پہلے وہ کفر کی حالت میں مرجائے۔"

نبی پاک ﷺ نے جس طرح فرمایا ویسے ہی وقوع پذیر ہوا۔ ایک سال سے پہلے پہلے وہ بحالتِ کفر مرگیا اور جہنم رسید ہوا۔ [۱]

(۳۱) مُعجزۂ نبوی ----- قبولیت دعا

اسی سال، قبولیت دعا کا ایک اور معجزہ ظاہر ہوا۔ عَبدُاللہ بن قِمَئَہ کافر جس کا ذکر پہلے گذر چکا ہے نے غَزوۂ اُحُد میں آپ ﷺ کو ایک پتھر مارا۔ نبی پاک ﷺ نے اس کے حق میں بددعا فرمائی۔

"اللہ تعالیٰ تجھ کو ذلیل و رسوا کرے۔"

زیادہ زمانہ نہ گذرا کہ اللہ تعالیٰ نے اس پر ایک پہاڑی سانڈ مسلط فرما دیا جس نے اسے سینگ مار مار کر ٹکڑے ٹکڑے کردیا اس طرح اس کا خاتمہ کفر پر ہوا۔ اللہ تعالیٰ اسے رسوا فرمائے۔

---

[۱] حضرت حَسّان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے عُتبَہ بن اَبِی وَقّاص کے بارے میں یہ شعر کہے اِذَا اللّٰہُ جَازٰی مَعشَرًا بِفَعَالِهِمْ + وَنَصَرِهِمِ الرَّحْمٰنَ رَبَّ الْمَشَارِقِ (جب اللہ تعالیٰ جزاء عطا فرمائے گا۔ جماعت (مسلمین) کو اپنے اعمال (صالحہ) کی اور رب رحمٰن کی مدد کی، جو تمام عالم کا پروردگار ہے) فَاَخْزَاكَ رَبِّی یَاعُتَیْبَ بنَ مَالِكٍ + وَلَقَّاكَ قَبلَ المَوْتِ اِحْدَی الْبَوَارِقِ (اے عُتَیبَہ بن مَالِک میرا رب تجھے رسوا فرمائے گا اور مرنے سے قبل تجھے کسی دہشت ناک عذاب میں مبتلا کرے گا۔) بَسَطْتَ یَمِیْنًا لِّلنَّبِیِّ تَعَمُّدًا + فَاَدْمَیْتَ فَاهُ قُطِّعْتَ بِالْبَوَارِقِ (تو نے نبی پاک ﷺ کو قتل کرنے کے ارادہ سے اپنا دایاں ہاتھ بڑھایا اور آپ ﷺ کے چہرہ اقدس کو خون آلود کر دیا اللہ تعالیٰ کرے وہ تلواروں سے ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے۔) فَهَلَّا ذَكَرْتَ اللّٰهَ وَالْمَنْزِلَ الَّذِی + تَصِیْرُ اِلَیْهِ عِنْدَ اِحْدَی الْبَوَائِقِ (کیا تجھے اللہ تعالیٰ اور آخرت کی وہ منزل یاد نہیں جس کی طرف تجھے زمانہ کی آفتوں میں سے کسی آفت کے نازل ہونے پر جانا پڑے گا۔) سیرت ابن ہشام جلد ۳/ صفحہ ۲۸۔ الزرقانی علی المواہب اللدنیہ جلد ۲/ صفحہ ۳۷

(۳۲) معجزہ نبوی ----- مدد کے لئے فرشتوں کا نزول

غَزوۂ اُحُد میں ہی ایک اور معجزہ نبوی وقوع پذیر ہوا کہ نبی پاک صاحبِ لَولاک ﷺ کی مدد کے لئے آسمان سے فرشتے نازل ہوئے اور انہوں نے کفار سے شدید جنگ کی۔

جبریلِ امین علیہ السلام اپنے گھوڑے حیزوم پر نازل ہوئے۔ حضرت میکائیل علیہ السلام اور دیگر فرشتے نازل ہوئے۔

صَحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے بعض فرشتوں کو شدید جنگ کرتے دیکھا۔ انہوں نے یہ بھی ملاحظہ فرمایا کہ کفار کی گردنیں کٹ کر گر رہی ہیں جبکہ کسی آدمی نے ان پر حملہ کیا اور نہ ہی کسی انسان نے ان کو للکارا ہے۔

اِمام مُسلِم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی "الصحیح" میں حضرت سَعد بن اَبِی وَقّاص رضی اللہ عنہ سے روایت فرمایا۔

"میں نے اُحُد کے دن، نبی کریم ﷺ کے دَاہنی جانب دو فرشتوں کو دیکھا جو شدید جنگ میں مصروف تھے۔ ان کے بدنوں پر سفید لباس تھے۔ اس سے پہلے یا اس کے بعد میں نے انہیں کبھی نہیں دیکھا۔ یہ حضرت جبریل علیہ السلام اور حضرت میکائیل علیہ السلام تھے۔"

(۳۳) حضرت ثابت، حضرت عَمرو، حضرت اَوس اور حضرت عَبدُاللہ رضی اللہ عنہم کی شہادت

اسی سال، جنگ احد میں، مسلمانوں کے لشکر سے شہادت پانے والوں میں مندرجہ ذیل نفوسِ قُدسیہ شامل تھے۔

(I) حضرت اَبُوالدَّحَداح ثَابِت بن الدَّحَداح رضی اللہ عنہ [۱]

(II) حضرت عَمرو بن جَمُوح رضی اللہ عنہ [۲]

---

[۱] حضرت ثَابت بن دَحْدَاح رضی اللہ عنہ وہی صحابیِ رسول ہیں کہ جب غَزوۂ اُحُد میں نبی کریم ﷺ کی شہادت کی خبر پھیل گئی اور لشکر اسلام میں بددلی پھیل گئی تو آپ رضی اللہ عنہ نے انصار کو باآواز بلند پکارا اور کہا اگر حضرت رسالت مآب ﷺ شہید ہوگئے تو اللہ تعالیٰ تو حی و قیوم ہے۔ اپنے دین کی حمایت میں لڑو۔ اس پر آپ رضی اللہ عنہ نے اپنے ساتھیوں سمیت کفار پر حملہ فرما دیا۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ، جو اس وقت لشکر کفار میں تھے، کے نیزہ سے شہید ہوگئے۔ الاصابہ جلد ۱/ صفحہ ۱۹۱ الاستیعاب علی ھامش الاصابہ جلد ۱/ صفحہ ۱۹۵

[۲] حضرت عَمرو بن جَمُوح رضی اللہ عنہ بہت لنگڑا کر چلتے تھے۔ آپ کے چار بیٹے تھے جن میں سے ہر ایک شیر کی مانند تھا۔ نبی پاک ﷺ کے ساتھ غَزَوات میں شریک رہتے تھے۔ جنگِ اُحُد کے دن انہوں نے چاہا کہ اپنے والد کو روک لیں۔ وہ کہنے لگے آپ تو معذور ہیں۔ حضرت عَمرو رضی اللہ عنہ بارگاہِ نبوی میں حاضر ہوگئے اور عرض کیا میرے لڑکے مجھے اس وجہ سے جنگ سے روکتے ہیں اور آپ کے

(بقیہ حواشی اگلے صفحے پر)

(III) حضرت اَوس بن ثابت رضی اللہ عنہ [1] یہ حضرت حَسّان بن ثابت رضی اللہ عنہ کے بھائی تھے۔

(IV) حضرت عَبدُاللہ بن عَمرو بن حَرام انصاری رضی اللہ عنہ [2] یہ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کے والد ماجد تھے اور حضور نبی کریم ﷺ کی جانب سے مدینہ منورہ میں بارہ نُقَبَاء میں سے تھے۔ جنگِ اُحُد میں سب سے پہلے جامِ شہادت نوش فرمانے والے یہی تھے۔ ان کو حضرت عَمرو بن جَمُوح رضی اللہ عنہ سمیت ایک قبر میں دفن کیا گیا۔

(۳۴) حضرت اَنَس بن نَضر رضی اللہ عنہ کی شہادت

غَزوۂ اُحُد میں حضرت اَنَس بن نَضر رضی اللہ عنہ نے شہادت پائی۔ [3] آپ حضرت اَنَس بن مالِک رضی اللہ عنہ کے چچا تھے۔ کفار بدنہاد نے آپ رضی اللہ عنہ کی لاش مبارک کو اتنا بگاڑ دیا تھا کہ آپ رضی اللہ عنہ کی ہمشیرہ حضرت رُبَیِّع بنت نَضر رضی اللہ عنہا کے بغیر کوئی آپ رضی اللہ عنہ کو پہچان نہ سکا۔ انہوں نے آپ رضی اللہ عنہ کو انگلیوں کے پوروں سے پہچانا۔

(پچھلے صفحے کا بقیہ حواشی)

ہمراہ خروج سے مجھے محروم رکھنا چاہتے ہیں لیکن میں چاہتا ہوں کہ جَنّت میں اسی طرح لنگڑا کر چلوں۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا آپ رضی اللہ عنہ پر جہاد فرض نہیں کیونکہ آپ رضی اللہ عنہ معذور ہیں۔ لیکن وہ بیٹوں سے کہنے لگے مجھے نہ روکو شاید اللہ تعالیٰ مجھے شہادت نصیب فرمادے۔ چنانچہ آپ رضی اللہ عنہ لشکر میں شریک ہوئے اور شہادت کا مرتبہ پایا رضی اللہ عنہ سیرت ابن ہشام جلد ۳/ صفحہ ۴۰،۴۱

[1] حضرت اَوس بن ثابت بن حَرام رضی اللہ عنہ بیعتِ عَقَبۂ ثانیہ، جنگِ بَدر اور غَزوۂ اُحُد میں شریک رہے اور وہیں جام شہادت نوش فرمایا۔ علامہ واقدی کا کہنا ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ، حضرت عُثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت کے زمانہ تک حیات رہے۔ الاصابہ جلد ۱/ صفحہ ۸۰

[2] حضرت عبدُاللہ بن عَمرو رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ غَزوۂ اُحُد کے چھیالیس سال بعد حضرت امیر مُعَاوِیَہ رضی اللہ عنہ کے عہد میں جب نہر کھودی گئی اور شہدائے اُحُد کے مَزارات کو کھودا گیا تو میں نے اپنے والد کو قبر میں اسی طرح پایا گویا وہ سو رہے ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ کے ساتھ حضرت عَمرو بن جَمُوح رضی اللہ عنہ کا ہاتھ زخم پر تھا جب اسے ہٹایا گیا تو خون اس زخم سے پھوٹ پڑا۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت رِسالت مآب ﷺ نے مجھے بلایا اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے تیرے والد کو زندہ فرمایا اور پوچھا تو کیا چاہتا ہے تو انہوں نے عرض کیا میں چاہتا ہوں کہ تو مجھے دوبارہ دنیا میں بھیجے تیری راہ میں جنگ کروں اور شہادت حاصل کروں۔ البدایہ والنہایہ ابن کثیر جلد دوم جزو رابع صفحہ ۴۴،۴۵

[3] (جنگ احد میں جب مسلمانوں کو وقتی طور پر ہزیمت اٹھانا پڑی اور نبی کریم ﷺ کی شہادت کی غلط خبر مشہور ہوگئی تو مسلمانوں کے دل ٹوٹ گئے۔) اس وقت حضرت اَنَس بن نَضر رضی اللہ عنہ انصار و مُہاجرین کی ایک جماعت کے پاس پہنچے حضرت عُمَر بن خَطّاب رضی اللہ عنہ اور حضرت طَلحہ بن عُبَیدُاللہ رضی اللہ عنہ وہیں تھے انہوں نے جنگ سے ہاتھ کھینچ لیا تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے آکر دریافت فرمایا تم کیوں بیٹھے ہو۔ انہوں نے جواب دیا رسول اللہ ﷺ تو شہید ہوچکے (اب ہم جنگ کس لئے کریں) تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا آپ ﷺ کے بعد تم کس لئے زندہ رہو گے۔ تم بھی اپنی جانیں اسی راہ میں نثار کردو جس راہ میں حضرت رِسالت مآب ﷺ نے اپنی زندگی قربان فرمائی۔ یہ

(بقیہ حواشی اگلے صفحے پر)

آپ رضی اللہ عنہ اور آپ رضی اللہ عنہ کی مانند دیگر شہدائے اُحد رضی اللہ عنہم کے حق میں یہ آیہ کریمہ نازل ہوئی۔"

مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ۔ (۲۳۔ الاحزاب)

"ایمان والوں سے ایسے افراد بھی ہیں جنہوں نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ کیا ہوا اپنا عہد پورا کر دیا۔"

(۳۵) کفار کا جہنم رسید ہونا

جنگ اُحد میں بہت سے کافر قتل ہوئے جو تعداد میں تیرہ یا اس سے زائد تھے۔ بعض کا ذکر ابھی آرہا ہے۔

المواہب اللدنیہ کی شرح میں علامہ زرقانی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے:

"حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں تیس سے زائد کفار قتل ہوئے زاں بعد آپ رضی اللہ عنہ نے شہادت پائی۔"

(۳۶) اُبَیّ بن خلف کا جہنم رسید ہونا

غزوۂ اُحد میں لشکر کفار سے دشمنِ خدا اُبَیّ بن خَلَف قتل ہوا یہ اُمَیّہ بن خَلَف کا بھائی تھا جو اس سے پہلے جنگ بَدر میں واصل جہنم ہوا۔

اُبَیّ نے تلوار کے ساتھ غزوۂ اُحد میں، نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم پر حملہ کر دیا تا کہ آپ کو شہید کر دے۔ جب وہ حضرت رِسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب ہوا نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ میں موجود ایک نیزہ اسے دے مارا۔ جس سے اس کی پسلیاں اور ہنسلی کی ہڈی ٹوٹ گئی اور ذلیل و رسوا ہو کر اپنے انجام کو پہنچا۔ [۱]

نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے اپنے دست مبارک سے قتل کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس اِرشادِ مُقدّس کے مطابق

(پچھلے صفحے کا بقیہ حواشی)

فرما کر دشمن کا رخ کیا جنگ کرتے کرتے جامِ شہادت نوش فرمایا۔ آپ رضی اللہ عنہ کے بھتیجے حضرت اَنس بن مَالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ہم نے حضرت اَنس بن نضر رضی اللہ عنہ کے جسم مبارک پر ستر زخم گنے۔ سیرت ابن ہشام جلد ۳/ صفحہ ۳۱۔ مزید تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو البدایہ والنہایہ جلد ۲۔ جزو ۴ صفحہ ۳۲، ۳۳

[۱] اُبَیّ بن خَلَف، نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے مکہ مکرمہ میں ملتا اور کہتا "اے محمد میں اپنے گھوڑے کو ہر روز ایک مُدّ (ایک پیمانہ کا نام ہے) مکئی کھلاتا ہوں اس پر سوار ہو کر تجھے قتل کروں گا۔" تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے "میں انشاء اللہ تجھے قتل کروں گا" جب زخمی ہو کر قریش کے پاس پہنچا تو اسے بظاہر گردن میں تھوڑی سی خراش آئی تھی۔ کہنے لگا خدا کی قسم محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے مجھے مار ڈالا ہے وہ کہنے لگے تو نے دل چھوڑ دیا ہے تجھے کچھ زیادہ زخم نہیں آیا اس نے کہا "وہ مجھے مکہ میں کہتے تھے کہ میں تجھے قتل کر دوں گا" خدا کی قسم اگر وہ مجھ پر تھوک بھی دیتے تو میں مارا جاتا" سیرت ابن ہشام جلد ۳/ صفحہ ۳۲، ۳۳

وہ شدید غضبِ الٰہی کا مورد ہوا۔

اَشْتَدَّ غَضَبُ اللّٰہِ عَلٰی مَنْ قَتَلَہٗ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

ترجمہ: جسے اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ موت کے گھاٹ اتار دیں اس پر اللہ تعالیٰ کا شدید غضب ہوتا ہے۔

(نیزہ کھانے کے متصل بعد وہ واصِلِ جہنم نہ ہوا) بلکہ زندگی کی کچھ رمق اس میں باقی تھی اس لئے کفار اسے اٹھا کر اپنے ساتھ لے گئے جب "مَرّالظَّہْران" پہنچے تو وہ واصِلِ جہنم ہوا۔

مَرُّالظَّہْران مکہ مکرمہ سے ایک دن کی مسافت پر واقع ہے۔ اسے اب "وَادِیٔ فاطِمہ" کہتے ہیں۔

(۳۷) اَبُوْعَامِر رَاہِب [۱] اور طَلْحَہ بن اَبِیْ طَلْحَہ کا واصِلِ جہنم ہونا

غَزْوَۂ اُحُد میں، لشکرِ کُفّار سے، اَبُوْعَامِر رَاہِب اور طَلْحَہ بن اَبِیْ طَلْحَہ [۲] بن عَبْدُالعُزّیٰ قُرَشی عَبْدَرِی جمحی مارے گئے۔

طَلْحَہ مذکور کے بھائی عُثمان [۳] بن اَبِیْ طَلْحَہ اور سَعِید [۴] بن اَبِیْ طَلْحَہ بھی اس جنگ میں کام آئے۔ یہ عُثمان حضرت شَیْبَہ بن عُثمان رضی اللہ عنہ کا باپ تھا۔ اسے حضرت عَلی المرتضیٰ بن اَبِیْ طَالِب رضی اللہ عنہ نے غزوۂ اُحُد میں موت کے گھاٹ اتارا۔ یوں عُثمان بحالت کفر مرا۔

---

[۱] اَبُوْعَامِر سب سے پہلا شخص تھا جس نے یہ جنگ چھیڑی۔ اپنی قوم کے پچاس آدمیوں کے ساتھ نکلا اور پکار کر کہنے لگا میں اَبُوْعَامِر ہوں مسلمانوں نے کہا نہ تیرے لئے مرحبا نہ خوش آمدید۔ اس نے کہا میری قوم پر میرے بعد ایک شر نازل ہوگیا ہے۔ اس کے ساتھ قُرَیش کے غلام بھی تھے (طبقات ابن سعد اردو ترجمہ جلد۱/ صفحہ ۳۸۳) یہ شخص مدینہ طیبہ کا رہنے والا تھا نبی کریم ﷺ کو چھوڑ کر مکہ مکرمہ چلا گیا تھا۔ اس کے ساتھ پچاس نوعمر لڑکے بھی تھے قُرَیش کو کہا کرتا تھا اگر محمد (ﷺ) سے مقابلہ ہوا تو اَوس کا کوئی شخص میری مخالفت نہیں کرے گا۔ (تاریخ طبری جلد۱/ صفحہ ۲۳۳) یہ بدبخت حضور کریم ﷺ کے نورِ نُبوّت کے ظہور سے پہلے آپ ﷺ کے حالات اور آپ ﷺ کی بِعْثَت کی خبریں دیا کرتا تھا بِعْثَت کے بعد منکر ہوگیا اور اپنے قول سے برگشتہ ہو کر نبی پاک ﷺ سے جنگ پر آمادہ ہوگیا۔ (ترجمہ مدارج النبوت جلد۲/ صفحہ ۲۰۱)

[۲] طَلْحَہ بن اَبِیْ طَلْحَہ کے ہاتھ میں کفار کا عَلَم تھا۔ اس نے پکار کر کہا مجھ سے کون جنگ کرے گا مقابلہ کے لئے حضرت عَلی المُرتَضیٰ رضی اللہ عنہ نکلے انھوں نے اس کے سر پر ایسا وار کیا کہ اس کی کھوپڑی پھٹ گئی اور گر پڑا اس پر نبی کریم ﷺ بہت مسرور ہوئے آپ ﷺ نے بآوازِ بلند تکبیر کہی اور مسلمانوں نے بھی تکبیر کہی۔ (طبری اردو ترجمہ جلد۱/ صفحہ ۳۸۳)

[۳] طَلْحَہ بن ابی طَلْحَہ کے بعد لشکر کفار کا عَلَم عُثمان بن اَبِیْ طَلْحَہ نے اٹھایا وہ یہ شعر پڑھتا ہوا نکلا اِنَّ عَلٰی اَھْلِ اللِّوَآءِ حَقًّا + اَنْ تَخْضَبَ الصَّعْدَۃَ اَوْتَنْدَقَّا۔ (عَلَم بردار پر لازم ہے کہ اس کا نیزہ خون آلود ہو یا ٹوٹ جائے) حضرت امیر حَمْزہ رضی اللہ عنہ نے اس پر حملہ کیا اور شانہ پر اس زور کا تلوار سے حملہ کیا کہ تلوار ہاتھ اور بازو کو کاٹتی ہوئی کمر تک پہنچ گئی، اور اس کا پھیپھڑا ننگا ہوگیا۔

(بقیہ حواشی اگلے صفحے پر)

عُثمان کے بیٹے حضرت شَیبَہ رضی اللہ عنہ فتح مکہ کے دن مشرف بہ ایمان ہوئے۔

حضرت شَیبَہ رضی اللہ عنہ کے چچازاد بھائی (طَلحَہ بن اَبیْ طَلحَہ کے بیٹے) حضرت عُثمان بن طَلحَہ بن اَبیْ طَلحَہ رضی اللہ عنہ فتح مکہ سے سات ماہ قبل ایمان لے آئے اس کا ذکر ۸/ھ کے واقعات میں آرہا ہے۔

(۳۸) چار مشرک بھائیوں کا قتل ہونا [1]

جنگِ اُحُد میں، اسی سال، مُسافِع بن طَلحَہ قُرَشی عَبدَرِی مارا گیا اس کے تین بھائی حَارِث بن طَلحَہ، جُلاس بن طَلحَہ اور کِلَاب بن طَلحَہ بھی قتل ہوئے۔

(۳۹) شریح بن قارظہ کا مارا جانا

غزوۂ اُحُد میں مشرکین میں سے شریح بن قارظہ بھی اپنے انجام کو پہنچا۔

(۴۰) سِبَاع بن عَبدُالعُزّٰی کا جہنم رسید ہونا

مشرکین کے لشکر سے، جنگِ اُحُد کے دن، سِبَاع بن عَبدُالعُزّٰی خُزاعی غَسَانی بھی مارا گیا۔ یہ وہی ہے جسے حضرت امیر حَمزہ رضی اللہ عنہ نے جنگ کے لئے للکارتے وقت فرمایا تھا۔

اے اُمِّ اَنمار کے بیٹے! ارے عورتوں کا ختنہ کرنے والی کی اولاد! [2] کیا اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے تو دشمنی کرتا ہے۔

(پچھلے صفحے کا بقیہ حواشی)

(طبقات ابن سعد جلد۱/ صفحہ ۳۸۴ اردو ترجمہ) متن کی روایت کہ عُثمان بن اَبیْ طَلحَہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں اپنا انجام کو پہنچا کسی دوسری کتاب میں نظر سے نہیں گذری۔ واللہ اعلم بالصواب۔

[4] مصنف علیہ الرحمۃ نے یہ نام نا درست لکھا ہے۔ اصل نام سَعِید بن اَبیْ طَلحَہ نہیں بلکہ اَبُوسَعد بن اَبیْ طَلحَہ ہے ملاحظہ ہو سیرت ابن ہشام جلد۳/ صفحہ۱۹-۲۰۔ زرقانی علی المواہب اللدنیہ جلد۲/ صفحہ۳۱۔ طبقات ابن سعد جلد۱/ صفحہ ۳۸۴ وغیرہ کتب۔ اَبُوسَعد کو حضرت سَعد بن اَبیْ وَقّاص رضی اللہ عنہ نے جہنم رسید کیا۔ حوالہ کیلئے درج بالا کتب ملاحظہ ہوں۔ طبقات ابن سعد میں ہے کہ حضرت سَعد بن اَبیْ وَقّاص رضی اللہ عنہ نے اس پر تیر مارا جو اسکے گلے میں لگا کتے کی طرح اسکی زبان باہر نکل پڑی اور آپ رضی اللہ عنہ نے اسے قتل کردیا۔

[1] مُسافِع بن طَلحَہ اور جُلاس بن طَلحَہ، حضرت عاصم بن ثابت بن اَبیْ اَقلح رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں، کِلَاب بن طَلحَہ اور حَارِث بن طَلحَہ، حضرت قُزمان رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں وَاصِلِ جہنم ہوا۔ ایک قول کے مطابق کِلَاب کے قاتل حضرت عَبدُالرَّحمٰن بن عَوف رضی اللہ عنہ ہیں۔ (سیرت ابن ہشام جلد۳/ صفحہ۸۱)

[2] سِبَاع بن عَبدُالعُزّٰی کی ماں اُمِّ اَنمار، شریق بن عمرو بن وہب ثقفی کی لونڈی تھی۔ جو مکہ مکرمہ میں (عورتوں کے) ختنہ کا کام کرتی تھی۔ سیرت ابن ہشام جلد۳/ صفحہ۱۵

(۴۱) اَرطَاۃ بن شُرَحبِیل کا واصِل جہنم ہونا

غزوۂ اُحُد میں ہی، مشرکین کی جماعت سے اَرطَاۃ [۱] بن شُرَحبِیل بن ہَشَّام بن عَبدِمَناف اپنے انجام کو پہنچا۔

سِبَاع، اَرطَاۃ اور عُثمان بن اَبِی طَلحَہ عَبدَرِیّ جمحی جن کا ذکر اوپر گذر چکا تینوں حضرت اَمیر حَمزہ رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں قتل ہوئے۔

(۴۲) حضرت عبدُاللہ بن جُبَیر رضی اللہ عنہ کی شہادت

جنگِ اُحُد میں حضرت عبدُاللہ بن جُبَیر بن نُعمان اَنصارِی اَوسی رضی اللہ عنہ شہید ہوئے۔ وہ خَوَّات بن جُبَیر کے بھائی تھے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ رضی اللہ عنہ کو اس دن تیراندازوں کا امیر مقرر فرمایا تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ کے ساتھ پچاس تیرانداز تھے۔ حضرت رِسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو حکم دے رکھا تھا۔

"دو پہاڑوں کے درمیان اس جگہ کو مت چھوڑنا۔ خواہ ہم غالب آئیں یا مغلوب ہو جائیں۔" جب کفار مالِ غنیمت چھوڑ کر بھاگ کھڑے ہوئے۔ حضرت عبدُاللہ بن جُبَیر رضی اللہ عنہ اور آپ رضی اللہ عنہ کے بعض ساتھی نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمانِ اَقدس پر ثابت قدم [۲] رہے۔ یہاں تک کہ آپ رضی اللہ عنہ نے جامِ شہادت نوش فرمایا لیکن آپ رضی اللہ عنہ کے زیادہ ساتھی غنیمت کا مال جمع کرنے کے لئے نکل کھڑے ہوئے۔ [۳]

اللہ تعالیٰ نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے تجاوُز کو ناپسند فرمایا مسلمانوں پر ہَزِیمَت مسلط فرما دی اور کفار کو بظاہر غَلبَہ نصیب ہوگیا۔ اس سے مسلمانوں پر جو گذری سو گذری۔

---

[۱] اَرطَاۃ بن شُرَحبِیل، لشکر کفار کے عَلَم برداروں میں سے تھا۔ سیرت ابن ہشام جلد ۳/ صفحہ ۱۵

[۲] تیرانداز جس پہاڑ کی چوٹی پر متعین تھے اس کا نام کوہ عینین تھا۔ ایک جماعت جس کی تعداد دس سے کم تھی حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ ثابت قدم رہے۔ (طبقات ابن سعد جلد ۱/ صفحہ ۳۸۴) حضرت عبداللہ بن جُبَیر رضی اللہ عنہ اس دن اپنے سفید لباس کی وجہ سے نمایاں تھے۔ (تاریخ طبری اردو جلد ۱/ صفحہ ۲۲۹)

[۳] تیرانداز صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی یہ اجتہادی خطا تھی۔ وہ سمجھے کہ دشمن بھاگ چکا ہے لہٰذا اب مالِ غنیمت جمع کرنے میں فرمان رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی خلاف ورزی نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی یہ خطا معاف فرما دی۔ قرآن مجید میں ہے۔ وَلَقَدْ عَفَا عَنْكُمْ وَاللّٰهُ ذُوْ فَضْلٍ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ۔ (آل عمران :۱۵۲) (اللہ تعالیٰ نے تمہیں معاف فرمادیا۔ اور اللہ تعالیٰ مسلمانوں پر بڑے فضل فرمانے والا ہے۔)

اللہ رب العزت نے حضرت عَبْدُاللہ بن جُبَیر رضی اللہ عنہ کی شانِ رفیع میں یہ آیۂ کریمہ نازل فرمائی۔
مِنْکُمْ مَنْ یُّرِیْدُ الدُّنْیَا۔ (تم میں سے کچھ دنیا چاہتے تھے) یہ الفاظ ان کے بارے میں ہیں جو مالِ دنیا کی جانب مائل ہوئے۔
وَمِنْکُمْ مَنْ یُّرِیْدُ الْاٰخِرَۃَ (اور تم میں سے کچھ آخرت چاہتے تھے) یہ الفاظ ان کے حق میں نازل ہوئے جو اپنی جگہ پر ثابت قدم رہے۔
ثُمَّ صَرَفَکُمْ عَنْھُمْ لِیَبْتَلِیَکُمْ۔ پھر اس نے تمہیں ان سے ہٹا دیا تاکہ تم کو آزمائش میں ڈال دے۔ (۱۵۲۔ آل عمران)

(۴۳) حضرت اَبُوْ زَید اَنْصَارِی رضی اللہ عنہ کی شہادت

غَزْوَۂ اُحُد میں حضرت اَبُوْ زَید اَنْصَارِی رضی اللہ عنہ نے بھی شہادت پائی۔ آپ رضی اللہ عنہ ان چھ صحابہ کرام میں سے ہیں جنہوں نے عہدِ نبوی میں قرآن مجید جمع کیا تھا۔
حضرت اَبُوْ زَید رضی اللہ عنہ کے اسم مبارک میں بہت اختلاف ہے۔ بعض علماء فرماتے ہیں ان کا نام قَیس بن سَکَن تھا۔ بعض نے اس کے علاوہ دیگر نام بھی ذکر فرمائے ہیں۔

(۴۴) اِمام زُہری رضی اللہ عنہ کے دادا کی غَزْوَۂ اُحُد میں شرکت

حضرت اِمام مُحمّد بن مُسْلِم بن عَبدُاللہ بن شِہَاب زُہریؒ رضی اللہ عنہ کے دادا عَبْدُاللہ بن شِہَاب جنگ احد میں کفار کے لشکر کے ساتھ تھے۔ انہوں نے مسلمانوں کے خلاف جنگ میں حصہ لیا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب تیر پھینکا جس سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم زخمی ہوگئے۔ لیکن اس کے بعد وہ ایمان لے آئے رضی اللہ عنہ یہ عَبْدُاللہ جن کا ذکر ہوا اَصْغَر تھے۔ اور اِمام زُہریؒ رضی اللہ عنہ کے دادا تھے۔ حضرت عَبْدُاللہ اَکْبَر رضی اللہ عنہ جو حضرت اِمام زُہریؒ رضی اللہ عنہ کے نانا تھے۔ وہ پہلے ایمان لا چکے تھے۔ حَبَشَہ کی جانب انہوں نے ہجرت میں شرکت فرمائی۔ لیکن ہجرتِ مدینہ سے قبل مکہ مکرمہ میں ہی ان کی رِحلت ہوگئی۔ حافظ سہیلی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب الروض الانف میں اس طرح ذکر فرمایا ہے۔

(۴۵) حضرت مُخَیْرِیق رضی اللہ عنہ کی شہادت

یہودی قبیلہ بَنِیْ نَضِیر کے ایک (عالم) حضرت مُخَیْرِیق [۱] رضی اللہ عنہ نے غَزْوَۂ اُحُد میں شہادت پائی۔

---

[۱] نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ رضی اللہ عنہ کے بارے میں ارشاد فرمایا۔ یہودیوں میں سب سے بہتر مُخَیْرِیق ہیں۔ سیرت ابن ہشام جلد ۲/ صفحہ ۱۴۰ جلد ۳/ صفحہ ۳۸۔

آپ رضی اللہ عنہ غزوۂ اُحد سے ایک سال پہلے ایمان لائے تھے۔ جنگِ اُحد میں شرکت فرمائی اور شہادت کا رتبہ پایا۔

آپ رضی اللہ عنہ بہت سی جائیدادوں اور سات باغات کے مالک تھے۔ غزوۂ اُحد میں جانے سے قبل آپ رضی اللہ عنہ نے وصیت فرمائی اگر میں اس غزوہ میں کام آجاؤں تو میرا سارا مال حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ملکیت ہوگا آپ صلی اللہ علیہ وسلم جو چاہیں کریں۔ جب نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم غزوۂ اُحد سے واپس تشریف لائے ان جائیدادوں اور باغات کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وقف فرما دیا۔ اِسلام میں یہ سب سے پہلا وقف تھا۔

علماء فرماتے ہیں کہ یہودی علماء سے حضرت عَبْدُاللہ بن سَلَام رضی اللہ عنہ اور حضرت مُخَیْرِیق رضی اللہ عنہ، دو حضرات کے بغیر کوئی اور ایمان نہ لایا۔

(۴۶) حضرت اَبُوحَبَہ رضی اللہ عنہ کی شہادت

غزوہ احد میں حضرت اَبُوحَبَہ بن ثَابِت بن نُعْمَان بن اُمَیَّہ اَنْصَارِی بَدْرِی رضی اللہ عنہ نے شہادت پائی۔ اَبُوحَبَہ اَ + بُ + وْ + حَ + بَّ + ہ۔ اس کے تلفظ میں حا نقطہ کے بغیر ہے اور باء پر تشدید ہے۔ [۱]

آپ رضی اللہ عنہ سے ابن حَزْم رضی اللہ عنہ نے حدیث معراج کا ایک حصہ روایت کیا ہے جو صحیح بخاری اور دوسری کتب حدیث میں موجود ہے۔ حضرت ابن حَزْم رضی اللہ عنہ کی حضرت اَبُوحَبَہ رضی اللہ عنہ سے روایت میں ارسال ہے۔

حضرت اَبُوحَبَہ رضی اللہ عنہ کے اسم گرامی میں اختلاف ہے۔ ایک قول ہے کہ آپ کا نام عَمْرو تھا اس کے علاوہ دیگر اقوال بھی اس بارے میں منقول ہیں۔

(۴۷) حضرت عُبَید بن تَیِّہَان [۲] رضی اللہ عنہ کی شہادت

غزوہ احد میں حضرت عُبَید بن تَیِّہَان رضی اللہ عنہ نے بھی جام شہادت نوش فرمایا۔

تیہان: تَ + یِّ + ہَ + ا + ن۔ یعنی تا کی زبر اور یائے مشددہ کی زیر [۳] کے ساتھ اس کے بعد الف اور نون ہیں۔

---

[۱] آپ رضی اللہ عنہ کے اسم مبارک کے تلفظ میں اختلاف ہے۔ اَبُوحَبَہ یعنی با کے ساتھ۔ اَبُوحَیَہ یعنی یاء کے ساتھ اور اَبُوحَنَہ یعنی نون کے ساتھ مروی ہے۔ حاشیہ سیرت ابن ہشام جلد ۳/ صفحہ ۷۷

[۲] آپ رضی اللہ عنہ غزوہ بدر میں بھی شریک تھے۔ سیرت ابن ہشام جلد ۲/ صفحہ ۳۴۴

[۳] سیرت ابن ہشام (محقق ایڈیشن) جلد دوم صفحہ ۳۴۴ اور جلد سوم صفحہ ۷۷ میں یا کی زیر کی بجائے زبر (تَیَّہَان) کے ساتھ درج ہے۔

(۴۸) حضرت سَعد بن رَبِیع رضی اللہ عنہ کی شہادت

غزوۂ احد کے دوران مسلمانوں کے لشکر سے حضرت سَعد بن رَبِیع بن عَمرو بن اَبِی زُہَیر اَنصَارِی خَزرَجِی رضی اللہ عنہ نے شہادت کا مرتبہ پایا۔ آپ رضی اللہ عنہ تیسری بیعتِ عَقَبَہ میں شامل تھے۔ مدینہ منورہ کے بارہ نقیبوں میں سے تھے۔

نبی پاک صاحبِ لَولاک صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عَبدُالرحمٰن بن عَوف رضی اللہ عنہ اور ان کے درمیان عقدِ مُواخات کرایا تھا۔ [۱]

(۴۹) حضرت خَارِجَہ بن زَید رضی اللہ عنہ کی شہادت

لشکرِ اسلام سے، غَزوَۂ اُحُد کے دن، شہادت پانے والوں میں سے حضرت خَارِجَہ بن زَید بن اَبِی زُہَیر اَنصَارِی خَزرَجِی رضی اللہ عنہ بھی شامل تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ کو حضرت سَعد بن رَبِیع رضی اللہ عنہ کے ساتھ ایک قبر میں دفن کیا گیا۔ باقی شہداء کو بھی اسی طرح ایک قبر میں دو دو یا تین تین اکٹھا دفن کیا گیا۔

حضرت سَعد بن رَبِیع رضی اللہ عنہ حضرت خَارِجَہ بن زَید رضی اللہ عنہ کے چچازاد بھائی تھے۔ ان کا نسب اَبُو زُہَیر پر اکٹھا ہو جاتا ہے۔

حضرت خَارِجَہ رضی اللہ عنہ بیعتِ عَقَبَہ اور غَزوَۂ بَدر میں شریک رہے۔ آپ رضی اللہ عنہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے سُسر تھے۔ ان کی صاحبزادی حضرت حَبِیبَہ رضی اللہ عنہا حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے نِکاح میں تھیں۔

یہ وہی حضرت حَبِیبَہ رضی اللہ عنہا ہیں جن سے اس وصیت کا تعلق ہے جو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے بوقت وِصَال حضرت عَائشہ صِدّیقہ رضی اللہ عنہا کو دو بھائیوں اور دو بہنوں کے بارے میں فرمائی تھی۔ اس پر حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا تھا میری ایک بہن تو (حضرت) اَسماء رضی اللہ عنہا ہیں دوسری میری ہمشیرہ کونسی ہے۔ تو حضرت

---

[۱] جنگ سے فراغت کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کون ہے جو مجھے دیکھ کر بتائے کہ سَعد بن رَبِیع زندہ ہیں یا شہید ہوگئے ہیں۔ ایک اَنصَارِی نے عرض کیا یارسول اللہ میں دیکھ کر آتا ہوں وہ میدانِ کارزار میں گئے۔ دیکھا کہ سخت زخمی ہیں صرف سانس باقی ہے انہوں نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے کہا مجھے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھیجا ہے کہ دیکھ آؤں کہ تم زندہ ہو یا اللہ کو پیارے ہوچکے ہو۔ حضرت سَعد رضی اللہ عنہ نے فرمایا میرا کام تمام ہوچکا ہے۔ اور فرمایا نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں میرا سلام عرض کرنا اور کہنا کہ سَعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض گذار ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بہترین جزا دے جو کسی نبی کو اپنی امت سے دی گئی ہے اور فرمایا اپنی قوم کو میرا سَلام کہنا اور ان کو پیغام دینا کہ اگر تمہاری موجودگی میں دشمن کسی طرح سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچ گیا تو اللہ تعالیٰ کے سامنے تمہارا کوئی عذر قابل قبول نہ ہوگا تمہارے پاس دیکھنے کو آنکھیں ہیں۔ تاریخ طبری اردو ترجمہ جلد۸ صفحہ ۲۴۴

صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا وہ (حضرت) خارجہ رضی اللہ عنہ کی بیٹی (حضرت حبیبہ رضی اللہ عنہا کے شکم میں ہے۔ میرا خیال ہے اس کے ہاں بچی کی وِلادت ہوگی۔ چنانچہ ان کے اِرشاد کے مطابق ان کی وفات کے بعد حضرت اُمِّ کلثوم رضی اللہ عنہا کی وِلادت ہوئی۔ اسے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی کرامات سے شمار کیا جاتا ہے۔

حضرت خَارِجہ بن زُید رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے حضرت زَید رضی اللہ عنہ تھے جن کے بارے میں مشہور ہے کہ انہوں نے وِصَال کے بعد گفتگو فرمائی۔ اپنے والد ماجد رضی اللہ عنہ کی مانند یہ بھی صحابی تھے۔

ایک قول کے مطابق بعداز وِصَال کلام فرمانے والے ان کے والد حضرت خَارِجَہ بن زَید رضی اللہ عنہ تھے۔ صحیح روایت پہلی ہے۔ علامہ ابن اثیر رضی اللہ عنہ نے اسد الغابہ میں اس کی تصریح فرمائی ہے۔

(۵۰) شہادت حضرت حَنظلَہ رضی اللہ عنہ

غزوہ احد میں صحابی رسول حضرت حَنظَلَہ بن اَبِی عَامِر رضی اللہ عنہ جو غَسِیل مَلَائکہ کے نام سے مشہور ہیں، نے بھی شہادت پائی۔

اس نام کی وجہ یہ ہے کہ جونہی نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے آپ رضی اللہ عنہ نے اُحُد کی جانب نکلنے کی آواز سنی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے حکم کی تعمیل میں دیر نہ کی۔ آپ رضی اللہ عنہ اس وقت اپنی اہلیہ سے جِماع کرنے کے باعث حالتِ جَنابَت میں تھے اور جلدی کے باعث آپ رضی اللہ عنہ کو غسل سے فراغت کا موقع نہ مل سکا۔ چنانچہ غسل کئے بغیر ہی آپ رضی اللہ عنہ غزوہٗ اُحُد کے لئے نکل آئے جس میں آپ رضی اللہ عنہ کو شہادت کا مرتبہ ملا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ رضی اللہ عنہ کو غسل دینے کے لئے فرشتے نازل فرمائے جنہوں نے آپ رضی اللہ عنہ کو غسل دیا۔ [1]

(۵۱) غَزوَہٗ اُحُد کے متعلق آیاتِ قرآنیہ کا نزول

اسی سال، غَزوَہٗ اُحُد کے بارے میں ساٹھ آیات مبارکہ نازل ہوئیں۔ اہل ایمان کی کارگذاری اور مشرکین پر عتاب ان آیات میں مذکور ہے۔

وَاِذْ غَدَوْتَ مِنْ اَهْلِكَ تُبَوِّئُ الْمُؤْمِنِيْنَ مَقَاعِدَ لِلْقِتَالِ۔ (۱۲۱۔ آل عمران)

(جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم صبح کو اپنے گھر سے نکلے اور مسلمانوں کو جنگ کی جگہوں پر مقرر فرماتے تھے) سے شروع ہوتی ہیں اور مسلسل ساٹھ آیات میں مندرجہ بالا مضامین مذکور ہیں۔

---

[1] آپ رضی اللہ عنہ کے قاتل کا نام شَدّاد بن اَسوَد بن شَعُوب لَیثی ہے۔ سیرت ابن ہشام جلد ۳/ صفحہ ۲۰، جلد ۳/ صفحہ ۷۷

(۵۲) حضرت عَبدُاللہ بن حَنظَلہ رضی اللہ عنہما کی وِلَادت

اسی سال، حضرت عَبدُاللہ بن حَنظَلہ بن اَبِی عَامِر اَنصارِی اَوسِی رضی اللہ عنہما پیدا ہوئے۔ آپ رضی اللہ عنہ کی وِلَادت غَزوۂ اُحُد سے پہلے ہوئی۔

آپ رضی اللہ عنہ کے والد حضرت حَنظَلہ رضی اللہ عنہ غَسِیلِ مَلائکہ کے نام سے مشہور ہیں۔ جن کی شہادت، جیسا کہ ابھی ذکر ہوا۔ غَزوۂ اُحُد میں ہوئی۔

وِصَالِ حضرت رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت آپ رضی اللہ عنہ کی عمر سات سال تھی۔ اس میں آپ رضی اللہ عنہ کی وِلَادت کے سال (کے مہینے اور دن) شامل نہیں۔

(۵۳) حضرت اُمِّ سَلِیط رضی اللہ عنہا کا مشرف بہ ایمان ہونا

غزوۂ اُحُد میں، اسی سال، حضرت اُمِّ سَلِیط، بنت عُبَید بن زِیاد اَنصارِیَہ نَجّارِیَہ مازِنِیَہ رضی اللہ عنہا نے ایمان قبول فرمایا۔

حضرت فاروقِ اعظم عُمَر بن خَطَّاب رضی اللہ عنہ نے آپ کے بارے میں فرمایا:

"جنگ احد میں آپ رضی اللہ عنہا ہمیں پانی پلانے کے لئے مشکیزے اٹھا کر لاتی تھیں۔"

(۵۴) بَنِی قَینُقَاع کی بدعہدی [1]

اسی سال، بَنِی قَینُقَاع نے عَہد شکنی کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی سرکوبی کے لئے نکلنے کا ارادہ فرمایا تو اس پر آیہ کریمہ نازل ہوئی۔

وَاِمَّا تَخَافَنَّ مِنْ قَوْمٍ خِيَانَةً فَانْۢبِذْ اِلَيْهِمْ عَلٰى سَوَآءٍ۔ (الانفال:۵۸)

ترجمہ: اگر کسی قوم سے آپ کو خیانت (عہد شکنی) کا اندیشہ ہو تو ان کا عہد ان کو اسی طرح واپس کر دیجئے۔

---

[1] امام ابن جریر طبری نے غزوۂ بَنِی قَینُقَاع کو غزوۂ اُحُد سے پہلے بیان فرمایا ہے۔ نیز یہ صراحت بھی کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے بَدر اور اُحُد کے درمیان جنگ کی۔ (تاریخ طبری اردو ترجمہ جلد۱/ صفحہ۲۰۶) اس جنگ میں لشکر اسلام کے عَلَم بردار حضرت امیر حَمزَہ رضی اللہ عنہ تھے اور جھنڈا سفید رنگ کا تھا۔ اس کے علاوہ اور بھی چھوٹے جھنڈے تھے (طبقات ابن سعد اردو ترجمہ جلد۱/ صفحہ۲۷۰)

(۵۵) حضرت عُبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کے بارے میں نزولِ آیات

اسی سال، جب حضرت عُبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ نے بنی قَینُقاع کے یہودیوں کی سفارش [1] کی تو یہ آیات ان کے حق میں نازل ہوئیں۔

یٰاَیُّهَا [2] الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الْیَهُوْدَ وَالنَّصٰرٰی اَوْلِیَآءَ تا فَاِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْغٰلِبُوْنَ۔ المائدہ (۵۱ تا ۵۶)

ترجمہ: "اے ایمان والو! یہودیوں اور نصاریٰ کو دوست مت رکھو۔ وہ ایک دوسرے کے دوست ہیں۔ جو ان سے دوستی رکھے گا بے شک وہ انہی میں سے ہوگا۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ اپنے اوپر ظلم کرنے والوں کو ہدایت پر نہیں لگاتا۔ تم ان لوگوں کو جن کے دِلوں میں مرض [3] ہے، دیکھتے ہو کہ وہ ان میں دوڑ دوڑ کر جاتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ ہم کو خدشہ ہے ہم پر کوئی آفت نہ آپڑے۔ امید ہے کہ عنقریب اللہ تعالیٰ اپنی جانب سے فتح یا کسی اور معاملہ کا ظہور فرمادے جس کے بعد یہ اپنے پوشیدہ دلی خیالات پر شرمندہ ہوں گے۔ مسلمان کہیں گے کیا یہ وہی ہیں جو بڑے مبالغہ سے قسمیں کھاتے تھے کہ ہم تمہارے ساتھ ہیں۔ ان کے اعمال غارت ہوئے جس سے وہ ناکام ہوگئے۔ اے ایمان والو! جو آدمی تم میں سے اپنے دین سے منہ موڑے اللہ تعالیٰ عنقریب ایسی قوم ان کی جگہ پر پیدا فرمادے گا جو اسے محبوب ہوگی اور وہ اللہ تعالیٰ سے محبت کریں گے۔ مومنوں پر نرمی کرنے والے اور کفار پر سختی کرنے والے ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کریں گے کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کا انہیں خوف نہ ہوگا۔ یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے وہ جسے چاہتا ہے عطا فرماتا ہے اللہ تعالیٰ بڑی وسعت والا، علم والا ہے۔ تمہارے [4] مددگار اللہ تعالیٰ، اس کا رسول اور ایمان دار لوگ ہیں جو نماز کو قائم رکھتے ہیں، زکوٰۃ ادا کرتے ہیں اور رکوع کرتے ہیں۔ جو شخص اللہ تعالیٰ، اس کے رسول اور ایمان والوں سے دوستی رکھے گا تو اللہ تعالیٰ کا گروہ بلاشبہ غالب ہے۔"

---

[1] بنُوْ قَینُقاع نے جب نبی کریم ﷺ سے جنگ کی تو حلیف ہونے کی وجہ سے بنُوْ قَینُقاع کے ساتھ حضرت عُبادہ بن صامِت رضی اللہ عنہ کا وہی تعلق تھا جو عبدُاللہ ابن اُبَیّ کا تھا۔ لیکن آپ رضی اللہ عنہ نے (ان سے عہد شکنی ملاحظہ فرما کر) نبی کریم ﷺ کے سامنے ان کا حلیف ہونے سے دستبرداری اختیار فرمائی اور ان سے علیحدگی کا اعلان فرمادیا۔ سیرت ابن ہشام جلد ۲/ صفحہ ۴۲۸، ۴۲۹

[2] ان سے کچھ آیات عبداللہ بن ابی کے بارے میں اور کچھ حضرت عبداللہ بن صامت رضی اللہ عنہ کے بارے میں نازل ہوئیں۔

[3] اس سے مراد عبداللہ بن ابی ابن سلول ہے۔

(بقیہ حواشی اگلے صفحے پر)

(۵۶) یہودِ بنی قَینُقَاع کے بارے میں آیاتِ مبارکہ کا نزول

بنی قَینُقَاع جنگ سے پہلے اپنی شجاعت اور جنگ کے بارے میں علم پر فخر سے ڈینگیں مار کر کہنے لگے۔

"محمد (ﷺ) قُریش پر صرف اس لئے غالب آگئے کہ انہیں جنگ کے متعلق عِلم نہ تھا۔ اگر وہ ہم سے جنگ کرے تو اسے پتہ چل جائے گا کہ ہم ہی جنگجو لوگ ہیں وہ ہم پر بالکل غالب نہیں آسکتے۔"

اس پر قُلْ لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا سَتُغْلَبُوْنَ وَتُحْشَرُوْنَ اِلٰى جَهَنَّمَ (آل عمران-۱۱) (اے محبوب! آپ ﷺ کفار سے فرما دیجئے کہ عنقریب (دنیا میں) تم مغلوب ہو جاؤ گے اور (آخرت میں) دوزخ کی جانب اکٹھے کئے جاؤ گے) سے شروع ہونے والی چند آیات کریمہ نازل ہوئیں۔

یہ آیات مبارکہ بھی اسی سال نازل ہوئیں۔

(۵۷) حضرت عَمْرو بن اُمَیَّہ رضی اللہ عنہ کا قبولِ اسلام

اسی سال، جب نبی پاک صاحبِ لولاک ﷺ غَزْوَۂ اُحُد سے فارغ ہو چکے تو حضرت عَمْرو بن اُمَیَّہ بن خُوَیْلِد اَبُواُمَیَّہ ضمری رضی اللہ عنہ مشرف بہ ایمان ہوئے۔

غَزْوَۂ اُحُد میں آپ رضی اللہ عنہ بحالتِ کفر کفار کے لشکر میں شامل تھے زاں بعد اللہ تعالیٰ نے انہیں ایمان کی ہدایت عطا فرمائی۔

سب سے پہلے آپ رضی اللہ عنہ مسلمانوں کے لشکر کے ساتھ بیرِ مَعُوْنَہ میں شامل تھے اس روز اللہ تعالیٰ نے آپ رضی اللہ عنہ کو مشرکین کے ہاتھ سے بچالیا۔

(۵۸) حضرت اُصَیْرِم رضی اللہ عنہ کا ایمان لانا

غَزْوَۂ اُحُد کے دوران، حضرت اُصَیْرِم رضی اللہ عنہ مشرف بہ اسلام ہوئے۔ بعض علماء فرماتے ہیں کہ اُصَیْرِم (اُ + صَ + یْ + رِ + م) تصغیر کے صیغہ کے ساتھ ہے اور بعض کا کہنا ہے یہ مکبر صیغہ کے ساتھ ہے۔

(پچھلے صفحے کا بقیہ حواشی)

۱۴۳ یہ اس لئے فرمایا کہ حضرت عُبادہ رضی اللہ عنہ، اللہ اس کے رسول ﷺ اور ایمان داروں سے محبت کرتے تھے۔ چنانچہ انہوں نے بنی قَینُقَاع کی محبت اور ان کے حلیف ہونے سے علیحدگی کا اعلان فرمادیا۔ سیرت ابن ہشام جلد ۲/ صفحہ ۴۲۹

آپ رضی اللہ عنہ کا اسم گرامی عَمرو بن وَقش اَنصاری رضی اللہ عنہ ہے۔ ایمان لانے کے بعد ابھی اللہ تعالیٰ کو کوئی سجدہ نہ فرمایا تھا کہ اُحد کے میدان میں شہادت کا رتبہ حاصل کرلیا۔ مدنی تاجدار صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ جنتیوں میں سے ہیں۔ [1]

(۵۹) مُعتّب بن قُشَیر مُنافق کے متعلق آیتِ مبارکہ کا نزول

اسی سال، غَزوۂ اُحد میں، مسلمانوں کے لشکر میں شامل ایک منافق مُعتّب بن قُشَیر کہنے لگا۔ [2]

"اگر ہماری بات مانی جاتی تو ہم یہاں قتل نہ ہوتے۔"

اللہ تعالیٰ نے اس کے بارے میں یہ آیہ کریمہ نازل فرمائی۔

يَقُولُونَ لَوْ كَانَ لَنَا مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ مَّا قُتِلْنَا هَاهُنَا۔ (آل عمران:۱۵۴)

(وہ کہتے ہیں اگر معاملہ ہمارے بس میں ہوتا تو ہم یہاں قتل نہ کئے جاتے۔)

(۶۰) حضرت عَبدُالرَّحمٰن بن عَوف رضی اللہ عنہ کا زخمی ہونا

غزوۂ اُحد میں، اسی سال، حضرت عَبدُالرَّحمٰن بن عَوف رضی اللہ عنہ کو اکیس زخم لگے۔ آپ رضی اللہ عنہ کا پاؤں اتنا زخمی ہوگیا کہ آپ رضی اللہ عنہ اس کی وجہ سے لنگڑا کرچلتے تھے۔ سامنے کے دو دانت جڑ سے اکھڑ گئے۔

---

[1] حضرت اَبُوہُرَیرہ رضی اللہ عنہ لوگوں سے پوچھا کرتے تھے کہ مجھے ایسے شخص کے بارے میں بتاؤ جو جنت میں داخل ہوگیا لیکن اس نے نماز بالکل نہیں پڑھی۔ جب لوگوں کو پتہ نہ چلتا تو وہ آپ رضی اللہ عنہ سے پوچھتے آپ رضی اللہ عنہ بتائیں وہ کون ہے تو آپ رضی اللہ عنہ بتاتے وہ حضرت اُصَیرِم رضی اللہ عنہ ہیں۔ (سیرت ابن ہشام جلد ۳/ صفحہ ۳۹)

[2] مُعتّب بن قُشَیر نے غزوۂ خَندَق کے دوران کہا تھا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم تو ہم سے وعدہ کرتے تھے کہ ہم قیصر اور کسریٰ کے خزانے کھا جائیں گے اور آج یہ حال ہے کہ ہم میں کوئی شخص بے خوف ہو کر پاخانہ کے لئے نہیں نکل سکتا۔ سیرت ابن ہشام جلد ۳/ صفحہ ۲۳۸ جلد ۲ صفحہ ۱۴۴ مسجدِ ضِرار بنانے والے بارہ افراد میں سے ایک یہ تھا۔ سیرت ابن ہشام جلد ۴/ صفحہ ۱۸۶ مُعتّب بن قُشَیر کی سیرت کا دوسرا پہلو یہ ہے کہ یہ غزوۂ بَدر میں لشکر اسلام میں داخل تھے۔ سیرت ابن ہشام جلد ۲/ صفحہ ۳۳۵۔ نیز آیت کریمہ وَمِنْهُم مَّنْ عَاهَدَ اللَّهَ لَئِنْ آتَانَا مِن فَضْلِهِ لَنَصَّدَّقَنَّ وَلَنَكُونَنَّ مِنَ الصَّالِحِينَ۔ (۷۵۔ التوبہ) (اور ان میں وہ بھی جنہوں نے اللہ تعالیٰ سے عہد کر رکھا ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ ہم کو مال عطا فرمائے تو ہم صدقہ و خیرات کریں گے اور نیکو کاروں سے ہو جائیں گے) اسی کے بارے میں نازل ہوئی۔ (سیرت ابن ہشام جلد ۴/ صفحہ ۲۰۹) نیز ابن ہشام کا اپنا کہنا ہے کہ مُعتّب بن قُشَیر منافقین میں سے نہیں تھے میرے سامنے یہ اس اہل علم نے بیان کیا جس پر مجھے وثوق ہے جلد ۲/ صفحہ ۱۴۴ جلد ۳/ صفحہ ۲۳۸

(٦١) حضرت عَبدُاللہ بن زَید بن عَاصِم رَضِیَ اللہُ عَنہ کا ایمان لانا

غَزوۂ اُحُد سے پہلے حضرت عبدُاللہ بن زَید بن عَاصِم اَنصَارِیّ خَزرَجِیّ مَازِنِیّ رَضِیَ اللہُ عَنہ مشرف بہ ایمان ہوئے۔ آپ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وضو مبارک کی کیفیت کو بیان فرمانے والے ہیں۔ اس کے بعد غزوۂ اُحُد اور مابعد مہموں میں شریک رہے۔

۱۳ / نبوی کے واقعات میں (ان کے ہم نام) حضرت عبدُاللہ بن زَید بن عَبدِرَبِّہٖ اَنصَارِیّ، خَزرَجِیّ، حَارِثِیّ رَضِیَ اللہُ عَنہ کا ایمان لانا مذکور ہوچکا ہے۔ جن کو اذان کے طریقہ کے متعلق خواب آیا تھا۔

یہ ان نفوسِ مُبارکہ سے تھے جو تیسری بَیعَتِ عَقبہ میں مشرف بہ ایمان ہوئے۔

(٦٢) حضرت اَبُوالطُّفَیل عَامِر بن وَاثِلَہ[1] رَضِیَ اللہُ عَنہ کی وِلادت

حضرت اَبُوالطُّفَیل عَامِر بن وَاثِلَہ بن عَبدُاللہ کِنَانِی لَیثِی رَضِیَ اللہُ عَنہ کی وِلادت اسی سال ہوئی۔

علامہ ابن اثیر رَضِیَ اللہُ عَنہ نے اسد الغابہ میں فرمایا:

"حضرت اَبُوالطُّفَیل رَضِیَ اللہُ عَنہ نے نبی پاک صاحبِ لولاک صلی اللہ علیہ وسلم کی ظاہری حیاتِ مبارکہ کے آٹھ سال پائے۔"

محدثین رَضِیَ اللہُ عَنہُم کا اجماع ہے کہ روئے زمین پر صحابہ کرام رَضِیَ اللہُ عَنہُم اجمعین میں سب سے آخر میں آپ رَضِیَ اللہُ عَنہ نے وِصَال فرمایا۔

آپ رَضِیَ اللہُ عَنہ کا انتقال مکہ مکرمہ میں ۱۱۰ھ میں ہوا۔

بعض علماء فرماتے ہیں حضرت اِمَامِ اَعظَم اَبُوحَنِیفَہ کُوفِیّ رَضِیَ اللہُ عَنہ نے حج کے دوران مکہ مکرمہ میں آپ رَضِیَ اللہُ عَنہ سے ملاقات فرمائی تھی۔

(٦٣) دَارُالنَّدوَہ میں کفار کا جنگِ اُحُد کے لئے صلاح و مشورہ

جنگِ اُحُد سے پہلے کفارِ قُرَیش مکہ مکرمہ میں دَارُالنَّدوَہ میں جمع ہوئے اور جنگ میں جانے کا ایکا کرلیا۔

---

[1] آپ رَضِیَ اللہُ عَنہ شاعر فَصِیح، عَاقِل، فَاضِل اور حاضر جواب تھے۔ آپ رَضِیَ اللہُ عَنہ نے بہت لمبی عمر پائی تمام صحابہ کرام رَضِیَ اللہُ عَنہُم میں سب سے آخر آپ رَضِیَ اللہُ عَنہ کا وصال ہوا۔ آپ رَضِیَ اللہُ عَنہ کا ایک شعر یوں ہے۔ وَمَا شَابَ رَأْسِی مِنْ سِنِینَ تَتَابَعَتْ + عَلَیَّ وَلٰکِنْ شَیَّبَتْنِی الْوَقَائِعُ۔ میرے سر کے بال کثیر سال گذرنے کے باعث سفید نہیں ہوئے مجھے تو حادثات و واقعات نے بوڑھا کر دیا ہے۔ الاستیعاب علی حامش الاصابہ جلد ۴/ صفحہ ۱۱۶، ۱۱۷

انہوں نے اس میں خرچ کرنے کے لئے کثیر مال جمع کیا۔ [1] اس پر اللہ رب العزت نے یہ وحی نازل فرمائی۔

اِنَّ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ لِيَصُدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَسَيُنْفِقُوْنَهَا ثُمَّ تَكُوْنُ عَلَيْهِمْ حَسْرَةً ثُمَّ يُغْلَبُوْنَ۔ (الانفال:۳۶)

ترجمہ: جو لوگ اپنے مال لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی راہ سے روکنے کے لئے خرچ کرنا چاہتے ہیں۔ وہ عنقریب انہیں خرچ کریں گے پھر ان کے لئے وہ مال حسرت بن جائیں گے اور پھر وہ مغلوب ہو جائیں گے۔

(۶۴) حضرت یمان رضی اللہ عنہ کی شہادت

جنگِ اُحد میں شہادت پانے والے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم میں، حضرت حُذَیفہ رضی اللہ عنہ کے والد ماجد حضرت یمان رضی اللہ عنہ بھی شامل تھے۔ جنگ کی شدت میں مسلمانوں نے انہیں غلطی سے، لشکرِ کفار کا فرد سمجھ کر اپنی تلواروں سے شہید کر دیا۔ [2] حضرت حُذَیفہ رضی اللہ عنہ ان کی شہادت تک پکارتے رہے کہ یہ میرے والد ہیں۔ یہ میرے والد ہیں۔ جب حضرت حُذَیفہ رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ والد ماجد شہید ہو گئے ہیں تو قتل کرنے والوں سے فرمایا "اللہ تعالیٰ تمہیں معاف فرمائے وہ ارحم الراحمین ہے۔"

یہ کہا اور تجہیز و تکفین میں مشغول ہو گئے۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ○

(۶۵) شُہَداءِ احد کی نمازِ جنازہ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کی نماز جنازہ ادا فرمائی۔ پھر باقی شُہَداء کی نماز اس طرح پڑھی کہ ہر شہید کے جنازہ کو حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ رکھتے اور اس کی نماز ادا کرتے۔ اس طرح حضرت امیر

---

[1] مشرکین جو بَدر میں آئے تھے جب مکہ کو لوٹے تو اس قافلہ کو، جسے اَبُوسُفیان (مسلمانوں کے حملہ سے بچا کر) لایا تھا دارُالنَّدْوَہ میں ٹھہرا ہوا پایا، سردارانِ قریش ابوسفیان کے پاس گئے اور کہا ہم لوگ نہایت خوش ہوں گے اگر تم اس قافلے کے نفع سے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی طرف جانے کے لئے سامان مہیا کرو اَبُوسُفیان نے کہا میں پہلا شخص ہوں جسے یہ منظور ہے اور عَبدِمَناف کی ساری اولاد میرے ساتھ ہے۔ مال فروخت ہو کر سونا جمع ہوا کل ایک ہزار اونٹ تھے اور پچاس ہزار دینار کا مال تھا۔ معمول یہ تھا کہ ایک دینار کے ساتھ ایک دینار نفع لیتے تھے۔ طبقات ابن سعد اردو ترجمہ جلد۱/ صفحہ ۳۷۹

[2] غَزْوَۂ اُحُد میں دو صَحابی خود مسلمانوں کے ہاتھوں غلطی سے شہید ہو گئے ان میں سے ایک یہ حضرت حُذَیفہ رضی اللہ عنہ کے والد حضرت یمان رضی اللہ عنہ تھے اور دوسرے حضرت سَعد بن مُعاذ رضی اللہ عنہ کے بھائی حضرت عَمرو بن مُعاذ رضی اللہ عنہ تھے۔ (طبقات ابن سعد اردو ترجمہ جلد۱/ صفحہ ۳۸۶)

حمزہ رضی اللہ عنہ کی نمازِ جنازہ ستر[1] بار پڑھی گئی۔ اس کا معنے یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر شہید کی نماز ادا فرمائی اور ہر جنازہ حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کے پہلو میں رکھا جاتا پھر نماز ادا کی جاتی۔ اس طرح بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ پر ستر مرتبہ نماز جنازہ پڑھی گئی حقیقتاً آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ رضی اللہ عنہ کی نماز جنازہ ستر بار نہیں پڑھی۔[2]

علمائے احناف نے اسی روایت کو بنیاد بنا کر فرمایا کہ شہید کی نماز جنازہ پڑھی جائے گی۔

ایک قول کے مطابق حضرت رِسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے شُہَدائے احد کی نماز ادا نہ فرمائی۔ اس روایت کی بنا پر شافعی علماء کا کہنا ہے کہ شُہَداء کی نماز جنازہ ادا نہ کی جائے۔

(٦٦) حضرت مَالِک بن سِنَان رضی اللہ عنہ کی شہادت اور تدفین

حضرت ابو سَعِید خُدرِی رضی اللہ عنہ کے والد ماجد حضرت مَالِک بن سِنَان رضی اللہ عنہ غزوۂ اُحُد میں شہید ہوئے۔ لوگ انہیں وہاں سے اٹھالائے تا کہ جنت البقیع میں انہیں دفن کیا جائے۔ جب ان کو لے کر مدینہ منورہ پہنچے تو انہیں معلوم ہوا کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر شہید کو اپنے مقام پر دفن کرنے کا حکم فرمایا ہے اور اسے منتقل کرنے سے منع فرمایا ہے۔ تو لانے والے جس مقام پر پہنچے تھے انہوں نے اس جگہ آپ رضی اللہ عنہ کو دفن کر دیا۔

آج مدینہ منورہ میں آپ رضی اللہ عنہ کی قبرِ اَنوَر پر گنبد ہے[3] لوگ اس کی زیارت کرتے ہیں اور اس سے برکت حاصل کرتے ہیں۔

---

[1] سیرت ابن ہشام جلد ۳/ صفحہ ۴۸ میں ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ پر ۷۲ مرتبہ نماز جنازہ ادا کی گئیں۔

[2] نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں ایسی چادر کا کفن پہنایا کہ جب آپ رضی اللہ عنہ کے سر پر پھیلاتے تو پاؤں ننگے ہو جاتے پاؤں پر پھیلاتے تو سر ننگا ہو جاتا چنانچہ وہ چادر آپ رضی اللہ عنہ کے سر پر پھیلا دی گئی اور پاؤں پر اِذْخِر گھاس ڈال دی گئی ایک روایت ہے کہ حَرْمَل ڈال دی گئی۔ قبر میں آپ رضی اللہ عنہ کے ساتھ حضرت عبدُاللہ بن جَحْش رضی اللہ عنہ اور حضرت مُصْعَب بن عُمَیر رضی اللہ عنہ ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ کی قبر انور پر عظیم گنبد ہے۔ یہ گنبد خلیفہ الناصر لدین اللہ کی والدہ نے ۵۹۰/ھ/ ۱۱۹۳ء کو تعمیر کیا تھا۔ مناقب سید الشہداء امیر حمزہ سید جعفر بن حسن برزنجی (اردو ترجمہ) سعودی تسلط پر وہ گنبد دیگر مقابر اور گنبدوں کی طرح زمین بوس کر دیا گیا۔ ترکی عہد میں آپ رضی اللہ عنہ کے مزار اقدس پر حکومت کی جانب سے اعزازی طور پر فوجی پہرہ ہوتا تھا جیسا کہ اس زمانہ کی تصاویر سے ظاہر ہوتا ہے۔

[3] محمد بن عبدالوہاب نجدی کی دعوت سے متاثر شاہ سَعُود کے لشکر نے جب حجازِ مُقدس پر قبضہ کرلیا، انہوں نے تمام گنبدوں اور مَزارات شریفہ مِسْمار کر کے ان کا نام و نشان تک مٹا دیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ بعض مَزارات شریفہ اور گنبدوں کی تصاویر قدیم مطبوعہ کتابوں اور رسالوں میں ملتی ہیں۔ علامہ نورالدین علی بن احمد سمہودی قدس سرہ نے اپنی کتاب وفاء الوفاء باخبار دار المصطفیٰ کی تالیف سے ۸۸۶/ھ میں فراغت حاصل کی آپ رحمۃ اللہ علیہ حضرت مَالِک بن سِنَان رضی اللہ عنہ کی قبرِ انور کے بارے میں تحریر کرتے ہیں اس پر ایک قدیم تعمیر شدہ گنبد ہے۔ جلد ۳/ صفحہ ۹۲۳

اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ ہم نے بھی ۱۴۳۶ھ میں اس کی زیارت کی ہے۔

(۶۷) اَبُوسُفیان کا نبی اکرم ﷺ، حضرت صدیق اکبر اور حضرت فارُوقِ اعظم رضی اللہ عنہما کے بارے میں پوچھنا

اسی سال، غزوۂ اُحد میں، اَبُوسُفیان بن حَرب نے حضرت رِسالت مآب ﷺ کے بارے میں پوچھا اور کہا:

"کیا مسلمانوں میں محمد (ﷺ) موجود ہیں۔"

نبی پاک ﷺ نے فرمایا "اس کا جواب مت دو" چنانچہ مسلمان خاموش رہے۔

پھر اس نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے متعلق دریافت کیا اور کہا "کیا مسلمانوں میں اَبُو قُحافَہ کا بیٹا موجود ہے۔"

مسلمان خاموش رہے۔ پھر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے بارے میں پوچھا اور کہا۔

"کیا مسلمانوں میں عُمَر بن خَطّاب موجود ہے۔"

مسلمان اس کے سوال پر بھی خاموش رہے۔

یہ دیکھ کر اَبُوسُفیان کہنے لگا۔

"یہ مارے جا چکے ہیں اگر زندہ ہوتے تو ضرور جواب دیتے۔"

اس پر حضرت فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ سے صبر نہ ہو سکا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

"دشمن خدا! تم نے جھوٹ بولا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو زندہ رکھا ہے تا کہ تجھے قتل کریں۔"

ابوسُفیان اس پر اپنے بت کی تعریف کرنے لگا اور کہنے لگا۔

"ہبل! تجھے برتری نصیب ہو۔ ہبل! تجھے برتری نصیب ہو۔"

نبی کریم ﷺ نے یہ سن کر فرمایا:

"اب جواب دو"

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: اسے جواب میں کیا کہیں۔

آپ ﷺ نے فرمایا! تم کہو اللہ تعالیٰ برتر و بالا ہے۔"

ابوسفیان کہنے لگا "ہمارا معبود عُزّیٰ ہے۔ تمہارا کوئی عُزّیٰ موجود نہیں۔"

نبی کریم ﷺ نے فرمایا جواب دو۔
جانثاروں نے عرض کیا، جواب میں کیا کہیں۔
حضرت رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:
"تم انہیں کہو اللہ تعالیٰ ہمارا مددگار ہے تمہارا کوئی مددگار نہیں۔"

(۶۸) شُہَدائے احد کی شان میں نزولِ آیاتِ کریمہ

جب نبی پاک صاحبِ لَولاک ﷺ غزوۂ اُحُد سے فارغ ہو چکے تو اللہ تعالیٰ نے اُحُد کے شُہَدا کی شان میں قرآن مجید کا یہ حصہ نازل فرمایا۔

مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ فَمِنْهُمْ مَنْ قَضٰى نَحْبَهٗ وَمِنْهُمْ مَنْ يَّنْتَظِرُ۔ (الاحزاب:۲۳)

ترجمہ: "مسلمانوں میں سے ایسے افراد ہیں جنہوں نے اللہ تعالیٰ سے کیا ہوا وعدہ سچ کر دکھایا ان میں سے بعض ایسے ہیں جنہوں نے اپنی نذر پوری کر دی اور بعض انتظار کر رہے ہیں۔"

(۶۹) شُہَدا کی شانِ ارفع میں کلامِ الٰہی کا مزید نزول

اسی سال، جب آپ ﷺ غزوہ اُحُد سے فراغت پا چکے تو یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا بَلْ اَحْيَآءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ فَرِحِيْنَ بِمَآ اٰتٰهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ۔ (آل عمران:۱۶۹-۱۷۰)

ترجمہ: جو لوگ اللہ تعالیٰ کی راہ میں قتل ہو گئے انہیں مردہ ہرگز ہرگز نہ سمجھو۔ بلکہ وہ تو اپنے رب کے ہاں زندہ ہیں۔ انہیں رِزق دیا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں جو کچھ اپنے فضل سے عطا فرمایا ہے اس سے وہ خوش ہیں۔

(۷۰) مسلمانوں کی حوصلہ افزائی کے لئے آیاتِ قرآنیہ کا نزول

جنگِ اُحُد کے بعد، نبی پاک صاحبِ لَولاک ﷺ کے صَحابَہ غَزوَہ میں ہَزیمَت، اور ستر افراد کے شہید ہونے پر غمگین ہو گئے اور کہنے لگے۔
"یہ کچھ کہاں سے آ گیا" یعنی کس کے باعث ہمیں ہَزیمَت اٹھانا پڑی اور ہمارے ستر افراد مارے گئے۔
اس پر اللہ تعالیٰ نے ان کو بشارت دینے اور غم کے اِزالہ کے لئے یہ آیہ مبارکہ نازل فرمائی۔

اَوَلَمَّآ اَصَابَتْكُمْ مُّصِيْبَةٌ قَدْ اَصَبْتُمْ مِّثْلَيْهَا قُلْتُمْ اَنّٰى هٰذَا۔ (آل عمران:۱۶۵)

ترجمہ: کیا (یہ حقیقت نہیں کہ) جب تم پر مصیبت پڑی تم (پہلے) دوگنا غارت ان پر ڈھا چکے تھے اور تم کہنے لگے یہ مصیبت کہاں سے آگئی۔

(۱۷) غَزْوَۂ حَمْرَآءُ الْاَسَد

اسی سال، غزوۂ اُحُد کے ایک دن بعد [۱] نبی کریم ﷺ حَمْرَآءُ الْاَسَد کی مہم کے لئے نکل آئے۔

کفارِ قُریش کو خیال تھا کہ حضرت رِسالت مآب ﷺ کے صحابہ آپ ﷺ کے ہمراہ جنگ کے لئے روانہ نہ ہوں گے کیونکہ انہیں اُحُد کے میدان میں قتل و ہزیمت کا داغ برداشت کرنا پڑا ہے۔

جب حضرت رسولِ کریم ﷺ نے حَمْرَآءُ الْاَسَد کے لئے کوچ کا ارادہ فرمایا اپنے صَحابۂ کِرام رضی اللہ عنہم میں ایک آواز دینے والے [۲] کو بھیجا تاکہ وہ جنگ کے لئے آواز دے۔ اس پر تمام صَحابۂ کِرام رضی اللہ عنہم جنگ کے لئے تیار ہو کر نکل پڑے۔ [۳]

اللہ تعالیٰ نے ان کی مدح فرمائی اور ان کی شان میں قرآن مجید کا یہ حصہ نازل فرمایا۔

اَلَّذِيْنَ اسْتَجَابُوْا لِلّٰهِ وَالرَّسُوْلِ مِنْۢ بَعْدِ مَآ اَصَابَهُمُ الْقَرْحُ لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوْا مِنْهُمْ وَاتَّقَوْا اَجْرٌ عَظِيْمٌ۔ (آل عمران:۱۷۲)

(ترجمہ) جن لوگوں نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے حکم کو مانا بعد اس کے کہ ان کو زخم لگ چکے تھے۔ ان میں نیک و کار اور تقویٰ اختیار کرنے والوں کے لئے بہت بڑا اجر ہے۔

---

[۱] غَزْوَۂ حَمْرَآءُ الْاَسَد ۱۶/ شوال یا ۸/ شوال بروز اتوار ہجرت کے بتیسویں مہینے میں واقع ہوا (زرقانی علی المواہب اللدنیہ جلد ۲/ صفحہ ۵۹)

[۲] نبی کریم ﷺ کی جانب سے اس غزوہ پر کوچ کا اعلان فرمانے والے حضرت بِلَال رضی اللہ عنہ تھے۔ زرقانی علی المواہب اللدنیہ جلد ۲/ صفحہ ۵۹۔ طبقات ابن سعد اردو ترجمہ جلد ۱/ صفحہ ۳۹۲

[۳] اس غزوہ میں صرف وہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم شامل تھے جو غَزْوَۂ اُحُد میں شریک تھے۔ صرف حضرت جَابِر بن عَبْدُاللہ رضی اللہ عنہ تھے جن کو نبی کریم ﷺ نے خصوصی اجازت عطا فرمائی تھی وہ جنگِ اُحُد میں شریک نہ تھے۔ وہ نبی پاک ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا میرے والد نے مجھے میری بہنوں کی نگرانی کے لئے چھوڑ دیا تھا اس لئے جنگ میں حاضر نہ ہو سکا۔ اب اجازت دیجئے۔ اس پر آپ ﷺ نے انہیں اجازت دے دی۔ طبقات ابن سعد اردو ترجمہ جلد ۱/ صفحہ ۳۹۲

(۷۲) حمرآءُ الاَسد کی مہم کے لئے مسلمانوں کو کفار کے خوفزدہ کرنے کے لئے حیلے اور مسلمانوں کا جواب

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سمیت، جب نبی پاک ﷺ نے حمرآءُ الاَسد کی جانب نکلنے کا ارادہ فرمالیا تو کفارِ مکہ نے انہیں جنگ کے لئے نکلنے سے خوفزدہ کرنے کے لئے نعیم بن مَسْعُود اَشْجعی کو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی جانب بھیجا تا کہ وہ ان سے کہے کفار مکہ تم سے جنگ کے لئے اکٹھے ہو چکے ہیں ان سے ڈرو، ورنہ تمہیں مزید قتل اور ہزیمت کا داغ اٹھانا پڑے گا جس طرح اس سے پہلے غزوۂ اُحد میں تمہارے ساتھ گذر چکا ہے۔

نعیم جب مسلمانوں میں پہنچا اور انہیں خوف زدہ کرنے تو لگا نبی کریم ﷺ کے صحابہ نے فرمایا:

حَسْبُنَا اللّٰہُ وَنِعْمَ الْوَکِیْلُ ترجمہ: "ہمیں اللہ تعالیٰ کافی ہے اور وہ بہت اچھا کارساز ہے۔"

اللہ تعالیٰ نے ان کی تعریف فرمائی اور ان کی شان میں یہ آیاتِ مبارکہ نازل فرمائی۔

اَلَّذِیْنَ قَالَ لَھُمُ النَّاسُ اِنَّ النَّاسَ قَدْ جَمَعُوْا لَکُمْ فَاخْشَوْھُمْ فَزَادَھُمْ اِیْمَانًا وَّقَالُوْا حَسْبُنَا اللّٰہُ وَنِعْمَ الْوَکِیْلُ ○ فَانْقَلَبُوْا بِنِعْمَۃٍ مِّنَ اللّٰہِ وَفَضْلٍ لَّمْ یَمْسَسْھُمْ سُوْٓءٌ

(آل عمران: ۱۷۲، ۱۷۴)

ترجمہ: بلاشبہ وہ لوگ، جنہیں لوگ کہنے لگے کہ لوگ تمہارے لئے جمع ہو چکے ہیں، ان سے ڈر جاؤ، تو ان کے ایمان بڑھ گئے اور کہنے لگے ہمیں اللہ تعالیٰ کافی ہے اور وہ بہت اچھا کارساز ہے۔ پھر وہ (مہم سے) اللہ تعالیٰ کی نعمت اور فضل کے ساتھ اس طرح واپس آئے کہ انہیں کوئی تکلیف نہ اٹھانا پڑی۔

بعض علماء فرماتے ہیں کہ یہ آیات غزوہ بَدْرُالْمَوْعِد سے تھوڑا پہلے نعیم بن مسعود اشجعی کے واقعہ میں نازل ہوئیں جبکہ اَبُوسُفیان بن حَرَب نے اسے نبی پاک ﷺ اور آپ ﷺ کے ساتھیوں کو خوف زدہ کرنے اور کفار مکہ کے لشکر کی کثرت کو ظاہر کرنے کے لئے روانہ کیا تھا۔

نعیم، اصحابِ رسول ﷺ سے کہنے لگا۔

"مکہ کے لوگ تمہیں ختم کرنے کے لئے جمع ہو چکے ہیں ان سے ڈر جاؤ۔"

تو صَحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے جو جواب اسے دیا وہ پیچھے گذر چکا ہے۔ اس پر یہ آیات نازل ہوئیں۔

(۷۳) حمرآءُ الاَسد کی مہم کے دو کافر قیدی اور ان کا انجام

حمرآءُ الاَسد کی مہم میں اَصحابِ نبی ﷺ نے کفار سے دو قیدی پکڑ لئے جن میں سے ایک مُعاوِیہ بن مُغیرَہ

بن اُمَیّہ تھا اور دوسرا اَبُوعَزّہ شاعر تھا۔

نبی پاک ﷺ کے حکم سے دونوں قتل کر دیئے گئے۔ غَزْوَۂ بَدْر میں نبی پاک ﷺ نے اَبُوعَزّہ پر احسان (کرکے اسے چھوڑ) دیا تھا اور شرط یہ لگائی تھی کہ دوبارہ کفار کی مدد کیلئے مت نکلنا۔ ابوعَزّہ نے اپنا عہد توڑ ڈالا اور دوبارہ جنگ کے لئے کفار کی مدد میں نکل آیا۔ اس پر حضرت رِسَالت مآب ﷺ نے اسے قتل کرنے کا حکم دیا جس کی بنا پر وہ اپنے انجام کو پہنچ گیا اس کی تفصیل اس فصل سے پہلے مذکور ہو چکی ہے۔

فصل چہارم

۴/ ہجری کے واقعات

(۱) سورہ الحشر کا نزول

بَنِیْ نَضِیر[۱] کے ساتھ غَزْوَہ کے دوران اللہ تعالیٰ نے ان کے متعلق سورہ الحشر کا اکثر حصہ یعنی ابتدائے سورہ سے لے کر اِنَّـھُمَا فِی النَّارِ خَالِدَیْن فِیْھَا وَذٰلِکَ جَزَآءُ الظَّالِمِیْنَ○ (الحشر:۱-۱۷) تک نازل فرمایا۔[۲]

ان آیات مبارکہ کا ترجمہ یہ ہے:

آسمانوں اور زمین کی سب مخلوق اللہ تعالیٰ کی تسبیح بیان کرتی ہے۔ وہ غالب اور حکمت والا ہے۔(۱) وہ وہی ہے جس نے اہل کتاب کے ان کفار (بنو نَضِیر) کو پہلی بار اکٹھا کر کے نکال دیا۔ تمہیں وہم و گمان بھی نہ تھا کہ وہ اپنے گھروں سے نکل جائیں گے۔ وہ گمان کرتے تھے کہ ان کے قلعے ان کو اللہ تعالیٰ (کی پکڑ) سے بچالیں گے تو ان پر اللہ تعالیٰ کا عذاب ایسی جگہ سے آپڑا کہ ان کو اس کا خیال تک نہ تھا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے دِلوں میں ایسا رُعب ڈال دیا کہ وہ اپنے اپنے گھروں کو اپنے ہاتھوں اور مسلمانوں کے ہاتھوں سے اجاڑ رہے تھے۔ اے عقل والو! (ان کی اس حالت کو دیکھ کر) عبرت حاصل کرو۔(۲) اگر اللہ تعالیٰ نے ان کی قسمت میں جلاوطن ہونا نہ لکھ دیا ہوتا تو دنیا ہی میں ان کو (قتل کی) سزا دیتا آخرت میں ان کے لئے دوزخ کا عذاب تو تیار ہے۔ (۳) یہ (سب کچھ ان پر) اس لئے (بیتا) کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی مخالفت کی اور جو بھی اللہ تعالیٰ کی مخالفت کرے تو اللہ تعالیٰ سخت سزا دینے والا ہے۔ (۴) کھجور کے جن درختوں کے تنے تم نے کاٹ دیئے یا انہیں جڑوں پر کھڑا چھوڑ دیا یہ سب اللہ تعالیٰ کے حکم سے تھا اور اس لئے تاکہ وہ نافرمانوں کو رسوا کرے۔ (۵) اللہ تعالیٰ نے جو کچھ اپنے رسول کو ان سے ولایا تم کو اس پر نہ گھوڑے دوڑانے پڑے نہ اونٹ، لیکن اللہ

---

[۱] بَنُو نَضِیر: ن + ض + ی + ر۔ یہودیوں کا ایک بہت بڑا قبیلہ تھا حضرت ہَارُون علیہ السلام کی اَوْلاد سے تھا۔ عرب میں باہر سے آکر آباد ہوا تھا۔ الزرقانی علی المواہب اللدنیہ جلد ۲/ صفحہ ۷۹

[۲] یہ سترہ آیات کریمہ ہیں۔

اپنے رسولوں کو جس پر چاہے تسلط عطا فرما دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے۔ (۶) جو کچھ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو بستیوں کے رہنے والے کافروں سے دلایا وہ اللہ تعالیٰ، اس کے رسول، آپ کے قرابت داروں، یتیموں، مسکینوں، اور مسافروں کا حق ہے تاکہ وہ مال تم میں سے اُمَرَاء کے قبضہ میں نہ آجائے اور جو کچھ رسول اللہ تم کو دیں وہ لے لو اور جس چیز سے روک دیں اس سے رک جاؤ۔ اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو بلاشبہ اللہ تعالیٰ سخت عذاب فرمانے والا ہے۔ (۷) یہ مال ان محتاج مہاجروں کا حق ہے جو اپنے گھروں اور اموال سے نکال دیئے گئے۔ وہ اللہ تعالیٰ کے فضل اور اس کی رضامندی کے طالب ہیں۔ وہ اللہ اور اس کے رسول کی مدد کرتے ہیں۔ یہی لوگ سچے ہیں۔ (۸) یہ مال ان لوگوں کا بھی حق ہے جو ان کی ہجرت سے قبل دارالاسلام اور ایمان میں قرار پذیر تھے، جو لوگ ان کے پاس ہجرت کر کے آتے ہیں یہ ان سے محبت کرتے ہیں، مہاجرین کو جو کچھ ملتا ہے یہ اس مال کے بارے میں اپنے دلوں میں کوئی رشک نہیں پاتے اور انہیں اپنے آپ سے مقدم رکھتے ہیں۔ اگرچہ وہ خود بھوکے ہی کیوں نہ ہوں۔ جو اپنی طبیعت کے بخل سے محفوظ رکھے جائیں وہ لوگ ہی فلاح پانے والے ہیں۔ (۹) اس مال کے حق دار وہ بھی ہیں جو ان کے بعد آئے وہ یوں دعائیں مانگتے ہیں اے ہمارے پروردگار! ہمیں اور ہمارے ان بھائیوں کو جو ہم پر ایمان لانے میں سبقت لے گئے۔ بخش دے، ایمان والوں کے بارے میں ہمارے دلوں میں کوئی کینہ نہ رہنے دے، اے ہمارے رب! تو بڑی شفقت اور رحمت والا ہے۔ (۱۰) کیا آپ نے ان منافقوں کو نہ دیکھا کہ اپنے بھائیوں سے جو اہل کتاب سے کفار ہیں) کہتے ہیں۔ اگر تم جلاوطن کئے گئے تو ہم تمہارے ساتھ ہی نکل جائیں گے اور تمہارے متعلق کسی کی بات نہ مانیں گے اور تم سے جنگ کی گئی تو ہم تمہاری مدد کریں گے اور اللہ تعالیٰ گواہی دیتا ہے کہ وہ جھوٹے ہیں۔ (۱۱) اگر انہیں جلاوطن کیا گیا یہ منافق ان کے ہمراہ نہیں نکلیں گے اور اگر ان سے جنگ کی گئی تو یہ ان کی مدد نہیں کریں گے اگر ان کی مدد کے لئے نکلے بھی تو پیٹھ دکھا کر بھاگیں گے اس کے بعد ان کی مدد نہ کی جائے گی۔ (۱۲) بلاشبہ منافقین کے دلوں میں تمہارا خوف اللہ تعالیٰ سے بڑھ کر ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ بے سمجھ لوگ ہیں۔ (۱۳) یہ لوگ مل کر تم سے کبھی جنگ نہ کر سکیں گے مگر محفوظ بستیوں میں یا دیواروں کی اوٹ میں۔ ان کی آپس کی لڑائی بڑی تیز ہے بظاہر تو تُو ان کو متفق خیال کرتا ہے لیکن ان کے دل جدا جدا ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ بے عقل قوم ہیں۔ (۱۴) ان کی مثال ان لوگوں کی سی ہے جو کچھ عرصہ پہلے اپنے کرتوتوں کا مزہ چکھ چکے آخرت میں تو ان کے لئے دردناک عذاب ہے۔ (۱۵) ان کی مثال شیطان کی سی ہے کہ جب وہ انسان سے کہتا ہے کافر ہو جا جب وہ کفر اختیار کر لیتا ہے تو اسے کہہ دیتا ہے میں تو تجھ سے بری ہوں میں اللہ رب العالمین سے ڈرتا

ہوں (۱۶) ان دونوں کا انجام یہی ہے کہ یہ دونوں ہی ہمیشہ ہمیشہ کے لئے دوزخ میں جائیں گے اور ظالموں کی یہی سزا ہے۔

(۲) بنی نَضِیر کے درختوں کو جلا دینا

اسی سال، غزوۂ بنی نَضِیر کے دوران، نبی پاک ﷺ نے ان کے کھجور کے درختوں کو جلا ڈالا جس کے بارے میں یہ آیہ کریمہ نازل ہوئی۔

مَاقَطَعْتُمْ مِّنْ لِّيْنَةٍ اَوْ تَرَكْتُمُوْهَا قَآئِمَةً عَلٰٓى اُصُوْلِهَا فَبِاِذْنِ اللّٰهِ وَلِيُخْزِىَ الْفٰسِقِيْنَ۔ (الحشر:۵) [۱]

(ترجمہ) جو کھجوروں کے درخت تم نے کاٹے یا انہیں جڑوں پر کھڑا رہنے دیا تو یہ سب اللہ تعالیٰ کے حکم سے تھا اور اس لئے تھا کہ وہ فاسقوں کو رسوا کرے۔

(۳) بنی نَضِیر کی جلاوطنی

غَزْوَہ سے فراغت کے بعد، بنو نَضِیر کو اپنی زمینوں اور گھروں سے جلاوطن کر دیا گیا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی جلاوطنی تقدیر میں لکھ رکھی تھی۔ خود اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

لَوْلَآ اَنْ كَتَبَ اللّٰهُ عَلَيْهِمُ الْجَلَآءَ لَعَذَّبَهُمْ فِى الدُّنْيَا وَلَهُمْ فِى الْاٰخِرَةِ عَذَابُ النَّارِ○ (الحشر:۳)

ترجمہ: اگر اللہ تعالیٰ نے ان کی تقدیر میں جلاوطن ہونا نہ لکھ دیا ہوتا تو ان کو دنیا میں عذاب فرماتا۔ ان

---

[۱] نبی پاک ﷺ نے حضرت اَبُولَیلیٰ مَازِنی رضی اللہ عنہ اور حضرت عَبْدُاللہ بن سَلَام رضی اللہ عنہ کو ان درختوں کے کاٹنے کا حکم دیا۔ حضرت اَبُو لَیلیٰ رضی اللہ عنہ عَجْوَہ کے درخت کاٹتے اور حضرت عبداللہ بن سلام لِیْن کے درخت کاٹتے (یہ دونوں کھجور کی قسمیں ہیں۔) ان دونوں سے اس کی وجہ دریافت کی گئی۔ تو حضرت اَبُولَیلیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا عَجْوَہ کے پودوں کا کاٹنا ان کی زیادہ جلن کا باعث تھا (کیونکہ عَجْوَہ انتہائی قیمتی کھجور ہے) اس لئے میں وہ کاٹتا تھا اور حضرت عبْدُاللہ بن سَلَام رضی اللہ عنہ کہنے لگے مجھے یقین تھا کہ درخت غنیمت میں مسلمانوں کو ملیں گے تو میں لِیْن کاٹتا (جو کم قیمت کھجور ہے) اور عَجْوَہ ان کا بہترین مال تھا۔ جب عَجْوَہ کا کوئی درخت کٹتا تو عورتیں اپنے گریبان چاک کر لیتیں اپنے رُخساروں پر پیٹتیں اور ہلاکت کی دعا مانگتیں۔ درختوں کے کٹنے اور جلنے کا عمل دیکھ کر یہودیوں نے نبی کریم ﷺ کو پکارا اور کہنے لگے آپ ﷺ تو فساد سے منع کرتے ہیں اور اسے عیب شمار کرتے ہیں آپ ﷺ کے اپنے صَحابَہ رضی اللہ عنہم کے اس عمل کے بارے میں آپ ﷺ کا کیا فیصلہ ہے۔ اس پر بعض اہل ایمان کے دلوں میں کچھ خیالات آنے لگے۔ اللہ تعالیٰ نے یہ آیہ مبارکہ نازل فرما کر اہل ایمان کے فعل کی تصویب فرما دی۔ الزرقانی علی المواھب اللدنیہ جلد ۲/ صفحہ ۸۲

کے لئے آخرت میں دوزخ کا عذاب تیار ہے [1]

(۴) غزوہ بنی نضیر کا مال فے [2]

اسی سال، اس غزوہ سے فراغت کے بعد اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب پاک ﷺ کو بنو نضیر کے اموال، فے کے طور پر عطا فرمائے۔ یہ اموال صرف آپ ﷺ کے تصرف میں تھے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا ان سے کچھ حصہ نہ تھا۔ جیسا کہ خود باری تعالیٰ نے اپنی کتاب میں اس کو واضح فرمایا ہے۔

وَمَآ اَفَاۗءَ اللّٰهُ عَلٰي رَسُوْلِهٖ مِنْهُمْ فَمَآ اَوْجَفْتُمْ عَلَيْهِ مِنْ خَيْلٍ وَّلَا رِكَابٍ وَّلٰكِنَّ اللّٰهَ يُسَلِّطُ رُسُلَهٗ عَلٰي مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ وَاللّٰهُ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ۔ (الحشر:۶)

ترجمہ: اور جو کچھ اللہ تعالیٰ نے ان یہودیوں سے اپنے رسول کو دلوایا تم نے نہ اس پر گھوڑے دوڑائے نہ ہی اونٹ۔ لیکن اللہ تعالیٰ اپنے رسولوں کو جس پر چاہے مسلط فرما دیتا ہے اور اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قدرت والا ہے۔

(۵) منافقین کی یہودیوں کے ساتھ دوستی

اسی سال، غزوہ بنو نضیر کے دوران، رئیس المنافقین عبداللہ بن اُبَیّ بن سلول اور اس کے ساتھیوں نے بنو نضیر سے دوستی کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔

لَىِٕنْ اُخْرِجْتُمْ لَنَخْرُجَنَّ مَعَكُمْ وَلَا نُطِيْعُ فِيْكُمْ اَحَدًا اَبَدًا ۙ وَّاِنْ قُوْتِلْتُمْ لَنَنْصُرَنَّكُمْ (الحشر:۱۱)

ترجمہ: اگر تمہیں (مدینہ سے) جلاوطن کیا گیا ہم تمہارے ساتھ یہاں سے نکل جائیں گے اور تمہارے بارے میں ہم کبھی کسی کا حکم نہ مانیں گے اور اگر تم سے جنگ کی گئی تو ہم تمہاری مدد کریں گے۔

---

[1] ہتھیار ڈال دینے کے بعد نبی پاک ﷺ نے حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ کو ان کے جلاوطن کرنے کا نگران مقرر فرمایا۔ وہ نہایت قیمتی سازوسامان، عورتوں اور بچوں سمیت مدینہ منورہ سے نکلے۔ ان کا سازوسامان سات سو اونٹوں پر لدا ہوا تھا۔ خیبر کے یہودیوں کے پاس چلے گئے۔ ان میں صرف دو افراد نے ایمان قبول کیا۔ ایک کا نام حضرت یامین بن عمیر رضی اللہ عنہ اور دوسرے کا نام ابو سعد بن وھب رضی اللہ عنہ تھا۔ الزرقانی علی المواہب اللدنیہ جلد ۲/ صفحہ ۸۴، ۸۵

[2] کفار سے جنگ کرنے کے بعد جو مال مسلمانوں کے ہاتھ آئے اسے غنیمت کہتے ہیں۔ اس مال کا ۱/۵ فی سبیل اللہ الگ کر کے باقی ۴/۵ مجاہدوں میں تقسیم کیا جاتا ہے اور جو مال جنگ کے بغیر مسلمانوں کو ملے اسے "فے" کہتے ہیں۔ یہ سب کا سب بیت المال میں جمع کیا جاتا ہے بنو نضیر کے مکانات، کھیت اور باغات مسلمانوں کے قبضہ میں آئے چونکہ اس غزوہ میں جنگ کی نوبت نہ آئی تھی اس لئے وہ سارے کا سارا نبی کریم ﷺ کے اختیار و تصرف میں تھا۔

اللہ تعالیٰ نے منافقوں کی تردید فرماتے ہوئے فرمایا:

وَاللّٰہُ یَشْھَدُ اِنَّھُمْ لَکٰذِبُوْنَ○ لَئِنْ اُخْرِجُوْا لَا یَخْرُجُوْنَ مَعَھُمْ وَلَئِنْ قُوْتِلُوْا لَا یَنْصُرُوْنَھُمْ وَلَئِنْ نَّصَرُوْھُمْ لَیُوَلُّنَّ الْاَدْبَارَ ثُمَّ لَا یُنْصَرُوْنَ○ (الحشر:۱۱،۱۲)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ گواہ ہے کہ وہ بالکل جھوٹے ہیں۔ اگر یہودیوں کو جلاوطن کیا گیا وہ ان کے ہمراہ نہیں نکلیں گے اور اگر ان سے جنگ کی گئی وہ ان کی مدد نہ کریں گے اور اگر مدد کے لئے نکلے بھی تو پیٹھ دکھا کر بھاگیں گے پھر ان کی مدد نہ ہوگی۔

(۶) شراب کی حُرمت

اسی سال، ربیع الاول کے مہینہ میں شراب حرام کی گئی۔

میں کہتا ہوں کہ علامہ قسطلانی نے المواہب اللدنیہ میں غزوۂ بنی نَضِیر کے اَواخر، غزوۂ حُدَیبِیَہ کے بعد فرمایا:

"شراب کی حرمت ۴/ھ میں غزوۂ اُحُد کے بعد غَزْوَۂ بنُو نَضِیر کے اَیّام میں ہوئی۔"

ایک قول کے مطابق ۶/ھ صلح حُدَیبِیَہ کے سال اور ایک دوسرے قول کی رو سے ۸/ھ فتح مکہ کی مہم سے پہلے یہ حرمت نازل ہوئی"

علامہ زرقانی نے المواہب اللدنیہ کی شرح میں فرمایا:

"حرمت شراب کے بارے میں راجح قول (۴/ھ) پر یہ اعتراض ہے کہ حرمتِ شراب کے اِعلان کے وقت حضرت اَنَس رضی اللہ عنہ لوگوں کو شراب پلا رہے تھے اور حضرت اَنَس رضی اللہ عنہ نے اِعلان حرمت سن کر شراب کے مٹکوں کو توڑ دیا تھا۔ یہ روایت صحیح نہیں کیونکہ حضرت اَنَس رضی اللہ عنہ ۴/ھ کو بچے تھے وہ کس طرح اپنی کم سنی میں مٹکوں کو توڑ سکتے تھے۔

یہ اعتراض باطل ہے کیوں کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت فرما کر مدینہ منورہ رونق افروز ہوئے، حضرت اَنَس رضی اللہ عنہ کی عمر دس برس تھی اس حساب سے ۴/ھ میں آپ رضی اللہ عنہ کی عمر ۱۴ برس بنتی ہے اس حقیقت کے پیش نظر یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ اس وقت اتنے کم سن ہوں کہ مٹکے نہ توڑ سکیں"

(۷) حُرمتِ شراب کی آیات مبارکہ

اسی سال، جب شراب حرام کی گئی اللہ تعالیٰ نے یہ آیہ کریمہ نازل فرمائی۔

یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَیْسِرُ وَالْاَنْصَابُ وَالْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ

عَمَلِ الشَّیْطٰنِ فَاجْتَنِبُوْهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ○ اِنَّمَا یُرِیْدُ الشَّیْطٰنُ اَنْ یُّوْقِعَ بَیْنَكُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَآءَ فِی الْخَمْرِ وَالْمَیْسِرِ وَیَصُدَّكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَعَنِ الصَّلٰوةِ فَهَلْ اَنْتُمْ مُّنْتَهُوْنَ ○ (المائدہ :۹۰ - ۹۱)

ترجمہ: اے ایمان والو ! شراب، جوا، بت اور قرعہ کے تیر سب ناپاک شیطانی کام ہیں۔ لہٰذا ان سے بچو تاکہ تم فلاح پا جاؤ۔ شیطان تو یہی چاہتا ہے کہ وہ شراب اور جوئے کے ذریعے تمہارے درمیان عَداوت اور دشمنی ڈال دے نیز اللہ تعالیٰ کی یاد اور نماز سے تم کو روک دے تو کیا اب بھی باز نہ آؤ گے۔

ان دو آیات میں حرمت شراب کی بارہ یا اس سے بھی زائد وجوہات مذکور ہیں جن کو مفسرین نے تفصیل کے ساتھ بیان فرمایا ہے۔

(۸) شراب کی تحرِیم پر ایک وَہم کا دفعیہ

اسی برس، جب شراب کی حُرمَت کا حکم نازل ہوا، بعض صَحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کو ان شُہداء کے بارے میں تردد ہوا جنہوں نے اس حرمت کا حکم نازل ہونے سے پہلے جنگِ اُحُد میں اپنی جانوں کا نذرانہ رب تعالیٰ کے حضور پیش کر دیا تھا۔ چنانچہ وہ کہنے لگے اُحُد کے دن کچھ صَحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے صبح صبح شراب پی پھر وہ شہید ہو گئے کیا ان کے اس عمل کے باعث ان پر کوئی گناہ لازم ہوا؟ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیہ کریمہ نازل فرما دی۔

لَیْسَ عَلَی الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جُنَاحٌ فِیْمَا طَعِمُوْٓا اِذَا مَا اتَّقَوْا وَّاٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ثُمَّ اتَّقَوْا وَّاٰمَنُوْا ثُمَّ اتَّقَوْا وَّاَحْسَنُوْا وَاللّٰهُ یُحِبُّ الْمُحْسِنِیْنَ ○ (المائدہ :۹۳)

ترجمہ : ایسے لوگوں پر جو ایمان والے اور نیک اعمال کرنے والے ہوں اس چیز (کی حرمت کے نزول سے پہلے) کھانے میں کوئی گناہ نہیں جب وہ پرہیزگار ایمان دار، اور نیک اعمال کرنے والے ہوں۔ پھر پرہیز کرنے والے اور ایمان لانے والے ہوں پھر پرہیز کرنے والے اور نیکو کار ہوں۔ اللہ تعالیٰ نیکو کاروں سے محبت فرماتا ہے۔

(۹) صلوٰۃِ خوف کا حکم

نمازِ خوف کا حکم اسی سال نازل ہوا۔

ایک قول کے مطابق یہ حکم ۷/ھ کو نازل ہوا۔

اس کی تفصیل ۲/ھ کے واقعات میں گذر چکی ہے۔

(۱۰) یہودی مرد اور عورت کو سنگسار کرنا

نبی پاک صاحب لولاک ﷺ نے، اسی سال، ایک یہودی مرد اور عورت کو سنگسار فرمایا۔

(۱۱) حضرت امام حُسَین رضی اللہ عنہ کی وِلادت باسعادت

اسی سال، شعبان المعظم کی پانچ یا تین تاریخ کو حضرت امام حُسَین رضی اللہ عنہ کی وِلادت مبارک ہوئی۔

(۱۲) ام المومنین حضرت زَینَب بنت خُزَیمہ رضی اللہ عنہا کا وِصال مبارک

اسی سال، ام المومنین حضرت زَینَب بنت خُزَیمہ رضی اللہ عنہا کا وِصال مبارک ہوا۔

صحیح قول یہ ہے کہ آپ رضی اللہ عنہا کی وفات ربیع الاول میں ہوئی۔

ایک قول کے مطابق آپ رضی اللہ عنہا کے وِصال کا سانحہ ربیع الآخر میں پیش آیا۔

تفصیل کے ساتھ اس کا ذکر ۳/ھ کے واقعات میں گذر چکا ہے جہاں آپ رضی اللہ عنہا کے نکاح کا بیان ہے۔

(۱۳) حضرت اَبُو سَلَمہ عبدُاللہ بن عبدُالاَسد رضی اللہ عنہ کا وِصال

اس سال، جُمادی الاُولیٰ میں، حضرت اَبُو سَلَمہ عبدُاللہ بن عبدُالاَسد قُرشی مَخزُومی رضی اللہ عنہ کا وِصال ہوا۔

یہ ام المومنین حضرت اُمّ سَلَمہ رضی اللہ عنہا کے نبی کریم ﷺ سے نِکاح سے قبل، خاوند تھے۔

وِصال کا باعث یہ ہوا کہ جنگِ اُحُد ۳/ھ میں جو آپ رضی اللہ عنہ کو زخم لگا وہ پھر ہرا ہو گیا اور آپ ۲۸/ جُمادی الاُولیٰ کو وَاصِل بحق ہو گئے۔

راجح قول یہ ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ کی وفات ۸/ جُمادی الآخرہ ۴/ھ کو ہوئی۔ بعض علماء فرماتے ہیں کہ آپ رضی اللہ عنہ کی وفات ۳/ھ کو ہوئی۔

حضرت اَبُو سَلَمہ رضی اللہ عنہ کی عدت وفات چار ماہ دس دن مکمل ہونے کے بعد حضرت رِسالت مآب ﷺ نے ان سے نِکاح فرمالیا۔ شوال ۴/ھ سے کچھ روز باقی تھے کہ آپ ﷺ نے ان سے خَلوت فرمائی۔

حافظ ابن کثیر نے البدایہ والنہایہ میں اسی طرح لکھا ہے۔

(۱۴) نبی پاک ﷺ کا حضرت اُمِّ سَلمہ رضی اللہ عنہا سے نِکاح

۴ھ کے ماہ شوّال کے چند دن باقی تھے کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت اُمِّ سَلمہ رضی اللہ عنہا سے نِکاح فرمایا۔ [1]
بعض عُلمائے کرام فرماتے ہیں کہ یہ نِکاح ۳/ھ کو ہوا۔ لیکن پہلا قول صحیح ہے۔ المواہب اللدنیہ کی شرح میں علامہ زرقانی رحمۃ اللہ علیہ نے اسی طرح نقل فرمایا ہے۔

تمام امہات المومنین رضی اللہ عنہن سے، حضرت اُمِّ سَلمہ رضی اللہ عنہا کا سب سے آخر میں وصال ہوا۔
آپ کا وِصَال یَزِید بن حضرت امیر مُعاویہ رضی اللہ عنہ کی حکومت کے زمانہ میں ۶۳/ھ کو ہوا۔ یہ قولِ اَصَحّ ہے۔ اس وقت حضرت امام عالی مقام اِمَام حُسَین رضی اللہ عنہ کی شہادت کو ایک سال اور کچھ ماہ گذر چکے تھے۔

امہات المومنین رضی اللہ عنہن میں سے، جو وِصَال نبوی کے وقت زندہ تھیں، سب سے پہلے حضرت زَینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کا انتقال ہوا۔ ان کا وِصَال حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی خِلافت کے زمانہ میں ہوا۔

(۱۵) حضرت عبدُاللہ بن ہِشام رضی اللہ عنہما کی وِلَادت [2]

حضرت زُہرَہ بن مَعْبَد رضی اللہ عنہما کے جد امجد، حضرت عبدُاللہ بن ہِشَام بن عُثْمان قُرشی تَیمی رضی اللہ عنہ کی وِلَادت اسی سال ہوئی۔
آپ کی والدہ حضرت زَینَب بنت حُمَید رضی اللہ عنہا انہیں بچپن میں اٹھا کر نبی کریم ﷺ کی خدمتِ اقدس میں

---

[1] ام المومنین حضرت ام سَلَمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ ایک روز حضرت ابُوسَلَمہ رضی اللہ عنہ حضرت رسالت مآب ﷺ کے ہاں سے میرے پاس آئے اور کہا میں نے نبی کریم ﷺ سے ایک ارشاد مبارک سنا ہے۔ جس نے مجھے خوش کر دیا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا ہے کہ کسی مسلمان کو جب کوئی مصیبت آئے اور وہ بوقت مصیبت اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ (ہم اللہ کی ملکیت ہیں اور ہم اسی کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں) کہے پھر یہ دعا مانگے اَللّٰهُمَّ اٰجِرْنِیْ فِیْ مُصِیْبَتِیْ وَاخْلُفْ لِیْ خَیْرًا مِّنْهَا (الٰہی مصیبت میں مجھے پناہ عطا فرما۔ اور اس نعمت سے بہتر مجھے عطا فرما جو اس مصیبت میں چھن گئی ہے) اس کی دعا قبول ہو جاتی ہے حضرت اُمِّ سَلَمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں میں نے ان سے یہ دعا یاد کر لی۔ جب ابو سَلَمہ رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوا تو میں نے اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ پڑھی، پھر یہی دعا مانگی کہ اے اللہ! اس مصیبت میں مجھے پناہ عطا فرما۔ اور اس سے بہتر نعمت مجھے عطا فرما۔ پھر میں نے دل میں سوچا ابُوسَلَمہ رضی اللہ عنہ سے بہتر میرے لئے کون ہو گا۔ جب میری عدت ختم ہوئی نبی کریم ﷺ نے اندر آنے کی اجازت مانگی میں کھال رنگ رہی تھی میں نے قَرَظ کے پتے اپنے ہاتھوں سے دھوئے اور آپ ﷺ کو اجازت دی۔ میں نے چمڑے کا ایک سرہانہ جس میں کھجور کی چھال بھری تھی آپ ﷺ کے لئے رکھا آپ ﷺ تشریف فرما ہوئے۔ اور مجھے نکاح کا پیام دیا الخ۔ البدایہ والنہایہ جلد ۲ جزو ۴ صفحہ ۹۲

[2] حالات کے لئے ملاحظہ فرمائیں۔ الاصابہ فی تمیز الصحابہ الاستیعاب فی اسماء الاصحاب علی ہامش الاصابہ جلد ۲ صفحہ ۳۹۰

حاضر ہوئیں۔ آپ ﷺ نے ان کے سر پر ہاتھ مبارک پھیرا اور آپ رضی اللہ عنہ کے لئے دعائے خیر فرمائی۔

(۱۶) حضرت علی رضی اللہ عنہ کی وَالِدہ کا وصال

اسی سال، حضرت فاطِمَہ بنت اَسَد بن ہَاشِم بن عبد مَناف رضی اللہ عنہا کا انتقال ہوا۔ یہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی وَالِدہ ماجِدہ تھیں۔ [۱]

(۱۷) وَلَا تُجَادِلْ عَنِ الَّذِیْنَ یَخْتَانُوْنَ اَنْفُسَهُمْ الخ کا شانِ نزول

اس برس، طعیمہ بن ابیرق الجن نے حضرت قَتَادَہ بن نُعْمَان اَنْصَارِیْ رضی اللہ عنہ کے گھر چوری کی۔ نبی کریم ﷺ نے اس کا ہاتھ کاٹنے کا حکم دیا۔ لیکن طعیمہ بھاگ کر مکہ مکرمہ چلا آیا۔ یہاں آکر اس نے دوبارہ چوری کی۔ اس پر اہل مکہ نے اسے قتل کر دیا۔

نبی پاک ﷺ نے ارادہ فرمایا کہ اہل مکہ سے جھگڑا کریں کہ کیوں اسے قتل کر دیا اس کا ہاتھ کیوں نہ کاٹا۔ اس پر یہ آیہ کریمہ نازل ہوئی۔

وَلَا تُجَادِلْ عَنِ الَّذِیْنَ یَخْتَانُوْنَ اَنْفُسَهُمْ اِنَّ اللّٰهَ لَا یُحِبُّ مَنْ كَانَ خَوَّانًا اَثِیْمًا ۝ (النساء:۱۰۶)

ترجمہ: آپ ﷺ ان لوگوں کی جانب سے جھگڑا نہ کریں جو اپنے آپ سے خیانت کرتے ہیں۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ خیانت کرنے والے گناہ گار کو پسند نہیں فرماتا۔

(۱۸) بِیرِ مَعُوْنَہ کا سَرِیَہ

اسی سال، بِیرِ مَعُوْنَہ کا افسوس ناک واقعہ پیش آیا۔ اس مہم میں [۲] قُرَّاء صَحَابۂ کرام رضی اللہ عنہم شامل تھے۔ ستر

---

[۱] نبی پاک ﷺ نے کفن کے لئے اپنی قمیض مبارک عطا فرمائی ان کے بارے میں آپ ﷺ نے فرمایا اَبُو طَالِب کے بعد ان سے بڑھ کر میرے ساتھ نیک سلوک کرنے والا کوئی اور نہیں۔ نبی کریم ﷺ ان کی ملاقات کے لئے تشریف فرماتے اور انکے گھر آرام فرماتے تھے۔ الاصابہ جلد ۴/ ۳۸۰ ایک بار نبی کریم ﷺ کی خدمتِ میں اِسْتَبرَق کا ایک حُلّہ پیش کیا گیا۔ آپ ﷺ نے اسے پھاڑ کر فَاطِمَہ نامی ان چار عورتوں کی اوڑھنیاں بنا دیں (۱) حضرت فَاطِمَۃُ الزَّہْرَاء بنت رسول اللہ ﷺ (۲) فَاطِمَہ بنت اَسَد رضی اللہ عنہا (۳) فَاطِمَہ بنت اَمِیر حَمْزَہ رضی اللہ عنہا۔ راوی نے چوتھی عورت کا نام نہیں لیا۔ شاید وہ حضرت عَقِیل رضی اللہ عنہ کی زوجہ تھیں الاصابہ جلد ۴/ صفحہ ۳۸۱

[۲] حضرت اَنَس بن مَالِک رضی اللہ عنہ نے فرمایا افسوس وہ لوگ رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں شہید کر دیئے گئے۔ وہ ایسا گروہ تھا کہ رسول اللہ ﷺ کے لئے شِیرِیں پانی لاتا۔ لکڑیاں چنتا جب رات ہوتی تو اَلسَّوَارِی (ستونوں) کی طرف نماز کے لئے کھڑے ہوتے تھے۔ تاریخ

(بقیہ حواشی اگلے صفحے پر)

کے ستر نُفُوسِ قُدسیہ، جو اس مہم میں شامل تھے، سب شہید ہو گئے۔ صرف ایک، جن کا اسم گرامی حضرت عَمرو بن اُمَیہ ضَمری رضی اللہ عنہ ہے بچے۔ انہوں نے واپس آ کر نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں اس مہم کے تمام واقعات یعنی ستر صَحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کی شہادت وغیرہ امور بیان فرمائے۔

(۱۹) بعض شہدائے بِیرِ مَعُونَہ

اسی برس، ماہ صفر میں، بِیرِ مَعُونَہ کی اس مہم میں حضرت عامر بن فُہَیرہ رضی اللہ عنہ شہید ہو گئے۔ [۱] یہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے آزاد فرمودہ غلام تھے۔ نیز حضرت حَرام بن مِلحان رضی اللہ عنہ، حضرت سلیم بن مِلحان رضی اللہ عنہ بھی شہید ہو گئے۔ یہ دونوں بھائی حضرت اَنس بن مَالک رضی اللہ عنہ کے ماموں تھے۔

(۲۰) قُنُوتِ نَازِلَہ

بِیرِ مَعُونَہ کی مہم کے بعد نمازِ فجر میں قُنُوتِ نَازِلَہ کا آغاز ہوا۔ نبی کریم ﷺ نے ایک مہینہ تک قُنُوتِ نَازِلَہ پڑھی۔ آپ ﷺ رعل، ذکوان، عقبہ اور لحیان کے لئے بد دعا فرماتے تھے [۲]

اس کے بعد یہ آیہ مبارکہ نازل ہوئی۔

لَیۡسَ لَکَ مِنَ الۡاَمۡرِ شَیۡءٌ اَوۡ یَتُوۡبَ عَلَیۡہِمۡ اَوۡ یُعَذِّبَہُمۡ فَاِنَّہُمۡ ظٰلِمُوۡنَ۔

(آل عمران:۱۲۸)

ترجمہ: اس معاملہ کے آپ ﷺ مالک نہیں یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ ان پر توجہ فرمائے یا انہیں عذاب دے کیوں کہ وہ ظالم ہیں۔ اس پر آپ ﷺ نے قُنُوت ترک فرما دی جیسا کہ صحیح بخاری وغیرہ کتب میں ہے۔

(پچھلے صفحے کا بقیہ حواشی) طبری اردو جلد ۱ صفحہ ۳۹۷ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نے کسی پر رسول اللہ ﷺ کو اتنا رنجیدہ ہوتے نہیں دیکھا جتنا کہ اَصحابِ بِیرِ مَعُونَہ پر۔ تاریخ طبری اردو ترجمہ جلد ۱ صفحہ ۳۹۸

[۱] جبار بن سُلمٰی نے قتل کرنے کے لئے جب آپ رضی اللہ عنہ کو نیزہ مارا تو انہوں نے فرمایا واللہ میں کامیاب ہو گیا اور آپ رضی اللہ عنہ آسمان کی جانب اٹھا لئے گئے۔ آپ رضی اللہ عنہ کے قاتل جبار نے جب آپ رضی اللہ عنہ کا اٹھایا جانا دیکھا تو وہ اسلام لے آیا۔ تاریخ طبری اردو جلد ۱ صفحہ ۲۶۲

[۲] نبی پاک ﷺ کی دعا یہ تھی: اے اللہ مُضر پر اپنی گرفت مضبوط فرما۔ اے اللہ یوسف علیہ السلام کے قحط کی طرح ان پر قحط نازل فرما۔ اے اللہ! بنی لحیان، عضل، قارہ، زغب، رعل عقبہ پر گرفت فرما کیوں کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی نافرمانی کی ہے۔ طبقات ابن سعد اردو ترجمہ جلد ۳۹۶/۱

(۲۱) حضرت خُبَیب رضی اللہ عنہ اور حضرت زید رضی اللہ عنہ کی شہادت

اسی سال، صفر کے مہینہ میں، حضرت خُبَیب بن عَدِی رضی اللہ عنہ اور حضرت زید بن دَثِنَہ رضی اللہ عنہ کو مکہ مکرمہ میں شہید کر دیا گیا۔ سَرَایَا کے باب میں، سَرِیَہ رَجیع کے ضمن میں ان کی شہادت کا ذکر گذر چکا ہے۔

(۲۲) شہادت سے قبل حضرت خُبَیب رضی اللہ عنہ کی نماز

حضرت خُبَیب رضی اللہ عنہ کو مشرکین جب شہید کرنے لگے تو آپ رضی اللہ عنہ نے دو رکعت نماز ادا فرمائی [۱]۔
یہ نماز ہر اس مسلمان کے لئے سنت ہے جو شہید کرنے کے لئے قیدی بنایا گیا ہو۔

وضاحت:

سنت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فعل، قول اور تقریر کو کہا جاتا ہے یہ نماز اس لئے سنت ہے کہ انہوں نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات مبارکہ میں ایسا کیا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے پسند فرمایا۔

(۲۳) حضرت خُبَیب رضی اللہ عنہ کو سولی پر چڑھانا

اسی برس، مشرکین نے حضرت خُبَیب رضی اللہ عنہ کو زندہ سولی پر چڑھایا آپ رضی اللہ عنہ اسلام کے پہلے فرد ہیں جنہیں سولی دیا گیا۔ پھر انہیں تَنعِیم کے مَقام پر شہید کر دیا گیا [۲]۔

سولی پر چڑھاتے ہوئے مشرکوں نے حضرت خُبَیب رضی اللہ عنہ کا چہرۂ مبارک قبلہ سے پھیر دیا۔ لیکن وہ لکڑی جو سولی کے لئے نصب کی گئی تھی پھر گئی اور آپ رضی اللہ عنہ کا چہرۂ مبارک قبلہ کی سمت ہو گیا۔ یہ امر آپ رضی اللہ عنہ کی کرامتوں میں سے ایک تھا۔ اَبُو سَروَعَہ عُقبَہ بن حَارِث نے آپ رضی اللہ عنہ کو شہید کیا۔

زاں بعد حضرت اَبُو سَروَعَہ رضی اللہ عنہ ۸/ھ میں توفیق الٰہی سے داخل اسلام ہو گئے۔ اس کا ذکر ۸/ھ کے واقعات میں آئے گا۔

---

[۱] یہ نماز حضرت زید رضی اللہ عنہ نے بھی ادا فرمائی لیکن حضرت خُبَیب رضی اللہ عنہ کو یہ شرف حاصل ہے کہ انہوں نے پہلے ادا فرمائی طبقات ابن سعد اردو ترجمہ جلد ۱ صفحہ ۳۹۶

[۲] حضرت حَسَّان بن ثَابت رضی اللہ عنہ نے حضرت خُبَیب رضی اللہ عنہ کی شہادت اور آپ رضی اللہ عنہ کے قاتل خاندان کی مَذمَّت میں بہت سی نظمیں کہیں۔ تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو سیرت ابن ہشام جلد ۳ صفحہ ۱۷۱ تا ۱۸۳۔ خود حضرت خُبَیب رضی اللہ عنہ نے بھی اپنی شہادت سے قبل اشعار ارشاد فرمائے اشعار ملاحظہ ہوں سیرت ابن ہشام جلد ۲ صفحہ ۱۶۹ تا ۱۷۱ البدایہ والنہایہ جلد ۲ جزو رابع صفحہ ۶۵، ۶۹ تاریخ طبری اردو ترجمہ جلد ۱ صفحہ ۲۵۶

(۲۴) حضرت خُبَیب رضی اللہ عنہ کے جَسَدِ اَطْہر کی مدینہ منورہ آمد

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو جب حضرت خُبَیب رضی اللہ عنہ کے سولی پر چڑھائے جانے اور شہادت کی خبر پہنچی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم سے فرمایا "تم میں سے کون ہے جو خُبَیب کو سولی کی لکڑی سے اتار کر ہمارے پاس لائے"

حضرت زُبَیر بن عَوّام رضی اللہ عنہ اور حضرت مِقْداد بن اَسْوَد رضی اللہ عنہ نے عرض کیا "یا رسول اللہ! ہم یہ کریں گے"

وہ مدینہ منورہ سے روانہ ہوئے اور شہادت کے چالیس روز بعد، رات کے وقت تَنعِیم میں آپ رضی اللہ عنہ کی لاش مبارک تک پہنچے انہوں نے اسے اس طرح ترو تازہ پایا گویا کہ انہیں اسی دن شہید کیا گیا ہو آپ رضی اللہ عنہ کے جَسَدِ اَطْہر میں کوئی تبدیلی نہیں تھی- آپ رضی اللہ عنہ کا ہاتھ زخم پر تھا جس سے خون رس رہا تھا- اس خون کی رنگت تو خون جیسی تھی لیکن اس کی خوشبو کستوری جیسی تھی ستر مشرکین اس کے ارد گرد سو رہے تھے-

ان دونوں نے حضرت خُبَیب رضی اللہ عنہ کو سولی سے اتارا، حضرت زُبَیر رضی اللہ عنہ نے انہیں اپنے گھوڑے پر ڈالا اور دونوں آپ رضی اللہ عنہ کو مدینہ منورہ لے آئے [1]-

(۲۵) حضرت زُبَیر رضی اللہ عنہ اور حضرت مِقْداد رضی اللہ عنہ کی شان میں آیہ مبارکہ کا نزول

اسی سال، حضرت زُبَیر رضی اللہ عنہ اور حضرت مِقْداد رضی اللہ عنہ کے بارے میں یہ آیہ مبارکہ نازل ہوئی-

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْرِىْ نَفْسَهُ ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ رَءُوْفٌ بِالْعِبَادِ-
(البقرہ:۲۰۷)

ترجمہ : اور کچھ آدمی ایسے بھی ہیں جو اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے اپنی جان کو بھی صرف کر دیتے ہیں- اللہ تعالیٰ ایسے بندوں کے حال پر بہت مہربان ہے-

---

[1] حضرت خُبَیب رضی اللہ عنہ کے جَسَدِ اَطْہر کا مدینہ منورہ لایا جانا جس طرح کہ مصنف رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا محل نظر ہے ایک روایت کے مطابق آپ ٹکٹکی سے نیچے زمین پر آتے ہی نظروں سے غائب ہو گئے اور دوسری روایت کے مطابق کہ حضرت زُبَیر رضی اللہ عنہ نے انہیں اپنے گھوڑے پر ڈال لیا- اور مدینہ منورہ کی جانب چل پڑے- لیکن محافظوں نے پیچھا کیا جب وہ قریب آگئے- تو آپ رضی اللہ عنہ نے ان کی نعش مبارک کو زمین پر ڈال دیا جس پر آپ رضی اللہ عنہ کی نعش مبارک نظروں سے غائب ہوگئی گویا زمین نے اسے نگل لیا- یہی وجہ ہے کہ آپ کو بَلِیْعُ الْاَرْض کہتے ہیں یعنی جسے زمین نے نگل لیا ہو- آپ رضی اللہ عنہ کا یہ لقب مدارج النبوت ترجمہ اردو جلد ۲ صفحہ ۲۴۶ الاصابہ جلد ا صفحہ ۴۱۹ وغیرہ کتب میں موجود ہے زرقانی علی المواہب جلد ۲ صفحہ ۷۳

(۲۶) حضرت عبدُالرَّحمٰن بن زَید رضی اللہ عنہ کی وِلَادَت

اسی سال، امیرالمومنین حضرت عُمَر فارُوق رضی اللہ عنہ کے بھتیجے، حضرت عبدُالرحمٰن بن زَید بن خَطّاب قُرَشی عَدوی رضی اللہ عنہ کی وِلَادت ہوئی [۱]۔

نبی پاک صاحبِ لَوْلَاک صلی اللہ علیہ وسلم کے وِصَالِ مُبارَک کے دن آپ رضی اللہ عنہ کی عمر سات برس تھی۔

زاں بعد حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے اپنی صاحبزادی حضرت فَاطِمہ رضی اللہ عنہا کا نکاح ان سے کر دیا۔ جن سے حضرت عبدُاللہ بن عبدِالرحمٰن رضی اللہ عنہما متولد ہوئے۔

(۲۷) نمازِ قَصر کا حکم

اسی سال، سفر کی حالت میں نمازِ قَصر کا حکم نازل ہوا۔

(۲۸) نماز قَصر کے بارے میں آیہ مُبارکہ کا نزول

اسی بارے میں یہ آیہ مبارکہ، اس سال نازل ہوئی۔

وَاِذَا ضَرَبْتُمْ فِی الْاَرْضِ فَلَیْسَ عَلَیْکُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَقْصُرُوْا مِنَ الصَّلٰوۃِ ۝

ترجمہ: جب تم زمین پر سفر کرو تو نماز قصر پڑھنے میں تم پر کوئی گناہ نہیں۔ (النساء:۱۰۱)

(۲۹) حضرت زَید بن ثَابت رضی اللہ عنہ کو یہودیوں کی کتاب پڑھنے کے متعلق اِرشَادِ نبوی

اسی سال، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زَید بن ثَابت رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ یہودیوں کی کتاب کی تعلیم حاصل کریں۔ بعض علماء فرماتے ہیں کہ یہ حکم نبوی ۴/ھ کو ہوا تھا جیسا کہ پیچھے گذر چکا ہے۔

(۳۰) حضرت زَینَب بنت جَحش رضی اللہ عنہا سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا نکاح

اسی سال، ذی قعدہ کی پہلی تاریخ کو نبی پاک صاحبِ لولاک صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زَینَب بنت جَحش رضی اللہ عنہا سے

---

[۱] حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ کی والدہ کا نام لُبَابہ بنت اَبُولُبَابہ تھا۔ پیدائش کے وقت نہایت دبلے پتلے تھے۔ ان کے نانا حضرت اَبُولُبَابہ ان کو کپڑے میں لپیٹ کر بارگاہ نبوی میں لائے حضرت اِبْراہیم بن محمد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے پیدائش کے اعتبار سے ان سے چھوٹا بچہ نہیں دیکھا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی تحنیک فرمائی سر پر ہاتھ پھیرا اور برکت کی دعا فرمائی۔ حضرت عبدُاللہ بن زُبَیر رضی اللہ عنہ کی خِلَافت کے زمانہ میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے پہلے وِصَال فرمایا۔ الاصابہ جلد ۳ صفحہ ۷۹

نِکاح فرمایا۔ یہی قول رَاجح ہے۔ [1]

بعض علماء کا ارشاد ہے کہ یہ نِکاح ۵/ھ کو ہوا۔

ام المومنین رضی اللہ عنہا کی عمر مبارک اس وقت ۳۵ برس تھی۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی اَزْواجِ مُطَہّرات میں سے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سب سے پہلے آپ کا وِصَال ہوا۔ [2]

(۳۱) پردے کا حکم

اسی سال، ذی قعدہ کے مہینہ میں، ام المومنین حضرت زَیْنَب بنت جَحْش رضی اللہ عنہا کی کاشانۂ نبوت میں رخصتی کے دن مسلمان عورتوں کے لئے پردہ کا حکم نازل ہوا۔ بعض علمائے کرام کا کہنا ہے کہ یہ حکم ۴/ھ کو نازل ہوا۔ قولِ اوّل رَاجح ہے۔ اس کی تصریح علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی سیرت کی کتاب میں فرمائی ہے۔ انہوں نے فرمایا۔

"ان ہر دو قولوں کی رو سے پردے کا حکم غَزْوَۂ بَنی مُصْطَلِق اور غَزْوَۂ اَحْزَاب سے قبل نازل ہوا۔ کیوں کہ غَزْوَۂ بَنی مُصْطَلِق شعبان ۵/ھ کو اور غَزْوَۂ اَحْزَاب شوّال ۵/ھ کو پیش آیا"

---

[1] دیگر امہات المومنین پر آپ رضی اللہ عنہا فخر فرمایا کرتی تھیں کہ ان کا نکاح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ان کے اولیا نے کیا لیکن میرا نکاح خود باری تعالٰی نے فرمایا ہے (قرآن مجید میں ہے زوجنکھا) اور میں سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی زاد ہوں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ جب آپ رضی اللہ عنہا کو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نکاح کی خبر ملی آپ رضی اللہ عنہا سجدہ میں گر گئیں۔ آپ رضی اللہ عنہا کثرت سے روزہ رکھتیں نماز ادا فرماتیں اپنے ہاتھ سے کام کرکے آمدنی کو فقراء ومساکین پر خرچ فرما دیتیں۔ الاصابہ جلد ۴ صفحہ ۳۱۳

[2] آپ کا وصال ۲۰/ھ کو ہوا۔ عمر مبارک اس وقت پچاس برس تھی۔ ایک قول کے مطابق ۵۳ برس تھی۔ الاصابہ جلد ۴ صفحہ ۳۱۴

۵/ ہجری کے واقعات

(۱) حضرت رَیحَانہ رضی اللہ عنہا کا حرمِ نبوی میں داخل ہونا

اس سال ماہ محرم میں نبی پاک صاحبِ لولاک ﷺ نے حضرت رَیحَانہ بنت شَمعُون رضی اللہ عنہا سے نکاح فرمایا۔
ایک قول کے مطابق ان کے والد کا نام زَید بن عَمرو تھا۔
یہودی قبیلہ بنی نَضِیر یا بَنِی قُریظَہ سے تھیں۔ آپ رضی اللہ عنہا کا بنی قُریظَہ سے ہونے کا قول زیادہ قوی ہے۔
بعض علماء فرماتے ہیں کہ آپ رضی اللہ عنہا بنی نَضِیر سے تھیں لیکن بنی قُریظَہ میں شادی شدہ تھیں۔
غزوہ بنی قُریظَہ میں مسلمانوں کے لشکر کے ہاتھوں قید ہو کر آئیں۔ نبی کریم ﷺ نے انہیں اپنے حرم کے لئے منتخب فرمالیا۔ آپ نے ایمان قبول فرمالیا نبی کریم ﷺ نے انہیں آزاد فرمادیا اور ان سے نکاح فرمالیا۔
بعض علماء فرماتے ہیں کہ وہ بدستور آپ ﷺ کی ملکیت میں رہیں اس صورت میں آپ رضی اللہ عنہا اَزواجِ مُطَہَّرات سے نہیں بلکہ نبی کریم ﷺ کی باندی تھیں۔ باندی ہونے کی وجہ سے نبی کریم ﷺ ان سے مباشرت فرماتے تھے۔ زیادہ مشہور اور قوی قول یہی ہے۔[1]

---

[1] ابن اسحاق سے ابن ہشام نے اپنی سیرت اور ابن کثیر نے البدایہ والنہایہ میں ان کی ولدیت عَمرو بن جُنَافَہ لکھی ہے نیز لکھا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ان سے نِکاح کی پیش کش کی لیکن انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! مجھے اپنی ملکیت میں رہنے دیجئے۔ یہ میرے اور آپ ﷺ دونوں کے لئے آسان ہے تو آپ ﷺ نے ان پر اپنی ملکیت برقرار رکھی۔ ابتدا میں آپ رضی اللہ عنہا اسلام سے تَعَصُّب رکھتی تھیں اور صرف یہودیت پر رضامند تھیں۔ اس وجہ سے نبی پاک ﷺ نے کچھ عرصہ کے لئے ان سے علیحدگی اختیار فرمالی۔ ایک روز آپ ﷺ صَحابۂ کرام رضی اللہ عنہم میں تشریف فرما تھے۔ کہ پیچھے سے جوتوں کی آواز سنی فرمایا ثَعلَبَہ بن سَعیَہ آرہے ہیں تاکہ رَیحَانَہ رضی اللہ عنہا کے اسلام لانے کی خوش خبری دیں۔ چنانچہ وہ حاضر خدمت ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! رَیحَانَہ رضی اللہ عنہا نے اسلام قبول کر لیا اس پر آپ ﷺ نے خوشی کا اظہار فرمایا۔ سیرت ابن ہشام جلد ۳ صفحہ ۲۶۴، ۲۶۵ البدایہ والنہایہ جلد ۲ جزو ۴ صفحہ ۱۲۸۔ ان کی وفات حضور اکرم ﷺ کی رِحلَت سے قبل حجۃ الوَداع سے واپسی کے وقت ہوئی اور بَقِیع میں مدفون ہوئیں۔ ایک قول ہے کہ حضور اکرم ﷺ کے بعد خِلافت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ میں فوت ہوئیں قولِ اوّل صحیح تر ہے۔ مدارج النبوت جلد ۲ صفحہ ۸۴۰ ان کا ذکر اسی باب کی فصل دہم کے عنوان نمبر ۳۱ میں آرہا ہے۔

(۲) حضرت جُوَیرِیہ بنت حَارِث رضی اللہ عنہا سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا نکاح

بَنِیْ مُصطَلِق کے غَزْوَہ سے فراغت کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جُوَیرِیہ بنت حَارِث بن اَبِیْ ضِرَار سے نِکاح بھی اسی سال فرمایا تھا۔ یہی رَاجح قول ہے۔ بعض علماء فرماتے ہیں کہ یہ نِکاح ۶/ھ کو ہوا۔ اس اختلاف کی وجہ بنیاد غزوہ بَنِیْ مُصطَلِق کے بارے میں اختلاف ہے۔ آپ رضی اللہ عنہا غَزْوَہ میں قیدی ہو کر آئیں۔ [1] نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو آزاد فرما کر نکاح فرمالیا آپ کا مہر چار سو درہم تھا۔

نکاح کے وقت آپ رضی اللہ عنہا کی عمر بیس برس تھی۔

(۳) حضرت جُوَیرِیہ رضی اللہ عنہا کا خواب

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بَنِیْ مُصطَلِق پر حملہ سے قبل اُمُّ المومنین حضرت جُوَیرِیہ رضی اللہ عنہا نے خواب دیکھا کہ ایک چاند مدینہ منورہ سے چلا ہے اور آپ رضی اللہ عنہا کی گود میں آ گیا ہے اللہ تعالیٰ نے آپ رضی اللہ عنہا کا خواب سچا کر دیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے نکاح فرمالیا۔

---

[1] آپ رضی اللہ عنہا کے نکاح نبوی میں آنے کے بارے میں چند روایات ہیں۔ پہلی روایت یہ ہے کہ تقسیمِ غنیمت میں آپ رضی اللہ عنہا حضرت ثَابِت بن قیس بن شَمَّاس اَنصَارِی رضی اللہ عنہ کے حصہ میں آئیں انہوں نے آپ کو مکاتب بنا دیا۔ چنانچہ وہ دربارِ رِسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوئیں اور مالِ کتابت میں اعانت کی درخواست پیش کی۔ تو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم کو اس سے بہتر معاملہ کی رغبت ہے وہ عرض کرنے لگیں وہ کیا ہے تو سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تیرا بدل کتابت میں ادا کر دوں اور تم سے نکاح کر لوں وہ عرض پرداز ہوئیں کہ ٹھیک ہے۔ تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے نکاح فرمالیا۔ دوسری روایت یہ ہے کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم غَزْوَہ بَنِیْ مُصطَلِق سے واپس ہوئے تو آپ رضی اللہ عنہا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھیں۔ آپ کو وَدِیعَت کے طور پر ایک انصاری کے حوالے فرما دیا۔ اور ان کی حفاظت کا حکم دیا۔ جب نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ روانہ ہوئے تو ان کے والد حَارِث بن اَبِی ضِرَار اپنی لڑکی کا فِدْیہ لے کر حاضر ہوئے۔ وادی عَقِیق پہنچ کر نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فِدیہ کے اونٹوں سے دو پسند فرمائے۔ حضرت حارث رضی اللہ عنہ نے ان کو عَقِیق کی کسی گھاٹی میں چھپا دیا' اور پھر نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئے عرض کیا آپ نے میری لڑکی کو پکڑ لیا ہے یہ اس کا فِدْیہ ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ دو اونٹ کہاں ہیں جنہیں تم نے عَقِیق کی فلاں فلاں گھاٹی میں چھپا دیا ہے اس پر حضرت حَارِث رضی اللہ عنہ نے کلمہ شہادت پڑھ کر ایمان قبول کرلیا اور عرض کیا ان اونٹوں کی اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کو خبر نہ تھی۔ حضرت حَارِث رضی اللہ عنہ کے ہمراہ ان کے دو لڑکے اور قوم کے بہت سے اَفْرَاد نے ایمان قبول کیا انہوں نے وہ دونوں اُونٹ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کر دیئے اور حضرت جُوَیرِیہ رضی اللہ عنہا واپس ان کے سپرد کر دی گئیں۔ وہ بھی مشرف بہ ایمان ہوگئیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے نکاح کے لئے ان کے والد کے پاس پیغام بھیجا تو انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کا نکاح کر دیا۔ ان کا مہر چار سو درہم مقرر فرمایا۔ تیسری روایت یہ ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں حضرت ثَابِت بن قیس سے خرید کر آزاد کر دیا۔ پھر ان سے نکاح فرمایا اور چار سو درہم مہر دیا۔ سیرت ابن ہشام جلد ۴/ صفحہ ۳۲۳،۳۲۴

(۴) حضرت جُوَیرِیہ رضی اللہ عنہا کے والد کا ایمان لانا

ام المومنین حضرت جُوَیرِیہ رضی اللہ عنہا کے والد ماجد حضرت حَارِث بن اَبِی ضِرار رضی اللہ عنہ بھی اسی سال مشرف باسلام ہوئے۔ غَزوَہ بنی مُصطَلِق میں آپ قید ہوئے اور زاں بعد ایمان لائے۔

(۵) مدینہ منورہ کے اردگرد خندق کی کھدائی

غَزوَۂ خَندَق سے چند روز قبل، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ طیبہ کے اردگرد خَندَق کھودنے کا حکم دیا۔

(۶) خَندَق کی کھدائی کے دوران معجزہٗ نبوی

اسی سال، معجزات نبوی میں سے یہ معجزہ صادر ہوا کہ خندق کی کھدائی کے دوران ایک بہت بڑی چٹان ظاہر ہوئی جس پر کوئی سخت پتھر، کُدَال اور بیلچہ اثر نہ کرتا تھا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اسے توڑنے سے عاجز آگئے۔ اس پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خود خَندَق میں داخل ہوئے کُدَال ہاتھ میں لیا اور اس سخت چٹان پر ضرب لگائی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس ایک ضرب سے وہ ریت کے ٹیلے کی مانند ہوگئی اور نرمی میں ریت کی طرح ہوگئی۔

(۷) دورانِ خَندَق نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا شعر پڑھنا

نبی پاک صاحبِ لَولاک صلی اللہ علیہ وسلم نے جب خَندَق میں کُدَال سے ضرب لگائی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ مصرعے پڑھے۔

بِسْمِ اللّٰهِ وَبِهٖ بَدِيْنَا　　　وَلَوْ عَبَدْنَا غَيْرَهٗ شَقِيْنَا

يَا حَبَّذَا رَبًّا وَّحَبَّ دِيْنًا

ترجمہ: "ہم اللہ تعالیٰ کے بابرکت نام سے آغاز اور ابتدا کرتے ہیں۔ اگر ہم اس کے بغیر کسی اور کی عبادت کریں تو یہ شقاوت ہوگی۔ کتنا ہی اچھا رب ہے اور کیسا اچھا ہمارا دین ہے۔"

بَدِیْنَا میں دال کے نیچے زیر اور یا کے سکون کے ساتھ تلفظ ہوگا۔ جس کا معنے وہی ہے جو بَدَأْنَا (ہم نے شروع کیا) کا ہے۔

(۸) صَحَابۂ کِرَام رضی اللہ عنہم کے لئے دعائے نبوی اور ان کی جانثاری کا عہد

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جب خَندَق کی کھدائی میں مشغول تھے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کے شعر دہرائے۔

لَاهُمَّ لَا عَيْشَ اِلَّا عَيْشَ الْاٰخِرَهْ

فَاغْفِرِ الْاَنْصَارَ وَ الْمُهَاجِرَۃَ

ترجمہ: "اے اللہ! زندگی تو صرف آخرت کی زندگی ہے۔ انصار اور مہاجرین کی بخشش فرما۔"

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے جب یہ سنا تو انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد مبارک کے جواب میں یوں عرض کیا۔

نَحْنُ الَّذِیْنَ بَایَعُوْا مُحَمَّدًا عَلَی الْجِهَادِ مَابَقِیْنَا اَبَدًا

ترجمہ: "ہم نے زندگی بھر کے لئے (اللہ تعالیٰ کے محبوب حضرت) محمد (رسول اللہ) صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ جہاد کی بیعت کرلی ہے۔

(۹) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت عبدُاللہ بن رَوَاحہ رضی اللہ عنہ کے اشعار دہرانا

غزوہ خَندق کے دوران، جب خَندق کی کھدائی جاری تھی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عبداللہ بن رَوَاحہ رضی اللہ عنہ کے شعر دھراتے جاتے تھے۔

اَللّٰھُمَّ لَوْلَآ اَنْتَ مَا اھْتَدَیْنَا وَلَا تَصَدَّقْنَا وَلَا صَلَّیْنَا

ترجمہ: اے اللہ! اگر تیری ذات پاک نہ ہوتی ہمیں ہدایت نہ ملتی، نہ ہم صدقہ کرتے اور نہ ہی ہم نماز ادا کرتے۔

فَاَنْزِلَنْ سَكِیْنَةً عَلَیْنَا وَثَبِّتِ الْاَقْدَامَ اِنْ لَاقَیْنَا

ترجمہ: "الٰہی! ہم پر ضرور اطمینان نازل فرما۔ اگر ہمارا دشمنوں سے مقابلہ ہو جائے تو ہمیں ثابت قدم رکھ۔"

اِنَّ الْاُلٰی قَدْ بَغَوْا عَلَیْنَا اِذَا اَرَادُوْا فِتْنَةً اَبَیْنَا

ترجمہ: "بلاشبہ ان لوگوں نے ہم پر سرکشی کی ہے جب انہوں نے کسی فتنہ کا ارادہ کیا ہم نے اس سے انکار کردیا۔"

لفظ "اَبَیْنَا" کو سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم تکرار سے ارشاد فرماتے اور اس پر اپنی آوازِ مبارک کو بلند فرماتے تھے۔

(۱۰) معجزۂ نبوی---- طعام میں برکت

غزوہ خَندق کے دنوں میں، نبی پاک صاحبِ لولاک صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک معجزہ ظاہر ہوا۔ کہ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت کی۔ کھانا قلیل مقدار میں تھا۔ انہوں نے عرض کیا کہ ہم نے ایک

صاع جو کی روٹیاں پکائی ہیں اور ایک بکری کا سال بھر کا بچہ ذبح کیا ہے۔ لہٰذا آپ ﷺ چند اَصحاب رضی اللہ عنہم کے ساتھ کھانے پر تشریف لے آئیں۔

نبی کریم ﷺ ایک ہزار افراد کے ساتھ ان کی دَعوَت پر تشریف لائے وہ سب کے سب تین دن سے بھوکے پیاسے تھے نہ کوئی چیز کھائی تھی نہ ہی پی تھی۔

نبی پاک ﷺ نے روٹی اور گوشت کا سالن منگوایا۔ آپ ﷺ نے ان میں اپنا لُعابِ دَہَن مبارک ڈالا۔ سب نے سیر ہو کر کھایا لیکن کھانا ابھی بچا ہوا تھا۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے گھر والوں نے کھایا نیز اپنے پڑوسیوں کے گھروں میں تحفہ کے طور پر بھی بھیجا۔

اس کی پوری تفصیل صَحیح بخاری [1] اور دیگر کتابوں میں موجود ہے۔

(۱۱) معجزۂ نبوی ---- کھانے میں برکت

اَیامِ خَندَق میں، نبی پاک صاحبِ لَولاک ﷺ کا یہ معجزہ بھی صادر ہوا کہ حضرت ام عامر اَسلمیہ رضی اللہ عنہا نے آپ ﷺ کی خدمتِ اَقدَس میں کھجور، گھی اور ستو کا مرکب ایک بڑے پیالے میں پیش کیا۔ تمام اہلِ خَندَق، جن کی تعداد تین ہزار تھی، نبی کریم ﷺ کے پاس اکٹھے ہوگئے۔ ان تمام افراد نے سیر ہو کر کھایا لیکن وہ ابھی اسی طرح باقی تھا۔

(۱۲) معجزۂ نبوی ----- طعام میں برکت

نبی کریم ﷺ کے معجزات میں سے یہ معجزہ بھی اَیامِ خَندَق کے دوران ظاہر ہوا۔ کہ حضرت عُمرَہ [2] بنت رَواحہ رضی اللہ عنہا اپنے خاوند حضرت بَشیر رضی اللہ عنہ اور اپنے بھائی حضرت عبدُاللہ بن رَواحہ رضی اللہ عنہ کے کھانے کے لئے کپڑے کے ایک کونے میں کچھ کھجوریں لائیں۔ وہ دونوں حضرات خَندَق کھودنے میں مصروف تھے۔

نبی کریم ﷺ نے انہیں فرمایا "ادھر لاؤ۔" انہوں نے وہ کھجوریں آقائے نامدار ﷺ کی دونوں ہتھیلیوں میں ڈال دیں جن سے وہ بھر گئیں۔

---

[1] ملاحظہ ہو صحیح البخاری جلد ۲/ صفحہ ۵۸۸، ۵۸۹

[2] سیرت ابن ہشام میں یہ معجزہ حضرت عمرہ رضی اللہ عنہا کی صاحبزادی سے مروی ہے کہ ان کی والدہ ماجدہ نے یہ کھجوریں ان کو دیں اور وہ اپنے والد ماجد حضرت بَشیر بن سَعد رضی اللہ عنہ اور اپنے ماموں حضرت عَبدُاللہ بن رَواحہ رضی اللہ عنہ کے لئے لائی تھیں۔ ملاحظہ ہو سیرت ابن ہشام جلد ۳/ صفحہ ۲۲۲

نبی کریم رؤف رحیم ﷺ نے ایک کپڑا بچھانے کا حکم دیا۔ چنانچہ وہ کپڑا بچھا دیا گیا۔ آپ ﷺ نے کسی آدمی سے ارشاد فرمایا۔ اہل خندق میں اعلان کردو کہ کھانے کے لئے آجائیں۔

تمام اہل خندق ان کھجوروں کے اردگرد جمع ہوگئے۔ سب نے جی بھر کر کھجوریں کھائیں لیکن کھجوریں ابھی تک باقی تھیں۔

(۱۴) حضرت صَفِیَہ [۱] بنت عَبدُالمُطَّلِب رضی اللہ عنہا کی شُجاعت

غَزوۂ خَندَق کے دوران، ایک یہودی اپنے ساتھ دس یہودیوں کو لے کر مدینہ منورہ کے ایک قلعہ کی طرف خفیہ طور پر آیا۔ اس قلعہ میں نبی کریم ﷺ کی اَزواجِ مطہرات، امہاتُ المومنین اور دیگر مسلمانوں کی مستورات تھیں۔ نبی پاک ﷺ کی پھوپھی حضرت صَفِیَہ بنت حضرت عبدُالمُطَّلِب رضی اللہ عنہا بھی ان میں شامل تھیں۔ اس وقت نبی کریم ﷺ اور دیگر صَحابۂ کرام رضی اللہ عنہم دشمن سے جنگ میں مصروف تھے۔ انہیں اس کی اطلاع نہ تھی۔

یہودی نے قلعہ پر چڑھنا شروع کردیا۔ حضرت صَفِیَہ رضی اللہ عنہا نے لوہے کی ایک سلاخ لی نیچے اتر کر یہودی پر سخت حملہ کردیا اور اس کے سر کو کچل کر اسے قتل کردیا۔ پھر اس کا سر کاٹا اور یہودیوں کی جانب اسے پھینک دیا (یہ حال دیکھ کر باقی حملہ آور) واپس پلٹ گئے۔ نبی پاک ﷺ کو واقعہ کی خبر دی گئی تو آپ ﷺ نے بَنِی قُریظہ کے مال غنیمت سے مردوں کے برابر انہیں حصہ عطا فرمایا۔ [۲]

---

[۱] آپ رضی اللہ عنہا شعر بھی کہتی تھیں۔ چنانچہ اپنے والد ماجد حضرت عبدُالمُطَّلِب رضی اللہ عنہ کی وفات۔ بھائی حضرت امیر حَمزَہ رضی اللہ عنہ کی دردناک شہادت پر ان کے مرثیے سیرت ابن ہشام جلد اول صفحہ ۱۸۱ اور جلد ثالث ۱۵۶ پر ملاحظہ کئے جاسکتے ہیں۔

[۲] اس واقعہ کی بعض موضوع روایات میں یوں بھی مذکور ہے (ملاحظہ ہو سیرت ابن ہشام جلد ۳/ صفحہ ۲۴۶) کہ حضرت حَسّان بن ثابت رضی اللہ عنہ بھی اس قلعہ میں موجود تھے حضرت صَفِیَہ رضی اللہ عنہا نے انہیں یہودیوں کے اس فعل کی خبر دی لیکن انہوں نے ان کا مقابلہ کرنے سے معذوری ظاہر کی۔ اس روایت کے بارے میں ابن ہشام کے حاشیہ کا خلاصہ یوں ہے کہ علماء کرام کے ایک گروہ نے اس حدیث کا انکار فرمایا ہے۔ جن میں ابوذر شارح سیرت بھی ہیں ان کا کہنا ہے کہ حضرت حَسّان رضی اللہ عنہ سے اس درجہ کی بزدلی نہایت بعید امر ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے کثیر شعرا کی ہجو لکھی ان کی کمینہ صفات کا ذکر فرمایا جواب میں انہوں نے بھی اَشعار میں آپ رضی اللہ عنہ کی ہجو میں اشعار کہے جو موجود ہیں لیکن کسی بھی شاعر نے آپ کی ہجو میں لکھے شعروں میں آپ کی جانب بزدلی کی نسبت نہیں کی۔ اگر آپ رضی اللہ عنہ میں یہ صفت موجود ہوتی تو اس کے ذکر کرنے سے کبھی نہ رکتے۔ حاشیہ ابن ہشام جلد ۳/ صفحہ ۲۴۶۔ علامہ ابن عبدالبر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا یہ روایت منقطع الاسناد ہے۔ اگر صحیح بھی ہو تو بہتر ہے کہ یہ توجیہ کی جائے کہ حضرت حَسّان بن ثابت رضی اللہ عنہ اس روز کسی بیماری کے باعث شریک جنگ نہ ہوسکے۔ زرقانی علی المواہب جلد ۲/ صفحہ ۱۱۲

(۱۴) حضرت زُبَیر بن عَوّام رضی اللہ عنہ کا اِعزاز

غزوۂ خَندق کے دوران حضرت زُبَیر بن عَوّام رضی اللہ عنہ کو یہ اِعزاز حاصل ہوا کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں ارشاد فرمایا۔

"اِرْمِ فِدَاکَ اَبِیْ وَاُمِّی۔ (تیر پھینکو میرے ماں باپ تم پر قربان ہوں۔) اس اِرشاد مبارک میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی وَالِدہ ماجدہ اور وَالِد ماجد رضی اللہ عنہما دونوں کو جمع فرمایا ہے۔

پیچھے گذر چکا کہ غزوۂ اُحُد میں حضرت سَعد بن اَبِی وَقّاص رضی اللہ عنہ کو یہی شَرف حاصل ہوا۔

(۱۵) غَزوۂ خَندق کے دوران منافقین کی شرارتیں

غَزوۂ خندق کے دوران، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صَحابۂ کِرام رضی اللہ عنہم کو خوش خبری دی کہ عنقریب وہ کِسریٰ اور قَیصر کے خزانوں کو فتح کریں گے۔

عبدُاللہ بن اُبَی، مُعتّب بن قُشَیر اور ان کے بعض منافق ساتھی کہنے لگے کہ "(حضرت) محمد (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) ہمیں دھوکا دیتے ہیں کہ ہم کِسریٰ اور قَیصر کے خزانوں سے کھائیں گے ہمارا حال یہ ہے کہ ہم سے کوئی بھی اطمینان کے ساتھ پاخانہ کے لئے نہیں جاسکتا۔"

بعض منافقین کہنے لگے "اے یَثرِب والو! تم دشمن کا مقابلہ نہیں کرسکتے لہٰذا بھاگ جاؤ۔" ان میں سے ایک گروہ نے تو مدینہ منورہ کو چھوڑنے کی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اِجازت مانگنی شروع کردی وہ کہنے لگے ہمارے گھر دشمنوں سے محفوظ نہیں ہیں ہمیں اِجازت دیجئے تاکہ ہم مدینہ منورہ سے نکل جائیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں چند آیات کریمہ نازل فرمائیں جن کا آغاز یہ ہے۔

اِذْ یَقُوْلُ الْمُنٰفِقُوْنَ وَالَّذِیْنَ فِیْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ مَّا وَعَدَنَا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗۤ اِلَّا غُرُوْرًا (الاحزاب:۱۲)

ترجمہ: "جبکہ منافق اور وہ لوگ جن کے دلوں میں بیماری ہے، کہنے لگے ہم سے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول نے صرف دھوکے کے وعدے کر رکھے ہیں۔"

(۱۶) حضرت ثَعلَبہ بن عَثمہ رضی اللہ عنہ کی شہادت

حضرت ثَعلَبہ بن عَثمہ [1] بن عَدیّ بن نابِی انصاری رضی اللہ عنہ، غَزوۂ اَحزاب کے دوران شہید ہوگئے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے غَزوۂ بدر میں بھی شرکت فرمائی تھی۔

(۱۷) حضرت سَعد بن مُعاذ رضی اللہ عنہ کی شہادت

غزوۂ خَندَق کے دوران، حضرت سَعد بن مُعاذ رضی اللہ عنہ کو ایک تیر لگا جس سے آپ رضی اللہ عنہ کی رگ اَکحَل (بازو کی وہ رگ جس سے فصد کھولتے ہیں) کٹ گئی۔ تیرانداز کا نام حِبّان بن قَیس بن عَرِقہ ہے۔

زخمی ہونے کے کچھ دن بعد تک حضرت سَعد رضی اللہ عنہ زندہ رہے۔ آپ رضی اللہ عنہ کا وِصال اس وقت ہوا جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم غزوۂ خَندَق اور غَزوۂ بنی قُریظہ سے فارغ ہوچکے تھے۔

(۱۸) غَزوۂ اَحزاب میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا

غَزوۂ خَندَق یا اس کے اختتام پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کفار کے لشکروں کے لئے مسجدِ فتح میں تین دن، پیر، منگل اور بدھ کے روز، یہ بددعا فرمائی۔

اَللّٰهُمَّ مُنزِلَ الْكِتَابِ مُجرِیَ السَّحَابِ سَرِیعَ الْحِسَابِ هَازِمَ الْاَحزَابِ۔ اَللّٰهُمَّ اهزِمْهُمْ وَزَلزِلْهُمْ

ترجمہ: اے اللہ اے کتاب کو نازل فرمانے والے! بادلوں کو چلانے والے! جلد حساب لینے والے! لشکروں کو شکست دینے والے! اے اللہ! ان کو شکست دے دے ان کو خوف زدہ فرمادے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دعا بھی فرمائی۔

اَللّٰهُمَّ اسْتُرْ عَوْرَاتِنَا وَاٰمِنْ رَوْعَاتِنَا

ترجمہ: اے اللہ ہماری پردہ پوشی فرما۔ ہمارے خوف کو اطمینان میں تبدیل فرمادے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یوں بھی دعا فرمائی۔

یَا صَرِیْخَ الْمَكْرُوْبِیْنَ یَا مُجِیْبَ الْمُضْطَرِّیْنَ اِكْشِفْ هَمِّیْ وَغَمِّیْ وَكَرْبِیْ فَاِنَّكَ تَرٰی مَانَزَلَ بِیْ وَبِاَصْحَابِیْ۔

---

[1] بذل القوہ میں ثَعلَبہ بن عَثمہ درج ہے لیکن صحیح نام ثَعلَبہ بن غَنمہ۔ غین معجمہ کے ساتھ یا ثُعلَبہ بن عَنمہ عین مہملہ کے ساتھ ہے ملاحظہ ہو سیرت ابن ہشام ج ۲ ص ۷۱، ۳۴۷، ج ۳ ص ۲۷۳ زرقانی علی المواہب جلد ۲/ صفحہ ۱۲۶

ترجمہ: اے مبتلائے رنج لوگوں کے فریاد رَس! اے عاجز و لاچار لوگوں کی دعاؤں کو قبول فرمانے والے!
میرے فکر، غم اور رنج کو دور فرمادے۔ تو جانتا ہے جو مجھ پر اور میرے صحابہ پر آفت آپڑی ہے۔

(۱۹) حضرت سَعد بن حَبتہ رضی اللہ عنہ کے لئے دعائے نبوی

غزوہ خندق کے دوران حضرت سَعد بن حَبتہ بن ملہ انصاری رضی اللہ عنہ نے مشرکین کے ساتھ شدید جنگ فرمائی۔ نبی پاک صاحبِ لولاک صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں بلایا آپ رضی اللہ عنہ کے سر پر ہاتھ پھیرا نیز ان کی اَولاد اور نسل میں برکت کی دعا فرمائی۔

نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا کا یہ نتیجہ تھا کہ آپ رضی اللہ عنہ چالیس افراد کے چچا چالیس کے ماموں اور بیس کے والد تھے۔

قاضی اُلقُضاۃ حضرت اَبُویُوسف یَعقُوب بن اِبراہیم بن حَبیب بن جَیش بن سَعد بن حَبتہ رضی اللہ عنہم آپ ہی کی اولاد سے تھے۔

حَبتہ حضرت سَعد رضی اللہ عنہ کی والدہ کا نام تھا اور اسی نسب سے آپ مشہور تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ کے والد کی جانب سے نسب یوں ہے۔ حضرت سَعد رضی اللہ عنہ بن بُجَیر بن بجیلہ۔

(۲۰) جنگ میں مصروفیت کے باعث نماز کی قضا

جنگ کی شدت کے باعث، جنگِ خَندق کے دنوں میں ایک روز نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم اور صَحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کی نمازِ عَصر فوت ہوگئی۔ سورج کے غروب ہونے تک اسے ادا نہ فرماسکے۔ ابھی تک نمازِ خَوف کا حکم بھی نازل نہ ہوا تھا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کفار کے خلاف یہ بددعا فرمائی:

مَلأَ اللّٰہُ تَعَالٰی بُیُوْتَھُمْ وَقُبُوْرَھُمْ نَارًا شَغَلُوْنَا عَنِ الصَّلٰوۃِ الْوُسْطٰی صَلٰوۃِ الْعَصْرِ۔

ترجمہ: اللہ تعالیٰ ان کے گھروں اور قبروں کو آگ سے بھردے انہوں نے ہمیں صلوۃ وسطی یعنی نمازِ عصر سے روکے رکھا۔

غُروبِ آفتاب کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے جماعت کے ساتھ قضا کیا۔ ہر نماز (عصر اور مغرب) کے لئے الگ اَذان اور اِقامت پڑھی گئی۔ بعض علماء فرماتے ہیں کہ اس دن مسلمانوں کی تین نمازیں یعنی ظہر، عصر اور

مغرب قضا ہو گئیں۔ چنانچہ انہوں نے عشا کے وقت میں انہیں ادا فرمایا۔

(۲۱) کفار کی ہزیمت

کفار نے غَزوۂ اَحزاب میں مدینہ منورہ کا ایک ماہ تک مُحاصَرہ جاری رکھا پھر اللہ تعالیٰ نے ہوا اور ایسے لشکروں کو بھیجا جو کفار کو نظر نہ آتے تھے چنانچہ وہ شکست خوردہ ہو کر بھاگ گئے۔

(۲۲) کفار پر شدید سرد ہوا کا مسلط ہونا

اسی برس، غزوۂ خَندَق کے آخر میں، نبی پاک ﷺ کا ایک معجزہ ظہور پذیر ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے جب اپنے محبوبِ پاک ﷺ کی دعا قبول فرمائی۔ ان پر ایک شدید سرد ہوا بھیج دی جس سے ان کے خیمے اور سائبان پھٹ گئے۔ ان کی ہانڈیاں اور برتن الٹ گئے۔ کجاوے دب گئے اور خیموں کی طَنابیں اور کھونٹے ٹوٹ گئے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کے لشکر بھیجے کہ ان کی آنکھوں کی روشنی (کچھ دیر کے لئے) ختم کر دیں اور بلند آواز سے تکبیریں کہیں تا کہ ان کے دل دہشت سے بھر جائیں۔ چنانچہ وہ خوف زدہ ہو گئے اور بغیر جنگ کے شکست خوردہ ہو کر پلٹ گئے۔

یہ سب نبی پاک ﷺ کی دعائے مبارکہ کے نتیجہ میں تھا۔ اسی بارے میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیات مبارکہ نازل فرمائیں۔

فَاَرۡسَلۡنَا عَلَيۡهِمۡ رِيۡحًا صَرۡصَرًا وَّجُنُوۡدًا لَّمۡ تَرَوۡهَا (الاحزاب:۹)

ترجمہ: "ہم نے ان پر شدید ٹھنڈی ہوا اور ایسے لشکر بھیجے جو تمہیں دکھائی نہ دیتے تھے۔"

نیز فرمایا:

وَرَدَّ اللّٰهُ الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا بِغَيۡظِهِمۡ لَمۡ يَنَالُوۡا خَيۡرًا وَّكَفَى اللّٰهُ الۡمُؤۡمِنِيۡنَ الۡقِتَالَ (الاحزاب:۲۵)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے کفار کو اپنے غیظ و غضب سمیت لوٹا دیا۔ وہ بھلائی نہ حاصل کر سکے اللہ تعالیٰ نے مومنوں سے جنگ کی کفایت فرمائی۔

(۲۳) حضرت خَلّاد بن سُوَید رضی اللہ عنہ کی شہادت

اسی سال، غزوۂ بَنی قُرَیظَہ کے دوران، مسلمانوں میں سے حضرت خَلّاد بن سُوَید بن ثَعلَبَہ اَنصارِی خَزرَجی رضی اللہ عنہ نے جامِ شہادت نوش فرمایا۔ آپ رضی اللہ عنہ کی شہادت چکی کے ایک پتھر سے ہوئی۔ جو بَنی قُرَیظَہ کی

ایک عورت نے آپ پر پھینکا تھا۔ اس عورت کا نام بُنانَہ تھا۔ اسی پتھر سے آپ شہید ہوئے۔ نبی کریم ﷺ نے آپ کے بارے میں ارشاد فرمایا: "ان کے لئے دو شہیدوں کے برابر ثواب ہے۔"

وہ عورت آپ رضی اللہ عنہ کے قصاص میں قتل کر دی گئی۔ دورانِ جنگ (عہد حضرت رِسالت مآب ﷺ میں) اس کے سوا کوئی عورت قتل نہیں کی گئی۔ [1]

اسی سال، بَنِیْ قُرَیْظَہ کے خلاف مہم میں، مشرکین میں سے، یہودیوں کا سردار حُیَیّ بن اَخْطَب مارا گیا [2]۔ یہ شخص زوجہ رسول، ام المومنین حضرت صَفِیَہ بنت حُیَیّ رضی اللہ عنہا کا والد تھا۔ نبی پاک ﷺ سے یہ شدید دشمنی رکھتا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے کفر کی حالت ہی میں اس کا خاتمہ فرمادیا۔

(۲۴) حضرت اَبُولُبابَہ رضی اللہ عنہ کی توبہ

غَزْوَۂ بَنِیْ قُرَیْظَہ کے اَیّام میں، حضرت اَبُولُبابَہ [3] بن عَبْدُالْمُنْذِر اَنْصارِی اَوْسی رضی اللہ عنہ کی خطا سے توبہ بھی اللہ تعالیٰ نے قبول فرمائی۔

تفصیل اس کی یہ ہے:

جب نبی کریم ﷺ نے بَنِیْ قُرَیْظَہ پر غَلَبَہ حاصل فرمالیا اور ان کو یقین ہوگیا کہ اب نجات نہیں مل سکے گی

---

[1] ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ وہ عورت قتل ہونے سے پہلے میرے پاس بیٹھی باتیں کر رہی تھی اور اس قدر ہنس رہی تھی کہ اس کے پیٹ میں بل پڑ جاتے تھے۔ اتنے میں کسی نے اس کا نام لے کر پکارا۔ میں نے پوچھا کیوں بلایا ہے اس نے کہا میں قتل کی جاؤں گی کیونکہ میں نے ایک جرم کیا ہے لوگ اسے لے گئے اور اس کی گردن مار دی گئی حضرت ام المومنین رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں باوجود اس بات کے کہ وہ جانتی تھی کہ میں ماری جانے والی ہوں پھر بھی وہ اس قدر ہنس رہی تھی اور خوش مزاج تھی میں نے اس کے علاوہ کسی اور کو ایسا نہیں دیکھا۔ تاریخ طبری اردو ترجمہ جلد ۱/ صفحہ ۳۰۰

[2] غزوہ بَنِیْ نَضِیر میں یہ دیگر کئی یہودیوں کے ہمراہ خَیْبَر کو چلا گیا۔ وہاں کے لوگوں نے اس کی سرداری کو تسلیم کرلیا۔ سیرت ابن ہشام جلد ۳/ صفحہ ۱۹۳ غزوہ احزاب میں کفار کو مسلمانوں پر حملہ پر انگیختہ کرنے والوں میں سے ایک یہ بھی تھا۔ اپنے دیگر ساتھیوں سمیت مکہ مکرمہ گیا اور ان سے کہنے لگا حملہ میں ہم تمہارا ساتھ دیں گے اور مسلمانوں کو جڑ سے اکھاڑ دیں گے۔ سیرت ابن ہشام جلد ۳/ صفحہ ۲۲۹ جنگ احزاب میں بَنِیْ قُرَیْظَہ کے سردار کَعْب بن اَسَد قُرَظی کے پاس آیا اور اسے نبی کریم ﷺ کے ساتھ کئے ہوئے عہد توڑنے پر آمادہ کرلیا۔ سیرت ابن ہشام جلد ۳/ صفحہ ۲۳۵، ۲۳۶ بَنِیْ قُرَیْظَہ کے محاصرہ میں یہ یہودی ان کے قلعے میں پناہ گزین ہوا۔ ایضاً جلد ۳/ صفحہ ۲۵۴ (ان اور دیگر شرارتوں کی وجہ سے) مقتول ہوا ایضاً جلد ۳/ صفحہ ۲۶۰

[3] آپ کے نام میں اختلاف ہے۔ رِفَاعہ یا مُبَشِّر یا بَشِیْر نام تھا۔ زرقانی علی المواہب جلد ۲/ صفحہ ۱۳۱

انہوں نے نبی پاک ﷺ سے استدعا کی کہ حضرت اَبُولُبابہ رضی اللہ عنہ کو ان کی طرف بھیجا جائے تاکہ وہ ان سے مشورہ کریں اور گفتگو کرلیں۔ کیونکہ ان کی حضرت اَبُولُبابہ رضی اللہ عنہ سے جان پہچان تھی۔ نبی پاک ﷺ نے ان کی استدعا کے مطابق آپ رضی اللہ عنہ کو ان کی طرف بھیج دیا۔

انہوں نے حضرت اَبُولُبابہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ اگر ہم نبی پاک ﷺ کے حکم پر قلعوں سے اتر آئے تو کیا سلوک کیا جائے گا۔ حضرت اَبُولُبابہ رضی اللہ عنہ نے اپنے حلق کی جانب اشارہ فرمایا۔ گویا انہیں بتادیا کہ انہیں قتل کر دیا جائے گا۔ اس پر یہ آیت مبارک نازل ہوئی۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَخُوْنُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ وَتَخُوْنُوْٓا اَمٰنٰتِكُمْ (الانفال:۲۷)

ترجمہ: "اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ سے خیانت نہ کرو اور اپنی امانتوں میں خیانت نہ کرو۔"

اس آیہ مبارکہ کے نزول پر حضرت اَبُولُبابہ رضی اللہ عنہ کو اِحساس ہوا کہ انہوں نے اشارہ کرکے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ سے خیانت کی ہے وہ مدینہ منورہ چلے گئے اور مَسجدِ نبوی کے ستونوں میں سے ایک ستون کے ساتھ اپنے آپ کو باندھ لیا اور قسم اٹھائی کہ توبہ قبول ہونے سے قبل کوئی بھی آپ کو اس ستون سے نہ کھولے گا۔ [1]

اللہ تعالیٰ نے پندرہ ایام کے بعد آپ رضی اللہ عنہ کی توبہ قبول فرمائی [2] اور آپ کی شان میں یہ آیت کریمہ نازل فرمائی۔

وَاٰخَرُوْنَ اعْتَرَفُوْا بِذُنُوْبِهِمْ خَلَطُوْا عَمَلًا صَالِحًا وَّاٰخَرَ سَيِّئًا (التوبہ:۱۰۲)

ترجمہ: اور دوسرے کہ انہوں نے اپنے گناہوں کا اعتراف کرلیا۔ نیک اور برے عمل ملا لئے۔

---

[1] شدید گرمی کا موسم تھا اور اس دوران حضرت اَبُولُبابہ رضی اللہ عنہ نے نہ کچھ کھایا نہ پیا۔ کمزوری کے باعث آپ رضی اللہ عنہ کی سَماعت اتنی متاثر ہوگئی کہ کچھ سنائی نہ دیتا تھا۔ اور بصارت ختم ہونے کے قریب تھی زرقانی علی المواہب جلد ۲/ صفحہ ۱۳۲

[2] حضرت اَبُولُبابہ رضی اللہ عنہ کی توبہ کی قبولیت صبح صادق سے کچھ پہلے نازل ہوئی۔ نبی کریم ﷺ اس وقت ام المومنین حضرت اُمّ سَلمہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ مبارکہ میں تھے۔ توبہ کے نزول پر نبی کریم ﷺ مسکرانے لگے تو حضرت اُمّ المومنین رضی اللہ عنہا نے وجہ دریافت کی سرکارِ دو عالم ﷺ نے فرمایا کہ اَبُولُبابہ کی توبہ قبول ہوگئی ہے۔ انہوں نے عرض کیا میں انہیں اس کی خوشخبری دے دوں فرمایا اگر تم چاہتی ہو تو اجازت ہے۔ وہ اپنے حجرہ مبارکہ کے دروازے پر کھڑی ہوئیں۔ اور فرمایا اے اَبُولُبابہ! مبارک ہو تمہاری توبہ قبول ہوچکی ہے" اس پر لوگ ان کو کھولنے کے لئے آگے بڑھے لیکن انہوں نے فرمایا "مجھے نبی کریم ﷺ اپنے دستِ مبارک سے کھولیں گے تو میں آزاد ہوں گا۔" حضور رِسَالت مآب ﷺ نمازِ فجر کے لئے تشریف لائے اور آپ کو آزاد فرمایا سیرت ابن ہشام جلد ۳/ صفحہ ۲۵۶

نبی کریم رؤف الرحیم ﷺ نے انہیں اپنے دستِ اقدس سے کھولا۔ مدینہ منورہ میں وہ ستون اب تک مشہور ہے اس پر "اُسطُوانہ اَبِی لُبابہ رضی اللہ عنہ" لکھا ہوا ہے۔

(۲۵) بَنِیْ قُرَیْظَہ کے بارے میں آیہ مبارکہ کا نزول

اسی سال، بنی قریظہ کے بارے میں یہ آیہ نازل ہوئی۔

وَاَنْزَلَ الَّذِیْنَ ظَاهَرُوْهُمْ مِنْ اَهْلِ الْكِتَابِ مِنْ صَيَاصِيْهِمْ وَقَذَفَ فِیْ قُلُوْبِهِمُ الرُّعْبَ فَرِيْقًا تَقْتُلُوْنَ وَتَأْسِرُوْنَ فَرِيْقًا وَاَوْرَثَكُمْ اَرْضَهُمْ وَ دِيَارَهُمْ وَ اَمْوَالَهُمْ○

(احزاب: ۲۷،۲۶)

ترجمہ: جن اہل کتاب نے (غزوہ احزاب میں شریک) ان (کفار) کی مدد کی (اللہ تعالیٰ نے) ان کو قلعوں سے نیچے اتارا ان کے دلوں میں تمہارا رعب ڈال دیا۔ بعض کو تم قتل کرنے لگے اور کچھ کو قید کرلیا۔ ان کی زمینوں، گھروں اور ان کے مالوں کا تم کو مالک بنا دیا۔

(۲۶) قبیلہ بنی مُزَیْنَہ کی آمد

رجب کے مہینہ میں، حضرت بِلَال بن حَارِث مزنی رضی اللہ عنہ اپنے خاندان بَنِیْ مُزَیْنَہ کے چار سو افراد کے ساتھ بارگاہِ نبوی میں حاضر ہوئے اور ایمان قبول کیا۔ سارا قبیلہ مشرف باسلام ہوگیا۔ نبی کریم ﷺ نے انہیں واپس اپنے گھروں میں جانے کی اجازت عطا فرمائی، اور ان سے فرمایا۔

"تم جہاں بھی رہو مُہاجِرین میں داخل ہو۔"

اِجازت نبوی پاکر وہ واپس اپنے گھروں میں لوٹ آئے۔

حضرت بِلَال بن حَارِث رضی اللہ عنہ بنی مُزَیْنَہ میں سب سے پہلے ایمان لانے والے تھے۔ فتح مکہ کے دن مُزَیْنَہ قبیلہ کا جھنڈا انہی کے ہاتھ میں تھا۔ نبی کریم ﷺ نے انہیں وَادِیٔ عَقِیْق کی زمین عطا فرما رکھی تھی۔

حضرت بِلَال بن حَارِث رضی اللہ عنہ کے وفد کے بعد حضرت ضِمَام بن ثَعْلَبَہ رضی اللہ عنہ کی سربراہی میں وفد آیا جس کی تفصیل عنقریب (متصل بعد عنوان کے تحت) درج ہے۔

(۲۷) حضرت ضِمَام بن ثَعْلَبَہ رضی اللہ عنہ کی بارگاہ نبوی میں حاضری

اسی سال، حضرت ضِمَام بن ثَعْلَبَہ، اپنی قوم، بنی سَعد بن بَکر سے نبی کریم ﷺ کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے۔ آپ ﷺ سے نماز، زکوٰۃ، روزہ، حج اور دیگر اَحکام شَرع کے بارے میں پوچھا۔ جیسا کہ صحیح بُخاری میں

مذکور ہے۔

زاں بعد وہ اپنی قوم کی جانب واپس لوٹے اور انہیں خبر دی چنانچہ وہ سارے کے سارے ایمان لے آئے۔ [1]

علمائے سِیَر کی ایک جماعت کا ارشاد ہے کہ حضرت ضِمَام رضی اللہ عنہ کی بارگاہِ نبوی میں آمد ۵/ھ کو ہوئی۔ لیکن حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فتح الباری میں فرماتے ہیں۔

"صحیح یہ ہے کہ حضرت ضِمَام رضی اللہ عنہ ۹/ھ کو بارگاہِ نبوی میں شرف یاب ہوئے۔"

علامہ زرقانی رحمۃ اللہ علیہ نے المواہب اللدنیہ کی شرح میں جزم کے ساتھ فرمایا یہی درست ہے۔ لیکن شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے جذب القلوب میں فرمایا۔

"ان کی آمد ۱۰/ھ میں ہوئی تھی۔

(۲۸) وفد عَبْدُ الْقَیس کی حاضری

بعض علمائے کرام نے فرمایا اسی سال ماہ رجب میں قبیلۂ عَبْدُ الْقَیس کا وفد دربارِ نبوی میں حاضر ہوا۔ یہ مُضر بن نَزار بن معد بن عَدْنان سے ربیعہ کی اولاد میں سے ایک بڑا قبیلہ تھا۔ یہ لوگ جُوَاثا میں مقیم تھے۔ جو بَحْرَین کے قریب ایک گاؤں ہے۔

چودہ سواروں پر مشتمل یہ وفد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مبارک میں حاضر ہوا۔

اس وفد میں حضرت مُنْذِر بن عَائِذ عَبدِی عَصرِی رضی اللہ عنہ بھی شامل تھے ان کا لقب اَشَجّ تھا۔ نیز حضرت جابر بن معلی عَبدِی رضی اللہ عنہ بھی اس وفد میں تھے۔

یہ وفد مدینہ منورہ میں دس روز قیام پذیر رہا۔ وہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے شریعتِ مُطہرہ کے اَحکام دریافت کرنے لگے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

---

[1] تفصیلات کے لئے ملاحظہ ہو سیرت ابن ہشام جلد ۴/ صفحہ ۲۴۱، ۲۴۲

"میں تمہیں چار چیزوں کا حکم دیتا ہوں اور چار چیزوں سے منع کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ پر ایمان لانے، نماز قائم رکھنے، زکوٰۃ کی ادائیگی اور رمضان المبارک کے روزے رکھنے کا حکم دیتا ہوں۔ دُبّاء [1] نقیر [2] حنتم [3] اور مزفّت [4] سے روکتا ہوں۔ (یعنی ان برتنوں کے استعمال سے منع کرتا ہوں۔)

جیسا کہ صحیح بخاری اور دیگر کتب میں مذکور ہے۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی صحیح میں روایت فرمایا کہ مدینہ منورہ، مسجد نبوی کے بعد سب سے پہلے جُواثا علاقہ بحرین میں نماز جمعہ پڑھی گئی۔ [5]

یہ جو ہم نے ذکر کیا کہ وفدِ عبدُالقیس کی آمد ۵/ھ میں ہوئی، فتح الباری میں حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ کی تحریر، اس طرف اشارہ کرتی ہے۔ لیکن جمہور علمائے سیرت نے فرمایا وفد عبدُالقیس کی آمد ۸/ھ کو ہوئی۔ بعض دیگر علماء نے فرمایا کہ یہ وفد ۹/ھ کو آیا۔

ان اقوال میں سے بعض کی تطبیق ۹/ھ کے واقعات میں آئے گی۔ انشاء اللہ

(۲۹) وفدِ مُزَینہ کی آمد

اسی برس، رجب کے مہینہ میں، مُزَینہ کا وفد بارگاہِ نبوی میں حاضر ہوا۔ یہ وفد چار سو افراد پر مشتمل تھا۔

حضرت نُعمان بن مُقرّن بن عائذ مُزنی رضی اللہ عنہ حضرت بلال بن حارث مُزنی رضی اللہ عنہ اور حضرت خُزاعی بن عبد نُہم بن عفیف مُزنی رضی اللہ عنہ اس وفد میں شامل تھے۔ یہ آخری ان کے بت کے دربان تھے۔

وفد کے تمام افراد مشرف بہ ایمان ہوگئے اور اپنے علاقہ میں لوٹ گئے۔ مدینہ منورہ میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہونے والا یہ سب سے پہلا وفد تھا۔ اس وفد کا کچھ ذکر ہم نے ابھی پیچھے کردیا ہے۔

(۳۰) گھوڑے سے گرنے سے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم اور داہنی جانب پر خَراشیں

ذی الحجہ کے مہینہ میں نبی پاک صاحبِ لَولاک صلی اللہ علیہ وسلم سوار ہو کر غابہ تشریف فرما ہوئے۔ اس سفر میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم گھوڑے مبارک سے گر پڑے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاؤں اور داہنی کروٹ پر خَراشیں آئیں۔ جس کے

---

[1] کدو کے گُودے کو نکال کر برتن کی شکل میں کدو کا خول جس میں نبیذ (شراب) بناتے تھے۔
[2] نقیر لکڑی کی جڑ جس کو کھود کر اس میں نبیذ (شراب) بناتے ہیں۔
[3] حنتم سبز رنگ کی ٹھلیا جس میں نبیذ بنایا کرتے تھے۔
[4] مُزفّت ایسا برتن جس پر تارکول جیسی چیز ملی ہوئی ہو۔
[5] صحیح بخاری جلد ۱/ صفحہ ۱۲۲، جلد ۲/ صفحہ ۶۲۷

باعث آپ ﷺ اپنے گھر میں قیام پذیر رہے۔ آپ ﷺ نے چند روز تک گھر میں بیٹھ کر نماز ادا فرمائی کیونکہ آپ ﷺ مسجد میں نہ آسکتے تھے۔

بعض علماء فرماتے ہیں کہ واقعہ ۹/ھ کو پیش آیا۔ وہاں بھی اس کا ذکر آرہا ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

(۳۱) معجزہ نبوی-----وفد عبدُالقَیس کی آمد کی پیشگی خبر

نبی کریم ﷺ کے معجزات مبارکہ میں سے اس سال یہ معجزہ بھی وقوع پذیر ہوا کہ آپ ﷺ نے وفد عبدُالقَیس کی آمد سے قبل ان کے آنے کی اطلاع دے دی۔

نبی کریم ﷺ نے اپنے صَحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے گفتگو کے دوران ارشاد فرمایا۔

"ادھر سے سوار افراد کا ایک گروہ عنقریب تمہارے پاس آنے والا ہے وہ اہل مشرق میں سب سے بہتر ہو گا۔"

اس ارشاد نبوی کے جلد ہی بعد ان کی آمد ہو گئی۔

(۳۲) گھڑدوڑ

ایک قول کی رو سے حضرت رِسَالت مآب ﷺ نے اسی سال گھوڑوں کی دوڑ کا مقابلہ کرایا۔

بعض علماء نے فرمایا یہ مقابلہ ۶/ھ کو منعقد ہوا تھا۔

(۳۳) مدینہ منورہ میں زلزلہ

اسی سال، مدینہ طیبہ میں زلزلہ آیا نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

"اللہ تعالیٰ تمہیں اپنی تقدیر پر رضامند کرنا چاہتا ہے۔ تم اس سے راضی ہو جاؤ"

(۳۴) حضرت سَعد بن مُعاذ رضی اللہ عنہ کی وفات

اس برس، ماہ ذی الحجہ میں، حضرت سَعد بن مُعاذ رضی اللہ عنہ نے وفات پائی۔ علامہ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

"آپ رضی اللہ عنہ کا وِصَال، نبی کریم ﷺ کی غَزوَۂ اَحزَاب سے فراغت کے پچّیس دن بعد ہوا۔ آپ ﷺ شوال ۵/ھ کو غَزوَۂ اَحزَاب کے لئے تشریف لے گئے۔"

بخاری و مسلم نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ [1] سے مرفوعا روایت کی "جب حضرت سَعد بن مُعاذ رضی اللہ عنہ کا وِصَال ہوا تو اس کے باعث عرشِ الٰہی جُنبش [2] کرنے لگا۔"

ابن عائذ اور سہیلی نے روایت کیا۔

"آپ رضی اللہ عنہ کے جنازہ میں ستر ہزار فرشتے حاضر ہوئے زمین پر اُن فرشتوں کا نزول صرف اس دن ہوا۔"

ترمذی نے اس روایت کو صحیح قرار دے کر مرفوعا نقل کیا۔

"بلاشبہ آپ رضی اللہ عنہ کا جنازہ فرشتے اٹھائے ہوئے تھے۔"

پہلے مذکور ہوچکا حضرت سَعد رضی اللہ عنہ کی وفات یومِ خَندق میں اس تیر کے باعث ہوئی جس سے آپ کی "رگِ اَکحَل" زخمی ہوگئی تھی۔ اسے ابن حَبّان بن عَرقَہ نے پھینکا تھا۔ [3]

(۳۵) حضرت سَعد رضی اللہ عنہ کی وَالدِہ مَاجِدہ کا انتقال

حضرت سَعد رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد ان کی والدہ ماجِدہ اُمّ سَعد بن مُعاذ، جن کا اسم گرامی کَبشَہ بنت رَافِع رضی اللہ عنہا تھا، نے وِصَال فرمایا۔ [4] آپ رضی اللہ عنہا صحابیہ تھیں۔

(۳۶) حضرت اُمّ سَعد بن عُبادہ رضی اللہ عنہا کا انتقال

جن دنوں حضرت رِسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ دُومَۃُ الجَندَل میں مصروف تھے حضرت سَعد بن عُبادہ رضی اللہ عنہ کی والدہ ماجدہ کا انتقال ہوا۔ آپ کا نام عَمرَہ بن سَعد بن عَمرو اَنصَارِیہ رضی اللہ عنہا تھا۔ حضرت سَعد رضی اللہ عنہ اسی دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ اس غَزوَہ پر روانہ ہوگئے تھے جس کے باعث وہ اپنی والدہ کی نماز جنازہ اور دفن میں شرکت نہ کرسکے۔

---

[1] یہ حدیث پاک دس بلکہ اس سے زیادہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مروی ہے حضرت ابن عبدالبر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا متواتر طریقوں سے یہ ثابت اللفظ ہے۔ زرقانی علی المواہب جلد ۲/ صفحہ ۱۳۹

[2] علمائے کرام نے آپ رضی اللہ عنہ کی وفات پر عرشِ الٰہی کی جُنبش کرنے کے مختلف مفہومات ذکر فرمائے ہیں۔ تفصیل کے لئے زرقانی علی المواہب جلد ۲/ صفحہ ۱۴۰ ملاحظہ ہو۔

[3] حضرت سَعد بن مُعاذ رضی اللہ عنہ کی قبر مبارک سے کسی نے مٹھی بھر مٹی لی پھر اسے دیکھا تو وہ کستوری تھی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ملاحظہ فرما کر سبحان اللہ سبحان اللہ کہا، اور جب حضرت اَبُو سَعِید خُدرِی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں بھی آپ رضی اللہ عنہ کی قبر کھودنے والوں میں شامل تھا۔ آپ کی قبر کھودتے ہوئے کستوری کی خوشبو پھیل گئی۔ زرقانی علی المواہب اللدنیہ جلد ۲/ صفحہ ۱۴۲، ۱۴۳

[4] اَنصَار کی مَستُورات میں آپ رضی اللہ عنہا کو یہ شَرَف حاصل تھا کہ سب سے پہلے انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت فرمائی تھی۔ زرقانی علی المواہب جلد ۲/ صفحہ ۱۴۱

جب لشکرِ اسلام اس مہم سے واپس آیا تو حضرت سَعد رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔

"یارسول اللہ! میری وَالِدَہ مَاجِدَہ اچانک انتقال فرما گئی ہیں اگر انہیں گفتگو کا موقع ملتا تو ضرور صَدَقَہ کرتیں اگر میں صَدَقَہ کروں تو کیا ان کے لئے کفایت کرے گا۔"

نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"ہاں۔"

انہوں نے پوچھا کونسا صَدَقَہ سب سے بہتر ہے۔

حضرت رِسَالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"لوگوں کو پانی پلانے کا بندوبست کرو۔"

اس پر حضرت سَعد رضی اللہ عنہ نے ایک کنواں کھدوایا اور اسے اللہ تعالیٰ کی راہ میں وَقف کر دیا اور فرمایا:

"یہ اُمِّ سَعد رضی اللہ عنہا کے لئے ہے۔"

(۳۷) چاند گرہن

اسی برس جُمَادَی الْآخرَہ کے مہینہ میں، چاند گرہن لگا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صَحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ نماز خُسُوف ادا فرمائی۔

یہودیوں نے اس موقع پر ہاتھ دھونے کے برتن بجانے شروع کر دیئے اور کہنے لگے چاند پر جَادُو کر دیا گیا ہے۔

علامہ ابن اثیر رحمۃ اللہ علیہ نے اسد الغابہ میں لکھا ہے۔

"خُسُوفِ قَمَر کی یہ سب سے پہلی نماز تھی۔"

لیکن علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی سیرت میں لکھا

"خُسُوف کی سب سے پہلی نماز ۶ھ میں ادا کی گئی۔"

(۳۸) قُرَیش کا گرفتارِ مصیبت ہونا نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا اظہارِ خیر سگالی

اسی سال، قُریش کو ایک مصیبت پیش آئی۔ نبی پاک صاحب لَولاک صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حُذَیفہ رضی اللہ عنہ کو اِظْہَارِ ہَمدردی کے لئے ان کے پاس رَوانہ فرمایا۔

(۳۹) حضرت خالدِ بن وَلید رضی اللہ عنہ اور حضرت عَمرو بن عَاص رضی اللہ عنہ کا اِیمان لانا

ایک قول کی رو سے اسی سال، حضرت خالد بن وَلید رضی اللہ عنہ اور حضرت عَمرو بن عَاص رضی اللہ عنہ مُشرَّف بہ

ایمان ہوئے۔

بعض علماء فرماتے ہیں کہ ۸/ھ میں ایمان لائے۔ یہی قول اصح ہے۔ جیسا کہ ۸/ھ کے واقعات میں آرہا ہے۔

(۴۰) غزوۂ بنی مُصطلق

اسی سال، شعبان میں، غزوۂ بنی مُصطلق وقوع پذیر ہوا۔ اسے غزوۂ مُریسیع بھی کہتے ہیں۔ [1]

بعض علماء نے فرمایا کہ یہ غزوۂ شعبان ۶/ھ میں پیش آیا۔ مغازی کے باب میں اس کا ذکر گزر چکا ہے۔

(۴۱) حضرت امُ المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے ہار کی گمشدگی

اسی سال، اس غزوہ میں، ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا ہار گم ہوا تھا۔

(۴۲) واقعۂ اِفک

اسی سال، واقعۂ اِفک پیش آیا۔ العیاذُ باللہ تعالیٰ علامہ ذہبی نے فرمایا کہ صحیح یہ ہے کہ یہ واقعہ اسی سال پیش آیا۔

بعض علماء کرام فرماتے ہیں کہ یہ واقعہ ۶/ھ کو پیش آیا۔

(۴۳) واقعۂ اِفک سے حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا کی برأت

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو اللہ تعالیٰ نے اس جھوٹ سے جو آپ رضی اللہ عنہا پر تراشا گیا تھا بَریُ الذِمہ قرار دیا۔ چنانچہ آپ کی برأت اور اس سے متعلق امور کے بارے میں اٹھارہ آیات [2] نازل فرمائیں۔

ان آیات مبارکہ کا آغاز اِنَّ الَّذِیْنَ جَآءُوْ بِالْاِفْکِ عُصْبَۃٌ مِّنْکُمْ (النور:۱۱) سے ہوتا ہے اور اُولٰٓئِکَ مُبَرَّءُوْنَ مِمَّا یَقُوْلُوْنَ لَھُمْ مَّغْفِرَۃٌ وَّرِزْقٌ کَرِیْمٌ (النور:۲۶) پر یہ مضمون ختم ہوتا۔ ان آیات کریمہ کا ترجمہ ذیل میں درج ہے۔

---

[1] حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہوا کہ بنی مُصطلق لڑنے کے لئے جمع ہو رہے ہیں ان کا سردار حارث بن اَبی ضِرار ام المومنین حضرت جُوَیریہ بنت حارث رضی اللہ عنہا کا باپ تھا۔ اس اطلاع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم خود ان کے مقابلہ پر نکلے نہایت شدید جنگ ہوئی۔ اللہ تعالیٰ نے بنی مُصطلق کو شکست دی اور ان کے بہت سے آدمی کام آئے۔ تاریخ طبری اردو ترجمہ جلد۱/ صفحہ ۲۱۲، ۲۱۳

[2] یہ آیات اٹھارہ نہیں بلکہ سولہ ہیں۔

جن لوگوں نے یہ بہتان (حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پر) تراشا وہ تمہیں سے ایک چھوٹا سا گروہ ہے۔ اس (بہتان) کو تم اپنے حق میں برا نہ سمجھو بلکہ یہ تمہارے لئے بہتر ہے۔ اُن میں سے ہر کسی کو جتنا کچھ اس نے کیا، گناہ ہوا اور جس نے اس بہتان طرازی میں سب سے بڑھ کر حصہ لیا اس کے لئے بہت بڑی سزا ہے۔(۱۱) کیوں نہیں جب تم نے اسے سنا تو مومن مردوں اور عورتوں نے آپس میں نیک گمان کیا؟ اور کیوں نہ کہا کہ یہ تو صریح جھوٹ ہے۔(۱۲) (یہ بہتان میں حصہ لینے والے لوگ) اپنے اس بہتان پر چار گواہ کیوں نہ لائے۔ سو جب یہ لوگ چار گواہ نہ لاسکے تو اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہی جھوٹے ہیں۔(۱۳) اگر دنیا و آخرت میں اللہ تعالیٰ کا فضل اور اس کی رحمت تم پر نہ ہوتے تو جس بہتان کو تم نے تراشا تھا، اس کے بدلے میں، تم پر سخت عذاب واقع ہو جاتا۔(۱۴) جب تم اس بہتان کو اپنی زبانوں سے نقل کر رہے تھے تو اس وقت تم ایسی بات اپنے مونہوں سے کہہ رہے تھے جس کی تمہیں خبر تک نہ تھی۔ تم اسے ہلکا سمجھ رہے تھے حالانکہ وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بہت بڑی بات تھی۔(۱۵) اور کیوں نہ تم نے کہا جب تم نے اسے سنا، ہم کو مناسب نہیں کہ ایسی بات زبان سے کہیں۔ اے اللہ تو پاک ہے یہ تو بہت بڑا بہتان ہے۔(۱۶) اللہ تعالیٰ تمہیں نصیحت کرتا ہے کہ ایسی حرکت دوبارہ نہ کرنا۔ اگر تم صاحب ایمان ہو۔(۱۷) اللہ تعالیٰ تمہارے لئے صاف صاف احکام بیان فرماتا ہے اللہ تعالیٰ بڑے علم والا عظیم حکمت والا ہے۔(۱۸) جو لوگ یہ چاہتے ہیں کہ مسلمانوں میں بے حیائی کی بات پھیلے ان کے لئے دنیا و آخرت میں دردناک عذاب ہے اللہ تعالیٰ جانتا ہے تم نہیں جانتے۔(۱۹) اگر تم پر اللہ تعالیٰ کا فضل اور اس کی رحمت نہ ہوتی (تو تم اللہ تعالیٰ کے عذاب کا نشانہ بن چکے ہوتے) اور بلاشبہ اللہ تعالیٰ بہت رحم فرمانے والا اور مہربان ہے۔(۲۰) اے ایمان والو! شیطان کے قدموں پر نہ چلو کیونکہ وہ تو بے حیائی اور بری بات کا حکم دیتا ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ کا فضل اور اس کی رحمت تم پر نہ ہوتی تو تم میں سے کوئی بھی توبہ کرکے کبھی بھی پاک نہ ہوتا لیکن اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے پاک فرما دیتا ہے اللہ تعالیٰ سب کچھ سننے والا جاننے والا ہے۔(۲۱) اور جو لوگ بزرگی اور فراخی والے ہیں، وہ اہل قرابت، مساکین اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں ہجرت کرنے والوں کو نہ دینے کی قسم نہ کھائیں انہیں چاہئے کہ وہ معاف کر دیں اور درگزر کریں۔ کیا تم پسند نہیں کرتے کہ اللہ تعالیٰ تمہیں معاف فرما دے۔ اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے۔(۲۲) بلاشبہ جو لوگ، پاک دامن، غافل، ایمان والی مستورات پر تہمت لگاتے ہیں ان پر دنیا و آخرت میں لعنت ہے۔ ان کے لئے بہت بڑا عذاب ہے۔(۲۳) جس دن ان کے خلاف، ان کی زبانیں، ہاتھ اور پاؤں، ان کے کرتوتوں کی گواہیاں دیں گے۔(۲۴) اس دن اللہ تعالیٰ ان کو پورا پورا درست بدلہ دے گا اور وہ جان لیں گے کہ اللہ تعالیٰ برحق اور واضح فرمانے والا ہے۔(۲۵) گندی عورتیں

گندے مردوں کے لائق ہیں- اور گندے مرد گندی عورتوں کے لائق ہیں- پاک عورتیں پاک مردوں کے لائق ہیں اور ستھرے مرد، پاک عورتوں کے لائق ہیں- وہ ان بہتانوں سے پاک ہیں جو (منافق) تراشتے پھرتے ہیں- ان کے لئے مغفرت اور عزت کی روزی ہے- (النور:۱۱ تا ۲۶)

(یہ تمام آیات یک بار نازل نہیں ہوئیں بلکہ) ان میں سے بعض آیات مبارکہ پہلے نازل ہوئیں اور کچھ دوسری بعد میں- بہرحال ان آیات مبارکہ کے نزول سے ام المومنین حضرت صدیقہ بنت صدیق اکبر رضی اللہ عنہما کی برأت ظاہر ہوگئی- منافقین اور بہتان تراشوں کی خوب رسوائی ہوئی-

(۴۴) تیمم کا حکم

حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم جب غَزْوَۂ بَنِیْ مُصْطَلِق سے واپس تشریف لا رہے تھے اور بہتان تراشی کے قصہ کا آغاز تھا آیت تیمم نازل ہوئی-

علمائے کرام کا اختلاف ہے کہ آیتِ تیمم کیا سورہ المائدہ کی آیت ہے یا سورہ النساء کی آیت ہے- صحیح بات جو صحیح بخاری میں مذکور ہے یہ ہے کہ یہ سورہ المائدہ کی آیت ہے-

قبل ازیں تیمم اس امت میں درست نہ تھا بلکہ سابقہ امتوں میں بھی یہ مشروع نہ تھا- کیونکہ یہ اس امت کے خصائص سے ہے- [1]

(۴۵) حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور حضرت مِسْطَح رضی اللہ عنہ

جب حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی برأت نازل ہوچکی تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے قسم کھائی کہ اپنے خالہ زاد حضرت مِسْطَح بن اُثَاثَہ رضی اللہ عنہ پر آئندہ کچھ خرچ نہ کریں گے کیونکہ انہوں نے واقعۂ اِفک میں بات چیت سے حصہ لیا تھا- اس سے پہلے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ان پر اپنا مال خرچ فرماتے تھے اور حضرت مِسْطَح رضی اللہ عنہ غریب تھے اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی-

وَلَا یَاْتَلِ اُولُوالْفَضْلِ مِنْکُمْ وَالسَّعَةِ اَنْ یُّؤْتُوْا اُولِی الْقُرْبٰی وَالْمَسٰکِیْنَ وَالْمُهٰجِرِیْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ (النور:۲۲)

ترجمہ: "مال دار اور فراخ دست قسم نہ کھائیں کہ وہ رشتہ داروں، مسکینوں اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں

---

[1] تیمم کا مشروع ہونا حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی برکت کی وجہ سے تھا- چنانچہ حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ، حضرت اُسَید بن حُضَیر رضی اللہ عنہ نے اس کا اعتراف کیا ہے- تفصیلات کے لئے ملاحظہ ہو زرقانی علی المواہب اللدنیہ جلد ۲/ صفحہ ۱۰۱

ہجرت کرنے والوں کو کچھ نہ دیں گے۔"

اس پر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا قسم بخدا میں یہ پسند کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ میری مغفرت فرمائے۔ چنانچہ انہوں نے جتنا مال ان پر خرچ کرتے تھے اسے بحال فرما دیا۔ نیز فرمایا اللہ تعالیٰ کی قسم میں اسے ان سے نہیں روکوں گا۔

(۴۶) بُہتان تراشوں پر حدِ قذف

قرآن مجید میں جب حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا کی پاک دامنی نازل ہو چکی تو نبی پاک صاحبِ لولاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ان چار افراد پر حدِ قذف جاری فرمائی جنہوں نے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پر تہمت لگائی تھی۔ ان کے نام یہ ہیں:

عَبْدُاللہ بن اُبَی بن اَبِی سَلُول (منافق)

حضرت حَسّان بن ثابت رضی اللہ عنہ

حضرت مِسطح بن اُثاثہ رضی اللہ عنہ

حضرت حَمنہ بنت جَحش رضی اللہ عنہا

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اسی اسی کوڑے لگوائے۔

بعض علماء فرماتے ہیں کہ کسی پر حدِ قذف جاری نہیں کی گئی تھی۔

(۴۷) عَزل کے بارے میں اِرشادِ نبوی

غَزوۂ بَنی مُصطَلِق میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ رضی اللہ عنہم کو لونڈیاں غنیمت کے طور پر حصہ میں عطا فرمائیں۔ ان پر شہوت نے غلبہ پایا وہ ان سے مُباشرت کرنا چاہتے تھے لیکن انہیں خوف تھا کہ اگر ان لونڈیوں کے ہاں بچہ پیدا ہو گیا تو وہ ان کی ام ولد بن جائیں گی اور ان کی فروخت ان پر حرام ہو جائے گی۔ اس پر انہوں نے عَزل کا ارادہ کیا اور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے عَزل کے بارے میں پوچھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"نہ تم پر لازم ہے کہ عَزل نہ کرو۔ قیامت تک جس روح نے دنیا میں جنم لینا ہے وہ جنم لے کر رہے گی۔"

(۴۸) عبدُاللہ بن اُبَیّ مُنافِق کی ریشہ دوانیاں

غَزوۂ بنی مُصطَلِق میں یہ واقعہ پیش آیا کہ مُہاجرین رضی اللہ عنہم میں سے ایک آدمی نے اَنصار رضی اللہ عنہم میں سے ایک آدمی کو سینہ پر ہاتھ مار کر دھکا دیا۔

(دھکا دینے والے مہاجر کے نام میں اختلاف ہے بعض علماء فرماتے ہیں) کہ ان کا نام حضرت جَہجاہ بن قَیس غِفاری رضی اللہ عنہ تھا لیکن بعض کے نزدیک ان کا نام حضرت جَہجَاہ بن مَسْعُود بن سَعد رضی اللہ عنہ تھا۔

اسی طرح انصاری کے نام میں بھی علماء کا اختلاف ہے۔ ایک روایت کی رو سے ان کا نام حضرت سِنَان بن فَروہ جُہنی رضی اللہ عنہ تھا جبکہ دوسری روایت کے مطابق حضرت سِنَان بن تَیم بن اَوس رضی اللہ عنہ تھا۔

اس واقعہ پر مہاجرین نے اپنے مہاجر بھائیوں کو مدد کے لئے پکارا اور انصار نے اپنے انصار بھائی بندوں کو۔

نبی پاک صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آوازیں سنیں تو فرمایا:

"جاہلیت کی پکار کا کیا موقع ہے اسے چھوڑو۔ یہ قابلِ نفرت ہے۔"

رئیس المنافقین عبدُاللہ بن اُبَیّ ابن سَلُول نے یہ سنا تو کہنے لگا

کیا مہاجرین نے ایسا کیا ہے؟

پھر (انصار کو) کہنے لگا۔

"جو (حضرت) رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے اردگرد لوگ ہیں ان پر خرچ نہ کرو وہ بھاگ جائیں گے۔"

اس نے یوں بھی کہا۔

"اگر ہم مدینہ منورہ پہنچ گئے تو معزز آدمی، ذلیل آدمی کو وہاں سے نکال دے گا۔"

اس منافق نے معزز سے اپنی ذلیل ذات مراد لی اور دوسرے لفظ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ اَرفَع مراد لی۔

حضرت زَید بن اَرقَم اَنصاری رضی اللہ عنہ نے اس منافق کی یہ بات سن لی انہوں نے اس کی یہ بات نبی پاک کی بارگاہ میں عرض کر دی۔

عبدُاللہ ابن اُبَیّ آیا اور اس نے اس بات سے صاف انکار کر دیا اور اس پر قسم بھی اٹھالی۔

حضرت رِسَالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زید رضی اللہ عنہ سے فرمایا:

"شاید تمہارے کانوں نے سننے میں غلطی کی ہے۔"

حضرت زَید رضی اللہ عنہ نہایت غمگین ہوئے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے سورہ اِذَا جَآءَکَ الْمُنَافِقُوْنَ نازل فرمائی جس میں حضرت زَید رضی اللہ عنہ کی تصدیق اور اس منافق کی تکذیب تھی۔ [1]

اللہ تعالیٰ نے اس منافق کی پہلی بات کی اس آیت سے تردید فرمائی۔

وَلِلّٰهِ خَزَآئِنُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلٰكِنَّ الْمُنَافِقِيْنَ لَا يَفْقَهُوْنَ (المنافقون:۷)

ترجمہ: "آسمانوں اور زمین کے خزانے اللہ ہی کی ملکیت ہیں لیکن منافقوں کو اس کی سمجھ نہیں۔"

اللہ تعالیٰ نے اس کی دوسری بات کا رد یوں فرمایا:

وَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُوْلِهٖ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَلٰكِنَّ الْمُنَافِقِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ (المنافقون:۸)

ترجمہ: "عزت اللہ تعالیٰ اس کے رسول اور مومنوں کے لئے ہے لیکن منافقوں کو علم نہیں۔"

ان آیات کے نزول پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زَید رضی اللہ عنہ سے فرمایا۔

"اے زَید! اللہ تعالیٰ نے آپ کی تصدیق فرمادی۔"

اس پر حضرت زَید رضی اللہ عنہ بہت خوش ہوئے۔

---

[1] جب حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس بدباطن عبداللہ بن ابی کی بات بتائی تو حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ پاس تھے انہوں نے عرض کیا اسے قتل کروا دیں۔ اس پر حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ لوگوں میں اس بات کا چرچا ہو جائے گا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) خود اپنے ساتھیوں کو قتل کرا دیتے ہیں۔ میں اسے پسند نہیں کرتا (تاریخ طبری اردو ترجمہ جلد ۱/ صفحہ ۳۱۲) بعد میں عبداللہ ابن ابی کے صاجزادے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کو اپنے باپ کی حرکت کا علم ہوا تو وہ دربار رسالت میں عرض کرنے لگے۔ آپ مجھے حکم دیں میں ابھی اس کا سر کاٹ کر لاتا ہوں لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے درگزر سے کام لیا (تاریخ طبری اردو ترجمہ جلد ۱/ صفحہ ۳۱۴) اس واقعہ کے بعد پھر جب کبھی وہ بات کرتا خود اس کی قوم برا کہتی، ڈانٹتی اور سزا کی دھمکی دیتی اس پر نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سے فرمایا اب بتاؤ اگر میں تمہارے مشورے کے مطابق اسی دن اسے قتل کروا دیتا تو اس کی قوم جوش میں آجاتی اور آج اگر میں اس کے قتل کا حکم دوں تو خود اس کی قوم والے اس کا کام تمام کر دیں۔ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اب مجھے محسوس ہوا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی کارروائی میرے مشورے سے زیادہ باعث برکت تھی۔ تاریخ طبری جلد ۱/ صفحہ ۳۱۵

فصل ششم

۶/ ہجری کے واقعات

(۱) نمازِ اِستسقاء

اس سال، رَمضانُ المُبارک میں، لوگ قحط سالی میں مبتلا ہو گئے۔ وہ بارگاہِ نبوی میں بارِش کا مطالبہ لے کر حاضر ہوئے۔ آپ ﷺ نے انہیں عاجزی، تواضع اور صدقہ کا حکم دیا۔ پھران کو لے کر عید گاہ کی جانب نکلے وہاں دو رکعتیں ادا فرمائیں [۱] پہلی رکعت میں سَبِّحِ اسْمَ رَبِّکَ الْاَعْلٰی اور دوسری رکعت میں سورہ الغاشیہ پڑھی۔ نیز پہلی رکعت میں سات اور دوسری رکعت میں پانچ تکبیریں کہیں۔ اس کے بعد ایک فصیح وبلیغ خطبہ ارشاد فرمایا [۲] لوگ ابھی اپنی جگھوں سے اٹھے بھی نہ تھے کہ اللہ تعالیٰ نے بادل بھیج دیئے کئی دنوں تک رات دن بارش ہوتی رہی۔

(۲) نزولِ باراں میں ستاروں کو حقیقی مؤثر جاننے والا کافر ہے

جب لوگ بارِش سے سیراب ہو چکے تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

"اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ آج رات کچھ لوگوں نے صبح کی اس حال میں کہ مجھ پر ایمان رکھتے ہیں اور

---

[۱] یہ نماز بغیر اذان و اقامت کے تھی اور قرات میں جہَر فرمایا۔ مدارج النبوت اردو ترجمہ جلد ۲/ صفحہ ۳۴۲ مذہب حنفی میں مفتی بہ قول کے مطابق اِستسقاء میں نماز، جماعت اور خطبہ کے ساتھ مسنون ہے مدارج النبوت جلد ۲/ صفحہ ۳۴۴

[۲] اس خطبۂ مبارکہ کا جتنا حصہ محفوظ ہے اس کا ترجمہ یہ ہے۔ اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے تمام تعریف اللہ تعالیٰ کے لئے جو سارے جہانوں کا پروردگار ہے بڑا مہربان نہایت احسان فرمانے والا ہے۔ روز جزاء کا مالک ہے۔ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ اے اللہ! تیرے سوا عبادت کے لائق کوئی نہیں جو تو ارادہ فرماتا ہے کرتا ہے۔ اے اللہ! تیرے سوا کوئی معبود نہیں تو غنی ہے ہم محتاج بندے ہیں۔ ہم پر بارِش نازل فرما اور اس نازل ہونے والی بارِش کو ہمارے لئے ایک مدت تک قوت اور بَلاغ کا سامان بنا۔ مدارج النبوت اردو ترجمہ جلد ۲/ صفحہ ۳۴۱

ستاروں (کے حقیقی مُؤثِّر ہونے کا) انکار کرتے ہیں اور کچھ میرا اِنکار کرتے ہیں اور ستاروں (کی تاثیر) پر ایمان رکھتے ہیں جن لوگوں نے کہا کہ ہمیں اللہ کے فضل اور رحمت سے بارِش عطا ہوئی وہ مجھ پر ایمان رکھتے ہیں اور ستاروں کی تاثیر کا اِنکار کرتے ہیں۔ اور جنہوں نے کہا کہ فلاں ستارے کے طلوع کے باعث بارِش ہوئی وہ میرے مؤثر ہونے کا انکار کرتے ہیں اور ستاروں پر ایمان رکھتے ہیں" [1]

بعض علماء فرماتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ نے یہ ارشاد ۶/ھ حُدَیبیَہ کی مہم کے دنوں میں فرمایا

بعض دیگر علمانے فرمایا یہ ۷/ھ کا واقعہ ہے جس طرح کہ ۷/ھ کے واقعات میں آرہا ہے۔

(۴) عِیَس [2] کی جانب فوج کشی

اسی سال، جُمادی الاوُلیٰ میں، لیکن دوسرے قول کی رو سے جُمادی الاُخریٰ میں حضرت زَید بن حَارِثہ رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھیوں کو عِیَس کی جانب مہم پر بھیجا گیا۔ مسلمانوں نے کفار قریش کے کچھ لوگوں کو گرفتار کرلیا جن میں حضرت اَبُوالعَاص بن رَبِیع رضی اللہ عنہ بھی تھے جو نبی کریم ﷺ کی لختِ جگر حضرت زَینَب رضی اللہ عنہا کے خاوند تھے۔ حضرت اَبُو العَاص رضی اللہ عنہ نے حضرت زَینَب رضی اللہ عنہا سے گذارش کی کہ انہیں اپنی پناہ میں لے لیں۔ چنانچہ انہوں نے آپ رضی اللہ عنہ کو اپنی پناہ میں لے لیا۔ اور نبی اَکرم ﷺ سے عرض کیا "میں نے اَبُوالعَاص کو پناہ دے دی ہے" اس پر آپ ﷺ نے فرمایا "اے زَینَب! جسے تو نے پناہ دی وہ ہماری پناہ میں ہے" اس کے بعد حضرت رِسَالت مآب ﷺ نے ان کی پناہ کا اعلان فرمادیا اور حضرت اَبُو العَاص رضی اللہ عنہ سے جو مال لیا تھا اسے واپس فرمادیا۔

---

[1] اگر یہ اعتقاد ہو کہ چاند جب فلاں منزل میں آجاتا ہے تو یقیناً بارش ہوتی ہے اور ناممکن ہے کہ بارش نہ ہو اس کے خلاف اگر چاند فلاں منزل میں نہ آئے تو ہرگز بارش نہ ہوگی (ستاروں کی حرکت کو بارش کے ہونے یا نہ ہونے میں موثر حقیقی سمجھے) تو یہ اعتقاد اور الفاظ کفر ہیں۔ لیکن اگر یہ اعتقاد ہو اور کہے کہ جب چاند فلاں منزل میں آجاتا ہے تو اللہ تعالیٰ کی تقدیر اور اس کی تخلیق سے بارش ہوتی ہے اگر حق تعالیٰ نہ چاہے تو نہیں ہوتی اگر چاند اس منزل میں نہ آئے اور حق تعالیٰ چاہے کہ بارش ہو تو ہو جاتی ہے جس طرح اسبابِ علوی اور سماوی فراہم ہونے پر ہوتی ہے تو کفر نہ ہوگا مدارج النبوت اردو ترجمہ جلد ۲/ صفحہ ۳۵۱

[2] علامہ قسطلانی نے مواہب لدنیہ میں اسے عِیص یعنی صاد کے ساتھ لکھا علامہ زرقانی نے اسے ثابت رکھا۔ ملاحظہ ہو مواہب لدنیہ مع شرح زرقانی جلد ۲/ صفحہ ۱۵۵۔ امامُ المَغازی وَاقدی نے المغازی جلد اول صفحہ ۳۵۰،۵، ۳۵۱، ۵۵۳، ۶۲۸ میں شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے مدارج النبوت (اردو ترجمہ) جلد ۲ صفحہ ۳۳۲ میں صاد کے ساتھ ہی تحریر فرمایا ہے۔ مصنف رحمۃ اللہ علیہ کا اس کو سین کے ساتھ لکھنا مبنی بر سہو ہے۔

(۴) حضرت اَبُو الْعَاص رضی اللہ عنہ کا ایمان لانا

اس مہم کے بعد حضرت اَبُو الْعَاص بن رَبِیْع رضی اللہ عنہ نے ایمان قبول کر لیا۔ [۱] نبی کریم ﷺ نے حضرت زَیْنَب رضی اللہ عنہا کو پہلے نکاح ہی پر ان کے سپرد فرما دیا۔ بعض علماء فرماتے ہیں کہ نئے نکاح [۲] کے بعد ان کے ہاں روانہ فرمایا

بعض دیگر علماء کا اِرشاد ہے کہ حضرت زَیْنَب رضی اللہ عنہا کی یہ رخصتی ۷/ھ میں ہوئی جیسا کہ آئندہ آرہا ہے۔

(۵) اَبُو رَافِع سَلَّام بن اَبِی الْحُقَیْق کا قتل اور معجزہ نبویہ

رَمضَان الْمُبارک اسی سال حضرت عبدُاللہ بن عَتِیک اَنْصَارِی رضی اللہ عنہ کو اَبُو رَافِع سَلَّام [۳] بن اَبِی حُقَیْق یہودی کی جانب مہم پر بھیجا گیا۔

ایک قول کی رو سے یہ مہم رَمضَان المبارک کے علاوہ کسی اور مہینہ میں روانہ ہوئی۔

اس مہم میں حضور اکرم ﷺ کا ایک معجزہ رونما ہوا کہ اَبُو رَافِع کو قتل کرنے کے بعد، واپسی پر چاندنی رات میں سیڑھی سے گرنے کی وجہ سے حضرت عبدُاللہ بن عَتِیک رضی اللہ عنہ کی پنڈلی ٹوٹ گئی اور پاؤں ٹل گیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اس پر پٹی باندھ لی۔ اور نبی کریم ﷺ کے پاس پہنچ گئے۔ آپ ﷺ نے انہیں ارشاد فرمایا "اپنا

---

[۱] حضرت اَبُو الْعَاص رضی اللہ عنہ مسلمانوں کے ہاتھوں سے رہائی پا کر سارا مال لے کر مکہ مکرمہ پہنچے۔ ہر مالک کو اس کا مال پہنچایا۔ پھر پوچھا کیا میرے پاس کسی کا مال ہے جو ابھی تک اس نے وصول نہ کیا ہو، انہوں نے جواب دیا نہیں پھر پوچھا کیا میں نے اپنی ذمہ داری کو پورا کر دیا سب نے کہا ہاں ہم نے آپ رضی اللہ عنہ کو وعدہ پورا کرنے والا اور کریم پایا ہے اس پر آپ رضی اللہ عنہ نے کلمہ شہادت پڑھا اور اپنے ایمان کا اعلان کر دیا پھر فرمایا میں نے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں اپنے ایمان کا اعلان اس لئے نہ کیا کہ تمہیں خیال ہو کہ میں تمہارا مال کھا جاؤں گا اب اللہ تعالیٰ نے وہ مال تم پر واپس لوٹا دیا اور میں اس سے فارغ ہو چکا اس لئے اب اپنے ایمان کا اعلان کیا پھر وہاں سے ہجرت فرما کر مدینہ منورہ آ گئے۔ زرقانی علی المواہب اللدنیہ جلد ۲/ صفحہ ۱۵۶

[۲] یہ دونوں روایتیں بظاہر متضاد ہیں لیکن فی الحقیقت متضاد نہیں کیونکہ پہلی روایت جس میں ہے کہ پہلے نکاح پر ہی نبی پاک ﷺ نے حضرت زَیْنَب رضی اللہ عنہا کو خاوند کے سپرد فرما دیا اس کا معنی ہے کہ پہلے نکاح میں جو مہر وغیرہ مقرر تھا سپردگی کے موقع پر اس میں اِضَافہ نہ فرمایا بلکہ اسی مہر پر نکاح ثانی ہوا اور وہ اپنے خاوند کے ہاں تشریف لے گئیں۔ کیونکہ قرآنِ مجید میں نصِ قطعی وارد ہے لَا هُنَّ حِلٌّ لَّهُمْ وَلَا هُمْ يَحِلُّونَ لَهُنَّ (مشرک عورتیں مسلمان مردوں پر حلال نہیں اور نہ ہی مشرک مرد مسلمان عورتوں کے لئے حلال ہیں) حضرت زَیْنَب رضی اللہ عنہا کے اِسلام کے باعث ان میں تفریق ہو چکی تھی۔ لہٰذا نکاحِ جدید ضروری تھا۔ اسی پر آج امت کا عمل ہے فقہا میں سے کسی کا اس میں اختلاف نہیں، ماخوذ از رقانی علی المواہب جلد ۲/ صفحہ ۱۵۷، ۱۵۸

[۳] سَلَّام بن اَبِی حُقَیْق، کنانہ بن اَبِی حُقَیْق کا بھائی تھا جو ام المومنین حضرت صَفِیَّہ رضی اللہ عنہا کا پہلا خاوند تھا۔ مدارج النبوت (اردو ترجمہ) جلد ۲/ صفحہ ۱۸۸۔ اپنے خاوند کے قتل کے بعد آپ رضی اللہ عنہا نبی کریم ﷺ کے نکاح میں آئیں۔

پاؤں پھیلاؤ" آپ رضی اللہ عنہ نے پھیلا دیا۔ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے دست شفا پھیر دیا اسی وقت وہ ٹھیک ہو گیا ایسا معلوم ہوتا تھا کہ تکلیف تھی ہی نہیں۔ [1]

(۶) معجزہ نبوی

اسی سال، شوّال کے مہینہ میں، حضرت عَبْدُاللہ بن رَواحہ رضی اللہ عنہ کی اسیر بن رزام یہودی کی جانب مہم کے دوران ایک معجزہ ظاہر ہوا ہے۔

اس کی تفصیل یوں ہے کہ جب اُسیر مذکور نے حضرت عبداللہ بن اُنَیس رضی اللہ عنہ کے سر کے اوپر زخم لگایا تو نبی پاک صاحبِ لولاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے زخم پر پھونک ماری اور دعا کی۔ اس روز کے بعد اس زخم میں نہ درد ہوا اور نہ ہی پیپ ظاہر ہوئی۔

(۷) صلح حُدَیْبِیَہ

حُدَیْبِیَہ کی مہم بھی اسی سال روانہ ہوئی اس مہم کا انجام صلح [2] پر ہوا جس طرح کہ ہم نے غزوات

---

[1] اَبُو رَافع تاجر تھا۔ سرزمینِ حجاز میں ایک قلعہ کے اندر رہتا تھا۔ جنگوں میں اسلام کے خلاف مشرکوں کی اعانت کرتا تھا۔ حضرت عبداللہ بن عُتیک رضی اللہ عنہ اپنے چار ساتھیوں (ان کے اسماء کی تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو مواہب لدنیہ زرقانی جلد ۲/ صفحہ ۱۶۵) سمیت اس کے قتل کے لئے روانہ ہوئے غروبِ آفتاب کے قریب قلعہ کے نزدیک پہنچ گئے۔ مویشی چراگاہ سے واپس قلعہ میں داخل ہو رہے تھے ساتھیوں کو ایک جگہ بٹھایا اور خود قلعہ کے بالکل قریب آکر سر کو لپیٹا اور اس طرح بیٹھ گئے گویا قضائے حاجت میں مشغول ہوں دربان نے سمجھا شاید یہ قلعہ کا کوئی باشندہ ہے۔ آواز دی اے بندۂ خدا! اگر آنا چاہتا ہے جلدی کر کیونکہ میں قلعہ کا دروازہ بند کرنے والا ہوں انہوں نے موقع کو غنیمت جانا اور قلعہ کے اندر داخل ہو گئے۔ اور گدھوں کے اصطبل میں چھپ کر بیٹھ گئے۔ دربان نے دروازہ بند کیا چابی طاقچہ میں رکھی اور چلا گیا کچھ دیر بعد آپ رضی اللہ عنہ نے چابی اٹھائی اور تالا کھول دیا۔ جب لوگ سو گئے تو آپ رضی اللہ عنہ اَبُو رَافع کی تلاش میں نکلے اسے دیکھا بالا خانہ میں ہے اور قصہ خوان اسے افسانہ سنا رہا ہے۔ افسانہ ختم ہوا تو کئی دروازوں سے گذرے جن میں سے ہر ایک کو اندر سے بند کر دیا بالآخر اَبُو رَافع کے کمرہ میں پہنچے وہ اپنے اہل و عیال کے ساتھ سو رہا تھا اس کا نام لے کر پکارا وہ جاگ اٹھا اور پوچھا کون ہے آپ رضی اللہ عنہ نے اس پر تلوار سے وار کیا لیکن وار خطا ہو گیا۔ اس پر اَبُو رَافع چلانے لگا آپ رضی اللہ عنہ کمرہ سے باہر نکل کر پھر اندر داخل ہوئے آواز بدل کر اس سے پوچھا کیا معاملہ ہے اس کے جواب پر آپ رضی اللہ عنہ نے اس پر پھر حملہ کیا لیکن وار کارگر نہ ہوا پھر تلوار اس کے پیٹ پر رکھ کر اتنا زور لگایا کہ تلوار اس کی پشت سے پار ہو گئی۔ اور اس کا کام تمام ہو گیا پھر تمام دروازے کھولے جب بالا خانہ سے نیچے اترنے لگے تو زمین پر گر پڑے جس سے پنڈلی ٹوٹ گئی۔ مدارج النبوت اردو ترجمہ جلد ۲/ صفحہ ۱۸۸ تا ۱۹۰۔

[2] صلح نامہ کے دفعات اگرچہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے لئے انتہائی تکلیف دہ تھے اور وہ اس کے نتیجے میں بے حد بے چین اور غمگین ہوئے لیکن فی الحقیقت وہ مسلمانوں کے حق میں بہت شاندار نتائج کی حامل تھی۔ چنانچہ مدارج النبوت میں ہے کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے کہ اسلام میں صلح حُدَیْبِیَہ کے برابر کوئی فتح نہ تھی۔

کے باب میں پہلے بیان کر دیا ہے۔

(۸) اِحرامِ نبوی اور کفار کی جانب سے رکاوٹ

حُدَیبیہ کی طرف جانے سے پہلے نبی کریم ﷺ نے عُمرہ کے لئے اِحرام زیب تن فرمایا اور مدینہ منورہ سے روانہ ہوئے۔ ذی قعدہ کی پہلی تاریخ پیر کے روز مدینہ طیبہ سے روانگی ہوئی ذُوالحُلَیفَہ سے اِحرام باندھا۔ آپ ﷺ کے ہمراہ ایک ہزار تین سو افراد تھے۔ بعض روایتوں میں ان کی تعداد چودہ سو اور بعض میں پندرہ سو بھی آئی ہے۔ درست قول درمیانہ ہے۔

مدینہ منورہ پر حضرت ابن اُمِ مَکتُوم رضی اللہ عنہ کو نائب مقرر فرمایا۔ بعض علماء نے فرمایا کہ حضرت نُمیلَہ بن عبداللہ لَیثی رضی اللہ عنہ کو نائب بنایا بعض دیگر علماء نے فرمایا کہ حضرت اَبُو رُہم کُلثُوم بن حُصَین غِفاری رضی اللہ عنہ نائب تھے۔

آپ ﷺ نے اپنے ہمراہ ستر اونٹ لئے ان پر حضرت نَاجِیہ بن جُندَب اَسلَمِیّ رضی اللہ عنہ کو نگران بنایا جو ان کو ہانک رہے تھے اور چرا بھی رہے تھے۔

جب آپ ﷺ حُدَیبیہ کے مقام پر پہنچے تو کُفّارِ مکہ نے آپ ﷺ کو روک لیا اس پر نبی اکرم ﷺ نے اپنا سر منڈوایا، اونٹوں کو ذبح کیا اور عُمرہ کے اِحرام سے فارغ ہو گئے۔ مسلمانوں نے بھی ایسے ہی کیا [۱] اس سال عمرہ نہ کر سکے بلکہ آئندہ سال یعنی ۷/ھ کو آپ ﷺ نے عمرہ ادا فرمایا جس کا ذکر آگے آئے گا۔

(۹) حضرت اَبُو جَندَل رضی اللہ عنہ کا بارگاہ نبوی میں حاضر ہونا

حدیبیہ کی مہم سے جب آپ ﷺ فارغ ہوئے (یعنی صلح نامہ لکھا جا چکا) تو مدینہ منورہ واپسی سے پہلے حضرت اَبُو جَندَل رضی اللہ عنہ ایمان قبول کر کے بارگاہ نبوی میں حاضر ہوئے آپ رضی اللہ عنہ کا نام حضرت عَاص بن سُہَیل بن عُمَر قُرَشی عَامِری رضی اللہ عنہ تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اس واقعہ سے کچھ عرصہ پہلے مکّہ مکرمہ میں ایمان قبول کیا تھا۔ پاؤں میں بیڑیاں پہنے وہ آپ ﷺ کے پاس پہنچے۔ ایمان لانے کی بدولت آپ رضی اللہ عنہ کے والد نے ان سے یہ

---

[۱] تکمیلِ صلح کے بعد سب سے پہلے حضور نبی کریم ﷺ نے اپنے اونٹ نَحر فرمائے اور سر منڈوایا صَحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بھی آپ ﷺ کی پیروی کی بعض نے سر منڈوایا اور بعض نے بال ترشوائے۔ ذبح ہونے والے اونٹوں میں ابو جہل کا اونٹ بھی شامل تھا۔ مشرکین نے چاہا کہ سو اونٹ دے کر اس کو بچا لیں لیکن سرکارِ دو عَالَم ﷺ نے قبول نہ فرمایا اور خود اپنے دستِ اَقدَس سے اسے ذبح فرمایا کل بیس اونٹ آپ ﷺ نے اپنے دستِ اَقدَس سے ذبح فرمائے مدارج النبوت اردو ترجمہ جلد ۲/ صفحہ ۳۷۱

سلوک کیا تھا۔ فتح مکہ کے دنوں میں ان کے والد بھی مشرف بہ ایمان ہو گئے تھے۔ اس کا ذکر ۸/ھ کے واقعات میں آئے گا۔

(۱۰) حضرت اَبُو بُصَیر رضی اللہ عنہ کا بارگاہِ نبوی میں آنا

حُدَیبیَہ کی مہم سے فراغت کے بعد، واپسی سے قبل، حضرت اَبُو بُصَیر رضی اللہ عنہ ایمان قبول کر کے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئے۔ آپ رضی اللہ عنہ کا اسم گرامی حضرت عُتبہ بن اَسِید بن جَارِیہ ثُقفِی رضی اللہ عنہ تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ بنی زھرہ کے حلیف تھے۔

اَسِید، الف کی زبر کے ساتھ (اَ + سِ + یْ + د) ہے۔

آپ رضی اللہ عنہ حُدَیبیَہ کے مقام پر ہی دربارِ نبوی میں حاضر ہوئے اس سے بہت عرصہ پہلے آپ رضی اللہ عنہ ایمان قبول کر چکے تھے۔

حضرت اَبُو بُصَیر رضی اللہ عنہ اور حضرت اَبُو جَندَل رضی اللہ عنہ کفار مکہ کی ایذا سے بھاگ کر بارگاہ نبوی میں حاضر ہوئے تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دوبارہ انہیں مکہ مکرمہ لوٹا دیا کیونکہ کفار نے صلح میں یہ شرط رکھی تھی۔ [۱] کہ صلح کی مدت کے دوران ہم میں سے جو شخص مسلمان ہو کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے گا اسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم لوٹا دیں گے۔ اس پر حضرت اَبُو بُصَیر رضی اللہ عنہ اور حضرت اَبُو جَندَل رضی اللہ عنہ کفار کے ہاتھوں سے بھاگ گئے۔ مدینہ طیبہ اور شام کے درمیان ڈیرہ ڈال لیا۔ [۲] وہ کفار مکہ کو مار ڈالتے اور ان کے مال لوٹ لیتے۔ [۳] ان دونوں صحابیوں کا معاملہ تفصیل کے ساتھ حدیث اور سیرت کی کتابوں میں مذکور ہے۔

---

[۱] کفار کے ساتھ اس شرط پر صلح کہ "جو مسلمان ان کے پاس آجائے وہ اسے واپس لوٹا دیں گے" کا جواز اب بھی باقی ہے یا نہیں اس بارے میں اِمَام اَعظَم رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد ہے کہ یہ حکم منسوخ ہے اور اس کا ناسخ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد ہے "میں اس مسلمان سے بری ہوں جو مشرکین کے درمیان ہے" لہٰذا اب اس شرط پر کافروں سے صلح جائز نہیں مدارج النبوت اردو ترجمہ جلد ۲/ صفحہ ۳۶۷

[۲] کفار کے مَظَالم سے بھاگ کر وہاں جمع ہونے والوں کی تعداد آہستہ آہستہ بڑھنے لگی اور ان کی تعداد تین سو کے قریب ہو گئی۔ مدارج النبوت اردو ترجمہ صفحہ ۳۷۳

[۳] کفار مکہ اس صورت حال سے تنگ آگئے اور اپنے کئے پر پشیمان ہونے لگے چنانچہ انہوں نے اَبُو سُفیَان کو بارگاہ نبوی میں بھیجا اور عرض کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس جماعت کو واپس بلا لیں ہم اس شرط کو ختم کرتے ہیں آئندہ ہم میں سے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے گا وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امان میں ہوگا۔ ہمیں اس سے کوئی سروکار نہ ہو گا۔ چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی کو بھیج کر انہیں اپنے پاس بلا لیا مدارج النبوت جلد ۲/ صفحہ ۳۷۳

(۱۱) حضرت عَبدُاللہ بن اَبی اَوفی رضی اللہ عنہ کا قبولِ اسلام

حدیبیہ کی مہم سے پہلے، اسی سال، حضرت عبدُاللہ بن اَبی اَوفی رضی اللہ عنہ مشرف بہ ایمان ہوئے۔

حضرت ابو اوفی رضی اللہ عنہ کا نام عَلقمہ بن خَالد اَسلَمی تھا۔

آپ رضی اللہ عنہ حُدَیبِیَہ میں حاضر تھے۔ بیعتِ رِضوان میں شرکت کی غزوۂ حُنَین اور مابعد جنگوں میں شریک رہے۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ چھ مہموں میں شامل تھے۔

آپ رضی اللہ عنہ کے والد حضرت اَبُو اَوفی رضی اللہ عنہ بھی صحابی تھے۔

(۱۲) حضرت خِرَاش بن اُمَیہ رضی اللہ عنہ کا ایمان لانا

حدیبیہ کی مہم سے قبل، اسی سال، حضرت خِرَاش بن اُمَیہ بن رَبِیعَہ بن فَضل کَعبی خُزاعی رضی اللہ عنہ بھی ایمان لائے۔ آپ رضی اللہ عنہ کی کنیت اَبُو نَضلہ تھی اور بنی مَخزُوم کے حلیف تھے۔ حُدَیبِیَہ میں حاضر ہوئے۔ بیعتِ رِضوان کی۔ حُدَیبِیَہ میں آپ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا سر مبارک مونڈا تھا۔

(خراش خاء کی زیر، پھر راء کے ساتھ (خِ + رَ + ا + ش) ہے۔)

(۱۳) آٹھ بھائیوں کا ایمان لانا

حُدَیبِیَہ کی مہم سے پہلے آٹھ بھائیوں نے ایمان قبول کیا ان کے نام یہ ہیں۔

(۱) حضرت اَسماء رضی اللہ عنہ (۲) حضرت ہِند رضی اللہ عنہ (۳) حضرت خِرَاش رضی اللہ عنہ

(۴) حضرت ذُوَیب رضی اللہ عنہ (۵) حضرت حُمرَان رضی اللہ عنہ (۶) حضرت فَضَالہ رضی اللہ عنہ (۷) حضرت مَالک رضی اللہ عنہ

(۸) ان کا نام ہمیں نہ مل سکا۔

یہ سب حَارِثہ بن سَعِید کے صاحبزادگان تھے۔ حَارِثہ، حاء اور ثا کے ساتھ ہے۔

یہ بنی اَسلَم سے تھے۔ یہ آٹھوں ایمان لائے، صحابی ہیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ حُدَیبِیَہ اور بَیعَتِ رِضوان میں شریک ہوئے۔ ان میں سے حضرت اَسماء رضی اللہ عنہ اور حضرت ہِند رضی اللہ عنہ اَصحاب صُفَّہ سے تھے۔ اور سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے خادِم تھے۔

حضرت اَسماء رضی اللہ عنہ کا ایک بیٹا تھا جس کا نام بھی ہِند تھا۔ یہی وہ حضرت ہِند رضی اللہ عنہ ہیں جن کو حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے قبیلہ بنی اَسلَم کی جانب عَاشُورَہ کے دن یہ اِعلَان کرنے کے لئے بھیجا تھا۔

"جس نے آج کچھ کھالیا ہے بقیہ دن ہرگز کچھ نہ کھائے اور جس نے نہیں کھایا وہ روزہ رکھے"

(۱۴) حضرت خُفَاف بن اِیمَا رضی اللہ عنہ کا مشرف با یمان ہونا

صلح حُدَیبیَہ کی مہم سے پہلے حضرت خُفَاف بن اِیمَا بن رَحَضَہ غِفَارِی رضی اللہ عنہ مشرف بہ ایمان ہوئے۔ آپ رضی اللہ عنہ بنی غِفار کے اِمَام اور خطیب تھے۔ ایمان قبول کرنے کے بعد حُدَیبیَہ اور بیعتِ رِضْوان میں شریک رہے۔

حضرت خُفَاف رضی اللہ عنہ، ان کے والد حضرت اِیمَا رضی اللہ عنہ اور ان کے دادا حضرت رَحَضَہ رضی اللہ عنہ تینوں صحابی تھے۔

خُفَاف، خاء کی پیش، پہلی فا پر تشدید کے بغیر (خُ + فَ + ا + ف) ہے اور ایما الف کی زیر، یا کے سکون، پھر میم زاں بعد الف ممدودہ کے ساتھ (اِ + یْ + مَ + آ + ء) غیر منصرف اسم ہے۔ رَحَضَہ، را، حاء اور ضاد تینوں پر زبر کے ساتھ (رَ + حَ + ضَ + ہ) ہے۔

(۱۵) حضرت اِیمَاء بن رَحَضَہ رضی اللہ عنہما کا ایمان لانا

حُدَیبیَہ کی جانب روانگی سے پہلے، حضرت اِیمَاء بن رَحَضَہ رضی اللہ عنہما نے ایمان قبول فرمایا آپ رضی اللہ عنہ حضرت خُفَاف رضی اللہ عنہ کے والد ماجد تھے جن کا ذکر پہلے گذرا۔

(۱۶) حضرت عُقَیل بن اَبِی طَالِب رضی اللہ عنہ کا اِسلام قبول کرنا

صلح حُدَیبیَہ سے قبل، حضرت عُقَیل بن اَبِی طَالِب رضی اللہ عنہ نے اِسلام قبول کر لیا یہ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا زاد اور حضرت عَلی بن اَبِی طَالِب رضی اللہ عنہ کے بھائی تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ حضرت عَلی رضی اللہ عنہ سے بیس برس عمر میں بڑے تھے۔

(۱۷) حضرت رِفَاعَہ بن زَید رضی اللہ عنہ کا حلقہ بگوشِ اِسلام ہونا

حُدَیبیَہ سے فراغت اور خَیبَر پر روانگی سے پہلے حضرت رِفَاعہ بن زَید بن وَھَب جُذامی ضُبَیبی رضی اللہ عنہ اپنی قوم سمیت بارگاہِ نبوی میں حاضر ہوئے اور سب مشرف بہ ایمان ہوئے۔

آپ رضی اللہ عنہ کے قبیلہ کے باقی افراد جو آپ رضی اللہ عنہ کے ساتھ بارگاہِ نبوی میں حاضر نہ ہو سکے، کی جانب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے ہاتھ ایک خط روانہ فرمایا جس کے نتیجہ میں وہ سب اِسلام میں داخل ہو گئے۔

یہی وہ رِفَاعہ ہیں جنہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک غلام پیش کیا جس کا نام مِدْعَم تھا۔ جو خیبر

میں قتل ہوا۔

(۱۸) غَزوَہ ذِیُ قَرد میں نمازِ خوف

اسی برس، نبی اکرم ﷺ نے غزوہ ذِیُ قَرد کے دنوں میں صَحابۂ کرام رضی اللہ عنہم سمیت نماز خوف ذِیُ قَرد میں ادا فرمائی۔ آپ ﷺ نے اس جگہ ایک دن اور رات قیام فرمایا۔ مواہب لدنیہ میں اسی طرح لکھا ہے۔

یہ نمازِ خوف دوسری بار ادا کی گئی۔ پہلی بار اس کی ادائیگی کا ذکر گزر چکا کہ آپ ﷺ نے عُسفان کے مقام پر غزوہ بَنی لِحیان میں ادا کی، ۶/ھ کے غزوات میں ملاحظہ فرمائیں۔

آپ بعد میں غَزوَۂ ذاتُ الرِّقاع کے بیان میں پڑھیں گے کہ نبی کریم ﷺ نے وہاں بھی نمازِ خوف ادا فرمائی۔ وہ اس نماز کی ادائیگی کی تیسری بار ہو گی۔

(۱۹) حضرت سَلَمہ بن اَکوَع رضی اللہ عنہ کا رجز

غَزوَۂ ذِیُ قَرد میں، دودھ دینے والی اونٹنیوں کو دشمنوں سے چھڑانے کے دوران، تیر اندازی کے وقت حضرت سَلَمہ بن اَکوَع رضی اللہ عنہ کے لبوں پر یہ شعر تھا

خُذْھَا وَاَنَا ابْنُ الْاَکْوَعِ وَالْیَوْمُ یَوْمُ الرُّضَّعِ

ترجمہ: اسے لو میں اکوع کا بیٹا ہوں اور آج کمینے لوگوں (پر سختی) کا دن ہے۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اسے اپنی صحیح میں روایت فرمایا ہے۔

(۲۰) حضرت سَلَمہ رضی اللہ عنہ کے لئے اِرشادِ نبوی

غزوہ ذی قرد کے دوران نبی کریم ﷺ نے حضرت سَلَمہ بن اَکوَع رضی اللہ عنہ سے فرمایا:

"جب تو مالک ہو جائے تو نرمی اختیار کر"

آپ ﷺ نے یہ ارشاد حضرت سَلَمہ رضی اللہ عنہ سے اس وقت فرمایا جب انہوں نے عرض کیا۔

یارسول اللہ! دشمن پیاسا تھا آپ ﷺ مجھے ایک سو ساتھیوں کے ساتھ دشمنوں میں بھیجتے میں ان سے مویشی بھی چھڑا لیتا اور ان سب کو قید بھی کر لیتا۔

(۲۱) گھوڑے سے گر کر نبی کریم ﷺ کو خَراشیں آنا

اس سال، غَزوَۂ ذِیُ قَرد سے واپسی کے وقت، نبی اَکرم ﷺ اپنے گھوڑے سے گر پڑے اور آپ ﷺ کی دائیں جانب میں خَراشیں آئیں۔ آپ ﷺ ان دنوں میں اپنے حجرہ مبارکہ میں نمازیں ادا فرماتے تھے مسجد

میں نہ آسکتے تھے۔ اس بیماری کی مدت ایک ماہ تھی۔

بعض علماء فرماتے ہیں کہ یہ واقعہ ۵/ھ میں پیش آیا۔ ایک قول کی رو سے اس کے وقوع کا سن ۹/ھ ہے اس کی تفصیل ۹/ھ کے واقعات میں آرہی ہے۔

(۲۲) انگشتری مبارک بنوانا

اس سال کے آخر، ذی الحجہ کے مہینہ میں، ایک قول کی رو سے ۷/ھ میں، نبی پاک صاحبِ لَولاک ﷺ نے ارادہ فرمایا کہ اردگرد کے بادشاہوں کو اسلام کی طرف دعوت دینے کیلئے خطوط ارسال کئے جائیں۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: "عجمی لوگ مہر کے بغیر خط کو قبول نہیں کرتے"

اس پر آنحضرت ﷺ نے اپنے لئے انگوٹھی بنوانے کا حکم دیا اس پر تین سطروں میں مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰہِ اس طرح نقش کرایا کہ لفظ "اَللّٰہ" اوپر کی سطر میں "رَسُوْلُ" درمیان کی سطر میں اور "مُحَمَّد" نیچے والی سطر میں تھا۔

اس انگوٹھی سے آپ ﷺ عجمی بادشاہوں کی جانب اپنے خطوط پر مہر لگاتے تھے۔ اس کو حضرت یَعلٰی بن اُمَیَہ رضی اللہ عنہ نے تیار کیا۔ آپ رضی اللہ عنہ کو یَعلٰی بن مُنیَہ بھی کہتے ہیں کیونکہ اُمَیَہ آپ کے باپ کا نام ہے اور مُنیَہ آپ رضی اللہ عنہ کی ماں کا۔ آپ رضی اللہ عنہ زرگر تھے۔

(۲۳) بادشاہوں کے نام دعوتی مکتوب

جب سَرورِ کونین ﷺ اپنی انگشتری بنوانے سے فارغ ہوئے تو اسی سال کے ماہ ذی الحجہ میں اِسلام کی طرف بادشاہوں کو دعوت دینے کی غرض سے ایلچی [۱] اور مکتوب ارسال فرمائے۔

اسی ذی الحجہ کے مہینہ میں، ایک دن میں آپ ﷺ نے چھ ایلچی روانہ فرمائے۔ جن کی تفصیل درج ذیل ہے۔

(۱) حضرت عَمرو بن اُمَیَہ ضمری رضی اللہ عنہ کو حَبشَہ کے بادشاہ نَجَاشی کی جانب خط دے کر روانہ فرمایا۔

(۲) حضرت دِحیَہ بن خَلِیفَہ کَلبی رضی اللہ عنہ کو رُوم کے بادشاہ قَیصر کی طرف بھیجا گیا جس کا نام ہرقل تھا۔

(۳) حضرت عَبدُاللہ بن حُذَافہ سَہمی رضی اللہ عنہ کو حاکمِ اِیران کِسریٰ کی جانب بھیجا گیا جس کا نام پَروِیز بن ہرمز

---

[۱] جو قاصد جس بادشاہ کی طرف بھیجا گیا اللہ تعالیٰ نے اسے اس بادشاہ کی زبان الہام فرما دی یہ حضور اکرم ﷺ کے معجزات میں سے ایک معجزہ تھا۔ مدارج النبوت اردو ترجمہ صفحہ ۳۷۵

بن نوشیروان تھا۔

(۴) مصر اور اسکندریہ کے بادشاہ مُقَوقِس کی طرف حضرت حَاطِب بن اَبی بَلتَعَہ لَخمی رضی اللہ عنہ کو روانہ فرمایا۔ مُقَوقِس نے اسلام قبول تو نہ کیا لیکن حضرت رِسالت مآب ﷺ سے صلح کرلی اور تحائف بھیجے جن کا ذکر ۷/ھ کے واقعات میں آئے گا۔

(۵) حضرت شُجَاع بن وَھب اَسَدِی رضی اللہ عنہ کو حَارِث بن اَبی شعر غسانی کی طرف روانہ فرمایا جو غُوطَۂ دِمشق کا امیر تھا۔ غُوطَۂ دمشق، غین کی پیش کے ساتھ ہے جس کا معنے ہے دمشق کا شہر اور اس کا ضلع۔ حَارِث نے ایمان قبول نہ کیا بلکہ اس کی موت کفر پر ہوئی جس کا ذکر ۸/ھ کے واقعات میں آئے گا۔

(۶) حضرت سَلِیط بن عَمرو عَامِری رضی اللہ عنہ کو ھَوذَہ بن عَلِی حَنفِی کی طرف یَمامَہ میں بھیجا ھَوذَہ نے اس وقت نہ ہی بعد میں ایمان قبول کیا بلکہ کفر ہی میں دنیا سے انتقال کر گیا اس کا ذکر بھی ۸/ھ کے واقعات میں آرہا ہے۔ ھَوذَہ کو ھا کے زبر کے ساتھ (+ ہَ + وْ + ذَ + ہ) پڑھا جاتا ہے بعض علماء اسے ھا کے پیش کے ساتھ (ہُ + و + ذ + ہ) بیان فرماتے ہیں۔

(۲۴) حضرت نَجَاشی رضی اللہ عنہ کا ایمان قبول کرنا

اسی سال کے آخر میں، حَبَشَہ کے بادشاہ، نَجَاشی کے پاس جب حضور کریم ﷺ کا مکتوب گرامی پہنچا، تو اس نے اسے بوسہ دیا، اسے اپنی آنکھوں پر رکھا اور اس کے مضمون کی اطاعت کی۔

اس نَجَاشی کا نام اَصحَمہ، صاد اور حا کے ساتھ اَربَعَہ کے وزن پر ہے مگر یہ غیر منصرف ہے (جب کہ اَربَعَہ منصرف ہے) کیوں علمیت اور تانیث لفظی اس میں جمع ہیں جس طرح طَلحَہ میں موجود ہیں۔

(۲۵) نَجَاشی کا جوابی مکتوب

اس سال کے اختتام یا ۷/ھ کے اوائل میں حضرت نَجَاشی رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کی خدمتِ اَقدس میں ایک خط اِرسال کیا جو ان کے ایمان لانے اور آپ ﷺ کے حکم کی اِطاعت پر مشتمل ہے۔ انہوں نے خط کے ہمراہ بارگاہِ نبوی میں بہت سے ہدیئے اور تحفے بھیجے۔ اپنے بیٹے سمیت بہتّر افراد دو کشتیوں میں روانہ کئے تا کہ آپ ﷺ کی خدمت اقدس میں نَجَاشی کے خود حاضر نہ ہوسکنے کی معذرت کریں۔

(۲۶) نَجَاشی کے چچا زاد بھائی حضرت ذُو مُخبَر حَبَشی رضی اللہ عنہ کا ایمان لانا

نَجَاشی کے چچا زاد بھائی حضرت ذُو مُخبَر رضی اللہ عنہ بھی اسی سال حلقۂ اِسلام میں داخل ہوئے آپ رضی اللہ عنہ ان

بہتّر افراد میں شامل تھے جو دو کشتیوں کے ذریعہ سے پہنچے تھے ان کا ذکر ابھی گذرا ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ کے سارے ساتھی واپس حَبَشہ چلے گئے لیکن وہ خود نبی کریم ﷺ کے پاس رہے آپ رضی اللہ عنہ بارگاہِ نبوی کے خادِم بن گئے اور واپس تشریف نہ لے گئے۔

(۲۷) اَبُو سُفْیان ھِرَقل کے دربار میں

اسی سال یا ۷/ھ کے آغاز میں روم کے بادشاہ ھِرَقل نے حضرت اَبُوسُفْیان بن حَرْب رضی اللہ عنہ سے دس سوالوں کے جواب مانگے جن جوابوں میں سے ہر ایک آنحضرت ﷺ کے دعوائے رِسالت کی صداقت پر دلالت کرتا ہے۔ یہ سوال و جواب صحیح بخاری کی ابتداء اور اسی کتاب کے ایک دوسرے مقام پر تفصیل کے ساتھ ذکر ہیں۔

(۲۸) بَحْرَین کے بادشاہ حضرت مُنذِر بن ساوی رضی اللہ عنہ کا ایمان لانا

حُدَیْبِیَہ سے واپس لوٹنے کے بعد دوسرے قول کے مطابق ۸/ھ میں جِعْرانہ سے واپس تشریف لانے سے قبل ۱۲ ذی قعدہ کو حضور نورِ مجسم ﷺ نے حضرت عَلاء بن حضرمی رضی اللہ عنہ کو بَحْرَین کے بادشاہ حضرت مُنذِر بن سَاوِیٰ تَمِیْمِی دَارِمی عَبْدِی رضی اللہ عنہ کے پاس مکتوب مبارک دے کر بھیجا۔ خط پہنچنے پر انہوں نے اسلام قبول کر لیا۔

حضرت مُنذِر بن سَاوِیٰ رضی اللہ عنہ اپنے دادا عَبْدُاللہ بن دَارِم تَمِیْمِی کی نسبت سے عَبْدِیؔ کہلاتے ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ عَبْدُالْقَیس قبیلہ سے تعلق نہیں رکھتے جس طرح بعض لوگوں کو عَبْدِی کی نسبت سے وہم ہوا ہے۔

(۲۹) عُمَان کے دو حکمران کا قبول اسلام

سید جمال الدین رحمۃ اللہ علیہ کے روضۃ الاحباب میں بیان کے مطابق، اسی سال غزوۂ خَیبر کے بعد اور علامہ قسطلانی کے مواہب لدنیہ اور علامہ زرقانی کے اس کی شرح میں ارشاد کے موجب ۸/ھ میں غزوہ حُنَین کے بعد، نبی کریم ﷺ نے حضرت عَبْدُاللہ بن عَمْرو بن عَاص رضی اللہ عنہ کے ذریعے عُمَان کے دو حکمران کی طرف مکتوبِ گرامی اِرسال فرمایا۔

عُمَان، عین کے پیش اور میم پر تشدید کے بغیر (عُ + مَ + ا + ن) ایک ملک کا نام ہے جس کی سرحد یمن سے ملی ہوئی ہے اور عرب کی حدود میں شامل ہے۔

ان دو حکمرانوں میں سے ایک کا نام جَیْفَر تھا۔ جو جَعْفَر کے وزن پر عین کی بجائے یا کے ساتھ ہے۔

دوسرے کا نام عَبد، عین کی زبر اور با پر سکون کے ساتھ (عَ + بْ + د) ہے۔ بعض عُلَماء کا کہنا ہے کہ اس کا نام عَبد کی بجائے، عید یعنی با کی بجائے یا کے ساتھ تھا ایک قول کی رو سے اس کا نام عَیّاد یعنی عین کی زبر یاء کی تشدید اور اس کے بعد الف (عَ + یّ + ا + د) کے ساتھ تھا۔

یہ دونوں حکمران جُلَندیٰ (جُ + لَ + نْ + دَ + یٰ) کے بیٹے تھے۔

سرکارِ دو عالَم ﷺ کا مکتوب گرامی جب ان کے پاس پہنچا تو انہوں نے اِیمان قبول کر لیا اور اِطاعت کا اظہار کیا لیکن بارگاہِ نبوی میں حاضر نہ ہوئے اور نہ ہی زیارت سے مشرف ہو سکے۔

(۳۰) سورۂ فتح کا نزول

اس سال سورۂ فتح نازل ہوئی جس کا ذکر آگے آئے گا۔

(۳۱) فرضیتِ حج

صحیح قول کے مطابق اسی سال حج فرض ہوا۔ ایک قول کے مطابق ۹/ھ میں اور دوسرے قول کی رو سے ۱۰/ھ میں فرض ہوا۔

(۳۲) اَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلّٰهِ الخ کا نزول

اَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلّٰهِ (البقرۃ:۱۹۶) آیت مبارکہ اس برس نازل ہوئی سرورِ کائنات ﷺ کفار کی عداوت کے خوف سے حج ادا نہ فرما سکے۔ لیکن آپ ﷺ نے اس سال ذی قعدہ کے عمرہ حُدَیْبِیَہ کے لئے اِحْرام زیب تن فرمایا اور مشرکوں نے رکاوٹ کی جس کا ذکر گذر چکا ہے۔

(۳۳) سورج گرہن

اس سال، نبی اکرم ﷺ حُدَیْبِیَہ میں تھے کہ سورج کو گرہن لگا۔ یہ اس گرہن کے علاوہ ہے جو حضرت رسالت مآب ﷺ کے لختِ جگر حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کے وِصَال کے دن لگا تھا۔ کیونکہ آپ رضی اللہ عنہ کا وِصَال ۱۰/ھ کو ہوا جس کا ذکر آگے آ رہا ہے۔

(۳۴) حضرت اَوْس بن صَامِت رضی اللہ عنہ کا ظِہار

حضرت عُبَادَہ بن صَامِت رضی اللہ عنہ کے بھائی حضرت اَوْس بن صَامِت رضی اللہ عنہ نے اپنی زوجہ سے اس سال ظِہَار فرمایا۔ آپ رضی اللہ عنہ کی یہ زَوجہ آپ رضی اللہ عنہ کی چچا زاد تھیں۔ ان کا نام حضرت خَولَہ بنت ثَعْلَبَہ اَنْصارِیَہ رضی اللہ عنہا تھا۔ اسلام میں یہ سب سے پہلا ظِہَار تھا۔ زمانہ جاہلیت میں ظِہَار، طلاق شمار ہوتا تھا۔

(۳۵) آیتِ ظہار کا نزول

اسی بی بی کے بارے میں، اس سال، آیتِ ظہار کا نزول ہوا۔ جو یہ ہے قَدْ سَمِعَ اللّٰہُ قَوْلَ الَّتِیْ تُجَادِلُکَ فِیْ زَوْجِھَا الخ (المجادلہ۔۱)

ترجمہ: تحقیق اللہ تعالیٰ نے سن لی اس عورت کی بات جو آپ ﷺ سے اپنے خاوند کے بارے میں جھگڑا کرتی ہے۔

اس آیت کریمہ کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے لوگوں کے اس گمان کو رد کر دیا۔ کہ ظہار طلاق ہوتا ہے۔ زمانہ جاہلیت میں لوگ اسے طلاق شمار کیا کرتے تھے۔ ۱؎

(۳۶) حضرت فَارُوقِ اَعظم رضی اللہ عنہ کا حضرت جَمِیلہ بنت عَاصِم رضی اللہ عنہا سے نکاح

اس سال، حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے حضرت جَمِیلہ بنت عَاصِم بن ثَابِت بن اَبِی اَفلَح رضی اللہ عنہا سے نکاح فرمایا اکثر مورخین کا یہی قول ہے۔

بعض علماء فرماتے ہیں کہ آپ رضی اللہ عنہا عاصم کی بیٹی نہیں بلکہ بہن تھیں۔

اس زوجہ سے حضرت عَاصِم بن عُمر رضی اللہ عنہما کی ولادت ہوئی۔ زاں بعد آپ رضی اللہ عنہ نے انہیں طلاق دے دی تو انہوں نے حضرت زَید بن حَارِثہ رضی اللہ عنہ سے نکاح کر لیا۔ جن سے حضرت عَبدُالرّحمٰن بن زَید رضی اللہ عنہ کی وِلادت ہوئی۔ اس طرح حضرت عبدُالرّحمٰن بن زید رضی اللہ عنہ حضرت عَاصِم رضی اللہ عنہ کے ماں کی جانب سے بھائی تھے۔

یہ حضرت عَاصِم رضی اللہ عنہ حضرت عُمر بن عَبدُالعزیز رضی اللہ عنہ کے نانا تھے۔

(۳۷) حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا وقف

اسی سال حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے ثَمغ کے مقام پر اپنے اَموال وقف فرمائے۔

۱؎ ظہار کے کفارہ کے بارے میں حکم نازل ہونے کے بعد نبی کریم ﷺ نے حضرت خَولہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا اپنے خاوند سے کہو ایک غلام آزاد کرے۔ انہوں نے عرض کیا ان کے پاس غلام نہیں۔ پھر فرمایا تو دو ماہ کے روزے رکھے تو انہوں نے عرض کیا کہ وہ تو بوڑھے ہیں ان میں اتنی ہمت نہیں پھر فرمایا ایک وَسق کھجوریں ساٹھ مسکینوں میں تقسیم کرے تو انہوں نے عرض کیا ان کے پاس یہ بھی نہیں۔ اس پر نبی پاک ﷺ نے فرمایا ہم ایک فَرَق کھجور اس کی اعانت کے لئے دیں گے تو حضرت خَولہ رضی اللہ عنہا عرض کرنے لگیں پھر ایک فَرَق میں ان کی مدد کے لئے دوں گی تو فرمایا۔ تو نے ٹھیک کہا اور اچھا کیا جاؤ اور ان کی طرف سے صدقہ کرو۔ زرقانی شرح المواہب اللدنیہ جلد ۲/ صفحہ ۲۱۲ فَرَق ایک پیانہ ہے دو فَرَق ایک وَسق کے برابر ہوتے ہیں اور وَسق ساٹھ صَاع کا ہوتا ہے۔

(۳۸) ہجرت کرنے والی عورتوں کے حق میں آیاتِ کریمہ کا نزول

اس سال، کچھ اہلِ ایمان مستورات ہجرت کر کے نبی پاک صاحبِ لَولاک ﷺ کے پاس پہنچ گئیں۔ جن میں حضرت اُمّ کلثوم بنت عُقبہ بن اَبِی مُعَیط رضی اللہ عنہا وغیرہا بھی تھیں۔ کفار مکہ نے ارادہ کیا کہ صلح نامہ (حدیبیہ) کی شرط کے مطابق انہیں حضور نبی کریم ﷺ سے واپس لوٹا لیا جائے لیکن آپ ﷺ نے ان کے مطالبہ کے جواب میں خاموشی اختیار فرمائی اور بالآخر اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو ان کے واپس لوٹانے سے منع فرما دیا اور ان کے بارے میں یہ دو آیات امتحان نازل فرمائیں۔

یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا جَآءَكُمُ الْمُؤْمِنٰتُ مُهٰجِرٰتٍ فَامْتَحِنُوْهُنَّ اَللّٰهُ اَعْلَمُ بِاِیْمَانِهِنَّ فَاِنْ عَلِمْتُمُوْهُنَّ مُؤْمِنٰتٍ فَلَا تَرْجِعُوْهُنَّ اِلَى الْكُفَّارِ لَا هُنَّ حِلٌّ لَّهُمْ وَ لَا هُمْ یَحِلُّوْنَ لَهُنَّ وَ اٰتُوْهُمْ مَّاۤ اَنْفَقُوْا وَ لَا جُنَاحَ عَلَیْكُمْ اَنْ تَنْكِحُوْهُنَّ اِذَاۤ اٰتَیْتُمُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ وَ لَا تُمْسِكُوْا بِعِصَمِ الْكَوَافِرِ وَ سْـٴَـلُوْا مَاۤ اَنْفَقْتُمْ وَ لْیَسْـٴَـلُوْا مَاۤ اَنْفَقُوْا ذٰلِكُمْ حُكْمُ اللّٰهِ یَحْكُمُ بَیْنَكُمْ وَ اللّٰهُ عَلِیْمٌ حَكِیْمٌ ○ وَ اِنْ فَاتَكُمْ شَیْءٌ مِّنْ اَزْوَاجِكُمْ اِلَى الْكُفَّارِ فَعَاقَبْتُمْ فَاٰتُوا الَّذِیْنَ ذَهَبَتْ اَزْوَاجُهُمْ مِّثْلَ مَاۤ اَنْفَقُوْا وَ اتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِیْۤ اَنْتُمْ بِهٖ مُؤْمِنُوْنَ ○ (الممتحنہ-۱۰-۱۱)

ترجمہ: اے ایمان والو! مسلمان عورتیں (دارالکفر سے) ہجرت کر کے جب تمہارے پاس آئیں تو ان کا امتحان کرو [1] اللہ تعالیٰ ان کے ایمان کو خوب جانتا ہے اگر تم اپنے اس امتحان کی رو سے انہیں مسلمان پاؤ تو انہیں کفار کی طرف واپس مت لوٹاؤ نہ وہ عورتیں ان کافروں کے لئے حلال ہیں اور نہ ہی وہ کافر ان کے لئے حلال ہیں اور کافروں نے جو کچھ خرچ کیا وہ ان کو ادا کر دو اور تم کو ان عورتوں سے نکاح کرنے میں کوئی گناہ نہیں جب کہ تم ان کو حق مہر ادا کر دو۔ اور (اے ایمان والو!) تم کافر عورتوں سے تعلق باقی مت رکھو جو کچھ تم نے خرچ کیا ان کافروں سے طلب کر لو اور جو کافروں نے خرچ کیا ہو تم سے مانگ لیں یہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے وہ تمہارے درمیان فیصلہ کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ بڑا علم والا اور حکمت والا ہے ○ اور اگر تمہاری عورتوں میں سے

---

[1] امتحان یہ تھا کہ دارالحرب سے دارالاسلام کی جانب ہجرت کرنے والی عورت سے حلف لیا جاتا کہ اس نے خاوند کی نافرمانی کی وجہ سے ہجرت نہیں کی اس کی ہجرت صرف اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے لئے ہے جب وہ یہ قسم اٹھالیتی تو اسے واپس نہ لوٹایا جاتا اس کا مہر اس کے خاوند کو واپس کر دیا جاتا تھا۔ الروض الانف جلد ۲/ صفحہ ۲۳۰ مکتبہ فاروقیہ ملتان۔

کوئی عورت کافروں کے پاس رہ جائے اور تمہیں نہ مل سکے پھر تمہاری باری آئے تو جن کی عورتیں ہاتھوں سے نکل گئیں ان کو اتنا مال دو جو انہوں نے (اپنی عورتوں پر) خرچ کیا تھا اور اللہ تعالیٰ سے ڈرو جس پر تم ایمان رکھتے ہو۔

ان آیاتِ مبارکہ کے نزول پر صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم میں سے ہر ایک نے جس کے پاس کوئی کافرہ تھی، اسے طلاق دے دی۔ حضرت فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کے نکاح میں اس وقت دو کافرہ عورتیں تھیں آپ رضی اللہ عنہ نے ان دونوں کو طلاق دے کر فارغ کر دیا۔ [1]

(۳۹) سورۃ الفتح کے نزول پر مسرّت

نبی اکرم نورِ مجسم صلی اللہ علیہ وسلم پر حُدَیبیَہ کے مقام سے واپس مدینہ منورہ تشریف لانے کے دوران سورۃ الفتح [2] اس حال میں نازل ہوئی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی سواری پر سوار تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اس کے نزول پر خوشی و مسرت کا اظہار فرمایا۔

(۴۰) سُورۃُ الفتح کی عظمت

حُدَیبیَہ سے مدینہ منورہ واپسی کے دوران سورۃ الفتح نازل ہوئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نزول وحی کی کیفیت میں مشغول تھے اور اپنی سواری پر سوار تھے اور رات کے وقت اسے چلا رہے تھے اس دوران حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے کسی چیز کے بارے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے تین مرتبہ سوال کیا لیکن آپ نے جواب ارشاد نہ فرمایا اس پر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اس خوف سے کہ آپ رضی اللہ عنہ سے کوئی گناہ یا خطا سرزد ہو گئی ہے، شدید غم میں مبتلا ہو گئے۔

جب وحی سے فراغت پائی فرمایا

---

[1] ان میں سے ایک کے ساتھ اَمیرِ مُعاوِیَہ بن ابوسُفیَان نے نکاح کر لیا اور دوسری سے صَفوان بن اُمیَّہ نے شادی کر لی۔ انسان العیون جلد ۲/ صفحہ ۷۱۸

[2] سورہ الفتح میں فتحِ مبین سے مراد اکثر علماء کے نزدیک حُدَیبیَہ کے مقام پر ہونے والی صلح ہے۔ اب مسلمان کھلے بندوں کفار سے ملنے جلنے لگے ان کے سامنے اسلام کی خوبیاں بیان کرنے لگے جس سے عقل مند اِسلام کی جانب راغب ہونا شروع ہو گئے۔ جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ صلح حُدَیبیَہ کے موقع پر نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ صرف چودہ سو افراد تھے اس کے دو سال بعد جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مکرمہ فتح کرنے کے لئے روانہ ہوئے تو اس وقت دس ہزار کا جمِ غفیر ہم رکاب تھا۔ نیز اس صلح کے نتیجہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو کفار کی طرف سے مطمئن ہونے کے بعد یہودیوں سے نپٹنے کا موقع مل گیا یہ صلح خیبر اور مکہ کی فتح کی تمہید تھی۔

"اے عمر! میں نے آپ رضی اللہ عنہ کے سوال کا جواب نہ دیا اس کی وجہ یہ تھی کہ میں وحی کی کیفیت میں مشغول تھا مجھ پر سورہ الفتح نازل ہوئی ہے یہ سُورہ مجھے ہر اس چیز سے زیادہ پسندیدہ ہے جس پر سورج طلوع ہوتا ہے"

(۴۱) گھوڑوں کی دوڑ [۱]

اسی سال آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے گھوڑوں کی دوڑ کرائی۔ سدھائے ہوئے گھوڑوں کے لئے دوڑ کا فاصلہ زیادہ رکھا اور غیر سدھائے ہوئے گھوڑوں کے لئے کم۔

صحیح بخاری میں حضرت ابن عُمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے سدھائے ہوئے گھوڑوں کی دوڑ حَیفَاء سے شروع کرائی اور اس کی آخری حد ثَنِیَّۃُ الْوَدَاع رکھی۔ غیر سدھائے گھوڑوں کی دوڑ ثَنِیَّۃُ الْوَدَاع سے مسجدِ بَنِیْ زُرَیْق تک کرائی۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بھی اس دوڑ میں حصہ لیا۔

حضرت سفیان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں حَیفَاء سے ثنیۃ پانچ یا چھ میل ہے۔ ثَنِیَّۃُ الْوَدَاع اور مسجد بنی زُرَیْق کا درمیانی فاصلہ ایک میل ہے۔

(۴۲) اونٹوں کی دوڑ

اسی سال، سرورِ کائنات صاحبِ لولاک صلی اللہ علیہ وسلم نے اونٹوں کی دوڑ کرائی۔ ایک اعرابی کا اونٹ قَصْوَآء سے سبقت لے گیا۔ قَصْوَآء نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنی تھی اس سے پہلے کوئی چوپایہ اس سے آگے نہ نکل سکا تھا۔ مسلمانوں پر یہ امر نہایت ناگوار گذرا لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"اللہ تعالیٰ پر حق ہے کہ جس چیز کو رفعت عطا فرمائے اسے پستی دے دے"

(۴۳) گھوڑ دوڑ میں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے گھوڑے کی جیت

اسی سال، گھوڑ دوڑ میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا گھوڑا دوسرے گھوڑوں سے آگے نکل گیا اور اس نے سبقت حاصل کی۔ یہ دونوں دوڑیں اسلام میں سب سے پہلی دوڑیں تھیں اسد الغابہ میں اسی طرح ہے۔

(۴۴) ام المومنین حضرت صدیقہ بنت صدیق رضی اللہ عنہما کی وَالِدَہ مَاجِدَہ کا انتقال

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی زوجہ، حضرت عائشہ صدیقہ ام المومنین رضی اللہ عنہا کی والدہ ماجدہ، حضرت ام

---

[۱] دوڑ میں یہ شرط جائز ہے کہ جو آگے بڑھ جائے اس کو اتنا انعام ملے گا۔ مدارج النبوت جلد ۲/ صفحہ ۳۹۸

رُوْمان [1] بنت عامر بن عُوَیمر فراسیہ رضی اللہ عنہا کا وصال مبارک اسی سال ہوا۔

اُمِ رُوْمان، رَاء کی پیش کے ساتھ اور بعض علماء کے نزدیک راء کی زبر کے ساتھ ہے۔ آپ رضی اللہ عنہا کا نام زَیْنب تھا اور ایک قول کے مطابق دَعد تھا۔ آپ رضی اللہ عنہا نے مکہ مکرمہ میں بہت پہلے ایمان قبول کیا اور بعد میں ہجرت بھی کی۔

جب آپ رضی اللہ عنہا کا انتقال ہوا، سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم تدفین میں شریک تھے آپ رضی اللہ عنہا کی قبر انور میں داخل ہوئے اور ان کے بارے میں ارشاد فرمایا: "جو حور عین میں سے کسی عورت کو دیکھنا چاہے وہ اسے دیکھ لے"

بعض علماء کا ارشاد ہے کہ آپ رضی اللہ عنہا نے حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی خلافت کے زمانہ میں انتقال فرمایا۔ تذکرۃ القاری میں ہے کہ پہلا قول اصح ہے۔

(۴۵) نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم پر جادو

بَنِیْ زُرَیْق کے حلیف، لَبِید بن اَعْصَم یہودی، اللہ تعالیٰ اسے رسوا فرمائے، نے اسی سال نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر جادُو کیا۔ اس بات پر یہودیوں نے اسے برانگیختہ کیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر جادُو کیلئے اسے تین دینار دیئے۔ ان کے کہنے پر اس نے یہ برا عمل کیا جادو کی ان چیزوں کو ذی اروان کے کنویں کی گہرائی میں ڈال دیا۔ اس جادو کا قصہ حدیث اور سیرت کی مفصل کتابوں میں مذکور ہے۔ علامہ زرقانی رحمۃ اللہ علیہ نے مواہب لدنیہ کی شرح میں فرمایا: "جادو کا یہ واقعہ، حُدَیبیَہ سے واپسی کے بعد ۶/ھ میں ہوا۔" لیکن علامہ شامی نے اپنی سیرت میں فرمایا کہ "یہ جادو، محرم الحرام ۷/ھ میں کیا گیا" اس مناسبت سے اس کا ذکر ۷/ھ کے واقعات میں بھی آئے گا۔

(۴۶) سورہ الفلق اور سورہ الناس کا نزول

پہلے بیان کردہ اختلاف کی رو سے، اسی سال یا ۷/ھ میں جب اس جادو کو کنوئیں سے نکالا گیا تو سورہ الفلق اور سورہ الناس نازل ہوئیں اس میں ایک دھاگا جس میں گیارہ گرہیں لگائی ہوئی تھیں۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک آیت پڑھتے ایک گرہ کھل جاتی ان دونوں سورتوں کی گیارہ آیات کی تلاوت کی تکمیل پر وہ ساری گرہیں کھل گئیں۔

---

[1] حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ کی والدہ ماجدہ آپ رضی اللہ عنہا ہی تھیں۔ مدارج النبوت اردو ترجمہ جلد ۲/ صفحہ ۳۹۹

(۴۷) حضرت ثُمامہ بن اُثال رضی اللہ عنہ کا ایمان لانا

اسی سال، محرم یا صفر کے مہینہ میں، اہل یمامہ کے رئیس، حضرت ثُمامہ بن اُثال رضی اللہ عنہ مشرف باایمان ہوئے۔

آپ رضی اللہ عنہ کو حضرت محمد [۱] بن مُسلمہ رضی اللہ عنہ اور آپ رضی اللہ عنہ کے ساتھیوں نے قرطاء کی جانب اپنی مہم کے دوران قید کیا تھا۔ وہ انہیں مدینہ منورہ لے کر آئے اور مسجد نبوی کے ستونوں میں سے ایک کے ساتھ باندھ دیا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو آزاد کرنے کا حکم دیا۔ آزاد ہونے کے بعد انہوں نے غسل کیا اور بارگاہِ نبوی میں حاضر ہو کر ایمان قبول کر لیا۔ آپ رضی اللہ عنہ کا طویل قصہ بُخاری و مسلم میں حضرت اَبُوھُریرہ رضی اللہ عنہ اور دوسرے راویوں سے مذکور ہے۔

(۴۸) حضرت ثُمامہ بن اُثال رضی اللہ عنہ کا عُمرہ

اسلام قبول کرنے کے بعد، اسی سال، حضرت ثُمامہ بن اُثال رضی اللہ عنہ نے عمرہ کا احرام باندھا اور مکہ مکرمہ روانہ ہوئے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے یہ عمرہ ارشاد نبوی کے مطابق کیا۔

(۴۹) حضرت ثُمامہ رضی اللہ عنہ کی طرف سے قریش کی رسد پر پابندی

حضرت ثُمامہ بن اُثال رضی اللہ عنہ مکہ مکرمہ سے یمامہ واپس گئے انہیں قریش مکہ کی نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مُکاتبت کا علم ہوا تو انہوں نے یَمامَہ سے اہل مکہ کی جانب آنے والی گندم اور کھانے کی چیزوں کی بندش کر دی۔ نوبت یہاں تک پہنچی کہ وہ قحط میں مبتلا ہو گئے اور خون، اونٹوں کے بال اور مردار کھانے لگے۔ اس پر وہ مدینہ منورہ حاضر ہو کر بارگاہِ نبوی میں فریادیں کرنے پر مجبور ہو گئے۔

رحمۃ للعٰلمین صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ثُمامہ رضی اللہ عنہ کو پیغام بھیجا کہ انہیں گندم اور کھانے کی چیزیں بھیجیں، تب انھوں نے ان کی طرف گندم اور اشیائے خوردنی ارسال کیں جس سے وہ خوشیاں منانے لگے اور خوش حال ہو گئے۔ [۲]

---

[۱] صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے جن کا نام محمد ہے ان میں سب سے بڑے حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ تھے۔ زرقانی علی المواہب اللدنیہ جلد ۲/ صفحہ ۱۴۳

[۲] مزید تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو زرقانی شرح المواہب اللدنیہ جلد ۲/ صفحہ ۱۴۳ تا ۱۴۶

(۵۰) اہل مکہ کے قحط کے بارے میں نزول آیات

اہل مکہ اور ان کے مذکورہ بالا قحط کے بارے میں یہ آیاتِ مبارکہ نازل ہوئیں۔

وَلَقَدْ اَخَذْنٰهُمْ بِالْعَذَابِ فَمَا اسْتَكَانُوْا لِرَبِّهِمْ وَمَا يَتَضَرَّعُوْنَ ○ حَتّٰى اِذَا فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ بَابًا ذَا عَذَابٍ شَدِيْدٍ اِذَا هُمْ فِيْهِ مُبْلِسُوْنَ ○

(المومنون:۷۶-۷۷)

ترجمہ: ہم نے ان کو عذاب سے پکڑا نہ وہ رب کے حضور جھکے اور نہ ہی گڑ گڑائے یہاں تک کہ جب ہم نے ان پر ایک سخت عذاب کا دروازہ کھولا تو وہ ناامید ہو گئے۔

(۵۱) بھیڑیئے کی گفتگو

ایک قول کی رو سے اسی برس، بھیڑیئے نے حضرت اُھبان بن اوس رضی اللہ عنہ سے گفتگو کی۔ اور آپ رضی اللہ عنہ کے سامنے نبی اکرم نورِ مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کی رِسالت کی گواہی دی یہی حضرت اُھبان رضی اللہ عنہ کے اِسلام لانے کا باعث ہوا۔

دوسرے قول کے مطابق یہ واقعہ ۸ھ کا ہے اس واقعہ کی کچھ تفصیل ۸ھ کے واقعات میں گذر چکی ہے۔

(۵۲) حضرت جُبَیر بن مُطعم رضی اللہ عنہ کا مشرف باسلام ہونا

حضرت جُبَیر بن مطعم قُرشی نوفلی رضی اللہ عنہ ایک قول کے مطابق، اسی برس ایمان لائے، بعض علماء فرماتے ہیں کہ آپ رضی اللہ عنہ حُدَیبیَہ اور فتح مکہ کے درمیان مشرف بہ ایمان ہوئے یہ قول پہلے قول کا احتمال بھی رکھتا ہے کچھ علماء کا ارشاد ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ فتح مکہ میں ایمان لائے۔

(۵۳) فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَرِيْضًا اَوْبِهٖ اَذًى الخ کا نزول

حُدَیبیَہ میں قِیام کے دوران آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت کعب بن عُجْرَہ رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ ہانڈی کے نیچے آگ جلا رہے ہیں اور جوئیں آپ رضی اللہ عنہ کے چہرے پر گر رہی ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا۔ "یہ جوئیں شاید آپ کو تکلیف دے رہی ہیں" انہوں نے عرض کیا۔ "ہاں"

اس پر آیۂ کریمہ نازل ہوئی۔

فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَرِيْضًا اَوْبِهٖ اَذًى مِّنْ رَّاْسِهٖ فَفِدْيَةٌ مِّنْ صِيَامٍ اَوْصَدَقَةٍ

اَوْنُسُکٍ (البقرہ:۱۹۶)

ترجمہ: "پھر جو کوئی تم میں سے بیمار ہو یا اس کے سر میں تکلیف ہو تو روزے یا صدقہ یا قربانی سے بدلہ دے دے"

آپ ﷺ نے انہیں سر منڈوانے کی اجازت مرحمت فرمائی اور آیت میں مذکور تین باتوں میں سے کسی کو اپنانے کا اختیار دے دیا۔ نبی کریم ﷺ نے روزہ کی تفسیر تین دن کے روزوں، صدقہ کی تفسیر چھ مسکینوں کو کھانا کھلانا اور قربانی کی تفسیر ایک بکری ذبح کرنے سے فرمائی۔

(۵۴) وَالِدہ ماجِدہ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کی قبرِ اَنور کی زیارت

اس سال، نبی پاک صاحبِ لولاک ﷺ نے اَبْواء کے مقام پر اپنی والدہ ماجدہ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کی قبرِ انور کی زیارت فرمائی۔ اس وقت آپ ﷺ غزوہ بنی لحیان سے واپس تشریف لا رہے تھے۔ یہ مہم ربیع الاول ۶/ھ میں عُسفان کے قرب و جوار میں آئی تھی۔ آنحضرت ﷺ نے اپنی والدہ ماجدہ رضی اللہ عنہا کے لئے مغفرت کی دعا کی۔ آپ ﷺ کو اس سے روک دیا گیا۔ اس پر آپ ﷺ سخت غمگین ہوئے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں زندہ فرمایا وہ ایمان لائیں اور اس کے بعد پھر ان کا انتقال ہوگیا۔

روایت ہے کہ آپ ﷺ کے وَالِد ماجِد حضرت عبدُاللہ رضی اللہ عنہ کو بھی اللہ تعالیٰ نے اسی طرح دوبارہ زندہ فرمایا ایمان لانے کے بعد وہ بھی انتقال فرما گئے۔

نبی اکرم ﷺ کے والدین کریمین کو ایمان لانے کے لئے زندہ کرنے کی اس حدیث پاک میں اگرچہ محدثین نے کلام فرمایا ہے لیکن ان کا اِرشاد ہے کہ اس کی سند حسن ہے۔ لہٰذا ان کے ایمان کا قول جائز ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۵۵) صلوٰۃِ خوف

حُدَیبِیَہ کی جانب جانے کے دوران، نبی پاک ﷺ جب عُسفان کے مقام پر پہنچے تو مشرکین کا سامنا ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے ظہر اور عصر کے درمیان نمازِ خوف کا حکم نازل فرمایا۔ آپ ﷺ نے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کو عصر کی نماز، خوف کی نماز کے انداز میں پڑھائی۔ یہ آپ ﷺ کی پہلی نمازِ خوف تھی۔ علامہ زرقانی قدس سرہ نے مواہب لدنیہ کی شرح کے غَزْوَۂ ذاتُ الرِّقاع کے ذکر میں اسی طرح فرمایا اور لکھا اسے امام احمد اور چاروں اصحاب سنن نے روایت کیا ہے۔

اس صورت میں آپ ﷺ نے غَزْوَۂ ذاتُ الرِّقاع میں جو نمازِ خوف پڑھائی وہ پہلی نمازِ خوف نہ تھی۔ اس کا ذکر پہلے بھی ہو چکا ہے۔

(۵۶) گورخر کا شکار

حُدَیْبِیَہ کی جانب روانگی کے دوران، اسی سال، حضرت اَبُو قَتَادہ رضی اللہ عنہ نے گورخر شکار فرمایا۔ آپ رضی اللہ عنہ اس وقت حالتِ اِحْرام میں نہ تھے۔ نبی پاک ﷺ کے اِرْشاد کے مطابق اِحْرام والے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے اس کا گوشت تناول فرمایا۔

بعض علماء نے ارشاد فرمایا کہ یہ عمرۂ قضا کی جانب روانگی کے دوران کا واقعہ ہے۔ صحیح اور معتمد قول پہلا ہے اور صحیح بخاری میں یہی مذکور ہے۔

(۵۷) نبی کریم ﷺ کا گورخر کا گوشت تَناوُل فرمانا

اسی گورخر، جسے حضرت اَبُو قَتَادہ رضی اللہ عنہ نے شکار کیا تھا، کے بقیہ گوشت سے کچھ نبی کریم ﷺ نے بھی اسی سفر میں تَناوُل فرمایا تھا۔

(۵۸) زندہ گورخر کا ہدیہ واپس فرمادینا

اسی برس، حُدَیْبِیَہ کی جانب سفر کے دوران، جب حضرت رِسالت مآب ﷺ، اَبْواء یا وَدّان میں تھے حضرت صَعْب بن جَثّامہ لَیْثی رضی اللہ عنہ نے بارگاہِ نبوی میں زندہ گورخر کا ہدیہ پیش کیا۔

آپ رضی اللہ عنہ حضرت مُحَلِّم بن جَثّامہ رضی اللہ عنہ کے بھائی اور حضرت اَبُو سُفْیان بن حَرْب رضی اللہ عنہ کے بھانجے تھے۔

نبی پاک ﷺ نے اس ہدیہ کو قبول نہ فرمایا جب آپ ﷺ نے ان کے چہرہ پر غم کے آثار ملاحظہ فرمائے تو ارشاد فرمایا:

"ہم (آپ کے) اس (ہدیہ) کو نہ لوٹاتے مگر (مجبوری یہ ہے کہ) ہم اِحْرام کی حالت میں ہیں۔" [۱]

آپ ﷺ نے زندہ ہونے کے باعث اسے واپس کر دیا اور حضرت اَبُو قَتَادہ رضی اللہ عنہ کے پیش کردہ شکار کو قبول فرمالیا کیونکہ وہ ذبح شدہ تھا۔ علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی سیرت میں یونہی فرمایا ہے کہ حضرت

---

[۱] ملکیت کے کسی اختیاری سبب مثلاً خرید، فروخت، ہبہ، صدقہ اور وصیت وغیرہ سے مُحْرِم شکار کا مالک نہیں ہو سکتا لیکن ملکیت کے غیراختیاری سبب مثلاً وراثت سے مالک ہو جائے گا۔ درمختار و ردالمحتار۔

صَعب رضی اللہ عنہ نے حُدَیبیہ کے مقام کی جانب روانگی کے دوران گورخر ہدیہ کے طور پر پیش کیا تھا۔"
لیکن بعض علماء نے فرمایا کہ یہ واقعہ حجۃ الوداع کی طرف جانے کے دوران پیش آیا۔
علامہ قسطلانی نے صحیح بخاری کی شرح میں لکھا:
"محقق ابن ہمام نے فتح القدیر میں فرمایا کہ اس واقعہ کا حجۃ الوداع کے رستہ میں پیش آنا ثابت نہیں۔ اسے طبری یا بعض دوسرے لوگوں کے سوا کسی نے ذکر نہیں کیا ہمارے سامنے اس کی صحیح سند موجود نہیں ہے۔"

(۵۹) بَیعتِ رضوان

حُدیبیہ کی مہم کے ایّام میں، اسی سال، ببول کے درخت کے نیچے بَیعتِ رضوان ہوئی جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں کیا ہے۔

لَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ يُبَايِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ (الفتح:۱۸)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ مومنوں سے راضی ہوگیا جب وہ درخت کے نیچے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کر رہے تھے۔
صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے مرمٹنے پر بیعت کی نیز یہ اقرار کیا کہ ہم بھاگیں گے نہیں۔
سب سے پہلے حضرت اَبُو سنان بن محصن اسدی رضی اللہ عنہ نے بیعت کا شرف حاصل کیا۔ یہ حضرت عُکاشہ بن محصن رضی اللہ عنہ کے بھائی تھے اور ان سے بیس برس بڑے تھے۔ حضرت اَبُو سنان رضی اللہ عنہ اور ان کے صاحبزادے حضرت سنان رضی اللہ عنہ ہر دو نے جنگ بدر اور اس کے بعد کے معرکوں میں شرکت کی۔
حضرت اَبُو سنان رضی اللہ عنہ نے غزوۂ بنی قُریظہ کے دن وصال پایا اور ان کے صاحبزادے حضرت سنان رضی اللہ عنہ نے حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ کی خلافت کے زمانہ میں ۳۳ھ میں وفات پائی۔

(۶۰) معجزۂ نبوی ---- پانی کا کثیر ہو جانا

نبی پاک صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک معجزہ بھی اسی سال وقوع پذیر ہوا۔ اس کی تفصیل یوں ہے:
حُدَیبیہ کے مقام پر کنوئیں سے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے پانی کھینچا اور وہ خشک ہوگیا۔ انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پانی کی قلت کی شکایت کی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اپنے ترکش سے ایک تیر نکال کر دیا۔ انہوں نے وہ کنوئیں میں گاڑ دیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے وضو کا پس ماندہ پانی عطا کیا جسے انہوں نے اس کنوئیں میں ڈال دیا۔ اس پر پانی کنوئیں میں اس طرح جوش مارنے لگا جس طرح ہانڈی جوش مارتی ہے۔ پانی اس کثرت سے ہوگیا کہ

ان سب کے لئے کافی ہوگیا۔ [1]

(۶۱) معجزہ نبوی ----- کثرتِ آب

حُدیبیہ میں قیام کے ایّام میں اسی طرح دوسری بار اتفاق ہوا۔ دوبارہ کنوئیں کا پانی اتر گیا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے آپ ﷺ کی خدمت میں پھر شکوہ کیا۔ آنحضور ﷺ کے سامنے ایک چھاگل پڑی تھی اس میں تھوڑا پانی تھا۔ چھاگل کے اس پانی کے سوا ان کے پاس کچھ پانی نہ تھا۔ حضرت رسالت مآب ﷺ نے اسے ایک پیالے میں انڈیلا اور اپنی انگلیاں پانی میں ڈال دیں آپ ﷺ کی مبارک انگلیوں سے اس طرح پانی جاری ہوگیا جس طرح چشموں میں پانی ابلتا ہے۔ سب نے اسے پیا اور وضو کیا۔ اس حدیث پاک کے راوی حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا۔ "تم اس دن تعداد میں کتنے تھے؟" انہوں نے فرمایا: "ہم ایک لاکھ ہوتے پھر بھی وہ پانی ہمارے لئے کافی ہوتا لیکن اس وقت ہم پندرہ سو تھے۔" امام بخاری اور دوسرے محدثین نے اسے روایت کیا ہے۔ حضور سرورِ کائنات فخرِ موجودات ﷺ کی انگلیوں سے بہنے والا پانی تمام پانیوں سے افضل ہے۔

(۶۲) دس سال تک صلح کا معاہدہ

حُدیبیہ کے مقام پر اسی سال، مسلمانوں اور کفار مکہ کے درمیان معاہدہ ہوا کہ دس سال تک آپس میں جنگ نہ کریں گے۔ اس صلح کے لئے ایک تحریر لکھی گئی جسے حضرت علی المرتضٰی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے لکھا۔

(۶۳) سُورۂ فتح کا نزول اور اس کے مشمولات

حُدیبیہ سے مدینہ منورہ واپسی کے دوران، رستے میں ہی سورہ فتح نازل ہوئی جس میں اللہ تعالیٰ نے بہت بڑی بشارتوں سے سرفراز فرمایا۔ فتح مکہ کی بشارت، پہلے پچھلے الزامات سے برأت ان میں داخل تھی۔ فتح خیبر کی بشارت اللہ تعالیٰ نے

وَعَدَكُمُ اللّٰهُ مَغَانِمَ كَثِيرَةً تَاخُذُونَهَا فَعَجَّلَ لَكُمْ هٰذِهٖ۔ (الفتح:۲۰)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے تم سے کثیر غنیمتوں کا وعدہ فرمایا ہے جن کو حاصل کرو گے اور یہ تمہارے لئے اس نے مقدر کردیں۔

کے الفاظ مبارک سے دی۔ اس میں کثیر غنیمتوں سے مراد خیبر کی غنیمتیں ہیں۔

---

[1] تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو زرقانی علی المواہب اللدنیہ جلد ۲ صفحہ ۱۸۶،۱۸۵۔ مدارج النبوت اردو ترجمہ جلد ۲ صفحہ ۳۵۰

(۶۴) عُرَنِیِّین کی جانب مہم

اسی سال کے شوال کے مہینہ میں عُرَنِیِّین کے تعاقُب میں حضرت کُرز بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کی مہم بھیجی گئی جس طرح کہ سَرَایَا کے باب میں گذر چکا ہے۔

بعض علماء نے فرمایا اسی سال جُمَادِی الْآخِرَہ میں اور بعض نے فرمایا اسی سال ذی الحجہ کے مہینہ میں یہ مہم ارسال کی گئی۔

(۶۵) حضرت یَسار رضی اللہ عنہ کی شہادت اور مُثْلَہ

عُرَیْنِیَہ قبیلہ کے اَفراد نے اسی سال حضرت رِسَالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے آزاد فرمودہ غلام حضرت یَسار [۱] نَوبی رضی اللہ عنہ کو شہید کیا آپ رضی اللہ عنہ کا مُثْلَہ کیا اور آنکھوں کو پھوڑ دیا۔

(۶۶) عُرَنِیِّین کے متعلق قرآنی اَحکام

قبیلہ عُرَیْنِیَہ کے مذکورہ افراد کے بارے میں یہ آیاتِ کریمہ نازل ہوئیں۔

اِنَّمَا جَزٰٓؤُا الَّذِیْنَ یُحَارِبُوْنَ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ وَیَسْعَوْنَ فِی الْاَرْضِ فَسَادًا اَنْ یُّقَتَّلُوْٓا اَوْ یُصَلَّبُوْٓا اَوْ تُقَطَّعَ اَیْدِیْھِمْ وَاَرْجُلُھُمْ مِّنْ خِلَافٍ اَوْ یُنْفَوْا مِنَ الْاَرْضِ ذٰلِکَ لَھُمْ خِزْیٌ فِی الدُّنْیَا وَلَھُمْ فِی الْاٰخِرَۃِ عَذَابٌ عَظِیْمٌ ۝ اِلَّا الَّذِیْنَ تَابُوْا مِنْ قَبْلِ اَنْ تَقْدِرُوْا عَلَیْھِمْ فَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰہَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ۝

(المائدہ: ۳۴)

ترجمہ: جو لوگ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے برسرپیکار ہیں اور ملک میں فساد پھیلاتے ہیں۔ ان کا بدلہ یہی ہے کہ ان کو گن گن کر قتل کر دیا جائے یا سولی پر چڑھا دیا جائے یا مخالف سمت سے ان کے ہاتھ اور پاؤں کاٹ دیئے جائیں یا انہیں ملک بدر کر دیا جائے یہ ان کے لئے دنیا میں ذلت ہے اور آخرت میں ان کے لئے بہت بڑا عذاب ہے۔ مگر وہ لوگ جو توبہ کریں تمہارے قابو میں آنے سے پہلے تو جان لو کہ اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے۔ (المائدہ: ۳۳۔۳۴)

---

[۱] حضرت یَسار رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے آزاد فرمودہ غلام تھے ایک روز حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ملاحظہ فرمایا کہ وہ خوب اچھی طرح نماز ادا کر رہے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے آزاد کر کے اونٹوں کی حفاظت اور خدمت کے لئے بھیج دیا۔ مدارج النبوت اردو ترجمہ صفحہ ۳۳۸

(٦٧) عُرَنِیِّین کا انجام

ان آیات کے نزول کے بعد نبی پاک صاحبِ لولاک ﷺ نے ان عُرَنِیِّین [1] کے ہاتھ پاؤں مخالف سمت سے کٹوا دیئے ان کی آنکھوں کو پھوڑ دیا۔ یہ سزا ان کو حضرت یَسار رضی اللہ عنہ کے ساتھ ان کے ظلم و زیادتی کے قِصاص میں دی گئی۔ انہیں سیاہ پتھروں میں سورج کی گرمی میں پھینک دیا یہاں تک کہ وہ واصِلِ جہنم ہوگئے۔ ٦/ھ کے سَرایا کے بیان میں اس کا ذکر ہوچکا ہے۔

(٦٨) دُومَۃُ الجَندَل کی جانب حضرت عَبدُالرحمٰن بن عَوف رضی اللہ عنہ کی مہم

شعبان کے مہینہ میں، حضرت عبدُالرَّحمٰن بن عَوف رضی اللہ عنہ کی سرکردگی میں دُومَۃُ الجَندَل کی جانب مہم روانہ ہوئی۔ حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ نے اس مہم میں ان کے حکمران کی بیٹی حضرت تُماضر بنت اَصبَغ بن ثَعلَبہ بن ضَمضَم کَلبِیَہ رضی اللہ عنہا کو قیدی بنایا۔ وہ ایمان لے آئیں تو مدینہ منورہ واپس لوٹنے سے قبل ان سے نکاح کرلیا۔ [2] جس کے بعد ان کے ہاں حضرت اَبُوسَلَمہ بن عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہما کی ولادت ہوئی یہ جَلیل القدر تابعی اور عظیم المرتبت محدث تھے اس بی بی سے حضرت اَبُوسَلَمہ رضی اللہ عنہ کے سوا ان کی کوئی اور اولاد نہ ہوئی۔ آپ رضی اللہ عنہا کے ساتھ آپ رضی اللہ عنہا کے بھائی حضرت اِمرَأُ القَیس بن اَصبَغ کَلبی رضی اللہ عنہ نے بھی ایمان قبول کرلیا جو بارگاہِ نبوی میں حاضر ہوئے اور صحابیت کا شرف پایا یہ حضرت اَبُوسَلَمہ رضی اللہ عنہ کے ماموں تھے۔

---

[1] ان مجرموں میں سے کوئی بھی بچ کر نہ نکل سکا سارے اپنے انجام کو پہنچ گئے۔ زرقانی شرح المواہب اللدنیہ جلد ۲/ صفحہ ۱۷۴ ان ناپاک مرتدوں کی تعداد آٹھ تھی، اونٹوں کی تعداد پندرہ تھی اور مسلمانوں کا لشکر بیس سواروں پر مشتمل تھا۔ مدارج النبوت اردو ترجمہ جلد ۲/ صفحہ ۳۴۷

[2] نبی پاک صاحبِ لولاک ﷺ نے روانگی کے وقت ان سے فرمایا تھا کہ اگر وہ لوگ اطاعت اور ایمان قبول کرلیں تو ان کے سردار کی بیٹی سے نکاح کرلینا۔ اس قبیلہ کے سردار حضرت اَصبَغ بن عَمرو بن ثَعلَبہ بن حِصن بن ضَمضَم رضی اللہ عنہ نے ایمان قبول کرلیا۔ ان کے ساتھ بہت سے لوگوں نے بھی ایمان قبول کرلیا اور کچھ لوگ جِزیہ دینے پر راضی ہوگئے۔ اس پر آپ رضی اللہ عنہ نے سردار قبیلہ کی بیٹی سے نکاح کرلیا۔ بنی کَلب میں سب سے پہلی یہ خاتون ہیں جو کسی قُرَیشی کے نکاح میں آئیں۔ حضرت اَصبَغ رضی اللہ عنہ دربار نبوی میں حاضر نہ ہوسکے لہٰذا یہ صحابی نہیں زرقانی علی المواہب اللدنیہ جلد ۲/ صفحہ ۱۶۱۔

نوٹ: حضرت مصنف علیہ الرحمہ نے حضرت اَصبَغ رضی اللہ عنہ کے نسب کو اختصار کے ساتھ بیان فرمایا ہے۔

۷/ ہجری کے واقعات

(۱) غَزوَۂ خَیبر

اس سال حضرت رِسالت مآب ﷺ نے خَیبر کی مہم سر کی۔

(۲) غَزوَۂ ذاتُ الرِّقاع

غَزوَۂ ذاتُ الرِّقاع بھی اسی سال پیش آیا۔ [۱]

(۳) بکری کا زہر آلود گوشت تناول فرمانا

غَزوَۂ خَیبر کے اَیّام میں حضرت رسول کریم ﷺ نے بکری کا زہر آلود گوشت تناوُل فرمایا جسے زَینَب بنت حَارِث یَہُودیَّہ نے ہدیہ کے طور پر پیش کیا تھا۔ یہ زَینَب بنت حَارِث یہودیہ، خَیبر کے رئیسوں میں سے ایک رَئیس سَلّام بن مِشکَم کی بیوی تھی۔

سَلّام لام کی تشدید کے ساتھ ہے۔ اور مِشکَم، میم کی زیر، شین کی جزم اور کاف کی زبر کے ساتھ ہے۔

حضور اکرم ﷺ نے اس عورت کو معاف فرما دیا۔ [۲] ایک قول یہ ہے کہ مذکورہ عورت نے اسلام قبول کرلیا اس لئے آپ ﷺ نے اسے چھوڑ دیا۔ الاصابہ میں اس کے صحابیہ ہونے کو جزم کے ساتھ ذکر فرمایا۔ ایک قول یہ بھی ہے کہ آپ ﷺ نے پہلے اسے معاف فرمادیا اور اپنی ذات کے لئے اس سے انتقام نہ لیا کیونکہ آپ ﷺ اپنی ذات کے لئے کسی سے بدلہ نہ لیتے تھے۔ زاں بعد جب حضرت بِشربن بَراء رضی اللہ عنہ، جن کا ذکر ابھی آرہا ہے، کا انتقال ہوگیا تو آپ نے قصاص میں اسے قتل کرادیا۔

---

[۱] اس غزوہ میں پیش آنے والے کچھ واقعات اسی فصل کے آخری صفحات میں ملاحظہ ہوں۔

[۲] اس عورت سے نبی پاک ﷺ نے پوچھا تو نے ایسا کیوں کیا؟ وہ کہنے لگی میری قوم کو جو تکلیف پہنچی آپ سے مخفی نہیں۔ میں نے (اپنے دل میں) کہا اگر یہ بادشاہ ہوا تو (اس کے مرنے سے مجھ) کو آرام میسر ہو جائے گا اور اگر یہ نبی ہوگا تو اسے خبر ہوجائے گی۔ سیرت ابن ہشام مع الروض الانف جلد ۲/ صفحہ ۲۴۱

(۴) حضرت بِشر بن بَراء رضی اللہ عنہ کی شہادت

خیبر میں قیام کے دنوں میں حضرت بِشر بن بَراء بن مَعرُور انصاری خزرجی رضی اللہ عنہ نے زہر کے ساتھ شہادت پائی۔ یہودی عورت (جس کا ذکر اوپر ہو چکا) نے جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں زہر آلود بکری بطور ہدیہ پیش کی تو اس سے حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت بِشر بن براء رضی اللہ عنہ نے گوشت تناول فرمایا۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو وحی یا فراست نبوت کے باعث اس کی خبر ہو گئی۔ فرمایا "اس بکری کا گوشت نہ کھاؤ کیونکہ یہ زہر آلود ہے۔" اسی وجہ سے ان دو حضرات کے سوا کسی نے اس کا گوشت نہ کھایا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوبِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کے نقصان سے اس وقت محفوظ رکھا لیکن حضرت بِشر بن براء رضی اللہ عنہ اس لقمہ کے باعث انتقال فرما گئے۔ [لہ] نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کی شہادت کے بعد زینب کو قِصاص میں قتل کروا دیا جس طرح کہ پہلے گذر چکا ہے۔

ان کے والد ماجد حضرت بَراء بن مَعرُور رضی اللہ عنہ انصار کے بارہ سرداروں میں سے تھے جن کی وفات ۱/ھ میں ہوئی۔ ان کی وفات کا ذکر واقعات کے باب میں ۱/ھ کی فصل میں ہو چکا ہے۔

(۵) سفرِ خَیبر میں حضرت عامر بن اَکوَع رضی اللہ عنہ کی حُدِی خوانی

غَزوۂ خَیبر کی طرف جاتے وقت، راستہ میں، حضرت عامر بن اَکوَع رضی اللہ عنہ نے جو حضرت سَلمہ بن عَمرو بن اَکوَع رضی اللہ عنہ کے چچا تھے۔ حضرت عبدُاللہ بن رَواحہ رضی اللہ عنہ کے ان شعروں سے حُدی خوانی شروع فرما دی۔

اَللّٰھُمَّ لَوْلَآ اَنْتَ مَا اھْتَدَیْنَا وَلَا تَصَدَّقْنَا وَلَا صَلَّیْنَا

ترجمہ: اے اللہ اگر تو نہ ہوتا ہم ہدایت نہ پا سکتے نہ ہمیں صدقہ کی توفیق ملتی نہ نماز ادا کرتے۔

فَاغْفِرْ فِدًا لَکَ مَا اقْتَنَیْنَا وَاَلْقِیَنْ سَکِیْنَۃً عَلَیْنَا

ترجمہ: ہمیں بخش دے ہماری ہر جمع شدہ پونجی تجھ پر قربان۔ ہم پر اطمینان نازل فرما۔

وَثَبِّتِ الْاَقْدَامَ اِنْ لَاقَیْنَا اِنَّا اِذَا صِیْحَ بِنَا اَتَیْنَا

ترجمہ: دشمن سے مقابلہ میں ثابت قدم رکھ۔ جب بھی ہمیں (مدد کے لئے) پکارا جائے ہم آموجود

لہ حضرت بِشر رضی اللہ عنہ اس گوشت کے کھانے کے بعد ایک سال تک بیمار رہے پھر وصال فرمایا۔ الروض الانف جلد ۲، صفحہ ۲۲۳ ایک روایت میں ہے کہ حضرت بِشر رضی اللہ عنہ اپنی جگہ سے اٹھے بھی نہ تھے کہ ان کا رنگ سبز اور سیاہ ہو گیا اور اسی وقت انتقال کر گئے۔ مدارج النبوت جلد ۲، صفحہ ۲۲۴

ہوتے ہیں۔

وَبِالصِّيَاحِ عَوَّلُوا اِلَيْنَا اِنَّ الَّذِيْنَ قَدْ بَغَوا عَلَيْنَا

ترجمہ: بلاشبہ جن لوگوں نے (اب) ہمارے خلاف بغاوت بپا کر رکھی ہے (کسی وقت) انہوں نے چیخ چیخ کر ہمیں مدد کے لئے پکارا تھا۔

اِذَا اَرَادُوا فِتْنَةً اَبَيْنَا وَنَحْنُ عَنْ فَضْلِكَ مَا اسْتَغْنَيْنَا

ترجمہ: جب انہوں نے (ہمیں) گمراہ کرنا چاہا تو ہم نے انکار کر دیا ہم تیرے فضل سے بے پرواہ نہیں ہو سکتے۔

حضرت عامر رضی اللہ عنہ کی اس حُدی خوانی پر لشکر کے اونٹ بہت تیز چلنے لگے اور سفر پر قوی ہو گئے۔ اس پر حضرت رِسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "ہانکنے والا کون ہے؟" صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: "یہ عامر ہیں۔"

اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"اللہ تعالیٰ اس پر رحم فرمائے اور اس کی بخشش فرمائے۔"

جب خیبر میں جنگ بپا ہوئی تو حضرت عامر رضی اللہ عنہ نے شہادت پائی!

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ معجزہ مشہور تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کسی غزوہ میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے کسی صحابی کے لئے بخشش اور رحمت کی دعا مانگتے تو وہ اس غزوہ میں شہید ہو جاتے۔ یہاں پر بھی ایسے ہی ہوا۔ یہ واقعہ تفصیل کے ساتھ صحیح بخاری اور دوسری کتب میں مذکور ہے۔

(۶) حضرت حَجّاج بن عِلاط رضی اللہ عنہ کا حلقہ بگوش اسلام ہونا

غزوہ خیبر سے کچھ عرصہ قبل، حضرت حَجّاج بن عِلاط سلمی بہزی رضی اللہ عنہ مشرف باسلام ہوئے اور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ غزوۂ خیبر میں شرکت کی۔ آپ رضی اللہ عنہ بہت مال دار تھے۔ آپ کا سارا مال مکّہ مکرمہ میں تھا۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت طلب کی کہ مکّہ مکرمہ جا کر اپنا مال سمیٹ لیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اجازت مرحمت فرما دی چنانچہ وہ مکہ معظمہ آئے مال سمیٹا اور کفارِ مکہ کے سامنے اپنے اِسلام کا اظہار نہ فرمایا۔ مکّہ مکرمہ سے مدینہ منورہ پہنچے پھر ان پر اپنا اسلام لانا ظاہر فرمایا۔ اس پر کفار مکہ کو بہت غم و افسوس ہوا۔ ؎[1]

---

[1] تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو سیرت ابن ہشام مع الروض الانف جلد ۲/ صفحہ ۲۴۴، ۲۴۵

(۷) حضرت جہم بن صلت رضی اللہ عنہ کا قبولِ اسلام

حضرت جہم بن صلت بن مخرمہ بن مطلب بن عبد مناف قرشی مطلبی رضی اللہ عنہ نے، اسی سال، غزوۂ خیبر سے قبل اسلام قبول فرمایا۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ رضی اللہ عنہ کو خیبر (کے مال غنیمت) سے تیس وسق عطا فرمائے۔

(۸) معجزہ نبوی ---- زخم کا فی الفور ٹھیک ہونا

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک معجزہ غزوہ خیبر میں بھی وقوع پذیر ہوا کہ حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ کی پنڈلی پر ایک چوٹ لگی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی پنڈلی پر تین بار پھونک ماری وہ اسی وقت ٹھیک ہوگئی اور بعد میں کبھی تکلیف نہ ہوئی۔

(۹) حضرت جعفر رضی اللہ عنہ اور حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کی حبشہ سے واپسی

حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم جب غزوۂ خیبر سے فارغ ہوچکے تو حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ اور حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ ساتھیوں سمیت حبشہ سے واپس بارگاہ نبوی میں پہنچے۔ [۱] ان کی واپسی ۷/ھ میں خیبر میں ہوئی۔ عورتوں اور بچوں کے علاوہ یہ سولہ مرد تھے۔ [۲]

(۱۰) حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا سے نکاح نبوی

ام المومنین حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا سے اسی سال نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے نکاح فرمایا۔ [۳]

---

[۱] حضرت جعفر رضی اللہ عنہ اپنے ساتھیوں سمیت فتح خیبر کے دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں پہنچے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا اور معانقہ فرمایا۔ سیرت ابن ہشام مع الروض الانف جلد ۲/ صفحہ ۲۵۰

[۲] ان سولہ مردوں کے اسماء اور ان کے قبائل کی تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو سیرت ابن ہشام مع الروض الانف جلد ۲/ صفحہ ۲۵۰، ۲۵۱

[۳] ام المومنین حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا قریش مکہ کے مشہور سردار حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ کی دختر اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی بہن تھیں۔ اپنے والد سے بہت عرصہ بیشتر اسلام لائیں پہلے عبداللہ بن جحش کے نکاح میں تھیں اس کے ساتھ حبشہ کی جانب ہجرت کی۔ وہاں شوہر مرتد ہوگیا اس نے عیسائی مذہب قبول کرلیا۔ پھر وہ حبشہ ہی میں مرگیا۔ آپ رضی اللہ عنہا نے خواب دیکھا کہ کوئی شخص انہیں اے ام حبیبہ! اے ام المومنین! کہہ کر خطاب کر رہا ہے۔ اسی عرصہ میں حضرت عمرو بن امیہ ضمری رضی اللہ عنہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے قاصد بن کر نجاشی کے پاس حبشہ میں پہنچے۔ ان کے نام سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے مکتوب میں یہ بھی تھا کہ ام حبیبہ کو نکاح کا پیغام پہنچائیں حضرت نجاشی رضی اللہ عنہ نے اپنی باندی آپ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں یہ پیغام پہنچانے کے لئے بھیجی جب آپ رضی اللہ عنہا نے یہ پیغام سنا تو اپنا سارا زیور اس باندی کو انعام کے طور پر عطا فرما دیا۔ حبشہ میں تمام مسلمانوں کی موجودگی میں آپ رضی اللہ عنہا کا نکاح چار سو مثقال سونے یا چار ہزار درہم مہر کے عوض سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ طے پایا۔ پھر تمام مہاجرینِ حبشہ کے ہمراہ دو کشتیوں کے ذریعہ آپ رضی اللہ عنہا بھی مدینہ

(بقیہ حواشی اگلے صفحے پر)

(۱۱) حضرت صَفِیَّہ رضی اللہ عنہا سے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا نکاح

اسی سال، صفر المظفر میں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ام المومنین حضرت صَفِیَّہ بنت حُیَی رضی اللہ عنہا سے نکاح فرمایا۔ آپ رضی اللہ عنہا غزوۂ خَیبر کی قیدیوں سے میں تھیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں اپنے لئے منتخب فرمایا۔ [۱] انھیں آزادی بخشی اور ان سے نکاح فرمالیا۔ ان کی آزادی ان کا مہر قرار پائی۔ پھر ایک حیض تک ان سے اِستبراء فرمایا اور آپ کے قریب نہ گئے۔ خیبر سے واپسی پر جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم سدُّالصَّہباء پہنچے جو خَیبر سے مدینہ منورہ کی جانب آتے ہوئے تقریباً بارہ میل کے فاصلے پر ہے تو حضرت صَفِیَّہ رضی اللہ عنہا حیض سے پاک ہوئیں۔ وہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے زِفاف فرمایا۔ تین روز تک ولیمہ کی دعوت رہی۔ گھی، کھجور اور ستو کو ملا کر کھانا تیار کرکے چمڑے کے دسترخوان پر رکھا گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہاں تین روز تک قیام فرمایا لوگوں کو دعوت دی انھیں کھانا کھلایا پھر وہاں سے مدینہ طیبہ کی جانب کوچ فرمایا۔

(۱۲) نِکاح کی برکت سے قیدیوں کی آزادی

حضور سرورِ کائنات، فخرِ موجودات صلی اللہ علیہ وسلم نے جب حضرت صَفِیَّہ رضی اللہ عنہا سے نکاح فرمالیا تو لوگوں نے آپ رضی اللہ عنہا کی قرابت کے باعث اپنے تمام قیدیوں کو بغیر فدیہ کے آزاد کردیا اور وہ سو گھروں کے افراد تھے۔ ایک روایت کے مطابق وہ سات سو سے زائد افراد تھے۔

(۱۳) قبیلۂ دَوْس کی آمد

خَیبر کے اَیّام میں، محرم اور صفر کے درمیان، یَمَن سے دَوْس قبیلہ بارگاہِ نبوی میں باریاب ہوا۔ یہ حضرت اَبُوہُرَیرَہ رضی اللہ عنہ کا خاندان ہے۔ ان میں حضرت طُفَیل بن عَمْرو دَوْسی رضی اللہ عنہ اور حضرت اَبُوہُرَیرَہ رضی اللہ عنہ بھی شامل تھے۔ دَوْس قبیلہ کے ستر یا اسی گھروں کے افراد اس میں موجود تھے۔ ان کی تعداد چار سو ہو تھی۔

پچھلے صفحے کا بقیہ حواشی

منورہ پہنچیں۔ اس وقت آپ رضی اللہ عنہا کی عمر تیس سال سے کچھ زائد تھی۔ آپ کا وِصال ۳۲ھ میں ہوا۔ ایک دفعہ حضرت اَبُوسُفیان رضی اللہ عنہ بحالت کفر مدینہ منورہ آئے انھوں نے ارادہ کیا کہ چارپائی پر بیٹھیں آپ رضی اللہ عنہا نے سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے بستر پر ان کو بیٹھنے نہ دیا اور فرمایا کہ یہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا طاہر و مطہر بستر ہے اور تم ابھی تک کفر و شرک کی نجاست سے آلودہ ہو۔ مدارج النبوت اردو ترجمہ جلد ۲ صفحہ ۳۳۳-۳۳۴

[۱] نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں حضرت اَنَس رضی اللہ عنہ کی والدہ حضرت اُمِّ سُلَیم رضی اللہ عنہا کے سپرد فرمایا جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خادمہ تھیں۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت صَفِیَّہ رضی اللہ عنہا کو ہدایت عطا فرمائی اور اسلام کی توفیق بخشی۔ سیرت حلبیہ ۳ صفحہ ۷۰

حضرت طُفَیل بن عَمرو رضی اللہ عنہ کے سوا سب نے اس وقت اِیمان قبول کرلیا۔ آپ رضی اللہ عنہ ہجرتِ نبوی سے قبل مکّہ مکرمہ میں مشرف با یمان ہوچکے تھے۔ خَیبر کی غنیمت میں سے دیگر صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ ان کو بھی حصہ عطا ہوا۔

(۱۴) ام المومنین حضرت مَیمُونَہ رضی اللہ عنہا سے نکاح نبوی

اسی سال، ذی قعدہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عُمَرۂ قضا کے سفر کے دوران، حضرت مَیمُونَہ رضی اللہ عنہا سے نکاح فرمایا۔

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم اس عمرہ کے لئے یکم ذی قعدہ کو روانہ ہوئے۔ ۴/ذی الحجہ کی صبح کو مکّہ مکرمہ میں داخل ہوئے۔ عمرہ کے لئے طواف فرمایا نیز صفا اور مروہ کے درمیان سعی فرمائی۔ مکّہ مکرمہ میں تین رات قیام فرمایا پھر مدینہ منورہ کی جانب واپس لوٹ آئے۔

تمام امہات المومنین میں سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت مَیمُونَہ رضی اللہ عنہا سے سب سے آخر میں نکاح فرمایا۔[1]

بوقت نکاح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اِحرام کی حالت میں تھے یا بغیر اِحرام کے تھے اس بارے میں روایتیں مختلف ہیں۔

موطاء امام مالک اور صحاح ستہ میں حضرت ابن عَبّاس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت مَیمُونَہ رضی اللہ عنہا سے نکاح احرام کی حالت میں کیا۔

صحیح مسلم میں حضرت مَیمُونَہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم ان سے نکاح کے وقت حالتِ اِحرام میں نہ تھے۔

اَحنَاف نے پہلی روایت کو رَاجح قرار دیا چنانچہ ان کے نزدیک محرم کے لئے نکاح کی اجازت ہے لیکن جماع کی اجازت نہیں۔ شافعیوں نے دوسری کو ترجیح دی۔ چنانچہ انہوں نے محرم کے لئے نکاح کی ممانعت فرما دی۔

اس کی تفصیل کا مقام کتب حدیث ہیں۔ یہ اختلاف درحقیقت ایک اور اختلاف کی جانب راجع ہے کہ

---

[1] ام المومنین حضرت مَیمُونَہ رضی اللہ عنہا کی ماں کا نام ہِند تھا۔ ہِند تاریخ میں اس لحاظ سے ممتاز مقام رکھتی ہے کہ اسے ایسے داماد عطا ہوئے جو کسی اور عورت کو نصیب نہ ہوئے۔ اس کے داماد مندرجہ ذیل افراد ہیں۔ (۱) سرکارِ دو عَالَم صلی اللہ علیہ وسلم (۲) حضرت عَبّاس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ (۳) حضرت جَعفَر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ (۴) حضرت صِدّیق اکبر رضی اللہ عنہ (۵) حضرت عَلی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ (۶) حضرت امیر حَمزَہ رضی اللہ عنہ وغیرہ وغیرہ تفصیل کے ملاحظہ ہو۔ کتاب المجر، مدارج النبوت اردو ترجمہ جلد ۲/ صفحہ ۸۳۱

آپ ﷺ نے ان سے مکہ مکرمہ جاتے ہوئے نکاح فرمایا یا وہاں سے واپسی پر۔ پہلی صورت میں آپ ﷺ یقیناً حالتِ اِحرام میں تھے اور دوسری صورت میں بالیقین اِحرام کے بغیر تھے۔

میں کہتا ہوں سیرتِ شامیہ، تذکرۃ القاری اور دیگر کتابوں میں ہے "نبی پاک صاحبِ لولاک ﷺ نے ذی قعدہ میں حضرت مَیْمُونہ رضی اللہ عنہا سے سَرِف کے مقام پر نکاح فرمایا واپسی پر آپ ﷺ نے سَرِف ہی کے مقام پر ان سے زِفاف فرمایا اس وقت آپ ﷺ حالتِ اِحرام میں نہیں تھے۔"

یہ صریح نص ہے کہ حضرت رسولِ اَکرم ﷺ نے ان سے بحالتِ اِحرام نِکاح فرمایا کیونکہ آپ ﷺ اسی سال ذی قعدہ کا پورا مہینہ بحالتِ اِحرام تھے۔ اس میں اَحناف کے قول کی تائید ہوتی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

حضرت رسول کریم ﷺ نے ام المومنین حضرت مَیْمُونہ رضی اللہ عنہا سے سَرِف کے مقام پر نکاح فرمایا جو ان کا مسکن تھا۔ وہیں آپ رضی اللہ عنہا سے زِفاف فرمایا، زندگی کے دن گزار کر اسی جگہ آپ رضی اللہ عنہا نے انتقال فرمایا۔ اور وہیں دفن ہوئیں۔

سَرِف مکہ معظمہ اور مدینہ طیبہ کے درمیان، مکّہ مکرمہ سے دس میل کے فاصلہ پر ایک گاؤں کا نام تھا جو اب برباد ہوچکا ہے۔ وہاں پر ام المومنین حضرت مَیْمُونہ رضی اللہ عنہا کی قبر کے سوا کچھ نہیں۔ آپ کی قبر انور پر ایک قُبّہ [1] ہے۔ ہم نے ۱۱۳۶ھ کو اس کی زیارت کی۔

(۱۵) عمرۂ قضا

حضرت رسول کریم ﷺ نے اس برس عمرہ قَضَاء کا اِحرام باندھا اسے عمرۂ قِصاص، عمرۂ صلح اور عمرۂ قضیہ بھی کہتے ہیں۔ آپ ﷺ نے اس کے لئے یکم ذی قعدہ کو احرام باندھا۔ ذِی الْحُلَیْفہ سے اِحرام زیب تن فرمایا اور روانہ ہوئے۔ آپ ﷺ کے ہمراہ بچوں اور عورتوں کے علاوہ بارہ سو سوار تھے۔ مدینہ منورہ میں حضرت اَبُو رُہم کُلْثُوم بن حُصَیْن غِفارِی رضی اللہ عنہ کو اپنا نائب مقرر فرمایا۔ بعض علماء نے فرمایا حضرت عُوَیْف بن اَضبط رضی اللہ عنہ کو اپنا خلیفہ مقرر فرمایا۔ بعض روایات میں ہے حضرت اَبُوذَر غِفارِی رضی اللہ عنہ اس وقت آپ ﷺ کے خلیفہ تھے۔

---

[1] سعودی حکومت کے تسلط کے بعد اس قُبّہ کو بمع ساتھ کی دیگر عمارات کے بِسْمار کر دیا گیا ہے۔ اب قبرِ انور کے اردگرد سنگین چار دیواری ہے جس کا آہنی گیٹ مقفل رہتا ہے جس کے باعث قبرِ اَنور تک رسائی ناممکن ہے۔ قبر شریف کا نشان اب بھی موجود ہے لیکن وہ سطح زمین سے بھی پست ہے۔ ۱۴۱۶ھ میں ناچیز مترجم کو سفرحج و زیارت میں وہاں حاضری کی سعادت نصیب ہوئی۔ حبیب الحجاج جلد ۲/ صفحہ ۱۹۰ میں ہے کہ ہر سال ماہ صفر کی ۱۲ تا ۱۴ تاریخ کو وہاں آپ رضی اللہ عنہا کا عرس منعقد ہوتا تھا۔ لیکن یہ مبارک تقریب بھی ختم ہوچکی ہے موجودہ نظامِ حکومت اس کا متحمل نہیں۔

مکّہ مکرمہ میں چار ذی الحجہ کو داخل ہوئے خانہ کعبہ کا طواف کیا۔ صفا و مروہ کے درمیان سعی کی مکہ معظمہ میں تین روز گذارے پھر مدینہ منورہ کو روانہ ہوگئے۔

(۱۶) ہدی کے جانوروں کے نگہبان

عمرہ کی ہدی کے لئے آپ ﷺ نے اپنے ہمراہ ساٹھ اونٹ لئے ان پر حضرت ناجیہ بن جُندب اَسلمی رضی اللہ عنہ کو نگران مقرر فرمایا۔ حُدیبیہ کے سفر ۶/ھ میں، یہی حضرت ناجیہ رضی اللہ عنہ نبی پاک ﷺ کے ہدی کے اونٹوں پر نگران تھے۔

(۱۷) حضرت عَبدُاللہ بن رَواحہ رضی اللہ عنہ کی رَجز خوانی

عمرہ قضا کے لئے اسی سال، نبی اکرم نورِ مجسم ﷺ اپنی اونٹنی پر سوار، مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے۔ حضرت عَبدُاللہ بن رَواحہ رضی اللہ عنہ آپ کی اونٹنی کی مہار تھامے یہ پڑھ رہے تھے۔

خَلُّوْا بَنِی الْکُفَّارِ عَنْ سَبِیْلِہٖ ۔۔۔ خَلُّوْا وَکُلُّ الْخَیْرِ فِیْ رَسُوْلِہٖ

ترجمہ: اے کفار کی اولاد! آپ ﷺ کے رستہ سے ہٹ جاؤ، ہٹ جاؤ۔ ہر قسم کی بھلائی اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ کی ذات مقدسہ میں جمع ہے۔

یَارَبِّ اِنِّیْ مُؤْمِنٌ بِقِیْلِہٖ ۔۔۔ اَعْرِفُ حَقَّ اللّٰہِ فِیْ قَبُوْلِہٖ

ترجمہ: اے میرے پروردگار! میں آپ ﷺ کے ارشادات پر ایمان لاتا ہوں اور آپ کے قبول میں اللہ تعالیٰ کا حق پہچانتا ہوں۔

اَلْیَوْمَ نَضْرِبُکُمْ عَلٰی تَنْزِیْلِہٖ ۔۔۔ ضَرْبًا یُّزِیْلُ الْھَامَ عَنْ مَقِیْلِہٖ

وَیُذْھِلُ الْخَلِیْلَ عَنْ خَلِیْلِہٖ

ترجمہ: قرآن مجید کے نزول (کی صداقت) پر ہم تمہارے اوپر ایسا وار کریں گے جو سردار کو اپنی خواب گاہ سے ہٹا دے گا اور جگری دوست اپنے دوست کو بھول جائے گا۔ [1]

---

[1] حضرت عُمر فارُوق رضی اللہ عنہ نے یہ اَشعار سماعت فرمائے تو فرمایا "اے ابن رَواحہ! رسول اللہ کے سامنے یہ شعر پڑھتے ہو" نبی پاک ﷺ فرمانے لگے اے عمر! ان کو کچھ نہ کہو۔ شعر پڑھنے سے نہ روکو بلاشبہ ان کے اشعار تیز تر جاتے ہیں اور کفار کے دلوں میں تیروں کی مانند چبھتے ہیں۔ حضرت عَبدُاللہ بن رَواحہ رضی اللہ عنہ رَجز کے یہ اَشعار حضورِ اکرم ﷺ کے طواف کے وقت پڑھتے جاتے تھے۔ مدارج النبوت جلد ۲/ صفحہ ۴۴۳

(۱۸) طواف میں رَمَل کا حکم

اس عمرہ کے طواف کے لئے جب نبی کریم ﷺ اپنے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم سمیت، مسجدِ حرام میں داخل ہوئے تو کچھ کافر مسجد کی ایک جانب بیٹھے تھے وہ کہنے لگے۔ "یثرب کے بُخار نے مسلمانوں کو کمزور کر دیا ہے۔"
اس پر حضرت رسول اکرم ﷺ نے کُفّار کے قول کی تردید کے لئے مسلمانوں کو حکم دیا کہ پہلے تین پھیروں میں رَمَل کریں نیز یہ بھی اِرشاد فرمایا کہ باقی چار پھیروں میں وقار کے ساتھ چلیں۔ یہ حکم ان پر شفقت اور رحمت کے باعث تھا کہ کہیں وہ تھک نہ جائیں۔

(۱۹) اذانِ حضرت بِلَال رضی اللہ عنہ

عمرہ قضا کے ایام میں مسجدِ حَرام کے داخلہ کے وقت نبی پاک صاحبِ لولاک ﷺ نے حضرت بِلَال رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ کعبۂ معظمہ کی چھت پر کھڑے ہو کر اَذان دیں چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا۔ [1]

(۲۰) خانہ کعبہ میں داخل نہ ہونے کی وجہ

عُمرۂ قضا کے سال حضرت رِسالت مآب ﷺ کعبہ میں داخل نہ ہوئے کیونکہ کفار نے اس میں بت رکھے ہوئے تھے۔ آپ ﷺ ۸/ھ کو اس میں داخل ہوئے جب مکہ فتح ہوگیا اور آپ کے حکم سے ان تمام بتوں کو وہاں سے نکال کر توڑ دیا گیا۔ اس کا ذکر ۸/ھ کے واقعات میں آئے گا۔

(۲۱) امیر حَمزہ رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی کو حضرت جَعفر رضی اللہ عنہ کے سپرد فرمانا

عُمرۂ قضا کی ادائیگی کے بعد، جب نبی پاک صاحبِ لَولاک ﷺ مکہ مکرمہ سے مدینہ طیبہ واپسی کے لئے نکلے تو حضرت امیر حَمزہ رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی آپ ﷺ کے پیچھے ہولی۔
مشہور قول کے مطابق ان کا نام حضرت اُمامہ رضی اللہ عنہا تھا۔ بعض علماء کا کہنا ہے کہ ان کا نام حضرت عُمارہ رضی اللہ عنہا تھا بعض ان کے علاوہ بھی نام روایت کرتے ہیں۔

---

[1] یہ حکم ایک ہی مرتبہ تھا۔ مدارج النبوت اردو ترجمہ جلد ۲/ صفحہ ۴۴۴

آپ رضی اللہ عنہا اس وقت صَغِیرُالسن تھیں۔ انہوں نے نبی پاک کو پکارنا شروع کر دیا "اے چچا! اے چچا! [1]
" حضرت علی المرتضیٰ بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے انہیں ارشاد نبوی کے مطابق اٹھالیا اور حضرت فَاطِمَۃُ الزَّھْرَاء رضی اللہ عنہا کے ساتھ سواری پر بٹھادیا اور مدینہ منورہ پہنچ گئے۔

ان کی کفالت کے بارے میں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ، حضرت جَعْفَر رضی اللہ عنہ اور حضرت زَیْد بن حَارِثَہ رضی اللہ عنہ کے درمیان جھگڑا ہوگیا۔ وہ سب نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یہ میرے چچا کی بیٹی ہے میں نے اسے مکہ مکرمہ سے اٹھایا ہے۔

حضرت زَیْد رضی اللہ عنہ نے دعویٰ کیا یہ میری بھتیجی ہے کیونکہ آپ نے میرے اور حضرت امیر حَمْزَہ رضی اللہ عنہ کے درمیان مُواخات کرائی تھی۔

حضرت جَعْفَر رضی اللہ عنہ یوں کہنے لگے یہ میرے چچا کی بیٹی ہے نیز اس کی خالہ میرے گھر میں ہے۔

نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں حضرت جَعْفَر رضی اللہ عنہ کے سپرد فرمایا اور ارشاد فرمایا:

"خالہ، ماں کے قائم مقام ہے۔" [2]

(۲۲) غسان کے بادشاہ کی جانب مکتوب نبوی

اسی سال، دوسرے قول کی رو سے ۸/ھ کو، تیسرے قول کے مطابق ۱۰/ھ کو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غسان کے بادشاہ جَبَلَہ بن اَیْہَم غسانی کو اسلام کی طرف دعوت کیلئے مکتوب ارسال کیا۔ اس نے اسلام قبول کرلیا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مکتوبِ گرامی کا جواب بھی دیا لیکن بعد میں مرتد ہوگیا۔ [3] بعض علماء نے فرمایا کہ

---

[1] حضرت امامہ رضی اللہ عنہا اپنی والدہ کے ساتھ مکہ مکرمہ میں رہتی تھیں۔ ان کے والد حضرت امیر حَمْزَہ رضی اللہ عنہ اگرچہ سرکارِ دو عَالَم صلی اللہ علیہ وسلم کے نسب کے اعتبار سے چچا تھے اور اس لحاظ سے وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی چچازاد بہن تھیں لیکن حضرت امیر حَمْزَہ رضی اللہ عنہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے رضاعی بھائی بھی تھے اور اس رشتہ کے اعتبار سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے چچا تھے۔ مدارج النبوت اردو ترجمہ صفحہ ۴۴۵

[2] حضرت جَعْفَر رضی اللہ عنہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی اس عنایت پر بہت خوش ہوئے اور کھڑے ہو کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چاروں طرف ایک پاؤں پر گھومنے لگے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا یہ کیا ہے انہوں نے عرض کیا میں نے حَبَشَہ میں دیکھا ہے کہ وہ اپنے بادشاہوں کے ساتھ ایسا کرتے ہیں۔ نَجاشی جب کسی کو اپنی بات سے خوش کرتا تو وہ شخص اس کے اردگرد ایک پاؤں پر چکر لگاتا تھا۔ مدارج النبوت اردو ترجمہ جلد ۲/ صفحہ ۴۴۶

[3] اس کے ارتداد کا باعث یہ ہوا کہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے دور حکومت میں ایک مرتبہ وہ حج کو آیا طواف میں مشغول تھا کہ ایک فَزَارِی کا پاؤں اس کے ازار پر پڑا اور وہ کھل گیا اس پر جَبَلَہ نے اس کے منہ پر زور سے طمانچہ مارا جس سے اس کی ناک پھٹ

(بقیہ حواشی اگلے صفحے پر)

وہ اسلام پر باقی رہا۔

(۲۳) مصر کے حکمران مُقوقَس کی طرف سے بارگاہِ نبوی میں تحائف

مصر اور اسکندریہ کے حکمران مُقوقَس نے حضرت حاطِب بن اَبی بَلتَعہ رضی اللہ عنہ کے ہمراہ مندرجہ ذیل تحائف بارگاہ نبوی میں ارسال فرمائے۔

(۱) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی کنیز حضرت ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا

(۲) ان کی بہن سیرین

(۳) یعفور: نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا گدھا مبارک۔

(۴) دُلدُل: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا خچر مبارک۔

(۵) مصر کے قبط کی جانب منسوب کتّان سے بنے ہوئے بیس عمدہ کپڑے۔

(۶) ہزار مثقال سونا۔

(۷) عمدہ شہد کی ایک ہانڈی۔

(۸) لکڑی سے بنی ہوئی شامی سُرمہ دانی۔

(۹) آئینہ

(۱۰) کنگھی

علاوہ بریں حضرت حاطِب رضی اللہ عنہ کو سو دینار اور پانچ کپڑے دیئے۔

(۲۴) مِدعَم رضی اللہ عنہ کا جان بحق ہونا

اسی سال غزوۂ خیبر میں حضرت رِسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام حضرت مِدعَم رضی اللہ عنہ جاں بحق ہوئے۔

(۲۵) حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر جادو

اسی سال، محرم میں، نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم پر جادو کیا گیا۔ بعض علماء فرماتے ہیں کہ یہ ۶ھ کا واقعہ ہے۔ ۶ھ

(پچھلے صفحے کا بقیہ حواشی) گئی فرازی نے حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سے نالش کردی جس پر آپ رضی اللہ عنہ نے قِصاص کا حکم دیا جَبلہ کہنے لگا میں بادشاہ ہوں اور یہ بازاری آدمی ہے اس کے باوجود آپ قِصاص کا حکم دیتے ہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا اسلام نے اس کے اور تیرے درمیان مساوات قائم کردی ہے تم کو اس پر کوئی فضیلت حاصل نہیں۔ یہ سن کر وہ کہنے لگا میں اس دین کو ترک کرتا ہوں اور نصرانیت اختیار کرتا ہوں آپ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا اگر ایسا کرو گے تو تمہاری (بقیہ حواشی اگلے صفحے پر)

کے واقعات میں تفصیل کے ساتھ بیان کیا جا چکا ہے۔

(۲۶) ارشاد نبوی اَصْبَحَ النَّاسُ بَیْنَ مُؤْمِنٍ بِاللّٰهِ کَافِرٍ بِالْکَوَاکِبِ الخ

اسی سال، بارش کے بعد، نبی پاک ﷺ نے یہ ارشاد فرمایا:

"کچھ لوگوں نے اس طرح صبح کی کہ اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھتے ہیں اور ستاروں کا انکار کرتے ہیں اور کچھ ستاروں پر ایمان رکھتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کا انکار کرتے ہیں۔" اس کے خلاف مواہب لدنیہ اور اس کی شرح زرقانی میں ہے۔ "آپ ﷺ نے یہ ارشاد صلح حُدَیبیہ سے پہلے فرمایا۔ جبکہ رَمضان المبارک میں آپ ﷺ نے بارش کے لئے دعا فرمائی۔" ۶ھ کے واقعات میں ہم نے اس پر مفصل کلام کیا ہے جو گذر چکا ہے۔

(۲۷) حضرت زَینَب رضی اللہ عنہا کو حضرت ابو العاص رضی اللہ عنہ کے سپرد فرمانا

اسی سال نبی پاک صاحبِ لَولاک ﷺ نے اپنی لختِ جگر حضرت زَینَب رضی اللہ عنہا کو حضرت اَبُو العَاص بن رَبیع رضی اللہ عنہ کے (ایمان لانے کے بعد) سپرد فرما دیا۔ بعض علماء نے فرمایا یہ سپردگی ۶ھ میں تھی اس کی تفصیل ۶ھ کے واقعات میں گذر چکی ہے۔

(۲۸) حضرت حَاطِب رضی اللہ عنہ کا تحائف سمیت مُقَوقَس کے ہاں سے بارگاہِ نبوی میں پہنچنا

حضرت حَاطِب [۱] بن ابی بَلتَعہ رضی اللہ عنہ اسی سال مُقَوقَس کے ہاں سے حضرت مَاریہ قِبطِیہ رضی اللہ عنہا اور دیگر تحائف سمیت، جن کی تفصیل گذر چکی ہے۔ بارگاہِ نبوی میں حاضر ہوئے۔

(۲۹) مُتعَہ کی حُرمت

اس سال، غزوہ خیبر کے ایام میں نبی پاک ﷺ نے پہلی دفعہ عورتوں سے مُتعَہ نِکاح سے ممانعت فرمائی۔ اس سے قبل ابتدائے اسلام سے غزوۂ خَیبَر کے دنوں تک یہ حلال تھا۔ زاں بعد فتح مکہ کے دن آپ ﷺ نے اسے دوبارہ جائز قرار دے دیا۔ اس کا دوبارہ جواز غزوۂ اَوطَاس کے دن تک رہا۔ اَوطَاس کے تین دن بعد آپ ﷺ نے اسے قیامت کے دن تک ہمیشہ کے لئے حرام قرار دے دیا۔

(پچھلے صفحے کا بقیہ حواشی) گردن مار دی جائے گی وہ کہنے لگا مجھے آج رات مہلت دیجئے تا کہ میں سوچ لوں جب رات آئی وہ روم کی طرف بھاگ گیا اور عیسائی بن گیا اسی حالت میں اس کی موت واقع ہوئی۔ مدارج النبوت اردو ترجمہ جلد ۲/ صفحہ ۴۴۷

[۱] جب حضرت حَاطِب رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم ﷺ کا مکتوب مُقَوقَس کو پہنچایا تو اس نے مکتوب گرامی کا ادب و احترام کیا آپ رضی اللہ عنہ کو

(بقیہ حواشی اگلے صفحے پر)

اس سے معلوم ہوا کہ مُتعہ کی اِباحت اور حُرمت دو دو بار ہوئی یہی درست اور مختار ہے۔ علامہ نووی رحمۃ اللہ علیہ نے شرح مسلم میں اسی طرح ذکر فرمایا ہے۔

میں کہتا ہوں حضرت علامہ نووی رحمۃ اللہ علیہ نے جو فرمایا وہ صحیح مسلم کی احادیث سے صراحت کے ساتھ مستفاد ہوتا ہے یہی حق ہے اس میں کوئی شبہ نہیں۔

پہلی بار حرمت: بخاری اور مسلم نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت فرمایا کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے خَیبر کے دن مُتعۂ نِساء سے منع فرمادیا۔

دوسری بار اجازت: مسلم نے حضرت سَبرہ بن مَعبد جُہنی رضی اللہ عنہ سے روایت فرمایا کہ آپ نے فرمایا کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے، فتح مکہ کے سال، جب ہم مکہ مکرمہ داخل ہوئے، مُتعہ کی اجازت دے دی۔

دوسری بار حرمت: 1- امام مسلم نے سَلَمہ بن اَکوع رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ آپ نے فرمایا۔ غزوۂ اَوطاس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تین راتوں تک مُتعۂ نساء کی رخصت دی پھر اسے منع فرمادیا۔

۲- امام مسلم نے حضرت سَبرہ جُہنی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "میں نے تم کو مُتعۂ نِساء کی اجازت دی تھی اللہ تعالیٰ نے اسے قیامت کے دن تک منع فرمادیا۔"

۳- امام مسلم کی حضرت سَبرہ رضی اللہ عنہ ہی سے روایت ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے مُتعہ سے منع فرمایا اور ارشاد فرمایا یہ آج سے لے کر روزِ قیامت تک حرام ہے۔

(۳۰) غَزوۂ خَیبر میں طرفین کا جانی نقصان

غزوۂ خیبر کے ایام میں مسلمانوں میں سے پندرہ افراد نے جامِ شہادت نوش فرمایا اور مشرکین کے ۹۳ افراد جہنم رسید ہوئے۔

(۳۱) خانگی گدھوں کے گوشت کی حرمت

جنگِ خَیبر کے دنوں میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے گھریلو گدھوں کے گوشت کو حرام قرار دے دیا۔

(پچھلے صفحے کا بقیہ حواشی)

خلوت میں بلایا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صفات سنیں وہ کہنے لگا یہ وہی رسول ہیں جن کی تشریف آوری کی خبر حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے دی بلاشبہ وہ غالب ہوں گے ان ممالک میں ان کے صحابہ کا قبضہ ہوگا لیکن ایمان کی دولت سے محروم رہا۔ مدارج النبوت اردو ترجمہ جلد۲/ صفحہ ۳۸۷

(۳۲) کچا پیاز اور لہسن کھا کر مسجد میں آنے کی ممانعت

اسی سال، غَزوۂ خَیبَر کے دنوں میں، آنحضور ﷺ نے کچا لہسن اور کچا پیاز کھا کر مسجد میں آنے کی ممانعت فرمائی۔ [1]

(۳۳) کینچلی والے درندے اور پنجے سے شکار کرنے والے پرندے کی حرمت

غزوۂ خَیبَر کے دنوں میں، آپ ﷺ نے کینچلیوں والے درندوں اور پنجے کے ساتھ شکار کرنے والے پرندوں کے کھانے سے منع فرما دیا۔

(۳۴) اِستبراء کے بغیر لونڈیوں سے وطی کی ممانعت

اسی سال، غزوۂ خَیبَر میں، نبی کریم ﷺ نے اِستبراء سے پہلے قیدی عورتوں کے ساتھ جَماع سے ممانعت فرما دی اور فرمایا:

"آگاہ ہو جاؤ! حاملہ لونڈیوں کے ساتھ وَضعِ حَمل سے پہلے اور غیر حاملہ لونڈیوں کے ساتھ ایک حیض کے ذریعے اِستبراء سے پہلے وطی نہ کی جائے۔"

(۳۵) تقسیم سے قبل مالِ غَنیمت فروخت کرنے کی ممانعت

نبی کریم ﷺ نے اسی سال تقسیم سے قبل، مالِ غنیمت کو فروخت کرنے سے منع فرما دیا۔ [2] شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ، نے جذب القلوب میں اسی طرح لکھا ہے۔

(۳۶) مالِ غنیمت میں چوری کی سزا

اس سال، نبی کریم ﷺ کے مِدعَم نامی ایک غلام نے غنیمت کے مال سے ایک چادر بغیر اجازت رکھ لی۔ اس پر آپ ﷺ نے فرمایا:

---

[1] جب مسلمانوں کا لشکر خَیبَر پہنچا تو مسلمانوں کو بھوک لگ رہی تھی انہوں نے باغات میں پیاز اور لہسن دیکھے تو انہیں کھانا شروع کر دیا جب صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم مسجد میں پہنچے تو وہاں ان کی بو پھیل گئی۔ اس پر نبی کریم ﷺ نے یہ دونوں چیزیں کھا کر مسجد میں آنے سے روک دیا۔ نیز کسی نبی نے پیاز اور لہسن نہیں کھایا۔ سیرت حلبیہ جلد ۲/ صفحہ ۷۵۱

[2] مالِ غنیمت تقسیم ہو چکنے کے بعد نبی کریم ﷺ نے اسے فروخت کرنے کی اجازت دے دی اور فرمایا خَیبَر کا مال غنیمت فروخت کرو پھر اس کی برکت کی دعا فرمائی چنانچہ دو دنوں میں وہ سارا مال فروخت ہو گیا حالانکہ گمان تھا کہ عرصہ تک اس کی فروختگی سے فارغ نہ ہوں گے کیونکہ مال کثیر تھا۔ مدارج النبوت اردو ترجمہ جلد ۲/ صفحہ ۴۱۸

"وہ چادر جس کو اس نے تقسیم سے قبل غنیمت سے اٹھالیا تھا اس پر آگ بھڑک رہی ہے۔"
یہ سن کر ایک شخص ایک یا دو تسمے لایا۔ آپ ﷺ نے فرمایا:
"ایک یا دو تسمے بھی آگ میں لے جانے کا باعث ہوتے ہیں۔"

(۳۷) معجزہ نبوی----- نفاق کا اِظہار

غزوۂ خیبر میں نبی اکرم نورِ مجسم ﷺ کا ایک معجزہ ظاہر ہوا کہ آپ ﷺ کے ہمراہیوں میں ایک شخص نفاق کے ساتھ اسلام کا دعویدار تھا۔ اس کا نام قاف کی پیش کے ساتھ قُزمان ظفری تھا۔ یہ شخص انصار کے قبیلہ بنی ظفر سے تھا۔ آنحضرت ﷺ نے اس کے بارے میں ارشاد فرمایا "یہ دوزخی ہے" جب جنگ کا موقع آیا اس شخص نے سخت جنگ کی یہاں تک کہ اس کو بہت سے زخم آئے۔ بعض لوگ شک کرنے لگے اور کہنے لگے یہ شخص کس طرح دوزخی ہو سکتا ہے جبکہ اس نے اللہ کی راہ میں اس طرح جنگ کی ہے۔ حضرت اَکثم بن اَبی جَون خزاعی رضی اللہ عنہ اس کی ٹوہ میں لگ گئے اور دل میں کہنے لگے میں اس کے ساتھ رہوں گا اور اس کا انجام دیکھوں گا۔ وہ شخص زخموں سے نڈھال ہو گیا۔ جب ان کا شدید درد اس نے محسوس کیا تو خودکشی کرلی۔ حضرت اَکثم رضی اللہ عنہ یہ دیکھ کر لوٹے اور عرض کیا یارسول اللہ! اللہ تعالیٰ نے آپ کی بات سچ کر دکھائی۔ اس نے خودکشی کرلی ہے۔ یہ سن کر نبی اکرم ﷺ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے فرمایا "اے بلال! اٹھو اور لوگوں میں اعلان کردو جنت میں صرف مومن داخل ہوں گے اور اللہ تعالیٰ نافرمان بندے سے اس دین کی تائید کروا دیتا ہے۔" یہ حدیث صحیح بخاری وغیرہ کتب میں موجود ہے جس طرح آگے ذکر آئے گا۔

(۳۸) اِرشادِ نبوی----- "اللہ تعالیٰ فاجر آدمی سے اس دین کی تائید کروا دیتا ہے"

غَزوۂ خَیبر کے ایام میں، قُزمان مذکور نے جب مشرکوں کے ساتھ جنگ کی تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا:
"بلاشبہ اللہ تعالیٰ اس دین کی تائید فاجر آدمی سے کروا دیتا ہے۔" جیسا کہ ابھی آپ نے پڑھا:

(۳۹) معجزہ نبوی---- گوشت میں برکت

غزوۂ خیبر کے دنوں میں نبی اکرم ﷺ کے معجزات میں سے ایک معجزہ ظاہر ہوا کہ آپ ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بھوک لگی۔ آپ ﷺ نے دو بکریاں ذبح فرمائیں اور ان کا گوشت تمام لشکر میں تقسیم فرمایا ان میں سے کوئی نہ بچا جس نے وہ گوشت نہ کھایا ہو اور سیر نہ ہوا ہو۔ اس لشکر کی تعداد سترہ سو تھی۔

(۴۰) تقسیمِ غنیمت

خیبر کے فتح ہونے کے بعد، نبی پاک صاحبِ لولاک ﷺ نے اس کے مال، کھیتیاں اور باغات اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں تقسیم فرما دیئے۔

(۴۱) کھیتوں اور باغات کی بٹائی سے یہودِ خیبر کا حصہ

ان کھیتوں اور باغات پر خیبر کے یہودیوں کو نبی پاک صاحبِ لولاک ﷺ نے مزدور رکھ لیا۔ [1] شرط یہ رکھی کہ جو پھل یا کھیتی ہوگی اس سے نصف ان کو ملے گا اور فرمایا:

"ہم تمہیں اس معاملہ میں اسی شرط پر باقی رکھتے ہیں جس شرط پر اللہ تعالیٰ نے تم کو باقی رکھا۔"

(۴۲) معجزۂ نبوی ----- ادائے امانت کا غیبی سامان

غزوۂ خیبر کے ایام میں، نبی کریم ﷺ کا یہ معجزہ ظاہر ہوا کہ یہود خیبر کا ایک حبشی غلام لوگوں کی بکریاں چرایا کرتا تھا اس غلام کا نام حضرت اَسلَم رضی اللہ عنہ تھا۔ وہ اسم بامسمیٰ بن گئے۔ یعنی آنحضور ﷺ کی خدمت شریف میں حاضر ہو کر ایمان قبول کر لیا۔

جب آپ رضی اللہ عنہ ایمان لا چکے عرض کی "یا رسول اللہ! میرے پاس بکریاں ہیں جو میرے پاس اپنے مالکوں کی امانت ہیں۔ میرے لئے ضروری ہے کہ انہیں ان کے مالکوں تک پہنچاؤں۔"

حضرت رِسالت مآب ﷺ نے فرمایا: "اسے مسلمانوں کے لشکر سے نکال دو اور اللہ تعالیٰ کا نام لے کر ان کے مالکوں کی جانب ہانک دو۔ اللہ تعالیٰ تیری طرف سے امانت پہنچا دے گا۔"

غلام نے نبی پاک صاحبِ لولاک ﷺ کے حکم کی تعمیل کی ان بکریوں سے ہر بکری بغیر چرواہے کے اپنے مالک کے پاس پہنچ گئی اس طرح نبی کریم ﷺ کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے اس کی طرف سے امانت ادا کر دی۔

زاں بعد اس غلام نے ہتھیار لئے جنگ خیبر کی صف میں داخل ہوا۔ جنگ کی یہاں تک کہ شہادت کا مقام پایا رضی اللہ عنہ۔

---

[1] یہ معاملہ یہودیوں کی درخواست پر ہوا انہوں نے عرض کی ہم دوسرے لوگوں کے مقابلہ میں زمین سے زیادہ واقف ہیں اور بہتر طریقہ پر اسے آباد رکھیں گے نبی کریم ﷺ نے ان کی درخواست کو قبول فرمالیا۔ تاریخ طبری اردو ترجمہ جلد ۱/ صفحہ ۳۶۲

حضرت رسول اکرم ﷺ نے ان کے بارے میں ارشاد فرمایا:
"میں نے اس کے سر کے پاس دو حُورِعین دیکھی ہیں۔"
البدایہ والنہایہ میں حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:
"اس حبشی غلام نے شہادت کا اَرفع مقام حاصل کرلیا لیکن اللہ تعالیٰ کے لئے ایک سجدہ بھی نہ کیا۔"

(۴۳) معجزہ نبوی---- حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی آنکھوں کا تندرست ہونا

غزوۂ خیبر کے ایّام میں نبی پاک ﷺ کا ایک اور معجزہ ظاہر ہوا کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو آشوبِ چشم لاحق ہوگیا۔ جس کی بدولت وہ سرکارِ دو عالم ﷺ کی مجلس میں حاضر نہ ہوسکے۔ آپ ﷺ نے انہیں بلا بھیجا وہ دو آدمیوں کا سہارا لے کر بارگاہِ نبوی میں حاضر ہوگئے۔ آشوبِ چشم کے باعث ان کی آنکھیں درد کر رہی تھیں۔ آپ ﷺ نے ان کی آنکھوں پر اپنا دستِ مبارک پھیرا۔ لعابِ دہن مبارک ان میں ڈالا اور دعا فرمائی وہ اسی وقت تندرست ہوگئیں گویا کہ ان میں درد تھا ہی نہیں۔ اس کے بعد انہیں جھنڈا عطا ہوا جس کا ذکر آگے آرہا ہے۔ اس کے بعد، تمام عمر، حضرت علی رضی اللہ عنہ کی نہ آنکھیں دکھیں اور نہ ہی سر میں درد ہوا۔

(۴۴) خیبر میں داخلہ کے وقت دعائے نبوی

نبی کریم ﷺ جب خیبر کی سرزمین میں داخل ہوئے تو اہلِ خیبر اپنے کُدالوں اور پیمانوں سمیت آپ ﷺ کو ملے تو آپ ﷺ یوں گویا ہوئے:
"اللہ اکبر۔ خیبر برباد ہوا۔ جب ہم دشمن کی سرزمین میں داخل ہوتے ہیں تو ڈرائے ہوئے لوگوں کے دن کا آغاز بہت برا ہوتا ہے۔"

(۴۵) حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا اِعزاز

غزوۂ خیبر کے ایّام میں حضرت رسولِ کریم ﷺ نے حضرت شیرِ خدا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی شان میں اِرشاد فرمایا:
"کل میں جھنڈا اس شخص کو عطا کروں گا جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ سے محبت کرتا ہے اور وہ خود اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کا محبوب ہے۔"
سب لوگوں نے وہ رات آنکھوں میں کاٹ دی ان میں سے ہر شخص یہ تمنا رکھتا تھا۔ وہ جھنڈا اسے عطا ہو۔ اگلے دن جب صبح ہوئی آپ ﷺ نے وہ جھنڈا حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو عطا فرمایا۔ اور انہیں فرمایا:

"اے علی! ان کے ساتھ جنگ میں جلدبازی نہ کرنا ان کو اِسلام کی دعوت دینا۔ اِسلام کے حقوق انہیں بتانا۔ خدا کی قسم! اللہ تعالیٰ اگر آپ کے ذریعہ ایک شخص کو بھی ہدایت دے دے تو یہ تیرے لئے سرخ اونٹوں سے بہتر ہے۔" [1]

یہ اَلفاظ صحیح بخاری وغیرہ کتب میں ہیں۔ ایک روایت میں ہے: "ہر اس چیز سے بہتر ہے جس پر سورج طلوع ہوتا ہے۔"

ایک اور روایت میں ہے: "مشرق اور مغرب کے درمیان تمام کفار کو مار ڈالنے سے بہتر ہے۔"

(۴۶) حضرت صَفِیَہ رضی اللہ عنہا کا خاندانی اعزاز

غزوۂ خَیبر سے فراغت کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُم المُؤمنین حضرت صَفِیَہ بنت حُیَیّ رضی اللہ عنہا سے نکاح فرمایا۔ اس کا ذکر پہلے بھی اسی فصل میں تفصیل کے ساتھ گذر چکا ہے۔

آپ رضی اللہ عنہا خَیبر کی رَئِیسَہ تھیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بھائی حضرت ہارون علیہ السلام کی اولاد سے تھیں۔ آپ رضی اللہ عنہا کے اَجداد سے ایک سو نبی اور ایک سو بادشاہ گذرے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ رضی اللہ عنہا کو اپنے محبوب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں شامل فرمادیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں آزاد فرمایا پھر ان سے نکاح کرلیا۔ یہ ذکر بھی پہلے ہوچکا ہے۔

(۴۷) کنانہ بن ربیع کا قتل

غزوۂ خیبر کے ایام میں، ام المومنین حضرت صَفِیَہ رضی اللہ عنہا کا خاوند کنانہ بن ربیع بن اَبی الحُقَیق مارا گیا۔ وہ بحالت کفر قتل ہوا۔ [2] حضرت صَفِیَہ رضی اللہ عنہا قیدی ہوئیں اور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے حصہ میں آئیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں آزاد کیا اور نکاح کرلیا آپ رضی اللہ عنہا کی آزادی کو مہر قرار دیا۔

---

[1] مطلب یہ ہے کہ ہدایت کرنا موجب ثواب آخرت ہے یہ اِس دنیاوی متاع سے افضل و بہتر ہے جو راہ خدا میں خرچ کیا جائے۔ راہ حق بتانا افضل ترین عمل ہے۔ مدارج النبوت اردو ترجمہ جلد ۲/ صفحہ ۴۱۳

[2] کنانہ بن اَبی حُقَیق خَیبر کے رُؤَسَاء میں سے تھا۔ اور قلعہ غموص کا حاکم تھا۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے اس قلعہ پر حملہ کیا کچھ جنگ کے بعد اہل قلعہ امان کے طالب ہوئے حضرت شیرِ خدا رضی اللہ عنہ نے اس شرط پر امان دی کہ ہر آدمی اونٹ پر کھانا لاد کر نکل جائے نقدی، تمام سازوسامان اور اسلحہ چھوڑ جائیں نیز کسی چیز کو چھپا کر نہ رکھیں۔ اگر کسی کا ایسا مال برآمد ہوا جو اس نے نہ بتایا تو اس کے لئے اَمان کا عہد ٹوٹ جائے گا کنانہ نے سونا، زیور، موتیوں کے ہار اور جواہرات اونٹ کی کھال میں بند کرکے ایک ویرانہ

(بقیہ حواشی اگلے صفحے پر)

(۴۸) ام المومنین حضرت صَفِیہ رضی اللہ عنہا کا خواب

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے خیبر میں تشریف لانے سے چند دن پہلے حضرت صَفِیہ رضی اللہ عنہا نے خواب میں دیکھا کہ سورج اور ایک روایت کی رو سے چاند آسمان سے گرا اور آپ کی گود میں آگیا ہے انہوں نے اپنا خواب اپنے خاوند کنانہ سے بیان کیا تو وہ یوں کہنے لگا شاید تجھے اس بادشاہ کی تمنا ہے جو حجاز کی سرزمین سے ہمارے علاقہ میں آیا ہے۔ پھر آپ رضی اللہ عنہا کو اس نے شدید تھپڑ مارا جس سے آپ رضی اللہ عنہا کی آنکھ نیلی ہوگئی۔ سعادت ازلی نے آپ رضی اللہ عنہا کی رہنمائی فرمائی آپ رضی اللہ عنہا انہی ایام میں مشرف باسلام ہوئیں کنانہ کے واصل جہنم ہونے، اور قید ہونے کے بعد نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ رضی اللہ عنہا سے نکاح فرمالیا۔

(۴۹) خیبر کے یہودی سرداروں کا مارا جانا

جنگ خیبر میں یہودیوں کے "شہ سوار اور دلاور مَرْحَب اور اس کا بھائی حَارِث نیزان کے دو سردار عَامِر اور یَاسِر مقتول ہوئے۔

پہلے تین کو شیر خدا حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے قتل کیا اور چوتھے کو حضرت زُبَیر بن عَوَّام رضی اللہ عنہ نے مار ڈالا۔

بعض علماء فرماتے ہیں کہ اسے بھی حضرت علی رضی اللہ عنہ نے وَاصِلِ جہنم فرمایا۔ ایک قول یہ بھی ہے کہ مَرْحَب کو حضرت مُحَمَّد بن مَسْلَمَہ رضی اللہ عنہ نے قتل کیا۔ لیکن صحیح روایت جو صحیح مسلم میں ہے۔ یہ ہے کہ اسے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے مارا تھا۔ جس طرح کہ ہم نے بیان کیا ہے۔

(۵۰) حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اور مَرْحَب کا مقابلہ

مَرْحَب نے جب حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو مُبَارَزَت کی دعوت دی تو یوں رجز پڑھنے لگا:

(پچھلے صفحے کا بقیہ حواشی)

میں دفن کیے ہوئے تھے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کنانہ کو طلب فرمایا اور خزانہ کے بارے میں دریافت فرمایا تو اس نے انکار کر دیا اور قسم کھا لی نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ کو مسلمانوں کی ایک جماعت کے ساتھ بھیجا اور وہ خزانہ نکال لیا۔ اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کنانہ کو حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ کے سپرد کیا تا کہ وہ اسے اپنے بھائی حضرت محمود بن مسلمہ رضی اللہ عنہ کے عوض قتل کر دیں۔ اس طرح کنانہ اپنے انجام کو پہنچ گیا۔ مدارج النبوت اردو ترجمہ جلد ۲ صفحہ ۴۱۶، ۴۱۷

قَدْ عَلِمَتْ خَيْبَرُ اَنِّیْ مَرْحَبٌ شَاكِی السَّلَاحِ بَطَلٌ مُجَرَّبٌ
اِذَا الْحَرْبُ اَقْبَلَتْ تَلَهَّبُ

ترجمہ: سارا خیبر جانتا ہے کہ میں مَرْحَب ہوں۔ رعب و دبدبے والا ہوں جب جنگ بھڑک اٹھے تو میں تجربہ کار بہادر ہوں۔

اس پر حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ مقابلہ کے لئے نکلے تو اس کا جواب یوں دیا۔

اَنَا الَّذِیْ سَمَّتْنِیْ اُمِّیْ حَیْدَرَہْ كَلَيْثِ غَابَاتٍ كَرِيْهُ الْمَنْظَرَہْ
اَكِيْلُهُمْ بِالسَّيْفِ كَيْلَ السَّنْدَرَہْ

ترجمہ: میں وہ ہوں کہ میری ماں نے میرا نام حَیْدَر (شیر) رکھا ہے جنگلوں کے شیر کی مانند خوفناک شکل والا ہوں میں وسیع پیمانے پر تیزی سے ان میں قتل و خونریزی پھیلا دوں گا۔

اس کے بعد مَرْحَب پر تلوار سے حملہ کیا اس کے سر کو چیر ڈالا اور جہنم رسید کر دیا۔ سَنْدَرَہ کا معنے یہاں عجلت اور جلدی ہے۔ یعنی میں انہیں جلد موت کے گھاٹ اتار دوں گا۔

(۵۱) جامع کلمہ ----- ارشادِ نبوی

غَزْوَۂ خَیْبَر میں جب کفار کے ساتھ شدید جنگ شروع ہو گئی تو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اَلْاٰنَ حَمِیَ الْوَطِیْسُ

ترجمہ: اب تنور گرم ہو گیا۔

یہ فقرہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے جَوامع کَلِمات میں سے ایک ہے۔

اَلْوَطِیْس فعیل کے وزن پر ہے جس کا معنے ہے "تنور۔"

(۵۲) سَرِیَّہ حضرت غَالِب بن عَبْدُاللہ لَیْثی رضی اللہ عنہ

مِیْفَقَہ [۱] میں رہنے والے بَنِیْ عُوَال اور بنی عَبْد بن ثَعْلَبَہ دو قبیلوں کی طرف حضرت غَالِب بن عَبْدُاللہ لَیْثی رضی اللہ عنہ کو بھیجا گیا۔ حضرت اُسَامَہ بن زَید رضی اللہ عنہ نے مرداس بن نَہِیْک ضمری اور ایک قول کی رو سے سلمی کو لا الٰہ الا اللہ کہنے کے باوجود قتل کر دیا۔ جب وہ واپس مدینہ منورہ آئے تو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

---

[۱] بذل القوہ میں اسی طرح ہے جو غلط ہے۔ درست مِیْفَعَہ: م + ی + ف + ع + ہ (قاف کی بجائے عین کے ساتھ) جیسا کہ زرقانی رحمۃ اللہ علیہ نے مواہب لدنیہ کی شرح جلد ۲ صفحہ ۲۵۰ میں لکھا ہے۔ علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی المغازی جلد ۲ صفحہ ۷۲۶، ۷۲۷ میں اسی طرح لکھا ہے۔

"لا الہ الا اللہ کے مقابل تجھے کون بچائے گا۔"
انہوں نے عرض کیا: "اس نے قتل سے بچنے کے لئے یہ کلمہ پڑھا۔"
نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "کیا تو نے اس کا دل چیر کر دیکھ لیا تھا۔"
اس پر حضرت اُسامہ رضی اللہ عنہ عرض کرنے لگے۔
"لا الہ الا اللہ کی شہادت دینے والے کو میں کبھی قتل نہ کروں گا۔"
علمائے مغازی نے اسی طرح لکھا ہے لیکن صحیح بخاری میں ہے کہ حضرت اُسامہ رضی اللہ عنہ نے اس شخص کو جس مہم میں قتل کیا اس میں خود حضرت اُسامہ رضی اللہ عنہ امیر تھے اور وہ جُہَینَہ کے جلے پتھروں کی جانب ۸/ھ میں بھیجی گئی۔ علماء نے فرمایا یہی راجح بلکہ درست ہے۔ [1]

(۵۴) معجزہ نبوی ---- ردِ شمس

حضرت سرورِ کائنات فخرِ موجودات ﷺ جب خیبر سے واپس ہوئے اور صَہبا میں پہنچے تو حضرت عَلی رضی اللہ عنہ کے لئے سورج پلٹ آیا۔
تفصیل یوں ہے کہ نبی پاک ﷺ نے نماز عصر پڑھ لی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی گود میں سر مبارک رکھا اس وقت آپ ﷺ پر وحی کا نزول شروع ہوا۔ حضرت عَلی رضی اللہ عنہ نے ابھی تک نمازِ عصر ادا نہ فرمائی تھی وحی الہیہ اور سرورِ کائنات ﷺ کے ادب کے باعث آپ نے نبی پاک ﷺ کو اطلاع نہ دی یہاں تک کہ سورج ڈوب گیا۔ غروب ہو چکنے کے بعد حضور پاک ﷺ کو اس کی اطلاع ہوئی۔ انہوں نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں یوں عرض کی۔
"اے اللہ! عَلی تیری اور تیرے رسول کی اطاعت میں تھا۔ اس کے لئے سورج کو لوٹا دے۔"
اس پر ڈوب چکنے کے بعد سورج دوبارہ طلوع ہوا یہاں تک کہ پہاڑوں اور ٹیلوں پر دھوپ چمکنے لگی اور حضرت عَلی المُرتَضٰی رضی اللہ عنہ نے عصر کی نماز ادا فرمائی۔
یہ حضرت رِسالت مآب ﷺ کا معجزہ اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی کرامت تھی۔

---

[1] مزید تفصیلات کے لئے ملاحظہ ہو زرقانی شرح المواہب اللدنیہ جلد ۲/ صفحہ ۲۵۰ تا ۲۵۲

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لئے سورج کو لوٹانے کی اس حدیث کو بعض محدثین نے صحیح کہا۔ بعض نے فرمایا یہ حسن ہے اور بعض نے اسے ضعیف قرار دیا۔ صحیح یہ ہے کہ یہ حدیث حسن ہے صحیح یا ضعیف نہیں ہے۔ [1]

(۵۴) لَیْلَۃُ التَّعْرِیْس

اسی سال، خَیْبر سے واپسی سفر کے دوران لَیْلَۃُ التَّعْرِیْس [2] کا واقعہ پیش آیا کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سمیت رات کے آخری حصہ میں راستہ میں اترے نیند ان پر غالب آگئی اور صبح کی نماز نیند ہی میں فوت ہوگئی اور سورج طلوع کر آیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سورج کے روشن ہونے کے بعد اسے اَذان و اِقامت اور جماعت کے ساتھ ادا فرمایا اور قرأت بآواز بلند کی۔ [3]

ایک قول کی رو سے لَیْلَۃُ التَّعْرِیْس کا واقعہ حُدَیْبیَہ سے واپسی سَفَر میں پیش آیا اور ایک قول یہ ہے کہ تبُوْک سے واپسی کے دوران پیش آیا۔ پہلا قول زیادہ راجح ہے۔ علامہ سہیلی رحمۃ اللہ علیہ نے الروض الانف میں لکھا کہ پہلا قول زیادہ صحیح ہے۔

---

[1] حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے مدارج النبوت اردو ترجمہ جلد ۲/ ۴۲۸ تا ۴۳۱ میں اس حدیث مبارکہ کے بارے میں تفصیل کے ساتھ مختلف اقوال نقل فرمائے ہیں تفصیل کے طالب وہاں رجوع فرمائیں۔

[2] تَعْرِیْس کا معنے ہے آخر شب کو سونے کے لئے مسافر کا اترنا اور ٹھہرنا۔ مدارج النبوت اردو ترجمہ جلد ۲/ صفحہ ۴۳۱

[3] یہاں ایک اعتراض وارد ہوتا ہے کہ حدیث پاک میں آیا ہے میری آنکھیں سوتی ہیں دل جاگتا ہے ایک اور حدیث میں آیا ہے میں اپنی نیند کی حالت میں بھی تمہاری باتیں سنتا ہوں یہی وجہ ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نیند ناقض وضو نہیں جب دل بیدار رہتا ہے تو طلوع فجر کی خبر کیوں نہ ہوسکی۔ اس کا جواب یہ ہے کہ طلوع و غروب کا معلوم کرنا آنکھ کا کام ہے جب وہ بند ہو تو طلوع و غروب کا علم نہیں ہوسکتا۔ جس طرح کوئی تہہ خانہ میں بیٹھا ہو اور اس کے ہر طرف دبیز پردے پڑے ہوں۔ معلوم ہوا طلوع و غروب معلوم کرنے کے لئے صرف دل کی بیداری کافی نہیں۔ حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے بعد ایک اور جواب دیا آپ نے فرمایا یقیناً دل بیدار ہوگا نیند اور خواب کا بھی کچھ اثر نہ ہوگا لیکن ممکن ہے کہ اس وقت مشاہدۂ ربانی میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس قدر مُسْتَغْرِق ہوں کہ اس مشاہدہ کے ماسوا سے بالکل بے نیاز اور غافل ہوں۔ اس کا باعث عدمِ اِدْرَاک، نسیان، غفلت اور نیند نہیں بلکہ قَلْبِ اطہر پر ایک عظیم حالت کا طاری ہونا تھا جسے اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جان سکتا۔ مدارج النبوت اردو ترجمہ جلد ۲/ صفحہ ۴۳۳، ۴۳۴

(۵۵) اُحُد سے مَحَبّت اور مَدَنی حرم

خَیبَر سے واپسی پر جب نبی پاک صاحبِ لولاک ﷺ مدینہ منورہ کے قریب پہنچے اور آپ ﷺ کی نظر مبارک جَبَلِ اُحُد پر پڑی تو فرمایا:

"یہ پہاڑ ہم سے محبت کرتا ہے اور ہم اس سے محبت کرتے ہیں۔ [1] الٰہی! مدینہ کے سیاہ پتھروں کے دو قطعوں کی درمیانی جگہ کو میں حَرَم مقرر کرتا ہوں جس طرح حضرت ابراہیم علیہ السلام نے مکہ مکرمہ کا حَرَم مقرر کیا تھا۔"

(۵۶) حضرت اَبُوہُرَیرَہ رضی اللہ عنہ کا ایمان قبول کرنا

غَزوَۂ خَیبَر کے اَیّام میں، حضرت اَبُوہُرَیرَہ رضی اللہ عنہ اپنے قبیلہ بَنِیْ دَوس سمیت بارگاہِ نبوی میں حاضر ہوئے وہ اور ان کا پورا وفد ایمان لے آیا ان کی تعداد چار سو تھی۔

(۵۷) حضرت عِمْران بن حُصَین رضی اللہ عنہ کا مشرف باایمان ہونا

غزوۂ خَیبَر کے دنوں میں ہی، حضرت اَبُونُجَید عِمْران بن حُصَین خزاعی کَعبی بَصرِی رضی اللہ عنہ ایمان لائے۔
حُصَین تصغیر کے صیغہ کے ساتھ (حُ + صَ + یْ + ن) ہے اور اَبُونُجَید نون کی پیش اور جیم کی زبر کے ساتھ تصغیر کا صیغہ ہے۔ اس کے بعد کے تمام غَزوَات میں آپ رضی اللہ عنہ نے شرکت کی۔

(۵۸) معجزہ نبوی-----پاگل کا ٹھیک ہو جانا

غَزوَۂ ذَاتُ الرِّقَاع کی جانب سفر کے ایام میں نبی پاک ﷺ کا ایک معجزہ ظہور پذیر ہوا کہ ایک لڑکے کو پاگل پن تھا۔ اس کی ماں اسے لے کر نبی پاک ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور اس کے جنون کی شکایت کی۔ نبی پاک ﷺ نے اس پر اپنا لعابِ دَہَن مبارک ڈالا اور دعا فرمائی وہ اسی وقت تندرست ہو گیا۔

(۵۹) معجزہ نبوی-----تین انڈوں سے پورا لشکر سیر ہو گیا

ذَاتُ الرِّقَاع کی مہم کے دنوں میں آنحضرت ﷺ کا ایک معجزہ ظاہر ہوا۔ حضرت عُلبَہ بن زَید حارِثی رضی اللہ عنہ شترمرغ کے تین انڈے بارگاہ نبوی میں لائے۔ آپ ﷺ نے انہیں ایک پیالہ میں ڈال کر صَحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کو

---

[1] امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا طرفین کی جانب سے حدیث مبارکہ میں مذکورہ مَحَبّت حقیقت پر محمول ہے لہٰذا جَبَلِ اُحُد جنت میں داخل ہو گا جہاں حضور اکرم ﷺ جلوہ افروز ہوں گے مدارج النبوت اردو ترجمہ جلد ۲/ ۱۹۲

کھانے کا حکم دیا انہوں نے کھانا شروع کر دیا یہاں تک کہ انہیں کھا کر سارا لشکر سیر ہو گیا لشکر میں اس وقت سات یا آٹھ سو افراد تھے انڈے اسی طرح باقی بچ رہے۔

(۶۰) معجزہ نبوی----- درختوں کا حکم بجالانا

ذَاتُ الرِّقَاع میں نبی پاک ﷺ کے معجزات میں سے ایک اور معجزہ صادر ہوا۔ آپ ﷺ قضائے حاجت کے لئے وَادِیٰ کی جانب نکلے، پردہ کے لئے کوئی چیز نظر نہ آئی۔ وَادِی کے کنارے پر دو درختوں کو دیکھا، انہیں طلب فرمایا، وہ دونوں اپنی اپنی جگہوں سے اکھڑے اور بارگاہ نبوی میں حاضر ہو گئے، شاخوں کو زمین پر ڈال دیا اور پردہ بنا دیا۔ آپ قَضَائے حاجت سے فارغ ہوئے تو وہ دونوں اپنی اپنی جگہ پر واپس چلے گئے اور پہلے کی طرح اپنی جڑوں پر کھڑے ہو گئے۔

(۶۱) معجزہ نبوی----- ندیاں پنجاب رحمت کی ہیں جاری واہ وا

غَزْوَۂ ذَاتُ الرِّقَاع میں نبی کریم ﷺ کا ایک اور معجزہ ظاہر ہوا۔ کہ لشکرِ اِسْلام میں پانی ختم ہو گیا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو وضو کے لئے پانی نہ ملا۔ نبی پاک صاحبِ لولاک ﷺ نے تھوڑا سا پانی ایک بڑے پیالہ میں ڈالا اور اس میں اپنی انگلیاں ڈال دیں۔ آپ ﷺ کی انگلیوں کے درمیان سے پانی پھوٹنے لگا سارے لشکر نے پانی پیا، وضو کیا اور پانی جمع کر لیا۔

(۶۲) معجزہ نبوی---- لشکر کی خوراک کا غیبی سامان

ذَاتُ الرِّقَاع کی مہم کے دوران حضرت رِسَالت مآب ﷺ کا ایک اور معجزہ ظہور پذیر ہوا۔ صَحَابَۂ کرام رضی اللہ عنہم نے بھوک کی شکایت کی۔ آپ ﷺ نے ان سے فرمایا عنقریب اللہ تعالیٰ تمہارے کھانے کا بندوبست فرمائے گا۔ صَحَابَۂ کرام رضی اللہ عنہم ساحل سمندر کی جانب نکلے سمندر نے ایک مردہ مچھلی ساحل پر ڈال دی۔ انہوں نے اسے بھونا پکایا اور کھایا یہاں تک کہ وہ سب سیر ہو گئے۔ وہ مچھلی بہت بڑی تھی۔ اتنی بڑی تھی کہ پانچ آدمی اس کے اَبْرُو کی ہڈی میں بیٹھ گئے۔ اس کی پسلیوں میں سے ایک پسلی کو لے کر اس کا اندازہ کیا کہ لشکر میں سب سے درازقد اونٹ منگوایا اس پر سب سے درازقد آدمی کو بٹھایا سوار اس پسلی کے نیچے سے گذرا لیکن وہ اس سے بھی اونچی تھی۔

یہ مچھلی اس کے علاوہ تھی جس کا ذکر سرایا کے باب میں ۸/ھ کی فصل میں سَرِیَّہ خبط کے ضمن میں گذر چکا ہے۔

(۶۳) رَحمتِ بارِی تعالیٰ کے متعلق ارشادِ نبوی

اسی ذاتُ الرِّقاع کی مہم میں، صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت ایک پرندے کے بچے کو بارگاہِ نبوی میں لائی۔ وہ پرندہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں شکایت کرنے لگا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے چیخنے لگا۔ حضرت رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے آزاد فرما دیا اور صحابۂ کرام سے ارشاد فرمایا:

"تمہارا رب، تم پر، اس پرندے کے اپنے بچے پر رحم سے زیادہ رحم فرمانے والا ہے۔"

(۶۴) حضرت عَبّاد بن بِشر رضی اللہ عنہ کا تلاوت قرآن مجید سے شغف

غزوۂ ذاتُ الرِّقاع کے اَیّام ہی کا واقعہ ہے کہ حضرت عَبّاد بن بِشر رضی اللہ عنہ اور حضرت عَمّار بن یاسر رضی اللہ عنہ ایک رات حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت کے لئے پہرہ دینے لگے۔ پہرے کے لئے انہوں نے اپنے لئے آدھی آدھی رات ٹھہرا لی۔ حضرت عَبّاد رضی اللہ عنہ رات کا پہلا حصہ جاگے اور حضرت عَمّار رضی اللہ عنہ رات کا پچھلا حصہ۔ حضرت عَبّاد رضی اللہ عنہ نے رات کے نوافل پڑھنے شروع کئے اور ان میں سورۂ کہف کی تلاوت شروع کی۔ اور حضرت عمّار رضی اللہ عنہ سو گئے۔ مشرکین میں سے ایک آدمی نے حضرت عَبّاد رضی اللہ عنہ پر تیر چلایا خون کے زیادہ خارج ہونے سے آپ رضی اللہ عنہ کمزور ہو گئے۔ اس نے دوسرا تیرا چلایا پھر تیسرا تیر پھینکا آپ رضی اللہ عنہ نے نماز نہ چھوڑی پھر جب بہت سا خون بہہ گیا تو رکوع و سجود کر کے نماز سے فارغ ہوئے اور حضرت عَمّار رضی اللہ عنہ کو جگایا۔

حضرت عَمّار رضی اللہ عنہ نے پوچھا: "کافر کی طرف سے پہلا تیر لگنے پر ہی آپ نے مجھے کیوں نہ جگا دیا۔"

آپ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: "میں سورہ کہف پڑھ رہا تھا اس کو قطع کرنا مجھے ناپسند لگا۔"

(۶۵) نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم پر قاتلانہ حملے کرنے والے کا ایمان قبول کرنا

غَزوۂ ذاتُ الرِّقاع سے واپسی سفر میں حضرت غَورَث بن حارِث رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم نورِ مُجسّم صلی اللہ علیہ وسلم کو بحالتِ غفلت قتل کرنے کا ارادہ کیا۔ جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کثیر کانٹے دار درختوں والی وادی میں دوپہر کو آرام فرما رہے تھے۔ گرمی شدید تھی۔ صَحابۂ کرام رضی اللہ عنہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے جدا ہو گئے ان میں سے ہر ایک نے کسی درخت کا سایہ تلاش کر لیا۔ نبی پاک صاحب لولاک علیہ التحیۃ والثناء بھی ایک گھنے درخت کے سایہ میں سو گئے۔ حضرت غَورَث رضی اللہ عنہ، آئے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم پر تلوار سونت لی۔ اور کہنے لگے

"آج میرے ہاتھ سے تم کو کون بچا سکتا ہے؟"

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا: "مجھے اللہ تعالیٰ بچائے گا۔"

حضرت جبرئیل امین علیہ السلام نازل ہوئے انہوں نے حضرت غُورَث رضی اللہ عنہ کو سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے سینہ مبارک سے ہٹایا ان کے ہاتھوں سے تلوار گر پڑی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ تلوار اٹھالی اور حضرت غُورَث رضی اللہ عنہ پر تان لی اور فرمایا: "اب تجھے میرے ہاتھ سے کون بچائے گا؟"

اس پر وہ مبہوت ہوگئے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی عظیم حفاظت کے باعث بچالیا۔ (حضرت) غُورَث رضی اللہ عنہ کہنے لگے۔

"قسم بخدا! میں اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے جنگ نہ کروں گا اور نہ ہی اس قوم کا ساتھ دوں گا جو آپ سے برسرپیکار ہوگی۔" نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے یہ معاہدہ فرمالیا اور انہیں معاف فرمادیا۔

غَورَث، غین کے زبر کے ساتھ جعفر کے وزن پر (غَ + وْ + رَ + ث) ہے بعض علماء نے فرمایا غین کی پیش کے ساتھ (غُ + وْ + رَ + ث) ہے۔

اس واقعہ کے بعد حضرت غُورَث رضی اللہ عنہ کے ایمان میں اختلاف ہے۔

علامہ ذہبی نے تجرید میں انہیں صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم سے شمار کیا ہے۔ بعض محدثین اور سیرت نگاروں نے آپ کا نام غورث کی بجائے دعثور بیان فرمایا ہے۔ واللہ اعلم۔

سید جمال الدین رحمۃ اللہ علیہ نے روضۃ الاحباب میں لکھا:

"حضرت غَورَث رضی اللہ عنہ نے ایمان قبول کرلیا اور کلمہ شہادت اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ پڑھا۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں معاف فرمادیا۔ پھر وہ اپنی قوم کے پاس آئے انہیں اسلام کی دعوت دی۔"

علامہ قسطلانی نے شرح صحیح بخاری میں فرمایا:

"اللہ تعالیٰ نے آپ کے ذریعہ سے بہت سے لوگوں کو ہدایت عطا فرمائی۔"

(۲۶) اُذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْهَمَّ قَوْمٌ الخ کا شانِ نزول

اسی سال، حضرت غورث رضی اللہ عنہ اور ان کی قوم کے بارے میں یہ آیہ کریمہ نازل ہوئی۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ هَمَّ قَوْمٌ اَنْ يَّبْسُطُوْٓا اِلَيْكُمْ اَيْدِيَهُمْ فَكَفَّ اَيْدِيَهُمْ عَنْكُمْ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ (المائدہ-۱۱)

ترجمہ: اے ایمان والو! اپنے اوپر اللہ تعالیٰ کا احسان یاد رکھو جب ایک قوم نے چاہا کہ تم پر دست درازی کریں تو اس نے تم پر سے انکے ہاتھوں کو روک دیا اور اللہ تعالیٰ سے ڈرو، ایمان والوں کو اللہ تعالیٰ پر ہی بھروسہ کرنا چاہیے۔

(۶۷) حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا حضرت سُہیلہ رضی اللہ عنہا سے نکاح

ذاتُ الرِّقاع کی مہم سے کچھ روز قبل، حضرت جابر بن عَبدُاللہ رضی اللہ عنہ نے حضرت سُہیلہ بنت مَسعُود اَنصاریہ رضی اللہ عنہا سے نکاح فرمایا۔ وہ بحالتِ زِفاف ہی تھے کہ نبی پاک صاحبِ لولاک صلی اللہ علیہ وسلم ذات الرِّقاع کی مہم کے لئے نکل آئے۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بھی ساتھ چل پڑے، زِفاف کے باعث اس میں تاخیر نہ فرمائی۔ حضرت سُہیلہ رضی اللہ عنہا ثَیبہ تھیں۔ ان ہی کے بارے میں سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے فرمایا:

"آپ نے کنواری عورت سے شادی کی ہے یا ثَیبہ سے؟"

حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا۔ "ثَیبہ سے"

تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "کنواری سے شادی کیوں نہ کی کہ وہ تجھ سے کھیلتی اور تم اس سے کھیلتے۔"

(۶۸) معجزہ نبوی---- مَرِیل اونٹ کا قوی ہو جانا

غزوۂ ذاتُ الرِّقاع سے واپسی میں دورانِ راہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک اور معجزہ ظہور پذیر ہوا۔

حضرت رِسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا کہ حضرت جَابِر رضی اللہ عنہ کا اونٹ چلنے سے عاجز آگیا ہے اور لوگوں کے ساتھ چل نہیں سکتا۔ اسی کے باعث حضرت جَابِر رضی اللہ عنہ عام لوگوں سے پیچھے رہ گئے۔ حضرت رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاتھ میں کوڑا لیا اور اونٹ کو اس سے مارا نیز اپنی مبارک زبان سے اس کے لئے دعا فرمائی وہ اونٹ طاقتور اور تیز رفتار ہوگیا نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت سے تمام لوگوں کے اونٹوں سے آگے آگے چلنے لگا۔

(۶۹) سَخاوتِ نبوی

نبی اکرم نورِ مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزہ سے جب وہ اونٹ تیز رفتار ہوگیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ اونٹ ایک اوقیہ کے عوض حضرت جَابِر رضی اللہ عنہ سے خرید لیا۔ اُوقیہ چالیس درہم کا ہوتا ہے، اور مدینہ منورہ پہنچ کر اس کی قیمت ادا کرنے کا وعدہ فرمایا۔

جب مدینہ طیبہ پہنچے تو اس کی قیمت ادا فرمائی حضرت بِلَال رضی اللہ عنہ سے فرمایا "تولو اور زیادہ دو۔" پھر فرمایا اپنی قیمت وصول کرو اور اونٹ بھی لے جاؤ۔

بعض علماء نے فرمایا کہ یہ چاروں معاملات یعنی حضرت جَابِر رضی اللہ عنہ کا حضرت سُہیلہ رضی اللہ عنہا سے نکاح، نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا اونٹ خریدنا، قیمت تول کر زیادتی سمیت ادا کرنا، قیمت کے ساتھ اونٹ بھی ہبہ فرما دینا، غَزوۂ تَبُوک سے واپسی کے اَیَّام میں ہوئے۔ کچھ علماء نے فرمایا کہ فتح مکہ سے واپسی کے ایام میں یہ واقعات گذرے۔

(۷۰) صِرار کے مقام پر گائے کو ذبح کرنا

ذات الرِّقاع کی مہم سے واپسی کے دوران جب حضرت رِسالت مآب ﷺ مدینہ منورہ سے تین میل کے فاصلہ پر صِرار کے مقام پر پہنچے تو فتح کی نعمت پر شکرانے اور سفر سے واپسی پر خوشی کے لئے ایک گائے ذبح فرمائی۔ وہ دن صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم سمیت اسی جگہ بسر فرمایا اس کے بعد مدینہ طیبہ داخل ہوئے۔

(۷۱) خواب نبوی کا سچ ہو جانا

اسی سال نبی پاک ﷺ کے خواب کی صداقت ظاہر ہوئی کہ اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کے ساتھ اپنے اس ارشاد: لَتَدْخُلُنَّ الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ اٰمِنِيْنَ مُحَلِّقِيْنَ رُءُوْسَكُمْ وَمُقَصِّرِيْنَ لَا تَخَافُوْنَ۔ (الفتح:۲۷)

ترجمہ: "اگر اللہ تعالیٰ نے چاہا تو تم ضرور مسجد حرام میں امن کے ساتھ، سرمنڈوائے ہوئے اور قصر کئے ہوئے بے خوف داخل ہو جاؤ گے۔"

کے ساتھ جو وعدہ فرما رکھا تھا اس خواب کی صداقت کے ساتھ پورا ہوا جب آنحضور ﷺ اسی طرح مسجدِ حَرام میں داخل ہوئے۔

(۷۲) بادشاہوں کی جانب ایلچی

اسی سال، نبی کریم ﷺ نے بادشاہوں کی جانب ایلچی روانہ فرمائے نیز اپنے مکتُوباتِ مبارکہ پر مہر لگانے کی انگوٹھی بنوائی۔ ایک قول کی رو سے یہ دونوں معاملات ۶ھ میں ہوئے جس طرح کہ پہلے ذکر ہو چکا ہے۔

(۷۳) مکتُوبِ نبوی کی توہین پر شاہِ ایران کو سزا

اسی سال، منگل کی شب، جُمادیٰ الاُولیٰ اور بعض علماء کے قول کے مطابق جُمادیٰ الاُخریٰ کی دس تاریخ کو رات کے چھ گھنٹے گذرنے پر، اِیران کے بادشاہ پَرویز بن ہُرمُز بن نُوشیرواں کو قتل کردیا گیا۔ یہ وہی تھا جس نے حضرت رِسالت مآب ﷺ کے مکتوبِ گرامی کو پرزے پرزے کردیا۔ آپ ﷺ نے انکے بارے میں بددعا فرمائی کہ اللہ تعالیٰ اسے کچل ڈالے۔ درج بالا رات کو دعائے نبوی کی قبولیت کا اظہار ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے پَرویز کے بیٹے شِیرَویہ کو اس پر مسلط فرما دیا۔ اس نے اپنی تلوار اسکے پیٹ پر رکھی اور اسے چیر پھاڑ دیا۔ یہاں تک کہ وہ مارا گیا۔ پَرویز جب مارا گیا تو اسی شب کی صبح کو آپ ﷺ نے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کو خبر دی کہ آج رات کسریٰ ایران پَرویز مارا جا چکا ہے۔ آپ ﷺ کی خبر واقعہ کے بالکل مطابق ثابت ہوئی یہ بھی سرورِ کائنات ﷺ کا ایک معجزہ ہے۔

فصل ہشتم

۸/ ہجری کے وَاقِعات

(۱) مِنبَرِ نبوی

اس سال، مِنبَر بنوایا گیا۔ اسلام میں یہ سب سے پہلا مِنبَر تھا۔

منبر کا ۸/ھ میں بنوایا جانا سب سے زیادہ مشہور قول ہے۔ ابن نجار اور دیگر بہت سے علماء نے اس پر جزم فرمایا ہے۔ بعض علمائے کرام فرماتے ہیں کہ مِنبَر ۷/ھ کو بنوایا گیا۔

کچھ علماء، فرماتے ہیں کہ ۶/ھ کو بنوایا جیسا کہ گذر چکا ہے۔

منبرِ نبوی کے بنوانے کے بارے میں کچھ تفصیلات آپ اسی فصل میں پڑھیں گے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ۔

(۲) سُتُون کا فِراق نبوی میں چلا کر رونا

فِراقِ نبوی میں سُتُون کے رونے کا واقعہ بھی اسی سال پیش آیا۔ [۱]

(۳) رسول کریم ﷺ کے لختِ جگر حضرت اِبرَاہیم رضی اللہ عنہ کی وِلَادت

اسی سال، ذی الحجہ کے مہینہ میں، نبی پاک صاحبِ لولاک ﷺ کے لختِ جگر حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کی وِلَادت ہوئی۔ [۲] آپ رضی اللہ عنہ کی وَالدہ مَاجِدہ نبی کریم ﷺ کی باندی حضرت مَاریہ قِبطِیہ رضی اللہ عنہا تھیں۔

حافظ ابن حجر رضی اللہ عنہ نے فتح الباری میں لکھا ہے:

"حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کی وِلَادتِ بَاسَعَادت کے سال اور مہینہ میں تمام علماء کا اتفاق ہے۔ اگرچہ آپ رضی اللہ عنہ کے وِصَال کے سال اور مہینہ میں اختلاف ہے۔"

---

[۱] اس واقعہ کی تفصیل اسی فصل میں آگے آ رہی ہے۔

[۲] نبی کریم ﷺ نے ان کو رضاعت کے لئے حضرت اُمّ بُردہ خولہ بنت مُنذِر بن زَید اَنصَاری رضی اللہ عنہا کے سپرد فرمایا۔ ان کے خاوند حضرت بَراء بن اَوس رضی اللہ عنہ تھے۔ نبی کریم ﷺ نے کھجوروں کا ایک قطعہ انہیں عطا فرمایا۔ بنی مَازِن سے تھیں۔ کبھی کبھی حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کو لے کر مدینہ منورہ آتی تھیں۔ کبھی نبی پاک ﷺ وہاں بھی تشریف لے جاتے۔ گھر میں داخل ہوتے، انہیں اٹھاتے اور چومتے اور پھر واپس تشریف لے آتے۔ انسان العیون جلد ۳/ صفحہ ۳۹۴۔

(۴) حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کا عقیقہ

نبی اکرم نورِ مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے لختِ جگر کا نام، اپنے جد اعلیٰ حضرت اِبرَاہیم خَلِیلُ اللہ علیہ السلام کے نام پر رکھا۔ اور وِلَادت کے ساتویں روز آپ رضی اللہ عنہ کے عَقِیقہ کے لئے دو مینڈھے ذبح فرمائے۔ اسی روز آپ رضی اللہ عنہ کے بال اتارنے کا حکم دیا۔ چنانچہ بَنِیْ بَیَاضہ کے غلام، اَبُوْ ہِند بیاضی نے آپ رضی اللہ عنہ کے سر کے بال اتارے۔

حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ بالوں کے وزن کے برابر چاندی مساکین کو صدقہ کے طور پر دی جائے۔ نیز ارشاد فرمایا کہ بالوں کو دفن کر دیا جائے۔

مذکورہ بالا عبارت کا مفہوم یہ ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ کا نام ساتویں روز رکھا گیا۔ لیکن صحیح بات، جو حضرت اَنَس رضی اللہ عنہ کی روایت سے مسلم میں درج ہے، یہ ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ کا نام وِلَادت کی شب ہی رکھ دیا گیا تھا۔

(۵) وِلَادَت کی خوشخبری دینے والی کو اِنعام

جب حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ متولد ہوئے تو اس وقت دَایہ گیری کی خدمت کے لئے حضرت سَلمیٰ رضی اللہ عنہا[۱] زوجہ حضرت اَبُورَافع رضی اللہ عنہ تھیں۔

یہ دونوں میاں بیوی نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے آزاد فرمودہ غلام تھے۔ ولادت پر، حضرت سَلمیٰ رضی اللہ عنہا نے اپنے خاوند حضرت اَبُورَافع رضی اللہ عنہ کو اطلاع دی۔ وہ بارگاہِ نبوی میں خوشخبری کے لئے حاضر ہوئے اور مبارک باد پیش کی۔ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں انعام میں ایک غلام عطا فرمایا۔ اس غلام کا نام معلوم نہیں۔

(۶) سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی کنیت "ابو ابراہیم"

حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کی وِلَادت پر حضرت جبریل امین علیہ السلام نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور یوں سلام پیش کیا: اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا اَبَا اِبْرَاہِیْمَ۔ "اے ابو ابراہیم آپ پر سلام ہو۔"

---

[۱] حضرت سَلمیٰ رضی اللہ عنہا سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی حضرت صَفِیَّہ رضی اللہ عنہا کی لونڈی تھیں۔ جنہوں نے آپ رضی اللہ عنہا کو بارگاہِ نبوی میں ہبہ کر دیا تھا۔ ان کے خاوند حضرت اَبُورَافع رضی اللہ عنہ کا نام اِبْرَاہیم تھا۔ ایک قول کی رو سے یہ حضرت عَبّاس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کے غلام تھے۔ ہبہ کے طور پر نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی ملکیت میں آئے ان کے صاحبزادے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ دور خلافت میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے کاتب اور خازن تھے۔ انسان العیون للحلبی جلد ۳/ صفحہ ۳۹۲، ۳۹۳۔

(۷) لختِ جگرِ رسول ﷺ سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کا انتقال

اسی سال حضرت رِسالت مآب ﷺ کی لختِ جگر سیدہ زَینب رضی اللہ عنہا [۱] کا اِنتقال ہوا۔ بناتِ طَیّبات میں سے آپ رضی اللہ عنہا سب سے بڑی تھیں۔ آپ کا وِصال ۸/ھ کے آغاز میں ہوا۔

حضرت سیدہ زَینب رضی اللہ عنہا کی وِلادت ۳۰/ میلاد نبوی میں نزول وحی سے دس سال قبل ہوئی۔

(۸) غسل دینے والی کو نبی کریم ﷺ کا ارشاد مبارک

اسی برس، مشہور قول کی رو سے، جیسا کہ صحیح مسلم میں ہے۔ نبی کریم ﷺ نے مُردوں کو غسل دینے والی خاتون حضرت اُمّ عَطِیّہ [۲] رضی اللہ عنہا سے فرمایا:

"تین، پانچ، سات یا اس سے زیادہ دفعہ جس طرح [۳] مناسب ہو، اسے بیری کے پتوں میں اُبلے ہوئے پانی سے غسل دو اور آخر میں کافُور استعمال کرو۔"

آخر میں نبی پاک ﷺ نے انہیں ازار [۴] عطا فرمایا اور کہا: "اس میں اسے لپیٹ دو۔" [۵]

---

[۱] آپ رضی اللہ عنہا حضرت اَبُوالعَاص بن رَبیع رضی اللہ عنہ کے نِکاح میں تھیں۔ ان کی دو اولادیں تھیں۔ ایک کا نام حضرت علی رضی اللہ عنہ تھا۔ جو بلوغ کے قریب پہنچے تھے مروی ہے کہ فتح مکہ کے روز نبی کریم ﷺ نے انہیں اپنا رَدِیف بنایا تھا۔ اور دوسری لڑکی تھی جن کا نام حضرت اُمامہ رضی اللہ عنہا تھا۔ خاتونِ جنت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے وِصال کے بعد ان کی وصیت کے مطابق امیرالمومنین سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے ان سے نکاح فرمایا تھا۔ مدارج النبوت اردو ترجمہ۔ جلد ۲/ صفحہ ۵۴۳۔ حضرت اُمامہ رضی اللہ عنہا سے نبی کریم ﷺ بہت پیار کرتے تھے۔ ایک مرتبہ حضور ﷺ نماز ادا فرما رہے تھے اور حضرت اُمامہ رضی اللہ عنہا کو دوش مبارک پر بٹھائے ہوئے تھے جب رکوع جاتے تو زمین پر اتار دیتے اور سجدے سے سر مبارک اٹھا کر قیام کی طرف آتے تو دوش اقدس پر بٹھا لیتے تھے۔ حضرت سیدہ اُمامہ رضی اللہ عنہا کے بطن سے حضرت عَلی المرتضیٰ کے فرزند حضرت محمد اَوسط رضی اللہ عنہ متولد ہوئے۔ مدارج النبوت جلد ۲/ صفحہ ۷۸۲۔

[۲] حضرت سیدہ زَینب رضی اللہ عنہا کو حضرت سَودَہ بنت زَمعہ رضی اللہ عنہا، حضرت اُمّ سَلَمَہ رضی اللہ عنہا، حضرت ام اَیمن رضی اللہ عنہا اور حضرت اُمّ عَطِیّہ رضی اللہ عنہا نے غسل دیا۔ مدارج النبوت اردو ترجمہ جلد ۲/ صفحہ ۷۸۲۔

[۳] اس سے مقصود اختیار دینا نہیں بلکہ اس سے مقصود یہ ہے کہ تین مرتبہ سے نَظَافت و پاکیزگی حاصل ہو جائے تو یہی مشروع ہے ورنہ اس سے زیادہ مرتبہ کریں یہاں تک کہ نَظَافت حاصل ہو جائے۔ واجب ایک مرتبہ ہے۔ مدارج النبوت اردو ترجمہ جلد ۲/ صفحہ ۷۸۲۔

[۴] اس حدیث سے صالحین کے تبرکات سے تبرک لینے کا اِستحباب ثابت ہے۔ مدارج النبوت جلد ۲/ صفحہ ۷۸۳۔

[۵] نبی پاک ﷺ کی تین صاحبزادیاں حضرت رُقَیَّہ، حضرت اُمّ کُلثُوم اور حضرت زَینب رضی اللہ عنہن کی قبور جنّتُ البَقیع میں قریب قریب ہیں سعودی تسلط سے قبل ان تینوں قبروں پر ایک گنبد تعمیر تھا جسے "قبّہ بناتِ النبی" کہتے تھے۔ جسے سعودی حکومت نے مسمار کر دیا ہے۔

(۹) جنگِ مُوتَہ کے عَلَم بَرداروں کی شہادت

اسی سال کے جُمادیٰ الاُولیٰ کے مہینہ میں شام کی سرزمین میں جنگِ مُوتَہ لڑی گئی۔ جس میں حضرت زَید بن حارِثہ کَلبی رضی اللہ عنہ، حضرت جَعفَر بن اَبیٰ طَالب ہاشمی رضی اللہ عنہ اور حضرت عبدُاللہ بن رَواحَہ اَنصاری رضی اللہ عنہ نے جام شہادت نوش فرمایا۔

ان کی شہادت کا واقعہ "بابِ سَرایَا" میں سَرِیَۂ مُوتَہ کے ضمن میں گزر چکا ہے۔ حضرت جَعفَر بن اَبیٰ طَالب رضی اللہ عنہ کے اِسلام لانے اور ہجرت بجانبِ حَبَشہ کا ذکر ۵/ نبوی کے واقعات کی فصل میں ہو چکا ہے۔

(۱۰) معجزہ نبوی --- مدینہ منورہ میں مُوتَہ کے شُہَداء کے ناموں کا اعلان

اسی برس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ معجزہ ظہورپذیر ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ میں حضرت زَید رضی اللہ عنہ، حضرت جَعفَر رضی اللہ عنہ اور حضرت عَبدُاللہ رضی اللہ عنہ تینوں کی شہادت کی خبر اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو شہادت کے دن ہی دے دی۔ جب کہ مدینہ منورہ اور مُوتَہ کے درمیان اٹھائیس روز کی مسافت تھی۔ [۱]

(۱۱)۔ حضرت جَعفَر رضی اللہ عنہ کی جَنّت میں پَرواز کی خبر

حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ جن کی شہادت، جنگِ مُوتَہ میں ہوئی، کے متعلق نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی سال خبر دی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں یاقُوت کے پروں کے ساتھ جنت میں فرشتوں کے ہمراہ پرواز کرتے دیکھا ہے۔

(۱۲) حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کے وِصَال پر ماتم سے ممانعت

جنگِ مُوتَہ کے بعد اسی سال حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کے گھر کی مستورات آپ رضی اللہ عنہ کی شہادت پر رونے لگیں۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی اطلاع دی گئی۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"انہیں روک دو۔"

ایک آدمی نے انہیں روکا لیکن انہوں نے رونا ترک نہ کیا۔ اس پر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

---

[۱] احادیث کریمہ میں آیا ہے کہ جب سپاہِ اِسلام لشکرِ کفار کے مقابل کھڑے ہوئے تو اس وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مسجدِ نبوی میں تشریف فرما تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر مبارک سے حجابات اٹھ گئے اور اَہلِ مُوتَہ کے تمام حالات بچشم خود اس طرح ملاحظہ فرما رہے تھے جس طرح یہ میدانِ کارزار میں خود تشریف فرما ہو کر معاینہ فرما رہے ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم یہ (عَلَم بَرداروں کی شہادت بیان) فرماتے جاتے اور آنکھوں سے آنسو بہاتے جاتے تھے۔ مدارج النبوت اردو ترجمہ جلد ۲/ صفحہ ۴۶۰۔

"ان کے مونہوں میں مٹی ڈال دو۔" [1]

یہ حدیث پاک صحیح بخاری اور دیگر کتب میں موجود ہے۔

(۱۳) حضرت خَالِد بن وَلِیْد رضی اللہ عنہ کو سَیفُ اللہ کا خطاب

فتح مُوتہ کے بعد [2]، نبی کریم ﷺ نے حضرت خَالِد بن وَلِیْد رضی اللہ عنہ کو جن کے ہاتھوں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو یہ فتح عطا کی تھی، سَیفُ اللہ کا لقب عطا فرمایا۔

(۱۴) حضرت جَعْفَر رضی اللہ عنہ کو "طَیّار" کا خطاب

اسی سال نبی کریم ﷺ نے حضرت جَعْفَر بن اَبِی طَالِب رضی اللہ عنہ کو "طَیّار" کا لقب عطا فرمایا۔ ان کی شہادت جنگِ مُوتہ میں ہوئی۔

(۱۵) حضرت عَتّاب بن اَسِید رضی اللہ عنہ کا قبولِ اِیمان

اسی سال، فتح مکہ کے دنوں میں حضرت عَتّاب [3] ابن اَسِید رضی اللہ عنہ مشرف باسلام ہوئے۔ حضور اکرم ﷺ نے ان کو مکّہ مکرمہ میں نماز اور حج کے لئے اپنا خلیفہ مقرر فرمایا۔ ان کی اِمَارت میں اس سال لوگوں نے حج کیا۔

(۱۶) ہَجَر کے مَجُوسیوں سے جزیہ کی وصولی

مَجُوسِ ہَجَر سے نبی اکرم ﷺ نے اسی سال جِزیَہ وصول فرمایا۔

---

[1] ان عورتوں کا رونا نوحہ کے ساتھ تھا ورنہ بغیر نوحہ کے رونا ممنوع نہیں ورنہ اس میں اتنا مبالغہ کیوں فرماتے۔ مدارج النبوت اردو ترجمہ۔ صفحہ ۴۶۲

[2] سرکارِ دوعَالَم ﷺ جب مدینہ منورہ میں جنگِ مُوتہ کے حالات بیان فرما رہے تھے اسی وقت فرمایا اب اللہ کی تلواروں میں سے ایک تلوار یعنی خَالِد نے عَلَم لیا اور ان کے ہی ہاتھ پر فتح حاصل ہوگی۔ اس دن سے حضرت خَالِد رضی اللہ عنہ کا لقب سَیفُ اللہ ہوگیا۔ مدارج النبوت اردو ترجمہ جلد ۲/ صفحہ ۴۶۰۔

[3] حضرت عَتّاب بن اَسِید رضی اللہ عنہ کی کنیت اَبُو عَبْدُالرَّحمٰن تھی۔ نبی کریم ﷺ اور حضرت صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ کے عہدِ مبارک میں وہ مکّہ مکرمہ کے عَامِل رہے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عَتّاب رضی اللہ عنہ کا وِصَال ایک ہی روز ہوا۔ آپ رضی اللہ عنہ نہایت بزرگ اور نیکوکار تھے۔ آپ کے اِخلاص کا اندازہ آپ رضی اللہ عنہ کے اس حلفیہ ارشاد سے کیا جا سکتا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے جس منصب پر مجھے مقرر فرمایا اس کے عوض مجھے صرف دو کپڑے ملے جو میں نے اپنے غلام کیسان کو دے دیئے۔ الاستیعاب جلد ۳/ صفحہ ۱۵۳۔ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ابوجہل کی بیٹی کے ساتھ نکاح کا ارادہ ترک کر دیا تو حضرت عَتّاب رضی اللہ عنہ نے اس سے نکاح فرما لیا جن سے حضرت عَبْدُالرَّحمٰن بن عَتّاب رضی اللہ عنہما کی ولادت ہوئی الاصابہ جلد ۲/ صفحہ ۴۵۱۔

(۱۷) ام المومنین حضرت سَودَہ رضی اللہ عنہا کا اپنی باری سے دست بردار ہونا

اسی سال نبی کریم ﷺ نے ام المومنین حضرت سَودَہ بنت زَمعَہ رضی اللہ عنہا کو کبر سنی کے باعث طلاق دینے کا ارادہ فرمایا تو انہوں نے اپنی باری حضرت عائشہ صِدِّیقہ رضی اللہ عنہا کو ہبہ کر دی۔

انہوں نے عرض کیا:

یا رسول اللہ ﷺ! میں چاہتی ہوں کہ قیامت کے دن آپ کی زَوجات سے میرا حَشر ہو۔ میں نے اپنی باری کا دن حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو ہبہ کر دیا ہے۔"

نبی پاک ﷺ نے ان کو طلاق نہ دی اور ان کی باری کے دن سرکارِ دو عالَم ﷺ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ہاں ہوتے۔

(۱۸) حضرت کَعب بن زُہَیر رضی اللہ عنہ کا ایمان لانا

اسی سال حضرت کَعب [1] بن زُہَیر بن اَبی سُلمیٰ رضی اللہ عنہ مشرف بایمان ہوئے۔

اَبی سُلمیٰ سین کے پیش کے ساتھ (سُ + لْ + مَ + یٰ) ہے۔

اَبی سُلمیٰ کا نام رَبِیعَہ بن رِیاح ہے۔

رِیاح (رِ + یَ + ا + ح) راء کی زیر اور اس کے بعد یاء کے ساتھ ہے۔

زیادہ راجح یہ ہے کہ حضرت کَعب رضی اللہ عنہ ۹/ھ کو ایمان لائے۔ جس طرح کہ ان کا ذکر ۹/ھ کے واقعات میں آ رہا ہے ان شاء اللہ تعالیٰ۔

(۱۹) فاطِمَہ بنت ضَحّاک سے نکاح اور علیحدگی

اسی سال، ذی قعدہ کے مہینے میں، حضرت رسالت مآب ﷺ نے فاطِمَہ بنت ضَحّاک سے نِکاح فرمایا جب آپ ﷺ اس کے ہاں تشریف لائے اور قریب ہوئے تو وہ کہنے لگی: "میں تم سے اللہ کی پناہ مانگتی ہوں۔"

---

[1] حضرت کَعب رضی اللہ عنہ کے باپ زُہَیر کی وفات بعثت نبوی سے قبل ہوئی۔ زُہَیر اور اس کے دونوں بیٹے حضرت کَعب رضی اللہ عنہ اور حضرت بُجَیر رضی اللہ عنہ اور حضرت کَعب رضی اللہ عنہ کے دونوں بیٹے حضرت عُقبَہ رضی اللہ عنہ اور حضرت عَوّام رضی اللہ عنہ سب شاعر تھے۔ حضرت کَعب رضی اللہ عنہ کا نبی کریم ﷺ کی مدح میں مشہور قصیدہ ہے جو "بَانَت سُعَاد" سے شروع ہوتا ہے۔ اس وجہ سے اس قصیدہ کا نام "بَانَتْ سُعَاد" مشہور ہے۔ حضرت رِسالت مآب ﷺ نے یہ قصیدہ سماعت فرما کر آپ رضی اللہ عنہ کو چادر مبارک عطا فرمائی تھی۔ الاصابہ جلد ۳/ صفحہ ۲۹۵، ۲۹۶۔ الاستیعاب علی ہامش الاصابہ جلد ۳/ صفحہ ۲۹۷ تا ۲۹۹۔

اس پر آپ ﷺ نے فرمایا: "تو نے عظیم ذات کی پناہ مانگی ہے۔ اپنے خاندان میں چلی جاؤ۔" [1]

(۲۰) مُلَیکہ بنت کَعب سے نکاح اور علیحدگی

اسی سال کے رمضان المبارک میں، نبی کریم ﷺ نے مُلَیکہ بنت کَعب لَیثِیّۃ کِنَانِیّہ سے نکاح فرمایا۔

بعض علماء فرماتے ہیں کہ یہ خاتون کِنَانِیّہ نہیں بلکہ کندیہ تھی۔

فتح مکہ کے روز نبی کریم ﷺ نے اس کے والد کے قتل کا حکم دیا تھا۔ چنانچہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اسے قتل کر دیا۔

بعض عورتوں نے اسے بھڑکایا اور کہا کہ "اس سے نکاح کرتے تجھے شرم نہ آئی جس نے ابھی ابھی تیرے باپ کو قتل کرایا ہے۔" اس نے بھی رب کی پناہ مانگی تو آپ ﷺ نے اسے علیحدہ کر دیا۔

(۲۱) یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا ضَرَبْتُمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ الخ کا شانِ نزول

اسی سال، فتح مکہ سے قبل، حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ کی سرکردگی میں ایک مہم بَطنِ اِضَم کی جانب بھیجی گئی۔

حضرت اَبُو قَتادہ رضی اللہ عنہ کے دستہ میں ایک صَحابی حضرت مُحَلِّم بن جَثّامہ لَیثِی رضی اللہ عنہ تھے۔ ان کا سامنا قبیلہ اَشجَع کے ایک فرد، عَامر بن اَضبَط سے ہوا۔ عَامر نے حضرت مُحَلِّم رضی اللہ عنہ اور آپ کے ساتھیوں کو مسلمانوں کی مانند سلام کہا۔ لیکن مسلمانوں نے (غلطی سے) کہا یہ ایماندار نہیں ہے۔ اس پر حضرت مُحَلِّم رضی اللہ عنہ نے اسے قتل کر دیا۔

جب یہ مہم واپس بارگاہِ نبوی میں پہنچی تو ان کے متعلق قرآن مجید کی یہ آیت کریمہ نازل ہوئی:

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا ضَرَبْتُمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ فَتَبَیَّنُوْا وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ اَلْقٰٓی اِلَیْکُمُ السَّلٰمَ لَسْتَ مُؤْمِنًا۔ (النساء-۹۴)

"اے ایمان والو! جب تم اللہ تعالیٰ کی راہ میں نکلو تو خوب جانچ پڑتال کر لیا کرو۔ جو تمہیں سلام کہے اسے یہ نہ کہو کہ تو ایماندار نہیں ہے۔"

---

[1] اس بدنصیب عورت نے سرکارِ دو عالم ﷺ کو چھوڑ کر دنیا کو اختیار کر لیا۔ آخر کار اس کا حال یہ ہو گیا کہ کھجوروں کی گٹھلیاں اور ایک روایت میں ہے کہ مینگنیاں چنتی تھی۔ ایک شخص نے اسے دیکھا اور پوچھا تو کون ہے تو اس نے سر اٹھا کر کہا میں وہ بدبخت عورت ہوں جس نے اللہ اور اس کے رسول ﷺ پر دنیا کو اختیار کیا تھا۔ مدارج النبوت اردو ترجمہ جلد ۲ صفحہ ۸۳۴۔

(۲۲) حضرت عَمرو بن عَاص رضی اللہ عنہ، حضرت خَالِد بن وَلِید رضی اللہ عنہ اور حضرت عُثمان بن اَبِی طَلحَہ رضی اللہ عنہ کا مشرف با یمان ہونا

صحیح اور جمہور علماء کے قول کے مطابق اسی سال، صفر کے مہینہ میں حضرت عَمرو بن عَاص بن وَائل سَہمی رضی اللہ عنہ، حضرت خَالِد بن وَلِید بن مُغیرَہ مَخزُومی رضی اللہ عنہ اور خانہ کعبہ کے کلید بردار حضرت عُثمان بن اَبی طَلحَہ عَبدَرِی جمحی رضی اللہ عنہ مشرف باایمان ہوئے۔ یہ تینوں [1] حضرات صفر ۸/ھ میں مدینہ منورہ حاضر ہوئے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اسلام لائے۔

اپنے ایمان کے دو ماہ بعد حضرت خَالِد بن وَلِید رضی اللہ عنہ جنگِ مُوتَہ میں شامل ہوئے۔ اس سے قبل کسی جنگ میں ان کی شرکت کسی صحیح روایت سے ثابت نہیں۔

---

[1] حضرت عَمرو بن عَاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جنگِ خندق سے واپس ہو کر میں نے اپنے بعض دوستوں کو بلایا اور ان سے کہا کہ (حضرت) محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی بات ہم پر غالب آ جائے گی۔ میرا ارادہ ہے کہ نَجَاشی کے پاس چلے جائیں۔ اگر ان کا غَلَبہ ہو گیا تو ہم ان کے اثر سے وہاں محفوظ رہیں گے اور اگر ہماری قوم کو غَلَبہ ہو گیا تو یہ ہمارے جذبات کو خوب جانتی ہے وہ ہمارے ساتھ اچھا سلوک کرے گی۔ اس تجویز کو سب دوستوں نے پسند کیا۔ چنانچہ نَجَاشی کے دربار میں تحفہ پیش کرنے کے لئے ہم نے چمڑے جمع کئے اور وہاں روانہ ہو گئے۔ جب حَبَشَہ میں پہنچے تو ہم نے (حضرت) عَمرو بن اُمَیَہ ضَمری (رضی اللہ عنہ) کو دیکھا کہ (حضرت) جَعفَر بن اَبِی طَالِب (رضی اللہ عنہ) اور دیگر ساتھیوں کے ساتھ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قاصد بن کر نَجَاشی کے پاس پہنچے ہوئے ہیں۔ میں نے نَجَاشی کے دربار میں تحائف پیش کئے اور اس سے درخواست کی کہ اس قاصد کو میرے سپرد کر دیں تاکہ میں اسے قتل کر دوں۔ میری اس درخواست پر نَجَاشی شدید غضبناک ہو گیا۔ اس پر میں نے معذرت کے انداز میں اس سے کہا اے بادشاہ! اگر مجھے پتہ ہوتا کہ آپ کو میری اس درخواست سے اتنا رنج ہو گا تو میں بالکل اس کی جرأت نہ کرتا۔ اس پر نَجَاشی نے کہا کیا تم ایسے شخص کے قاصد کو قتل کرنے کے لئے مجھ سے طلب کرتے ہو جس پر حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرح جبرئیل امین نازل ہوتے ہیں۔ اس پر میں نے پوچھا کیا واقعی ایسا ہے؟ اس نے کہا اے عَمرو! تم کو کیا ہو گیا ہے وہ یقیناً حق پر ہیں اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرح اپنے مخالفوں پر غالب آئیں گے۔ اس پر حضرت عَمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے نَجَاشی کے ہاتھوں ایمان قبول کر لیا۔ لیکن اپنے ساتھیوں سے ایمان چھپائے رکھا۔ وہ فرماتے ہیں پھر میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمتِ اَقدَس میں حاضری کے ارادہ سے روانہ ہوا۔ راستہ میں میری ملاقات حضرت خَالِد بن وَلِید رضی اللہ عنہ سے ہو گئی جو مکہ مکرمہ سے اس نیت سے نکلے تھے کہ بارگاہِ نبوی میں حاضر ہو کر ایمان قبول کریں۔ (چنانچہ ہم دونوں، پہلے حضرت خالد رضی اللہ عنہ پھر میں خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور ایمان قبول کر لیا۔) ایمان لانے سے قبل میں نے عرض کی کہ میں اس شرط پر ایمان لاتا ہوں کہ آپ میرے تمام پچھلے گناہ معاف فرما دیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عَمرو! بیعت کرو اِسلام اور ہجرت ماقبل زمانہ کو قطع کر دیتے ہیں۔ چنانچہ میں نے بیعت کر لی اور چلا آیا۔ حضرت عُثمان بن اَبِی طَلحَہ رضی اللہ عنہ بھی ان دونوں کے ہمراہ تھے۔ وہ بھی ان کے ساتھ مشرف با یمان ہوئے۔ تاریخ طبری اردو ترجمہ جلد ۱/ صفحہ ۳۷۴ تا ۳۷۶۔

بعض علماء ارشاد فرماتے ہیں کہ یہ تینوں حضرات ۷/ھ کے اواخر میں ایمان لائے بعض کہتے ہیں ۵/ھ میں مشرف بایمان ہوئے اور کچھ علماء کا کہنا ہے کہ حضرت خَالِد رَضِیَ اللہُ عَنْہ غزوہ حُدَیبِیَہ کے بعد ۶/ھ کے اَوَاخر میں ایمان لائے۔ بعض کا قول ہے کہ آپ رَضِیَ اللہُ عَنْہ غزوہ خَیبَر سے قبل ۷/ھ میں ایمان لائے۔

(۲۳) مکّہ مکرمہ سے ہجرت کی فَرضِیَت کا نسخ

نبی پاک صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم فتح مکہ سے جب فارغ ہو چکے تو اسی سال مکّہ مکرمہ سے مدینہ منورہ کی جانب ہجرت کی فرضیت منسوخ ہو گئی۔

(۲۴) قبیلۂ صُدَآء کی آمد

اسی سال، یمن کے گردونواح سے قبیلۂ صُدَآء بارگاہِ نبوی میں باریاب ہوا۔ [۱] اس کے افراد کی تعداد پندرہ تھی۔ وفد میں حضرت زِیَاد بن حَارِث صُدَائی رَضِیَ اللہُ عَنْہ بھی شریک تھے۔ انہوں نے اسلام پر بیعت کی اور اپنے علاقہ میں واپس چلے گئے۔ زاں بعد ان میں کثرت سے اِسلام کی اِشاعت ہوئی۔ چنانچہ ایک سو افراد پر مشتمل وفد دوبارہ بارگاہِ نبوی میں شرف یاب ہوا اور حجۃ الوَدَاع میں نبی پاک صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے ہمراہی کا شرف حاصل کیا۔

(۲۵) حضرت عَدَّاء بن خَالِد رَضِیَ اللہُ عَنْہ کا ایمان لانا

اسی سال فتح مکہ کے بعد اور بقول دیگر غَزوَۂ حُنَین کے بعد حضرت عَدَّاء [۲] بن خَالِد بن رَبِیعَہ عَامِرِیّ رَضِیَ اللہُ عَنْہ ایمان لائے۔

---

[۱] حضور نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم جب ۸/ھ میں جِعرَانَہ سے واپس تشریف فرما ہوئے تو حضرت قَیس بن سَعد بن عبادہ رَضِیَ اللہُ عَنْہ کو قبیلہ صُدَاء کی سرکوبی پر مقرر فرمایا۔ چنانچہ وہ چار سو مسلمانوں کے لشکر سمیت قناۃ کے نواح میں لشکر انداز ہو گئے۔ قبیلۂ صُدَاء کا ایک شخص آیا اور اس نے اس لشکر کے بارے میں دریافت کیا۔ جب اسے مسلمانوں کے ارادے کا علم ہوا تو وہ تیزی سے دربارِ رسالت مآب صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ میں اپنی قوم سمیت آپ ہی کا ہوں چنانچہ آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے اس لشکر کو واپس طلب فرمالیا۔ اس کے بعد اس قبیلہ کے پندرہ افراد دربار نبوی میں حاضر ہوئے اور ایمان قبول کیا۔ حجۃ الوَدَاع کے موقع پر اس قبیلہ کے ایک سو افراد نبی پاک صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے ہمراہ تھے۔ اس قبیلہ سے دربارِ نبوی میں سب سے پہلے حاضر ہونے والے شخص حضرت زِیَاد بن حَارِث صُدَائی رَضِیَ اللہُ عَنْہ ہیں۔ یہی وہ شخص ہیں جن کو ایک سفر میں نبی پاک صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے اذان کہنے کا حکم دیا چنانچہ انہوں نے آذان کہی۔ بعد میں حضرت بِلَال رَضِیَ اللہُ عَنْہ اِقَامَت پڑھنے لگے تو نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا جس نے اذان کہی وہی اقامت بھی پڑھے۔ طبقات ابن سعد اردو ترجمہ جلد ۲/ صفحہ ۱۲۱، ۱۲۲۔

[۲] حضرت عَدَّاء رَضِیَ اللہُ عَنْہ اپنے والد حضرت خَالِد رَضِیَ اللہُ عَنْہ اور اپنے والد کے بھائی حضرت حَرمَلَہ رَضِیَ اللہُ عَنْہ کے ساتھ غَزوَۂ حُنَین کے بعد مشرف بہ اسلام ہوئے۔ ۱۰۱/ھ یَزِید بن مہلب کے خروج تک آپ رَضِیَ اللہُ عَنْہ زندہ رہے الاصابہ جلد ۲/ صفحہ ۴۶۶۔

عَدّاء عین کی زبر' دال کی تشدید اور الف ممدودہ: (عَ + دّ + ا + ء) کے ساتھ [1] ہے۔
آپ رضی اللہ عنہ کے لئے ہی نبی کریم ﷺ نے فروختگی کی تحریر لکھوائی۔ جس میں یہ الفاظ تھے:

هٰذَا مَا اشْتَرىٰ الْعَدَّاءُ بْنُ خَالِدٍ مِّنْ مُّحَمَّدٍ رَّسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ بَيْعَ الْمُسْلِمِ مِنَ الْمُسْلِمِ لَادَاءَ وَلَا خِبْثَةَ وَلَا غَائِلَةَ۔

ترجمہ: یہ رسید ہے اس کی جو خریدا عَدّاء بن خالد (رضی اللہ عنہ) نے (حضرت) مُحمّد رَسُول اللہ (ﷺ) سے جس طرح مسلمان مسلمان سے خرید و فروخت کرتا ہے۔ (فروخت شدہ غلام یا لونڈی میں) نہ بیماری ہے نہ خباثت اور نہ دھوکہ۔

اس تحریر کی درست طریقہ پر روایت یونہی ہے۔ ترمذی' نسائی اور ابن ماجہ نے اسے اسی طرح سے روایت کیا ہے۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے تَعلِیقًا کتاب البیوع میں ان الفاظ میں اسے روایت کیا ہے:

هٰذَا مَا اشْتَرَاهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مِنَ الْعَدَّاءِ بْنِ خَالِدٍ۔

ترجمہ: یہ رسید ہے اس کی جو خریدا (حضرت) محمد ﷺ نے (حضرت) عَدّا بن خالد (رضی اللہ عنہ) سے۔

ان اَلفاظ سے روایت الٹ ہو گئی ہے۔ (یعنی خریدار' فروخت کنندہ اور فروخت کرنے والا' خریدار بن گیا ہے) یا (اس کی تاویل یوں کی جا سکتی ہے کہ) لفظ اِشْتَرٰی بَاعَ کے معنوں میں ہے۔

علامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ نے بخاری شریف پر اپنی شرح میں فرمایا: "اس عقد میں غلام یا لونڈی فروخت ہوئی تھی۔"

(۲۶) بازار کے بھاؤ مقرر کرنے سے نبی کریم ﷺ کا اِجتناب فرمانا

اسی سال' چیزوں کے بھاؤ چڑھ گئے۔ اس پر لوگوں نے عرض کیا:

"یا رسول اللہ! چیزوں کے بھاؤ مقرر فرما دیجئے۔"

تو نبی کریم ﷺ نے اعلان فرما دیا کہ:

"بھاؤ مقرر فرمانے والا اللہ تعالیٰ ہے۔ وہی تنگی عطا فرمانے والا اور فراخی عطا فرمانے والا ہے۔"

---

[1] الاصابہ میں اس کے خلاف یوں ہے العَدَاء بوزن الغَفَاء۔ ملاحظہ ہو جلد ۲/ صفحہ ۴۶۶۔

(۲۷) حضرت سُہل بن بَیضاء رضی اللہ عنہ کا وِصال

حضرت سُہل بن بَیضاء [1] رضی اللہ عنہ کا اِنتقال اسی سال ہوا۔ حضرت رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی نماز جنازہ مسجد میں ادا فرمائی۔

(۲۸) اِیران کے بادشاہ کا قتل اور عورت کا حکمران بننا

ایران کا بادشاہ اسی سال قتل ہوا۔ تو لوگوں نے اپنا حکمران عورت کو بنا لیا۔ اس کا نام بُوران بنت کِسریٰ تھا۔

نبی پاک صاحبِ لولاک صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر یوں ارشاد فرمایا:

"وہ قوم ہرگز فلاح نہیں پائے گی جس نے اپنا حکمران عورت کو بنا لیا۔"

(۲۹) غَسّان کے حکمران کی وفات

حَارِث بن اَبِی شمر غَسّانی، بادشاہ غَسّان کا انتقال اسی سال ہوا۔ یہ شخص شام کے علاقہ بلقاء کا حاکم تھا۔ کفر کی حالت میں اس نے دنیا سے کوچ کیا۔

---

[1] حضرت سُہل بن بُیضاء رضی اللہ عنہ ۔ بُیضاء آپ رضی اللہ عنہ کی والدہ کا مشہور نام ہے۔ اس کا اصل نام دَعد بنت جَحدَم ہے۔ حضرت سُہل رضی اللہ عنہ کے علاوہ دو بیٹے ان کے اور تھے۔ جن کے نام حضرت سُہَیل رضی اللہ عنہ اور حضرت صَفوان رضی اللہ عنہ تھے۔ ان کے والد کا نام وَہب بن رَبِیعَہ تھا۔ غزوۂ بَدر سے پہلے آپ رضی اللہ عنہ ایمان لا چکے تھے۔ لیکن اِظہار نہ فرمایا تھا۔ قُریش زبردستی انہیں اپنے لشکر کے ساتھ لے آئے وہاں قید ہوئے۔ لیکن حضرت عَبدُاللہ بن مَسعُود رضی اللہ عنہ نے گواہی دی کہ میں نے انہیں نماز ادا کرتے دیکھا ہے۔ اس کی بناء پر انہیں رہائی ملی۔ اِظہارِ نبوت کے ابتدائی سالوں میں قریش نے بنی ہاشم کے خلاف معاشرتی مُقاطَعَہ کا معاہدہ کر لیا جن لوگوں نے اس معاہدہ کے خلاف آواز بلند کی ان میں آپ رضی اللہ عنہ بھی شامل تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ کے علاوہ ہَشّام بن عَمرو، مُطعِم بن عَدِیّ، زمعہ بن اَسوَد، اَبُو البختری بن ہَشّام اور زُہَیر بن اُمَیّہ بھی اس معاہدہ کے خلاف آواز اٹھانے والوں میں شامل تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ اور ان کے بھائی حضرت سُہَیل رضی اللہ عنہ کا انتقال مدینہ منورہ میں ہوا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہردو کی نماز جنازہ مسجد میں ادا فرمائی۔ ایک قول کے مطابق ان کے تیسرے بھائی حضرت صَفوان رضی اللہ عنہ نے بَدر کی جنگ میں شہادت پائی۔ الاستیعاب علی ہامش الاصابہ جلد ۲/ صفحہ ۹۳، ۹۴۔

(۳۰) رئیسِ یَمامہ کا انتقال

ہَوذَہ بن عَلِیّ حَنَفی [۱] اَہلِ یَمامہ کا سردار بھی اسی سال بحالتِ کفر مر گیا۔ فتح مکہ سے سرکارِ دو عالم ﷺ کی واپسی کے بعد اس کی موت واقع ہوئی۔

(۳۱) فتح مکہ

اسی سال نبی کریم ﷺ نے فتح مکہ [۲] کے لئے لشکر کشی فرمائی۔ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کے ہاتھوں اسے فتح فرمایا۔

اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِيْنًا الخ (الفتح:۱) آیات میں اللہ تعالیٰ نے جس فتح کا وعدہ فرمایا تھا وہ یہی "فتحِ عَظِیم" تھی۔

غَزَوات کے باب، ۸/ھ کے غَزَوات میں ہم نے فتحِ مکہ کے لئے روانگی، مکہ معظمہ پہنچنے اور اس غَزوہ کی تاریخیں لکھ دی ہیں۔ ان تاریخوں کو وہاں دیکھ لیا جائے۔

(۳۲) حضرت حَاطِب بن اَبِی بَلتَعہ رضی اللہ عنہ کا کفار مکہ کو خط

غزوہ فتح مکہ سے قبل نبی کریم ﷺ کی مکہ معظمہ کی جانب روانگی سے پہلے، حضرت حَاطِب بن اَبِی بَلتَعہ رضی اللہ عنہ [۳] نے، قُرَیشِ مکہ کی اطلاع کے لئے، خفیہ طور پر، نبی پاک ﷺ کی لشکر کشی کے متعلق خط لکھا۔

---

[۱] ہَوذَہ بن عَلِیّ حَنَفی یَمامہ کا حکمران تھا۔ اسے دعوت اسلام دینے کے لئے نبی کریم ﷺ نے حضرت سَلِیط بن عَمرو عَامِری رضی اللہ عنہ کو مکتوب گرامی دے کر روانہ کیا۔ اس نے جوابی خط میں لکھا کہ آپ مجھے اپنی حکومت میں ایک علاقہ کی حکمرانی عطا فرما دیں تو میں ایمان لانے کے لئے تیار ہوں۔ جب اس کا یہ پیغام نبی کریم ﷺ کے پاس پہنچا تو آپ ﷺ نے فرمایا اگر وہ مجھ سے کھجور کے ایک خوشہ کے برابر زمین کا ٹکڑا طلب کرے تو میں اسے نہ دوں گا اور نہ ہی دینا جائز رکھوں گا۔ جب مکہ مکرمہ فتح ہوا تو حضرت جبرئیلِ امین علیہ السلام ہَوذَہ کے مرنے کی خبر لائے۔ مدارج النبوت اردو ترجمہ جلد ۲/ صفحہ ۳۹۳۔

[۲] فتح مکہ اسلام کی عظیم ترین فتوحات میں سے ہے۔ اس سے پہلے اہلِ عرب اس امر کا انتظار کر رہے تھے کہ اگر حضور سَیِّدُ المرسلین ﷺ مکہ مکرمہ پر فتح حاصل کر لیں تو وہ بھی دائرۂ اِسلام میں داخل ہو جائیں۔ چنانچہ جب یہ فتحِ عظیم ظہور پذیر ہوئی تو لوگ دوڑتے بھاگتے اسلام لانے لگے۔ جیسا کہ سورۃ النصر میں وارد ہے۔ اس فتح کے بعد مشرکوں کے لئے کوئی جائے فرار باقی نہ رہی۔ حق تعالیٰ نے اس فتح کے ذریعہ سے اپنے دین کو غالب فرمایا۔ اپنے محبوب ﷺ کو مظفر و فتح مند فرما دیا۔ یہ ایسی فتح تھی کہ زمین و آسمان والے مبارک بادیاں پیش کرنے لگے۔ مدارج النبوت اردو ترجمہ جلد ۲/ صفحہ ۴۰۷۔

[۳] علمائے کرام کا اتفاق ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ غزوۂ بَدر میں شریک تھے۔ ۳۰/ھ کو ۶۵ برس کی عمر میں وِصَال فرمایا۔ الاصابہ میں آپ سے مروی پانچ حدیثیں درج ہیں۔ الزرقانی علی المواھب اللدنیہ جلد ۲/ صفحہ ۲۹۴۔

(۴۳) معجزہ نبوی - حضرت حاطب رضی اللہ عنہ کے خط کی اطلاع

اسی سال نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ معجزہ ظہور پذیر ہوا کہ حضرت جبریل امین علیہ السلام بارگاہ نبوی میں حاضر ہوئے اور حضرت حاطب رضی اللہ عنہ کے خط کی اطلاع دی کہ انہوں نے "سارہ" نامی ایک عورت کے ہاتھوں ایک خط قریش مکہ کو روانہ کیا ہے۔ وہ عورت قریش کی آزاد کردہ لونڈی تھی۔

رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ اطلاع پاکر حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت مقداد رضی اللہ عنہ، حضرت زبیر رضی اللہ عنہ اور ایک صحابی رضی اللہ عنہ کو روانہ کیا اور ارشاد فرمایا:

یہ خط ایک عورت کے پاس ہے جس کی نشانیاں یہ ہیں۔ وہ تمہیں "خاخ" کے باغ میں ملے گی۔"

یہ جماعت اس کے تعاقب میں روانہ ہو گئی اور اسی باغ میں اسے جالیا۔ اس سے خط کے بارے میں پوچھا تو اس نے انکار کر دیا۔ اس پر حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے اپنی تلوار سونت لی اور فرمایا:

"خط نکالو ورنہ ہم تمہارے کپڑے اتار ڈالیں گے۔"

اس دھمکی پر اس نے وہ خط اپنے سر کے مُوباف سے نکال دیا۔ اس طرح حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ ظاہر ہوا۔ زاں بعد حضرت حاطب رضی اللہ عنہ نے اپنا عذر پیش کیا تو رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں معاف فرمادیا اور انہیں کوئی سزا نہ دی۔ [۱]

(۴۴) حضرت حاطب رضی اللہ عنہ کے بارے میں آیات کا نزول

حضرت حاطب رضی اللہ عنہ اور ان کے اس قصہ کے بارے میں اسی سال سورۃ ممتحنہ کی یہ آیات نازل ہوئیں:

يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا عَدُوِّىْ وَعَدُوَّكُمْ اَوْلِيَآءَ تُلْقُوْنَ اِلَيْهِمْ بِالْمَوَدَّةِ وَقَدْ كَفَرُوْا بِمَا جَآءَكُمْ مِّنَ الْحَقِّ يُخْرِجُوْنَ الرَّسُوْلَ وَاِيَّاكُمْ اَنْ تُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ رَبِّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ خَرَجْتُمْ جِهَادًا فِىْ سَبِيْلِىْ وَابْتِغَآءَ مَرْضَاتِىْ تُسِرُّوْنَ اِلَيْهِمْ بِالْمَوَدَّةِ وَاَنَا

---

[۱] کسی عرب شاعر نے سچ کہا ہے: وَاِذَا الْحَبِيْبُ اَتَى بِذَنْبٍ وَاحِدٍ + جَآءَتْ مَحَاسِنُهٗ بِاَلْفِ شَفِيْعٍ (کسی محبوب شخصیت سے اگر ایک غلطی ہو جائے تو اس کے محاسن ہزار سفارشیوں کو لے کر بخشوانے کے لئے حاضر ہو جاتے ہیں۔) حضرت حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ کے اس خط کے مندرجات کے لئے المواہب اللدنیہ مع شرح الزرقانی جلد ۲/ صفحہ ۲۹۸ ملاحظہ ہو۔ اس خط میں کفار کو لشکرِ اسلام سے خوف زدہ کرنے اور ان کی دل شکنی کا سامان موجود ہے۔

اَعْلَمُ بِمَآ اَخْفَيْتُمْ وَمَآ اَعْلَنْتُمْ وَمَنْ يَّفْعَلْهُ مِنْكُمْ فَقَدْ ضَلَّ سَوَآءَ السَّبِيْلِ○ اِنْ يَّثْقَفُوْكُمْ يَكُوْنُوْا لَكُمْ اَعْدَآءً وَّيَبْسُطُوْٓا اِلَيْكُمْ اَيْدِيَهُمْ وَاَلْسِنَتَهُمْ بِالسُّوْٓءِ وَوَدُّوْا لَوْ تَكْفُرُوْنَ○ لَنْ تَنْفَعَكُمْ اَرْحَامُكُمْ وَلَآ اَوْلَادُكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَفْصِلُ بَيْنَكُمْ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ○

ترجمہ: "اے ایمان والو! میرے اور اپنے دشمنوں کو دوست قرار نہ دو تم انہیں دوستی کے پیغام اِرسال کرتے ہو۔ جب کہ وہ تمہارے سچے دین سے منکر ہیں۔ رسول(ﷺ) کو اور خود تمہیں گھروں سے نکالتے ہیں۔ اس وجہ سے کہ تم اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھتے ہو جو تمہارا پروردگار ہے۔ اگر تم میری راہ میں جہاد اور میری رضا کو طلب کرنے کے لئے نکلے ہو۔ تم انہیں پوشیدہ طور پر دوستی کے پیغام بھیجتے ہو مجھے خوب معلوم ہے جو تم نے چھپایا اور جو تم نے ظاہر کیا۔ جو کوئی تم میں سے ایسا کام کرے وہ سیدھی راہ سے بھٹک گیا○ اگر تم ان کے ہاتھ آ جاؤ تو وہ تمہارے دشمن بن جائیں گے۔ اپنے ہاتھ اور زبانیں برائی کے ساتھ تم پر دَراز کریں گے اور چاہیں گے کہ تم بھی کسی طرح کافر بن جاؤ○ تمہارے خاندان اور اولادیں، قیامت کے دن، تمہارے کسی کام نہ آئیں گے وہ تمہارے درمیان فیصلہ فرما دے گا اور اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال کو دیکھتا ہے○ (الممتحنہ آیات ۱ تا ۳)

(۳۵) حضرت حَاطِب رضی اللہ عنہ کی معافی اور اَہلِ بَدر کی فضیلت

حضرت حَاطِب بن اَبِی بَلتعہ رضی اللہ عنہ کے خط کے قصہ میں نبی کریم ﷺ نے اَہلِ بَدر کی فضیلت بیان فرمائی۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضرت حَاطِب رضی اللہ عنہ کے بارے میں عرض کی:

یا رسول اللہ ﷺ! مجھے اجازت دیجئے تا کہ اس مُنافِق کی گردن اڑا دوں۔" اس پر رَحمتِ کائنات ﷺ نے فرمایا:

"حَاطِب، جنگِ بَدر میں شریک تھے۔ اے عمر! تمہیں کیا پتہ شاید اللہ تعالیٰ نے اَہلِ بَدر کو جھانک کر دیکھا ہے اور ان سے فرما دیا ہے جو چاہے کرو میں نے تمہیں معاف فرما دیا ہے۔" اِمام بُخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی صحیح میں اسی طرح روایت کی ہے۔

ایک روایت، جسے اِمام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی مسند میں درج فرمایا ہے، میں حضرت جَابِر رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً یوں ہے:

"جنگِ بَدر میں شامل ہونے والا کوئی مسلمان دوزخ میں داخل نہ ہو گا۔"

(۳۶) حضرت عَبّاس بن مِرداس رضی اللہ عنہ کا قبولِ اسلام

اسی سال، فتح مکہ سے کچھ ہی پہلے حضرت عَبّاس بن مِرداس بن اَبِی عامِر سُلمی رضی اللہ عنہ حلقہ بگوشِ اسلام ہوئے۔ ؎۱

آپ رضی اللہ عنہ مشہور شاعر، نیکوکار اور بہادر تھے۔

(۳۷) بحالت سفر روزہ نہ رکھنے کی اجازت

اسی سفر میں، حضرت رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے اعلان کرنے والے صحابی رضی اللہ عنہ نے اعلان کیا:

"اس سَفر میں جو آدمی رمضان المبارک کا روزہ رکھنا پسند کرے، رکھے اور جو شخص اِفطار کو پسند کرے، اِفطار کرلے اور دوسرے دنوں میں یہ گنتی پوری کرلے۔"

اس اِعلان کے بعد نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے روزے رکھنے شروع کردیئے۔ جب کَدِید ؎۲ کے مقام پر پہنچے تو خود روزہ اِفطار فرمایا اور صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کو اِفطار کا حکم دیا تاکہ جنگ کرنے کی قوت حاصل ہو۔ زاں بعد ماہ رَمَضان اَلمُبارک کے اختتام تک خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صَحابۂ کرام رضی اللہ عنہم روزہ اِفطار فرماتے رہے۔ المواہب اللدنیہ میں اسی طرح ہے۔

؎۱ حضرت عَبّاس رضی اللہ عنہ کے والد مِرداس کا ایک بت تھا جس کی وہ عبادت کیا کرتا تھا۔ اس بت کا نام "ضَمار" تھا اور پتھر کا بنا ہوا تھا۔ جب مِرداس پر حالت نزع طاری ہوئی تو اس نے حضرت عَبّاس رضی اللہ عنہ کو وصیت کی کہ ضَمار کی عبادت کرنا وہ تمہیں نفع و نقصان پہنچانے پر قادر ہے۔ حضرت عَبّاس رضی اللہ عنہ ایک دن ضَمار کے پاس تھے کہ اس کے اندر سے انہوں نے یہ شعر سنے۔ قُلْ لِلْقَبَائِلِ مِنْ سُلَيْمٍ كُلِّهَا + اَوْدىٰ ضَمَارُ وَعَاشَ اَهْلُ الْمَسْجِدِ (اے عَبّاس خاندان سُلَیم کی تمام شاخوں سے کہہ دو ضَمار ہلاک ہوگیا۔ مدینہ منورہ اور مکہ مکرمہ کی مسجدوں والے اب دنیا میں رہیں گے۔) اِنَّ الَّذِیْ وَرِثَ النُّبُوَّةَ وَالْهُدىٰ + بَعْدَ ابْنِ مَرْيَمَ مُهْتَدٍ (جس ہستی نے حضرت عیسٰی بن مریم علیہ السلام کے بعد نبوت اور ہدایت کی وراثت پائی ہے وہ ہدایت پر ہے۔) اَوْدىٰ ضَمَارُ وَكَانَ يُعْبَدُ مَرَّةً + قَبْلَ الْكِتَابِ اِلَى النَّبِيِّ مُحَمَّدٍ (ضَمار ہلاک ہوگیا حالانکہ نبی برحق حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم پر نزول کتاب سے پہلے اس کی عبادت کی جاتی تھی۔) یہ اَشعار سن کر عَبّاس رضی اللہ عنہ نے ضَمار کو آگ میں جلا ڈالا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمتِ عالیہ میں حاضر ہوئے اور اِیمان قبول فرمایا۔ سیرت ابن ہشام جلد ۴/ صفحہ ۵۱۔

؎۲ بَذلُ القوہ نیز زرقانی شرح مواہب میں صراحت ہے کہ یہ لفظ کاف کی زبر کے ساتھ ہے لیکن سیرت ابن ہشام جلد ۴/ صفحہ ۱۷ میں محمد محی الدین عبدالحمید محقق نے کاف کی پیش اور دال کی زبر کے ساتھ لکھا ہے۔ نیز اسی کتاب کے دوسرے باتحقیق ایڈیشن جلد ۴/ صفحہ ۴۲ میں بھی اس مقام پر کاف کی پیش اور دال کی زبر کے ساتھ درج ہے۔ جب کہ دوسرے دو مقامات پر کاف کی زبر اور دال کی زیر کے ساتھ مندرج ہے۔ اس ایڈیشن کی تحقیق عبدالحفیظ شلبی، مصطفٰی السقا اور ابراہیم الابیاری نے کی ہے۔

مصنف المَوَاہِب اللدنیہ نے فرمایا بخاری شریف میں اسی طرح مروی ہے۔ علامہ زُرقانی رحمۃ اللہ علیہ نے مَوَاہب لدنیہ کی شرح میں لکھا کہ نبی پاک صاحبِ لولاک صلی اللہ علیہ وسلم درمیانی عشرہ مکمل ہونے سے قبل مکہ معظمہ پہنچ چکے تھے۔ لیکن طائف، حُنَین اور دیگر مہموں کی تیاری میں تھے۔ اس کے باعث آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اِقامت کی نیت نہ فرمائی بلکہ نمازِ قصر ہی ادا فرماتے رہے۔ [1]

اس کا مطلب یہ ہے کہ اسی (نیتِ اِقامت نہ ہونے) کے باعث آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے رَمضانُ المُبارک کا باقی حصہ بحالتِ اِفطار گزارا۔

کَدِید: کاف کی زبر (کَ + دِ + ی + د) کے ساتھ قُدَید اور عُسفان کے درمیان واقع ہے۔ قُدَید، قاف کی پیش کے ساتھ (قُ + دَ + یْ + د) تصغیر کا صیغہ ہے۔

عُسفان، مکہ معظمہ سے دو دنوں کی مسافت پر واقع ہے۔

(۳۸) روزہ کے افطار کا وقت

فتح مکہ کے لئے جاتے ہوئے راستہ میں، کَدِید اور عُسفَان پہنچنے سے پہلے، جب نبی پاک صاحبِ لولاک صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا کہ سورج کی ٹکیہ غروب ہو چکی ہے تو حضرت بِلَال رضی اللہ عنہ سے فرمایا:

اترو اور میرے لئے ستو پانی میں گھولو۔" حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے عرض کیا:

"سورج یعنی اس کی روشنی باقی ہے۔" تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"اترو اور ستو گھولو۔"

حضرت بِلَال رضی اللہ عنہ نے عرض کی: "سورج یعنی اس کی روشنی ابھی باقی ہے۔"

اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر فرمایا: "اترو اور گھولو۔"

اس پر حضرت بِلَال رضی اللہ عنہ نے ستو گھول دیئے۔

اس کے بعد نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دستِ اَقدس سے مشرق کی جانب اشارہ کیا اور ارشاد فرمایا:

"جب اس طرف سے رات چڑھ آئے تو روزہ دار کے افطار کا وقت ہو جاتا ہے۔"

صحیح بخاری میں حضرت عبدُاللہ بن اَبِی اَوفیٰ رضی اللہ عنہ سے اسی طرح مروی ہے۔

---

[1] ملاحظہ ہو الزرقانی شرح المواہب اللدنیہ جلد ۲/ صفحہ ۳۰۰۔

(۳۹) سفر میں روزہ کے باعث تکلیف کی صورت میں روزہ کی ناپسندیدگی

فتحِ مکہ کے لئے [1] جاتے ہوئے، راستہ میں نبی پاک ﷺ نے ایک آدمی پر لوگوں کا جمگھٹا دیکھا۔ جس پر سایہ کیا ہوا تھا۔

آپ ﷺ نے دریافت فرمایا: "یہ کیا ہے۔"

صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی: "یہ شخص روزہ دار ہے، شدید گرمی کے باعث بے ہوش ہو گیا ہے۔"

یہ سن کر آپ ﷺ نے فرمایا:

لَيْسَ مِنَ الْبِرِّ الصِّيَامُ فِي السَّفَرِ۔

ترجمہ: "ایسے سفر میں روزہ رکھنا کوئی نیکی نہیں ہے۔"

اس حدیث پاک کو امام بخاری وغیرہ محدثین نے روایت کیا ہے۔

حافظ عبدالرزاق رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی جامع اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی مسند میں ان الفاظ سے اس حدیث کو روایت فرمایا ہے:

لَيْسَ مِنَ امْبِرِّ امْصِيَامُ فِي امْسَفَرِ۔

یعنی لام تعریف کے تینوں مقامات پر لام کی بجائے میم ہے۔

وہ آدمی جس پر لوگوں نے سایہ کیا ہوا تھا وہ حضرت ابو سرایک عامری رضی اللہ عنہ تھے۔ ان کا نام حضرت قیس رضی اللہ عنہ تھا۔ امام قسطلانی نے بخاری کی شرح میں اسی طرح تحریر فرمایا ہے۔

(۴۰) حضرت عبّاس رضی اللہ عنہ کی ہجرت

نبی پاک صاحبِ لولاک ﷺ کی مدینہ منورہ سے، فتح مکہ کے لئے روانگی سے قبل، آپ ﷺ کے چچا حضرت عبّاس رضی اللہ عنہ ہجرت کی غرض سے، اپنے اہل و عیال سمیت، مدینہ منورہ کی جانب روانہ ہو چکے تھے۔

---

[1] بخاری اور مسلم کی روایت میں فتح مکہ کے سفر کی صراحت نہیں۔ ترمذی کی روایت میں اس کی تعیین ہے۔ الزرقانی علی المواہب اللدنیہ جلد ۲ صفحہ ۳۰۰۔

(آپ رضی اللہ عنہ کے ایمان لانے کی تاریخ کے بارے میں اختلاف ہے۔) بعض علماء فرماتے ہیں کہ آپ رضی اللہ عنہ اس سے ایک عرصہ پہلے، غَزْوَۂ بَدْر کے بعد، ۲/ھ میں ایمان لا چکے تھے۔ [1]

بعض علمائے کرام کا ارشاد ہے کہ ۸/ھ میں جب آپ رضی اللہ عنہ نے مدینہ منورہ کی جانب اپنے اہل و عیال سمیت ہجرت کی تو اس وقت آپ حلقہ بگوشِ اسلام ہوئے تھے۔ بعض علماء کا کہنا ہے کہ یہی صحیح ہے جس طرح کہ ۸/ھ کے واقعات میں گزر چکا ہے۔

حضرت عَبّاس رضی اللہ عنہ اپنے اہل و عیال سمیت، ہجرت کر کے، ۸/ھ میں، مدینہ منورہ آ رہے تھے اور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم فتحِ مکہ کے لئے مکّہ مکرمہ کی جانب رواں تھے کہ جُحْفَہ یا ذِی الْحُلَیْفَہ کے مقام پر دونوں کی آپس میں ملاقات ہو گئی۔ آپ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ فتح کے لئے واپس آ گئے اور اپنے گھر والوں کو مدینہ منورہ کی جانب روانہ کر دیا۔ اس طرح آپ رضی اللہ عنہ سب سے آخری مہاجر تھے۔ اسی لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ رضی اللہ عنہ سے فرمایا: "اے چچا! آپ رضی اللہ عنہ کی ہجرت آخری ہے جس طرح میری نبوت آخری نبوت ہے۔"

(۴۱) حضرت اَبُوسُفْیان بن حَارِث رضی اللہ عنہ اور ان کے صاحبزادے رضی اللہ عنہ کا مشرف بایمان ہونا

نبی پاک صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وسلم فتح مکہ کے لئے جا رہے تھے کہ "اَبْوَاء" کے مقام پر حضرت اَبُوسُفْیان [2] بن حَارِث بن عَبْدُالْمُطَّلِب رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملے۔

---

[1] نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت عَبّاس رضی اللہ عنہ کے ہجرت سے پہلے ایمان لا چکنے کے متعلق علم تھا اور آپ رضی اللہ عنہ کے قیامِ مکہ پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم راضی تھے۔ کیونکہ یہ مشرکین کے بارے میں خبریں لکھ کر بارگاہِ نبوی میں اِرْسال کیا کرتے نیز مکّہ مکرمہ کے کمزور مسلمانوں کے کام آتے تھے۔ الزرقانی علی المواہب اللدنیہ جلد ۲/ صفحہ ۳۰۱۔

[2] "اَبُوسُفْیان" آپ رضی اللہ عنہ کی کنیت بھی ہے اور نام بھی۔ آپ رضی اللہ عنہ کا وِصَال ۱۵/ھ یا ۲۰/ھ کو ہوا۔ حضرت فاروقِ اَعْظَم رضی اللہ عنہ نے آپ کی نمازِ جنازہ پڑھائی۔ حضرت عُرْوَہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً مروی ہے کہ اَبُوسُفْیان بن حَارِث اہلِ جنت کے نوجوانوں کے سردار ہیں۔ وِصَال کا باعث یہ ہوا کہ آپ رضی اللہ عنہ کے سرِمبارک پر "مسّا" تھا۔ حج کے آخر میں جب سر منڈوایا تو حجام نے بالوں میں اسے بھی اتار دیا جس سے خون رسنے لگا۔ جس سے آپ وَاصِل بحق ہو گئے۔ بوقتِ وِصَال اہلِ خانہ کو وصیت فرمائی میری وفات پر مت رونا کیونکہ جب سے میں نے ایمان قبول کیا ہے گناہ کی کوئی گفتگو نہیں کی۔ اِعْلانِ نبوت سے پہلے حضرت اَبُوسُفْیان بن حَارِث نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بے حد محبت کرتے تھے۔ اِعْلانِ نبوت کے بعد یہ محبت عَدَاوت میں تبدیل ہو گئی تھی۔ حضرت حَسّان رضی اللہ عنہ ان کے اَشْعار کے جواب لکھا کرتے تھے۔ بالآخر مشرف بایمان ہو گئے۔ الزرقانی علی المواہب اللدنیہ جلد ۲/ صفحہ ۳۰۱۔

آپ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چچازاد اور رِضاعی بھائی تھے کیونکہ انہوں نے بھی حضرت حَلیمہ سَعدیہ رضی اللہ عنہا کا دودھ پیا تھا۔ ان کے ہمراہ ان کے صاحبزادے حضرت جَعفر[1] بن اَبی سُفیان رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ دونوں باپ بیٹا وہیں ایمان لائے۔

حضرت اَمیرمُعاویہ رضی اللہ عنہ کے والد ماجد حضرت اَبُوسُفیان رضی اللہ عنہ ان کے علاوہ اور شخصیت ہیں۔ کیونکہ حضرت اَبُوسُفیان بن حَرب رضی اللہ عنہ اموی ہیں اور حضرت اَبُوسُفیان بن حَارث رضی اللہ عنہ ہاشمی ہیں۔ اس کے علاوہ دیگر دلائل کی رو سے بھی یہ دونوں الگ الگ شخصیتیں قرار پاتی ہیں۔ حضرت اَبُوسُفیان بن حَرب رضی اللہ عنہ کا ذکر آگے آرہا ہے۔

(۴۲) حضرت اَبُوسُفیان بن حَارِث رضی اللہ عنہ کی دربارِ رِسالت میں مَعذِرَت

اسلام قبول فرمانے سے قبل حضرت اَبُوسُفیان بن حَارِث رضی اللہ عنہ نے اپنے چچازاد حضرت عَلی بن اَبِی طَالِب رضی اللہ عنہ سے ملاقات کی اور پوچھا:

جب میں اِسلام قبول کرنے کی غرض سے حضرت رِسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوں تو کیا کہوں۔ کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو میری طرف سے بہت سی تکالیف پہنچ چکی ہیں۔"

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

"ان سے وہی کہنا جو حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائیوں نے حضرت یوسف علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا تھا۔"

تَاللّٰهِ لَقَدْ اٰثَرَكَ اللّٰهُ عَلَيْنَا وَ اِنْ كُنَّا لَخَاطِئِيْنَ۔ (یوسف:۹۱)

(قسم بخدا! اللہ تعالیٰ نے آپ کو ہم پر ترجیح دی ہے اور خطاکار ہم ہی تھے۔)

حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ نے ایسا ہی کہا۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں جواباً ارشاد فرمایا:

لَا تَثْرِيْبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ يَغْفِرُ اللّٰهُ لَكُمْ وَ هُوَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ۔ (یوسف:۹۲)

---

[1] حضرت جَعفر رضی اللہ عنہ اپنے والد حضرت اَبُوسُفیان رضی اللہ عنہ سمیت غَزوۂ حُنَین میں شریک ہوئے۔ اس وقت آپ رضی اللہ عنہ نوجوان تھے۔ ۵۰ھ میں دِمَشق کے مقام پر وِصال پایا۔ ان کی کوئی اولاد نہ تھی۔ الزرقانی علی المواہب اللدنیہ جلد ۴/ صفحہ ۳۰۱۔

ترجمہ: "آج تم پر کوئی ملامت نہیں اللہ تعالیٰ تمہارے گناہ معاف فرمائے، وہ سب سے بڑھ کر رحم کرنے والا ہے۔" [1]

(۴۳) حضرت عَبدُاللہ بن اَبِی اُمَیَّہ مَخزُومِی رضی اللہ عنہ کا ایمان لانا

فتح مکہ کے لئے جاتے ہوئے دورانِ راہ، سُقیا اور عَرج کے درمیان، نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے، حضرت عبدُاللہ بن اَبِی اُمَیَّہ مَخزُومی رضی اللہ عنہ ملے۔

آپ رضی اللہ عنہ، ام المومنین حضرت اُمِّ سَلَمہ رضی اللہ عنہا کے باپ کی جانب سے بھائی تھے۔ (دونوں کی مائیں جدا تھیں) کیونکہ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کی والدہ عاتکہ بنت عَبدُالمُطَّلِب رضی اللہ عنہا تھیں اور ام المومنین حضرت اُمِّ سَلَمہ رضی اللہ عنہا کی والدہ کا نام عاتکہ بنت عامر بن قَیس فِرَاسی ہے۔

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے جب ایمان کا ارادہ کیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے منہ پھیر لیا۔ کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں سے انہیں شدید عداوت تھی۔ یہ وہی تھے جنہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا تھا:

لَنْ نُّؤْمِنَ لَکَ حَتّٰی تَفْجُرَلَنَا مِنَ الْاَرْضِ یَنْبُوْعًاO اَوْتَکُوْنَ لَکَ جَنَّۃٌ مِّنْ نَّخِیْلٍ وَّ عِنَبٍ (بنی اسرائیل:۹۰،۹۱)

ترجمہ: "جب تک آپ صلی اللہ علیہ وسلم زمین سے ہمارے لئے چشمے جاری نہ کریں یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کھجوروں اور انگوروں کے باغات نہ ہوں ہم ہرگز آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان نہ لائیں گے۔"

آپ رضی اللہ عنہ کی بہن حضرت امُ المُؤمِنِین اُمِّ سَلَمہ رضی اللہ عنہا نے سفارش کی جس کی بناء پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان سے راضی ہو گئے۔ انہوں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھوں پر ایمان قبول فرمایا اور ایمان میں مخلص رہے۔ [2]

سُقیا مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کے درمیان ایک بڑا گاؤں ہے۔ جو فُرُع کے مُضافات میں ہے۔ یہاں سے مدینہ منورہ کا چار منزل کا فاصلہ ہے۔

---

[1] ایمان لانے کے بعد حیاء کے باعث سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب کبھی سر نہ اٹھایا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بھی ان سے محبت فرماتے تھے اور انہیں جنت کی خوشخبری دی۔ اور فرمایا میں امید کرتا ہوں کہ یہ امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کے پیچھے پیچھے ہوں گے۔ حضرت اَبُوسُفیان رضی اللہ عنہ سے یہ ارشاد نبوی مروی ہے۔ اللہ تعالیٰ اس قوم کو برکت عطا نہیں فرماتا جس میں کمزور، طاقتور سے اپنا حق وصول نہ کر سکتا ہو۔ الزرقانی علی المواہب اللدنیہ جلد ۲، صفحہ ۳۰۲۔

[2] حضرت عبدُاللہ بن اَبِی اُمَیَّہ رضی اللہ عنہ مشرف با یمان ہونے کے بعد فتح مکہ، حُنَین اور طائف کے غزوات میں شریک ہوئے اور اس آخری غزوہ میں شہید ہوئے۔ الزرقانی علی المواہب اللدنیہ جلد ۲، صفحہ ۳۰۱۔

فُرُع فا کے پیش کے ساتھ (فُ + رُ + ع) بھی ایک بڑی بستی ہے۔ جہاں سے مدینہ منورہ کا فاصلہ بھی چار منزل ہے۔ باب غَزَوات میں ۳ھ کے غزوات میں اس کا ذکر گزر چکا ہے۔

(۴۴) حضرت اَبُوسُفیان صَخر رضی اللہ عنہ، حضرت حَکیم بن حِزام رضی اللہ عنہ اور حضرت بُدَیل بن وَرقاء رضی اللہ عنہ کا مشرف با یمان ہونا

لشکرِ اِسلام کے مکّہ مکرمہ کی جانب روانگی کے دوران "مَرّالظَّہران" [۱] کے مقام پر یہ تین افراد بارگاہ نبوی میں باریاب ہوئے۔

(۱) حضرت امیر مُعاوِیہ رضی اللہ عنہ کے والد، حضرت اَبُوسُفیان صَخر بن حَرب رضی اللہ عنہ۔

(۲) ام المومنین حضرت خدیجۃُ الکُبریٰ رضی اللہ عنہا کے بھتیجے، حضرت حَکیم بن حِزام رضی اللہ عنہ

(۳) حضرت بُدَیل بن وَرقاء خُزاعی رضی اللہ عنہ

یہ تینوں حضرات مکّہ مکرمہ سے اس لئے آئے تھے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے اہل مکہ کے لئے اَمان حاصل کریں۔ وہ اسی مقام پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے حضرت عَبّاس بن عَبدُالمُطّلِب رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر مشرف با یمان ہوئے۔ اس طرح فتح مکہ سے ایک روز پہلے یہ ایمان لائے۔

مَرّالظَّہران، مکّہ مکرمہ سے ایک منزل کے فاصلہ پر ایک مقام ہے جو اب وادیٔ فاطِمَہ کے نام سے مشہور ہے۔ اس کی شہرت خاتون جنت حضرت فاطِمَۃُ الزَّہراء رضی اللہ عنہا کی نسبت کے باعث نہیں بلکہ اسی نام کی ایک

---

[۱] لشکر اسلام مَرّالظَّہران پہنچا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ ہر شخص اپنے خیمہ کے سامنے آگ روشن کرے۔ مکّہ مکرمہ اس جگہ سے چار کوس کے فاصلہ پر تھا۔ ابھی تک کفار مکہ لشکرِ اِسلام کی آمد سے بے خبر تھے۔ لیکن فکرمند تھے کہ مسلمان ان پر حملہ کردیں گے۔ اس لئے انہوں نے باہمی مشورہ کر کے اَبُوسُفیان کو بھیجا کہ جاؤ اور تحقیق کرو اگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات ہو جائے تو ہمارے لئے اَمان طلب کرو۔ اَبُوسُفیان مکہ سے چلا جب اس مقام پر پہنچا تو رات کی تاریکی میں دس بارہ ہزار مقامات پر آگ روشن تھی۔ ادھر حضرت عَبّاس بن حضرت عَبدُالمُطّلِب رضی اللہ عنہما اس خیال سے کہ اہلِ مکہ کو کسی طریقہ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارادے کی اطلاع دینی چاہئے، اپنے اونٹ پر سوار ہوئے۔ راستہ میں اَبُوسُفیان اور اس کے ساتھیوں سے ملاقات ہو گئی۔ اَبُوسُفیان گھبرا کر کہنے لگا ہمارا کیا بنے گا۔ حضرت عَبّاس رضی اللہ عنہ نے فرمایا میرے پیچھے سوار ہو جاؤ تاکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے تمہارے لئے پناہ حاصل کروں چنانچہ حضرت اَبُوسُفیان رضی اللہ عنہ سوار ہو گئے۔ دورانِ راہ حضرت فاروقِ اَعظم رضی اللہ عنہ نے انہیں دیکھ لیا۔ اپنی جگہ سے اچھلے تلوار سونت کر ان کا پیچھا کیا تاکہ دربارِ رِسالت میں پہنچنے سے پہلے ان کا کام تمام کردیں۔ لیکن حضرت عَبّاس رضی اللہ عنہ نے سواری تیز کر کے انہیں بچا لیا۔ بارگاہِ رِسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں پہنچ کر مشرف با یمان ہو گئے۔ حضرت عَبّاس رضی اللہ عنہ نے ارشادِ نبوی کے مطابق حضرت اَبُوسُفیان رضی اللہ عنہ کو لشکرِ اِسلام کا نظارہ کرایا اور پھر مکّہ مکرمہ جانے کی اجازت دے دی۔ مدارج النبوت اردو ترجمہ جلد ۲/ صفحہ ۴۷۹، ۴۸۰۔

اور عربی النسل عورت کی وجہ سے ہے۔

(۴۵) اہلِ مکہ کو اَمانِ عام

فتحِ مکہ کے غَزْوَہ سے قبل حضرت رحمۃ للعالمین ﷺ نے اہلِ مکہ کو اَمان دے دی۔ اِعْلان کرنے والے کو حکم دیا کہ مکّہ مکرمہ کے رستوں میں یہ اعلان کر دے:

— جو مسجدِ حَرَام میں داخل ہو جائے وہ اَمان میں ہے۔
— جو شخص کعبہ معظمہ کے پردوں سے لپٹ جائے وہ اَمان میں ہے۔
— جو ہتھیار ڈال دے اسے اَمان ہے۔
— جو (حضرت) اَبُوسُفیان (رضی اللہ عنہ) کے گھر میں آ جائے اسے اَمان ہے۔
— جو اپنے گھر میں رہ کر اپنا دروازہ بند کر لے اسے بھی اَمان ہے۔

یہ اِعْلان فرمانے والے حضرت اَبُوسُفیان صَخْر بن حَرْب رضی اللہ عنہ تھے۔ مکہ معظمہ کے باشندوں نے ان پانچوں باتوں پر عمل کیا۔ اس وجہ سے سب کو اَمان دے دی گئی۔

نبی پاک ﷺ نے صرف پندرہ افراد کو اَمان سے مستثنٰی قرار دیا جن کی تفصیل آپ ابھی ملاحظہ کریں گے۔

(۴۶) گردن زدنی اَفْراد

نبی پاک صاحبِ لولاک ﷺ نے ملکی اور غیرملکی صرف پندرہ اَفْراد کے قتل کا اعلان فرمایا اور ان کے بارے میں ارشاد فرمایا: ”جو شخص انہیں ملے، قتل کر دے۔“ ان میں سے نو مرد تھے جن کے نام یہ ہیں:

(۱) عِکْرِمَہ بن اَبی جَہْل۔
(۲) عَبدُاللہ بن سَعد بن اَبی سَرح [۱]۔

---

[۱] حضرت عبدُاللہ بن اَبی سَرح رضی اللہ عنہ پہلے مشرف بایمان ہوئے۔ خُلُوص کا اظہار کیا تو نبی کریم ﷺ نے انہیں اپنا کاتب بنا لیا۔ پھر شیطان کے بہکاوے میں آ گئے۔ اِسلام سے برگشتہ ہو کر کفار سے جا ملے۔ فتحِ مکہ کے دن امان سے مستثنٰی تھے اور نبی پاک ﷺ نے ان کے قتل کا حکم دے رکھا تھا۔ حضرت عُثمان غنی رضی اللہ عنہ نے ان کے لئے اَمان طلب کی تو سرکارِ کائنات ﷺ نے انہیں اَمان عطا فرما دی۔ زاں بعد ایمان میں مخلص رہے۔ چنانچہ فتح مصر کے موقعہ پر آپ رضی اللہ عنہ حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کے لشکر کے میمنہ کے سردار تھے۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں آپ رضی اللہ عنہ نے افریقہ فتح کیا۔ جس میں ہر سوار کا حصہ تین ہزار دینار تھا۔ اس کے بعد

(بقیہ حواشی اگلے صفحے پر)

(۳) ھَبّار بن اَسْوَد۔

(۴) کَعب بن زُہَیر بن اَبِی سُلمیٰ مزنی صاحبِ قصیدۂ بَانَتْ سُعَاد۔

(۵) عبدُاللہ بن خَطَل [1]۔

(۶) مِقْیَس [2] بن صُبَابَہ۔

(۷) حُوَیرِث [3] بن نُقَیذ بن قُصیّ۔

(۸) وَحشِی بن حَرب۔

(۹) حَارِث بن طُلَاطِلَہ [4] خُزاعی۔

(پچھلے صفحے کا بقیہ حواشی)

بھی اسلامی جنگوں میں بیش بہا خدمات سرانجام دیں۔ حضرت عمرفاروق رضی اللہ عنہ کے زمانے میں "صَعِیدِ مِصر" کے والی تھے اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے سارے مصر کا انہیں گورنر مقرر کر دیا۔ ۴۷ھ یا ۴۹ھ کو وِصَال فرمایا۔ وِصَال کا وقت قریب آیا تو دعا مانگی الٰہی! میرا آخری عمل صبح کی نماز ہو۔ چنانچہ وضو فرمایا اور نماز ادا فرمائی بائیں طرف سلام پھیرتے ہی آپ رضی اللہ عنہ کی روح پرواز کر گئی۔ الزرقانی علی المواہب اللدنیہ جلد ۲/ صفحہ ۳۱۳، ۳۱۴۔

[1] ابن خَطَل کے قاتل حضرت اَبُوبَرزَہ نَضلَہ بن عُبَید رضی اللہ عنہ تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ فتح مکہ سے قبل مشرف با یمان ہوئے۔ سات غَزَوَات میں شرکت فرمائی۔ پھر کوفہ میں جا کر آباد ہو گئے اور ۶۵ھ میں وِصَال فرمایا۔ الزرقانی علی المواہب اللدنیہ صفحہ ۳۱۴۔

[2] اس بدنصیب کو اللہ تعالیٰ نے دولت ایمان سے سرفراز فرمایا۔ پھر اس نے ایک انصاری رضی اللہ عنہ کو قتل کر دیا۔ اس سے پہلے انصاری رضی اللہ عنہ نے مِقْیَس کے بھائی ہشام کو غزوہ ذی قرد میں غلطی سے شہید کر دیا تھا۔ اس پر مِقْیَس اس اَنصاری رضی اللہ عنہ کے پاس آیا۔ خون بہا وصول کر کے انہیں قتل کر دیا۔ پھر مرتد ہو کر قریش سے آ ملا۔ اسے حضرت نُمَیلہ بن عَبدُاللہ لَیثی کَلبی رضی اللہ عنہ نے وَاصِلِ جہنم فرمایا۔ الزرقانی علی المواہب اللدنیہ جلد ۲/ صفحہ ۲۶۵۔

[3] یہ بدبخت بھی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں بدگوئی اور ہجو کرتا تھا۔ حضرت عَبّاس رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دو صاحبزادیوں حضرت فَاطِمۃُ الزَّہراء اور حضرت اُمِّ کُلثُوم رضی اللہ عنہا کو سوار کیا تاکہ مدینہ منورہ بھیجا جائے۔ اس بدبخت نے اونٹ کو چکا دیا جس سے ہردو صاحبزادیاں زمین پر آ رہیں۔ حضرت ہَبّار بھی اس کی اس شرارت میں شریک تھے۔ لیکن انہیں ایمان نصیب ہو گیا اور یہ بدستور اپنے کفر پر برقرار رہا۔ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا خون مباح فرما دیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ اس کے مکان پر تشریف لائے وہ گھر میں موجود تھا۔ اس کے بارے میں پوچھا جواب میں کہا گیا کہ وہ باہر صَحرَاء میں گیا ہوا ہے۔ حالانکہ وہ گھر پر تھا دروازہ بند کر کے چھپا ہوا تھا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ یہ سن کر اس کے دروازے سے ایک جانب ہٹ کر کھڑے ہو گئے۔ وہ دوسرے گھر کی طرف بھاگنے کے لئے نکلا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ اس کے مدمقابل آ گئے اور اس کی گردن مار دی۔ الزرقانی علی المواہب اللدنیہ جلد ۲/ صفحہ ۳۱۵۔

[4] حَارِث بن طُلَاطِلَہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ایذاء دینے والوں میں سے تھا۔ فتح مکہ کے دن حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے اسے قتل کیا۔ مدارج النبوت جلد ۲/ صفحہ ۵۰۱۔

چھ عورتیں تھیں جن کے نام یہ ہیں:

(۱) حضرت اَبُوسُفیان بن حَرب رضی اللہ عنہ کی بیوی ہِند بنت عُتبہ۔

(۲) عَمرو بن ہاشِم کی آزاد کردہ لونڈی سَارَہ۔ یہ وہ عورت ہے جو نبی کریم ﷺ کے فتح مکہ کے لئے روانہ ہونے سے پہلے حضرت حَاطِب بن اَبِی بَلتَعَہ کا خط لا رہی تھی۔

(۳) قَرِیبَہ: مکبر صیغہ کے ساتھ (قَ + رِ + یْ + ب + ہ) بعض علماء نے اسے تصغیر کے صیغہ کے ساتھ بیان کیا ہے۔ (قُ + رَ + ی + ب + ہ)

(۴) فَرتَنَا: ف کی زبر، راء کے سکون، تاء کی زبر اس کے بعد نون اور الف مقصورہ کے ساتھ۔ (فَ + رْ + تَ + نَ + ا)

یہ دونوں عَبدُاللہ بن خَطَل کی لونڈیاں تھیں اور سرکارِ دو عالَم ﷺ کی ہجو میں گایا کرتی تھیں۔

(۵) ارنب۔

(۶) ام سعد۔

یہ دونوں بھی عبداللہ بن خَطَل کی لونڈیاں تھیں۔

مذکور بالا مردوں میں سے مندرجہ ذیل کو دولت ایمان میسر ہوئی:

(۱) حضرت عِکرَمہ بن اَبُوجَہل رضی اللہ عنہ [۱]۔

(۲) حضرت عَبدُاللہ بن سَعد بن اَبِی سَرح رضی اللہ عنہ [۲]۔

(۳) حضرت کَعب بن زُہَیر رضی اللہ عنہ [۳]۔

---

[۱] فتح مکہ کے بعد حضرت عِکرَمہ رضی اللہ عنہ بھاگ کر یمن چلے گئے۔ ان کی زوجہ حضرت ام حکیم بنت حَارِث بن ہَشَام رضی اللہ عنہا ایمان لا چکی تھیں۔ انہوں نے نبی پاک ﷺ سے اپنے خاوند کے لئے اَمان طلب کی حصولِ امان کے بعد وہ یمن گئیں۔ وہاں سے انہیں ساتھ لیا اور دربارِ رِسَالت میں حاضر ہوئیں۔ جہاں حضرت عِکرَمہ رضی اللہ عنہ مشرف با یمان ہوئے۔ سیرت ابن ہشام جلد ۴/ صفحہ ۳۰۔

[۲] ان کے ایمان لانے کی تفصیل اس سے قبل عنوان کے تحت گزر چکی ہے۔

[۳] حضرت کَعب بن زُہَیر رضی اللہ عنہ شاعر تھے اور نبی کریم ﷺ کی ہجو کیا کرتے۔ فتح مکہ کے دن بھاگ گئے۔ بعد میں اپنے بھائی کے ساتھ دربارِ رِسَالت مآب ﷺ میں حاضر ہو کر ایمان قبول کر لیا۔ اور مشہور قصیدہ بَانَت سُعَاد پیش کیا۔ آپ ﷺ اس قصیدہ سے اتنے مَسرُور ہوئے کہ اپنی چادر مبارک بطور انعام عطا فرما دی۔ آپ رضی اللہ عنہ ۹/ھ میں مشرف با یمان ہوئے۔ مدارج النبوت اردو ترجمہ جلد ۲/ صفحہ ۵۰۱، ۵۰۲۔

(۴) حضرت ھَبّار [۱] بن اَسْوَد رضی اللہ عنہ -

(۵) حضرت وَحْشی بن حَرْب [۲] رضی اللہ عنہ -

باقی چار بحالت کفر واصل جہنم کر دیئے گئے۔

عورتوں میں سے مندرجہ ذیل کو ایمان کی توفیق ہوئی:

(۱) حضرت ہِنْد [۳] بن عُتْبَہ رضی اللہ عنہا

(۲) حضرت فَرْتَنا رضی اللہ عنہا

قَرِیبَہ، اَرْنَب اور اُمِّ سَعْد تینوں بحالتِ کفر قتل کر دی گئیں۔

---

[۱] حضرت ھَبّار بن اَسْوَد رضی اللہ عنہ مسلمانوں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شدید عَداوت رکھتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی لختِ جگر حضرت زَیْنَب رضی اللہ عنہا ہجرت کے لئے جب مکّہ مکرمہ سے روانہ ہوئیں تو انہوں نے اونٹ کو نیزہ چبھویا جس کے باعث حضرت زَیْنَب رضی اللہ عنہا ایک چٹان پر گر پڑیں اور اسی تکلیف کی حالت میں حمل وضع ہو گیا۔ اس کے بعد اپنے وِصَال تک مسلسل بیمار رہیں۔ واقدی نے حضرت جُبَیْر بن مُطْعِم رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی کہ جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جِعْرَانہ سے واپس تشریف لا رہے تھے حضرت ھَبّار رضی اللہ عنہ بارگاہِ نبوی میں حاضر ہوئے۔ عرض کیا گیا یا رسول اللہ ھَبّار بن اَسْوَد حاضر ہے۔ ایک شخص نے اٹھنے کا ارادہ کیا (تا کہ ان کا کام تمام کر دے) لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیٹھے رہنے کا اشارہ فرمایا۔ حضرت ھَبّار رضی اللہ عنہ نے سلام کیا اور کلمہ شہادت پڑھا اور عرض کیا "یا رسول اللہ! میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے بھاگ کر مختلف شہروں میں پھرتا رہا۔ چاہتا تھا کہ کسی عجمی ملک میں چلا جاؤں پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا انعام، صلہ رحمی اور درگذر یاد آئے۔ یا رسول اللہ! ہم مشرک تھے اللہ تعالیٰ نے آپ کے ذریعہ ہمیں ہدایت عطا فرمائی۔ ہمیں ہلاکت سے بچایا میری نادانیوں سے درگذر فرمایئے اور جو تکلیفیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مجھ سے پہنچیں معاف فرما دیجئے۔" نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "میں نے تمہیں معاف کر دیا۔" الزرقانی علی المواھب اللدنیہ جلد ۲/ صفحہ ۳۱۵، ۳۱۶۔

[۲] فتح مکہ کے بعد حضرت وَحْشی رضی اللہ عنہ بھاگ کر طائف چلے گئے۔ جس وقت طائف کا وفد بارگاہ نبوی میں حاضر ہوا تو آپ رضی اللہ عنہ بھی اس کے ہمراہ خدمت اقدس میں حاضر ہو گئے۔ کیونکہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا دستور تھا کہ کسی قَاصِد کو قتل نہیں کرتے تھے۔۔ بارگاہِ نبوی میں پہنچ کر کلمہ شہادت پڑھا اور ایمان لائے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "کیا تو وحشی نہیں ہے؟" عرض کیا "ہاں یا رسول اللہ!" دریافت فرمانے پر آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت امیر حَمْزَہ رضی اللہ عنہ کو شہید کرنے کی ساری روداد بیان فرما دی۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آئندہ میرے سامنے نہ آنا مجھے چہرہ نہ دکھانا۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں مُسَیْلَمَہ کَذّاب آپ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ سے وَاصِلِ جہنم ہوا۔ آپ رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے میں نے جہالت کے زمانہ میں سب سے بہترین شخص کو قتل کیا اور اسلام لانے کے بعد بدترین شخص کو قتل کیا۔ مدارج النبوت اردو ترجمہ جلد ۲/ صفحہ ۵۰۲، ۵۰۳۔

[۳] آپ رضی اللہ عنہا نے غَزْوَۂ اُحُد میں حضرت امیر حَمْزَہ رضی اللہ عنہ کی لاش مبارک کا مُثْلَہ کیا۔ فتح مکہ کے بعد جب مستورات بیعت کے لئے حاضر ہوئیں تو آپ رضی اللہ عنہا نے بھی چہرہ پر نقاب ڈال کر ایمان قبول کر لیا۔ زاں بعد نقاب الٹ کر عرض کیا میں ہِنْد بنت عُتْبَہ ہوں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اچھا ہوا مسلمان ہو کر آئی ہو۔ مدارج النبوت اردو ترجمہ جلد ۲/ صفحہ ۵۰۳۔

سارہ کے بارے میں اختلاف ہے بعض علماء فرماتے ہیں مشرف بایمان ہو گئی تھیں اور کچھ علماء کا کہنا ہے کہ کفر کی حالت میں قتل کر دی گئی۔

(۴۷) فاتحانہ شان سے مکہ معظمہ میں داخلہ

سرکارِ کائنات ﷺ "ثنیۂ علیا" (جو حجون اور معلاۃ کے قریب ہے) سے مکہ معظمہ میں فاتحانہ شان سے داخل ہوئے:

سرمبارک پر سیاہ عمامہ تھا۔ بڑا جھنڈا اور چھوٹا جھنڈا دونوں کا رنگ سیاہ تھا۔ لوہے کی زرہ اور خود زیبِ تن کئے ہوئے تھے۔

حضرت ابوبکرصدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت اُسید بن حُضیر رضی اللہ عنہ کے درمیان آپ ﷺ اپنی اونٹنی قصواء پر سوار تھے۔ [1] اس وقت آپ ﷺ اِحرام کی حالت میں نہ تھے۔

دخولِ مکہ کے وقت نبی پاک ﷺ لوگوں کو سورۃ فتح اور اِذَا جَآءَ نَصۡرُ اللّٰہِ پڑھ کر سنا رہے تھے اور آیات کو دھراتے تھے۔

(مندرجہ بالا روایات پر یہ اعتراض وارد ہوتا ہے کہ خود اور عمامہ بیک وقت سر پر نہیں پہنے جا سکتے جب کہ روایات میں دونوں چیزوں کا پہننا وارد ہے۔ اس کے جواب میں یوں کہا گیا ہے کہ روایات میں) سرکارِ دوعالم ﷺ کا سرمبارک پر سیاہ عمامہ اور خود دونوں کو جمع کیا گیا ہے۔ اس بناء پر آپ ﷺ نے خود کے اوپر عمامہ پہنا ہوا تھا یا اس بناء پر کہ مکہ معظمہ میں داخلہ کے وقت پہلے خود پہن رکھا تھا پھر ایک گھڑی کے بعد سیاہ عمامہ پہن لیا یا آپ ﷺ نے اس کے برعکس کیا تھا۔ اس طرح راویوں میں سے جس نے جو دیکھا اسے بیان کر دیا۔

(۴۸) حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے دستے کی کفار سے جنگ

مکہ معظمہ کی نشیبی جانب سے، نبی کریم ﷺ نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو مسلمانوں کا ایک دستہ دے کر روانہ فرمایا۔ حضرت خالد رضی اللہ عنہ اور آپ رضی اللہ عنہ کے ساتھیوں کی مشرکین سے جنگ ہو گئی جس میں چوبیس یا اٹھائیس مشرک ہلاک ہو گئے۔ اس کے بعد بری طرح شکست کھا کر بھاگ گئے۔ صرف دو مسلمان شہید ہوئے۔ جن کے اسمائے گرامی یہ ہیں:

---

[1] اس وقت حضرت اُسامہ بن زید رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کے پیچھے اسی اونٹنی پر سوار تھے۔

(۱) حضرت اَبُو صَخر حُبَیش [1] بن خَالِد خُزَاعی رضی اللہ عنہ

آپ حضرت اُمّ مَعبَد بنت خَالِد خُزَاعِیہ رضی اللہ عنہا کے بھائی تھے۔ جن کے پاس سے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت مدینہ منورہ کے دوران گزرے تھے۔

(۲) حضرت کُرز بن جَابِر فِہری رضی اللہ عنہ [2]

جنگ کا یہ واقعہ اَحناف کی دلیل ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ مکّہ مکرمہ جنگ سے فتح ہوا نہ کہ صلح سے۔ شافعیوں کا قول اس کے خلاف ہے وہ کہتے ہیں کہ مکہ مکرمہ صلح سے فتح ہوا کیونکہ جس جانب سے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم داخل ہوئے تھے وہاں بالکل جنگ کی نوبت نہ آئی تھی۔

(۴۹) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قیام گاہ

فتح مکہ کے ایام میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے بنیٔ کِنانہ کے دامنِ کوہ میں قیام فرمایا۔ جسے اَبطَح اور مُحَصَّب کہا جاتا ہے۔ وہیں سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہر نماز کے لئے مسجدِ حَرَام میں تشریف لاتے تھے۔

بعض روایات میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ معظمہ کی بالائی جانب حضرت اُمّ ہانی رضی اللہ عنہا کے گھر قیام فرمایا۔

دونوں روایتوں میں تطبیق اس طرح دی گئی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا قیام تو تمام عرصہ مذکورہ دامنِ کوہ میں رہا لیکن ایک روز آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے گھر رونق افروز ہوئے، غسل فرمایا اور نمازِ چاشت ادا فرمائی۔

(۵۰) معجزہ نبوی۔ اشارہ سے بت شکنی

فتح مکہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ معجزہ ظہور پذیر ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اِشَارَہ سے بتوں کو توڑ ڈالا۔

جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم مکّہ مکرمہ میں داخل ہوئے اور مسجدِ حَرَام میں رونق افروز ہوئے تو طَوَاف کا ارادہ فرمایا۔ دیکھا کہ خانہ کعبہ کے اردگرد سِیسَہ کے ساتھ مضبوط کئے ہوئے تین سو ساٹھ بت ہیں۔ ان میں سب

---

[1] آپ رضی اللہ عنہ کے نام میں اختلاف ہے۔ سیرت ابن ہشام بہ تحقیق محمد محی الدین عبدالحمید اور بہ تحقیق عبدالحفیظ و مصطفیٰ السقا و ابراہیم الابیاری میں آپ رضی اللہ عنہ کا نام خُنَیس درج ہے۔ المواہب اللدنیہ میں حُبَیش ہے۔ علامہ زرقانی قدس سرہ فرماتے ہیں درست تلفظ حُبَیش:(حُ + بَ + ی + ش) ہے۔ دونوں صورتوں میں یہ تصغیر کا صیغہ ہے۔ الزرقانی علی المواہب اللدنیہ جلد ۲/ صفحہ ۳۰۸۔

[2] حضرت حُبَیش رضی اللہ عنہ اور حضرت کُرز بن جَابِر رضی اللہ عنہ دونوں حضرت خَالِد بن وَلید رضی اللہ عنہ کے دستے میں شامل تھے لیکن پیچھے رہ گئے۔ اور اس دستے کے راستے کو چھوڑ کر دوسری راہ پر چلنے لگے۔ پہلے حضرت حُبَیش رضی اللہ عنہ شہید ہوئے۔ حضرت کُرز رضی اللہ عنہ نے انہیں اپنے دونوں قدموں کے درمیان ڈال لیا اور کفار سے جنگ کرنے لگے بالآخر شہید ہو گئے۔ سیرت ابن ہشام جلد ۴/ صفحہ ۲۷۔

سے بڑے کا نام ھُبَل تھا جو خانہ کعبہ کے سامنے تھا۔ اِساف نامی بت صَفا پر اور نائِلہ مَروَہ پر نصب تھا۔ اس کے پاس کفار قربانی دیا کرتے تھے۔

نبی پاک ﷺ نے ان میں سے ہر ایک بت کی جانب اپنی کمان کے سرے سے اشارہ کرنا شروع کر دیا۔ اور (اس اشارہ سے) ہر ایک کی آنکھ میں چھبونا شروع کر دیا۔ اس وقت زبان مبارک پر یہ آیہ مبارکہ جاری تھی:

جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا۔ (بنی اسرائیل:۸۱)

ترجمہ: "حق آگیا باطل بھاگ گیا۔ بلاشبہ باطل بھاگنے والا ہے۔"

اس سے سارے بت ایک ایک کر کے گرنے لگے۔ اگرچہ آپ ﷺ نے انہیں چھوا تک نہ تھا۔

قبیلہ خزاعہ کا ایک بہت بڑا بت باقی رہ گیا جو کعبہ معظمہ کی چھت پر نصب تھا۔ یہ پیتل کا بنا ہوا تھا۔ اور زمین میں کھونٹے گاڑ کر اسے مضبوط باندھا ہوا تھا۔

نبی پاک ﷺ نے حضرت عَلی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے فرمایا:

"کعبہ کے قریب بیٹھو۔" جب وہ بیٹھ گئے تو آپ ﷺ انکے کندھوں پر چڑھے، حضرت عَلی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کا بوجھ برداشت نہ کر سکے کیونکہ آپ ﷺ نبوت کے بارگراں کے حامل تھے۔ اس پر نبی کریم ﷺ خود کعبہ معظمہ کے پاس بیٹھ گئے اور حضرت عَلی رضی اللہ عنہ سے فرمایا "چڑھو" حضرت عَلی رضی اللہ عنہ نبی پاک ﷺ کے مبارک کندھوں پر سوار ہوئے اور چھت پر چڑھ گئے۔ [۱] کعبہ کی چھت سے اس بت کو اٹھایا اور زمین پر دے مارا۔ جسکے باعث وہ ٹوٹ پھوٹ گیا۔

(۵۱) کعبہ شریفہ میں داخلہ

ان بتوں کو پاش پاش کرنے کے بعد، نبی کریم ﷺ نے حکم دیا کہ ان کو کعبہ سے نکال دیا جائے۔ اس حکم کی تعمیل ہو چکنے [۲] اور تمام بتوں کے اخراج کے بعد آپ ﷺ بیت اللہ میں داخل ہوئے۔ [۳]

[۱] حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اگر میں اس وقت آسمان کے افق تک پہنچنا چاہتا تو پہنچ سکتا تھا۔ الزرقانی علی المواہب اللدنیہ جلد ۲/ صفحہ ۳۳۶۔

[۲] حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت فاروق اعظم عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ کعبہ معظمہ کے اندر سے تمام تصاویر کو مٹا دیں چنانچہ کعبہ شریف کے اندر سے بت شکنی اور ان کے نکالنے کی سعادت انہیں نصیب ہوئی۔ الزرقانی علی المواہب اللدنیہ جلد ۲/ صفحہ ۳۳۶۔

[۳] حضرت اُسامہ رضی اللہ عنہ، حضرت بِلال رضی اللہ عنہ اور حضرت عُثمان بن طَلحہ رضی اللہ عنہ بھی نبی پاک ﷺ کے ہمراہ خانہ کعبہ میں داخل ہوئے۔ مدارج النبوت اردو ترجمہ جلد ۲/ صفحہ ۴۸۸۔

(۵۲) حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کے ناموں پر فرضی بت

جب تمام بت نکالے گئے تو حضرت ابراہیم علیہ السلام اور آپ کے لختِ جگر حضرت اسماعیل علیہ السلام کے ناموں پر بنائے گئے فرضی بت بھی نکال دیئے گئے اور ان کے ساتھ ہی ان کے ہاتھوں میں تھمائے ہوئے تیر بھی نکال کر باہر پھینک دیئے گئے۔ کفار نے ان دونوں نبیوں کے بت بنا رکھے تھے اور ان کے ہاتھوں میں تیر تھمائے ہوئے تھے اور ان تیروں کے ساتھ وہ تقسیم کیا کرتے تھے۔ حضرت رِسالت مآب ﷺ نے فرمایا:

"خدا کی قسم! کیا یہ نہیں جانتے کہ وہ دونوں تیروں کے ساتھ تقسیم نہیں کیا کرتے تھے۔"

(۵۳) گھروں میں رکھے ہوئے بتوں کو توڑنے کا حکم

فتح مکہ کے دن، حضرت رسول کریم ﷺ نے حکم دیا کہ کفار مکہ نے گھروں میں جو بت رکھے ہوئے ہیں ان کو توڑ دیا جائے۔

(۵۴) بت شکنی کے لئے مہمات کی روانگی

فتح مکہ کے دنوں میں، نبی پاک ﷺ نے کئی مہمات روانہ کیں تاکہ مکّہ مکرمہ کے گردونواح کے بتوں کو توڑ دیا جائے اور جو لوگ ابھی دائرۂ اسلام میں داخل نہیں ہوئے تھے ان پر حملہ کیا جائے۔ (کہ انہیں بغاوت کی جرأت نہ ہو سکے۔)

(۵۵) کعبتہ اللہ کی چھت پر حضرت بِلَال رضی اللہ عنہ کی اذان

فتح مکہ کے دن حضرت رسول کریم ﷺ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ بیت اللہ کی چھت پر چڑھ کر اذان کہیں۔ حضرت بِلَال رضی اللہ عنہ نے ایسا ہی کیا۔ [1]

اسی قسم کا واقعہ عمرہ قضا میں بھی پیش آ چکا تھا۔

---

[1] مشرکین اور قریش کی ایک جماعت بھاگ کر اردگرد پہاڑوں پر چڑھ گئی تھی کچھ چھپ گئے۔ ان کو غم و غصہ دلانے کے لئے نبی کریم ﷺ نے حضرت بِلَال رضی اللہ عنہ کو یہ حکم دیا۔ الزرقانی علی المواہب جلد ۲/ صفحہ ۳۴۶۔ سبحان اللہ وہ وقت کتنا عظیم تھا اور کتنی عظیم نعمت مسلمانوں کو میسر ہوئی۔ عالَمِ بالا میں اس وقت کتنی خوشی منائی گئی ہو گی۔ الٰہ العالمین! اس مبارک ساعت کے طفیل جب کہ اذانِ بِلَال کعبہ معظمہ کی چھت سے بلند ہوئی مسلمانوں کو سربلندی نصیب فرما، پوری دنیا میں اسلام کا بول بالا فرما، دنیا کے مظلوم مسلمانوں کو دشمنوں کے بالمقابل فتحمند فرما۔ آمین ثم آمین۔

(۵۶) خُطبۂ نبوی

مکہ معظمہ کے فتح ہو چکنے کے اگلے روز نبی اکرم ﷺ نے ایک فصیح و بلیغ خطبہ دیا جس میں اَحکام بیان فرمائے۔

آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"زمین و آسمان کی پیدائش کے دن اللہ تعالیٰ نے بیت اللہ کو حُرمت والا قرار دے رکھا ہے۔ روز قیامت تک یہ حرمت والا ہی رہے گا۔ اس میں خون ریزی نہ مجھ سے پہلے کبھی حلال تھی اور نہ ہی میرے بعد جائز قرار پائے گی۔ آج کے بعد نہ کسی کے لئے اس میں خون بہا ناجائز ہے اور نہ کسی درخت کا کاٹنا۔"

خطبہ مبارک میں آپ ﷺ نے بہت سے اُمور کا ذکر فرمایا۔ اس خطبہ کی تفصیلات سیرت شامیہ وغیرہ کتب میں موجود ہیں۔

(۵۷) حضور نبی کریم ﷺ کا طواف

مکہ مکرمہ، راجح قول کے مطابق سترہ رَمَضَانُ الْمُبارک جمعہ کے دن، فتح ہوا۔ اسی دن نبی اکرم ﷺ نے سات پھیرے، بیت اللہ کا طواف فرمایا۔ اِزْدِھام کے باعث، آپ ﷺ نے حجرِاَسْود کا اِسْتِلَام سرے سے مڑے ہوئے عصا مبارک کے ساتھ کیا۔ جو اس وقت دستِ اقدس میں تھا۔ بیت اللہ کا یہ طواف تبرک کے لئے تھا نہ کہ عمرہ کی ادائیگی کے لئے کیونکہ آپ ﷺ اس وقت حالتِ اِحْرَام میں نہ تھے۔ بعد از طواف، مقامِ ابراہیم کی طرف تشریف فرما ہوئے اور نمازِ طَوَاف دو رکعت ادا فرمائی۔ پھر چاہِ زَمْزَم کے پاس آئے اس سے پانی نوش فرمایا اور وضو فرمایا۔

(۵۸) کلیدِ کعبہ نبی پاک ﷺ کے دَسْتِ اَقْدَس میں

فتح مکہ کے روز جب نبی کریم ﷺ نے بیت اللہ میں داخلہ کا ارادہ فرمایا تو حضرت عُثْمَان بن طَلْحَہ بن اَبِی طَلْحَہ عَبْدَرِی جمحی رضی اللہ عنہ سے بیت اللہ کی چابی طلب فرمائی۔ انہوں نے عرض کیا۔

"چابی تو میری والدہ کے پاس ہے۔"

ان کی والدہ ماجدہ کا اسم گرامی سُلَافَہ بنت سَعِید اَنْصَارِیَہ اَوْسِیَہ رضی اللہ عنہا تھا۔ سُلَافَہ سین کے پیش کے ساتھ (سُ + لَ + ا + فَ + ہ) ہے۔

حضرت عُثمان رضی اللہ عنہ اپنی وَالِدہ کے پاس چابی لینے کے لئے گئے لیکن انہوں نے دینے سے انکار کر دیا۔ اس پر حضرت عُثمان رضی اللہ عنہ نے ان سے زبردستی لے لی اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو پیش کر دی۔ [1]

حضور رحمۃ للعلمین صلی اللہ علیہ وسلم نے بیت اللہ کا دروازہ اپنے دستِ اَقدس سے کھولا اور اس میں داخل ہوئے۔ خانہ کعبہ کے اندر دو رکعت نماز ادا فرمائی پھر باہر تشریف لائے اور بیت اللہ کے سامنے دو رکعت مزید پڑھیں۔

فائدہ (نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کتنی بار بیت اللہ میں داخل ہوئے)

علمائے کرام نے فرمایا کہ ہجرت کے بعد نبی محترم صلی اللہ علیہ وسلم صرف ایک دفعہ فتح مکہ کے سال بیت اللہ میں داخل ہوئے۔ دوبارہ کبھی نہ داخل ہوئے نہ حجۃُ الْوَداع میں نہ ہی کسی اور موقعہ پر۔ بعض علماء نے اسی طرح لکھا ہے لیکن علامہ تقی فاسی رحمۃ اللہ علیہ نے "تحصیل المرام من تاریخ البلد الحرام" نامی کتاب (جو تاریخ مکہ کے موضوع پر ہے) میں لکھا ہے:

"قائل کا مندرجہ بالا قول (کہ صرف ایک بار داخل ہوئے) مُتَّفَقٌ عَلَیْہ دَاخِلَہ پر محمول ہے کیونکہ وہ داخلہ جس میں علماء کا اختلاف ہے اس کے علاوہ اور موقعوں پر بھی مروی ہے۔

علمائے کرام نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے کل داخلے، مُتَّفَقٌ عَلَیْہ اور مُختَلَفٌ فِیْہَا ملا کر چار بیان کئے ہیں۔ (جن کی تفصیل یوں ہے)

— پہلا داخلہ قَضَائے عُمرہ کے موقعہ پر ہوا۔
— دوسرا داخلہ فتحِ مکہ کے دن ہوا۔
— تیسری بار فتحِ مکہ سے اگلے دن داخل ہوئے۔
(احمد بن مَنِیْع اور دَار قطنی کی حضرت اُسَامَہ بن زَیْد رضی اللہ عنہ کی روایت سے اسی طرح مفہوم ہوتا ہے۔
— چوتھی بار آپ صلی اللہ علیہ وسلم حجۃُ الْوَداع کے موقعہ پر بیت اللہ میں داخل ہوئے تھے۔

---

[1] زمانہ جاہلیت میں دستور تھا کہ صرف پیر اور جمعرات کے دن خانہ کعبہ کے دروازہ کو کھولا جاتا۔ ایک دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عُثمان رضی اللہ عنہ کے پاس تشریف لے گئے اور چابی طلب فرمائی تاکہ دیگر صحابہ کرام سمیت خانہ کعبہ میں داخل ہوں۔ حضرت عُثمان بن طلحہ رضی اللہ عنہ نے تُرش روئی سے انکار کر دیا۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے نہایت بردباری سے انہیں فرمایا اے عثمان! "ایک دن ہو گا جب یہ چابی میرے ہاتھ میں ہو گی میں جسے چاہوں گا عطا کروں گا۔" تو حضرت عُثمان رضی اللہ عنہ نے یہ سن کر کہا اس دن قُریش ذلیل و خوار ہو جائیں گے۔ فتح مکہ کے دن حضرت رِسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ چابی دوبارہ انہیں عطا فرمائی اور ارشاد فرمایا "قیامت تک ظلم کے بغیر تم سے یہ کوئی حاصل نہ کر سکے گا۔" مدارج النبوت اردو ترجمہ جلد ۲/ صفحہ ۴۸۷۔

امام احمد بن حنبل، ابوداؤد، ترمذی، ابن ماجہ اور ان کے علاوہ دیگر محدثین رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے اسی طرح روایت فرمایا ہے۔ امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے اور پھر فرمایا قضائے عمرہ کے موقعہ پر داخلہ کی رِوَایت درجۂ صحت تک نہیں پہنچی۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ کے اس ارشاد کی رو سے) باقی تین موقعوں پر داخلہ صحیح روایات سے ثابت ہے لیکن علماء کا اتفاق صرف ایک ہی بار داخلہ پر ہے اور وہ ہے فتح مکہ کے موقع پر داخلہ۔

(۵۹) حضرت عُثمان رضی اللہ عنہ کو کَلِیدِ کعبہ دوبارہ عطا ہونا

نبی محترم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب حضرت عُثمان رضی اللہ عنہ کی وَالِدَہ مَاجِدہ رضی اللہ عنہا کی چابی دینے میں شدت کو ملاحظہ فرمایا [۱] تو ارادہ فرمالیا کہ انہیں چابی واپس نہ کی جائے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیہ مبارکہ نازل فرمائی:

اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُکُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمَانَاتِ اِلٰی اَھْلِھَا۔ (النساء:۵۸)

ترجمہ: بلاشبہ اللہ تعالیٰ تمہیں حکم دیتا ہے کہ امانتیں ان کے اَہل کو واپس کرو۔

تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کَلِیدِ کعبہ انہیں واپس فرما دی اور ارشاد فرمایا:

”اے بَنِیْ طَلْحَہ! اسے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے وصول کرلو۔“

(۶۰) کعبہ معظمہ کے کَلِیْد بَرْدَار، حضرت عُثمان بن طَلْحَہ رضی اللہ عنہ اور ان کی وَالِدَہ مَاجِدہ رضی اللہ عنہا کا قبولِ ایمان

نبی اکرم نورِ مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب خانہ کعبہ کی چابی واپس فرما دی تو اسی وقت حضرت عُثمان بن طَلْحَہ حجبی رضی اللہ عنہ اور ان کی والدہ ماجدہ رضی اللہ عنہا دائرہ اسلام میں داخل ہو گئے۔ بعض علماء نے ایسا ہی لکھا ہے لیکن جمہور علماء فرماتے ہیں کہ حضرت عُثمان رضی اللہ عنہ فتح مکہ سے سات مہینے قبل، صفر ۸/ھ میں مشرف با یمان ہوئے تھے۔ اس فصل میں اس کا ذکر گذر چکا ہے۔

---

[۱] حضرت عَلی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یارسول اللہ منصب حِجَابَتِ کَعْبہ اپنے اَہل بیت کے سپرد کیجئے اس سے قبل حضرت عَبَّاس بن حضرت عَبدالمُطَّلِب رضی اللہ عنہ نے بھی اس کا مُطَالبہ کیا تھا۔ اس پر نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بھیجا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے جا کر چابی لے آئیں۔ اس وقت یہ آیہ کریمہ نازل ہوئی اور پھر حضرت علی شیرِ خدا رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ چابی حضرت عُثمان رضی اللہ عنہ کو واپس دے آئیں اور ساتھ مَعْذِرَت بھی کریں۔ مدارج النبوت اردو ترجمہ جلد ۲/ صفحہ ۴۸۸۔

(۶۱) حضرت شَیبہ بن عُثمان رضی اللہ عنہ کا ایمان لانا

فتح مکہ کے دنوں میں (کَلید بَردارِ کعبہ) حضرت عُثمان بن طَلحَہ رضی اللہ عنہ کے چچا زاد بھائی حضرت شَیبہ بن عُثمان بن اَبی طَلحَہ بن عَبدُالعزیٰ عَبدَرِیّ جمحی رضی اللہ عنہ حلقہ بگوشِ اسلام ہو گئے۔

ایک قول کی رو سے آپ رضی اللہ عنہ غزوۂ حُنَین کے موقعہ پر ایمان [۱] لائے۔

ہر دو اَقوال میں تطبیق اسی طرح دی گئی ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ کے اِیمان کی ابتداء تو فتح مکہ کو ہوئی لیکن غَزوَۂ حُنَین کے دنوں میں وہ قوی ہو گیا۔

(۶۲) حضرت عُثمان رضی اللہ عنہ کے بعد بیت اللہ کے کلید بردار

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیت اللہ کی چابی عُثمان بن طَلحَہ بن اَبی طَلحَہ رضی اللہ عنہ کو واپس فرمائی۔ وہ چابی ان کے وِصَال تک انہیں کے پاس رہی۔ انہوں نے اپنے وِصَال سے کچھ وقت پہلے وہ چابی اپنے چچازاد بھائی حضرت شَیبہ بن عُثمان [۲] بن اَبی طَلحَہ رضی اللہ عنہ کو سپرد فرما دی جو اب تک ان کی اولاد میں باقی ہے۔

(۶۳) حضرت حُبَیشی بن جَارِیہ رضی اللہ عنہ کا قبولِ ایمان

فتح مکہ کے ایام میں، حضرت حُبَیشی بن جَارِیہ ثقفی رضی اللہ عنہ مشرف با یمان ہوئے آپ رضی اللہ عنہ بنی زھرہ کے حلیف تھے۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی خلافت کے زمانہ میں جنگِ یَمامَہ میں شہید ہوئے۔

(۶۴) حَرَم کعبہ کی علامات اور حدود کی تجدید

فتح مکہ کے ایام میں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حرم شریف کی علامات اور حدود کی تجدید کا حکم دیا اور اس تجدید کا نگران حضرت تَمیم بن اَسید بن عَبدُالعزیٰ خُزَاعی رضی اللہ عنہ کو مقرر فرمایا۔

---

[۱] اس قول کی رو سے حضرت شَیبہ بن عُثمان رضی اللہ عنہ غَزوَۂ حُنَین میں شریک ہوئے۔ ان کا ارادہ تھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دھوکے سے شہید کر دیں۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو شہید کرنے کے ارادہ سے پیچھے چل پڑے تلوار کے ساتھ حملہ کرنا چاہتے تھے کہ بجلی کی مانند آگ کا ایک انگارا سامنے آگیا۔ آپ رضی اللہ عنہ الٹے پاؤں چل دیئے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پیچھے رخ مبارک پھیر کر فرمایا اے شَیبہ! آگے آجاؤ پھر آپ رضی اللہ عنہ کے سینہ مبارک پر دست شفقت رکھا اس کے ساتھ ہی آپ کے دل کی دنیا بدل گئی۔ آپ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم میرے لئے محبوب ترین شخصیت بن گئے۔ الاصابہ جلد ۲/ صفحہ ۱۶۱۔ یہی واقعہ کچھ کمی بیشی کے ساتھ الاستیعاب اور سیرت ابن ہشام جلد ۴/ صفحہ ۷۳ میں بھی درج ہے۔ غَزوَۂ حنین میں آپ رضی اللہ عنہ ثابت قدم رہے۔

[۲] حضرت شَیبہ بن عُثمان رضی اللہ عنہ حضرت امیر مُعاویہ رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت کے آخر ۵۹/ھ کو وَاصِل بحق ہوئے۔ بعض علماء فرماتے ہیں کہ یزید کے زمانہ تک زندہ رہے۔ الاستیعاب علی حاشِ الاصابہ جلد ۲/ صفحہ ۱۶۰۔

اَسِید الف کی زبر کے ساتھ (ا + س + ی + د) ہے۔ بعض علماء فرماتے ہیں کہ الف کی پیش کے ساتھ (اُ + سَ + یْ + د) ہے۔

(۶۵) فتح مکہ کے سفر میں ہمراہ اُمّہاتُ المومنین

فتح مکہ کے سفر میں حضور نبی اکرم ﷺ کے ساتھ دو اُمہاتُ المومنین تھیں۔ ام المومنین حضرت اُمِّ سَلَمَہ رضی اللہ عنہا اور ام المومنین حضرت مَیمُونَہ رضی اللہ عنہا۔

(۶۶) حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے والد ماجد کا قبولِ ایمان

فتح مکہ کے دنوں میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے والد ماجد حضرت اَبُو قُحافَہ عُثمان بن عامر رضی اللہ عنہ دائرۂ اِسلام میں داخل ہوئے۔ [۱]

اَبُو قُحافَہ قاف کے پیش کے ساتھ (ا + بُ + وْ + قُ + حَ + ا + فَ + ہ) ہے۔

اَبُو قُحافَہ کنیت کا باعث ان کی ایک بیٹی تھیں جن کا نام قُحافَہ تھا۔ یہ حضرت اَبُو قُحافَہ رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سب سے کم سن تھیں۔

ایمان لانے کے وقت حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنے والد ماجد حضرت اَبُو قُحافَہ رضی اللہ عنہ کو بارگاہِ نبوی میں پیش کیا اور وہ مشرف با یمان ہوئے۔

---

[۱] مکہ مکرمہ میں داخلہ کے بعد نبی کریم ﷺ مسجد میں تشریف فرما ہوئے۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اپنے والد ماجد کو لے کر بارگاہِ نبوت میں وہیں حاضر ہوئے۔ حضرت ابو قُحافَہ رضی اللہ عنہ اس وقت آنکھوں سے معذور ہو چکے تھے۔ جب حضور اکرم ﷺ نے انہیں دیکھا تو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے فرمایا ان کو گھر میں چھوڑ دیتے میں خود ان کے پاس آجاتا۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! ان کا چل کر حاضر خدمت ہونا مناسب تر ہے اس سے کہ آپ وہاں قدم رَنجہ فرمائیں۔ نبی کریم ﷺ نے انہیں اپنے سامنے بٹھایا آپ کے سینہ پر ہاتھ پھیرا اور فرمایا اِسلام قبول کر لو جس پر انہوں نے اِیمان قبول کر لیا۔ جب حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ان کو لے کر بارگاہ نبوی میں حاضر ہوئے تو حضرت اَبُو قُحافَہ رضی اللہ عنہ کے سر کے بال بالکل سفید تھے نبی کریم ﷺ نے ان کی رنگت کو تبدیل کرنے کی فرمائش کی۔ سیرت ابن ہشام جلد ۴/ صفحہ ۲۵

(۶۷) حضرت حارِث بن ہَشّام رضی اللہ عنہ کا قبولِ اسلام

فتحِ مکّہ کے ایام میں، ابُوجَہل کے ماں باپ میں شریک بھائی حضرت حارِث [1] بن ہَشّام رضی اللہ عنہ دائرۂ اسلام میں داخل ہوئے۔

(۶۸) حضرت وَحشیؔ بن حَرب رضی اللہ عنہ کا دائرۂ ایمان میں داخلہ

فتحِ مکّہ کے دنوں میں، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا حضرت امیر حَمزہ رضی اللہ عنہ کے قاتل، حضرت وَحشیؔ بن حَرب رضی اللہ عنہ ایمان لے آئے۔ بعض علماء فرماتے ہیں کہ حضرت وَحشیؔ رضی اللہ عنہ غزوۂ طائف کے بعد ایمان لائے۔

(۶۹) حضرت حَکیم بن حزام رضی اللہ عنہ کا مشرف با یمان ہونا

فتحِ مکّہ کے دنوں میں ام المومنین حضرت خدیجۃُ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے بھتیجے حضرت حَکیم بن حزام رضی اللہ عنہ نے ایمان قبول کیا۔ اسی فصل میں گذر چکا کہ حضرت حَکیم رضی اللہ عنہ فتحِ مکّہ سے ایک دن پہلے مَرُّ الظّہران کے مقام پر ایمان لائے تھے۔ مزید تفصیل کے لئے وہاں رجوع کیا جائے۔

(۷۰) حضرت حَکیم بن حزام رضی اللہ عنہ کے بیٹوں اور بیوی کا قبولِ ایمان

فتحِ مکّہ کے دنوں میں، حضرت حَکیم بن حزام رضی اللہ عنہ کے بیٹوں نے بھی اسلام قبول کر لیا ان کے اسمائے گرامی یہ ہیں۔

(۱) حضرت ہَشّام رضی اللہ عنہ (۲) حضرت خالد رضی اللہ عنہ (۳) حضرت عَبدُاللہ رضی اللہ عنہ (۴) حضرت یحییٰ رضی اللہ عنہ

ان کے ساتھ ان کی والدہ حضرت زینب بنت عوّام رضی اللہ عنہا بھی دائرۂ اسلام میں داخل ہو گئیں۔

---

[1] حضرت حارِث بن ہَشّام رضی اللہ عنہ ابُوجَہل کے بھائی اور حضرت خالِد بن وَلید رضی اللہ عنہ کے چچا زاد بھائی تھے۔ جنگِ بَدر میں لشکرِ کُفّار میں شامل تھے اور میدان سے فرار ہو گئے۔ پھر غَزوۂ اُحد میں بھی مشرکین کے ہمراہ تھے۔ فتحِ مکّہ کے دن حضرت اُمِّ ہانی رضی اللہ عنہا نے انہیں امان دی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ انہیں قتل کرنا چاہتے تھے لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی امان کو برقرار رکھا اسی دن یہ مشرف با یمان ہوئے۔ آپ رضی اللہ عنہ کا شمار صاحبِ فضیلت و خیرِ صَحابۂ کرام میں ہوتا ہے۔ غَزوۂ حُنَین میں لشکرِ اسلام میں شامل تھے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں ایک سو اونٹ مالِ غنیمت میں سے عطا کئے۔ حضرت فارُوقِ اَعظم رضی اللہ عنہ کے زمانۂ خِلافت میں جہاد اور سرحدوں کی حفاظت کے لئے شام کی طرف روانہ ہونے لگے تو اَہلِ مکّہ ان کی جدائی کے خیال سے روتے ہوئے ان کے پیچھے چل پڑے آپ رضی اللہ عنہ نے ان سے فرمایا میں اللہ تعالیٰ کی رِضا کی خاطر جا رہا ہوں چنانچہ شام میں وہ جہاد میں مشغول رہے ۱۸ھ عمواس کے طاعون میں جان بحق ہوئے آپ رضی اللہ عنہ کی اولاد میں صرف ایک لڑکا اور ایک لڑکی زندہ رہے۔ لڑکے کا نام حضرت عَبدُالرَّحمٰن بن حارِث رضی اللہ عنہ اور لڑکی کا نام حضرت اُمِّ حَکیم بنت حارِث بن ہَشّام رضی اللہ عنہا تھا۔ الاستیعاب علی ہامش الاصابہ جلد ۱ صفحہ ۳۰۹، ۳۱۰

(۷۱) حضرت اَبُو وَداعَہ حارِث بن عمیرہ [1] رضی اللہ عنہ کا قبول اسلام

فتح مکہ کے دنوں میں حضرت اَبُو وَداعَہ حارِث بن عمیرہ بن سَعِید قُرَشی سَہمی رضی اللہ عنہ بھی ایمان لے آئے۔ آپ رضی اللہ عنہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی خلافت کے زمانہ تک زندہ رہے۔ آپ حضرت مُطَّلِب بن اَبِی وَداعَہ رضی اللہ عنہ کے والد ماجد ہیں۔

(۷۲) حضرت مُطَّلِب بن اَبِی وَداعَہ رضی اللہ عنہ کا ایمان لانا

فتح مکہ کے اَیّام میں ہی حضرت اَبُو وَداعَہ رضی اللہ عنہ کے لخت جگر حضرت مُطَّلِب رضی اللہ عنہ بھی مشرف با یمان ہوئے۔

(۷۳) حضرت اَبُو جَہم بن حُذَیفَہ رضی اللہ عنہ کا قبولِ ایمان

فتح مکہ کے دنوں میں حضرت اَبُو جَہم بن حُذَیفَہ [2] قُرَشی عدوی رضی اللہ عنہ ایمان لائے۔
آپ رضی اللہ عنہ کے نام میں اختلاف ہے۔ ایک قول کی رو سے آپ کا نام عُبَید اور بعض علماء کے نزدیک ان کا نام عامِر تھا۔

---

[1] ان کا نام الاصابہ جلد ۴/ صفحہ ۳۲۵۔ الاستیعاب علی ھامش الاصابہ جلد ۴/ صفحہ ۴۱۲ میں حارِث بن صُبَیرَہ (صاد بغیر نقطہ کے) درج ہے۔ سیرت ابن ہشام جلد ۲/ صفحہ ۲۹۲ میں حارِث بن ضُبَیرَہ (ضاد کے ساتھ) درج ہے۔ حارِث بن عمیرہ نظر سے نہیں گذرا۔ ممکن ہے کہ مصنف رحمۃ اللہ علیہ یا کاتب کا سہو ہو۔ حضرت اَبُو وَداعَہ رضی اللہ عنہ جنگ بدر میں لشکر کفار میں شامل تھے۔ مسلمانوں کے ہاتھوں قیدی بن گئے۔ تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مکہ مکرمہ میں اس کا ایک عقلمند تاجر لڑکا ہے وہ اپنے والد کا فدیہ دینے کے لئے جلد ہی آئے گا۔ قریش نے قیدیوں کے بارے میں مشورہ کے بعد یہ فیصلہ کیا کہ قیدیوں کی رہائی میں جلدی نہ کی جائے ورنہ مسلمان سخت برتاؤ کریں گے۔ اس مشورہ میں حضرت اَبُو وَداعَہ رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے حضرت مُطَّلِب رضی اللہ عنہ بھی شامل تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے ان سے فرمایا ہاں ٹھیک ہے جلدی نہ کرو لیکن خود راتوں رات مکہ مکرمہ سے چلے آئے اور چار ہزار درہم ادا کرکے والد کو قید سے رہائی دلائی۔ قیدیوں میں یہ سب سے پہلے قیدی تھے جنہوں نے رہائی حاصل کی۔ قُرَیش نے حضرت مُطَّلِب بن اَبِی وَداعَہ رضی اللہ عنہ پر مَلامت کی کہ انہوں نے جلد بازی سے کام لیا اور فدیہ کا نرخ بڑھا دیا ہے۔ اس پر آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں اپنے باپ کو قیدی نہیں چھوڑ سکتا تھا۔ اس کے بعد باقی اَفراد نے بھی اپنے قیدی فدیہ ادا کرکے آزاد کرالئے۔ فتح مکہ کے دن دونوں باپ بیٹا مسلمان ہوئے۔ الاستیعاب علی ھامش الاصابہ جلد ۴/ صفحہ ۴۱۲۔ سیرت ابن ہشام جلد ۲/ صفحہ ۲۹۲

[2] قبیلۂ قُرَیش کے معززین میں شامل تھے۔ آپ ان چار افراد میں سے ایک تھے جن سے قُرَیش علم نسب حاصل کرتے تھے۔ کعبہ معظمہ کی دوبارہ تعمیر آپ رضی اللہ عنہ کی زندگی میں ہوئی اور دونوں دفعہ اس میں شریک تھے ایک دفعہ جب قریش نے اسے تعمیر کیا اور دوسری دفعہ جب حضرت اِبن زُبَیر رضی اللہ عنہ نے تعمیر کیا۔ زَمانۂ جاہلیت میں شراب سے اجتناب فرماتے تھے۔ الاصابہ جلد ۴/ صفحہ ۳۵

یہ حضرت عَبدُاللہ بن عُمَر بن خطاب رضی اللہ عنہما کے ماں کی جانب سے بھائی تھے۔ اَنبجانِیہ (ہلکی قیمت کی اُونی چادر والے) یہی ہیں جن کا قصہ صحیح [1] بخاری وغیرہ کتب میں مذکور ہے۔

(۷۴) حضرت یَعلیٰ بن اُمَیّہ رضی اللہ عنہ کا قبولِ اِسلام

فتح مکہ کے دنوں میں، حضرت یَعلیٰ [2] بن اُمَیّہ تَمِیمی رضی اللہ عنہ مشرف با یمان ہوئے۔ آپ رضی اللہ عنہ قریش کے حلیف تھے۔

یعلی بن امیہ کی بجائے آپ رضی اللہ عنہ کا نام یَعلیٰ بن مُنبِہ بھی مروی ہے۔

حُنَین، طَائف اور تبُوک کی جنگوں میں شریک رہے۔

(۷۵) حضرت عبدُاللہ بن اَبِی رَبیعہ رضی اللہ عنہ کا ایمان لانا

فتح مکہ سے کچھ دن پہلے، حضرت عبداللہ بن اَبِی رَبیعہ بن مُغیرہ قُرشی مَخزُومی رضی اللہ عنہ نے ایمان قبول فرمایا۔

یہ حضرت عَیّاش بن اَبِی رَبیعہ رضی اللہ عنہ کے بھائی تھے۔

---

[1] حضرت اَبُوجَہم رضی اللہ عنہ نے سرکارِ دو عَالَم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں خَمِیصَہ (ریشم یا اون کی نقش و نگار والی خوبصورت) چادر بطور ہدیہ پیش کی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے اوڑھ کر نماز ادا فرمائی اس چادر کی خوبصورتی نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی طرف متوجہ کر لیا۔ اس پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

رُدُّوهَا عَلَيهِ وَأتُونِي بِانبِجَانِيَّتِهِ ○

ترجمہ: یہ چادر ان کو واپس کر دو اور ان کی اَنبِجَانِیَّہ لا کر مجھے دے دو۔

یہ ارشاد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس لئے فرمایا کہ کہیں ہدیہ کے واپس کرنے کا ان کے دل پر اثر نہ ہو۔

اَنبِجَانِیّہ ایسی اونی چادر کو کہتے ہیں جو اون کی بنی ہوئی ہو اس کے دو جانبوں میں دھاگے چھوڑے گئے ہوں لیکن اس میں نقش و نگار نہ ہوں۔ النہایہ ابن اثیر جلد ۱/ صفحہ ۷۳

[2] حضرت یَعلیٰ رضی اللہ عنہ کے والد کا نام اُمَیّہ تھا اور ایک قول کی رو سے مُنیَہ ان کی والدہ کا نام ہے۔ الاستیعاب اور الاصابہ میں مُنیَہ ہی درج ہے یہاں کتاب میں منبہ شاید کتابت کی غلطی کے باعث ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ حُنَین، طائف اور تبُوک کے معرکوں میں شریک رہے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے آپ رضی اللہ عنہ کو عرب کے اِرتِداد کے زمانہ میں حُلوان کا گورنر مقرر فرمایا پھر حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے یَمَن کے ایک علاقہ کا والی مقرر فرمایا۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں صَنعَاء یَمَن میں گورنر تھے۔ شہادت عثمان کے سال حج میں شرکت کی۔ جنگ صفین میں لشکر علی المرتضیٰ میں شامل ہو کر شہید ہوئے۔ الاصابہ جلد ۳/ صفحہ ۶۶۸

(۷۶) حضرت اَبُو شُرَیح الخُزاعی رضی اللہ عنہ کا مشرف با یمان ہونا

فتح مکہ کے دنوں میں، حضرت اَبُو شُرَیح خُزاعی کَعبی مَدَنی رضی اللہ عنہ دائرۂ اِسلام میں داخل ہوئے۔ فتح مکہ میں لشکرِ اِسلام میں شریک تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ کے نام میں اختلاف ہے۔ بعض علماء خُوَیلد بن عَمرو بیان کرتے ہیں اور کچھ اس کے علاوہ اور نام بیان فرماتے ہیں۔

(۷۷) حضرت سَارَہ رضی اللہ عنہا کا ایمان لانا

فتح مکہ کے دنوں میں، حضرت حاطِب بن اَبِی بَلتَعَہ رضی اللہ عنہ کا خط قریش مکہ کی طرف لے جانے والی، قریش کی آزاد کردہ باندی حضرت سَارَہ رضی اللہ عنہا ایمان لے آئیں۔ یہ خط انہوں نے فتح مکہ سے پہلے تحریر کیا تھا۔
ان کے ایمان لانے میں اختلاف ہے جس طرح کہ پہلے گذر چکا ہے۔

(۷۸) حضرت اَبُو السَّنابِل [۱] بن بَعلبک رضی اللہ عنہ کا قبول ایمان

فتح مکہ کے ایام میں، حضرت اَبُو سَنابِل بن بَعلبک بن حَارِث قُرشی عَبدی رضی اللہ عنہ ایمان لائے۔ آپ رضی اللہ عنہ شاعر تھے۔

حضرت سُبَیعَہ اَسلَمِیَہ [۲] رضی اللہ عنہا کے ساتھ آپ رضی اللہ عنہ کے نکاح کے متعلق قصہ بخاری وغیرہ کتب حدیث میں درج ہے۔

(۷۹) حضرت عَامِر بن کُرَیز رضی اللہ عنہ کا ایمان لانا

فتح مکہ کے ایام میں، حضرت عَامِر بن کُرَیز بن رَبِیعَہ بن حَبیب بن عبد شَمس قُرشی عَبشَمی رضی اللہ عنہ دائرۂ اِسلام میں داخل ہوئے۔ آپ رضی اللہ عنہ حضرت عبدُاللہ بن عَامِر رضی اللہ عنہ کے والد ماجد تھے۔

---

[۱] حضرت ابو السنابل رضی اللہ عنہ کے والد کا نام بَعکک (بَ + عْ + کَ + ک) ہے ملاحظہ ہو سیرت ابن ہشام باتحقیق محمد محی الدین عبدالحمید جلد ۴/ صفحہ ۱۴۲ نیز بہ تحقیق عبدالحفیظ و مصطفیٰ السقا ابراہیم الابیاری جلد ۴/ صفحہ ۱۳۷۔ متن میں مذکور نام مبنی بر تسامح ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

[۲] حضرت سُبَیعَہ اَسلَمِیَہ رضی اللہ عنہا سے یہ اِرشادِ نبوی مروی ہے۔ جس میں اتنی استطاعت ہو کہ وہ مدینہ منورہ میں اپنی موت تک رہے اسے مدینہ منورہ میں موت تک رہنا چاہئے کیونکہ جو شخص بھی مدینہ طیبہ میں انتقال کرے گا۔ میں اس کی قیامت کے دن شفاعت کروں گا۔ الاصابہ جلد ۴/ صفحہ ۳۲۵

(۸۰) حضرت رُکَانہ بن عَبدِ یَزید رضی اللہ عنہ کا حلقہ بگوشِ ایمان ہونا

فتح مکّہ کے دنوں میں حضرت رُکَانہ بن عبدِ یَزِید بن ہاشم بن مُطَلِب بن عَبدِ مَناف قُرشی مُطَّلِبی رضی اللہ عنہ مشرف با یمان ہوئے۔

رُکَانہ، را کے پیش کے ساتھ (رُ + کَ + ا + نَ + ہ) ہے۔

قَبِیلۂ قُرَیش میں سخت جان کشتی لڑنے والے پہلوان تھے۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے کشتی لڑی۔ [1] آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو یا تین مرتبہ انہیں چت گرا لیا۔ کشتی کی تفصیلات بڑی کتابوں میں مذکور ہے۔

(۸۱) حضرت سُہَیل بن عَمرو رضی اللہ عنہ کا قبول ایمان [2]

حضرت سُہَیل بن عَمرو بن عَبد شَمس بن عَبدِوُدّ قُرشی عَامِری رضی اللہ عنہ بھی فتح مکّہ کے دنوں میں مشرف با سلام ہوئے تھے۔ قریش کے رُؤَساء میں شامل تھے۔

---

[1] زمانہ جاہلیت میں حضرت رُکَانہ رضی اللہ عنہ ایک سفر سے واپس مکّہ مکرمہ پہنچے نبی پاک صاحبِ لَولاک صلی اللہ علیہ وسلم کے اِعلانِ نبوت کی آپ کو اطلاع ملی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی پہاڑ پر ملاقات ہو گئی کہنے لگے مجھے آپ کے بارے میں ایک خبر ملی ہے میرے ساتھ کشتی لڑیں اگر آپ نے مجھے گرا لیا تو میں یقین کر لوں گا کہ آپ رضی اللہ عنہ سچے ہیں۔ اس پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے کشتی فرمائی اور ان پر غالب آگئے۔ ایک قول کے مطابق آپ رضی اللہ عنہ اسی کشتی لڑنے کے بعد مشرف با یمان ہو گئے تھے لیکن ایک قول کی رو سے آپ رضی اللہ عنہ فتح مکّہ میں ایمان لائے۔ الاصابہ جلد ۱/ صفحہ ۵۲۰

[2] فتح مکّہ کے دن حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بیت اللہ میں داخل ہوئے پھر باہر تشریف فرما ہوئے اپنے دونوں دست مبارک بیت اللہ کے دروازے کے دونوں اَطرَاف پر رکھے اور فرمایا اب بتاؤ تم کیا کہتے ہو اس پر حضرت سُہَیل رضی اللہ عنہ گویا ہوئے ہم اچھا کہتے ہیں اور اچھا ہی گمان رکھتے ہیں۔ آپ ہمارے کریم بھائی اور کریم بھائی کے بیٹے ہیں۔ اب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہم پر قابو حاصل ہو گیا ہے۔ تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "میں تم سے وہی کہتا ہوں جو میرے برادر حضرت یُوسُف علیہ السلام نے فرمایا تھا۔ آج تم پر کوئی مواخذہ نہیں۔" حضرت سُہَیل رضی اللہ عنہ قُرَیش کے خطیب تھے۔ ایک بار حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا اجازت ہو تو اس کے سامنے والے دو دانت توڑ دوں تا کہ ہمارے خلاف وہ تقریریں نہ کر سکے۔ اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے امید ہے کہ ایک نہ ایک دن تو اس زبان سے وہ بات سنے گا جو تجھے اچھی لگے گی۔ حضرت فاروقِ اَعظَم رضی اللہ عنہ کے زمانہ مبارک میں جہاد کے اِرادہ سے نکلے اور عمواس کے طاعون میں انتقال فرمایا۔ الاصابہ جلد ۲/ صفحہ ۹۳، ۹۴

یہ وہی ہیں جنہوں نے حُدَیْبِیَہ کے صلح نامہ میں ھٰذَا مَا قَاضٰی عَلَیْہِ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ (یہ محمد رسول اللہ کی طرف سے فیصلہ ہے) لکھنے سے روک دیا تھا۔ جب انہوں نے روکنے کے اس بارے میں اصرار کیا تو نبی کریم ﷺ نے اسے محو کر دینے کا حکم دیا اور اس کی بجائے یہ لکھنے کو کہا ھٰذَا مَا قَاضٰی عَلَیْہِ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِاللّٰہِ (یہ حضرت محمد (ﷺ) بن عبداللہ کی جانب سے فیصلہ ہے)

اس واقعہ کی پوری تفصیل صحیح بخاری وغیرہ میں درج ہے۔ اس کے بعد حضرت سُہَیل رضی اللہ عنہ کو اللہ تعالیٰ نے ایمان کی ہدایت عطا فرمادی۔

(۸۲) حضرت سَہل بن عَمرو قُرَیشی عَامِری رضی اللہ عنہ کا ایمان لانا

حضرت سُہَیل رضی اللہ عنہ (جن کا ذکر ابھی گذرا) کے بھائی حضرت سَہل [۱] بن عَمرو قُرَیشی عَامِری رضی اللہ عنہ بھی فتح مکہ کے دنوں میں ایمان لے آئے۔

(۸۳) حضرت مُسَیَّب بن حَزن رضی اللہ عنہ کا مشرف با یمان ہونا

فتح مکہ کے ایام میں، حضرت مُسَیَّب [۲] بن حَزن بن اَبِی وَہب قُرَیشی مَخزُومی رضی اللہ عنہ نے اِسلام قبول کر لیا۔

آپ رضی اللہ عنہ حضرت سَعِید بن مُسَیَّب رضی اللہ عنہ کے والدِ گرامی ہیں۔

(۸۴) حضرت حَکِیم بن حَزن رضی اللہ عنہ کا اِیمان لانا

فتح مکہ کے ایام کے دوران، حضرت مُسَیَّب بن حَزن رضی اللہ عنہ کے بھائی حضرت حَکِیم [۳] بن حَزن رضی اللہ عنہ بھی ایمان لے آئے۔ اس طرح یہ حضرت سَعِید بن مُسَیَّب رضی اللہ عنہ کے چچا تھے۔

---

[۱] حضرت سَہل بن عَمرو رضی اللہ عنہ فتح مکہ میں ایمان لائے۔ زاں بعد مدینہ منورہ میں سکونت اختیار فرمالی۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ یا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خِلافت کے ایام میں وِصَال پایا۔ الاصابہ جلد ۲/ صفحہ ۸۹

[۲] حضرت مُسَیَّب رضی اللہ عنہ فتوح شام میں شریک تھے۔ الاصابہ جلد ۳/ صفحہ ۴۲۰۔ حضرت حَزن جنگِ یَمامَہ میں شریک تھے۔ الاصابہ جلد ۱/ ۳۲۵

[۳] حَکِیم بن حَزن رضی اللہ عنہ اپنے والد ماجد سمیت فتح مکہ کے دنوں میں مشرف با یمان ہوئے اور اپنے وَالِدِ مَاجِد سمیت جنگِ یَمامَہ میں شہادت پائی۔ الاستیعاب علی ھامش الاصابہ جلد ۱/ صفحہ ۳۲۱

(۸۵) حضرت حَزَن بن اَبی وَہب رضی اللہ عنہ کا قبولِ اسلام

مندرجہ بالا دونوں صحابیوں کے والد گرامی حضرت حَزَن بن اَبی وَہب رضی اللہ عنہ بھی فتح مکہ کے اَیّام میں ایمان لائے۔ حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا نام تبدیل کر کے سَہل رکھ دیا۔

(۸۶) حضرت مَخرَمہ بن نَوفَل رضی اللہ عنہ کا ایمان لانا

فتح مکہ کے دنوں میں، حضرت اَبُو المِسوَر مَخرَمہ بن نَوفَل قُرَشی زہری رضی اللہ عنہ نے ایمان قبول کیا۔ [۱]

(۸۷) حضرت مِسوَر بن مَخرَمہ رضی اللہ عنہ کا ایمان لانا

حضرت مَخرَمہ رضی اللہ عنہ (جن کا ذکر ابھی گزرا) کے صاحبزادے مِسوَر بن مَخرَمہ رضی اللہ عنہ بھی اپنے باپ کے ساتھ ہی فتح مکہ کے ایام میں مشرف با یمان ہوئے [۲]۔ پھر ان دونوں نے اسی سال ذی الحجہ کے مہینہ میں مدینہ طیبہ کی طرف ہجرت کی۔

---

[۱] حضرت مَخرَمہ بن نَوفَل رضی اللہ عنہ عِلمِ اَنساب کے ماہرین میں سے تھے۔ لوگ آپ رضی اللہ عنہ سے یہ علم حاصل کیا کرتے تھے۔ نیز حَرَم مکّہ کے حُدُود سے واقِف تھے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنے زمانہ خلافت میں چار افراد کو حُدُودِ حَرَم کی تجدید کے لئے روانہ فرمایا آپ رضی اللہ عنہ کے علاوہ باقی تین کے نام یہ ہیں۔ حضرت سَعِید بن یَربُوع رضی اللہ عنہ، حضرت اَزہَر بن عَبد عَوف رضی اللہ عنہ اور حضرت حُوَیطَب بن عَبدُالعُزّیٰ رضی اللہ عنہ۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حضرت جبریل علیہ السلام کی تلقین کے مطابق سب سے پہلے حدود حرم مقرر فرمائیں۔ حضرت اسماعیل علیہ السلام نے ان کی تجدید فرمائی۔ اس کے بعد حضرت قُصَیّ بن کِلَاب رضی اللہ عنہ پھر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے، زاں بعد حضرت فارُوقِ اَعظم رضی اللہ عنہ نے ان کی تجدید فرمائی آپ رضی اللہ عنہ کا وِصال ۵۴/ھ یا ۵۵/ھ میں ہوا ایک سو پندرہ سال عمر پائی۔
الاصابہ جلد ۱/ صفحہ ۳۹۰، ۳۹۱

[۲] حضرت مِسوَر بن مَخرَمہ رضی اللہ عنہما ہجرت نبوی کے دو سال بعد متولد ہوئے۔ فتح مکّہ کے بعد ۸/ھ میں مدینہ طیبہ حاضر ہوئے۔ اس وقت آپ رضی اللہ عنہ کی عمر ۶ سال تھی۔ والدہ ماجدہ کا نام عاتِکَہ بنت عَوف رضی اللہ عنہا تھا جو حضرت عَبدُالرحمٰن بن عَوف رضی اللہ عنہ کی بہن تھیں۔ آپ رضی اللہ عنہا بھی صَحابِیَہ تھیں اور ہجرت کا شَرَف پایا تھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی کچھ اَحادیث ان سے مروی ہیں۔ (تفصیل کے لئے الاصابہ ملاحظہ ہو) یزید بن معاویہ کے زمانہ میں آپ حضرت ابن زُبیر رضی اللہ عنہ کے ہمراہ تھے۔ یزید نے ان کے محاصرہ کے لئے لشکر روانہ کیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نماز ادا کر رہے تھے کہ مَنجنیق کا ایک پتھر آپ رضی اللہ عنہ کو لگا جس سے آپ رضی اللہ عنہ رِحلَت فرما گئے یہ ۶۴/ھ کا واقعہ ہے۔
الاصابہ جلد ۳/ صفحہ ۴۲۰

(۸۸) حضرت عَبدُالرّحمٰن بن سَمُرہ رضی اللہ عنہ کا دائرۂ اِسلام میں آنا

حضرت عَبدُالرحمٰن بن سَمُرہ بن جُبَیر قُرَشی عَبشمی رضی اللہ عنہ بھی فتح مکہ کے دنوں میں ایمان لائے [۱] - ایمان لانے سے قبل ان کا نام عَبدُا لکعبہ تھا- نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے تبدیل کرکے عَبدُالرّحمٰن رکھ دیا-

(۸۹) حضرت عَبدُالرّحمٰن بن عَوّام رضی اللہ عنہ کا قبولِ اِسلام

ام المومنین حضرت خدیجۃُ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے بھتیجے اور حضرت زُبَیر بن عَوّام رضی اللہ عنہ کے بھائی حضرت عبدالرحمٰن بن عَوّام [۲] بھی فتح مکہ کے اَیام میں مشرف بہ اسلام ہوئے-

(۹۰) حضرت عَبد بن اُبَی رضی اللہ عنہ کا ایمان لانا

فتح مکہ کے ایام میں ہی حضرت عبد بن اُبَی بن کَعب رضی اللہ عنہ حلقہ بگوشِ اِسلام ہوئے-

(۹۱) حَکَم بن اَبی العَاص کا قبولِ اِیمان

اموی حکمران مَروان کے والد حَکَم بن اَبی العَاص قُرَشی اموی بھی فتح مکہ کے دن ایمان لے آئے [۳]-

---

[۱] نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غَزوۂ تبُوک میں شریک ہوئے- وِصَالِ نبوی کے بعد فتوحاتِ عِراق میں شریک رہے- حضرت عُثمان غَنی رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں بحِستان وغیرہ علاقے فتح کئے- پھر بصرہ آکر آباد ہو گئے- بصرہ کی ایک سڑک "سکہ بن سَمُرہ" آپ رضی اللہ عنہ کی جانب ہی منسوب ہے- ۵۰/ھ میں یہاں وصال پایا- الاصابہ جلد ۲/ صفحہ ۴۰۱

[۲] حضرت عَبدُالرّحمٰن بن عَوّام رضی اللہ عنہ کا نام زمانہ جاہلیت میں عَبدُا لکعبہ تھا- نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ رضی اللہ عنہ کا نام عبدالرحمٰن رکھا- جنگ یرمُوک میں شہید ہوئے- الاستیعاب علی حامش الاصابہ جلد ۲/ صفحہ ۳۹۹

[۳] حَکَم بن اَبی العَاص نے فتح مکہ کے دن اِیمان قبول کیا- مدینہ طیبہ میں رہائش اختیار کرلی- پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ سے نکال دیا- حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے انہیں دوبارہ مدینہ منورہ میں بلا لیا- اور وہیں ۳۲/ھ میں آپ رضی اللہ عنہ کی خِلافت کے زمانہ میں وفات پائی- حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ آپ رضی اللہ عنہ نے کیوں انہیں واپس بلا لیا جبکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں نکال دیا تھا تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے انکی واپسی کی درخواست کی تھی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے اس کے واپس لانے کا وعدہ فرمایا تھا- الاصابہ جلد ۱/ صفحہ ۳۴۵، ۳۴۶

(۹۲) حضرت اَبُو ہاشم بن عُتبہ رضی اللہ عنہ کا ایمان لانا

فتح مکّہ کے دنوں میں حضرت ابو ہاشم بن عُتبہ بن رَبیعہ قُرشی عَبشَمی رضی اللہ عنہ مشرف با یمان ہوئے۔ [1] آپ رضی اللہ عنہ امیر مُعاویہ رضی اللہ عنہ بن حضرت اَبُو سُفیان رضی اللہ عنہ کے ماموں، حضرت اَبُو حُذَیفہ بن عُتبہ رضی اللہ عنہ کے سگے بھائی اور حضرت مُصعَب بن عُمیر رضی اللہ عنہ کے ماں کی جانب سے بھائی تھے۔

(۹۳) حضرت عَبد بن زَمعہ رضی اللہ عنہ کا اسلام لانا

ام المومنین حضرت سَودہ بنت زَمعہ رضی اللہ عنہا کے برادرِ گرامی حضرت عَبد بن زَمعہ بن قَیس بن عَبدِ شَمس قُرشی عامِری رضی اللہ عنہ بھی فتح مکّہ کے دنوں میں مشرف با یمان ہوئے۔ [2] علامہ قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ نے بخاری کی شرح میں اسی طرح لکھا ہے۔

(۹۴) اَلْوَلَدُ لِلْفِرَاشِ وَلِلْعَاهِرِ الْحَجَرُ

فتح مکّہ کے ایّام میں زَمعہ کی لونڈی کے بیٹے کے متعلق حضرت عَبد بن زَمعہ رضی اللہ عنہ (جن کا ذکر ابھی گذرا) اور حضرت سَعد بن اَبی وَقّاص رضی اللہ عنہ کے درمیان جھگڑا ہو گیا۔ نبی پاک صاحبِ لَولاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(اے عَبد بن زَمعہ! وہ آپ کا ہے، اَلْوَلَدُ لِلْفِرَاشِ وَلِلْعَاهِرِ الْحَجَرُ زنا کی صورت میں اَولاد کی نسبت صرف عورت کی طرف ہوتی ہے اور زانی کے حصہ میں پتھر آتے ہیں۔ (زانی، اَولاد کا شرعاً باپ قرار نہیں پاتا) صحیح بخاری وغیرہ میں قصہ پوری تفصیل کے ساتھ درج ہے۔

---

[1] حضرت اَبُو ہاشم بن عُتبہ رضی اللہ عنہ فتح مکّہ کے دن اِیمان لائے زاں بعد شام میں سکونت اختیار فرمالی۔ حضرت ابو ہُریرہ رضی اللہ عنہ جب آپ رضی اللہ عنہ کا ذکر فرماتے تو کہا کرتے وہ صالح آدمی ہے۔ بوقت وِصَال حضرت امیر مُعاویہ رضی اللہ عنہ آپ رضی اللہ عنہ کے پاس عیادت کے لئے حاضر ہوئے تو آپ رضی اللہ عنہ رو پڑے حضرت امیر مُعاویہ رضی اللہ عنہ نے پوچھا آپ رضی اللہ عنہ کے رونے کا کیا سبب ہے؟ کیا آپ رضی اللہ عنہ درد محسوس کرتے ہیں یا دنیا کی حرص ہے۔ فرمایا نہیں بلکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے عہد لے رکھا تھا کہ اے ابو ہاشم! آپ رضی اللہ عنہ کے پاس کئی لوگ مال و دولت لائیں گے لیکن دنیاوی اَسبَاب سے تمہارے لئے ایک خادِم اور جِہاد فی سبیل اللہ کے لئے ایک سواری کافی ہے۔ میرا خیال ہے کہ میں نے مال جمع کر رکھا ہے۔ الاستیعاب علی ہامش الاصابہ جلد ۴/ صفحہ ۲۱۰، ۲۱۱

[2] حضرت عَبد بن زَمعہ رضی اللہ عنہ صاحبِ شَرافت و سِیادَت تھے۔ زَمعہ آپ رضی اللہ عنہ کا والد فتح مکّہ سے پہلے فوت ہو چکا تھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ رضی اللہ عنہ کی بہن حضرت سَودہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا اس وقت آپ رضی اللہ عنہ مشرف با سلام نہیں ہوئے۔ حج سے واپس ہوئے تو اپنے سر پر خاک ڈالنے لگے۔ جب اِیمان لائے تو فرمایا میں نے اس دن بے وقوفی کی جب حضرت سَودہ رضی اللہ عنہا کے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے نِکاح پر سر میں خاک ڈالی تھی۔ الاصابہ جلد ۲/ صفحہ ۴۳۳۔ الاستیعاب علی ہامش الاصابہ جلد ۲/ صفحہ ۴۴۲۔

وہ لڑکا جس میں دونوں کا جھگڑا ہوا، کا نام حضرت عَبدُالرَّحمٰن بن زمعہ رضی اللہ عنہ ہے۔ زمعہ کی لونڈی جس کا یہ بیٹا تھا، کا نام قریبہ بنت اُمَیَّہ بن مُغیرہ تھا۔

اسد الغابہ وغیرہ میں اسی طرح لکھا ہے۔ اگرچہ علامہ قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ نے شرح بخاری میں لکھا ہے کہ اس لونڈی کا نام معلوم نہیں۔

(۹۵) حضرت خُرَیم بن فَاتِک رضی اللہ عنہ کا اِیمان قبول کرنا

اَیَّامِ فتحِ مکہ کے دوران، حضرت خُرَیم بن فَاتِک بن اَخْرَم اَسَدِی رضی اللہ عنہ نے اِیمان قبول کیا۔

خُرَیم خاء اور راء کے ساتھ تصغیر کا صیغہ (خُ + رَ + یْ + م) ہے۔

آپ رضی اللہ عنہ قبیلہ خُزَیمَہ کے شیروں میں سے تھے۔ سر کے بال لمبے تھے۔

صحیح یہ ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ اور آپ کے بھائی حضرت سَبُرَہ بن فَاتِک رضی اللہ عنہ اس سے بہت عرصہ قبل مشرف با یمان ہو چکے تھے اور دونوں بھائی جنگِ بَدر میں شریک تھے۔ [1]

(۹۶) حضرت اَیمَن بن خُرَیم رضی اللہ عنہما کا قبولِ اِیمان

حضرت خُرَیم رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے حضرت اَیمَن [2] بن خُرَیم بن فَاتِک رضی اللہ عنہ بھی فتح مکہ کے ایام میں اِیمان لائے۔ آپ رضی اللہ عنہ اس وقت بالکل نوجوان تھے۔

---

[1] الاستیعاب میں اسی کو صحیح قرار دیا گیا کہ آپ رضی اللہ عنہ اپنے بھائی حضرت سَبُرَہ رضی اللہ عنہ سے قدیم الاسلام تھے اور جنگِ بَدر میں شریک تھے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ رضی اللہ عنہ ہی کے بارے میں ارشاد فرمایا "خُرَیم اَسَدِی بہت اچھا آدمی ہے لیکن اس کے سر کے بال لمبے ہیں اور تہ بند لٹکاتے ہیں" جب حضرت خُرَیم رضی اللہ عنہ کو اس ارشاد نبوی کا علم ہوا تو آپ رضی اللہ عنہ نے بڑی چھری لے کر اپنے بال کانوں تک کاٹ لئے اور تہ بند نصف پنڈلیوں تک اونچا کر لیا۔ اس حدیث پاک کی شرح میں حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اس میں کوئی شبہ نہیں کہ بالوں کا لمبا ہونا مذموم نہیں اور نہ ہی کسی مقرر مقدار سے زائد کے کاٹ ڈالنے کا حکم وارد ہوا ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے شاید یہ ملاحظہ فرمایا ہو کہ آپ رضی اللہ عنہ اپنے لمبے بالوں کے ساتھ متکبرانہ انداز میں چلتے تھے۔ لَاشَکَّ اَنَّ طُوْلَ الشَّعْرِ لَیْسَ مَذْمُوْمًا وَّلَا جَآءَ اَمْرٌ بِقَطْعِ مَازَادَ عَلٰی مِقْدَارٍ مَّعْلُوْمٍ مِّنْہُ فَلَعَلَّہٗ صلی اللہ علیہ وسلم رَاٰی ہٰذَا الرَّجُلَ یَتَبَخْتَرُ بِطُوْلِ جُمَّتِہٖ۔) مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوٰۃ المصابیح جلد ۸/ صفحہ ۳۰۹

[2] حضرت اَیمَن بن حضرت خُرَیم رضی اللہ عنہما صاحبِ علم وفصاحت تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ کو خَلِیْلُ الْخُلَفَآء کہا جاتا کیونکہ خُلَفَا آپ رضی اللہ عنہ کی ذات، گفتگو، فصاحت اور علم سے بہت تعجب کرتے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ کے پیشانی کے اوپر سر کے کچھ بال سفید تھے جسے آپ رضی اللہ عنہ زعفران سے رنگیں کرتے تھے۔ شاعر بھی تھے۔ الاصابہ جلد ۱/ صفحہ ۹۲ آپ رضی اللہ عنہ کے نمونہ کلام کے لئے الاصابہ اور الاستیعاب کا مطالعہ فرمائیں۔

(۹۷) حضرت اَبُو وَاقِد لَیثی رضی اللہ عنہ کا اِیمان لانا

فتح مکّہ کے ایّام میں، حضرت اَبُو وَاقِد لَیثی رضی اللہ عنہ نے اِیمان قبول فرمایا آپ رضی اللہ عنہ قبیلۂ کِنانہ کے بہادروں میں سے تھے۔ نام نامی حضرت حَارِث بن عَوف بن اسید تھا۔ ایک قول یہ ہے کہ فتح مکّہ سے کچھ قبل اِیمان لائے تھے۔ یہ قول کہ آپ رضی اللہ عنہ جنگِ بَدر میں شریک تھے، صحیح نہیں ہے [1]

(۹۸) حضرت عَتَّاب بن اَسِید رضی اللہ عنہ کا قبول ایمان

فتح مکّہ سے جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فارغ ہو چکے تو عَتَّاب بن اَسِید بن اَبِی عِیص بن اُمَیہ قُرشی اموی مکی رضی اللہ عنہ مشرف بایمان ہوئے۔

عَتَّاب، عین کی زبر، تا کی تشدید کے ساتھ (عَ + تَّ + ا + ب) ہے۔

اَسِید، الف کی زبر کے ساتھ (ا + سِ + یٗ + د) ہے

اَبُو عِیص، عین کی زیر کے ساتھ (ا + بُ + وٗ + عِ + یٗ + ص) ہے۔

آپ رضی اللہ عنہ مُخلِص مُومن تھے۔ اسی لئے نبی پاک صاحب لَولاک صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اس سال یعنی ۸/ھ میں مکّہ معظمہ پر عامل مقرر فرمایا تھا۔ لوگوں نے اس سال حضرت عَتَّاب رضی اللہ عنہ کی سربراہی میں حج کیا۔ اسی فصل میں، اس سے قبل یہ بیان ہو چکا ہے۔

(۹۹) حضرت عَبدُاللہ بن زِبَعری رضی اللہ عنہ کا اِیمان قبول فرمانا

فتح مکّہ کے دنوں میں حضرت عبداللہ بن زِبَعریٰ بن قَیس قُرشی سَہمی رضی اللہ عنہ ایمان لائے آپ رضی اللہ عنہ مشہور شاعر تھے۔ ایمان لانے سے قبل سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے سخت دشمنی رکھتے تھے۔ [2]

---

[1] حضرت اَبُو وَاقِد رضی اللہ عنہ کے نام کے بارے میں بہت اختلاف ہے۔ الاصابہ اور الاستیعاب میں آپ رضی اللہ عنہ کے قدیم الاسلام ہونے اور فتح مکّہ کے دن بنی لَیث، ضمرہ اور سَعد بن بکر قبیلوں کے عَلَم بَردار ہونے کے قول کو صحیح تر لکھا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔

[2] آپ رضی اللہ عنہ اپنے زمانہ کے سب سے بڑے شاعر اور سب سے بڑھ کر بلیغ تھے۔ زمانہ جاہلیّت میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ رضی اللہ عنہ کے صحابہ سے شدید عَداوت رکھتے تھے۔ اس کا اظہار زبانی اور عملی طور پر کرتے رہتے۔ فتح مکّہ کے بعد آپ رضی اللہ عنہ نجران کی طرف بھاگ گئے۔ بعد میں اسی سال اِیمان قبول فرمایا۔ حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم سے گذشتہ خطاؤں کی معافی طلب کی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں معاف فرما دیا۔ فتح مکّہ کے بعد کے تمام غَزوات میں شریک رہے۔ الاستیعاب علی حاشی الاصابہ جلد ۲/ صفحہ ۳۰۹

زِبَعْرٰی، زاء کی زیر، باء کی زبر، عین کے سکون، اس کے بعد راء اور الف مقصورہ کے ساتھ (زِ + بَ + عْ + ر + یٰ) ہے۔

(۱۰۰) حضرت عبدُاللہ بن سَعد رضی اللہ عنہ کا مشرف با یمان ہونا

حضرت عُثمان بن عَفّان، ذُوالنُّورَین رضی اللہ عنہ کے رِضاعی بھائی، حضرت عبدُاللہ بن سَعد بن اَبی سَرح رضی اللہ عنہ، فتح مکّہ کے دنوں میں مشرف با یمان ہوئے۔

پہلے وہ مسلمان تھے اور کاتبِ وحی تھے لیکن ایمان کو ترک کر بیٹھے دوبارہ فتح مکّہ کے دنوں میں ایمان لائے۔ اور اس کے بعد ایمان پر ثابت قدم رہے۔

(۱۰۱) حضرت عُقبَہ بن حَارِث رضی اللہ عنہ کا اِیمان لانا

حضرت عُقبَہ بن حَارِث بن عَامِر رضی اللہ عنہ بھی فتح مکّہ کے ایام میں ایمان لائے ان کی کنیت اَبُو سَرْوَعَہ تھی [۱] ۴ھ میں جلیل القدر صحابی خُبَیب بن عَدِی رضی اللہ عنہ کو شہید کیا۔ ان دنوں میں اللہ تعالی نے حضرت اَبُو سَرْوَعَہ رضی اللہ عنہ کو ایمان کی توفیق عطا فرمائی۔

حضرت خُبَیب رضی اللہ عنہ کو شہید کرنے کا واقعہ ۴ھ کے سرایا کے باب میں گذر چکا ہے۔

(۱۰۲) حضرت حُوَیطِب بن عَبدالعُزّیٰ رضی اللہ عنہ کا قبولِ ایمان

حضرت حُوَیطِب بن عَبدالعُزّیٰ بن اَبی قَیس قُرشی عَامِری رضی اللہ عنہ نے فتح مکّہ کے دنوں میں اِیمان قبول فرمایا۔ زاں بعد غَزوۂ حُنَین و غَزوۂ طَائِف میں لشکرِ اسلام میں شامل تھے۔ یہ مُؤَلَّفۃُ قُلُوب سے تھے۔ اس لئے نبی اَکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں ایک سو اونٹ عنایت فرمائے۔ زاں بعد مخلص مومن ہو گئے۔

(۱۰۳) حضرت خَالِد بن اَسِید رضی اللہ عنہ کا دائرۂ اِسلام میں داخل ہونا

فتح مکّہ کے دنوں میں ہی حضرت خَالِد بن اَسِید بن اَبی عِیص بن اُمَیّہ قُرشی اموی رضی اللہ عنہ نے اِیمان قبول کیا آپ رضی اللہ عنہ حضرت عَتّاب بن اَسِید رضی اللہ عنہ کے بھائی تھے جن کا ذکر ابھی گذرا ہے۔

حضرت خَالِد بن اَسِید رضی اللہ عنہ ایمان قبول کرنے کے جلد ہی بعد فتح مکّہ کے دنوں میں انتقال فرما گئے۔

---

[۱] حضرت عُقبَہ بن حَارِث رضی اللہ عنہ کی کنیت بذل القوہ میں اَبُو شَرْوَعَہ (شین کے ساتھ) درج ہے لیکن یہ کتابت کی غلطی ہے آپ رضی اللہ عنہ کی کنیت اَبُو سَرْوَعَہ (سین کے ساتھ) ہے۔ الاستیعاب اور الاصابہ میں آپ رضی اللہ عنہ کے حالات میں کئی دفعہ آپ رضی اللہ عنہ کی کنیت درج ہے اور ہر دفعہ سین کے ساتھ ہی ہے۔ واللہ تعالی اعلم بالصواب۔

اَسِید، الف کی زبر، سین کی زیر (اَ + سِ + ی + د) کے ساتھ ہے۔

(۱۰۴) حضرت اُمّ حَکیم بنت حارِث رضی اللہ عنہا کا اِیمان لانا

فتح مکّہ کے دنوں میں، حضرت اُمّ حَکیم بَیضاء بنت حارِث بن ہِشام مَخزُومِیہ رضی اللہ عنہا ایمان لائیں۔ آپ رضی اللہ عنہا حضرت عِکرَمہ بن اَبی جَہل رضی اللہ عنہ کی زَوجہ اور چچا زاد تھیں۔ کچھ دنوں کے بعد حضرت عِکرَمہ رضی اللہ عنہ ان کے ہاتھوں مشرف با یمان ہوئے۔ [1]

(۱۰۵) حضرت صَفوان بن اُمَیّہ رضی اللہ عنہ کا ایمان قبول کرنا

فتح مکّہ کے دنوں یا اس سے کچھ عرصہ بعد حضرت صَفوان بن اُمَیّہ بن خَلَف جمحی رضی اللہ عنہ نے ایمان قبول کیا۔ آپ رضی اللہ عنہ کا باپ اُمَیّہ بن خَلَف جنگِ بَدر میں بحالتِ کفر قتل ہوا تھا۔ [2]

---

[1] حضرت ام حَکیم رضی اللہ عنہا غزوۂ اُحُد میں لشکرِ کُفّار میں شریک تھیں۔ فتح مکّہ کو اِیمان لائیں آپ رضی اللہ عنہا کے خاوند حضرت عِکرَمہ رضی اللہ عنہ اس وقت مشرف با یمان نہ ہوئے تھے اور بھاگ کر یَمَن چلے گئے تھے۔ نبی پاک صاحبِ لَولاک صلی اللہ علیہ وسلم کی اجازت کے ساتھ آپ رضی اللہ عنہا اپنے خاوند کو لینے کے لئے یَمَن چلی گئیں۔ ان کو لے کر بارگاہِ نبوی میں حاضر ہوئیں اور حضرت عِکرَمہ رضی اللہ عنہ نے اِیمان قبول فرما لیا۔ جنگِ اجنادین میں حضرت عِکرَمہ رضی اللہ عنہ نے شہادت پائی۔ حضرت اُمّ حَکیم رضی اللہ عنہا نے عدت گذارنے کے بعد حضرت خالِد بن سَعِید رضی اللہ عنہ سے نکاح کیا۔ مرج سفر کے مقام پر ایک پل کے قریب حضرت خالِد بن سَعِید رضی اللہ عنہ نے آپ سے زِفاف فرمایا۔ چنانچہ اس پل کا نام قنطرہ اُمّ حَکیم پڑ گیا۔ اگلے روز رومیوں سے مسلمان لشکر کا مقابلہ ہوا جس میں حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے شہادت پائی اور آپ رضی اللہ عنہا بیوہ رہ گئیں۔ حضرت اُمّ حَکیم رضی اللہ عنہا بھی جنگ میں شریک ہو گئیں۔ اور سات رومیوں کو آپ رضی اللہ عنہا نے جہنم رسید کیا۔ آپ رضی اللہ عنہا کے ہاتھ مبارک میں اس خیمہ کی ایک لکڑی تھی جس میں آپ رضی اللہ عنہا نے اپنے خاوند حضرت خالِد بن سَعِید رضی اللہ عنہ سے شب باشی فرمائی تھی۔
الاستیعاب علی حامش الاصابہ جلد ۴/ صفحہ ۴۴۳، ۴۴۴

[2] حضرت صَفوان بن اُمَیّہ رضی اللہ عنہ کا چچا اُبَیّ بن خَلَف جنگِ اُحُد میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھوں قتل ہوا۔ جس کی تفصیل غَزوۂ اُحُد کے واقعات میں ملاحظہ ہو۔ فتح مکّہ کے بعد حضرت صَفوان رضی اللہ عنہ بحالتِ کفر حُنَین اور طائِف کے غَزوات میں لشکرِ اِسلام میں شامل رہے۔ آپ رضی اللہ عنہ کی بیوی فتح مکّہ کے دن مشرف با یمان ہو گئیں۔ غَزوۂ حُنَین میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے سامان جنگ عاریۃ حاصل کیا اور مالِ غنیمت میں سے انہیں کثیر مال عطا فرمایا آپ رضی اللہ عنہ یہ کہتے ہوئے اِیمان لے آئے "اتنا کثیر مال خوش دلی سے نبی ہی عطا فرما سکتا ہے۔" آپ رضی اللہ عنہ قُریش قبیلہ کے سرداروں میں سے ایک تھے اور فصیح اللِّسان تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ کو یہ خصوصیت حاصل ہے کہ کسی خاندان میں آپ رضی اللہ عنہ کے سوا پانچ ایسے افراد باپ بیٹا یکے بعد دیگرے ایسے نہیں گزرے جنہوں نے لوگوں کو عام کھانا دیا ہو۔ آپ رضی اللہ عنہ کے خاندان کے کھانا کھلانے والوں کے نام یہ ہیں۔ عَمرو بن عَبداللہ بن صَفوان بن اُمَیّہ بن خَلَف۔ چنانچہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ پوچھا کہ مکّہ مکرمہ میں آج عام لوگوں کو کون کھانا کھلاتا ہے تو لوگوں نے بتایا کہ عَمرو بن عبداللہ بن صَفوان۔ اس پر حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا بہت خوب! مہمانی کی یہ آگ نہیں بجھی۔ حضرت صَفوان رضی اللہ عنہ کا وِصَال مکّہ مکرمہ میں ہوا۔ الاستیعاب علی حامش الاصابہ جلد ۲/ صفحہ ۱۸۳ تا ۱۸۵

(۱۰۶) حضرت ہَبّار بن اَسْوَد رضی اللہ عنہ اور حضرت بُدَیل بن وَرْقاء رضی اللہ عنہ کا مشرف بایمان ہونا

حضرت ہَبّار بن اَسْوَد [1] رضی اللہ عنہ اور حضرت بُدَیل [2] بن وَرْقاء بن عَبْدُالعُزّیٰ خزاعی رضی اللہ عنہ بھی فتح مکہ کے دنوں میں ایمان لائے۔

بعض علماء فرماتے ہیں کہ حضرت بُدَیل اور ان کے صاحبزادے حضرت عَبْدُاللہ بن بُدَیل رضی اللہ عنہ نے فتح مکہ سے ایک روز قبل مَرُّالظَّہْران کے مقام پر اِیْمان قبول کیا۔

(۱۰۷) حضرت سُنَیْن بن فرقد رضی اللہ عنہ کا ایمان لانا

حضرت اَبُو جَمِیْلَہ سُنَیْن بن فرقد ضمری رضی اللہ عنہ بھی فتح مکہ کے ایام میں ایمان لائے۔ بعض علماء انہیں سُلَمی قرار دیتے ہیں۔ [3]

ان کا نام سُنَیْن، سین کی پیش، نون کی زبر اور یا کے سکون کے ساتھ (سُ + نَ + یْ + ن) ہے۔

---

[1] حضرت ہَبّار بن اَسْوَد رضی اللہ عنہ وہی ہیں جنہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی لخت جگر حضرت زَیْنَب رضی اللہ عنہا کو سواری سے گرایا تھا جب کہ آپ رضی اللہ عنہا مکہ مکرمہ سے ہجرت کر کے عازم مدینہ منورہ تھیں۔ اس گرانے کے نتیجہ میں حضرت زَیْنَب رضی اللہ عنہا کے ہاں قبل از وقت حمل وضع ہو گیا تھا۔ اس پر نبی پاک صاحبِ لولاک صلی اللہ علیہ وسلم کو ان سے شدید ناراضگی تھی۔ لیکن جب آپ رضی اللہ عنہ فتح مکہ کے بعد بارگاہِ نبوی میں حاضر ہوئے اپنے گناہوں سے درگزر کے طالب ہوئے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں معاف فرما دیا۔
نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اَبُولَہَب کے لڑکے عُتْبَہ کے حق میں بد دعا فرمائی تھی کہ اے الٰہی اس پر اپنے کُتّوں سے ایک کتا مسلط فرما دے۔ تو حضرت ہَبّار رضی اللہ عنہ ہی سے مروی ہے کہ میں نے ایک شیر دیکھا جو سوئے ہوئے لوگوں میں سے ایک ایک کو سونگھتا تھا۔ یہاں تک کہ عُتْبَہ تک پہنچا اور اسے پکڑ لیا۔ الاصابہ فی تمیز الصحابہ جلد ۳/ صفحہ ۵۹۷، ۵۹۸

[2] فتح مکہ کے روز قریش مکہ نے حضرت بُدَیل بن وَرْقاء رضی اللہ عنہ اور آپ رضی اللہ عنہ کے غلام رَافِع کے گھر میں پناہ لی۔ آپ رضی اللہ عنہ اور آپ رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ غَزْوَۂ حُنَیْن، غَزْوَۂ طَائِف اور جنگِ تَبُوْک میں شریک رہے۔ الاستیعاب علی حامش الاصابہ جلد ۱/ صفحہ ۱۶۵، ۱۶۶۔ حضرت عَبْدُاللہ بن بُدَیل رضی اللہ عنہ جنگ صفین میں شہید ہوئے۔ اور خود حضرت بُدَیل رضی اللہ عنہ نے وِصَال نبوی سے قبل دنیائے فانی سے کوچ فرمایا۔ الاصابہ جلد ۱/ صفحہ ۱۴۱

[3] حضرت سُنَیْن رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حج میں شرکت فرمائی۔ ابن سَعْد رضی اللہ عنہ نے آپ رضی اللہ عنہ کو طَبَقۂ اُولیٰ کے تابعین میں سے شمار کیا ہے۔ جلد ۲/ صفحہ ۸۵ الاصابہ

(۱۰۸) حضرت عَبدُاللہ بن شِخِّیر رضی اللہ عنہ کا قبولِ ایمان

فتح مکّہ کے ایام میں حضرت اَبُو مُطَرِّف عَبدُاللہ بن شِخِّیر رضی اللہ عنہ نے بھی اِسلام قبول فرمایا۔ [1]
آپ رضی اللہ عنہ بنی عَامِر بن صَعصَعَہ سے تعلق رکھتے تھے۔
شِخِّیر، شین کی زیر، خاء کی تشدید اور زیر، یاء کے سکون اور اس کے بعد راء (شِ + خِّ + یْ + ر) کے ساتھ ہے۔

(۱۰۹) حضرت مُطِیع بن اَسوَد [2] رضی اللہ عنہ کا قبولِ اسلام

حضرت مُطِیع بن اَسوَد بن حَارِثَہ عَدَوِی رضی اللہ عنہ بھی فتح مکّہ کے دنوں میں اِیمان لائے۔ ان کا نام پہلے عَاصِی تھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے تبدیل کر کے مُطِیع رکھ دیا۔
حَجَّۃُ الوَدَاع کے موقع پر آپ رضی اللہ عنہ نے ہی حضور سَروَرِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے سر مبارک کے بال مونڈے تھے۔

(۱۱۰) حضرت اُمِّ ہَانِی رضی اللہ عنہا کا قبولِ اِیمان

فتح مکّہ کی مہم کے دنوں میں ہی حضرت اُمِّ ہَانِی بنت اَبِی طَالِب رضی اللہ عنہا نے اِیمان قبول کیا۔ آپ رضی اللہ عنہا کا نام فَاخِتَہ تھا۔ [3]

---

[1] حضرت عبداللہ بن شِخِّیر رضی اللہ عنہ کا شمار بصریوں میں ہوتا ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ حضرت مُطَرِّف فَقِیہ رضی اللہ عنہ اور حضرت اَبُوالعلا یزید رضی اللہ عنہ کے والد تھے۔ الاستیعاب علی ہامش الاصابہ جلد ۲/ صفحہ ۳۸۸

[2] حضرت مُطِیع بن اَسوَد رضی اللہ عنہ کا وِصَال مدینہ منورہ میں حضرت عُثمان غَنِی رضی اللہ عنہ کے زَمَانۂ خِلَافت میں ہوا۔ ایک روایت کی رو سے آپ رضی اللہ عنہ جنگِ جمل میں شہید ہوئے۔ الاصابہ فی تمیز الصحابہ جلد ۳/ صفحہ ۴۲۶

[3] حضرت اُمِّ ہَانِی رضی اللہ عنہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی چچا زاد یعنی اَبُوطَالِب کی بیٹی اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی بہن تھیں۔ آپ رضی اللہ عنہا کے خاوند کا نام ہُبَیرَہ بن عَمرو تھا۔ فتح مکّہ کے دن ان کا خاوند بھاگ کر نجران چلا گیا اور حضرت اُمِّ ہَانِی رضی اللہ عنہا نے اِیمان قبول کر لیا۔ آپ رضی اللہ عنہا اس وقت صاحبِ اَولاد تھیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو نکاح کا پیغام دیا لیکن آپ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا میں صَاحِبِ اَولاد عورت ہوں ممکن ہے کہ میری اَولَاد کی طرف سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کچھ تکلیف پہنچے نیز عرض کیا یا رسول اللہ! آپ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے میری آنکھوں اور کانوں سے زیادہ عزیز ہیں لیکن خاوند کا حق بہت بڑا ہوتا ہے مجھے خوف ہے کہ میں وہ حق ادا نہ کر سکوں گی۔ صحاح ستہ میں آپ رضی اللہ عنہا سے مروی احادیث موجود ہیں۔ الاصابہ جلد ۴/ ۵۰۳

(۱۱۱) حضرت امیر مُعاوِیہ رضی اللہ عنہ کا قبولِ اِسلام

اپنے والد ماجد رضی اللہ عنہ کے ایمان لانے کے کچھ دنوں بعد، حضرت اَمیر مُعاوِیہ رضی اللہ عنہ [1] بن اَبُوسُفیان صَخر بن حَرب قُرَشی اَموِی بھی، فتح مکّہ کے دنوں میں اِیمان لے آئے۔

بعض علماء فرماتے ہیں کہ اپنے والد ماجد سے بہت عرصہ پہلے، صلح حُدَیبیَہ کے بعد آپ رضی اللہ عنہ نے ایمان قبول کر لیا تھا لیکن انہوں نے اپنے اِیمان کو چھپائے رکھا اور فتح مکّہ کے دنوں میں اس کو ظاہر کر دیا۔

(۱۱۲) حضرت یَزِید بن اَبِی سُفیان رضی اللہ عنہ کا اِیمان لانا

فتح مکّہ کے ایّام میں، حضرت امیر مُعاوِیہ رضی اللہ عنہ کے باپ کی جانب سے بھائی حضرت یَزِید بن اَبِی سُفیان رضی اللہ عنہ [2] بھی دائرۂ اِسلام میں داخل ہو گئے۔ آپ رضی اللہ عنہ جَلیلُ القَدر صحابہ میں سے تھے اور "یَزِیدُ الخَیر" کہلاتے تھے۔ اَبُوالحَکم کنیت تھی۔

حضرت اَبُوسُفیان رضی اللہ عنہ کی اَولاد میں سب سے اَفضَل آپ رضی اللہ عنہ تھے۔

---

[1] حضرت امیر مُعاوِیہ رضی اللہ عنہ مشہور روایت کے مطابق بِعثَت نبوی سے پانچ سال قبل پیدا ہوئے اور ۶۰/ھ میں وِصَال فرمایا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے کاتب تھے۔ عالی نسب، فصیح، حلیم اور باوقار اَفراد میں سے تھے حضرت فارُوقِ اعظم رضی اللہ عنہ نے ان کے بھائی یَزِید بن اَبُوسُفیان رضی اللہ عنہ کو شام کا گورنر مقرر فرمایا۔ حضرت عُثمان رضی اللہ عنہ نے ان کے عہدے کو برقرار رکھا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ خلیفہ بنے تو آپ رضی اللہ عنہ نے ان کی بیعت نہ کی اور بعد میں ان سے جنگ کی نوبت آئی۔ حضرت شیرِ خُدا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد حضرت اِمام حَسَن رضی اللہ عنہ نے ان سے صلح فرمالی اور تمام لوگ آپ رضی اللہ عنہ کی اَمارت پر مجتمع ہو گئے۔ آپ رضی اللہ عنہ بیس سال گورنر اور تقریباً بیس سال ہی اَمیر رہے۔ آپ رضی اللہ عنہ دراز قد، سفید رنگ، بڑے سر والے تھے جس کے اَطراف سے بال اڑے ہوئے تھے۔ الاصابہ جلد ۳/ صفحہ ۴۳۳، ۴۳۴

[2] حضرت یَزِید بن اَبِی سُفیان رضی اللہ عنہ فتح مکّہ کے روز اِیمان لائے جنگ حُنَین میں شرکت فرمائی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ رضی اللہ عنہ کو مالِ غَنیمت سے سو اونٹ اور چالیس اوقیہ (چاندی) عطا فرمائی جس کا وزن حضرت بِلَال رضی اللہ عنہ نے کیا تھا۔ ۱۸/ھ میں عَمَواس کے طَاعُون میں آپ رضی اللہ عنہ نے وِصَال فرمایا الاستیعاب علی ھامش الاصابہ جلد ۳/ صفحہ ۶۴۹، ۶۵۰

(۱۱۳) حضرت ہند بنت عُتبہ رضی اللہ عنہا کا ایمان لانا

فتح مکہ کے ایام میں، حضرت امیر مُعاویہ رضی اللہ عنہ کی والدہ، حضرت ابُوسُفیان رضی اللہ عنہ کی زوجہ، حضرت ہند بنت عُتبہ [۱] رضی اللہ عنہا داخلِ ایمان ہوئیں۔

(۱۱۴) حضرت اُمّ ہانی رضی اللہ عنہا کے گھر غُسل نبوی

فتح مکہ کے دنوں میں، حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت اُمّ ہانی بنت ابی طالب رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لائے وہاں غُسل فرمایا اور چاشت کے وقت چند رکعت [۲] نماز ادا فرمائی۔

آپ رضی اللہ عنہا، حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ کی بہن تھیں۔

(۱۱۵) دو اَفراد کو حضرت اُمّ ہانی رضی اللہ عنہا کا اَمان دینا

فتح مکہ کے دنوں کا ہی واقعہ ہے کہ حضرت اُمّ ہانی رضی اللہ عنہا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا۔

یارسول اللہ! میری ماں جائے علی کہاں ہیں؟ وہ گمان کرتے ہیں کہ ان دو آدمیوں کو قتل کریں گے جن کو میں نے اَمان دے رکھی ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جواباً ارشاد فرمایا: "اے اُمّ ہانی! جسے تو نے پناہ دی وہ ہماری پناہ میں ہے۔"

---

[۱] فتح مکہ کے روز پہلے حضرت ابُوسُفیان رضی اللہ عنہ ایمان لائے پھر حضرت ہند رضی اللہ عنہا ایمان لائیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا پہلا نکاح برقرار رکھا۔ غزوۂ اُحد میں لشکرِ کفار میں شریک تھیں اور اشعار گا گا کر لشکرِ کفار کو جوش دلاتی تھیں۔ پھر حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کی نعش مبارک کا مُثلہ کیا۔ فتح مکہ کے دن اللہ تعالیٰ نے ایمان کی توفیق دی ایمان قبول کرنے کے بعد گھر آئیں وہاں ایک بت رکھا ہوا تھا اس کو پاؤں کی ٹھوکروں سے پاش پاش کر دیا۔ حضرت فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کی خلافت کے دوران، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے تھوڑے عرصے بعد انتقال کیا۔ آپ رضی اللہ عنہا کے انتقال کا دن وہی ہے جس روز کہ حضرت ابُو قُحافہ رضی اللہ عنہ نے انتقال فرمایا۔ الاستیعاب والاصابہ جلد ۴/ صفحہ ۴۲۶،۴۲۵

[۲] صلوٰۃ الضحیٰ (نماز چاشت) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آٹھ رکعت ادا فرمائی۔ حضرت اُمّ ہانی رضی اللہ عنہا ارشاد فرماتی ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اس سے زیادہ ہلکی نماز نہیں دیکھی ہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم رکوع اور سجود مکمل فرماتے تھے۔ علماء کے نزدیک یہ نماز فتح کے نام سے مشہور ہے۔ امرائے اسلام جب کسی شہر کو فتح کرتے تو اسے ادا کیا کرتے تھے۔ چنانچہ حضرت سَعد بن ابی وَقّاص رضی اللہ عنہ نے جب مدائن فتح فرمایا تو ایوانِ کسریٰ میں آٹھ رکعت نماز ادا فرمائی تھی۔ یہ مسلسل آٹھ رکعت نماز ہے جس کے درمیان فصل نہیں جماعت سے ادا نہیں کی جاتی اور نہ ہی قرأت بلند آواز سے کی جاتی ہے۔ الزرقانی علی المواہب اللدنیہ جلد ۲/ صفحہ ۳۲۶

ان دو آدمیوں میں سے ایک اَبُوجَہل کے بھائی حضرت حارِث بن ہشام رضی اللہ عنہ تھے، اور دوسرے اُمّ المومنین حضرت ام سَلمہ رضی اللہ عنہا کے بھائی حضرت زُہَیر بن اَبی اُمَیَّہ بن مُغیرہ مخزُومی رضی اللہ عنہ تھے۔

حضرت اُمّ ہانی رضی اللہ عنہا کے پناہ دینے کے بعد حضرت حارِث رضی اللہ عنہ اور حضرت زُہَیر رضی اللہ عنہ دونوں نے اِیمان قبول کرلیا تھا۔

بعض علماء کا یہ کہنا ضعیف ہے کہ حضرت اُمّ ہانی رضی اللہ عنہا نے جن دو آدمیوں کو پناہ دی وہ ہُبَیرہ بن اَبی وَہب مخزُومی اور جعدہ بن ہُبَیرہ تھے۔ کیونکہ ہُبَیرہ فتح مکہ کے دن نجران کی طرف بھاگ گیا تھا اور وہیں رہنے لگا، اسی جگہ بحالت شرک اس کی موت واقع ہوگئی اور جعدہ اس وقت کم سن تھا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لئے اس کو قتل کرنا روانہ تھا۔

حافظ رحمۃ اللہ علیہ نے فتح الباری اور علامہ زرقانی رحمۃ اللہ علیہ نے المواہب اللدنیہ کی شرح [1] میں اسی طرح لکھا ہے۔

(۱۱۶) عبداللہ بن خَطَل کا جہنم رسید ہونا

ان ہی دنوں میں نبی پاک صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وسلم نے عَبدُاللہ بن خَطَل کے قتل کا حکم صَادِر فرمایا۔ یہ بَدنَصیب اِیمان قبول کرنے کے بعد مرتد ہوگیا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجو کیا کرتا تھا۔ اپنی لونڈیوں کو حکم کرتا اور وہ محبوبِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجو میں گایا کرتی تھیں۔

عرض کیا گیا۔ "یارسول اللہ! وہ کعبہ معظمہ کے پردوں سے چمٹا ہوا ہے۔"

فرمایا "اسے قتل کردو۔"

چنانچہ اسے کعبہ شریف کے پردوں سے چمٹے ہوئے ہی قتل کردیا گیا [2] جس طرح کہ اس فصل میں پہلے گذر چکا ہے۔

اس کے قاتل میں اِختلاف ہے صحیح یہ ہے کہ حضرت اَبُوبَرزہ اَسلَمی رضی اللہ عنہ نے اسے جہنم رسید کیا تھا۔

---

[1] الزرقانی شرح المواہب اللدنیہ جلد ۲/ صفحہ ۳۲۷

[2] بھوکا پیاسا کعبہ معظمہ کے پردوں سے ہٹایا گیا اور زَم زَم اور مَقام اِبراہیم کے درمیان اسے واصِلِ جہنم کیا گیا۔ الزرقانی علی المواہب اللدنیہ جلد ۲/ صفحہ ۳۲۲

(۱۱۷) اَبُولَہَب کے دو بیٹوں اور بیٹی کا اِیمان لانا

ابولہب کے دو بیٹے حضرت عُتْبَہ رضی اللہ عنہ اور حضرت مُعَتِّب رضی اللہ عنہ مشرف با یمان ہوئے۔ [۱]

عُتْبَہ عین کی پیش اور تاء کے سکون اور مکبر صیغہ کے ساتھ (عُ + تْ + بَ + ہ) ہے۔

مُعَتِّب، میم کی پیش، عین کی زبر، تاء کی زیر اور تشدید کے ساتھ (مُ – عَ – تِّ + ب) ہے۔

یہ دونوں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے ثابت قدم صحابی تھے جنگِ حُنَین میں ہر دو شریک تھے۔

ان کی ہمشیرہ حضرت دُرّہ بنت اَبِی لَہَب رضی اللہ عنہا بھی ایمان لائیں وہ بھی صَحابَہ میں شامل ہیں۔

ان کے بھائی عُتَیْبَہ، تصغیر کے صیغہ کے ساتھ (عُ + تَ + یْ + بَ + ہ) کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بددعا کی وجہ سے شیر نے پھاڑ کھایا تھا کیونکہ اس بدنصیب نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اِیذاء پہنچائی تھی۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی۔ "اے اللہ! اس پر اپنے کتوں سے ایک کتا مسلط فرمادے۔"

اس کی موت، اپنے باپ کی زندگی میں، ملک شام کے شہر زرقاء میں ہوئی۔ باپ کی طرح اس کی موت بھی کفر پر ہوئی۔

(۱۱۸) شَرَاب، خِنْزِیر اور مُرْدَار وغیرہ کی خرید و فروخت کی حُرمت

فتح مکہ کے ایام میں، حضرت رِسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے شَرَاب، خِنْزِیر، مُرْدَار، مُرْدَار کی چربی کی خرید و فروخت اور کاہن کی اُجرَت کو حَرَام قرار دیا۔

---

[۱] حضرت عَبَّاس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے جب فتح مکہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا اے عَبَّاس! آپ رضی اللہ عنہ کے بھتیجے عُتْبَہ اور مُعَتِّب کہاں ہیں مجھے وہ دکھائی نہیں دیتے۔ میں نے عرض کیا وہ مشرکین کے ساتھ یہاں سے ایک طرف چلے گئے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جاؤ ان کو میرے پاس لاؤ۔ میں عرفہ کی طرف سوار ہو کر ان کے پاس پہنچا اور کہا اللہ تعالیٰ کے رسول تمہیں بلاتے ہیں وہ دونوں جلدی جلدی میرے ساتھ سوار ہوگئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں کو دعوتِ اسلام دی تو انہوں نے اِیمان قبول کرلیا اور بیعت کرلی۔ اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم یوں گویا ہوئے "میں نے ان دونوں کو رب سے مانگا تھا اللہ تعالیٰ نے مجھے عطا فرما دیئے۔" ایک اور روایت میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم فتح مکہ کے اَیَّام میں ایک دن مسجد میں تشریف لائے اَبُولَہَب کے دونوں بیٹے عُتْبَہ اور مُعَتِّب رضی اللہ عنہما آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دونوں طرف تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں سے فرحت کے ساتھ فرمایا "یہ دونوں میرے بھائی ہیں اور میرے چچا کی اولاد ہیں میں نے اپنے رب سے ان دونوں کو مانگا تھا اللہ تعالیٰ نے مجھے عطا فرما دیئے۔" (الزرقانی علی المواہب اللدنیہ جلد ۲/ صفحہ ۳۲۰)

(۱۱۹) فتح مکّہ کے دوران نبی پاک ﷺ کا مکّہ مکرمہ میں قیام

فتح مکّہ کی مہم کے دوران نبی پاک صاحبِ لولاک ﷺ نے مکّہ مکرمہ میں اُنیس [1] یا اٹھارہ یا سترہ دن قیام فرمایا اور نماز قصر ادا فرماتے رہے۔

(۱۲۰) جزیرۃُ العَرب کا شرک کی نجاست سے پاک ہونا

فتح مکّہ سے فراغت پر اللہ تعالیٰ کے حبیب ﷺ نے مُلاحظہ فرمایا کہ لوگ فوج در فوج اللہ تعالیٰ کے دین میں داخل ہو رہے ہیں۔ پورا عَرب آپ ﷺ کا مُطیع ہوگیا۔ فتحِ مُبین اپنے کمال کو پہنچی۔ اللہ تعالیٰ نے دین کو کامل اِعزاز عطا فرمایا اور اپنے محبوب ﷺ کی مدد فرمائی یہاں تک کہ مکّہ اور اس کے آس پاس کے علاقوں تہامہ اور حجاز میں ایک کافر بھی باقی نہ رہا۔ سب کے سب اِیمان لے آئے اور جو ایمان سے محروم رہا دوسرے علاقوں کی طرف بھاگ گیا۔

(۱۲۱) اِبلیس کی چیخ و پکار

جب مکّہ فتح ہو چکا تو اِبلیس لَعین شدید آہ و پکار کرنے لگا۔ اس کی اَولاد جب اس کے پاس اکٹھی ہوگئی تو انہیں کہنے لگا سرزمینِ عَرب میں شرک داخل کرنے سے تم ناامید ہوگئے لیکن نوحہ اس میں عام کر دو۔

(۱۲۲) فاطمہ بنت اَسود مخزُومیہ کی چوری

فتح مکّہ سے فراغت کے بعد کا واقعہ ہے کہ فاطمہ بنت اَسود مخزُومیہ نے کچھ زیور چرا لئے۔ ایک روایت کی رو سے اس نے نبی کریم ﷺ کے کاشانۂ اقدس سے ایک چادر چرا لی۔ اس پر نبی کریم ﷺ نے اس کا ہاتھ کاٹ ڈالنے کا حکم دیا۔ چنانچہ اس کا ہاتھ کاٹ دیا گیا۔ [2]

---

[1] اسناد کے اعتبار سے انیس روز کے قیام کی روایت اصح ہے۔ الزرقانی علی المواہب اللدنیہ جلد ۲/ صفحہ ۳۴۷

[2] جب نبی کریم ﷺ نے اس کا ہاتھ کاٹ دینے کا حکم دیا تو اس کے خاندان کو بڑی وحشت ہوئی اور چاہا کہ کوئی سفارشی مل جائے تاکہ نبی کریم ﷺ اس سزا سے درگذر فرمائیں۔ حضرت اُسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کو بے حد منت و سماجت کے بعد سفارش پر آمادہ کیا جب انہوں نے بارگاہِ نبوی میں سفارش کی تو سرکارِ دو عالم ﷺ نے فرمایا "اے اُسامہ! تم اللہ تعالیٰ کی حدود میں سفارش کرتے ہو؟" حضرت اُسامہ رضی اللہ عنہ کو جب نبی کریم ﷺ کا جلال و غضب نظر آیا تو انہوں نے معذرت کی اس پر نبی کریم ﷺ نے یہ خطبہ ارشاد فرمایا۔ "اے لوگو! خبردار ہو جاؤ پہلی امتیں اسی بنا پر ہلاک ہوئیں کہ جب کوئی بڑا ادمی چوری کرتا اسے چھوڑ دیتے اور اس پر حد قائم نہ کرتے اور اگر کمزور آدمی سے یہ گناہ سرزد ہو جاتا تو اس پر حد جاری کرتے۔" اس کے بعد اپنی لختِ جگر خاتونِ جنت رضی اللہ عنہا

(بقیہ حواشی اگلے صفحے پر)

یہ قِصّہ تفصیل کے ساتھ صحیح بُخاری وغیرہ میں درج ہے۔

(۱۲۳) فتح مکّہ پر اَنصار کی فکرمندی اور نبی پاک ﷺ کی دل جوئی

فتح مکّہ سے فراغت پر مدینہ منورہ کے اَنصار صحابہ رضی اللہ عنہم آپس میں کہنے لگے۔

"اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے نبی کو مکّہ مکرمہ پر فتح عطا فرمائی ہے۔ یہ شہر آپ ﷺ کا مولد اور جائے پرورش ہے۔ آپ ﷺ کا خاندان اور قبیلہ یہیں آباد ہے۔ شاید آپ اب یہیں سکونت اختیار فرمالیں اور ہم کو چھوڑ دیں۔" جب یہ خبر حضرت رسولِ اَکرم ﷺ تک پہنچی تو انصار سے فرمایا: "میرا جینا مرنا تمہارے ساتھ ہے۔" نیز فرمایا: "اَنصار بدن سے ملے ہوئے لِباس کی مانند ہیں اور دوسرے لوگ اوپر کے لِباس کی طرح ہیں۔" یہ بھی ارشاد فرمایا: "اَنصار میرے اہل و عیال اور بھید کی جگہ ہیں۔ اگر ہجرت نہ ہوتی تو میں اَنصار میں سے ایک فرد ہوتا۔" (ان کی دل جوئی کے لئے) یہ بھی فرمایا: "اگر اور لوگ ایک گھاٹی یا وادی میں چلیں اور اَنصار دوسری وَادِی میں چلنا شروع کر دیں تو میں اَنصار کی گھاٹی یا وَادِی میں چلوں گا۔"

(۱۲۴) حضرت عَاصِم بن فارِوقِ اَعظم رضی اللہ عنہما کی وِلادت

اس سال کے اوائل میں حضرت عَاصِم [۱] بن حضرت عمرِ فارُوق بن خَطّاب رضی اللہ عنہما کی پیدائش ہوئی۔ یہ حضرت عُمر بن عَبدُالعزیز رضی اللہ عنہ کے جَدِّ مادری تھے۔

(پچھلے صفحے کا بقیہ حواشی)

کا نام مبارک صراحت سے لے کر فرمایا کہ اگر ان سے بھی یہ جرم صادر ہوتا تو اس کے ہاتھ بھی کاٹ دیتا۔ حضرت امام تاج الدین سبکی رحمۃ اللہ علیہ نے نبی کریم ﷺ کے الفاظ مبارکہ کو اس طرح نقل کیا ہے "اگر فلاں بھی چوری کرے اور اہل بیت میں سے ایک کا نام لیا تو اس کے ہاتھ بھی کاٹ دیئے جائیں" انہوں نے حضرت خاتونِ جنت رضی اللہ عنہا کا نام نامی صراحت سے ذکر نہیں فرمایا مقصد ادب کا لحاظ ہے اور انہوں نے پسند نہ فرمایا کہ اس مقام پر ان کا نام نامی ذکر کیا جائے۔ اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر عطا فرمائے۔ مدارج النبوت اردو ترجمہ جلد ۲/ صفحہ ۵۰۹

[۱] حضرت عَاصِم بن حضرت فَارُوقِ اعظم رضی اللہ عنہما کی والِدہ ماجِدہ کا نام حضرت اُمِّ جَمِیلہ رضی اللہ عنہا تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ انتہائی خلیق تھے۔ حضرت عبدُاللہ بن عَمرو رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں اور میرا بھائی عاصم لوگوں کی غیبت نہیں کرتے۔ قد مبارک لمبا تھا اور بہت جسیم تھے۔ شعر بھی کہتے تھے۔ ۷۰/ھ یا ۷۳/ھ میں وِصَال فرمایا۔ الاصابہ فی تمیز الصحابہ جلد ۳/ صفحہ ۵۶

تَذکرۃُ القارِی میں ارشاد فرمایا:

"حضرت عَاصم رضی اللہ عنہ، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے وِصَال مبارک سے دو سال قبل پیدا ہوئے۔"

(۱۲۵) حضرت عبداللہ بن حَارِث رضی اللہ عنہما کی وِلادت

اسی سال، حضرت عبدُاللہ بن حَارِث بن نَوفل بن حَارِث بن عَبدُالمُطَلب بن ہاشم قُرشی ہاشمی رضی اللہ عنہم کی وِلادت ہوئی۔ [۱]

آپ رضی اللہ عنہ کا لقب "ببّہ" تھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ آپ رضی اللہ عنہ نے پایا ان کے والدِ ماجد [۲] حضرت حَارِث رضی اللہ عنہ بھی صحابی تھے۔

(۱۲۶) حضرت عَتّاب بن اَسِید رضی اللہ عنہ کی اَمارتِ مکّہ مکرمہ

فتح مکّہ کی فراغت کے بعد، جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم حنین کی مہم کے لئے روانہ ہوئے تو حضرت عَتّاب بن اسِید رضی اللہ عنہ کو مکّہ معظمہ پر اَمیر مقرر فرمایا۔ [۳] آپ رضی اللہ عنہ کی اَمارت میں اس سال حج کیا گیا۔

حضرت عَتّاب رضی اللہ عنہ کی عمر اس وقت تقریباً بیس برس تھی۔

(۱۲۷) حُنَین کی طرف نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی روانگی

اسی سال حضرت رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم حُنَین کو فتح کرنے کی غرض سے روانہ ہوئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ بارہ ہزار کا لشکر تھا۔ ایک قول کی رو سے اس لشکر کی تعداد چودہ ہزار تھی۔

حضرت رِسَالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے صفوان بن اُمَیّہ سے زِرِہیں عَارِیتاً طلب فرمائیں انہوں نے چار سو زِرِہیں

---

[۱] آپ رضی اللہ عنہ کی والدہ حضرت ہِند بنت اَبُوسُفیان رضی اللہ عنہما تھیں۔ جب آپ رضی اللہ عنہ کی ولادت ہوئی تو آپ رضی اللہ عنہ کی وَالِدَہ نے آپ رضی اللہ عنہ کو اپنی بہن ام المومنین حضرت اُمِّ حَبِیبہ رضی اللہ عنہا کے پاس بھیجا انہوں نے بارگاہِ نبوی میں عرض کیا یارسول اللہ! یہ میرا بھانجا ہے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ رضی اللہ عنہ کی تحنیک فرمائی لُعابِ دَہَن مبارک ان کے منہ میں ڈالا۔ آپ رضی اللہ عنہ کی وفات ۸۴/ھ یا ۷۹/ھ میں ہوئی۔ الاصابہ فی تمیز الصحابہ جلد ۳/ صفحہ ۵۸

[۲] آپ رضی اللہ عنہ کے دادا بھی صحابی تھے۔ الاصابہ جلد ۳/ صفحہ ۵۸

[۳] حضرت عَتّاب بن اَسِید رضی اللہ عنہما کو مکّہ مکرمہ میں عامل مقرر فرمایا اور ان کے ساتھ حضرت مُعَاذ بن جَبَل رضی اللہ عنہ کو بھی مکّہ مکرمہ چھوڑا۔ تاکہ حضرت مُعاذ رضی اللہ عنہ لوگوں کو مذہبِ اسلام اور قرآن مجید کی تعلیم دیں۔ تاریخ طبری اردو ترجمہ جلد ۱/ صفحہ ۴۲۹

مع سامانِ حَرب پیش کر دیں۔ [1]

(۱۲۸) ایک نو مسلم صحابی کی سادہ لوحی اور نبی پاک ﷺ کا جواب

حُنَین کے لئے مہم کی راہ میں ایک بہت بڑی سرسبز بیری تھی۔ جس کو ذات [2] اَنواط کہا جاتا تھا۔ کیونکہ اس میں بہت سی چیزیں لٹکی ہوئی تھیں۔ (اَنواط، نوط کی جمع ہے جس کا معنے ہے لٹکی ہوئی چیز) اسے دیکھ کر ایک جدیدَ الاَسلام صحابی رضی اللہ عنہ بارگاہِ رسالت مآب ﷺ میں عرض کرنے لگے۔ یارسول اللہ! جس طرح کفار کی "یہ ذات اَنواط" ہے ہمارے لئے بھی ایک ذات اَنواط مقرر فرمادیں۔ ان کی عرض پر آپ ﷺ نے فرمایا:

اللہ اکبر! کیا تم نے وہی کچھ کہنا شروع کر دیا جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم نے کہا تھا۔ انہوں نے کہا تھا۔ "اے موسیٰ ہمارے لئے ایک معبود مقرر کر دیجئے جس طرح ان (کافروں) کے معبود ہیں۔" تو آپ علیہ السلام نے فرمایا "تم جاہل قوم ہو۔"

اَنواط (لٹکی ہوئی چیزوں) سے مراد وہ لٹکا ہوا اسلحہ اور کپڑے ہیں جو کافر اس درخت پر اس کی تعظیم کے لئے لٹکایا کرتے تھے۔

(۱۲۹) غَزوۂ حُنَین میں مُسلمانوں کا فخر اور اس کی پاداش

غَزوۂ حُنَین میں پہلے پہل مشرکین بھاگ کھڑے ہوئے اور مسلمان مالِ غَنیمت کے اکٹھا کرنے میں مشغول ہوگئے۔ بعض مسلمانوں نے اپنی کثرت پر فخر کرنا شروع کر دیا۔ اس وجہ سے کافروں نے پلٹ کر مسلمانوں پر حملہ کر دیا مسلمان اپنی کثرت سے فخر کے باعث ہَزِیمت اٹھانے لگے [3] اور مکّہ مکرمہ کی جانب بھاگنے لگے نبی پاک ﷺ کے ہمراہ صرف دس بقولے بارہ اور بقولے دیگر آٹھ جواں مرد رہ گئے آپ ﷺ نے اپنے خچر کو ایڑی لگا کر کفار کی جانب بڑھنا شروع فرمادیا۔

---

[1] نبی کریم ﷺ سے کسی نے عرض کیا کہ صَفوان کے پاس بہت سی زِرہیں ہیں۔ وہ ابھی تک شرک کی حالت میں تھے۔ آپ ﷺ نے انہیں بلا بھیجا اور اَسلحہ مُستعار طلب فرمایا۔ صَفوان نے کہا کیا آپ ﷺ اسے غصب کرنا چاہتے ہیں "آپ ﷺ نے فرمایا نہیں عاریتاً" جس کے واپس کرنے کا میں ضامن ہوں اس پر صَفوان کہنے لگا اس میں کچھ مضائقہ نہیں۔ طبری اردو ترجمہ جلد۱/ صفحہ ۴۱۲

[2] قُرَیشِ مکّہ اور دیگر کفار ہر سال اس درخت کے پاس آتے اس پر اَسلحہ لٹکا دیتے اس کے پاس جانور ذبح کرتے اور ایک دن تک وہاں گوشہ نشینی اختیار کرتے۔ البدایہ والنہایہ جلد ثانی جزو رابع صفحہ ۳۲۷

[3] لشکرِ اِسلام کی ہزیمت اور شکستگی کی جو صورت پیش آئی اس کا سبب یہی تھا کہ مسلمان جان لیں کہ فتح و نصرت کثرتِ تعداد اور تیاری پر نہیں بلکہ حق تعالیٰ کی طرف سے ہے۔ مدارج النبوت اردو ترجمہ جلد۲/ صفحہ ۵۱۶

حضور اکرم ﷺ اس دن اپنے سفید خچر مبارک پر سوار تھے جو حضرت فروہ بن نفاثہ جُذامی رضی اللہ عنہ نے بطور ہدیہ پیش کیا تھا۔ اس خچر مبارک کا نام "فِضَّہ" تھا۔

بعض علماء فرماتے ہیں کہ حضرت رسول کریم ﷺ اس روز دُلدُل پر سوار تھے جو مُقوقَس نے ہَدِیتاً پیش کیا تھا۔ قولِ اول صحیح ہے۔

حضرت اَبُوسُفیان بن حارِث رضی اللہ عنہ نبی پاک ﷺ کے خچر مبارک کو روکنے لگے۔ زاں بعد جب آپ ﷺ نے صَحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کو پکارا تو وہ جلد ہی پلٹ کر اپنے آقا ﷺ کے پاس پہنچ گئے۔ [1]

(۱۳۰) معجزۂ نبوی---- مٹھی بھر کنکر تمام کُفّار کی آنکھوں میں

اس غَزوہ میں نبی کریم رؤف و رحیم ﷺ کا ایک معجزہ ظاہر ہوا کہ جب نبی کریم ﷺ کے صَحابۂ کرام رضی اللہ عنہم واپس جمع ہوگئے تو آپ ﷺ اپنے خچر مبارک سے اترے۔ مٹھی بھر سفید کنکر اٹھائے اور کُفّار کے چہروں کی طرف پھینک دیئے اور فرمایا: "رَبِّ کَعبَہ کی قسم کفار بھاگ گئے۔"

نیز فرمایا: "کفار کے چہرے بگڑ گئے۔ کفار کے چہرے بگڑ گئے۔ کفار کے چہرے بگڑ گئے۔ حم وہ کامیاب نہ ہوں گے۔"

لشکرِ کُفّار سے ایک فرد بھی باقی نہ بچا جس کی آنکھیں ان کنکروں سے بھر نہ گئی ہوں۔ ان میں سے ہر ایک کو یوں محسوس ہوا کہ ہر درخت پتھر اور جس چیز پر ان کی نظر پڑتی تھی ایک گھوڑا ہے جو ان کو اپنی طرف بُلا رہا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اپنی فتح و نصرت سے کُفّار کو بھگا دیا اور مسلمانوں کو جنگ اور مقابلہ کی ضرورت نہ رہی۔ نہ ہی انہیں تیر چلانا پڑا اور نہ نیزہ پھینکنے کی ضرورت پڑی۔ [2]

---

[1] حضرت عَبّاس رضی اللہ عنہ بہت بلند آواز تھے انہوں نے صَحابۂ کرام کو پکارا صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے آپ رضی اللہ عنہ کی آواز سن کر واپس لپکنا شروع فرما دیا جس طرح شہد کی مکھیاں اپنے بادشاہ کے گرد یا اونٹ اور گائے اپنے بچوں کو تلاش کر کے جمع ہو جاتے ہیں۔ بعض صَحابَہ جن کی سواریاں سُست رفتار تھیں اور تیز نہیں دوڑ سکتی تھیں سواریوں سے کود کر نبی کریم ﷺ کی طرف جمع ہوگئے اور اس طرح ان کی تعداد ایک سو ہوگئی اور یہ جمعیت دشمن سے جنگ کرنے میں مَشغُول ہوگئی۔ مدارج النبوت اردو ترجمہ جلد ۲/ صفحہ ۵۱۹

[2] ہوازن کا لشکر اتنی دیر بھی کھڑا نہ رہ سکا جتنی دیر میں اونٹنی کا دودھ دوہا جاتا ہے اور وہ رَاہِ فِرار اختیار کر گئے۔ مدارج النبوت اردو ترجمہ جلد ۲/ صفحہ ۵۲۱

(۱۳۱) غَزْوَہٗ حُنَیْن میں رَجزِ نبوی

غَزْوَہٗ حُنَیْن میں صَحابہٴ کرام رضی اللہ عنہم نبی پاک صاحبِ لَولاک صلی اللہ علیہ وسلم کے اردگرد سے بکھر گئے۔ اس حالت میں بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کفّار کی جانب خچر بڑھانے لگے اور زبان مبارک پر یہ رجز جاری تھا۔

اَنَا النَّبِیُّ لَا کَذِبْ اَنَا ابْنُ عَبْدِالْمُطَّلِبْ

ترجمہ: میں اللہ تعالیٰ کا سچا نبی ہوں یہ جھوٹ نہیں ہے میں (حضرت) عبدُالمُطَّلِب (رضی اللہ عنہ) کی اَوْلَاد سے ہوں۔

(۱۳۲) غَزْوَہٗ حُنَیْن میں فرشتوں کا نزول

اس غَزْوَہ میں بھی اللہ تعالیٰ نے آسمانوں سے فرشتوں کو مَرْدوں کی صورت میں اتارا جن کے رنگ سفید تھے اور چتکبرے گھوڑوں پر سوار تھے۔ ان کے سروں پر سرخ عمامے تھے۔ شَملوں کو کندھوں کے درمیان لٹکا رکھا تھا۔ یہ مَلَائکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد کے لئے نَازِل ہوئے تھے ان کی تعداد پانچ ہزار تھی۔ اِرْشَادِ ربانی وَاَنْزَلَ جُنُوْدًا لَّمْ تَرَوْهَا (التوبہ:۲۶) (اللہ تعالیٰ نے ایسے لشکر اتارے جن کو تم دیکھتے نہیں تھے) میں اُنہی کی طرف اشارہ ہے۔

(۱۳۳) اِعْلَانِ نبوی ----- مَقتول کافر کا سامان قَاتِل کو ملے گا

غَزْوَہٗ حُنَیْن میں ہی حضرت رسولِ اکرم نورِ مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"جس نے کسی کافر کو قتل کیا اس کا سامان اس کے قاتل کو ملے گا بشرطیکہ اس کے قتل کرنے پر کوئی گواہ موجود ہو۔)" [۱]

(۱۳۴) حضرت اَبُوْ قَتَادَہ رضی اللہ عنہ کو مقتول کافر کا سامان عطا ہونا

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت اَبُوْ قَتَادَہ رضی اللہ عنہ کو اس کافر کا سامان عطا فرمایا جس کو انہوں نے جہنم رسید کیا تھا۔ لیکن اس مقتول کافر کا سامان کسی اور نے لے لیا تھا۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: "اس مقتول کافر کا سامان اَبُوْ قَتَادَہ کو دیا جائے کیونکہ یہ ان کا حق ہے۔" اس شہادت کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ سامان حضرت

---

[۱] اس بارے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے دو الفاظ مروی ہیں ایک روایت کے الفاظ مبارکہ کا ترجمہ درج متن ہے اور دوسرے الفاظ مبارکہ کا ترجمہ یہ ہے کہ جس مسلمان نے کسی کافر کو قتل کیا اس کا سامان اس مجاہد کو ملے گا جس نے اسے جہنم رسید کیا۔ سیرت حلبیہ جلد ۳/ صفحہ ۱۷

اُبو قتادہ رضی اللہ عنہ کو عطا فرمادیا۔ [1]

صحیحین وغیرہ کتب میں یہ واقعہ تفصیل سے مندرج ہے۔

(۱۳۵) حضرت زَید بن سَہل رضی اللہ عنہ کو بیس مقتول کُفّار کا سامان ملنا

غزوۂ حُنَین میں حضرت اَبُو طَلحَہ زَید بن سَہل اَنصارِی رضی اللہ عنہ نے اکیلے بیس کفار کو جہنم رسید کیا اور ان کا سامان اٹھالیا۔ نبی کریم ﷺ نے وہ سامان انہیں عطا فرمادیا۔

(۱۳۶) غزوۂ حُنَین کا مالِ غَنِیمت

غزوۂ حُنَین میں نبی پاک ﷺ نے بہت سے قیدی پکڑے بہت سی غَنِیمتیں اور کثرت سے مال و دولت حاصل کی۔ [2] سارا مال غنیمت اور قیدی آپ ﷺ نے جعرّانہ روانہ فرمادیئے اور صَحابۂ کرام رضی اللہ عنہم میں تقسیم نہ فرمائے۔ غزوۂ طَائِف سے جعرّانہ واپس تشریف لانے پر وہ تقسیم کئے گئے۔

ان قیدیوں، اموال اور غنیمتوں کی تعداد کا بیان عنقریب آرہا ہے۔

(۱۳۷) لَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ فِيْ مَوَاطِنَ كَثِيْرَةٍ کا شانِ نُزول

غزوہ حُنَین کے بارے میں یہ آیاتِ کریمہ نازل ہوئیں۔

لَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ فِيْ مَوَاطِنَ كَثِيْرَةٍ وَّيَوْمَ حُنَيْنٍ اِذْ اَعْجَبَتْكُمْ كَثْرَتُكُمْ فَلَمْ تُغْنِ عَنْكُمْ شَيْئًا وَّضَاقَتْ عَلَيْكُمُ الْاَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ ثُمَّ وَلَّيْتُمْ مُّدْبِرِيْنَ ○ ثُمَّ اَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِيْنَتَهٗ عَلٰى رَسُوْلِهٖ وَعَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَاَنْزَلَ جُنُوْدًا لَّمْ تَرَوْهَا وَعَذَّبَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَذٰلِكَ جَزَآءُ الْكٰفِرِيْنَ ○ التوبہ ۲۵-۲۶

ترجمہ: بے شک اللہ تعالیٰ نے بہت سے مقامات پر تمہاری امداد فرمائی اور حُنَین کے دن بھی جب تم اپنی کثرت پر اِترا گئے تو وہ تمہیں کام نہ آئی اور زمین اپنی وسعت سمیت تم پر تنگ ہوگئی۔ پھر تم پیٹھ دے کر پھر گئے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اپنی تسکین اپنے رسول اور مومنوں پر اتاری اور ایسے لشکر اتارے جو تمہیں دکھائی نہ دیتے تھے اور کافروں کو سزا دی اور منکرین کی جزا یہی ہے۔

---

[1] تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو سیرت حلبیہ جلد ۳/ صفحہ ۱۷ اردو ترجمہ مدارج النبوت جلد ۲/ صفحہ ۵۲۳

[2] چھ ہزار قیدی، چوبیس ہزار اونٹ، چالیس ہزار سے زائد بکریاں اور چار ہزار اوقیہ سے زائد چاندی مالِ غنیمت میں مسلمانوں کو حاصل ہوئے۔ طبقات ابن سعد اردو ترجمہ جلد ۱/ صفحہ ۴۹۱

(۱۳۸) عورتوں، بچوں اور بوڑھوں کو قتل کرنے کی مُمانعت

غَزْوَۂ حُنَیْن میں کافِرہ عورت کی ایک لاش ملی نبی اکرم ﷺ نے اس کے قاتل کے بارے میں دریافت فرمایا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ اسے (حضرت) خَالِد بن وَلِید (رضی اللہ عنہ) نے قتل کیا ہے۔

آنحضور ﷺ نے ان کی جانب یہ پیغام بھیجا کہ کسی عورت، بچے اور بوڑھے کو قتل نہ کیا جائے۔ [1]

(۱۳۹) غزوۂ حُنَیْن کے شُہَدَاء

غَزْوَۂ حُنَیْن میں چار [2] اہلِ ایمان شہید ہوئے۔

(۱) نبی پاک ﷺ کی پرورش کنندہ حضرت اُمِّ اَیْمَن رضی اللہ عنہا کے لختِ جگر حضرت اَیْمَن رضی اللہ عنہ۔ [3]

بعض علماء فرماتے ہیں۔ شہادت پانے والے یہ حضرت اَیْمَن رضی اللہ عنہ انصار میں سے تھے ان کا نسب یوں ہے حضرت اَیْمَن بن عُبَید بن زَید خَزرَجی اَنْصَارِی رضی اللہ عنہ۔

دونوں اقوال میں تطبیق یوں دی گئی ہے کہ اَیْمَن بن اُمِّ اَیْمَن اور اَیْمَن بن عُبَید اَنْصَارِی ایک ہی شخصیت ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ حضرت اُمِّ اَیْمَن رضی اللہ عنہا نے پہلے حضرت عُبَید اَنْصَارِی رضی اللہ عنہ سے نکاح کیا جن سے حضرت اَیْمَن رضی اللہ عنہ متولد ہوئے۔ حضرت عُبَید رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد انہوں نے حضرت زَید بن حَارِثہ رضی اللہ عنہ سے نکاح کیا جن سے حضرت اُسَامہ رضی اللہ عنہ کی وِلَادت ہوئی۔ اس تفصیل کی روشنی میں حضرت اَیْمَن رضی اللہ عنہ اور حضرت اُسَامہ [4] رضی اللہ عنہ دونوں ایک ماں کے بطن سے پیدا ہونے والے بھائی ہیں۔

---

[1] ایک روایت اس بارے میں یوں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے حکم دیا کہ جس پر بس چلے اسے قتل کر دیا جائے مسلمان غَضَب نَاک ہو کر انہیں قتل کر رہے تھے حتیٰ کہ عورت اور بچے بھی ان سے نہ بچے رسول اللہ ﷺ کو معلوم ہوا تو آپ ﷺ نے عورتوں اور بچوں کو قتل کرنے سے منع فرما دیا۔ طبقات ابن سعد اردو ترجمہ جلد ۱۔ صفحہ ۳۹۰ حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ حکم حضرت خَالِد رضی اللہ عنہ کو پہلے معلوم نہ تھا کہ عورتوں کو قتل نہ کرنا چاہیے۔ مدارج النبوت اردو ترجمہ جلد ۲/ ۵۲۴

[2] اس غَزْوَہ میں کل شُہَدَاء کی تعداد پانچ ہے چار شُہَدَاء کے اسمائے مبارکہ اس عنوان کے تحت درج ہیں اور پانچویں شہید کا نام اس سے اگلے عنوان میں آرہا ہے۔

[3] حضرت اَیْمَن رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کے لئے پانی کی چھاگل اٹھاتے تھے۔ مدارج النبوت اردو ترجمہ جلد ۲/ صفحہ ۸۵۲

[4] حضرت اُسَامہ رضی اللہ عنہ کی جلد مبارک کی سیاہی آپ رضی اللہ عنہ کی وَالِدَہ مَاجِدَہ حضرت اُمِّ اَیْمَن رضی اللہ عنہا کی وجہ سے تھی ورنہ ان کے وَالِد مَاجِد حضرت زَید بن حَارِثہ رضی اللہ عنہ سفید اور خوبصورت تھے۔ مدارج النبوت اردو ترجمہ جلد ۲/ صفحہ ۸۵۹

علامہ زرقانی رحمۃ اللہ علیہ نے المواہب اللدنیہ کی شرح میں اسی طرح فرمایا ہے:

(۲) حضرت یزید بن زمعہ بن اسود رضی اللہ عنہ۔ [۱]

(۳) حضرت سراقہ بن حارث انصاری رضی اللہ عنہ۔

(۴) حضرت ابو عامر اشعری رضی اللہ عنہ۔ [۲]

(۱۴۰) حضرت ابو لحم غفاری رضی اللہ عنہ کی شہادت

غزوۂ حنین کے دنوں میں حضرت ابو لحم غفاری رضی اللہ عنہ نے بھی جام شہادت نوش فرمایا۔

آپ رضی اللہ عنہ کے نام کے بارے میں اختلاف ہے۔ بعض علماء فرماتے ہیں کہ ان کا نام حضرت عبداللہ بن حارثہ رضی اللہ عنہ تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ کے نام کے بارے میں اس کے علاوہ اور بھی اقوال ہیں۔

آپ رضی اللہ عنہ اس غزوہ سے قبل ہی ایمان لاکر صحابیت کے مرتبہ پر فائز ہوچکے تھے۔ غزوۂ خیبر اور اس کے مابعد مہمات میں شرکت فرمائی۔ اس طرح غزوۂ حنین میں شہادت کا مرتبہ پانے والے یہ پانچویں خوش نصیب ہیں۔

(۱۴۱) کفار کے مقتولین

غزوۂ حنین میں کفار کے مقتولین کی تعداد میں اختلاف ہے بعض روایات کی رو سے ان کے تین سو مرد اس جنگ میں کام آئے۔ اور بعض روایات میں ہے کہ کل ستر کافر مارے گئے۔

---

[۱] حضرت یزید بن زمعہ رضی اللہ عنہ بنی اسد بن عبدالعزیٰ سے تھے۔ جنگ میں ان کا گھوڑا بدک گیا جس سے وہ گر پڑے اور قتل کر دیئے گئے۔ تاریخ طبری اردو ترجمہ جلد۱/ صفحہ۴۱۹

[۲] حضرت ابو عامر اشعری رضی اللہ عنہ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے رشتہ میں چچا تھے۔ ایک شخص نے آپ رضی اللہ عنہ کے زانو پر تیر مارا حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے اسے مقابلہ میں قتل کر دیا اور جب آپ رضی اللہ عنہ کے زانو مبارک سے تیر نکالا گیا تو زیادہ خون بہہ جانے کی وجہ سے آپ رضی اللہ عنہ شہید ہوگئے۔ اپنی شہادت سے قبل اپنے بھتیجے حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے فرمایا "اے بھتیجے! نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں میرا سلام عرض کرنا اور میرے لئے دعائے مغفرت کی گذارش کرنا" جب یہ وصیت فرما چکے تو اپنے دستہ کی قیادت حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کے سپرد کی اور جان، جان آفرین کے سپرد کر دی۔ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے جب وہ وصیت دربار نبوی میں عرض کی تو سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے پانی منگایا وضو فرمایا اور دو رکعت نماز ادا فرما کر حضرت ابو عامر اشعری رضی اللہ عنہ کی بخشش کی دعا فرمائی۔ اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ مبارک اس قدر بلند فرمائے کہ بغلوں کی سفیدی نظر آرہی تھی۔ مدارج النبوت اردو ترجمہ جلد۲/ صفحہ ۵۲۴، ۵۲۵

ہردو میں تطبیق اس طرح سے ہے کہ (میدانِ جنگ میں) کُفّار کے شکست کھا کر بھاگنے سے پہلے ستر کافر مارے گئے اور باقی کافروں کو بھاگتے ہوئے قتل کر دیا گیا۔

علامہ زرقانی رحمۃ اللہ علیہ نے المواہب اللدنیہ کی شرح میں اسی طرح فرمایا ہے۔

(۱۴۲) وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ النِّسَآءِ اِلَّا مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ کا شانِ نزول

اسی سال غزوۂ حُنَین میں مسلمانوں کو بہت سی لونڈیاں غنیمت کے طور پر ملیں اور وہ مسلمان ہو گئیں۔ اس وجہ سے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ رضی اللہ عنہ نے ان سے جماع کو ناپسند کیا کیونکہ ان کے کافر خاوند موجود تھے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے ایمانداروں کے لئے ان سے جماع کو مباح فرما دیا اور اس بارے میں یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ النِّسَآءِ اِلَّا مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ (النساء:۲۴)

ترجمہ: نکاح والی عورتیں بھی تم پر حرام ہیں مگر ان میں جو (مالِ غنیمت کے باعث) تمہاری ملکیت میں آجائیں (وہ حلال ہیں۔)

(۱۴۳) عَزل کے بارے میں صَحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کا سوال

اسی سال، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عَزل کے جَواز کے متعلق سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا۔ تم پر لازم ہے کہ نہ کرو۔ قیامت تک جس جاندار نے پیدا ہونا ہے وہ پیدا ہو کر رہے گا۔ سید جمال الدین رحمۃ اللہ علیہ نے روضۃ الاحباب میں لکھا ہے کہ سوال غزوۂ حُنَین کے دوران کیا گیا۔ پہلے مذکور ہو چکا کہ یہ سوال غزوۂ بنی مُصطلق میں کیا گیا۔ تطبیق کی صورت یہ ہے کہ اس واقعہ کو تعدّد پر محمول کر لیا جائے۔

(۱۴۴) حضرت عائذ اللہ بن عَبدُ اللہ رضی اللہ عنہ کی وِلادت

غزوۂ حُنَین کے اَیّام میں حضرت عَائذُ اللہ بن عَبداللہ بن عُمر خیلانی رضی اللہ عنہ کی وِلادت ہوئی۔[۱] ان کی کُنیت اَبُو اِدرِیس تھی۔ آپ رضی اللہ عنہ بہت بڑے تابعی اور شام کے عالِم تھے۔

---

[۱] حضرت مَکحُول رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضرت عائذ رضی اللہ عنہ کی وِلادت غزوۂ حُنَین کے دن ہوئی۔ حضرت عائذ رضی اللہ عنہ نے حضرت عُمر بن خطّاب، حضرت مُعاذ بن جَبَل، حضرت اَبُو دَرداء، حضرت عُبادہ بن صَامِت، حضرت بلال، حضرت اَبُو ذَر، حضرت عَوف بن مالِک، حضرت حُذَیفہ، حضرت ثَوبان، حضرت مُعاوِیہ وغیرھم اَجلّہ صَحابہ رضی اللہ عنہم سے روایت کی۔ حضرت سَعید بن عَبدُالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کا اِرشاد ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ حضرت اَبُو دَرداء رضی اللہ عنہ کے بعد شام کے عالِم تھے۔ حضرت ابنِ حَبّان رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ خَلیفہ عَبدُالملک نے آپ رضی اللہ عنہ کو حضرت بِلال بن اَبی دَرداء کے بعد دِمشق کا گورنر مقرر کیا۔ آپ رضی اللہ عنہ کا وِصال ۸۰ھ میں ہوا۔ الاصابہ جلد ۳/ صفحہ ۵۷

دیدارِ نبوی سے مُشرّف ہونے کے باعث ان کو صحابۂ کرام میں شمار کیا جاتا ہے۔ روایت کی رو سے آپ رضی اللہ عنہ صحابی نہیں ہیں۔ انہوں نے سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی ہے۔ (ان سے روایت نہیں کی۔)

(۱۴۵) اَبُورِغَال کی قبر اور اس میں مدفون سونا

غَزوۂ طائِف کے لئے سفر کے دوران حضورِ اَکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا گذر ایک قبر سے ہوا۔ فرمایا یہ اَبُورِغَال کی قبر ہے۔ [1]

رِغَال راء کی زیر، غین اور لام کے ساتھ (رِ + غَ + ا + ل) ہے۔ اَبُورِغَال قبیلہ ثَقِیف کا جَدِّ اَعلیٰ تھا اور نسل ثَمُود سے تھا۔

نبی پاک صاحبِ لَولاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسے اس جگہ دفن کیا گیا تھا اور اس کے ساتھ سونے کی ایک سلاخ بھی دفن کی گئی تھی۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اس جگہ کو کھودا اور اس سلاخ کو، جیسا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بتایا تھا' نکال لیا۔ یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات میں سے تھا۔ اس سلاخ کا وزن بیس رِطَل سے کچھ زائد تھا۔

(۱۴۶) طَائِف کے غلاموں کی آزادی

غَزوۂ طَائِف کے دوران حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اِعلان کرا دیا "اَہلِ طَائِف کے غلاموں سے جو بھی ہمارے پاس آ جائے وہ آزاد ہے۔" اس اِعلان پر تیئس غُلام آنحضرت سراپا رَحمت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آ گئے تو آپ نے ان سب کو اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے آزاد فرما دیا۔

---

[1] اَبُورِغَال کی قبر مُغَمَّس (غین کی تشدید، میم کی زیر اور زبر کے ساتھ) کے مقام پر ہے جو مکّہ مُعظّمہ سے طَائِف کی راہ پر مکّہ شریف سے تین فَرسَخ کے مقام پر ہے۔ ابرہہ، جس نے کعبہ معظمہ کو مِسمار کرنے کا ارادہ کیا تھا اور خود ہلاک ہوگیا تھا' نے جب خانہ کعبہ کی طرف کوچ کیا اَبُورِغَال اس سَفر میں اس کا رہنما تھا جب اَبُورِغَال ابرہہ کے لشکر کو درج بالا مقام پر لا چکا تو مرگیا اور اسی جگہ دفن کر دیا گیا۔ اَہلِ عرب نے اس کی قبر کو رجم کیا۔ مُغَمَّس کے مقام پر اسی کی قبر کو رجم کیا جاتا ہے۔ سیرت ابن ہشام مع تحقیق عبدالحفیظ و مصطفیٰ السقاء و ابراہیم الابیاری جلد۱/ صفحہ۴۹ درج بالا روایت یعنی اَبُورِغَال کا ابرہہ کے لشکر کے قائد ہونے کو علامہ زرقانی رحمۃ اللہ علیہ نے تسلیم نہیں کیا ان کا کہنا ہے کہ اس کا تعلق قوم ثَمُود سے تھا اور ثَقِیف قبیلہ کا جدِّ اَعلیٰ تھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وِلَادت اور قوم ثمود کی ہلاکت کے درمیان ہزاروں برس کا فاصلہ تھا۔ ابرہہ لشکر کا رہنما یہ اَبُورِغَال نہیں بلکہ اسی نام کا ایک اور شخص تھا۔ الزرقانی علی المواہب اللدنیہ جلد۳/ صفحہ۲۹، ۳۰

ان غلاموں میں ایک حضرت اَبُوبَکرہ [1] نُفَیع بن مَسرُوح رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ یہ حارِث بن کَلَدہ کے غلام تھے۔ وِلاء کی وجہ سے ان کی نسبت اس کی طرف کرکے انہیں "نُفَیع بن حارِث" بھی کہا جاتا ہے۔

نُفَیع تصیغر کے صیغہ کے ساتھ (نُ + فَ + ی + ع) ہے۔

(۱۴۷) مذکورہ بالا غُلاموں کا اِیمان لانا

غَزوَہ طَائف کے دوران ہی حضرت اَبُوبَکرہ رضی اللہ عنہ اور باقی تمام غلاموں نے ایمان قبول کرلیا جن کا ذکر اوپر ہوا۔ [2]

(۱۴۸) حضرت ثَابت بن جِذع رضی اللہ عنہ کی شَہادت

غَزوَہ طَائف کے دوران، حضرت ثَابِت بن جِذع رضی اللہ عنہ نے جام شہادت نوش فرمایا۔ جِذع کا اصل نام ثَعلَبہ بن زَید اَنصارِی خَزرَجی ہے۔ حضرت ثَابت رضی اللہ عنہ نے بَیعَتِ عَقَبہ اور بَدر میں شرکت فرمائی تھی۔

(۱۴۹) مَنجَنِیق کا اِستِعمال

غَزوَہ طَائف میں حضور نبی اَکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے، حضرت سَلمَان فَارِسی رضی اللہ عنہ کے مشورہ سے مَنجَنِیق نصب فرمائی۔ اس کے علاوہ کسی غَزوَہ میں اس کا استعمال نہ کیا گیا۔

یہ اسلام میں پہلی [3] مَنجَنِیق تھی جس کے ذریعے سنگ باری کی گئی غَزوَات کے باب میں اس کا ذکر پہلے گذر چکا ہے۔

---

[1] حضرت اَبُوبَکرہ رضی اللہ عنہ کی اس کنیت کا باعث یہ واقعہ ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ چونکہ ایک جماعت کے ساتھ قلعہ سے اترے تھے اور جماعت کو عربی زبان میں "بَکرہ" کہتے ہیں اس لئے آپ رضی اللہ عنہ کو ابوبکرہ کہا جانے لگا تاریخ طبری اردو ترجمہ جلد۱/۴۹۷

[2] نبی پاک صاحبِ لَولاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ان آزادہ کردہ غلاموں میں سے ہر ایک کا خرچ برداشت کرنے اور حَوائج و ضروریات مہیا کرنے کے لئے کسی نہ کسی صحابی کے سپرد فرما دیا طویل عرصہ کے بعد جب اَہلِ طَائِف حلقہ بگوش اِسلام ہوئے تو انہوں نے عرض کیا کہ ہمارے غلاموں کو ہمیں واپس کر دیا جائے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ اللہ تعالیٰ کے آزاد فرمودہ ہیں تمہاری غلامی میں نہیں رہ سکتے۔ مدارج النبوت اردو ترجمہ جلد۲/ صفحہ ۵۲۹

[3] دنیا کی سب سے پہلے مَنجَنِیق وہ تھی جس میں حضرت اِبرَاہیم خَلِیلُ اللہ علیہ السلام کو ڈال کر آگ میں پھینکا گیا اس کو اِبلِیس نے تیار کیا تھا۔ دورِ جاہلِیَّت کی پہلی منجنیق ایک روایت کی رو سے وہ تھی جس کے ذریعہ طوائف کے بادشاہوں میں سے جُذَیمَہ: جُ + ذَ + ی + مَ + ہ۔ بن مالک نے سنگ باری کی۔ یہ بادشاہ ابرش کے نام سے معروف ہے۔ الزرقانی علی المواہب اللدنیہ جلد۳/ صفحہ ۳۱

(۱۵۰) حضرت عَبدُاللہ بن اَبِی اُمَیَّہ رضی اللہ عنہ سے ایک ہیجڑے کی گفتگو

غَزوۂ طَائِف میں "ہِیت"[1] نامی ایک ہیجڑے نے ام المومنین حضرت ام سَلَمہ رضی اللہ عنہا کے بھائی حضرت عبداللہ بن اَبِی اُمَیَّہ رضی اللہ عنہ سے کہا۔

"کل جب اللہ تعالیٰ تم کو طائف میں فتح عطا فرمائے تو بَادِیَہ بنت غَیلَان کو قید کر لینا کیونکہ وہ چار کے ساتھ سامنے آتی ہے اور آٹھ کے ساتھ واپس جاتی ہے۔"

(حضرت) بَادِیَہ[2] (رضی اللہ عنہا)، طَائِف کے رئیس (حضرت) غَیلَان (رضی اللہ عنہ) کی صاحب زادی تھیں اور صاحبِ جَمال تھیں۔

ہیجڑے نے (اپنے قول چار سے سامنے آتی ہے اور آٹھ سے واپس جاتی ہے میں) چار اور آٹھ سے ان کے پیٹ کی شکنیں مراد لیں۔ ان کے جسم کی ساخت اس طرح تھی کہ جب وہ سامنے آتیں تو پیٹ پر چار شکن نظر آتے اور جب وہ واپس جانے لگتیں تو آٹھ سلوٹ نظر آتے کیونکہ ہر شکن میں ایک اور شکن پیدا ہو جاتی تھی۔ اس طرح سامنے کی ہر شکن پیٹھ کی جانب دو سلوٹوں میں تبدیل ہو جاتی۔

(۱۵۱) حضرت غَیلَان بن سَلَمہ رضی اللہ عنہ کا قبولِ ایمان

رَئیسِ طَائِف حضرت غَیلَان[3] بن سَلَمہ رضی اللہ عنہ نے جن کا ذکر ابھی اوپر گذرا، فتحِ طَائِف کے بعد اِیمان قبول کر لیا۔ آپ رضی اللہ عنہ سے کئی روز پہلے ان کی صاحب زادی حضرت بَادِیَہ رضی اللہ عنہا غَزوۂ طَائِف کے اَیّام میں دائرۂ اِسلام میں داخل ہو چکی تھیں۔

---

[1] ہِیت۔ ہا کے زیر کے ساتھ ہے۔ ہ ــ یْ + ت بعض علماء فرماتے ہیں کہ ہا کی زبر کے ساتھ ہے۔ ہَ + ی + ت۔ انسان العیون فی سیرۃ الامین المامون جلد ۳/ صفحہ ۷۹

[2] حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ حضرت بَادِیَہ بنت غَیلَان رضی اللہ عنہا نے سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا یا رسول اللہ! میں (کثرت خون کے باعث) طہارت پر قادر نہیں ہوں تو کیا میں نماز ترک کر دوں تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ خون حیض نہیں (بلکہ استحاضہ ہے) نیز آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں ہر نماز کے وقت غسل کا حکم دیا۔ الاصابہ جلد ۴/ صفحہ ۲۴۹

[3] فتحِ طَائِف کے بعد حضرت غَیلَان رضی اللہ عنہ اور ان کی اولاد حضرت عَامِر رضی اللہ عنہ، حضرت عَمَّار رضی اللہ عنہ، حضرت نَافِع رضی اللہ عنہ اور حضرت بَادِیَہ رضی اللہ عنہا نے ایمان قبول کر لیا۔ ایمان لانے کے وقت حضرت غَیلَان رضی اللہ عنہ کے نکاح میں دس عورتیں تھیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ رضی اللہ عنہ کو ان میں سے چار کا انتخاب کر لینے کا حکم دیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نہایت دانا اور شاعر تھے۔ کسریٰ کے دربار میں حاضر ہونے کا

(بقیہ حواشی اگلے صفحے پر)

(۱۵۲) مسلمان عورتوں کو ہیجڑوں سے پردہ کا حکم

غَزوۂ طَائِف کے دنوں میں نَبی کَریم ﷺ نے ہیجڑوں کو مسلمان عورتوں کے پاس آنے سے منع فرما دیا۔ آپ ﷺ نے حضرت ام سَلَمہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا: "اس کے بعد یہ (ہیجڑے) تمہارے پاس نہ آنے پائیں۔"

(۱۵۳) حضرت عبدُاللہ بن اَبِی اُمَیہ رضی اللہ عنہ کی شہادت

ام المومنین حضرت اُمِّ سَلَمہ رضی اللہ عنہا کے بھائی حضرت عبدُاللہ بن اَبِی اُمَیہ بن مُغیرہ مَخزُومی رضی اللہ عنہ نے غزوہ طَائِف میں شہادت کا مرتبہ حاصل کیا۔ طَائِف کی جانب سے ایک تیر آکر آپ کو لگا جس سے آپ رضی اللہ عنہ اسی دن شہید ہو گئے۔

آپ رضی اللہ عنہ نے فتحِ مکہ سے پہلے اسلام قبول کیا۔ [1] فتحِ مکہ، حُنَین اور طَائِف کی مہمات میں شامل ہوئے اور طائف کی مہم میں شہید ہوئے۔

(۱۵۴) حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اور نبی اکرم ﷺ کی سرگوشی

غَزوۂ طَائِف کے اَیّام میں، حضرت نبی کریم ﷺ نے حضرت عَلی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے طَوِیل سرگوشی فرمائی۔ لوگ کہنے لگے "تعجب ہے! کہ نبی پاک ﷺ نے اپنے چچازاد کے ساتھ اتنی طَوِیل سرگوشی فرمائی" اس پر حضرت رِسَالت مآب ﷺ نے فرمایا۔ میں نے ان سے سرگوشی نہیں کی لیکن اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنا رازدار بنایا ہے۔

(پچھلے صفحے کا بقیہ حواشی)

موقع ملا تو آپ رضی اللہ عنہ نے اسے اپنے بَحکیمانہ گفتگو سے حیران کر دیا۔ (تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو الاصابہ) وِصَال حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے عہد میں ہوا۔ آپ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک سفر میں مجھے سرورِ کائنات ﷺ نے حکم دیا کہ ان دو درختوں کے پاس جاؤ اور انہیں حکم دو کہ ایک دوسرے سے مل جائیں تاکہ میں ان کے ذریعہ سے پردہ (میں بیٹھ کر قضائے حاجت) کروں چنانچہ میرے کہنے کے مطابق ان میں سے ایک درخت زمین سے اکھڑا اور دوسرے سے آکر مل گیا۔ الاصابہ جلد ۳/ صفحہ ۱۸۹ تا ۱۹۲ مع الاستیعاب۔

[1] حضرت عبدُاللہ بن اَبِی اُمَیہ رضی اللہ عنہ اِیمان قبول کرنے سے قبل نبی کریم ﷺ اور صَحابَہ کرام رضی اللہ عنہم کو شدید ایذا پہنچاتے۔ اللہ تعالیٰ نے کرم فرمایا، ایمان سے نوازا، صَحابیّت کا درجہ عطا فرمایا اور شہادت کے مرتبہ پر فائز فرما دیا۔ الزرقانی علی المواہب اللدنیہ جلد ۳/ صفحہ ۳۰

(۱۵۵) حضرت عَبدُاللہ رضی اللہ عنہ بن حضرت صِدِّیق اَکبر رضی اللہ عنہ کی شہادت

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے صاحب زادے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے غَزوَۂ طَائِف میں شہادت پائی۔

(۱۵۶) غُسالۂ رَسُول صلی اللہ علیہ وسلم سے صَحابۂ کِرام رضی اللہ عنہم کا حصولِ برکت

غَزوَۂ طَائِف کے ایام میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے پانی کا ایک پیالہ لیا۔ اس میں اپنا چہرہ مبارک اور دستِ اَقدَس دھوئے اور کلی کا پانی ڈالا اور صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم سے فرمایا: "اس پانی کو پی لو۔ اپنے گلوں پر اسے چھڑک لو اور خوش ہو جاؤ۔"

اُمّ المومنین حضرت اُمِّ سَلَمہ رضی اللہ عنہا نے خَیمہ کے پردے کے پیچھے سے آواز دی اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے فرمایا: "اپنی ماں کے لئے کچھ بچانا"

اس سے آپ رضی اللہ عنہا نے اپنی ذات مراد لی۔ صَحابۂ کِرام رضی اللہ عنہم نے اس پانی سے تھوڑا سا انہیں دیا اور انہوں نے اس سے برکت حاصل کی۔

(۱۵۷) خَوارِج کے جَدِّ اَعلیٰ کی گستاخی

اسی سال، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب جِعِرّانَہ پہنچ کر حُنَین اور ہوازن کا مال غنیمت تقسیم فرمایا تو مُؤَلَّفۃُ قُلُوب اَفراد کو دوسروں کی نسبت کچھ زیادہ عطا فرمایا۔ اس پر ایک شخص آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا جسے ذُوالخُوَیصِرَہ تَمِیمی کہا جاتا تھا۔ یہ خَوارِج [1] کا جَدِّ اَعلیٰ تھا اور اس کا نام حُرقُوص بن زُہَیر تھا۔ وہ شخص آکر کہنے لگا۔

"اے محمد! (صلی اللہ علیہ وسلم) انصاف سے کام لو:" حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
"تو ہلاک ہو جب میں انصاف نہ کروں گا تو اور کون انصاف کرے گا" پھر نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ خبر دی
"اس شخص کے خاندان سے خَوارِج پیدا ہوں گے اس کی نشانی یہ ہے کہ اس کے ایک بازو پر گوشت کا ایک ابھرا ہوا ٹکڑا ہو گا جس کی شکل عورت کے پستان کی مانند ہو گی جو بچہ منہ میں رکھ کر چوستا ہے"
صحیح بُخاری صحیح مُسلِم اور دیگر کتب میں یہ رِوَایت موجود ہے۔

---

[1] خَوارِج کبیرہ گناہ کے مرتکب کو کافر قرار دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ کبیرہ گناہ کرنے سے سارے نیک عمل باطل ہو جاتے ہیں۔ ایسا شخص ہمیشہ دوزخ میں رہے گا۔ نیز ان کا کہنا ہے کہ دَارُالاِسلام میں کبیرہ گناہ اگر عام ہو جائیں تو دَارُالکُفر بن جاتا ہے۔ وہ جماعت کے ساتھ نماز ادا نہیں کرتے۔ انسان العیون فی سیرت الامین المامون جلد ۴/ صفحہ ۸۹

یہ حضور نبی اکرم ﷺ کا معجزہ ہے کیونکہ سرکار ﷺ کے فرمان کے مطابق ہی وقوع پذیر ہوا۔

(۱۵۸) مُؤذِّنِ رَسُول حضرت اَبُو مَحذُورَہ رضی اللہ عنہ کا قبولِ اِسلام

غَزوۂ طائف سے واپسی پر، نبی پاک ﷺ جب "جِعِرّانَہ" کے مقام پر پہنچے تو مُؤذِّنِ رسول حضرت اَبُو مَحذُورَہ جمحی رضی اللہ عنہ مشرف با یمان ہوئے۔ آنحضور ﷺ نے انہیں مکّہ مکرمہ میں موذن مقرر فرما دیا۔

آپ رضی اللہ عنہ کا نام سَلمَہ بن مَعیَر رضی اللہ عنہ، میم کی زبر، عین کے سکون یا اور راء کے ساتھ (مَ + عْ + یَ + ر) ہے۔ بعض علماء فرماتے ہیں کہ ان کا نام سَمُرَہ تھا۔

ان کے اِسلام کا باعث یہ ہوا کہ اِسلام سے قبل مشرکین کی ایک جماعت کے ساتھ تھے کہ حضور سرورِ کائنات ﷺ نے حضرت بِلال رضی اللہ عنہ کو اپنے سامنے اَذان کا حکم دیا۔ مشرکوں نے اسے سن کر اَذان کا مذاق اڑانا شروع کر دیا اور موذن کی نقل اتارنا شروع کر دی۔ نبی پاک ﷺ نے حضرت اَبُو مَحذُورَہ رضی اللہ عنہ کی آواز سنی اور بہت پسند آئی کیونکہ ان کی آواز سب سے اچھی تھی۔ آپ ﷺ نے انہیں طلب فرمایا حضرت اَبُو مَحذُورَہ رضی اللہ عنہ بارگاہِ نبوی میں حاضر ہوئے ان کا گمان تھا کہ کفر کے باعث ان کو قتل کر دیا جائے گا حضور رحمۃ للعالمین ﷺ نے ان کے ماتھے اور سینے پر ہاتھ پھیرا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے قلب کو ایمان، نور اور یقین سے پر فرما دیا۔ چنانچہ انہوں نے نبی پاک ﷺ کے سامنے اِیمان قبول فرمالیا۔

نبی کریم ﷺ نے ان کو اَذان پڑھنے پر مقرر کر دیا اور اَہلِ مکّہ کے لئے مُؤذِّن قرار دے دیا۔ اس وقت ان کی عمر سولہ برس تھی۔ آپ رضی اللہ عنہ اپنے وِصال تک وہیں اَذان پڑھتے رہے۔ ان کی اَولَاد بھی یکے بعد دیگرے مکّہ مکرمہ کی اَذان کے منصب کی وَارِث رہی۔

(۱۵۹) اَنصارِ مَدِینَہ کی دل جوئی

رَسُولِ اکرم نورِ مجسم ﷺ حُنَین کے مالِ غنیمت کی تقسیم سے فارغ ہوئے تو اَنصار میں سے کچھ اَفراد نے کہنا شروع کر دیا۔

"جنگ ہم نے کی، تلواریں ہم نے چلائیں، مالِ غَنِیمَت اوروں کو ملتا ہے۔" اس پر حضور اکرم ﷺ نے فرمایا:

"کیا تم کو یہ پسند نہیں کہ لوگ تو اونٹ بکریاں لے کر گھروں کو واپس جائیں اور تم رَسُولُ اللہ (ﷺ) کو لے کر جاؤ۔ اس پر انہوں نے کہا: "ہم رضامند ہیں۔" یہ سن کر نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: "انصار جسم سے ملا ہوا

لباس ہیں اور دوسرے افراد اوپر کا لباس ہیں اگر دوسرے لوگ ایک گھاٹی کو جائیں اور انصار دوسری گھاٹی کی طرف تو میں انصار والی گھاٹی میں چلوں گا میرے بعد عنقریب تم کو ایک ترجیح کا معاملہ پیش آئے گا تم حوضِ کوثر پر میری ملاقات تک صبر کرنا۔"

(۱۶۰) جعرانہ میں قیام

غزوۂ طائف سے فراغت کے بعد آپ ﷺ جعرانہ واپس تشریف فرما ہوئے۔ ۵/ ذی قعدہ ۸/ھ کو جعرانہ میں داخل ہوئے اور چند راتیں وہیں قیام فرما رہے' وہیں پر آپ ﷺ نے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے درمیان غنیمت کا مال تقسیم فرمایا جیسا کہ پہلے گذر چکا ہے۔

(۱۶۱) وفدِ ہوازن کی آمد

حضور رحمۃ للعالمین ﷺ نے جعرانہ میں چودہ دن قیام فرمایا۔ تقسیم غنیمت کے بعد' ہوازن قبیلہ کا وفد ایمان لا کر گناہوں سے توبہ کر کے بارگاہ نبوی میں حاضر ہوا' انہوں نے درخواست کی کہ ان کا اموالِ غنیمت واپس کر دیا جائے۔ ان سے حاصل ہونے والے مال غنیمت کی تفصیل یہ تھی۔

غلام' بچوں اور لونڈیوں سمیت------------------ چھ ہزار

اونٹ------------------ چوبیس ہزار

چاندی------------------ چار ہزار اوقیہ

بکریاں------------------ چالیس ہزار سے زائد

بعض علماء فرماتے ہیں کہ بکریاں ان گنت تھیں۔

نبی کریم ﷺ نے جب انہیں صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم میں تقسیم فرمایا تو ہر پیدل کو چار اونٹ اور چالیس بکریاں' سوار کو بارہ اونٹ اور ایک سو بیس بکریاں ملیں۔ ان کے علاوہ مؤلفۃ قلوب کی کثیر تعداد میں سے ہر ایک کو سو اونٹ اور کچھ کو پچاس' پچاس اونٹ عطاء ہوئے۔

(۱۶۲) حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا ----بارگاہِ نبوی میں

سرکارِ دو عالم ﷺ جب جعرانہ میں قیام پذیر تھے' تو ہوازن کا مال غنیمت واپس کرنے کی سفارش کے لئے آپ ﷺ کی دایہ حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا' ان کے خاوند حضرت حارث بن عبد العزّیٰ رضی اللہ عنہ اور ان کی

بٹی حضرت شَیماءَ رضی اللہ عنہا جو سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی رضاعی بہن تھیں، بارگاہِ نبوی میں حاضر ہوئے۔ [1]

(۱۶۳) حضرت زُہَیر بن صُرَد رضی اللہ عنہ کا بارگاہِ نبوی میں حاضر ہونا

حضور رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم جِعرّانہ میں اقامت پذیر تھے کہ حضرت زُہَیر بن صُرَد جُشَمی رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر [2] ہوئے انہوں نے بنی ہوازن کے مالِ غنیمت واپس کرنے کی سفارش کی اور اس بارے میں اپنا مشہور قصیدہ پیش کیا جس کا مطلع یہ ہے۔

اَمِینٌ عَلَیْنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ فِیْ کَرَمٍ [3]

اللہ تعالیٰ کے رسول ہم پر سخاوت میں امین ہیں۔

---

[1] بعض روایات میں ہے کہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی رضاعی بہن حضرت شَیماءَ رضی اللہ عنہا قیدیوں میں شامل بارگاہ نبوی میں حاضر ہوئیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا اعزاز و اِکرام فرمایا اور ان سے ان کے والدین یعنی حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا اور ان کے خاوند حضرت حارِث رضی اللہ عنہ کے بارے میں پوچھا تو حضرت شیماء رضی اللہ عنہا نے عرض کیا وہ وِصال فرما چکے ہیں یہ علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ کی روایت ہے زرقانی قدس سرہ العزیز نے اس روایت کو غیر صحیح قرار دیا۔ اور فرمایا امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ اور امام ابویعلی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابوالطفیل رضی اللہ عنہ سے روایت فرمایا کہ جعرانہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم گوشت تقسیم فرما رہے تھے کہ ایک بدوی عورت حاضر خدمت ہوئی جب وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب ہوئیں تو سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لئے اپنی چادر بچھادی وہ اس پر بیٹھ گئیں میں نے دیگر صَحابَہ کِرام رضی اللہ عنہم سے پوچھا یہ بی بی کون ہیں تو انہوں نے بتایا یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رِضَاعی ماں ہیں نیز امام ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے ذکر کیا کہ حضرت حلیمہ سَعدِیَہ رضی اللہ عنہا کے خاوند حضرت حارث رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد تک حیات رہے۔ الزرقانی علی المواہب اللدنیہ جلد ۳/ صفحہ ۲۶

[2] حضرت زہیر بن صرد رضی اللہ عنہ اپنی قوم کے سردار تھے۔ انہوں نے عرض کیا یارسول اللہ! قیدی عورتوں میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رضاعی خالائیں، پھوپھیاں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پَرْوَرِش کرنے والی عورتیں ہیں اگر ہماری جنگ حارث بن ابی شمر یا نعمان بن منذر سے ہوتی پھر ہم میں سے کوئی شخص ان کے پاس آجاتا جس طرح کہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں تو ہم ان کی مہربانی اور انعام کے امیدوار ہوتے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم تو ان سب سے بہتر ہیں جن کی کفالت کی ذمہ داری ہمارے ذمہ تھی۔ اس پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مالِ غنیمت سے اپنا حصہ اور بنی عبدالمطلب کا حصہ عطا فرما دیا مُہَاجرین اور انصار رضی اللہ عنہم نے بھی ایسا ہی کیا۔ الاستیعاب علی حاشی الاصابہ جلد ۱/ صفحہ ۵۷۵

[3] یہ قصیدہ گیارہ اشعار پر مشتمل ہے جو الاستیعاب علی حاشی الاصابہ جلد ۱ صفحہ ۵۷۶ پر درج ہے۔

(۱۶۴) ہوازن کے تمام قیدیوں کی رہائی

جعرَانہ میں اِقامَت کے دوران نبی کریم ﷺ نے ہوازن سے فرمایا:

"میں نے دس سے زائد کچھ روز تک تمہارے اموالِ غنیمت کی تقسیم کو مؤخر کئے رکھا لیکن تم میرے پاس نہ آئے۔ اگر تقسیم سے پہلے تم میرے پاس آجاتے تو یہ مُعاملَہ میرے لئے آسان تھا اب میں نے اموالِ غنیمت کو لوگوں میں تقسیم کردیا ہے لہٰذا دو چیزوں یعنی قیدیوں اور مال میں سے کسی ایک چیز کو تم اختیار کرلو۔"

جب انہیں یقین ہوگیا کہ آپ ﷺ صرف ایک چیز کو واپس فرمائیں گے تو انہوں نے قیدیوں کو اختیار کرلیا اور اموال کو ترک کردیا۔ اس پر نبی کریم ﷺ نے ان کے قیدی واپس فرمادیئے اور فرمایا:

"جو قیدی میرے اور بنی عبدالمطلب کے حصہ میں آیا میں تمہیں دیتا ہوں۔"

سرکارِ کائنات ﷺ کے اس ارشاد پر تمام لوگوں نے اپنے اپنے حصہ میں آئے ہوئے قیدیوں کو خوش دلی کے ساتھ واپس کردیا تاکہ اللہ تعالیٰ کے محبوب پاک ﷺ کی رضا حاصل ہوجائے۔

قیدیوں کی کل تعداد بچوں اور عورتوں سمیت چھ ہزار افراد تھی۔ [1]

(۱۶۵) حالتِ اِحرام میں خُوشبُو کے اِستِعمال کی مُمانَعت

حضور پرنور ﷺ جعرَانہ میں ہی تھے کہ ایک شخص عُمرہ کا اِحرام پہنے ہوئے حاضر ہوا وہ خوشبو سے لت پت تھا اور اس نے جُبّہ پہنا ہوا تھا۔ اس نے نبی پاک ﷺ سے عُمرہ کے اَحکام دریافت کئے۔ آپ ﷺ نے اسے فرمایا:

"جُبّہ اُتار دو۔ خُوشبُو کو تین دفعہ دھو ڈالو۔ اس کے بعد عُمرہ میں وہی کرو جو حج میں کرتے ہو۔"

---

[1] حضور نبی کریم ﷺ نے اپنی طرف سے ان اَسیرُوں کو کپڑے، خِلعتیں اور عطیات بھی مرحمت فرمائے۔ مدارج النبوت اردو ترجمہ جلد ۲/ صفحہ ۵۴۰

(۱۶۶) حضرت یَعلیٰ بن اُمَیَّہ کا کیفیتِ وحی کا مُشاہدہ کرنا

حضور رحمۃ للعالمین شفیع المذنبین ﷺ جِعرّانہ میں ٹھہرے ہوئے تھے کہ حضرت یَعلیٰ بن اُمَیَّہ رضی اللہ عنہ حضرت عمر فارُوق بن خَطّاب رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور کہا "میں نبی پاک ﷺ کی وہ کیفیت دیکھنا چاہتا ہوں جس میں آپ ﷺ پر وحی نازل ہوتی ہے۔ جب آپ رضی اللہ عنہ اسے دیکھیں مجھے بھی دکھانا۔"

جب آپ ﷺ پر وحی کا نزول شروع ہوا حضرت فارُوقِ اعظم رضی اللہ عنہ نے حضرت یَعلیٰ رضی اللہ عنہ سے فرمایا "آؤ میں تمہیں نزولِ وحی کی حالت دکھاؤں۔" وہ آئے حضرت فارُوقِ اعظم رضی اللہ عنہ نے کپڑا اٹھایا اور انہیں کپڑے کے نیچے داخل کر دیا۔ حضرت یَعلیٰ رضی اللہ عنہ نے نزولِ وحی کی کیفیت ملاحظہ کی اور نبی کریم ﷺ پر شدید پسِینَہ دیکھا۔ آپ رضی اللہ عنہ کھڑے کھڑے سرکارِ دو عالَم ﷺ کو دیکھتے رہے حتیٰ کہ وحی کی کیفیت زائل ہو گئی۔

(۱۶۷) حضرت عَوف بن مَالِک رضی اللہ عنہ کا ایمان لانا

حضور نبی اکرم ﷺ جِعرّانَہ میں قیام پذیر تھے کہ قبیلہ اَوطَاس کے امیر حضرت عَوف بن مَالِک نصری رضی اللہ عنہ مشرف بایمان ہوئے۔ [1]

پہلے پہل سَرِیّۂ اَوطَاس کے زمانہ میں وہ طَائِف کی طرف بھاگ گئے تھے اور وہاں قلعہ بند ہو گئے۔ طَائِف فتح ہو چکنے کے بعد انہوں نے اِیمان قبول کر لیا حضورِ اکرم ﷺ نے ان کے اَہل و عیال اور مال و دولت کو واپس فرما دیا۔ سو اونٹ مزید عنایت فرمائے اور قوم پر عامل مقرر کیا۔

---

[1] قبیلہ ہوازن کا جو وفد نبی کریم ﷺ کی خدمتِ اقدس میں باریاب ہوا آپ ﷺ نے ان سے مَالِک بن عَوف کے بارے میں پوچھا کہ کہاں گیا۔ انہوں نے عرض کیا وہ طَائِف میں ثَقِیف کے پاس ہے آپ ﷺ نے انہیں فرمایا کہ اسے بتا دو کہ اگر وہ ایمان قبول کر کے حاضر ہو جائے تو اس کے اہل و عیال اور مال اسے واپس کر دوں گا نیز ایک سو اونٹ اسے مزید عطا کروں گا جب یہ اطلاع حضرت مَالِک بن عَوف رضی اللہ عنہ کو پہنچی تو وہ ثَقِیف کے ہاں سے چلے آئے اور جِعرّانہ یا مکہ مکرمہ میں بارگاہِ نبوی میں حاضر ہوئے۔ ایمان قبول فرما لیا نبی کریم ﷺ نے اس کے اہل و عیال اور اموال انہیں واپس کر دیئے اور سو اونٹ مزید عطا فرمائے۔ انہوں نے سرکارِ دو عَالَم ﷺ کی تعریف میں شعر کہے جن میں سے دو یہ ہیں۔ مَارَأَیْتُ وَلَا سَمِعْتُ بِمِثْلِهٖ + فِی النَّاسِ کُلِّهِمْ بِمِثْلِ مُحَمَّدٍ ترجمہ: نبی کریم ﷺ کی مثل تمام لوگوں میں، میں نے نہ دیکھی نہ سنی۔ اَوْفٰی وَاَعْطٰی لِلْجَزِیْلِ اِذَا اجْتَدٰی + وَمَتٰی تَشَأْ یُخْبِرْکَ عَمَّا فِیْ غَدٍ۔ ترجمہ: جب آپ ﷺ عطیات سے نوازتے ہیں تو تمام لوگوں سے بڑھ کر اور بھرپور انداز میں نوازتے ہیں اور جب تو چاہے تو کل یعنی مستقبل کی خبروں سے بھی تجھے آگاہ کرتے ہیں۔ البدایہ والنہایہ جلد ثانی جز و رابع صفحہ ۳۶۰

(۱۶۸) مِنبرِ رَسُول ﷺ

اسی سال نبی پاک ﷺ نے غَابَہ کے جھاؤ کی لکڑی سے تین دَرجوں والا مِنبر بنوایا آپ ﷺ اس پر خطبہ ارشاد فرمایا کرتے تھے اس سے قبل کھجور کے تنوں میں ایک تنے کے ساتھ ٹیک لگا کر خطبہ دیتے۔ بعض علماء فرماتے ہیں کہ منبر ۷/ھ میں بنوایا، جیسا کہ پہلے گذر چکا ہے۔

(۱۶۹) مِنبر کی تیاری

اسی سال کا واقعہ ہے کہ جب نبی کریم ﷺ نے مِنبر بنوانے کا ارادہ فرمایا تو اَنصار کے قبیلہ بَنِیْ نَجار کی ایک بی بی سے فرمایا: ”اپنے بڑھئی غلام کو کہو کہ میرے لئے مِنبر کی لکڑیاں تیار کرے۔“ اس بی بی نے اپنے غلام کو کہا تو اس نے حضور اکرم ﷺ کے لئے غَابَہ کے جَھاؤ کی لکڑی سے مِنبر تیار کر دیا۔

اس عورت کے نام میں اختلاف ہے۔ بعض علماء فرماتے ہیں کہ ان کا نام حضرت فُکَیہَہ بنت عُبَید بن دُلَیم رضی اللہ عنہا تھا۔ کچھ علماء ان کا نام حضرت عُلاثَہ رضی اللہ عنہا بیان کرتے ہیں۔ علاثہ عین کی پیش اور ثاء کے ساتھ (عُ + لَ + ا + ثَ + ہ) ہے۔ ان کے نام میں اس کے علاوہ بھی روایات ہیں۔ اس غلام کے نام میں بھی اختلاف ہے۔

ایک روایت کی رو سے ان کا نام حضرت مَیمُون رضی اللہ عنہ تھا دوسری روایت میں ان کا نام ”یَاقُوم“ آیا ہے۔ ان کے علاوہ بھی ان کے نام میں روایات آئی ہیں۔

(۱۷۰) ہجرِ رَسُول میں سُتُون کا رونا چلانا

اس سال، نبی کریم ﷺ کا یہ معجزہ بھی وقوع پذیر ہوا کہ سرکارِ دو عالَم ﷺ نے اس سُتُون کو جس کے پاس کھڑے ہو کر خطبہ ارشاد فرمایا کرتے تھے، چھوڑ کر، مِنبر پر خطبہ دیا تو اس سُتُون نے آپ ﷺ کے فِراق میں، اس اونٹنی کی مانند چلانا شروع کر دیا جس کا بچہ گم ہو گیا ہو۔ اس کے رونے چلانے سے مسجد گونج اٹھی۔ نبی کریم ﷺ مِنبر سے اتر آئے اس سُتُون کو گلے سے لگا کر چپ کرایا تو وہ چپ ہوا۔ لیکن بچے کی مانند وہ آہیں بھرنے لگا جو چیخنے چلانے سے خاموش ہو کر پست آواز سے رونا شروع کر دے۔

(۱۷۱) حضرت سُرَاقَہ بن مَالِک رضی اللہ عنہ کا قبولِ ایمان

غَزوَۂ طَائِف سے فارِغ ہو کر جب اللہ تعالٰی کے حبیبِ پاک ﷺ جِعرَّانَہ میں ٹھہرے ہوئے تھے تو حضرت سُرَاقَہ بن مَالِک بن جُعشُم مُدلِجی رضی اللہ عنہ دائرہ اسلام میں داخل ہوئے۔ مکّہ معظمہ اور مدینہ منورہ کے درمیان ”قُدَید“ نامی بستی میں رہائش رکھتے تھے۔

عداوت کی بدولت نبی کریم ﷺ کے تعاقب [1] میں ان کے نکلنے کا حال ۸/۱ھ کے واقعات میں مذکور ہو چکا ہے۔

(۱۷۲) حضرت عُروَہ بن مَسعُود رضی اللہ عنہ کا اِیمان اور شہادت

حضور نبی کریم ﷺ جب غَزوۂ طَائِف سے واپس تشریف لائے تو حضرت عُروَہ بن مَسعُود بن مُعَتِّب ثَقفی [2] رضی اللہ عنہ مشرف با یمان ہوئے۔ ایمان لانے کے بعد انہوں نے واپس اپنی قوم کی طرف جانے کی اجازت طلب کی تو آپ ﷺ نے اجازت عطا فرما دی۔

وہ اپنی قوم کی طرف واپس آ گئے۔ [3] انہیں اِسلام کی دعوت دی لیکن انہوں نے ایمان لانے سے انکار کر دیا اور الٹا آپ رضی اللہ عنہ کو قتل کر دیا، اس طرح انہیں شہادت کی موت نصیب ہوئی۔

---

[1] نبی کریم ﷺ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے ہمراہ سفرِ ہجرت میں تھے کفار مکہ نے آپ ﷺ کی گرفتاری کے لئے اِنعام مقرر کر رکھا تھا۔ حضرت سُراقہ رضی اللہ عنہ نے نبی پاک ﷺ کا تعاقُب کیا اور آپ ﷺ تک پہنچ گئے۔ دعائے نبوی سے آپ رضی اللہ عنہ کے گھوڑے کے دونوں قدم زمین میں دھنس گئے آپ رضی اللہ عنہ نجات کے طَالِب ہوئے اور وعدہ کیا کہ کسی کو آپ ﷺ کا پتہ نہ بتائیں گے نبی پاک ﷺ نے انہیں اَمان کی تحریر لکھ دی۔ نیز ان سے فرمایا اے سُراقہ! اس وقت تیرا کیا حال ہو گا جب تو کِسریٰ کے کنگن پہنے گا حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں اِیران فتح ہوا، کِسریٰ کے کنگن، کمربند اور تاج مالِ غنیمت کے ساتھ دربارِ خلافت میں آیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت سُراقہ رضی اللہ عنہ کو بلا بھیجا اور انہیں کِسریٰ کے کنگن پہنائے اور فرمایا اللہ تعالیٰ کی حمد جس نے یہ کنگن کِسریٰ بن ہرمز سے چھینے اور سُراقہ اعرابی کو پہنا دیئے۔ الاصابہ جلد۲ صفحہ۱۹ آپ رضی اللہ عنہ کا وِصَال ۲۴ھ میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی خِلافَت کے آغاز میں ہوا۔ بعض علماء فرماتے ہیں کہ آپ رضی اللہ عنہ کی وفات حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ کے بعد ہوئی۔ الاستیعاب علی حاشِ الاصابہ جلد۲/۱۲۱

[2] حضرت عُروَہ بن مَسعُود رضی اللہ عنہ اپنی قوم کے اَکابِر میں سے تھے۔ ارشاد ربانی عَلٰی رَجُلٍ مِّنَ الْقَرْيَتَيْنِ عَظِيْمٍ۔ میں ایک قول کی رو سے طائف میں آپ رضی اللہ عنہ کی ذات مراد ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا انبیائے کرام علیہم السلام مجھ پر پیش کئے گئے ان میں سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام شکل و شبہات کے اعتبار سے عُروَہ بن مَسعُود رضی اللہ عنہ کے زیادہ قریب تھے۔ الاصابہ جلد۲ صفحہ۴۷۷

[3] حضرت عُروَہ بن مَسعُود رضی اللہ عنہ نے جب واپس طائف آنے کی اجازت طلب کی تو نبی کریم ﷺ نے ان سے فرمایا مجھے خدشہ ہے کہ قوم تجھے قتل کر دے گی انہوں نے عرض کیا میری قوم میرا ازحد اِحترام کرتی ہے یہاں تک کہ اگر میں سویا ہوا ہوتا ہوں تو مجھے نہیں جگاتی۔ جب واپس تشریف لائے تو قوم نے سَرکَشی اختیار کرلی۔ آپ رضی اللہ عنہ صبح کے وقت اذان کہہ رہے تھے کہ قبیلہ ثَقِیف کے ایک آدمی نے آپ کو تیر مار کر شہید کر دیا۔ آپ رضی اللہ عنہ سے یہ ارشاد نبوی منقول ہے کہ اپنے مردوں کو لا الٰہ الا اللہ کی تلقین کرو کیونکہ اس سے گناہ منہدم ہو جاتے ہیں۔ الاصابہ جلد۲ صفحہ۴۷۸

حضرت عُروَہ بن مسعُودرضی اللہ عنہ ۶/ھ میں صلح حُدَیبیَہ سے قبل بھی بارگاہِ نبوی میں باریاب ہوئے جس کا ذکر صحیح بُخاری وغیرہ کتب میں مذکور ہے لیکن اس وقت آپ رضی اللہ عنہ مشرف بایمان نہ ہوئے تھے زاں بعد ۸/ھ میں ایمان لائے جس طرح ہم نے ذکر کیا ہے۔

(۱۷۳) حضرت مُنذِر بن سَاوِیٰ رضی اللہ عنہ حاکم بَحرَین کی جانب مکتوبِ نبوی

جِعِرّانَہ سے واپسی پر، بَحرَین کے حکمران، حضرت مُنذِر بن سَاوِیٰ رضی اللہ عنہ کو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دعوتِ اِسلَام کے لئے خط لکھوایا اور حضرت عَلاء بن حَضرَمی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ اسے روانہ فرمایا۔ جب وہ خط پہنچا، وہ اِیمان لے آئے اور مکتوبِ مبارک کا جواب لکھا۔

(۱۷۴) سورج گرہن

اسی سال، سورج گرہن لگا۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے نمازِ کُسُوف ادا فرمائی اور گرہن ختم ہوگیا۔ روضۃ الاحباب میں اسی طرح مذکور ہے۔ ایک قول کی رو سے سورج گرہن ۶/ھ میں لگا اس کا ذکر پہلے ہوچکا۔

۱۰/ھ میں بھی سورج کو گرہن لگا جس کا ذکر آئے گا۔

(۱۷۵) جِعِرّانَہ سے عُمرَہ نبوی

اسی سال، بدھ کی رات، ۱۸/ذی قعد کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جِعِرّانَہ سے عمرہ کا اِحرَام باندھا۔ وہاں سے مکّہ مکرمہ تشریف لے گئے۔ کعبۃُ اللہ کا طواف کیا، صَفاومَروَہ کے درمیان سعی فرمائی، سرمبارک منڈوایا اور راتوں رات جِعِرّانَہ واپس تشریف لے آئے۔

(۱۷۶) جِعِرّانَہ سے مدینہ منوّرہ روانگی

اسی سال نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جِعِرّانَہ سے مدینہ منوّرہ کی طرف روانہ ہوئے اور عَتّاب بن اَسِید رضی اللہ عنہ کو مکّہ مکرمہ میں نائب بنایا۔ [1]

جمعرات، ۱۹/ذی قعدہ کو جِعِرّانَہ سے روانہ ہوئے وہاں سے چل کر جمعہ کے دن ۲۷/ذی قعدہ کو مدینہ منوّرہ میں پہنچے۔

---

[1] حضرت عَتّاب بن اَسِید رضی اللہ عنہ سَادَاتِ قریش میں سے بہتر و فاضل فرد تھے فتح مکّہ کے روز مشرف بایمان ہوئے۔ وِصَالِ نبوی تک آپ رضی اللہ عنہ مکّہ مکرمہ کے عامل رہے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے انھیں اپنے اس عہدہ پر برقرار رکھا حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے یومِ وِصَال کو آپ رضی اللہ عنہ بھی پچیس برس کی عمر میں رحلت فرما گئے۔ مدارج النبوت اردو ترجمہ جلد ۲/ صفحہ ۵۴۱

فتح مکہ، فتح حُنَین اور فتح طائف کے لئے مدینہ منورہ سے روانگی اور واپسی تک کی کل مدت دو ماہ سولہ روز ہے۔ یہ اس طرح کہ فتح مکہ کے لئے نبی کریم ﷺ ۱۰/ رمضان المبارک کو مدینہ منورہ سے روانہ ہوئے۔ جس طرح کہ غزوات کے باب میں فتح مکہ کے ضمن میں ذکر ہو چکا ہے۔

(۱۷۷) حضرت عَمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کا اِجتہاد سے تیمم فرمانا

اسی سال، ذاتِ سَلاسِل کی جانب حضرت عَمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کی سرکردگی میں مہم روانہ کی گئی۔ ایک شدید سرد رات کو حضرت عَمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کو اِحتلام ہو گیا۔ انہوں نے اپنے اِجتہاد سے نمازِ فجر تیمم کر کے پڑھی۔

مدینہ منورہ واپسی پر، نبی پاک ﷺ سے اس کا ذکر کیا آپ ﷺ نے ان سے پوچھا:

"سردی میں جنابت کے لئے تیمم کا حکم تم نے کہاں سے اِستنباط کیا"

انہوں نے عرض کیا:

وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَنْفُسَكُمْ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُمْ رَحِيْمًا۔ (النساء:۲۹)

ترجمہ: اپنے آپ کو قتل نہ کرو۔ بے شک اللہ تعالیٰ تم پر بہت رحم فرمانے والا ہے۔

(۱۷۸) حضرت اَبُوبَرزَہ اَسلَمی رضی اللہ عنہ کا ایمان لانا

اسی سال، فتح مکہ کی مہم سے پہلے، حضرت اَبُوبَرزَہ اَسلَمی رضی اللہ عنہ مشرف بایمان ہوئے۔ ان کا نام حضرت فضلہ [۱] بن عُبَید بن حارث رضی اللہ عنہ ہے۔ فتح مکہ میں شامل ہوئے۔

(۱۷۹) حضرت سَعِید بن حُرَیث رضی اللہ عنہ کا مشرف بایمان ہونا

حضرت عَمرو بن حُرَیث رضی اللہ عنہ کے بھائی حضرت سَعِید بن حُرَیث بن عَمرو قُرشی مَخزومی رضی اللہ عنہ اسی سال فتح مکہ سے پہلے اسلام لائے پھر فتح [۲] مکہ کی مہم میں شرکت فرمائی یہ اپنے بھائی حضرت عَمرو رضی اللہ عنہ سے عمر میں بڑے تھے۔

---

[۱] بذل القوۃ میں فضلہ فاء کے ساتھ تحریر ہے جو کہ کتابت کی غلطی ہے ان کا نام نضلہ (ن + ض + ل + ہ) ہے۔ علامہ ابن عبدالبر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ آپ کی کنیت کی شہرت نام پر غالب ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ کے نام کے بارے میں بہت اختلاف ہے۔ الاصابہ اور الاستیعاب میں آپ رضی اللہ عنہ کو قدیم الاسلام شمار کیا گیا ہے۔ الاصابہ کے الفاظ ہیں كَانَ اِسْلَامُهٗ قَدِيْمًا الاستیعاب میں یوں الفاظ ہیں اَسْلَمَ (اَبُوْ) بَرْزَةَ قَدِيْمًا

[۲] فتح مکہ کے وقت آپ رضی اللہ عنہ کی عمر پندرہ برس تھی۔ پھر کوفہ میں اقامت پذیر ہوئے جَزیرہ میں شہادت پائی آپ رضی اللہ عنہ سے اولاد باقی نہ رہی الاستیعاب علی حامش الاصابہ جلد ۲/ صفحہ ۱۴

(۱۸۰) حضرت نَوفَل بن مُعَاوِیہ رضی اللہ عنہ کا اِیمان لانا

فتح مکہ کے لئے فوج کشی سے پہلے، اسی سال حضرت نَوفَل [1] بن مُعَاوِیہ بن عَمرو دَیلَمی کِنَانی رضی اللہ عنہ دائرۂ اِسلام میں داخل ہوئے۔ پھر فتح مکہ میں شامل تھے جو ان کی سب سے پہلے اِسلام کے لئے جنگی مہم میں شرکت تھی۔

[1] حضرت نَوفَل بن مُعَاوِیہ رضی اللہ عنہ نے ۹ھ کو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی ہمراہی میں اور ۱۰ھ میں سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی مَعیَت میں حج کیا۔ ساٹھ برس کی عمر میں اِیمان قبول کیا اور ساٹھ برس بحالت ایمان زندگی گذار کر رحلت فرمائی۔ ایمان قبول کرنے کے بعد مدینہ منورہ میں سکونت اختیار فرمائی اور وِصَال فرمایا یَزِید بن حضرت امیر مُعاوِیہ رضی اللہ عنہ کے عہد حکومت میں دنیا سے کوچ فرمایا۔
الاصابہ جلد ۳/ صفحہ ۵۷۸

فصل نہم

۹/ ہجری کے واقعات

(۱) عاملین صَدَقات کی تقرری

اس سال، یکم محرم کو نبی پاک صاحبِ لولاک ﷺ نے ایمان لانے والے قبائل سے صَدَقات کی وصولی کے لئے عاملین مقرر فرمائے تا کہ وہ ان قبائل سے زکوٰۃ وصول کر کے مدینہ منورہ لائیں۔ [۱]

حضرت عُیَینہ بن حفص [۲] فزاری رضی اللہ عنہ کو بنو تمیم پر مقرر فرمایا۔

حضرت بُرَیدہ بن حُصَیب اَسلمی رضی اللہ عنہ کو قبیلہ غفار اور اَسلم کا عامل مقرر فرمایا۔

ایک قول کے مطابق ان دونوں قبیلوں پر حضرت کعب بن مالک انصاری رضی اللہ عنہ کو مقرر فرمایا۔

قبیلہ بن سُلَیم اور بنی مُزَینہ پر حضرت عَبّاد بن بِشر رضی اللہ عنہ کا تقرر ہوا۔

جُہَینہ قبیلہ پر حضرت رافع بن مَکِیث رضی اللہ عنہ کو عامل بنایا۔

حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کو فزارہ قبیلہ کا عامل بنایا۔

حضرت ضحاک بن سُفیان کِلابی رضی اللہ عنہ کو اپنے قبیلہ بنی کِلاب پر متعین فرمایا۔

قبیلہ خُزاعہ کی ایک شاخ بنی کعب پر حضرت بُسر بن سُفیان کعبی رضی اللہ عنہ کو مقرر فرمایا۔

حضرت عبداللہ بن لُتبیہ رضی اللہ عنہ کو بنی ذُبیان پر عامل مقرر فرمایا۔

---

[۱] نبی پاک صاحب لولاک ﷺ نے عمال کو نصیحت فرمائی کہ پرہیزگاری اختیار کریں نیز لوگوں سے اعلیٰ قسم کے مال کا مطالبہ نہ کریں۔ لوگوں کو نصیحت فرمائی کہ عاملین کو پوری پوری زکوٰۃ ادا کر کے راضی کریں اگر وہ عدل و انصاف سے کام لیں گے تو ان کا اپنا بھلا ہوگا اور اگر ظلم و تعدی سے کام لیں گے تو وہ اپنے ساتھ کریں گے تمہارا فائدہ ان کی رضامندی میں ہے۔ مدارج النبوت اردو ترجمہ جلد ۲/ صفحہ ۵۵۳

[۲] بذل القوہ میں عُیَینہ بن حفص ہی تحریر ہے۔ جو کاتب کا سہو ہے۔ درست عُیَینہ بن حِصن ہے۔ ملاحظہ ہو۔ سیرت ابن ہشام جلد ثالث کے صفحات، ۲۳، ۲۳۹، ۳۲۳، جلد رابع کے صفحات ۱۲۹، ۱۴۰، ۲۲۳، ۲۹۴، ۳۰۳۔

ذبیان ذال کے پیش (ذُ + ب + ی + ا + ن) اور اس کی زیر کے ساتھ (ذِ + ب + ی + ا + ن) ہے۔
بنو ذُبیان، قبیلہ اَزْد کی ایک شاخ تھی۔

(۲) اِنَّ الَّذِیْنَ یُنَادُوْنَکَ مِنْ وَّرَآءِ الْحُجُرَاتِ الخ کا شانِ نزول

اسی سال، بنُو تَمیم کا وفد بارگاہِ نبوی میں باریاب ہوا۔ [1] جب انہوں نے حضرت رِسالت مآب ﷺ کو حُجرات مبارکہ کے باہر سے پکارا تو یہ دو آیتیں نازل ہوئیں۔

اِنَّ الَّذِیْنَ یُنَادُوْنَکَ مِنْ وَّرَآءِ الْحُجُرَاتِ اَکْثَرُهُمْ لَا یَعْقِلُوْنَ ○ وَلَوْ اَنَّهُمْ صَبَرُوْا حَتّٰی تَخْرُجَ اِلَیْهِمْ لَکَانَ خَیْرًا لَّهُمْ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ○ (الحجرات:۵،۴)

ترجمہ: جو لوگ حُجرات مبارکہ کے باہر سے آپ کو پکارتے ہیں ان میں سے اکثر کو عقل نہیں اگر یہ (تھوڑی دیر کے لئے) صبر کر لیتے یہاں تک کہ آپ خود ان کے پاس باہر تشریف لے آتے تو یہ ان کے لئے بہتر تھا۔ اور اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے۔

(۳) اِنَّ الَّذِیْنَ یَغُضُّوْنَ اَصْوَاتَهُمْ الخ کا شانِ نزول

اسی سال، بنو تمیم قبیلہ کا وفد، جب بارگاہِ نبوی میں باریاب ہوا تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے مابین اس قبیلہ پر امیر مقرر کرنے کے معاملہ میں اختلاف ہو گیا۔

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ اس قبیلہ پر (حضرت) قَعقاع بن مَعبد (رضی اللہ عنہ) کو امیر مقرر فرمایئے۔
اور حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے عرض کیا انکی امارت (حضرت) اَقرَع بن حَابِس (رضی اللہ عنہ) کے سپرد کیجئے۔

---

[1] بنُو تَمیم کے اس وفد کی آمد کا باعث یہ ہوا کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت بُشیر بن سُفیان کَعبی رضی اللہ عنہ کو بَنِی کَعب کے صَدقات پر عَامِل مقرر فرمایا جب انہوں نے زکوٰۃ کے جانور الگ کئے تو بنُو تَمیم تیر کمان اور تلواریں لے آئے اور کہنے لگے "ہم اجازت نہ دیں گے کہ (حضرت) محمد (ﷺ) کا عامل ایک اونٹ بھی یہاں سے لے جائے۔ اس صورت حال کو دیکھ کر حضرت بُشیر رضی اللہ عنہ واپس مدینہ منورہ حاضر ہو گئے اور بارگاہِ نبوی میں ساری صورتِ حَال عرض کر دی حضرت رِسَالت مآب ﷺ نے حضرت عُتبہ بن حصین رضی اللہ عنہ کی سرکردگی میں ایک مہم ان کی سرکوبی کے لئے روانہ کی جس کے نتیجہ میں گیارہ مرد اور پندرہ عورتیں اور بروایت دیگر گیارہ مرد اور تیس بچے گرفتار ہو کر آئے۔ اس پر انہوں نے ایک وفد ترتیب دیا تا کہ بَارگاہِ نبوی میں اپنے قیدیوں کو آزاد کرائیں۔ دور جاہلیت کی رسم کے مطابق انہوں نے فخر اور شرف میں مقابلہ کے لئے شاعر اور خطیب بھی ہمراہ لے لئے۔ مدارج النبوت اردو ترجمہ جلد ۲/ ۵۵۳ تا ۵۵۵

نوٹ: مدارج النبوت کے اردو ترجمہ میں عامل کا نام بشیر (یاء کے ساتھ) تحریر ہے جب کہ سیرت ابن ہشام میں ان کے دو نام تحریر ہیں۔ بُسْر (بُ + سْ + ر) بِشْر (بِ + شْ + ر) ملاحظہ ہو سیرت ابن ہشام با تحقیق عبدالحفیظ شلبی وغیرہ جلد ۴/ صفحہ ۳۲۲، ۳۲۵

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے فرمایا۔ "تم نے یہ تجویز صرف مُخالَفت کی بنا پر پیش کی ہے۔" حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے جواباً فرمایا: "آپ رضی اللہ عنہ کا اِرادہ صرف مخالفت کرنا ہے" اس کے بعد دونوں جھگڑنے لگے یہاں تک کہ ان کی آوازیں بلند ہو گئیں۔ [1]

اس پر ارشاد باری تعالیٰ نازل ہوا:

يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَاتَّقُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ○ يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَا تَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ○ الحجرات:۱-۲)

ترجمہ: اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے سبقت نہ کیا کرو۔ اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو۔ بے شک اللہ تعالیٰ تمہاری باتوں کو سننے والا اور تمہارے اعمال کو دیکھنے والا ہے○ اے ایمان والو! اپنی آوازیں نبی پاک (صلی اللہ علیہ وسلم) کی آواز سے بلند مت کرو۔ نہ ہی ان سے بلند آواز کے ساتھ بات کرو جیسا کہ تم آپس میں بلند آواز سے باتیں کرتے ہو کہیں ایسا نہ ہو کہ تمہارے اعمال باطل ہو جائیں اور تمہیں اس کی خبر تک نہ ہو۔

اس حکمِ رَبانی کے نزول کے بعد ان دونوں حضرات رضی اللہ عنہما نے ہمیشہ پست آواز سے کلام کیا [2] تو ان کی شان میں یہ آیہ کریمہ نازل ہوئی۔

اِنَّ الَّذِيْنَ يَغُضُّوْنَ اَصْوَاتَهُمْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ امْتَحَنَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ لِلتَّقْوٰى لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ عَظِيْمٌ○ (الحجرات:۳)

ترجمہ: بے شک جو لوگ اپنی آوازوں کو بارگاہِ رِسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں پست رکھتے ہیں یہ وہ لوگ ہیں جن کے دلوں کو اللہ تعالیٰ نے تقویٰ کے لئے آزمالیا ہے۔ ان کے لئے مغفرت اور اجر عظیم ہے۔

---

[1] یہ جِدال و نزاع اِتباعِ حق کے لئے واقع ہوا تھا نہ کہ غَلَبہ و تَرَفُّع کے مقصد و ارادہ سے۔ جذبہ اتباع کی یہ خوبی تمام صحابہ میں موجزن تھی اس بنا پر دونوں کی آوازیں باہم بلند ہو گئیں مدارج النبوت اردو ترجمہ جلد ۲ صفحہ ۵۵۷

[2] مروی ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اس آیت کے نزول کے بعد حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور منہ میں کنکریاں ڈال کر بیٹھا کرتے تھے تاکہ بات کرنے میں دشواری ہو۔ مدارج النبوت جلد ۲ صفحہ ۵۵۷

(۴) حضرت نَجَاشی شاہِ حَبشہ رضی اللہ عنہ کی وفات

اس برس، ماہ رجب میں، حضرت نَجَاشی رضی اللہ عنہ کا وِصال مُبارک ہوا۔ آپ کا نام حضرت اَصْحَمہ رضی اللہ عنہ تھا۔
حضور نبی اکرم ﷺ نے ان کی نمازِ جنازہ چار تکبیروں کے ساتھ ادا فرمائی اور فرمایا اپنے بھائی کے لئے مغفرت کی دعا کرو۔ [1]

(۵) وفد عَبدُالقَیس کی باریابی [2]

اس سال قبیلہ عَبدُالقیس کا وفد نبی کریم ﷺ کے پاس حاضر ہوا، انہوں نے آپ ﷺ سے اَحکامِ اِسلام دریافت کئے۔ تو فرمایا:

میں تمہیں چار چیزوں کا حکم دیتا ہوں اور چار چیزوں سے روکتا ہوں۔ ایمان، نماز، زکوٰۃ اور روزہ کا حکم دیتا ہوں۔ دُبَّاء (خشک کدو کہ جس کو رنگ کر کے صراحی نما برتن بنا لیتے تھے)، حَنْتَم (سبز مٹکا جس میں شراب اور نبیذ کرتے تھے)، نَقِیر (ایک درخت کی جڑ جس کو کھوکھلا کر کے برتن بنا لیتے اس میں نَبِیذ ڈالتے تھے) اور مُزَفَّت (جس برتن کو زِفت سے رنگ کر لیتے تھے یاد رہے زِفت اور قِیر اس رنگ کو کہتے ہیں جو کشتی وغیرہ پر چپڑا جاتا ہے) سے منع کرتا ہوں جس طرح صحیح بخاری اور دیگر کتابوں میں وضاحت کے ساتھ مروی ہے۔
ایک قول کے مطابق عبدُالقیس کا وفد ۵/ھ میں آیا تھا جس طرح کہ ۵/ھ کے واقعات میں اس کا ذکر گذر چکا ہے۔

---

[1] حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا "جس دن نَجَاشی نے وفات پائی نبی کریم ﷺ نے فرمایا آج تمہارے بھائی مردِ صالح اَصْحَمہ نے وفات پائی اٹھو اور ان کی نمازِ جنازہ پڑھو اور اپنے بھائی کے لئے استغفار کرو اس کے بعد ہم حضور اکرم ﷺ کے پیچھے صف باندھ کر کھڑے ہو گئے۔ ہم نے عیدگاہ میں نمازِ جنازہ پڑھی۔" اس جگہ نماز غائب پر نہ تھی بلکہ زمین کو لپیٹ کر ان کے جنازہ کو حضور ﷺ کے سامنے ظاہر کر دیا گیا یا جنازہ کو حضور کے سامنے لے آیا گیا۔ واضح رہے کہ مقتدیوں کا دیکھنا شرط نہیں (صرف اِمام کے سامنے ہونا صحت نماز کے لئے کافی ہے۔) مدارج النبوت اردو ترجمہ جلد ۲/ صفحہ ۷۶۳

[2] اس وفد کی آمد سے ایک روز قبل نبی کریم ﷺ نے ان کی آمد کی خبر دے دی جب وہ آئے تو بہت مَسَرَّت کا اظہار فرمایا انہیں خوش آمدید کہا انہوں نے بارگاہِ نبوی میں عرض کیا کہ ہمیں حق و باطل میں فرق کرنے والا حکم فرمایا جائے۔ تاکہ ہم خود اور جنہیں ہم سنائیں اور اس پر عمل کریں تو جنت میں داخل ہوں۔ اس پر حضور اکرم نورِ مجسم ﷺ نے انہیں ایمان، نماز، روزہ، زکوٰۃ اور مالِ غنیمت سے خمس ادا کرنے کا حکم دیا پھر انہوں نے ان برتنوں کا حکم دریافت کیا جن میں شراب اور نبیذ وغیرہ حرمت سے پہلے ڈالتے تھے۔ تو آپ ﷺ نے ان کو چار برتنوں کے استعمال سے منع فرمایا۔ مدارج النبوت اردو ترجمہ جلد ۲/ صفحہ ۵۵۰ جب شراب کی نفرت دلوں میں رَاسِخ ہو گئی تو ان برتنوں کی حرمت ختم ہو گئی۔

علامہ زُرقانی قدس سرہ العزیز نے المواہب اللدنیہ کی اپنی شرح میں تصریح فرمائی ہے کہ "وفد عَبْدُالقیس کی آمد دوبار ہوئی پہلی آمد ۵/ھ میں اور دوسری آمد ۹/ھ میں پہلی بار وفد میں شامل افراد کی تعداد تیرہ یا چودہ تھی اور دوسری آمد پر ان کا وفد چالیس سواروں پر مشتمل تھا۔" اس سے روگردانی جائز نہیں۔

(٦) وُفُود کا سال

اس سال، مسلسل وفود آتے رہے اس لئے اسے وُفُود کا سال کہتے ہیں۔

وُفُود کی آمد کا سلسلہ اس وقت شروع ہوا جب نبی کریم ﷺ غَزْوَۂ طَائِف سے جِعِرّانَہ کی جانب واپس تشریف لائے۔ طائف سے آپ ﷺ کی واپسی اواخر شوال ۸/ھ کو ہوئی اور جِعِرّانَہ میں داخلہ ۵/ذی قعدہ ۸/ھ کو ہوا۔

حافظ مغلطائی رحمۃ اللہ علیہ نے ان تمام وفود کا شمار کیا ہے کہ جو جِعِرّانَہ کی طرف سے نبی کریم ﷺ کی واپسی کے آغاز سے وِصَالِ نبوی تک بارگاہِ رِسَالت مآب ﷺ میں حاضر ہوئے انہوں نے ساٹھ سے زیادہ شمار کئے ہیں۔

علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ نے وفود (کے حالات) بیان فرمائے ہیں چنانچہ سو سے زائد وفود ذکر کئے ہیں لیکن میں اس رسالہ میں چند ایک کا ذکر کروں گا۔

(٧) وَفْدِ بَنِیْ عُذْرَہ

اس برس، ماہ صفر میں، قبیلہ بَنِیْ عُذْرَہ کا وفد باریاب ہوا۔

بَنُوْعُذْرَہ عین کی پیش اور ذال کے سکون کے ساتھ (عُ + ذْ + رَ + ہ) ہے۔

یہ یَمَن میں رہنے والے قبیلے قُضَاعَہ کی ایک شاخ ہے۔ بارہ افراد اس میں شامل تھے۔ حضرت جَمْرَہ بن نُعْمَان عُذرِیّ رضی اللہ عنہ بھی اس میں داخل تھے۔ وفد کے تمام افراد نے ایمان قبول کرلیا [۱] اور واپس اپنے وطن چلے گئے۔

---

[۱] نبی پاک صاحب لولاک ﷺ نے انہیں اسلامی فرائض کی تعلیم فرمائی۔ نیز انہیں خوشخبری دی کہ شام کا علاقہ ان کے ہاتھ سے فتح ہوگا۔ انسان العیون فی سیرۃ الامین المامون جلد ۳/ صفحہ ۲۷۲

(۸) وفد بنو تمیم ؎۱

اسی برس، بنو تمیم کا وفد آیا۔ حضرت قعقاع بن معبد تمیمی رضی اللہ عنہ، حضرت اقرع بن حابس رضی اللہ عنہ، حضرت زبرقان بن بدر تمیمی رضی اللہ عنہ، حضرت عطارد بن حاجب بن زرارہ رضی اللہ عنہ، حضرت قیس بن عاصم تمیمی ؎۲ منقری رضی اللہ عنہ اور حضرت عمرو بن اہتم رضی اللہ عنہ اس وفد میں شامل تھے۔

(۹) بنو مرہ کا وفد

جب حضور سرورِ کائنات فخرِ موجودات صلی اللہ علیہ وسلم غزوۂ تبوک سے واپس تشریف لائے تو تیرہ افراد پر مشتمل بنو مرہ کا وفد حاضرِ خدمتِ نبوی ہوا۔ اس وفد کے امیر حضرت حارث بن عوف رضی اللہ عنہ تھے۔ انہوں نے اسلام قبول فرمالیا اور ان کے ہمراہ افراد قافلہ بھی مسلمان ہوگئے اور اپنے وطن واپس ہوگئے۔ ؎۳

؎۱ اس وفد کی آمد کا باعث اسی فصل کے عنوان نمبر۲ کے حاشیہ میں ذکر کیا جا چکا ہے۔ وفد کے تمام افراد مشرف بایمان ہوگئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے تمام قیدی واپس فرما دیئے اور وفد میں شامل ہر فرد کو بارہ اوقیہ عطا فرمائے۔ اس وفد نے پہلے مسلمانوں کے ساتھ فصاحت اور شعرگوئی میں باہمی فخر کا مظاہرہ کیا تھا جس کی تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو انسان العیون فی سیرۃ الامین المامون جلد۳/ صفحہ۲۱۶ تا۲۲۱ تاریخ طبری اردو ترجمہ جلد۱/ صفحہ۴۴۸ تا ۴۵۴

؎۲ عربی زبان کا یہ مشہور شعر آپ رضی اللہ عنہ کے بارے میں ہی کہا گیا ہے فَمَا كَانَ قَيْسٌ هُلْكُهُ هُلْكُ وَاحِدٍ + وَلٰكِنَّهُ بُنْيَانُ قَوْمٍ تَهَدَّمَا (حضرت قیس رضی اللہ عنہ کی وفات ایک شخص کی موت نہیں بلکہ وہ پوری قوم کی بنیاد تھا جو ان کی وفات سے منہدم ہوگئی) زمانہ جاہلیت میں انہوں نے شراب ترک کر دی تھی۔ آپ نہایت بُردبار تھے۔ حضرت احنف بن قیس سے کسی نے دریافت کیا کہ آپ رضی اللہ عنہ نے بردباری کس سے سیکھی تو فرمایا حضرت قیس بن عاصم رضی اللہ عنہ سے میں نے اسے ایک روز دیکھا کہ اپنے گھر کے صحن میں اپنی تلوار کے پر تلے کو اپنے اردگرد لپیٹ کر بحالت اِحْتِباء بیٹھا اپنی قوم سے محوِ گفتگو تھا اس کے سامنے دو آدمی لائے گئے، ایک مقتول تھا اور دوسرے کی مشکیں کسی ہوئی تھیں۔ اسے بتایا گیا کہ تیرے اس بھتیجے نے تیرے بیٹے کو قتل کر دیا ہے۔ حضرت احنف رضی اللہ عنہ نے فرمایا خدا کی قسم نہ تو اس نے حالت اِحْتِباء کو ترک کیا اور نہ ہی گفتگو کا سلسلہ منقطع کیا جب اپنی بات مکمل کرچکا تو بھتیجے کی طرف رخ کیا اور کہا اے بھتیجے تو نے بہت برا کیا اپنے پروردگار کی نافرمانی کی، قطع رحمی کی، اپنے چچا زاد کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔ اپنا تیر اپنے اوپر چلایا پھر اپنے دوسرے بیٹے سے کہا بیٹا جاؤ اپنے بھائی کو دفن کرو۔ اپنے چچازاد کی مشکیں کھول دو اور اپنی والدہ کو سو اونٹ دیت کے طور پر ادا کرو کیونکہ وہ غریب ہے۔ انسان العیون جلد۳/ صفحہ۳۴۵

؎۳ وفد کے لوگوں نے اپنے علاقہ میں قحط اور خشک سالی کی شکایت پیش کی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بارانِ رحمت کی دعا فرمائی چند روز تک وہ بارگاہِ نبوی میں مقیم رہے واپسی کے وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر فرد کو دس اوقیہ چاندی عطا فرمائی اور حضرت حارث بن عوف رضی اللہ عنہ کو بارہ اوقیہ عطا فرمائی۔ جب واپس اپنے علاقہ میں پہنچے تو بارش ہو چکی تھی۔ پوچھنے پر پتہ چلا کہ جس روز نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی اس روز بارش ہوئی تھی۔ انسان العیون فی سیرۃ الامین المامون جلد۳/ صفحہ۲۷۴ طبقات ابن سعد اردو ترجمہ جلد۲/ صفحہ۸۴

(۱۰) وفدِ بنُو فزَارَہ

جب نبی اَکرم نورِ مُجَسّم ﷺ غزوۂ تبُوک سے واپس ہوئے تو بنی فزارَہ کا وفد حاضر ہوا۔ یہ دس سے کچھ زائد افراد پر مشتمل تھا۔

اس وفد میں حضرت خارِجہ بن حِصن فزارِی رضی اللہ عنہ اور حضرت حُر بن قَیس فزارِی رضی اللہ عنہ شامل تھے۔

حضرت خارِجہ رضی اللہ عنہ، حضرت عُیینہ بن حِصن فزارِی رضی اللہ عنہ کے بھائی تھے اور حضرت حُر رضی اللہ عنہ ان کے بھتیجے تھے۔

سارے وفد نے اِیمان قبول کرلیا۔

حضرت عُیینہ بن حِصن فزارِی رضی اللہ عنہ، اپنی قوم کے وفد کے آنے سے پہلے اِیمان لا چکے تھے۔ اس بارے میں اِختلاف ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ فتح مکہ سے پہلے اِیمان لائے یا بعد میں۔

(۱۱) معجزہ نبوی---- نزولِ ابرِ رَحمت

اسی سال، نبی کریم ﷺ کا معجزہ ظہور پذیر ہوا کہ جب بنُو فزارَہ کے وفد نے اپنے وطن کے قحط اور خشک سالی کی شکایت کی تو آپ ﷺ نے اپنے ہاتھ اٹھا دیئے اور نزولِ بارِش کے لئے دعا فرمائی۔ اس پر بارِش نازل ہوئی اور سات روز تک جاری رہی۔ اس قصہ کی تفصیلات عنقریب آپ اسی فصل میں جلد ہی ملاحظہ فرمائیں گے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ۔

قحط سالی کی شکایت کرنے والے حضرت خارِجہ بن حِصن رضی اللہ عنہ تھے۔ صحیح بُخاری میں حضرت اَنس بن مالِک رضی اللہ عنہ کی رِوَایت میں ہے (کہ ایک اَعرابی نے قحط کی شکایت کا اِظہار کیا) اس اعرابی کی تفسیر شارحین نے اسی طرح فرمائی ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ کی خشک سالی کے متعلق یہ شکایت خُطبۂ نبوی کے دوران تھی۔

(۱۲) وفدِ تجیب [۱]

اسی سال، تجیب کا وفد حاضر ہوا۔ یہ تمام سَفارت ایمان داروں پر مشتمل تھی۔ ان کی تعداد تیرہ تھی۔

---

[۱] سیرۃ حلبیہ جلد۳/ صفحہ۲۶۵، طبقات ابن سعد اردو ترجمہ جلد۲/ صفحہ۱۱۷ میں وفد کا نام تجیب درج ہے۔ کتاب پر تحقیق کرنے والے امیر احمد عباسی نے حاشیہ پر ایک نسخہ میں تجیب کا ذکر کیا ہے درست یہی معلوم ہوتا ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

یہ لوگ اپنے مالوں کی زکوٰۃ پیش کرنے کے لئے حاضر ہوئے تھے۔ حضور نبی اَکرم ﷺ نے انہیں اِنعامات اور مہمانی سے نوازا۔ انہیں خوش آمدید کہا اور ان کی خوب مَدارات فرمائی۔ [1]

(۱۳) بَنُو اَسَد بن خُزَیمہ کا وفد

بَنُو اَسَد بن خُزَیمہ کا وفد، جس میں حضرت وَابِصہ بن مَعبد رضی اللہ عنہ اور حضرت طُلَیحہ بن خُوَیلد رضی اللہ عنہ شامل تھے دربارِ نبوی میں حاضر ہوا۔ تمام افرادِ وفد مشرف باسلام ہوگئے۔

انہوں نے عرض کیا:

"ہم قحط کے سال شدید تاریک راتوں میں سفر کرکے آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے ہیں۔ آپ ﷺ نے ہماری طرف کوئی سفارت ارسال نہیں فرمائی۔"

ان لوگوں کے بارے میں یہ آیہ کریمہ نازل ہوئی:

يَمُنُّونَ عَلَيْكَ اَنْ اَسْلَمُوْا قُلْ لَّا تَمُنُّوْا عَلَيَّ اِسْلَامَكُمْ بَلِ اللّٰهُ يَمُنُّ عَلَيْكُمْ اَنْ هَدٰىكُمْ لِلْاِيْمَانِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ۔ (الحجرات:۱۷)

ترجمہ: یہ لوگ ایمان قبول کرکے آپ پر اِحسان جتاتے ہیں۔ فرما دیجئے اپنے ایمان لانے کا اِحسان مجھ پر نہ دھرو۔ بلکہ یہ اللہ تعالیٰ کا تم پر اِحسان ہے کہ تمہیں ایمان کی ہدایت فرمائی اگر تم سچے ہو۔

حضرت طُلَیحہ بن خُوَیلد رضی اللہ عنہ کے سوا تمام افرادِ وفد ایمان پر ثابت قدم رہے۔ انہوں نے اسلام سے برگشتگی اختیار کرلی اور نبوت کا دعویٰ کر دیا۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اپنے زمانۂ خلافت میں حضرت خالد بن وَلید رضی اللہ عنہ کو ان کے ساتھ جنگ کرنے کے لئے بھیجا۔ جنگ کے بعد حضرت طُلَیحہ رضی اللہ عنہ شام کی جانب بھاگ گئے۔ زاں بعد صحیح طور پر اسلام قبول کیا۔ اس کے بعد آپ رضی اللہ عنہ سے

---

[1] اس وفد نے کچھ عرصہ قیام کے بعد واپسی کا قصد کیا تو نبی کریم ﷺ نے انہیں انعامات سے نوازا اس وفد میں ایک نو عمر لڑکا تھا جس نے بوقت رخصت بارگاہ نبوی میں عرض کیا یارسول اللہ! میرے لئے دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ مجھے بخش دے مجھ پر رحم فرمائے اور میرے دل میں غِنا پیدا فرما دے آپ ﷺ نے اس کے لئے دعا فرمائی زاں بعد اس وفد کے کچھ افراد حج کے موقع پر منیٰ کے مقام پر نبی کریم ﷺ سے ملے تو آپ ﷺ نے اس لڑکے کا حال دریافت فرمایا تو لوگوں نے کہا ہم نے اس جیسا قانع آدمی نہیں دیکھا اس کا حال یہ ہے کہ لوگ اگر دنیا تقسیم کریں تو یہ اس کی طرف نظر اٹھا کر بھی نہ دیکھے گا وِصالِ نبوی کے بعد یَمَن کے کچھ لوگ مرتد ہوگئے تو وہ لڑکا انہیں اِسلام کی طرف دعوت دیتا رہا۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے بھی اپنے گورنر کو اس سے اچھا سلوک کرنے کی تلقین فرمائی۔ تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو انسان العیون فی سیرۃ الامین المامون جلد ۳/ صفحہ ۲۶۵، ۲۶۶

کوئی ایسی حرکت سرزد نہ ہوئی جو اسلام سے متصادم ہو۔ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں مدینہ منورہ آگئے۔

(۱۴) وفد بنی کلاب

بنو کلاب کا وفد بھی اسی برس حاضر ہوا۔ اسی وفد میں مشہور شاعر حضرت ابو عقیل [1] لبید بن ربیعہ بن عامر عامری رضی اللہ عنہ شامل تھے۔ انہی کے بارے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لبید نے جو سب سے زیادہ سچی بات کہی ہے وہ یہ ہے۔

اَلَا کُلُّ شَیْءٍ مَا خَلَا اللّٰہَ بَاطِلٌ

ترجمہ: آگاہ رہو اللہ تعالیٰ کے سوا ہر چیز باطل ہے۔

جو افراد آپ رضی اللہ عنہ کے ساتھ اس وفد میں شامل تھے سب مشرف باسلام ہوگئے۔

(۱۵) وفدِ بلیّ

اسی سال، ماہ ربیع الاول میں بلیّ کا وفد بارگاہِ نبوی میں باریاب ہوا۔ یہ قضاعہ خاندان کا ایک قبیلہ تھا۔ یہ لوگ حضرت رویفع بن ثابت بلوی رضی اللہ عنہ کے ہاں ٹھہرے ایمان قبول کرلینے کے بعد واپس چلے گئے۔ [2]

(۱۶) وفدِ نخع

نصف رجب، اسی سال، نخع کا وفد حاضر ہوا۔ یہ (نخع کا) پہلا وفد تھا اور ان دو افراد پر مشتمل تھا۔

(۱) حضرت ارطاۃ بن شراحیل رضی اللہ عنہ

---

[1] آپ رضی اللہ عنہ قبول اسلام سے قبل شعر کہا کرتے تھے۔ ایمان قبول کرنے کے بعد شاعری کو ترک کردیا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ایک دفعہ اسلام قبول کرنے کے بعد شعروں کے متعلق پوچھا تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے شعر کے بدلے مجھے سورہ البقرہ اور آل عمران عطا فرمادیں ہیں۔ ۴۱/ھ کو وصال فرمایا۔ الاصابہ جلد ۳/ صفحہ ۳۲۶

[2] تفصیلات کے لئے ملاحظہ ہو۔ انسان العیون فی سیرۃ الامین المامون جلد ۳/ صفحہ ۲۷۳۔ طبقات ابن سعد اردو ترجمہ جلد ۲/ صفحہ ۱۲۶۔ مدارج النبوت اردو ترجمہ جلد ۲/ صفحہ ۶۱۵۔ اس وفد کے قائد حضرت ابوالضبیب رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یارسول اللہ مجھے ضیافت اور میزبانی کا شوق ہے کیا اس میں ثواب ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر نیکی جو تم کسی امیر کے ساتھ کرو یا غریب کے ساتھ اس میں ثواب ہے۔ انہوں نے دریافت کیا مہمانی کی مدت کتنی ہے تو فرمایا تین دن تک اس کے بعد صدقہ ہے "کسی مہمان کے لئے اتنا عرصہ ٹھہرنا جائز نہیں کہ تم تنگی میں مبتلا ہو جاؤ۔"

(۲) حضرت جہیش رضی اللہ عنہ ان کا نام حضرت اَرْقم رضی اللہ عنہ تھا۔ [۱]

یہ دونوں حضرات نبی پاک ﷺ کے ہاتھوں مشرف بایمان ہوئے دونوں نے اپنی قوم کی جانب سے بیعت کی اور مسلمان ہو کر اپنے وطن واپس لوٹ آئے۔ نَخع کے دوسرے وفد کا ذکر اس کے بعد ۱۱ھ کے واقعات میں آرہا ہے۔

(۱۷) دَارِیّین کا وفد

دَارِیّین کا وفد بھی اسی سال حاضر ہوا [۲] جو دس افراد پر مشتمل تھا۔ ان میں حضرت تَمِیم بن اَوْس دَارِی رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ یہ نصرانی تھے۔ ان سمیت سارا وفد مشرف بایمان ہوگیا پھر وہ واپس چلے گئے۔

یہ وفد اس وقت بارگاہِ نبوی میں حاضر ہوا جب آپ ﷺ غزوۂ تبُوک سے واپس تشریف لائے جس طرح کہ اسی فصل میں دوبارہ حضرت تمیم دَارِی رضی اللہ عنہ کے مشرف بایمان ہونے کا ذکر آرہا ہے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ۔

(۱۸) حضرت عُرْوَہ بن مَسْعُود رضی اللہ عنہ کا بارگاہِ نبوی میں حاضر ہونا

اَہْلِ طَائِف کے رُؤَسا میں سے ایک حضرت عُرْوَہ بن مَسْعُود رضی اللہ عنہ حاضرِ خدمتِ اَقدس ہوئے اور ایمان قبول فرمایا۔ [۳]

---

[۱] نبی اکرم نورِ مُجسّم ﷺ کو ان دونوں کی حالت اور حسن ہیئت پسند آئی فرمایا کیا تمہارے پیچھے تمہاری قوم میں تم جیسا کوئی اور بھی ہے تو انہوں نے عرض کیا ہم قوم میں ستر افراد ایسے چھوڑ آئے ہیں کہ ان میں سے ہر ایک ہم سے اَفضل ہے آپ ﷺ نے ان کے لئے اور ان کے پورے قبیلہ کے لئے دعائے خیر فرمائی۔ حضرت اَرْطَاۃ رضی اللہ عنہ کو قبیلہ کا امیر مقرر فرمایا اور ایک جھنڈا عطا فرمایا جو فتح مکہ میں ان کے ہاتھ میں تھا۔ جنگِ قَادِسیہ میں بھی وہ اس جھنڈے کو لے کر شریک ہوئے اور شہادت پائی۔ ان کے بعد ان کے بھائی حضرت درید رضی اللہ عنہ نے اس جھنڈے کو ہاتھ میں لیا وہ بھی شہید ہوگئے۔ طبقات ابن سعد اردو ترجمہ جلد ۲/ صفحہ ۱۴۶۔

[۲] یہ وفد وِصَالِ نبوی تک مقیم رہا وفد کے ایک رکن حضرت ہانی بن حَبِیب رضی اللہ عنہ نے نبی پاک ﷺ کی خدمت میں شراب کی ایک مشک، چند گھوڑے اور ایک ریشمی قبا پیش کی۔ شراب کی مشک آپ ﷺ نے قبول نہ فرمائی۔ ریشمی قبا حضرت عَبَّاس بن عَبْدُالمُطَّلِب رضی اللہ عنہ کو عطا فرما دی اس قبا پر سونے کے پترے جڑے ہوئے تھے۔ انہوں نے وہ قبا ایک یہودی کے ہاتھ آٹھ ہزار درہم میں فروخت کر دی۔ طبقات ابن سعد اردو ترجمہ جلد ۲/ صفحہ ۱۴۲، ۱۴۳

[۳] ایمان قبول فرما کر حضرت عُرْوَہ رضی اللہ عنہ نے واپس جانے کی اجازت طلب فرمائی نبی اکرم ﷺ نے فرمایا وہ لوگ تم سے جنگ کریں گے حضرت عُرْوَہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا میں ان کو اکلوتے بیٹوں سے زیادہ محبوب ہوں دوبارہ، سہ بارہ انہوں نے اجازت طلب کی تو فرمایا اگر

(بقیہ حواشی اگلے صفحے پر)

آپ رضی اللہ عنہ اپنی قوم ثَقِیف کی آمد سے قبل بَارگاہِ نبوی میں بَاریَاب ہوئے تھے۔ ثَقِیف کے وفد کا ذکر ابھی آرہا ہے۔

(۱۹) قَبِیلۂ ثَقِیف کی آمد

طَائِف کے باشندوں یعنی بَنُو ثَقِیف کا وفد، اسی سال حاضر ہوا۔ اس وفد میں حضرت عُثمان بن اَبِی اَلعَاص ثقفی بن عَمرو بن عُمَیر ثقفی رضی اللہ عنہ اور حضرت اَوس بن اَبِی اَوس رضی اللہ عنہ شامل تھے۔

حضرت اَوس رضی اللہ عنہ کے والد کا نام اَبُو اَوس حُذَیفَہ تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ کو اَوس بن عَوف بھی کہا جاتا ہے۔

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے تقریب میں لکھا ہے کہ "یہ حضرت اَوس بن اَوس رضی اللہ عنہ، کے علاوہ دوسری شخصیت ہیں۔" حضرت اَوس بن اَوس رضی اللہ عنہ کا ذکر ابھی آرہا ہے۔

اس وفد میں حضرت نُمَیر بن خَرشَہ رضی اللہ عنہ، حضرت حَکَم بن عَمرو رضی اللہ عنہ، حضرت شُرَحبِیل بن غَیلَان بن سَلمَہ رضی اللہ عنہ اور حضرت اَوس بن اَوس رضی اللہ عنہ شامل تھے۔ تمام اَفرادِ وفد نے اِیمان قبول کرلیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عُثمَان [1] (بن اَبِی اَلعَاص) رضی اللہ عنہ کو ان پر اَمِیر مقرر فرمایا ان کا ذکر ابھی گذر چکا ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ اس جماعت میں سب سے کم عمر تھے۔

اس وفد کی آمد کے مہینے میں اختلاف ہے۔ بعض علماء نے فرمایا کہ رَمَضَان المُبَارَک میں یہ وفد آیا تھا اور دیگر بعض نے فرمایا کہ شَعبَان المُعَظَّم میں یہ لوگ حاضر خدمت ہوئے تھے۔ [2]

(پچھلے صفحے کا بقیہ حواشی) تم چاہو تو چلے جاؤ۔ جب وہ واپس تشریف لائے قوم کو دعوتِ اسلام دی انہوں نے اِنکار کر دیا۔ صبح کے وقت جب آپ رضی اللہ عنہ نے اَذَان کہی سارا قَبِیلہ نکل پڑا آپ رضی اللہ عنہ کو تیر مارا جس سے آپ رضی اللہ عنہ نے شہادت پائی۔ زخمی ہونے کے بعد شہادت سے پہلے کچھ افراد آپ رضی اللہ عنہ کے اِنتِقَام کے لئے تیار ہوگئے تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نے اپنا خون، خون کرنے والے کو معاف کر دیا تاکہ تم صلح کرلو اور وصیت فرمائی مجھے شہید صَحَابۂ کِرَام رضی اللہ عنہم کے ساتھ دفن کیا جائے۔ حضرت رِسَالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہوا تو فرمایا ان کی مثال صاحبِ یٰسین کی سی ہے جس نے اپنی قوم کو اللہ کی طرف بلایا تو لوگوں نے اسے قتل کر دیا۔ طبقات ابن سعد اردو ترجمہ جلد ۲/ صفحہ ۱۰۲، ۱۰۳ انسان العیون فی سیرۃ الامین المامون جلد ۳/ صفحہ ۲۴۰، ۲۴۱

[1] حضرت عُثمَان بن اَبِی اُلعَاص رضی اللہ عنہ چونکہ اسلام کو سمجھنے اور قرآن مجید کے سیکھنے میں پورے وفد سے حَرِیص تھے اس لئے انہیں دربارِ نبوی سے اِمارت عطا ہوئی۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے بَارگاہِ نبوی میں عرض کیا یارسول اللہ! یہ لڑکا اِسلَام کی سمجھ اور قرآن کریم سیکھنے میں ان سب سے زیادہ شَائِق ہے۔ سیرت ابن ہشام باتحقیق محمد محی الدین عبدالحمید جلد ۴/ صفحہ ۱۹۷

[2] تفصیلات کے لئے ملاحظہ ہو انسان العیون فی سیرۃ الامین المامون جلد ۳/ صفحہ ۲۴۰ تا ۲۴۵۔ طبقات ابن سعد اردو ترجمہ جلد ۲/ صفحہ ۱۰۱ تا ۱۰۴ مدارج النبوت اردو ترجمہ جلد ۲/ صفحہ ۶۱۸، ۶۱۹

(۲۰) یمن سے وفد بَہرَاءُ کی آمد

قُضَاعَہ خاندان کے ایک قبیلہ بَہرَاء کا وفد بھی اسی سال دربارِ نبوی میں حاضر ہوا۔ یہ لوگ یَمَن میں رہتے تھے۔ ان کا وفد تیرہ افراد پر مشتمل تھا۔ وفد کے لوگ حضرت مِقدَاد بن عَمرو رضی اللہ عنہ کے ہاں ٹھہرے، اِسلَام قبول کیا فرَائِضِ اِسلَام سیکھے، کچھ دن مدینہ منورہ میں قیام پذیر رہے، زاں بعد اپنے قبیلہ کی طرف یَمَن میں واپس چلے گئے۔ [۱]

(۲۱) وفدِ بَنِیٔ بکاء

بنی بکاء کی طرف سے ایک وفد بھی اسی سال نبی پاک ﷺ کی خدمتِ اَقدَس میں حاضر ہوا۔ [۲]

(۲۲) وفدِ طَے

اسی برس طَے کا وفد حاضر ہوا۔ اس وفد میں حضرت زَید الخَیل بن مُہَلہَل طَائِی رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ ان کے سَردَار تھے۔ نبی کریم ﷺ نے اس وفد پر اِیمَان پیش فرمایا تو انہوں نے اِسلَام قبول کرلیا۔ حضرت زَید رضی اللہ عنہ بھی حلقہ بگوشِ اِسلام ہوگئے۔ آپ ﷺ نے ان کا نام زَید الخَیر رکھا۔ [۳]

---

[۱] مزید تفصیلات کے لئے ملاحظہ ہوں۔ طبقات ابن سعد اردو ترجمہ جلد ۲/ صفحہ ۱۲۶، ۱۲۷۔ مدارج النبوت اردو ترجمہ جلد ۲/ صفحہ ۶۲۴، ۶۲۵۔ حضرت مِقدَاد بن اَسوَد رضی اللہ عنہ نے حَیس (ایک غِذَا جسے گھی، کھجور اور سَتّو سے تیار کیا جاتا ہے) کا ایک بڑا پیالہ مہمانوں کو پیش کیا اور ایک چھوٹے پیالہ میں حَیس بارگاہِ نبوی میں پیش کرنے کے لئے حضرت ام المومنین اُمِّ سَلَمَہ رضی اللہ عنہا کے ہاں بھیجا۔ نبی اَکرَم ﷺ نے اسے تَنَاوُل فرمایا سب گھر والوں نے سیر ہو کر کھایا اور باقی مہمانوں کے لئے بھیج دیا۔ جو مدت تک کھاتے رہے لیکن ختم نہ ہوا۔ وفد کے اَفرَاد نے حضرت مِقدَاد رضی اللہ عنہ سے کہا آپ ہمیں ایسا کھانا کھلاتے ہیں جو ہمیں سب سے زیادہ مَرغُوب ہے لیکن ہمارے مَقدُور میں نہیں۔ انہوں نے بتایا کہ یہ کھانا حضرت رسولِ کریم ﷺ کا بھیجا ہوا ہے۔ یہ لذت اور برکت ان کی انگلیوں کے باعث ہے جو اس کھانے سے مس ہوئیں۔ اس پر وہ ایمان لے آئے۔

[۲] تفصیلات کے لئے ملاحظہ ہوں طبقات ابن سعد اردو ترجمہ جلد ۲/ صفحہ ۹۱ تا ۹۳ مدارج النبوت اردو ترجمہ جلد ۲/ صفحہ ۶۰۹

[۳] وفد میں شَامِل اَفرَاد کی تعداد پندرہ تھی۔ ہر رکن کو پانچ اوقیہ اور حضرت زَید الخَیر رضی اللہ عنہ کو ساڑھے بارہ اوقیہ چاندی عطا فرمائی۔ آپ رضی اللہ عنہ کے بارے میں نبی اکرم ﷺ نے فرمایا مجھ سے عَرَب کے جس شخص کا تذکرہ کیا گیا میں نے اسے اس سے کم پایا مگر زَید کی جتنی خوبیاں مجھ سے بیان کی گئیں میں نے اس سے زَائِد خوبیاں ان میں پائیں۔ طبقات ابن سعد اردو جلد ۲/ صفحہ ۱۱۵ انسان العیون فی سیرۃ الامین المامون جلد ۳/ صفحہ ۲۵۶، ۲۵۷۔ مدارج النبوت اردو ترجمہ جلد ۲/ صفحہ ۶۳۰، ۶۳۱۔ سیرت ابن ہشام جلد ۴/ صفحہ ۲۲۴

(۲۳) وفدِ حِمیَر

حِمیَر کا وفد، اس سال بارگاہ نبوی میں پہنچا۔ یہ لوگ یَمَن کے باشندے تھے۔ انہوں نے ایمان قبول کرلیا۔
حضور نبی اکرم ﷺ نے ان کے بارے میں ارشاد فرمایا:
"اَہلِ یَمَن تمہارے پاس آئے ہیں۔ وہ انتہائی رقیق القلب اور نرم دل ہیں۔" نیز نبی کریم ﷺ نے فرمایا:
"ایمان یَمانی ہے، حکمت یَمانی [1] ہے۔ سکینہ بھیڑیں پالنے والوں میں ہے فخراور غرور دیہات کے متکبر لوگوں میں ہے۔"

(۲۴) بَنُو سَعد ہُذَیم کا وفد

بَنُو سَعد ہُذَیم کا وفد اس سال باریاب ہوا۔ یہ قُضَاعَہ خاندان سے تعلق رکھتے تھے۔ ایک قول کے مطابق ان کا تَعلُّق یَمَن سے تھا۔ مدینہ منورہ میں مسجد کے قریب یہ ٹھہرے۔ اِیمَان قبول کیا۔ بیعت کی اور اپنے علاقے میں واپس چلے گئے۔ [2]

(۲۵) اِیلَاء

نبی کریم ﷺ کا اپنی اَزوَاجِ مُطَہَّرَات کے ساتھ اِیلَاء [3] کا واقعہ اسی سال وقوع پذیر ہوا۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

---

[1] قولہ ایمان یمانی ہے حکمت یمانی ہے۔"یمانی" یمن کی جانب اسم منسوب ہے یعنی یَمَن کا۔ اِرشادِ نبوی کا معنیٰ یہ ہے کہ ایمان اور حکمت یمنی چیزیں ہیں۔ نبی کریم ﷺ نے یہ اس لئے فرمایا کہ اِیمَان کی ابتداء مکہ مکرمہ سے ہوئی جو تہامہ کے علاقے میں ہے اور تہامہ یَمَن کا ایک حصہ ہے۔ کعبہ معظمہ کو بھی اسی لئے کَعبَۂ یَمَانِیَہ کہا جاتا ہے۔ بعض علماء فرماتے ہیں اس سے مُرَاد اَنصَار ہیں۔ کیونکہ وہ اپنے اصل کے لحاظ سے یَمَنی ہیں۔ مزید تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو النہایہ ابن اثیر جلد ۵/ صفحہ ۳۰۰

[2] اس وفد نے تین روز تک بطور مہمان مدینہ منورہ میں قیام کیا۔ بوقتِ رُخصَت نبی کریم ﷺ نے حضرت بِلَال رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ ان کو چند اوقیہ چاندی بطورِ اِنعَام دیں۔ پھر یہ اپنے قبیلہ کی طرف واپس آگئے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں بھی اِیمَان کی توفیق عطا فرمائی۔
طبقات ابن سعد اردو ترجمہ جلد ۲/ صفحہ ۱۲۵، ۱۲۶

[3] اِیلَاء کے لُغوِی معنے قسم کھانے کے ہیں۔ فُقَہَاء کے نزدیک مرد کا اپنی عورت کے پاس چار ماہ تک نہ جانے کی قسم کھانے کا نام اِیلَاء ہے۔ اگر چار ماہ گذر جائیں اور قربت نہ کرے تو اَمام اَعظَم رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک طلاق بائن واقع ہوگی۔ اس دوران اگر مرد اپنی بیوی کے پاس چلا جائے تو قسم کا کَفَّارَہ ادا کرے۔ نبی کریم ﷺ نے صرف ایک ماہ تک اَزوَاجِ مُطَہَّرَات رضی اللہ عنہن کے قریب نہ جانے کی قسم کھائی تھی۔ مدارج النبوت اردو ترجمہ جلد ۲/ صفحہ ۵۶۷ آپ ﷺ کا اِیلَاء لُغوِی اِعتِبَار سے تھا فقہا کے نزدیک متعارف اِیلَاء نہ تھا۔
الزرقانی شرح المواہب اللدنیہ جلد ۳/ صفحہ ۹۷

"قسم بخدا! میں ایک ماہ تمہارے پاس نہیں آؤں گا۔"

(۲۶) جسمِ اَقدس پر خَراشیں آنا

آپ ﷺ اس سال ایک گھوڑے پر سوار ہوئے اور اس سے زمین پر گر پڑے۔ جس کے باعث دائیں کروٹ مبارک اور دائیں پنڈلی مُبارک پر خَراشیں آگئیں۔ [۱] آپ ﷺ اپنے حُجرۂ مُبارکہ [۲] میں قیام پذیر ہوگئے۔ مسجد میں تشریف نہ لا سکتے تھے۔ تمام نمازیں اسی حجرہ مبارکہ میں بیٹھ کر ادا فرماتے رہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم عیادت کے لئے حاضر ہوتے اور آپ ﷺ کے ہمراہ کھڑے ہو کر نمازیں ادا کرتے۔

نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اِمام اس لئے بنایا جاتا ہے کہ اس کی اِقتِداء کی جائے جب وہ تکبیر کہے تم بھی تکبیر کہو جب وہ رکوع کرے تم بھی رکوع کرو۔ جب (سر) اٹھائے تم بھی اٹھاؤ۔ جب وہ بیٹھ کر نماز پڑھے تم بھی بیٹھ کر نمازیں پڑھو۔ [۳]

مندرجہ بالا دونوں وَاقِعَات یعنی اَزْوَاجِ مُطَہَّرَات سے اِیلَاء اور کروٹ اور پنڈلی مبارکہ پر خَراشیں آنا دونوں ایک ہی وقت میں وقوع پذیر ہوئے۔ ان دونوں واقعات کے سال کی تعیین میں اختلاف ہے۔

بعض علماء نے فرمایا کہ یہ ۹/ھ کو پیش آئے جس طرح کہ ہم نے یہاں بیان کیا ہے۔ علامہ یعمری رحمۃ اللہ علیہ نے "الحوادث" اور علامہ قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ نے المواہب اللدنیہ کی بَحْثِ مَغَازِی و سَرَایَا وغیرہما میں اسی پر جزم فرمایا ہے۔

ایک قول یہ ہے کہ یہ واقعات ۵/ھ میں پیش آئے حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ اور علامہ قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ نے بخاری شریف کی اپنی اپنی شرحوں میں اس پر جزم فرمایا۔

ایک قول کی رو سے یہ دونوں وَاقِعَات ۶/ھ میں وقوع پذیر ہوئے جب نبی پاک صَاحِبِ لَوْلَاک ﷺ غَزْوَہ ذِیْ قَرد سے واپس تشریف فرما ہوئے۔ جس طرح ہم نے اس سے قبل ۶/ھ کے واقعات میں لکھا ہے۔

---

[۱] نبی پاک صَاحِبِ لَوْلَاک ﷺ کے ان زخموں کے بارے میں چار روایتیں ہیں۔ (۱) دائیں پنڈلی زخمی ہوئی تھی۔ (۲) دایاں کندھا زخمی ہوا تھا۔ (۳) قدم مبارک ٹل گیا تھا۔ (۴) دائیں جانب خراشیں آئی تھیں۔ ممکن ہے کہ یہ سب صدمے آپ ﷺ کو پہنچے ہوں الزرقانی علی المواہب اللدنیہ جلد ۳/ صفحہ ۹۷

[۲] اس حالت میں نبی کریم ﷺ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے حُجرہ مُبارکہ کے اوپر بنے ہوئے کمرہ میں آرام فرمایا اس میں جانے کے لئے کھجور کے تنے سے بنی ہوئی سیڑھی تھی۔ الزرقانی علی المواہب اللدنیہ جلد ۳/ صفحہ ۹۸

[۳] عُذر کے باعث بیٹھے اِمام کے پیچھے بیٹھے رہنے کا حکم مَنْسُوخ ہے۔ الزرقانی علی المواہب اللدنیہ جلد ۳/ صفحہ ۹۸

علمائے کرام کا اس بارے میں کوئی اختلاف نہیں کہ ہر دو واقعات اکٹھے پیش آئے نیز دونوں کے وقوع کا مہینہ ذی الحجہ ہے۔ حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ اور علامہ قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی مذکورہ شرحوں میں اس پر جزم فرمایا ہے۔

(۲۷) سورہ التحریم کی ابتدائی پانچ آیات کا نزول

سورہ "التحریم" کی ابتداء کی آیات یٰٓاَیُّھَا النَّبِیُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَآ اَحَلَّ اللّٰہُ لَکَ سے لے کر ثَیِّبٰتٍ وَّاَبْکَارًا تک اسی سال نازل ہوئیں۔ [۱]

---

[۱] یہ آیات اور ان کا ترجمہ درج ذیل ہے:

یٰٓاَیُّھَا النَّبِیُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَآ اَحَلَّ اللّٰہُ لَکَ تَبْتَغِیْ مَرْضَاتَ اَزْوَاجِکَ وَاللّٰہُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ○ قَدْ فَرَضَ اللّٰہُ لَکُمْ تَحِلَّۃَ اَیْمَانِکُمْ وَاللّٰہُ مَوْلٰیکُمْ وَھُوَ الْعَلِیْمُ الْحَکِیْمُ○ وَاِذْ اَسَرَّ النَّبِیُّ اِلٰی بَعْضِ اَزْوَاجِہٖ حَدِیْثًا فَلَمَّا نَبَّاَتْ بِہٖ وَاَظْھَرَہُ اللّٰہُ عَلَیْہِ عَرَّفَ بَعْضَہٗ وَاَعْرَضَ عَنْۢ بَعْضٍ فَلَمَّا نَبَّاَھَا بِہٖ قَالَتْ مَنْ اَنْۢبَاَکَ ھٰذَا قَالَ نَبَّاَنِیَ الْعَلِیْمُ الْخَبِیْرُ○ اِنْ تَتُوْبَآ اِلَی اللّٰہِ فَقَدْ صَغَتْ قُلُوْبُکُمَا وَاِنْ تَظٰھَرَا عَلَیْہِ فَاِنَّ اللّٰہَ ھُوَ مَوْلٰہُ وَ جِبْرِیْلُ وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِیْنَ وَ الْمَلٰٓئِکَۃُ بَعْدَ ذٰلِکَ ظَھِیْرٌ○ عَسٰی رَبُّہٗٓ اِنْ طَلَّقَکُنَّ اَنْ یُّبْدِلَہٗٓ اَزْوَاجًا خَیْرًا مِّنْکُنَّ مُسْلِمٰتٍ مُّؤْمِنٰتٍ قٰنِتٰتٍ تٰٓئِبٰتٍ عٰبِدٰتٍ سٰٓئِحٰتٍ ثَیِّبٰتٍ وَّاَبْکَارًا○ (التحریم: ۱ تا ۵)

ترجمہ: اے نبی! اللہ تعالیٰ نے جس چیز کو آپ کے لئے حلال ٹھہرایا ہے آپ اپنی بیویوں کی خوشنودی کی خاطر اسے کیوں حرام فرماتے ہیں اور اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے۔(۱) اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے تمہاری قسموں کو کھولنے (کفّارہ ادا کرنے) کا طریقہ مقرّر فرما دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ تمہارا کارساز ہے اور وہ بڑا علم والا اور بڑی حکمت والا ہے۔ (۲)اور جب نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) نے اپنی ایک زوجہ سے چپکے سے بات فرمائی پھر جب اس زوجہ نے وہ بات (آگے دوسری زوجہ کو) بتا دی تو اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی خبر کر دی تو نبی پاک (صلی اللہ علیہ وسلم) نے اس بات کا کچھ حصہ (ظاہر فرمانے والی بیوی پر) ظاہر فرما دیا اور کچھ حصہ سے اِعراض فرمالیا۔ سو جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ (بات) اپنی زوجہ کو جتلائی تو وہ عرض کرنے لگیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کس نے اس کی خبر دی۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے بڑے علم والے، جاننے والے نے خبر کر دی۔ (۳) اے (نبی کی) دونوں بیویو! اگر تم اللہ تعالیٰ کے سامنے توبہ کرو تو تمہارے دل مائل ہو رہے ہیں اور اگر تم اس طرح آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے خلاف ایک دوسرے کی مدد کرتی رہی۔ تو اللہ تعالیٰ، جبریل اور نیک مسلمان آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مددگار ہیں۔ ان کے علاوہ فرشتے بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مددگار ہیں۔ (۴) اگر نبی پاک (صلی اللہ علیہ وسلم) تمہیں طلاق دے دیں تو

(بقیہ حواشی اگلے صفحے پر)

(۲۸) آیاتِ تخییر کا نزول

وہ مہینہ جس میں آپ ﷺ نے ایلاء فرمایا گذر چکا تو یہ دو آیاتِ تخییر نازل ہوئیں۔

یٰاَیُّهَا النَّبِیُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ اِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ الْحَیٰوةَ الدُّنْیَا وَزِیْنَتَهَا فَتَعَالَیْنَ اُمَتِّعْكُنَّ وَاُسَرِّحْكُنَّ سَرَاحًا جَمِیْلًا ۝ وَاِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَالدَّارَ الْاٰخِرَةَ فَاِنَّ اللّٰهَ اَعَدَّ لِلْمُحْسِنٰتِ مِنْكُنَّ اَجْرًا عَظِیْمًا ۝ (الاحزاب ۲۸-۲۹)

ترجمہ: اے نبی! اپنی بیویوں سے فرما دیجئے اگر تم دُنیاوی زندگی اور اسکی خُوبصُورتی چاہتی ہو تو آؤ میں تمہیں مال و مَتاع دے دوں اور تمہیں اچھے اَنداز میں رُخصت کر دوں ۝ اور اگر تم اللہ تعالیٰ، اس کے رَسُول اور اُخروی جہاں کو چاہتی ہو تو اللہ تعالیٰ نے تم میں سے نیک رہنے والیوں کے لئے اجرِ عظیم تیار کر رکھا ہے ۝

حضرت رِسَالت مآب ﷺ نے یہ آیتیں پڑھ کر اَزْوَاجِ مُطَہَّرات کو سنائیں تو سب نے عرض کیا:

"ہم اللہ تعالیٰ، اس کے رَسُول اور عَالمِ آخرت کی بہتریوں کو پسند کرتی ہیں۔" ان میں سب سے پہلے یہ عرض کرنے کا شرف جنہیں حاصل ہوا وہ حضرت عَائشہ [۱] صِدِّیقہ رضی اللہ عنہا تھیں۔ دیگر اُمہات المومنین رضی اللہ عنہن نے ان کی پیروی کی۔

(۲۹) زانیہ کا رجم

غَامِدِیہ بی بی کو اسی سال رجم کیا گیا۔ وہ حاملہ تھی پھر چار مرتبہ اِعْتِراف کر لیا کہ اس کا حَمل زِنا کے باعث ہے جب اس کا حمل وَضع ہو گیا، بچے کو دودھ پلا چکی اور دودھ چھڑا دیا تو آپ ﷺ نے اسے سَنگسار کرنے کا حکم

(پچھلے صفحے کا بقیہ حواشی)

آپ ﷺ کا پَروردگار جلد ہی تمہاری جگہ تم سے بہتر بیویاں دے دے گا جو اِطاعت گُذار، اِیماندار، فرمانبردار، تَوبہ کرنے والی، عِبَادت گُذار، روزہ دار ہوں گی ان سے کچھ بیوہ اور بعض کنواریاں ہوں گی۔

[۱] نبی اکرم ﷺ نے سب سے پہلے حضرت عَائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو یہ آیات سنا کر اِختیار دیا اور فرمایا جلدی نہ کرو اپنے وَالِدین سے مشورہ کر کے جو رائے ہو اس پر عمل کرو۔ انہوں نے عرض کیا حضور کے معاملہ میں مشورہ کیسا میں اللہ تعالیٰ اس کے رسول اور آخرت کو چاہتی ہوں باقی سب اَزْواجِ مُطَہَّرات نے بھی یہی جواب دیا۔ مدارج النبوت اردو ترجمہ جلد ۲/ صفحہ ۵۷۱

دیا۔ پھر اس کی نمازِ جنازہ پڑھنے اور دفن کرنے کا حکم دیا۔ چنانچہ اس کی نمازِ جنازہ ادا کی گئی [1] اور اسے دفن کیا گیا۔

نبی رحمت ﷺ نے اس کے بارے میں ارشاد فرمایا:

"قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے۔ اس نے ایسی توبہ کی کہ اگر ایسی توبہ (ظُلماً) ٹیکس وصول کرنے والا بھی کرے تو اللہ تعالیٰ اس کی مَغفرت فرمادے۔"

(۳۰) حضرت ضِمام بن ثَعلبہ رضی اللہ عنہ کی بارگاہِ نبوی میں حاضری

اس سال، حضرت ضِمام بن ثَعلبہ رضی اللہ عنہ اپنی قوم بنی سَعد بن اَبی بَکر کی طرف سے نبی کریم ﷺ کی خدمتِ اَقدس میں حاضر ہوئے۔ [2] اور آپ ﷺ سے نماز، زکوٰۃ، روزے اور دیگر احکام اسلام کے بارے میں پوچھا۔ اس کی تفصیل صحیح بخاری وغیرہ کتب میں موجود ہے۔

ایک قول کی رو سے آپ رضی اللہ عنہ کی بارگاہ نبوی میں آمد ۵/ھ کا واقعہ ہے۔ لیکن صحیح قول پہلا ہی ہے جیسا کہ حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے فتح الباری میں لکھا ہے:

چونکہ اکثر عُلَمائے سیرت کا قول یہ ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ ۵/ھ کو نبی پاک ﷺ کے پاس حاضر ہوئے اس لئے ہم نے اس کا تذکرہ ۵/ھ کے واقعات میں کیا ہے۔

(۳۱) مسلمانوں کو سامانِ حَرب بیچنے سے مُمانَعت

اس سال مسلمانوں نے اپنے اَسلحہ فروخت کر دیئے اور کہنے لگے جہاد اب ختم ہوچکا ہے۔ اس پر حضرت رسولِ اکرم نورِ مُجَسّم ﷺ نے فرمایا۔

"جہاد حضرت عیسیٰ بن مَریَم علیہ السلام کے نزول تک جاری رہے گا۔"

(۳۲) صَحابہ کی تعلیم کے لئے حضرت جبریل علیہ السلام کی بارگاہِ نبوی میں آمد

حضرت جبریلِ اَمین علیہ السلام اسی برس لوگوں کی تعلیم کے لئے دربارِ نبوی میں حاضر ہوئے۔ آپ ﷺ سے اِیمان، اِسلام، اِحسان، قِیامت اور اس کی عَلامتوں کے بارے میں دریافت کیا۔ صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں

---

[1] نبی کریم ﷺ نے بنفسِ نفیس اس کی نمازِ جنازہ پڑھائی۔ مدارج النبوت اردو ترجمہ جلد ۲ صفحہ ۵۷۴

[2] حضرت عبداللہ بن عَبّاس رضی اللہ عنہما فرمایا کرتے تھے کہ ہم نے ضِمام بن ثَعلبہ (رضی اللہ عنہ) سے زیادہ فضیلت والا کسی قوم کی نمائندگی میں آنے والا نہ سنا۔ سیرت ابن ہشام جلد ۴ صفحہ ۲۴۲

یہ حدیث تفصیل کے ساتھ مذکور ہے۔ اس حدیث مبارکہ کو "اُمُّ الْاَحَادِیث" کہا جاتا ہے کیونکہ یہ اِیمان اور اِسلَام کے بیان پر مشتمل ہے۔

حضرت سید جمال الدین رحمۃ اللہ علیہ نے رَوْضَۃُ الْاَحْبَاب میں لکھا ہے کہ لوگوں کی تعلیم دین کے لئے حضرت جبرئیل علیہ السلام ۱۰/ھ میں حاضر ہوئے تھے۔

(۴۳) معجزۂ نبوی---- دعائے مبارک سے بارانِ رَحمت کا نزول

غَزْوۂ تبُوک سے واپسی کے بعد، اسی سال، جیسا کہ حافظ ابن اثیر رحمۃ اللہ علیہ نے "اسد الغابہ" میں اور حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے "فتح الباری" میں تحریر فرمایا اور بعض علمائے سیرت کے بقول ۹/ھ میں جیسا کہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے "جذب القلوب" میں لکھا ہے، حضور نبی پاک صاحبِ لَولَاک صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ معجزہ ظہور پذیر ہوا جس کو امام بُخاری رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت اَنَس رضی اللہ عنہ سے رِوَایت فرمایا۔

لوگوں میں قحط پڑ گیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ میں خُطبۂ جُمعہ اِرشاد فرما رہے تھے کہ ایک اَعْرابی مسجد میں آیا اور عرض کرنے لگا۔

"مال ہلاک ہوگئے۔ اہل و عیال بھوکے رہ گئے۔ راستوں میں آمدورفت ختم ہو کر رہ گئی۔ اللہ تعالیٰ سے دعا فرمایئے کہ وہ ہم پر بَارِش نازل فرمائے۔" اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دوران خُطبہ دونوں ہاتھ اٹھا دیئے اور عرض کیا: "اے اللہ! بارانِ رحمت نازل فرما۔ اے اللہ! بارانِ رحمت نازل فرما۔"

حضرت اَنَس رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

"قسم بخدا (اسی وقت) بَارِش برسنا شروع ہوگئی۔ میں نے آنکھوں سے دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مِنبرِ انور سے اترنے سے قبل آپ کی رِیشِ اَقْدَس سے قطرے ٹپک رہے تھے۔"

اگلے جُمعۃُ المُبارک تک بَارِش نازل ہوتی رہی سات روز تک ہم میں سے کسی کو سورج نظر نہ آیا۔ جب اگلے جُمعَہ میں سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے خُطبَہ دیا وہی اَعْرابی یا کوئی اور شخص آیا اور عرض کرنے لگا۔

"یارسول اللہ! مال ہلاک ہوگئے کثیر بَارِش کے باعث رستوں میں آمدورفت ختم ہو کر رہ گئی۔ اللہ تعالیٰ سے دعا کیجئے کہ بارش کو ہم سے روک لے۔"

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دورانِ خطبہ ہاتھ اٹھائے اور بارگاہ رب العالمین میں عرض کیا: "اے اللہ! بارش ہمارے اردگرد نازل فرما ہم پر نازل نہ فرما اے اللہ! ٹیلوں، ٹیکریوں، وادیوں اور درختوں کے اگنے کے مقامات پر نازل فرما۔" اس پر سورج چمکنے لگا بادل چھٹ گئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا کی برکت سے بارش اٹھا لی گئی۔

ظاہر یہ ہے کہ بارش کے نزول کی دعاء اور اس دعائے مبارکہ کی برکت سے بارش کا نزول دوبار ہوا۔
صحیح بخاری کی حدیث مبارک میں دوسرا واقعہ مذکور ہے۔
پہلی دفعہ کے واقعہ کی تفصیلات ۶ھ کے واقعات کے ضمن میں گذر چکی ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۳۴) حضرت تمیم بن اوس رضی اللہ عنہ کا قبولِ ایمان

اسی سال، جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم غزوۂ تبوک سے واپس ہوئے حضرت ابُورقیہ تمیم بن اوس بن خارجہ داری رضی اللہ عنہ مدینہ طیبہ حاضر ہوئے۔ آپ رضی اللہ عنہ اس وقت تک عیسائی تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ کے ساتھ چھ آدمی اور تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ایمان قبول کیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو جَسّاسہ اور دجّال کی خبر دی۔ [1]
نبی پاک صاحبِ لَولاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے سن کر منبر پر بیان فرمایا۔ اسے حضرت تمیم رضی اللہ عنہ کے مناقب سے شمار کیا گیا ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ کے ساتھ حاضر ہونے والے افراد نے بھی ایمان قبول کر لیا۔
حضرت تمیم رضی اللہ عنہ پہلی شخصیت ہیں جنہوں نے حضرت فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں ان کی اجازت سے وعظ فرمایا۔
آپ رضی اللہ عنہ ہی نے سب سے پہلے مسجد میں چراغ روشن فرمایا۔ نیز آپ رضی اللہ عنہ ایک رکعت میں پورا قرآن مجید ختم فرماتے تھے۔ [2]

(۳۵) یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ جَآءَکُمْ فَاسِقٌۢ بِنَبَاٍ الخ کا نزول

"حضرت سرورِ کائنات فخرِ موجودات صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی برس، ولید بن عقبہ بن ابی معیط کو بنو مصطلق کے ہاں صدقات کی وصولی کے لئے روانہ فرمایا۔ ولید سے اس قبیلہ کی زمانہ جاہلیت میں دشمنی تھی۔ ولید کو ان سے خوف لاحق ہوا اور راستہ ہی سے واپس آگیا اور بارگاہِ نبوی میں عرض کیا وہ مرتد ہو چکے ہیں زکوٰۃ کی ادائیگی نہیں

---

[1] تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو۔ البدایہ والنہایہ ابن کثیر جلد ثالث جزو خامس صفحہ ۷۸
[2] حضرت تمیم رضی اللہ عنہ نے بوقتِ حاضری عرض کیا ہمارے نواح میں رُوم کی ایک قوم ہے جن کے دو گاؤں ہیں ایک کا نام جرنی اور دوسرے کا نام بیت عینون" ہے اگر اللہ تعالیٰ آپ کو شام پر فتح عطا فرمائے تو یہ دونوں گاؤں مجھے ہبہ فرما دیجئے حضرت رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ دونوں تمہارے ہی ہوں گے۔ چنانچہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ جب خلیفہ ہوئے تو انہوں نے ان کو یہ گاؤں دے دیئے اور ان کو ایک فرمان لکھ دیا۔ طبقات ابن سعد اردو ترجمہ جلد ۲/ صفحہ ۱۴۳ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد شام میں اپنی اسی جائیداد میں منتقل ہو گئے۔ شام ہی میں وصال فرمایا آپ کی قبرِ انور بیت جبرین میں ہے۔ جو فلسطین کا ایک شہر ہے۔
الاصابہ جلد ۱/ صفحہ ۱۸۴

کرتے۔ اس پر نبی کریم ﷺ کو ان پر غصہ آگیا۔ بنو مُصطَلِق خود بارگاہ نبوی میں حاضر ہوئے اور اپنے حالات عرض کئے نیز عرض گزار ہوئے کہ نہ تو وہ مرتد ہوئے اور نہ ہی زکوٰۃ کو روکا ہے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیہ کریمہ نازل فرمائی۔ یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِنْ جَآءَكُمْ فَاسِقٌۢ بِنَبَاٍ فَتَبَیَّنُوْۤا۔ (الحجرات:٦)

ترجمہ: اے ایمان والو جب کوئی فاسق تمہارے پاس کوئی خبر لائے تو خوب غور و تأمل کر لیا کرو۔ نبی پاک ﷺ ان سے راضی ہوگئے اور انہیں یہ آیت کریمہ سنائی اور پھر فرمایا:

"غور و فکر اور مہلت رحمان کی طرف سے ہے اور جلد بازی شیطان کی طرف سے ہے۔"

زاں بعد ان سے زکوٰۃ کی وصولی اور احکام اسلام سکھانے کے لئے حضرت عَبّاد بن بِشر رضی اللہ عنہ کو ان کے ہمراہ روانہ فرمایا۔

(۳۶) گناہ میں کسی کی اِطاعت نہیں

اسی سال، حَبَشَہ کے کچھ لوگوں کی طرف حضرت عَلقَمہ بن مُجزّز مُدلجی رضی اللہ عنہ کے زیر کمان ایک مہم روانہ کی گئی جیسا کہ سَرایا کے باب میں ذکر ہوچکا ہے۔

حضرت عَلقَمہ رضی اللہ عنہ نے اپنے لشکر کے ایک دستہ کی اِمارت حضرت عَبدُاللہ بن حُذافہ سَہمی رضی اللہ عنہ کے سپرد فرمائی۔ حضرت عَبدُاللہ رضی اللہ عنہ اپنے ماتحتوں پر ناراض ہوگئے تو انہیں اِیندھن جمع کرنے اور آگ جلانے کا حکم دیا۔ جب انہوں نے ایندھن جمع کرکے الاؤ روشن کر دیا تو ان سے کہا۔ "کیا نبی پاک ﷺ نے تمہیں اَمیر کی اِطاعت کا حکم نہیں دیا۔" انہوں نے جواب میں کہا: "ہاں" تو آپ رضی اللہ عنہ نے ان کو حکم دیا۔ "اس آگ میں داخل ہو جاؤ۔" بعض کہنے لگے ہم داخل ہو جائیں گے [1] اور بعض نے اِنکار کر دیا اور کہنے لگے۔

ہم آگ (دوزخ) سے بھاگے ہیں اب ہم آگ میں نہیں داخل ہوں گے"

آخرکار ان میں کوئی بھی آگ میں داخل نہ ہوا اور حضرت عبدُ اللہ رضی اللہ عنہ کا غصہ فرو ہوا مدینہ منورہ واپسی پر انہوں نے یہ واقعہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں عرض کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا

---

[1] ایک روایت میں ہے کہ جب حضرت عَبدُاللہ بن حُذافہ رضی اللہ عنہ نے ملاحظہ فرمایا کہ وہ آگ میں کود جائیں گے تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا بیٹھ جاؤ۔ میں نے تو تم سے مذاق کیا ہے۔ واپسی پر نبی کریم ﷺ سے اس کا ذکر کیا گیا۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا جو کوئی تمہیں کسی گناہ کا حکم دے اس کی اطاعت نہ کرو۔ سیرۃ ابن ہشام جلد ۴/ صفحہ ۳۱۷

"اگر وہ آگ میں داخل ہو جاتے تو کبھی اس سے نکل نہ سکتے۔"

نیز فرمایا: "اِطَاعت صرف نیک کام میں ہے۔"

(۳۷) حضرت مَالک بن حُوَیرِث رضی اللہ عنہ کا وفد سمیت حاضرِ خدمت ہونا

نبی پاک صاحبِ لَولاک صلی اللہ علیہ وسلم جب غزوہ تبُوک کی تیاری کر رہے تھے حضرت مَالک بن حُوَیرِث رضی اللہ عنہ اپنی قوم سمیت دَرْبَارِ نبوی میں حاضر ہوئے۔ ان کی تعداد بیس تھی۔

انہوں نے اِیمَان قبول کیا۔ ایک ماہ تک آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں ٹھہرے پھر اپنے علاقہ کی جانب چلے گئے۔

علامہ قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ نے شرح بخاری کتاب الصلوۃ کے ابواب میں سے "بَيْنَ كُلِّ اَذَانَيْنِ صَلٰوةٌ لِمَنْ شَآءَ (ہر دو اذانوں کے درمیان نماز ہے جس کا جی چاہے ادا کرے) میں اسی طرح لکھا ہے:

(۳۸) فَرضِیّتِ حج

بعض علماء نے فرمایا کہ اسی سال حج فرض ہوا لیکن صحیح یہ ہے کہ حج ۶/ھ میں فرض ہوا جیسا کہ پہلے ذکر ہو چکا ہے۔

(۳۹) مَسجِدِ ضِرار کو گرانا

غَزْوَۂ تبُوک سے واپس ہونے کے بعد نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے "مَسجِدِ ضِرار" کو مُنہَدِم کرنے کا حکم دیا۔ [1]

منافقین نے اسے تبُوک کی جانب کوچ سے تھوڑا عرصہ قبل تعمیر کیا تھا۔

(۴۰) وَالَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مَسْجِدًا ضِرَارًا وَّكُفْرًا وَّتَفْرِيْقًا الخ کا نزول

وَالَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مَسْجِدًا ضِرَارًا وَّ كُفْرًا وَّ تَفْرِيْقًاۢ بَيْنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَاِرْصَادًا لِّمَنْ حَارَبَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ مِنْ قَبْلُ وَلَيَحْلِفُنَّ اِنْ اَرَدْنَاۤ اِلَّا الْحُسْنٰى وَاللّٰهُ يَشْهَدُ اِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ○ (التوبہ :۱۰۷)

---

[1] نبی پاک صاحبِ لَولاک صلی اللہ علیہ وسلم نے دو صَحابۂ کرام رضی اللہ عنہما کو اس مسجد کے گرانے اور جلانے کے لئے مقرر فرمایا ان میں سے ایک کا نام حضرت مَالِک بن دُخشُم رضی اللہ عنہ ہے دوسرے کے نام میں اختلاف ہے کہ حضرت مَعن بن عَدِی رضی اللہ عنہ ہے یا ان کے بھائی حضرت عَاصِم بن عَدِی رضی اللہ عنہ ہے ان دونوں نے سرکارِ دو عَالَم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی تعمیل فرمائی۔ سیرت ابن ہشام جلد ۴/ صفحہ ۱۸۵ وہ جگہ رفتہ رفتہ کوڑا کا گھر بن گئی یہاں تک کہ ہر قسم کی پلیدی و نجاست اس جگہ ڈالی جانے لگی۔ اَہلِ سِیَر کہتے ہیں کہ اس جگہ کو اکھاڑ پھینکنے کے بعد مدتوں اس جگہ سے دُھواں نکلتا رہا۔ مدارج النبوت اردو ترجمہ جلد ۲/ صفحہ ۵۹۶

ترجمہ : جن لوگوں نے اِسلام کو نُقصان پہنچانے، کفر(کی باتیں پھیلانے) مسلمانوں کے درمیان تفریق ڈالنے اور اس شخص کو گھات لگانے کا مَوقع فراہم کرنے کے لئے جو اس سے پہلے بھی اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ سے برسرپیکار ہے، مسجد بنائی ہے، وہ قسمیں کھائیں گے کہ ہمارا ارادہ نیکی کا کام کرنے کے سوا کچھ نہیں تھا اور اللہ تعالیٰ گواہ ہے کہ بلاشبہ وہ جھوٹ بکتے ہیں۔)

آیہ کریمہ (اور اس کے مابعد آیات) اس مسجد [1] کے بارے میں اسی سال نازل ہوئیں ان آیات کے نزول کے بعد آپ ﷺ نے اس مسجد کو گرا دیا۔

(۴۱) حضرت ذِی البِجَادَین رضی اللہ عنہ کا وِصَال

اس برس، جب نبی اَکرم نورِ مجسّم ﷺ غزوہ تبُوک میں معروف تھے حضرت عَبْدُاللہ بن عَبد نہم بن عفیف رضی اللہ عنہ کا وِصَال مبارک ہوا۔ ان کا لقب "ذُوالبِجَادَین" [2] ہے۔

---

[1] اس ناپاک نام نہاد مسجد کی بنیاد کا باعث اَبُوعامِر راہب تھا۔ جو دینِ عیسائیت اختیار کئے ہوئے تھا۔ تورات و انجیل کے عُلُوم کا ماہر تھا۔ ہجرتِ نبوی سے قبل اہلِ مدینہ کے سامنے نبی آخرالزمان ﷺ کے اَوصَافِ مبارکہ کا ذکر کرتا رہتا۔ جب نبی پاک ﷺ ہجرت کر کے مدینہ منورہ تشریف لے آئے اس شیطان صِفَت انسان کے دل میں حسد کی آگ شعلہ زن ہو گئی۔ دنیا کی محبت اور سرداری کی خواہش نے ایمان قبول کرنے کا راستہ روک لیا۔ غَزْوَۂ بَدْر میں مسلمانوں کو فتح نصیب ہوئی تو بھاگ کر مکہ معظمہ آگیا غَزْوَۂ اُحُد میں لشکرِ کُفّار کی جانب سے سب سے پہلا تیر اسی بدبخت نے پھینکا تھا۔ اس جنگ میں ناکامی کے بعد روم میں ہرَقل کے پاس چلا گیا۔ ہرَقل کی مدد سے وہ مسلمانوں کے خلاف لشکر کشی کرنا چاہتا تھا لیکن ناکام رہا اس پر مدینہ منورہ کے مُنَافقین کو خط لکھا کہ مسجد قبا کے مقابلہ میں اپنا محلّہ میں میرے لئے مسجد بناؤ تا کہ بوقت ضرورت وہاں بیٹھ کر (مسلمانوں کے خلاف) صلاح و مشورہ کیا جا سکے اس پر مُنَافقین نے وہ مسجد تعمیر کر دی۔ غَزْوَۂ تبُوک سے واپسی تک وہ مسجد تعمیر ہو چکی تھی۔ منافقوں نے اپنی چرب زبانی سے نبی پاک ﷺ کو اس میں نماز ادا کرنے کے لئے تیار کر لیا تھا لیکن غَزْوَۂ تبُوک کی مصروفیات کے باعث یہ کام ملتوی رہا۔ واپسی پر حقیقت کھلنے کے بعد آپ ﷺ نے اسے جلا دیا۔ مدارج النبوت اردو ترجمہ جلد ۲ صفحہ ۵۹۵، ۵۹۶

[2] ذُوالبِجَادَین (دو بجاد والے) بجاد عربی میں کمروری اور موٹی چادر کو کہتے ہیں۔ یہ حضرت عبْدُاللہ بن عبد نہم رضی اللہ عنہ کا لقب ہے جو نبی پاک ﷺ کا عطا فرمودہ ہے۔ اس کا باعث یہ ہے کہ بچپن میں ان کے والد کا انتقال ہو گیا تو چچا نے ان کی کفالت کی۔ جب جوان ہوئے تو کئی اونٹ بکریاں اور غلام ان کی ملکیت میں تھے۔ چچا کے خوف سے ایمان کا اعلان کرنے سے خَائف تھے۔ آخر جب مکہ فتح ہو گیا تو دل میں اِسلَام کی محبت نے جوش مارا چچا کے پاس گئے اور ان سے اِیمَان لانے کی اجازت طلب کی اس نے کہا جو کچھ میں نے تجھے دیا ہے سب کچھ واپس کرو پھر ایمان لے آؤ۔ چنانچہ آپ رضی اللہ عنہ نے تمام سامان جسم کے کپڑوں سمیت چچا کے حوالے کیا وَالِدَہ سے ایک موٹی چادر لی اس کے دو حصے کر کے جسم کو ڈھانپا اور مدینہ منورہ بارگاہ نبوی میں حاضر ہو گئے۔ نبی کریم ﷺ نے ان کا حال سنا اور دیکھا تو ذُوالبِجَادَین (دو موٹی چادروں والے) کا لقب عطا فرمایا۔ مدارج النبوت اردو ترجمہ جلد ۲ صفحہ ۵۹۶

آپ ﷺ نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی اور بنفسِ نفیس انہیں قبر میں دفن فرمایا نیز ان کے لئے یوں دعا فرمائی۔ "اے اللہ! میں اس پر راضی ہوں تو بھی انہیں اپنی رضا سے نواز دے۔" یہ سن کر حضرت عَبۡدُاللہ بن مَسۡعُود رضی اللہ عنہ کہنے لگے۔ "کاش میں اس قبر والا ہوتا۔" [1]

(۴۲) رَئیسُ الۡمُنافقین عَبۡدُاللہ بن اُبَیّ کی موت

اس سال، ذی القعدہ کے مہینے میں، رَئیسُ الۡمُنافقین عبدُاللہ بن اُبَیّ بن سَلُوۡل نے بیس دن بیمار رہ کر وفات پائی۔ [2] اس کے مَرَضُ الموت کا آغاز اسی سال، شوال کے آخر میں ہوا۔

(۴۳) لَا تُصَلِّ عَلٰۤى اَحَدٍ مِّنۡهُمۡ مَّاتَ اَبَدًا الخ کا شانِ نزول

ذی القعدہ کے مہینے میں اسی سال، یہ آیت مبارکہ اور اس کے بعد کی آیات عَبۡدُاللہ بن اُبَیّ بن سَلُوۡل کے بارے میں نازل ہوئیں۔

وَلَا تُصَلِّ عَلٰۤى اَحَدٍ مِّنۡهُمۡ مَّاتَ اَبَدًا وَّلَا تَقُمۡ عَلٰى قَبۡرِهٖ ؕ اِنَّهُمۡ كَفَرُوۡا بِاللّٰهِ وَرَسُوۡلِهٖ وَمَاتُوۡا وَهُمۡ فٰسِقُوۡنَ۝ (التوبہ:۸۴)

ترجمہ: (اے محبوب) ان (منافقین) میں سے کوئی مرجائے تو آپ کبھی اُس کی نمازِ جنازہ نہ پڑھیں اور نہ اس کی قبر پر تشریف لائیں بلاشبہ انہوں نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے ساتھ کفر کیا اور

---

[1] لشکرِ اسلام جب غزوۂ تبوک کے لئے روانہ ہونے لگا حضرت عبداللہ ذُوالۡبِجَادَیۡن رضی اللہ عنہ بارگاہِ نبوی میں حاضر ہوئے عرض کی یارسول اللہ دعا فرمایئے میں راہِ خُدا میں شہید ہو جاؤں۔ نبی پاک ﷺ نے فرمایا کسی درخت کی چھال لاؤ آپ رضی اللہ عنہ نے کیکر کی چھال حاضر کی حضور ﷺ نے اسے ان کے بازو پر باندھا اور فرمایا "اے خدا! میں اس کے خون کو کفار پر حرام کرتا ہوں۔" انہوں نے عرض کیا "یارسول اللہ! میرا اِرادہ تو شہادت کا حصول ہے" فرمایا "جب تم راہِ خُدا میں نکل آئے ہو، اب اگر بُخار سے بھی تمہاری موت آئے تو شہید ہوگئے۔" تبُوک کے مقام پر حضرت عَبۡدُاللہ رضی اللہ عنہ کو بُخار آیا اور وفات پائی۔ رات کا وقت تھا حضرت بِلَال رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں چَراغ تھا نبی کریم ﷺ قبر کے اندر تشریف فرما ہوئے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت فارُوقِ اعظم رضی اللہ عنہ نے میت کو قبر میں اتارا اس وقت حضور ﷺ نے فرمایا اپنے بھائی کو عزت کے ساتھ لاؤ۔ نبی کریم ﷺ نے خود اپنے دستِ اَقۡدَس سے کچی اینٹیں لگائیں اور یہ دعا فرمائی "اے اللہ! یہ دن رات میری خدمت میں رہے۔ میں اس سے راضی ہوں تو بھی اس سے راضی ہوجا۔" مدارج النبوت اردو ترجمہ جلد ۲/ صفحہ ۵۹۲

[2] اس کے مرنے کے دن نبی کریم ﷺ اس کے پاس گئے۔ سرہانے تشریف فرما ہوئے اور اس سے کہا "میں نے تجھے یہودیوں کی دوستی سے منع کیا لیکن تو نے نہ سنا اور نہ مانا" اس نے عرض کیا "جب میں مرجاؤں میرے جنازے پر آنا اور اپنی قمیص مجھے عطا فرمانا۔" مدارج النبوت اردو ترجمہ جلد ۲/ صفحہ ۶۳۴

مرتے دم تک فاسق (کافر) ہی رہے۔

(۴۴) حضرت فارُوقِ اَعظم رضی اللہ عنہ کی رائے کے موافق آیاتِ مُبارکہ کا نزول

ان آیاتِ مُبارکہ کے نزول سے، وحی اور قرآن مجید کے نزول کی مُوافقت حضرت فارُوقِ اعظم رضی اللہ عنہ کی رائے کے ساتھ ظاہر ہوئی۔ [۱]

ان موافقات کی تعداد پندرہ ہے۔ ان میں سے ایک یہ ہے:

(۴۵) رَئِیسُ المُنافِقِین عبدُاللہ بن اُبَیّ سے مہربانی کی حِکمت

اسی برس، نبی اکرم نورِ مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ معجزہ وقوع پذیر ہوا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عبدُاللہ بن اُبَیّ مُنافِق سے نہایت مہربانی کا سلوک فرمایا کہ اسے قبر میں اتارا اور اپنی قمیص مبارک اسے پہنانے کے لئے عطا فرمائی، بعض لوگوں نے اس بارے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے گفتگو کی تو فرمایا:

"اس میں حکمت ہے مجھے امید ہے کہ اس کے ذریعے سے اس کی قوم کے کئی آدمی ایمان قبول کرلیں گے۔"

چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی توقع کے مطابق ہوا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فعلِ مبارک میں حِکمتِ بالِغہ تھی۔ اس واقعہ کے بعد منافقین میں سے ایک ہزار اَفراد نے ایمان قبول کیا۔ جب انہوں نے اپنے سردار کے ساتھ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شفقت ملاحظہ کی تو نِفاق سے توبہ کرکے بااخلاص مومن بن گئے۔ انہوں نے دیکھ لیا کہ ان کا سردار بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے کپڑے سے برکت حاصل کر رہا ہے۔

حضرت سید جمال الدین رحمۃ اللہ علیہ نے روضۃُ الاَحباب اور علامہ گازرونی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی سیرت میں اسی طرح ذکر فرمایا ہے۔

---

[۱] نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز جنازہ پڑھانے کے لئے تیار ہوئے تو حضرت فارُوقِ اعظم رضی اللہ عنہ نے عرض کیا "یا رسول اللہ! آپ اس مُنافِق کی نماز جنازہ ادا فرمائیں گے؟" اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "مجھے اختیار دیا گیا ہے کہ ان مُنافقوں کی نماز جنازہ پڑھوں یا نہ پڑھوں۔ اگر وہ میرے ستر بار سے زائد استغفار سے بخشا جاتا ہے تو میں ہزار بار اس کے لئے استغفار کرلوں گا" مدارج النبوت اردو ترجمہ جلد ۲/ صفحہ ۲۲۵ اس سے پتہ چلا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خاص حکمت کے باعث اس کی نماز جنازہ ادا فرمائی۔ نیز لوگوں پر یہ واضح کرنا مقصود تھا کہ شفاعت کسی کافر کے حق میں ہرگز قبول نہ ہوگی۔ اگرچہ کتنی بار ہی کیوں نہ ہو۔ حافظ ابو نعیم نے روایت کی کہ جب حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارادہ مبارکہ ملاحظہ کیا تو اپنی رائے کو ترک فرما دیا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع میں دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ نماز میں شرکت فرمائی۔ الزرقانی علی المواہب اللدنیہ جلد ۳/ صفحہ ۹۶

(۴۶) لِعَان کا واقِعَہ اور اس بارے میں آیہ کریمہ کا نزول

اسی سال کے ذی قعدہ کے مہینے میں اور بقولِ بعض ذی الحجہ کے مہینہ میں سرورِ کائنات ﷺ نے حضرت عُوَیمر بن حارث عجلانی رضی اللہ عنہ اور ان کی زوجہ حضرت خَولہ بنت قَیس رضی اللہ عنہا کے درمیان نماز عصر کے بعد اپنی مسجد شریفہ میں لِعان کرایا۔

حضرت عُوَیمر رضی اللہ عنہ غَزوَہ تبُوک سے واپس آئے تو انہیں حامِلہ پایا (اس حمل کے) بچے (کی اپنی طرف نسبت) کی نفی کر دی تو ان دونوں میاں بیوی کے بارے میں یہ آیات کریمہ نازل ہوئیں۔

وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ اَزْوَاجَهُمْ وَلَمْ يَكُنْ لَّهُمْ شُهَدَآءُ اِلَّآ اَنْفُسُهُمْ فَشَهَادَةُ اَحَدِهِمْ اَرْبَعُ شَهٰدٰتٍۭ بِاللّٰهِ اِنَّهٗ لَمِنَ الصّٰدِقِيْنَ ○ وَالْخَامِسَةُ اَنَّ لَعْنَتَ اللّٰهِ عَلَيْهِ اِنْ كَانَ مِنَ الْكٰذِبِيْنَ ○ وَيَدْرَؤُا عَنْهَا الْعَذَابَ اَنْ تَشْهَدَ اَرْبَعَ شَهٰدٰتٍۭ بِاللّٰهِ اِنَّهٗ لَمِنَ الْكٰذِبِيْنَ ○ وَالْخَامِسَةَ اَنَّ غَضَبَ اللّٰهِ عَلَيْهَآ اِنْ كَانَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ○ وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ وَاَنَّ اللّٰهَ تَوَّابٌ حَكِيْمٌ ○ (النور ۶ تا ۱۰)

ترجمہ: اور جو لوگ اپنی بیویوں پر زِنا کی تہمت لگائیں اور ان کے پاس اپنے سوا (دعویٰ کا) کوئی گواہ نہ ہو تو ان کی شہادت [۱] یہ ہے کہ چار بار اللہ تعالیٰ کی قسم کھا کر یہ کہہ دے کہ بے شک میں سچا ہوں اور پانچویں بار یہ کہے کہ مجھ پر اللہ تعالیٰ کی لَعنت اگر میں جھوٹا ہوں' اور عورت سے سزا ٹل سکتی [۲] ہے کہ وہ چار بار اللہ تعالیٰ کی قسم کھا کر کہے کہ بے شک یہ (میرا خاوند) جھوٹا ہے اور پانچویں بار یوں کہے کہ مجھ پر اللہ تعالیٰ کا غَضَب ہو اگر یہ سچا ہے اور اگر تم پر اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم نہ ہو (تو تمہاری زندگیاں اجیرن ہو جائیں) اور بے شک اللہ تعالیٰ توبہ قبول کرنے والا اور حکمت والا ہے۔

بعض عُلماء نے فرمایا کہ یہ آیات حضرت ہِلال بن اُمَیَّہ وَاقِفی رضی اللہ عنہ کے بارے میں نازل ہوئیں جب انہوں نے اپنی بیوی خَولَہ بنت عَاصِم کو شَرِیک بن سَحْمَاء کے ساتھ پایا۔

دونوں اقوال کے درمیان تطبیق اس طرح دی گئی ہے کہ یہ دونوں واقعات قریب قریب وقوع پذیر ہوئے تو ان کے بعد یہ آیات نازل ہوئیں اور اس طرح ان آیات کا تعلق دونوں واقعات کے ساتھ ہے۔

---

[۱] مرد اپنی بیوی پر زنا کی تہمت لگانے کے بعد اس شہادت (لِعان) سے اِعراض کرے تو اسے حد قَذف لگے گی۔

[۲] مرد کی ان پانچ شہادتوں (لِعان) کے بعد عورت اگر جواباً قسم سے اعراض کرے تو اسے حدِ زنا لگے گی۔

(۴۷) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی حج کے لئے روانگی

اس سال، ذی قعدہ کے مہینے میں، حضرت ابوبکر صدیق [۱] رضی اللہ عنہ لوگوں سمیت مدینہ منورہ سے حج کے لئے روانہ ہوئے۔ روانگی کے وقت آپ رضی اللہ عنہ کے ساتھ تین سو مرد تھے۔ نبی پاک صاحبِ لولاک ﷺ نے ان کے ساتھ بیس اونٹ روانہ فرمائے ان کے گلوں میں اپنے دستِ اقدس سے ہار ڈالے اور ان پر نشان لگائے ان پر نگران حضرت ناجیہ بن جندب اسلمی رضی اللہ عنہ تھے۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے پانچ اونٹ اپنی طرف سے ذبح کے لئے ساتھ لے لئے۔

(۴۸) سورۂ برأۃ کی تبلیغ کے لئے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی روانگی

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے اس سال حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے ساتھ حج کیا اور ہدی کے کئی جانور ساتھ لئے۔

نبی پاک ﷺ نے ان کے پیچھے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو روانہ فرمایا تا کہ لوگوں کو سورت برأۃ پڑھ کر سنائیں اور یہ اعلان کریں کہ اس سال کے بعد کوئی مشرک حج نہیں کرے گا اور نہ کوئی ننگا بیت اللہ کا طواف کر سکے گا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ، عرج [۲] کے مقام پر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے ملے۔ جب مکہ مکرمہ پہنچے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے حضرت شیرِ خدا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو فرمایا کہ مشرکین کو وہ سورہ پڑھ کر سنا دیں اور معاہدہ کے خاتمہ کا اعلان فرما دیں۔ نیز یہ اعلان بھی کر دیں کہ اس سال کے بعد کوئی مشرک حج نہ کر سکے گا اور نہ ہی بیت اللہ کا طواف کوئی شخص برہنہ ہو کر کرے گا۔

یہ آخری حج تھا جس میں مشرکین نے شرکت کی۔

---

[۱] اس سال نبی اکرم ﷺ غزوات کے معاملات میں انہماک، وفود کی آمد اور ان کی تعلیم میں معروفیت کے باعث حج کو تشریف نہ لے جا سکے۔ مدارج النبوت اردو ترجمہ جلد ۲ صفحہ ۴۳۸

[۲] عرج کے مقام پر صبح کے وقت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم ﷺ کی اونٹنی مبارکہ کی بلبلاہٹ سنی تو فرمایا "یہ تو قصواء کی آواز ہے" دیکھا تو حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اس پر سوار تھے۔ ان سے پوچھا گیا نبی کریم ﷺ نے آپ کو حج کا امیر بنایا ہے؟ انہوں نے جواب دیا "نہیں بلکہ مجھے سورۂ براۃ لوگوں کے سامنے پڑھنے کے لئے روانہ فرمایا ہے نیز لوگوں کے ساتھ معاہدوں کے خاتمہ کے لئے روانہ کیا ہے۔ المغازی للواقدی جلد ۲ صفحہ ۱۰۷۷ یاد رہے کہ یہ حج حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی امارت میں ادا کیا گیا تھا۔ مقام عرج میں جب حضرت علی رضی اللہ عنہ حاضر ہوئے تو آپ رضی اللہ عنہ نے ان سے پوچھا "کیا تم امیر ہو یا مامور" تو حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے

(بقیہ حواشی اگلے صفحے پر)

(۴۹) یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِنَّمَا الْمُشْرِكُوْنَ نَجَسٌ الخ کا شانِ نُزُول

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے حج کو روانہ ہونے سے تھوڑا عرصہ پہلے اسی سال یہ آیت مُبارکہ نازل ہوئی۔

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِنَّمَا الْمُشْرِكُوْنَ نَجَسٌ فَلَا یَقْرَبُوا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ بَعْدَ عَامِهِمْ هٰذَا (التوبہ:۲۸)

(اے ایمان والو! مُشرِک ناپاک ہیں وہ اس سال کے بعد مسجد حرام کے قریب بھی نہ آنے پائیں)

یہ حکم مسلمانوں پر شاق گذرا اور کہنے لگے۔

"ہمیں کھانا کون لا کر دے گا ہمارے لئے اشیا اور برتنے کا سامان کون لائے گا۔"

اس پر یہ آیہ کریمہ نازل ہوئی۔

وَاِنْ خِفْتُمْ عَیْلَةً فَسَوْفَ یُغْنِیْكُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖۤ اِنْ شَآءَ (التوبہ:۲۸)

ترجمہ: اگر تم کو اِحتیاج کا خوف ہے تو اللہ تعالیٰ اگر اس نے چاہا تو تم کو جلد ہی اپنے فضل سے غنی فرما دے گا۔

(پچھلے صفحے کا بقیہ حواشی)

جواب فرمایا "نہیں میں، مامُور ہو کر آیا ہوں" مدارج النبوت اردو ترجمہ جلد ۲/ صفحہ ۶۳۹ کفار سے معاہدہ کے خاتمہ کا اِعلان اگرچہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بھی کر سکتے تھے۔ لیکن اس کے لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بھیجا کیونکہ عَرَب کا دَستُور تھا کہ جب کسی معاہدے کے خاتمہ کا اِعلان کرنا ہوتا تو معاہدہ کرنے والا یا اس کے خاندان کے اَفراد سے کوئی شخص اس کا اِعلان کرتا۔ اَہلِ بیتِ نبوی میں سب سے اَفضَل حضرت علی رضی اللہ عنہ تھے اس لئے اس اَمر کے لئے ان کا انتخاب عمل میں آیا۔ (عَ + زُ + ج) مدینہ منورہ سے ۷۸ میل کے فاصلہ پر ایک بستی کا نام ہے۔ الزرقانی علی المواهب اللدنیہ جلد ۳/ صفحہ ۹۳

لہ اس سے مراد پُوری سرزمینِ حَرَم میں داخل ہونے کی مُمانَعت ہے۔ حج جو کہ اس دخول کا مَقصدِ اعظم ہے کی وجہ سے داخل ہونے کی مُمانعت ہو گئی تو باقی مَقاصِد کے لئے وہاں آنے کی مُمانَعت بدرجۂ اَولیٰ ہو گئی۔ نَجاست سے مراد ان کی کفر و شرک کی نجاست ہے نہ کہ بدن کی نجاست۔ بدن پر جب تک نجاست نہ ہو اس کے ناپاک ہونے کا حکم نہیں۔ الزرقانی علی المواهب اللدنیہ جلد ۳/ صفحہ ۹۲

(۵۰) نبی کریم ﷺ کی لختِ جگر حضرت اُمّ کلثُوم رضی اللہ عنہا کا وِصال

اس سال، شعبان کے مہینے میں، حضرت سیدہ اُمّ کلثُوم رضی اللہ عنہا، جو اللہ تعالٰی کے محبوب رسُول ﷺ کی لختِ جگر تھیں۔ [۱] نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے ہاں وِصال فرمایا۔ [۲]

ان سے کوئی اَولاد نہ ہوئی۔

(۵۱) حضرت اَبُو طلحہ رضی اللہ عنہ کا آپ کی قبر میں اترنا

جب حضرت سیدہ اُمّ کلثُوم رضی اللہ عنہا کی تدفین کا وقت آیا تو نبی کریم ﷺ نے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم سے پوچھا۔

"کیا تم میں سے کوئی ایسا شخص ہے جو آج اپنی زوجہ کے پاس نہ گیا ہو۔"

اس پر حضرت اَبُو طلحہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔

"میں ایسا ہوں۔"

نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔

"ان کی قبر میں اترو اور ان کو دفن کرو۔"

چنانچہ حکم نبوی کے مطابق وہ اترے اور انہیں دفن کیا۔

فصلِ اَوّل میں نبی کریم ﷺ کی بناتِ طیّبات اور اَبنائے طاہرین کے تواریخ وِصال، ان کی وِلادت اور مدفن کا ذکر ۸ بعثتِ نبوی کے واقعات میں گزر چکا ہے۔

---

[۱] حضرت اُمّ کلثُوم رضی اللہ عنہا، حضرت رِسالت مآب ﷺ کی تیسری صاحب زادی تھیں۔ پہلے عُتبہ بن اَبُولہب کے نکاح میں تھیں۔ جس نے آپ رضی اللہ عنہا کو طلاق دے دی۔ اور آقائے نامدار ﷺ سے گستاخی کے ساتھ پیش آیا جس کے نتیجہ میں اس کا بڑا خوفناک انجام ہوا۔ کہ ایک تجارتی سفر میں شیر کا لقمہ بنا۔ سیدہ رُقیّہ رضی اللہ عنہا کے وِصال کے بعد حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے نِکاح میں آئیں۔ یہ نِکاح ہجرت کے تیسرے سال ہوا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جبرئیل امین نے مجھے بتایا ہے کہ اللہ تعالٰی کا حکم ہے کہ میں اس کا نِکاح عثمان رضی اللہ عنہ سے کر دوں۔ مدارج النبوت اردو ترجمہ جلد ۲ صفحہ ۷۸۵، ۷۸۶

[۲] حضرت سیدہ اُمّ کلثُوم رضی اللہ عنہا کے وِصال کے وقت نبی پاک صاحبِ لولاک ﷺ نے فرمایا اگر میرے پاس تیسری صاحب زادی ہوتی تو تمہارے نِکاح میں دے دیتا۔ ایک رِوایت میں ہے کہ اگر دس صاحب زادیاں ہوتیں تو یکے بعد دیگرے وِصال کے بعد تمہارے نکاح میں دیتا جاتا۔ مدارج النبوت اردو ترجمہ جلد ۲ صفحہ ۷۸۶

(۵۲) حضرت عُروَہ بن مَسعُود رضی اللہ عنہ کی شہادت

حضرت عُروَہ بن مَسعُود ثقفی رضی اللہ عنہ نے اسی سال شہادت پائی۔ جب آپ رضی اللہ عنہ نے اپنی قوم کو دعوتِ اِسلام دی تو انہوں نے آپ کو شہید کر دیا۔ آپ رضی اللہ عنہ عرب کے چار دَانا اَفراد میں سے ایک تھے۔ ان کی تفصیل یوں ہے:

(۱) حضرت امیر مُعاوِیَہ بن اَبُوسُفیان رضی اللہ عنہما۔

(۲) حضرت عَمرو بن عَاص رضی اللہ عنہ۔

(۳) حضرت مُغِیرَہ بن شُعبَہ رضی اللہ عنہ۔

(۴) حضرت عُروَہ بن مَسعُود ثَقفی رضی اللہ عنہ۔

بعض علماء نے ان میں سے بعض کی جگہ دوسرے افراد کا ذکر کیا ہے۔

بعض علماء نے فرمایا کہ عَرَب کے (منتخب) دانا افراد سات تھے۔ جیسا کہ ۸ھ کے واقعات کے ضمن میں گزر چکا ہے۔

نیز حضرت عُروَہ بن مَسعُود رضی اللہ عنہ ان دو آدمیوں میں سے ایک ہیں جن کے متعلق مُشرِکین نے کہا تھا:

لَوْلَا نُزِّلَ هٰذَا الْقُرْاٰنُ عَلٰى رَجُلٍ مِّنَ الْقَرْيَتَيْنِ عَظِيْمٍ۔ (الزخرف:۳۱)

ترجمہ: (یہ قرآن (مجید) دو بستیوں میں سے باعظمت آدمی پر کیوں نہ نازل کیا گیا۔)

ان سے مراد طَائِف کے حضرت عُروَہ رضی اللہ عنہ اور مکہ سے وَلِید بن مُغِیرَہ مَخزُومی ہیں۔

(۵۳) غَزوَۂ تَبُوک [۱] میں لشکرِ اِسلَام کی تعداد

اس سال، حضور نبی اکرم نورِ مجسّم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ غَزوَۂ تَبُوک کی جانب جانے والے مسلمانوں کی تعداد تیس ہزار تھی۔

---

[۱] یہ مہم تاریخ میں مختلف ناموں سے مشہور ہے۔ تَبُوک قلعہ یا قطعۂ اَرَاضی یا چشمہ کا نام ہے۔ اس وجہ سے اسے غَزوَۂ تَبُوک کہا جاتا ہے۔ اسے غزوہ فَاضِحَہ بھی کہتے ہیں۔ فَاضِحَہ کے معنے ہیں رُسوَا کرنے والا۔ چونکہ اس مہم کے نتیجے میں منافقوں کی بہت ذلت اور رسوائی ہوئی۔ اس کو غزوہ عُسرَت اور جَیشِ عُسرَت بھی کہا جاتا ہے کیوں کہ اس سَفَر میں مسلمانوں کو بے حد مشقت، بھوک، پیاس برداشت کرنا پڑی۔ ہدف تک پہنچنے کے لئے طویل مسافت تھی۔ موسم شدید گرم، لشکرِ اِسلَام کی تعداد کثیر، زَادِ رَاہ قلیل، یہاں تک کہ اٹھارہ افراد کے لئے ایک اونٹ تھا کرم خوردہ کھجوروں کا آٹا گھن لگے جَوَار اور بُوْدَار گھی اور پانی تو انتہائی کم یاب تھا۔ ان تمام عَوَامِل نے مل کر سفر کی مشقت کو کئی گنا بڑھا دیا تھا۔ مدارج النبوت اردو ترجمہ جلد ۲/ صفحہ ۵۷۷۔

بعض علماء نے یہ تعداد ستر ہزار ذکر کی ہے۔

علامہ شامی علیہ الرحمہ نے اپنی سیرت میں دونوں اقوال میں اس طرح تطبیق دی ہے کہ جس نے لشکر کی تعداد تیس ہزار بیان کی اس نے نوکروں اور خُدّام کو شامل نہیں کیا اور جس نے ستر ہزار لکھی اس نے آقا اور غلام دونوں کو شمار کیا ہے۔

آنحضرت ﷺ کے ساتھ دس ہزار سوار تھے۔ ایک قول کے مطابق ان کی تعداد بارہ ہزار تھی۔

(۵۴) غَزوۂ تبُوک کے لئے صَحابۂ کِرام رضی اللہ عنہ کا اِیثار

نبی کریم ﷺ نے غزوۂ تبُوک کی تیاری کے دنوں میں اَہلِ اِیمان کو صَدقَات اور لشکر کی تیاری پر شوق دلایا۔

سب سے پہلے جو (اِمدادی سامان لے کر) حاضر ہوئے وہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اپنا سارا مال حاضِر کر دیا جس کی مقدار چار ہزار درہم تھی۔ پھر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اپنا نصف مال لے کر حاضرِ خدمت ہوئے [1]۔

حضرت عبدُالرّحمٰن بن عَوف رضی اللہ عنہ نے دو سو اوقیہ چاندی پیش فرمائی۔ ایک قول کے مطابق آپ رضی اللہ عنہ نے چار ہزار درہم پیش کئے۔ جو آپ رضی اللہ عنہ کا نِصف اَثاثہ تھا۔

حضرت عَاصِم بن عَدِیّ رضی اللہ عنہ نے ستر وسق کھجوریں حاضر کیں۔ حضرت اَبُو عقیل رضی اللہ عنہ نے کھجوروں کا ایک صاع یا نصف صاع پیش کیا۔ ان حضرات کے علاوہ دوسروں نے بھی اپنی استطاعت کے مطابق مال پیش کیا۔

عورتوں نے بھی اپنی استطاعت کے مطابق کنگن، بازو بند، پہنچیاں، پازیبیں، بالیاں اور انگوٹھیاں اس مقصد کے لئے اِرسال کیں۔ مُنافق دونوں گروہوں یعنی زیادہ چندہ دینے والوں اور کم دینے والوں کو طعنے دینے لگے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں یہ آیت مبارکہ اتاری:

---

[1] نبی اکرم شفیع معظم ﷺ نے ان دو حضرات سے صدقہ کے بارے میں دریافت فرمایا۔ انہوں نے صورت حال عرض کی تو فرمایا مَا بَینَکُمَا مَا بَینَ کَلِمَتَیکُمَا (تمہارے درمیان مَرَاتِب کا فرق اتنا ہے، جتنا تمہاری باتوں کے درمیان ہے۔) مدارج النبوت اردو ترجمہ جلد ۲/ صفحہ ۵۷۹۔

اَلَّذِیْنَ یَلْمِزُوْنَ الْمُطَّوِّعِیْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ فِی الصَّدَقَاتِ وَ الَّذِیْنَ لَا یَجِدُوْنَ اِلَّا جُھْدَ ھُمْ۔ (التوبہ :۷۹)

ترجمہ: یہ مُنافقین وہ ہیں جو نفلی صدقہ دینے والے مسلمانوں کو صَدَقات کے بارے میں طعنہ زنی کرتے ہیں اور ان کو بھی (طعنے دیتے ہیں) جن کو (راہ خدا پر خرچ کے لئے) اپنی محنت (کی کمائی) کے سوا کچھ میسر نہیں۔

(۵۵) حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی بیش قدر اِعانت

اسی سال، غَزْوَۂ تبُوک کی روانگی کے دنوں میں حضرت عُثمان بن عَفّان رضی اللہ عنہ نے لشکر کی تیاری کے لئے سامان مہیا فرمایا۔

آپ رضی اللہ عنہ نے پالانوں اور ان کے نیچے ڈالنے والے کپڑوں سمیت نوسو اونٹ پیش کئے جو سامان سے لدے ہوئے تھے۔ نیز ایک سو گھوڑے اور ایک ہزار دینار اللہ تعالیٰ کی راہ میں دیئے۔ [لہ]

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ رضی اللہ عنہ پر کمال رِضامندی کا اِظْہار فرمایا اور فرمایا:

"اے عثمان! اللہ تعالیٰ نے تمہاری ظاہری اور پوشیدہ نیز قیامت تک ہونے والی خطاؤں کو مُعاف فرما دیا ہے۔ آج کے بعد جو عمل بھی تم کرو اس سے آپ کو کوئی ضَرر نہ ہو گا۔"

(۵۶) حضرت اَبُو مُوسیٰ اَشْعَرِی رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھیوں کا حال

غَزْوَۂ تبُوک کے لئے تیاری کے اَیّام میں اسی سال حضرت اَبُو مُوسیٰ اَشْعَرِی رضی اللہ عنہ اور آپ کے ساتھی بارگاہِ نبوی میں (غَزْوَۂ تبُوک میں ساتھ جانے کے لئے) سواری کے لئے عرض پرداز ہوئے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سورای کے لئے کوئی جانور نہ تھا۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے بارے میں قسم کھالی اور فرمایا:

"قسم بخدا میں تم کو کوئی سواری نہ دوں گا اور نہ ہی میرے پاس سواری کے لئے جانور ہے کہ تم کو دوں۔"

جب یہ صَحابہ رضی اللہ عنہم بارِگاہ نبوی سے واپس ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے غَنِیمت میں چند اونٹ اپنے محبوبِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف بھیج دیئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے آنسوؤں کی جھڑی میں پانچ اونٹ ان کی جانب اِرْسال فرمائے اور قسم کا کَفّارہ ادا فرمایا۔ ایک قول کے مطابق انہی کے حق میں یہ آیہ مبارکہ نازل ہوئی:

[لہ] پورے لشکر کا دو تہائی سامان حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے مہیا فرمایا۔ بدیں سبب آپ رضی اللہ عنہ کو مُجَہِّز جَیْشِ الْعُسْرَۃ (جَیْش عُسْرت کا سامان مہیا کرنے والا) کہا جاتا ہے۔ مدارج النبوت اردو ترجمہ جلد ۲ صفحہ ۵۸۰، ۵۸۱۔

وَلَا عَلَى الَّذِيْنَ اِذَا مَآ اَتَوْكَ لِتَحْمِلَهُمْ قُلْتَ لَآ اَجِدُ مَآ اَحْمِلُكُمْ عَلَيْهِ تَوَلَّوْا وَّاَعْيُنُهُمْ تَفِيْضُ مِنَ الدَّمْعِ حَزَنًا اَلَّا يَجِدُوْا مَا يُنْفِقُوْنَ (التوبہ:۹۲)

ترجمہ: ”ان لوگوں پر بھی کوئی الزام نہیں جو آپ کی خدمت میں سواری کے حصول کے لئے حاضر ہوتے ہیں آپ انہیں اِرشاد فرمادیتے ہیں۔ میرے پاس تمہاری سواری کے لئے کوئی جانور نہیں۔ تو وہ اس حالت میں واپس ہوتے ہیں کہ ان کی آنکھوں سے آنسو رواں ہوتے ہیں۔ اس غم کے باعث کہ ان کے پاس خرچ کرنے کے لئے کچھ اثاثہ نہیں۔“

بعض علماء نے فرمایا کہ آیہ مبارکہ ان کے علاوہ دوسرے لوگوں کے حق میں نازل ہوئی جو تعداد میں سات تھے اور (سواری نہ ملنے پر) رو رہے تھے۔

علامہ شامیؒ، علامہ زرقانیؒ [1] اور دیگر علمائے سیرت نے ان کے نام تحریر فرمائے ہیں۔

(۵۷) منافقین کے اس مہم سے کنی کترانے کے بہانے

حضور نبی کریم ﷺ جب غزوۂ تبوک کے لئے روانہ ہوئے تو ۸۲ منافقین پیچھے رہ گئے۔ انہوں نے بارگاہِ نبوی میں جھوٹے بہانے پیش کر کے مَعذِرت کی۔ ان کے بارے میں یہ آیہ کریمہ نازل ہوئی:

وَ جَآءَ الْمُعَذِّرُوْنَ مِنَ الْاَعْرَابِ لِيُؤْذَنَ لَهُمْ وَ قَعَدَ الَّذِيْنَ كَذَبُوا اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ سَيُصِيْبُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ۔ (التوبہ:۹۰)

ترجمہ: ”دیہاتیوں میں سے بہانہ کرنے والے آئے تا کہ ان کو (جنگ میں شرکت نہ کرنے کی) اجازت دے دی جائے اور جنگ سے پیچھے بیٹھے رہے۔ جنہوں نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول (ﷺ) سے جھوٹ بولا تھا۔ ان میں سے جن لوگوں نے کفر اختیار کر لیا ان کے لئے دردناک عذاب ہے۔“ [2]

نیز اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں یہ آیہ کریمہ نازل فرمائی:

---

[1] تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو الزرقانی شرح المواہب اللدنیہ جلد ۳/ صفحہ ۶۶، ۶۷۔ سیرت ابن ہشام جلد ۴/ صفحہ ۱۷۲۔

[2] کچھ منافقین نے حیلے بہانے کئے اور دربارِ رسالت میں جھوٹ بول کر پیچھے رہنے کے لئے عرض کیا۔ نبی کریم ﷺ نے انہیں پیچھے رہنے کی اجازت مرحمت فرما دی لیکن ان کے بہانے قبول نہ فرمائے۔ ان کی تعداد ۸۲ تھی اور کچھ منافقین نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی کچھ پرواہ نہ کی اور بغیر کچھ عرض کئے لشکرِ اسلام سے پیچھے رہ گئے۔ الزرقانی علی المواہب اللدنیہ جلد ۳/ صفحہ ۶۹۔

فَرِحَ الْمُخَلَّفُوْنَ بِمَقْعَدِ هِمْ خِلٰفَ رَسُوْلِ اللّٰهِ وَ كَرِهُوْٓا اَنْ يُّجَاهِدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَ اَنْفُسِهِمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَ قَالُوْا لَا تَنْفِرُوْا فِي الْحَرِّ قُلْ نَارُجَهَنَّمَ اَشَدُّ حَرًّا لَوْ كَانُوْا يَفْقَهُوْنَ۔ (التوبہ:۸۱)

ترجمہ: "رسول اللہ ﷺ کے جنگ پر جانے کے بعد پیچھے رہنے والے خوش ہو گئے۔ انہوں نے اللہ تعالیٰ کی راہ میں اپنے مال و جان سے جہاد کو ناپسند کیا۔ اوروں سے بھی کہنے لگے گرمی کے موسم میں مت نکلو۔ آپ فرما دیجئے دوزخ کی آگ زیادہ گرم ہے کاش وہ سمجھ رکھتے۔

(۵۸) نبی کریم ﷺ کے بارے میں منافقین کی ہرزہ سرائی

حضور نبی کریم ﷺ نے جب تبوک کی مہم کے لئے روانہ ہونے کا ارادہ فرمایا تو منافقین میں سے جلاس بن سوید اور اس کا بھائی حارث بن سوید بھی پیچھے رہ گئے۔

جلاس بن سوید اللہ تعالیٰ اسے مزید رسوا فرمائے، جب لشکر اسلام سے پیچھے رہ گیا تو اس نے یوں بکواس کی:

"اگر یہ شخص سچا ہے تو ہم گدھوں سے بھی بدتر ہیں۔" [1]

حضرت رسالت مآب ﷺ تک اس کی یہ بات کسی طرح پہنچ گئی۔ آپ ﷺ نے اسے بلایا اور اس گفتگو کے بارے میں پوچھا تو اس نے سرے سے اس کا انکار کر دیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے بارے میں یہ آیہ کریمہ نازل فرمائی:

يَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ مَا قَالُوْا وَلَقَدْ قَالُوْا كَلِمَةَ الْكُفْرِ وَ كَفَرُوْا بَعْدَ اِسْلَامِهِمْ۔

(التوبہ:۷۴)

ترجمہ: "وہ لوگ قسم کھا کر کہتے ہیں کہ انہوں نے (ایسی بات) نہیں کہی حالانکہ انہوں نے کفر کی بات کہہ دی اور اپنے (بظاہر) اسلام کے بعد کفر اختیار کر لیا۔"

زاں بعد نبی کریم ﷺ نے ارادہ فرمایا کہ اسے توبہ کرنے کو کہیں تو اس کے بارے میں یہ آیت کریمہ نازل ہوئی:

---

[1] جلاس بن سوید کی زوجہ ام عمیر تھی۔ حضرت عمیر رضی اللہ عنہ کی پرورش جلاس بن سوید کے ہاں ہوئی جو ام عمیر کے پہلے خاوند سے تھے۔ جلاس نے جب یہ بات کہی تو حضرت عمیر رضی اللہ عنہ سن رہے تھے۔ انہوں نے اس پر شدید نفرت کا اظہار فرمایا اور بارگاہ نبوی میں جا کر اس کا گستاخانہ کلام پیش کر دیا۔ تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو المغازی للواقدی جلد ۲/ صفحہ ۱۰۰۵۔

كَيْفَ يَهْدِى اللّٰهُ قَوْمًا كَفَرُوْا بَعْدَ اِيْمَانِهِمْ وَ شَهِدُوْا اَنَّ الرَّسُوْلَ حَقٌّ وَّ جَآءَهُمُ الْبَيِّنٰتُ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ۔ (آل عمران:۸۶)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کو کس طرح ہدایت عطا فرمائے گا جو ایمان لاچکنے کے بعد کافر بن گئے انہوں نے یہ گواہی بھی دی تھی کہ یہ رسول سچے ہیں اور ان کے پاس واضح دلائل پہنچ چکے تھے۔ اللہ تعالیٰ ظالموں کو ہدایت نہیں دیتا۔

(۵۹) حضرت وَاثِلَہ بن اَسْقَع لَیْثِی رضی اللہ عنہ کا قبولِ ایمان

غَزْوَۂ تَبُوک کی تیاری کے دوران حضرت وَاثِلَہ بن اَسْقَع لَیْثِی کِنَانی رضی اللہ عنہ نے ایمان قبول فرمایا۔ [۱]

آپ رضی اللہ عنہ اصحابِ صُفَّہ میں سے تھے۔

(۶۰) جَدبن قَیْس کے متعلق آیہ مُبارکہ کا نزول

جب نبی پاک صاحبِ لَوْلاک صلی اللہ علیہ وسلم غَزْوَۂ تَبُوک کی تیاری فرما رہے تھے تو فرمایا:

"رومیوں سے جنگ کرو اَصْفَر [۲] کی بیٹیاں مالِ غنیمت میں حاصل کرو۔"

اس پر بَنِیْ سَلَمَہ کا سردار جَد بن قَیْس بن صَخْر اَنْصَاری سَلَمِی جس میں نفاق تھا کہنے لگا "جب میں عورتوں کو دیکھ لوں تو صبر نہیں ہو سکتا۔ لہٰذا آپ مجھے مہم میں ساتھ جانے کا مُکَلَّف نہ کریں میں آپ کی مالی امداد کروں گا۔"

اس کے متعلق یہ آیت نازل ہوئی:

وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّقُوْلُ ائْذَنْ لِّىْ وَلَا تَفْتِنِّىْ اَلَا فِى الْفِتْنَةِ سَقَطُوْا وَاِنَّ جَهَنَّمَ لَمُحِيْطَةٌۢ بِالْكٰفِرِيْنَ۔ (التوبہ:۴۹)

---

[۱] حضرت وَاثِلَہ بن اَسْقَع رضی اللہ عنہ نے اِیْمان قبول کرنے کے بعد غَزْوَۂ تَبُوک میں شرکت کی۔ تین سال تک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کی۔ بصرہ میں جا کر آباد ہوئے پھر وہاں سے شام میں سکونت اختیار کر لی۔ دِمَشْق اور حمص کے معرکوں میں شرکت کی۔ مزید تفصیل کے لئے الاصابہ اور الاستیعاب ملاحظہ ہوں۔

[۲] بعض روایات میں آیا ہے بَنِیْ اَصْفَر کی بیٹیاں مالِ غنیمت میں حاصل کرو۔ بَنُوْ اَصْفَر رومیوں کو کہتے ہیں۔ کیونکہ ان کا جدِ اَعْلیٰ رُوم بن عِیْص بن اِسْحَاق بن اِبْرَاہیم ہے۔ جس کا رنگ زَرد تھا۔ اور زَرد رنگت والے کو عربی میں اَصْفَر کہتے ہیں۔ بعض علماء نے فرمایا ہے کہ رُوم بن عِیْص نے حَبَشَہ کے بادشاہ کی بیٹی سے نکاح کیا جس سے سفید اور سیاہ رنگ کے درمیان (زرد) رنگ والی اولاد پیدا ہوئی۔ کئی علمائے تاریخ نے کہا کہ کسی زمانہ میں حَبْشِیُوں نے رُوم پر غلبہ پایا وہاں کی عورتوں سے مُقَارَبَت کے نتیجہ میں زرد رنگ کی اولاد پیدا ہوئی۔ بعض نے کہا کہ اَصْفَر، رُوم بن عِیْص ہی کا نام تھا۔ مدارج النبوت اردو ترجمہ جلد ۲/ صفحہ ۵۸۵۔ الغرض بَنِیْ اَصْفَر یا اَصْفَر کی بیٹیوں سے مراد رُومی عورتیں ہیں۔

ترجمہ: "ان (پیچھے رہ جانے والے منافقوں) میں سے ایک شخص کہتا ہے کہ مجھے اجازت دیجئے اور مجھے خرابی میں نہ ڈالئے ارے! یہ لوگ خرابی میں مُبتلا ہیں اور بلاشبہ دوزخ کافروں کو گھیرلے گی۔"

یہ وہی شخص ہے جو صلحِ حُدَیبِیَہ کے موقع پر حاضر تھا سب لوگوں نے حضرت رِسالت مآب ﷺ سے (قصاصِ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پر) بیعت کی لیکن جَد بن قَیس اس بیعت میں شامل نہ ہوا بلکہ نفاق کے باعث اپنی اونٹنی کے پیٹ کے نیچے چھپ گیا۔

(۶۱) اَصحابِ اِستِطَاعت سے مہم میں شامل نہ ہونے والے تین صَحابۂ کِرام رضی اللہ عنہم

حضرت رسول اکرم نورِ مجسم ﷺ جب غَزوۂ تبُوک کے لئے روانہ ہوئے اِستِطَاعت رکھنے والے صَحابہ میں سے تین اَنصاریوں کے سوا سارے آپ ﷺ کے ہمراہ تھے۔ ان تینوں کے اَسماء مندرجہ ذیل ہیں: [۱]

(۱) حضرت کَعب بن مَالِک سَلَمی رضی اللہ عنہ جو مشہور شاعر تھے۔

سَلَمِی، سین اور لام کی زبر کے ساتھ (سَ + لَ + مِ + ی) ہے۔

(۲) حضرت ھِلَال بن اُمَیَّہ وَاقِفی رضی اللہ عنہ۔

(۳) حضرت مُرَارَہ بن رَبِیع عَمرِی رضی اللہ عنہ۔

عَمرِی، عین کی زبر اور میم کے سکون کے ساتھ (عَ + مْ + رِ + ی) ہے۔ [۲]

ان تینوں کا ذکر اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کی اس آیت مبارکہ میں فرمایا ہے:

وَ عَلَى الثَّلٰثَةِ الَّذِيْنَ خُلِّفُوْا حَتّٰٓى اِذَا ضَاقَتْ عَلَيْهِمُ الْاَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ وَ ضَاقَتْ عَلَيْهِمْ اَنْفُسُهُمْ وَ ظَنُّوْٓا اَنْ لَّا مَلْجَاَ مِنَ اللّٰهِ اِلَّآ اِلَيْهِ ثُمَّ تَابَ عَلَيْهِمْ لِيَتُوْبُوْا اِنَّ اللّٰهَ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ۔ (التوبہ:۱۱۸)

---

[۱] جہاد اگرچہ ان حالات میں فرض کفایہ تھا لیکن ان تین حضرات پر شدت کا باعث یہ تھا کہ جنگِ خَندق میں اَنصار نے اسے اپنے اوپر لازم کر لیا تھا کیونکہ کھدائی کے دوران انہوں نے اس طرح مل کر یہ شعر پڑھا تھا: نَحنُ الَّذِینَ بَایَعُوا مُحَمَّدًا + عَلَى الجِھَادِ مَا بَقِینَا اَبَدًا ترجمہ (ہم نے زندگی بھر کے لئے اپنے آقا و مولی حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے ہاتھ پر جہاد کے لئے بیعت کر لی ہے) دوسری وجہ یہ ہو سکتی ہے کہ ان تینوں حضرات سے واجب چھوٹ گیا تھا۔ کیوں کہ جب اِمام جہاد کا اِعلان کرے اور عام لوگوں کو کوچ کا حکم دے تو جو پیچھے رہ جائیں ان میں سے ہر ایک پر انفرادی طور پر ملامت ہو گی۔ الزرقانی علی المواھب اللدنیہ جلد ۳/ صفحہ ۸۶، ۸۷۔

[۲] ان تین مخلص صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اسمائے مبارکہ کے اول حروف کو جمع کیا جائے تو لفظ "مکہ" بنتا ہے۔ الزرقانی علی المواھب جلد ۳/ صفحہ ۸۶۔

ترجمہ: "وہ تین آدمی جن کا معاملہ مُلتوی رکھا گیا- یہاں تک کہ ندامت اور پریشانی کے باعث ان پر زمین باوجود اپنی فراخی کے تنگ ہو گئی اور اپنی جان سے وہ تنگ آ گئے- اور انہوں نے سمجھ لیا کہ اللہ تعالیٰ کی پکڑ سے کہیں پناہ نہیں ملے گی- بجزاس کے کہ اسی کی طرف رجوع کیا جائے پھران کے حال پر اللہ تعالیٰ نے خاص توجہ فرمائی تا کہ وہ اسی کی طرف رجوع کرتے رہیں- بے شک اللہ تعالیٰ بہت توبہ قبول فرمانے والا رحم کرنے والا ہے-"

ان کے بے حد افسوس کرنے اور پشیمان ہونے کے بعد اللہ تعالیٰ نے ان کی توبہ قبول فرمالی- منافقین کی مانند انہوں نے بارگاہِ نبوی میں جھوٹ نہ بولا بلکہ سچ سچ کیفیت بیان کردی- [1]

(۶۲) تبُوک کی مہم کے دوران حضرت علی رضی اللہ عنہ کی مدینہ منورہ میں نیابتِ نبوی

حضرت رِسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوۂ تبُوک کی مہم کے دوران حضرت شیرِ خُدا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو مدینہ منورہ میں اپنا نائب بنایا- آپ رضی اللہ عنہ کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پیچھے رہ جانا ناگوار گزرا- تو عرض کیا:

"کیا آپ مجھے عورتوں اور بچوں میں چھوڑ کر جا رہے ہیں-"

اس پر ارشاد نبوی ہوا:

يَا عَلِيُّ! اَمَا تَرْضٰى اَنْ تَكُوْنَ اَنْتَ مِنِّيْ بِمَنْزِلَةِ هَارُوْنَ مِنْ مُّوْسٰى اِلَّا اَنَّهٗ لَا نَبِيَّ بَعْدِيْ-

ترجمہ: "اے علی! کیا تجھے پسند نہیں کہ تجھ کو میرے ساتھ وہی نسبت ہو جو حضرت ہارون علیہ السلام کو حضرت موسیٰ علیہ السلام سے تھی- مگر یہ کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں- [2]

---

[1] حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ان تین اَفْراد نے حَرَام نہ کھایا، حَرَام طریقہ سے خون نہ بہایا اور نہ زمین پر فساد پھیلانے کے مرتکب ہوئے- ان کو اپنی لغزش کے باعث اس اِبتِلا سے گزرنا پڑا جو تم نے سن لیا اور زمین باوجود فراخی کے ان پر تنگ ہو گئی تو اس شخص کا حشر کیا ہو گا جو بدکاریوں اور کبیرہ گناہوں کا ارتکاب کرتا ہے- الزرقانی علی المواہب اللدنیہ جلد ۳/ صفحہ ۸۶-

[2] اس حدیث نبوی سے شِیْعَہ حَضَرات کا حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خِلافتِ بِلاَفَصْل پر اِسْتِدْلال کرنا اور یہ کہنا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ رضی اللہ عنہ کو خِلافت کی وصیت فرمائی تھی، غلط ہے- بعض غالی شِیْعَہ حَضَرات تو تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو نعوذ باللہ منہا کافر گردانتے ہیں کہ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد مبارک کو پس پشت ڈالا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وِصَال پر حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عمر فاروق اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہم کے ہاتھ پر بیعت کرلی-

حدیث مبارک کا معنے یہ ہے جیسا کہ علامہ طیبی نے بیان فرمایا:

اے علی تو مجھ سے متصل ہے جس طرح حضرت ھارون علیہ السلام مقام ومَنزِلت میں حضرت موسیٰ علیہ السلام سے متصل تھے- اس میں

(بقیہ حواشی اگلے صفحے پر)

بخاری و مسلم وغیرہما نے اس ارشاد کو حضرت سَعد بن اَبِی وَقّاص رضی اللہ عنہ سے روایت فرمایا ہے۔

علامہ زرقانی قدس سرہ نے المواہب اللدنیہ کی شرح میں لکھا ہے:

"راجح قول، جو حضرت سَعد بن اَبِی وَقّاص رضی اللہ عنہ سے صحیح بُخاری، صحیح مسلم، نسائی اور ابن ماجہ میں مروی ہے، یہی ہے کہ نبی پاک صاحبِ لَولاک صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو اپنا نائب مقرر فرمایا تھا۔ حافظ عراقی نے اسی پر جزم فرمایا۔ حافظ ابن عبدالبر رحمۃ اللہ علیہ اور حافظ ابن دحیہ رحمۃ اللہ علیہ نے اسی کو راجح قرار دیا ہے۔ مصنف یعنی علامہ قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ نے بخاری کی شرح میں اسی کو قطعی قرار دیا۔ ایک قول کی رو سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت مُحمّد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ کو اپنا نائب مقرر فرمایا۔ نیز ایک قول کے مطابق حضرت ابن اُمِّ مَکتُوم رضی اللہ عنہ اور ایک قول کی رو سے حضرت سِباع بن عُرفُطَہ رضی اللہ عنہ کو نیابت سپرد فرمائی۔ ان تینوں اقوال کو علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے۔ آپ کو معلوم ہو چکا کہ راجح تر یہ ہے کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو نیابت عطا فرمائی کیونکہ یہ صحیح حدیث سے ثابت ہے اور نقاد حفاظ نے اس کو ترجیح دی ہے۔"

(۶۳) عبدُاللہ بن اُبَی مُنَافِق کا اپنی جماعت سمیت مہم سے پیچھے رہ جانا

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم غَزوۂ تبُوک کو روانہ ہو گئے لیکن عبدُاللہ بن اُبَی بن سَلُول، رَئِیسُ المُنَافِقِین، اپنے جتھے سمیت پیچھے رہ گیا۔ لہ

(پچھلے صفحے کا بقیہ حواشی)

تَشبِیہ ہے اور وجہ تَشبِیہ مبہم ہے۔ آگے اس وجہ تشبیہ کو بیان فرمایا اِلَّا اَنَّہٗ لَا نَبِیَّ بَعدِیْ (مگر میرے بعد کوئی نبی نہیں۔) اس سے پتہ چلا کہ وجہ تشبیہ "نبوت" نہیں ہاں "خلافت" ہو سکتی ہے۔ حضرت ھارون علیہ السلام جو مشبہ بہ ہیں۔ موسیٰ علیہ السلام کے خلیفہ ان کی زندگی میں بنے جیسا کہ قرآن مجید میں موجود ہے: قَالَ مُوسٰی لِاَخِیہِ ھٰرُونَ اخْلُفْنِیْ فِیْ قَوْمِیْ وَاَصْلِحْ وَلَا تَتَّبِعْ سَبِیْلَ الْمُفْسِدِیْنَ (الاعراف ۱۴۲) ترجمہ: حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے بھائی حضرت ھارون علیہ السلام سے فرمایا میرا خلیفہ بن میری قوم میں اور اصلاح کر اور فسادیوں کے رستہ کی اتباع نہ کر۔ اس سے پتہ چلا کہ اس حدیث پاک میں صرف اس واقعہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خِلافت کا ذکر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہ کہ اپنے وِصَال مُبارَک کے بعد خِلافت کا۔ بعض روایات کی رو سے حضرت ھارون علیہ السلام کا وِصَال حضرت موسیٰ علیہ السلام سے تقریباً چالیس برس پہلے ہو گیا تھا۔ ماخوذ از الزرقانی علی المواہب اللدنیہ جلد ۳/ صفحہ ۰۷۔

لہ وہ کہنے لگا "محمد" بَنِی الاَصْفَر سے جنگ کرنے کے لئے جا رہے ہیں۔ خدا کی قسم! میں دیکھ رہا ہوں کہ ان کے ساتھی و اصحاب پابند

(بقیہ حواشی اگلے صفحے پر)

(۶۴) مُعجزۂ نبوی - مُنافِقین کی گفتگو پر اِطّلاع

غَزْوَۂ تبُوک کی تیاری کے دنوں میں، نبی اکرم ﷺ کا یہ معجزہ ظہور پذیر ہوا۔

وَدِیعَہ بن ثَابِت [۱] مُنافقین کی ایک جماعت سے کہیں ملاوہ آپس میں باتیں کرنے لگے اور ازراہِ مَذاق کہنے لگے:

"(حضرت) محمد (ﷺ) کو ذرا دیکھو کہ یہ شَام اور رُوم کے محلات اور قلعوں کو فتح کرنا چاہتا ہے۔ یہ کتنی بعید از عقل بات ہے۔ [۲]

اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوبِ پاک ﷺ کو اس امر پر اطلاع دے دی۔ اس پر آپ ﷺ نے حضرت عَمّار بن یَاسِر رضی اللہ عنہ کو ان کی طرف رَوانہ فرمایا کہ ان سے اس گفتگو کے بارے میں پوچھو۔ اگر اس سے اِنکار کریں اور جھٹلائیں تو جو کچھ انہوں نے باتیں کی ہیں ان کے سامنے بیان کر دو۔

حضرت عَمّار رضی اللہ عنہ نے ان سے جا کر پوچھا انہوں نے پہلے تو اِنکار کر دیا۔ پھر جب آپ رضی اللہ عنہ نے ان کی کہی ہوئی باتیں ان کے سامنے بیان کیں تو مَعذِرَت کرنے لگے اور یوں بہانے کرنے لگے ہم نے صرف ہنسی اور مذاق میں یوں کہا ہے۔ ان کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیت مبارکہ نازل فرمائی:

وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ لَيَقُوْلُنَّ اِنَّمَا كُنَّا نَخُوْضُ وَ نَلْعَبُ قُلْ اَبِاللّٰهِ وَ اٰيٰتِهٖ وَ رَسُوْلِهٖ كُنْتُمْ تَسْتَهْزِءُوْنَ۔ (التوبہ:۶۵)

ترجمہ: "اے محبوب اگر آپ ان سے پوچھیں تو کہہ دیں گے ہم تو دل لگی اور خوش طبعی کر رہے تھے، فرما دیجئے کیا تم اللہ تعالیٰ، اس کی آیات اور اس کے رَسُول کا مذاق اڑاتے ہو؟"

(پچھلے صفحے کا بقیہ حواشی)

طَوق و سَلَاسِل ہیں اور اَطْرَاف عالَم میں متفرق ہو گئے ہیں۔ نبی پاک ﷺ نے جب اس کے لوٹنے کی خبر سنی تو فرمایا اگر اس میں کچھ ہوتا تو ہم سے پیچھے نہ رہتا۔ نیز فرمایا اللہ کا شکر ہے کہ ہم شریروں کے شر سے نجات پا گئے۔ مدارج النبوت اردو ترجمہ جلد ۲/ صفحہ ۵۸۵۔ ابن اُبَیّ کی جماعت نبی کریم ﷺ کی جماعت سے کسی طرح کم نہ تھی۔ تاریخ طبری اردو ترجمہ جلد ۱/ صفحہ ۴۳۷۔

[۱] یہ شخص ان بارہ افراد میں شامل تھا جنہوں نے مَسجِدِ ضِرَار بنوائی تھی۔ سیرت ابن ہشام جلد ۴/ صفحہ ۱۸۶۔

[۲] مزید تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو تاریخ طبری اردو ترجمہ جلد ۱/ صفحہ ۴۴۱، ۴۴۲۔

(٦٥) مُخلِص مُؤمِنوں کو مُنافقین کا بھکانا

غزوۂ تبوک کی تیاری کے دنوں میں مُنافقین نے ایک دوسرے کو اور کئی ایک بااِخلاص مومنوں کو کہا: "جنگ کے لئے اس گرمی میں مت نکلو' جہاد کے لئے نہ جانا کیونکہ گرمی ان دنوں بہت شدت سے پڑ رہی ہے۔" اللہ رب العزت نے ان کے رد میں یہ آیت اتاری:

وَ قَالُوْا لَا تَنْفِرُوْا فِی الْحَرِّ قُلْ نَارُجَهَنَّمَ اَشَدُّ حَرًّا لَوْ كَانُوْا يَفْقَهُوْنَ۔ (التوبہ:٨١)

ترجمہ: "وہ کہنے لگے گرمی میں مت نکلو' آپ فرمادیں جہنم کی آگ اس سے بڑھ کر گرم ہے کاش وہ سمجھتے۔"

(٦٦) کچھ اَعرابی لوگوں کے حیلے بہانے

اعرابیوں کی ایک جماعت سرکار دو عالم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ انہوں نے اپنے عذر پیش کئے لیکن ٨٢ منافقین جن کا ذکر پہلے ہو چکا بغیر کسی عذر اور اِجازت کے مہم سے پیچھے رہ گئے۔ اللہ تعالیٰ نے ان دونوں جماعتوں کے بارے میں یہ آیت اتاری:

وَ جَآءَ الْمُعَذِّرُوْنَ مِنَ الْاَعْرَابِ لِيُؤْذَنَ لَهُمْ وَ قَعَدَ الَّذِيْنَ كَذَبُوا اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ سَيُصِيْبُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ۔ (التوبہ:٩٠)

ترجمہ: "دیہاتیوں میں سے کچھ بہانہ کرنے والے آئے تاکہ انہیں گھر میں رہنے کی اِجازت دے دی جائے اور جن لوگوں نے (دعوائے ایمان میں) اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ سے جھوٹ بولا تھا وہ بیٹھ رہے۔ جلد ہی ان میں سے کفار کو دردناک عذاب ہو گا۔"

(٦٧) ثمُود کی بستیوں سے لشکرِ اِسلام کا گذر

نبی اکرم نورِ مجسّم ﷺ اور صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کا گذر (اس مہم کے دوران) حِجر پر سے ہوا۔ [1] یہ ثمُود کی بستیاں تھیں جو حضرت صالح علیہ السلام کی قوم تھی۔ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے وہاں سے پانی لے کر پینا شروع کر دیا۔ کھانا پکانے لگے اور آٹا گوندھنے لگے۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

---

[1] نبی کریم ﷺ نے چہرۂ اقدس کو کپڑے سے ڈھانپ لیا اور سواری کو تیز کر لیا۔ المواہب اللدنیہ مع شرح الزرقانی جلد ٣/ صفحہ ٧٤۔

"ظالموں کی آبادیوں میں صرف (خوف خدا سے) روتے ہوئے داخل ہو۔ اگر رو نہ سکو تو وہاں نہ جاؤ کہیں ایسا نہ ہو کہ ان جیسا عذاب تم پر آ جائے۔ وہاں سے پانی مت پیو۔ اس پانی سے نماز کے لئے وضو نہ کرو۔ ہانڈیوں کو الٹ دو اور گندھا ہوا آٹا اونٹوں کو کھلا دو۔" [1]

(۶۸) مُعجزۂ نبوی - نزولِ بارانِ رحمت

نبی کریم ﷺ نے جب حِجر کی بستی سے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کو پانی پینے اور اس سے آٹا گوندھنے سے منع فرما دیا تو ان کے پاس بالکل ہی پانی نہ رہا۔ انہوں نے بارگاہِ نبوی میں اس کی شکایت پیش کی۔ اس پر یہ معجزہ نبوی صادر ہوا کہ حضور اکرم ﷺ نے دو رکعتیں ادا فرمائیں اور دعا فرمائی۔ اللہ تعالیٰ نے بادل کا ایک ٹکڑا بھیجا۔ جس سے صرف لشکر گاہ میں بارش نازل ہوئی۔ اس سے اردگرد بارش نہ ہوئی۔ تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے پانی پیا خوب سیراب ہو گئے اور اپنی مرضی کے مطابق برتن وغیرہ پانی سے بھر لئے۔ اس کے بعد سورج چمکنے لگا۔

اس پر ایک مُنافق ایمان والوں سے کہنے لگا:

یہ بادل کا ٹکڑا جس سے ہم پر بارش نازل ہوئی فلاں فلاں ستارے کے طلوع اور غروب کے باعث تھا۔"

اللہ تعالیٰ نے اس کے بارے میں یہ آیت مبارکہ نازل فرمائی:

وَتَجْعَلُوْنَ رِزْقَكُمْ اَنَّكُمْ تُكَذِّبُوْنَ - (الحدید:۸۲)

ترجمہ: "تم اپنا حصہ یہ بناتے ہو کہ تم جھٹلاتے ہو۔"

(۶۹) معجزۂ نبوی - نبی کریم ﷺ کے فرمان کے مطابق کھجوروں کا پھل ہونا

تبُوک کی مہم کے دوران راستے میں، نبی کریم ﷺ "وَادِی القُریٰ" پہنچے یہ ایک جگہ کا نام ہے۔ اس کا ذکر "باب سَرَایَا" میں گزر چکا ہے۔ یہاں نبی پاک ﷺ کا ایک معجزہ ظہور پذیر ہوا۔ جس کی تفصیل یوں ہے:

ایک عورت آپ ﷺ کی خدمت عالیہ میں حاضر ہوئی۔ جس کا باغ اس جگہ تھا۔ اس نے عرض کیا یا رسول اللہ! اس باغ کی پیداوار کا اندازہ لگا دیں۔ سرکارِ دو عالم ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو اندازہ لگانے کا حکم

---

[1] اس ارشاد میں عذاب شدہ قوموں کے علاقوں میں سکونت سے زجر ہے۔ الزرقانی علی المواہب اللدنیہ جلد ۳/ صفحہ ۷۷۔

دیا۔ اس پر ہر کسی نے اندازہ لگایا۔ خود نبی کریم ﷺ نے بھی اندازہ لگایا۔ اور اس سے فرمایا:

"ہر کسی کا اندازہ یاد رکھنا۔"

جب آپ ﷺ تبُوک سے واپس تشریف فرما ہوئے تو اس سے پوچھا:

"تیرے باغ کی پیداوار کتنی ہوئی؟"

اس نے عرض کیا:

"جتنا اندازہ آپ نے لگایا تھا اس میں کچھ کمی بیشی نہیں ہوئی۔"

(۷۰) نیکی کے بدلہ کو ادا کرنے کا نبوی اَنداز

تبُوک کی مہم پر جاتے ہوئے بنو عریض نے مہمان نوازی کے انداز میں نبی پاک ﷺ کی خدمتِ عالیہ میں کچھ ہَرِیسَہ پیش کیا۔ آپ ﷺ نے اس سے کچھ تناول فرمایا۔ پھر اس خدمت کے مُعَاوَضَہ میں آپ ﷺ ہر سال "وَادِی الْقُریٰ" کی کھجوروں میں سے چالیس وسق انہیں عطا فرماتے۔

(۷۱) مُعْجزۂ نبوی

اس سال، نبی کریم ﷺ کا ایک معجزہ ظاہر ہوا کہ آپ ﷺ نے "حجر ثمود" یا "تبُوک" کے مقام پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے فرمایا:

"آج رات ہر آدمی اپنے اونٹ کی رسی باندھ کر رکھے نیز آج رات کوئی شخص اپنی جگہ سے اکیلا نہ نکلے۔"

بَنِیْ سَاعِدَہ کے دو آدمیوں کے سوا تمام لوگوں نے اس اِرْشاد پر عمل کیا۔ ان میں سے ایک قَضَائے حاجت کے لئے اکیلا نکلا تو جہاں وہ قَضَائے حاجت کے لئے بیٹھا تھا وہیں گلے کے دباؤ کے باعث بے ہوش ہو گیا۔ دوسرا اپنے گم شدہ اونٹ کی تلاش کے لئے نکلا تو آندھی نے اسے "قبِیْلہ طَے" کے پہاڑوں میں گرا دیا۔ لوگوں نے اس واقعہ کی خبر آپ ﷺ کی خدمت میں عرض کی تو فرمایا:

"کیا میں نے تمہیں اس طرح نکلنے سے روکا نہ تھا۔"

بے ہوش صحابی رضی اللہ عنہ کو خدمت میں لائے، آپ ﷺ نے ان کے لئے دعا فرمائی نیز اپنا دستِ اَقْدَس اُن پر پھیرا وہ اسی وقت تندرست ہو گئے۔ وہ صحابی جو "طَے" کے پہاڑوں میں جا گرے تھے، نبی کریم ﷺ کے مدینہ منورہ پہنچنے کے بعد، بنی طَے انہیں بطور ہدیہ بَارگاہِ نبوی میں لے کر حاضر ہوئے۔

(۷۲) مُنافِقین کی بدگوئی اور مُعجزۂ نبوی

مقامِ حِجر سے جب نبی کریم ﷺ تبُوک کے اِرادہ سے روانہ ہوئے تو آپ ﷺ کی ناقہ "قصواء" گم ہو گئی۔ صَحابۂ کرام رضی اللہ عنہ نے اسے ہرچند تلاش کیا نہ ملی۔ اس پر زَید بن بنت مُنافق گویا ہوا:

"محمد (ﷺ) بن عبداللہ کی طرف آسمانوں کی خبر آتی ہے اور حالت یہ ہے کہ آپ کو پتہ نہیں کہ ان کی اونٹنی کدھر ہے۔" اس پر حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: "مجھے اتنا ہی علم ہے جس پر اللہ تعالیٰ نے مجھے مطلع فرمادیا ہے۔"

اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو اطلاع فرمادی کہ اونٹنی فلاں جگہ پر ہے۔ اور اس کی نکیل ایک درخت سے اٹکی ہوئی ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو آپ ﷺ نے بھیجا تو انہوں نے اس اونٹنی کو اسی طرح پایا وہ اسے لے کر بارگاہِ نبوی میں حاضر ہوئے۔ [1]

(۷۳) اژدھے کا سلام کے لئے حاضر ہونا

نبی اکرم نُورِ مجسّم ﷺ تبُوک کی راہ میں تھے کہ ایک بہت بڑا سانپ ظاہر ہوا وہ آپ ﷺ کے سامنے راستے کے درمیان کھڑا ہو گیا۔ تھوڑی دیر بعد اس نے راستے کو چھوڑ دیا۔

آپ ﷺ نے ہمراہیوں سے یوں سوال فرمایا: "تم جانتے ہو یہ سانپ کیا ہے؟" انہوں نے عرض کیا: "اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ بہتر جانتے ہیں۔" آپ نے ارشاد فرمایا: "یہ ان جِنّات میں سے ایک ہے جو مکہ مکرمہ میں میرے پاس ایمان لانے کی غرض سے حاضر ہوئے تھے۔ یہ ان کی رہائش کا مقام ہے۔ یہ اس لئے آیا ہے تاکہ مجھے اور تمہیں سلام کہے۔"

اس پر صَحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے کہا: "وعلیہ السلام و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔"

(۷۴) مُعجزۂ نبوی۔ کھجوروں میں برکت

اسی سال، نبی کریم ﷺ کا یہ معجزہ ظہور پذیر ہوا کہ ایامِ تبُوک میں ایک روز صَحابۂ کرام رضی اللہ عنہم

---

[1] حضرت عُمارہ رضی اللہ عنہ کو معلوم ہوا کہ زید نے نبی کریم ﷺ کے بارے میں بدگوئی کی ہے۔ انہیں غصہ آگیا۔ بڑھ کر زید کو گردن سے پکڑا اور کہا اے خدا کے بندو! میری قیام گاہ میں یہ منافق موجود ہے اور مجھے اس کا علم نہ تھا۔ زید سے فرمایا اے دشمن خدا میری قیام گاہ سے دور ہو اب میرے ساتھ نہیں رہ سکتے ہو۔ زید کے بارے میں بعض لوگوں نے بیان کیا کہ بعد میں وہ تائب ہو گیا تھا اور کچھ نے بیان کیا وہ اپنی موت تک مُنافق ہی رہا۔ تاریخ طبری اردو ترجمہ جلد ۱/ صفحہ ۴۴۰۔

آپ ﷺ کی خدمت میں جمع ہو گئے۔

حضرت بِلَال رضی اللہ عنہ سے فرمایا: "اے بلال! تھیلے میں جو کھجوریں ہیں لے آؤ۔"

حضرت بِلَال رضی اللہ عنہ نے تھیلا نبی اکرم ﷺ کے سامنے ڈال دیا۔ صَحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے وہ کھجوریں اتنی کھائیں کہ سب سیر ہو گئے لیکن تھیلے میں اتنی کھجوریں ابھی باقی تھیں جتنی لانے سے قبل تھیں۔

(۷۵) مُعجزۂ نبوی ۔ چشمے میں پانی کی کثرت

تَبُوک کی مہم کے دوران، نبی اکرم ﷺ کا معجزہ ظاہر ہوا کہ تبُوک کے چشمے میں پانی اتنا کم ہو گیا کہ لوگوں کی پیاس نہ بجھتی تھی، آپ ﷺ کی دعا سے اس کا پانی بہت بڑھ گیا۔ دیر تک اس سے پانی پھوٹ پھوٹ کر رواں رہا[1] حتیٰ کہ آپ ﷺ نے حضرت مُعاذ بن جَبَل رضی اللہ عنہ سے فرمایا:

"اگر اس جگہ تمہارا قیام دیر تک رہا تو تم دیکھو گے کہ سارا باغ پانی سے بھر گیا ہے۔"

(۷۶) مُعجزہ نبوی ۔ کھانے میں برکت

تَبُوک کی مہم کے دوران، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا زَادِ سَفر اتنا کم ہو گیا کہ انہوں نے اپنے اونٹ ذبح کرنے کا ارادہ فرمالیا تو انہوں نے بَارگاہِ نبوی میں اس کی شکایت کی اس پر نبی کریم ﷺ کا معجزہ ظاہر ہوا۔

نبی کریم ﷺ نے چمڑے کا دسترخوان بچھانے کا حکم دیا۔ چنانچہ بچھا دیا گیا۔ آپ ﷺ کی طرف سے مُنادی نے آواز دی کہ جس شخص کے پاس زَاد سے جتنا زیادہ ہو وہ یہاں دسترخوان پر لا کر ڈال دے۔ اس پر کسی نے ایک لپ مکئی لا کر ڈال دی تو دوسرے نے ایک لپ بھر کھجوریں رکھ دیں۔ اور کوئی روٹی کا ایک ٹکڑا لے کر آ گیا۔ یہ سب مجموعہ "تین فَرَق" بنا۔

واضح رہے کہ ایک "فَرَق" تین صَاع کا ہوتا ہے۔ (اور ایک صَاع تقریباً چار کلو کا ہوتا ہے۔ اس طرح کھانے کی کل مقدار تقریباً ۳۶ کلو بنتی ہے۔)

اس کے بعد حضور نبی اکرم ﷺ نے وضو فرمایا۔ دو رکعت نماز ادا فرمائی اور برکت کے لئے دعا فرمائی تو دسترخوان پر پڑا ہوا کھانا وافر مِقدَار میں ہو گیا۔ سب لوگوں نے پیٹ بھر کر کھایا پھر بھی بچ رہا۔ زاں بعد لوگوں

---

[1] سننے والوں کا بیان ہے کہ پانی میں بجلی کا شور سنائی دیتا تھا۔ تمام لوگوں نے خوب دل کھول کر اسے پیا اور اسے استعمال کیا۔ تاریخ طبری اردو ترجمہ صفحہ ۴۴۳۔

نے اپنے توشہ دَان اور بوریاں بھرلیں۔ پورے لشکر میں ایک برتن بھی نہ بچا جسے انہوں نے بھر نہ لیا ہو اس کے باوجود کچھ مقدار کھانے کی بچ رہی۔

(۷۷) تبُوک میں مَسجد کی تعمیر

غزوہ تبُوک سے فراغت کے بعد اس جگہ نبی پاک ﷺ نے ایک مسجد تعمیر فرمائی۔ [۱]

(۷۸) خُطبۂ نبویہ

غَزوَۂ تبُوک سے فراغت کے بعد نبی کریم ﷺ نے لوگوں کے سامنے ایک خطبہ ارشاد فرمایا۔ جو اتنا فصیح و بلیغ تھا کہ لوگوں کی زُبانیں اس کی تعریف میں گنگ ہو گئیں اور عقلیں اس کی فَصاحت وَ بَلاغت میں حیران رہ گئیں۔

(۷۹) مُعجزۂ مبارک انگلیوں سے پانی کے چشمے

غَزوَۂ تبُوک سے واپسی کے دورانِ راہ میں حضور نبی کریم ﷺ کے معجزات میں سے ایک معجزہ ظہور پذیر ہوا۔

ایک روز سخت گرم تھا سَفر جاری تھا۔ راستہ میں کوئی چشمہ نہ آیا جہاں اترتے اور نہ ہی لشکر کے ہمراہ پانی تھا۔ پیاس کے باعث لوگ اور چوپائے قریب بہلاکت ہو گئے۔ نبی اکرم ﷺ کے پاس ایک برتن میں کچھ پانی تھا۔ آپ ﷺ نے اسے ذرا کھلے برتن میں ڈالا اور اس میں اپنا دستِ اَقدَس ڈال دیا۔ اب آپ کی انگشتان مبارک سے پانی پھوٹنے لگا اور لوگ پینے لگے سب نے سیراب ہو کر پیا۔

غزوات کے باب کے ضمن میں، غَزوَۂ تبُوک کی تفصیلات کے دوران گزر چکا کہ اس وقت لشکر کی تعداد تیس ہزار یا ستر ہزار تھی۔

لشکر میں موجود اونٹوں نے بھی جی بھر کر وہ پانی پیا جن کی تعداد پندرہ ہزار تھی اور گھوڑے بھی سیراب ہو گئے جو بارہ ہزار کی تعداد میں لشکر کے ہمراہ تھے۔

---

[۱] اس مسجد کو مَسجِدِ تبُوک اور مَسجِدِ تَوبَہ کہتے ہیں یہ ان مَساجد سے ہے جن کی تعمیر حضرت عُمَر بن عَبدُالعزیز رضی اللہ عنہ نے فرمائی (نبی کریم ﷺ کے زمانۂ اَقدَس میں اس جگہ عمارت نہ تھی آپ ﷺ نے اس جگہ صرف نماز ادا فرمائی تھی) وفاء الوفاء للسمهودی جلد ۱۰۲۹/۳ خلاصۃ الوفا للسمهودی ۲۸۷

(۸۰) مُعجزہ۔ پانی کے ایک مشکیزہ سے لشکر کا سیراب ہونا

تبُوک کی مہم سے واپسی پر جب نبی کریم ﷺ لشکر کے ہمراہ تبُوک اور "وَادِیِ مشتفق" کے درمیان پہنچے تو آپ ﷺ کی برکت اور دعا سے پانی کے کثیر ہونے کا معجزہ ظاہر ہوا۔

اس جگہ دوبارہ لشکر کے لوگوں کو پیاس نے آلیا۔ انہوں نے اپنے پاس موجود پانی کو ایک مشکیزہ میں جمع کیا۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے اس پانی سے چہرۂ اقدس اور ہاتھ مبارک دھوئے اور دوبارہ اسے مشکیزہ میں ڈال دیا۔ اور دعا فرمائی آپ ﷺ کی برکت اور دعا کے باعث اس سے کثیر مقدار میں پانی بہنے لگا لشکریوں نے خود سیراب ہو کر پیا۔ اور اپنے اونٹوں اور گھوڑوں کو بھی پلایا۔

(۸۱) حضرت کَعب بن زُہَیر رضی اللہ عنہ کا قبولِ ایمان

غَزوَۂ تَبُوک سے ایک ماہ قبل ربیع الآخر کے مہینے میں حضرت کَعب بن زُہَیر سُلمیؔ رضی اللہ عنہ مدینہ منورہ بارگاہ نبوی میں حاضر ہوئے۔

سُلمیٰ، سین کے پیش کے ساتھ (سُ + لْ + م + یٰ) ہے۔

ایک قول کے مطابق آپ رضی اللہ عنہ جُمَادِی الاُولیٰ یا جُمَادِی الثَّانِیَہ میں حاضر ہوئے۔ بعض علماء فرماتے ہیں کہ مدینہ منورہ میں آپ کی آمد ۸/ھ کو ہوئی۔

اپنی آمد سے قبل وہ نبی کریم ﷺ سے بھاگ گئے تھے اور آپ ﷺ نے ان کا خون مُباح کر دیا تھا۔ اس کے بعد آپ رضی اللہ عنہ نے توبہ کی مدینہ منورہ حاضر ہوئے اور نبی پاک صاحبِ لولاک ﷺ کے سامنے ایمان قبول کیا۔ نیز اپنا مشہور قصیدہ لامیہ بارگاہ نبوی [۱] میں پیش کرنا شروع کر دیا جس کا مطلع یہ ہے:

بَانَتْ[۲] سُعَادُ فَقَلْبِی الْیَوْمَ مَتْبُوْلٌ   مُتَیَّمٌ اِثْرَهَا لَمْ یُفْدَ مَکْبُوْلٌ

ترجمہ: "سعاد سے فراق طویل ہو گیا۔ تو میرا دل آج اس کی محبت کی مرض میں مبتلا ہے۔ اس کے پیچھے وہ عاجز و ذلیل ہے اس کا فدیہ ادا نہیں کیا گیا اور وہ قید خانہ میں ہے۔

---

[۱] حضرت کَعب بن زُہَیر رضی اللہ عنہ نے یہ قصیدہ مسجد کے اندر بارگاہِ نبوی میں پڑھا۔ سیرت ابن ہشام جلد ۴/ صفحہ ۱۲۹۔

[۲] علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا زبیدی نے طبقات النُّحاۃ میں لکھا ہے کہ بندار اصفہانی کو نوسو ایسے قصیدے یاد تھے جن کا آغاز بَانَت سعاد سے ہوتا تھا۔ جن میں ایک قصیدہ حضرت کَعب رضی اللہ عنہ کے والد زُہَیر کا تھا۔ الزرقانی علی المواہب اللدنیہ جلد ۴/ صفحہ ۵۹۔

جب آپ رضی اللہ عنہ اس شعر پر پہنچے:

اِنَّ الرَّسُوْلَ لَنُوْرٌ یُسْتَضَاءُ بِہٖ   مُھَنَّدٌ مِّنْ سُیُوْفِ اللّٰہِ مَسْلُوْلٗ

ترجمہ: "یقیناً حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نور ہیں جن سے روشنی حاصل کی جاتی ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہندوستانی لوہے سے تیار اللہ تعالیٰ کی سونتی ہوئی تلوار ہیں۔"

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی چادر مُبارک ان کو عطا فرما دی۔ جو آپ رضی اللہ عنہ کے لئے بہت بڑا تبرک تھا۔ وہ چادر مبارک ان کے پاس رہی۔ حضرت امیر مُعاوِیہ رضی اللہ عنہ نے اپنے عہدِ خلافت میں دس ہزار درہم ان کی طرف روانہ فرمائے لیکن انہوں نے چادر دینے سے انکار کر دیا اور فرمایا:

"میں اللہ تعالیٰ کے رَسُول صلی اللہ علیہ وسلم کے لباسِ مُبارک پر کسی چیز کو ترجیح نہیں دے سکتا۔"

حضرت کَعب رضی اللہ عنہ کا وِصَال حضرت اَمیر مُعاوِیہ رضی اللہ عنہ کے عہد حکومت میں ہوا تو انہوں نے آپ رضی اللہ عنہ کے وُرَثاء کو بیس ہزار درہم دے کر وہ چادر مبارک حاصل کر لی۔ پھر یہ چادر یکے بعد دیگرے خُلَفاء کے پاس رہی اور آخر کار گم ہو گئی۔

علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

"یہ چادر مبارک آج موجود نہیں اور ظاہر ہے کہ تاتاریوں کے فتنہ کے دوران یہ گم ہو گئی۔"

حضرت کَعب بن زُہَیر رضی اللہ عنہ نے اس قصیدہ میں جس "سُعاد" نامی عورت کا ذکر کیا ہے وہ آپ کی زَوجہ اور چچا زَاد تھیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے فِرار کے باعث آپ رضی اللہ عنہ ان سے ایک عرصہ تک جدا رہے اس لئے اس کے ذکر سے اس قصیدہ کا آغاز فرمایا ہے۔

علامہ زرقانی رحمۃ اللہ علیہ نے المواہب اللدنیہ کی شرح میں لکھا ہے:

"بعض علماء نے تحریر کیا ہے کہ "سُعاد" ایک علم مُرتَجَل ہے (اس سے مراد اس نام کی کوئی عورت نہیں بلکہ) اس سے مراد وہ عورت ہے جس سے شاعر کو محبت ہے، حقیقت سے عدم واقفیت کی بناء پر تقصِیر ہے۔" [1]

(۸۲) حضرت بُجَیر بن زُہَیر رضی اللہ عنہ کا قبولِ ایمان

حضرت کَعب بن زُہَیر رضی اللہ عنہ جن کا ذکر ابھی گذرا، کے بھائی حضرت بُجَیر بن زُہَیر رضی اللہ عنہ بھی اسی سال

---

[1] الزرقانی شرح المواہب اللدنیہ جلد ۳ صفحہ ۵۷، ۵۸۔

مُشرّف بایمان ہوئے۔ آپ رضی اللہ عنہ حضرت کعب رضی اللہ عنہ سے ایک عرصہ پہلے ایمان قبول فرما چکے تھے۔

(۸۳) دِیَت کے ایک مقدمہ کا فیصلہ

اسی سال غَزوۂ تبُوک کے اَیّام میں یہ واقعہ بھی پیش آیا کہ حضرت یَعلیٰ بن اُمَیّہ رضی اللہ عنہ کا مزدور اور ایک دوسرا شخص لڑ پڑے۔ اس مُقابِل آدمی نے اس مزدور کے ہاتھ کو چبا ڈالا۔ مزدور نے جب اپنا ہاتھ کھینچا تو اس کے سامنے کے دو دانت اکھڑ گئے۔ وہ شخص بارگاہِ نبوی میں دانتوں کی دِیَت کے دعوے کے لئے حاضر ہوا۔ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی دِیَت کو ساقط فرما دیا اور فرمایا:

"تیرے لئے کوئی دیت نہیں۔ کیا تو چاہتا ہے کہ وہ اپنا ہاتھ تیرے منہ میں رہنے دیتا اور تو نوجوان اونٹ کی طرح اس کے ہاتھ کو چبا ڈالتا۔"

(۸۴) تبُوک کی راہ میں مَساجِد کی تعمیر

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب تبوک سے واپس تشریف لائے تو مدینہ منورہ تک واپسی کی راہ میں بیس مقامات پر مَساجِد تعمیر فرمائیں۔

حضرت ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت علامہ قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ نے المواہب اللدنیہ میں اسی طرح لکھا ہے۔ سید السمہودی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کا معنے یہ لکھا ہے کہ ان مقامات پر نبی محترم صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز ادا فرمائی اور نشانات قائم فرما دیئے۔ ان جگہوں پر مساجد کی تعمیر بعد میں کی گئی۔ [۱]

(۸۵) جَبَلِ اُحُد سے محبت

تبُوک سے واپسی پر جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ کے قریب پہنچے تو نگاہِ اَقدس جَبَلِ اُحُد پر پڑی اسے دیکھ کر فرمایا:

"یہ ایک پہاڑ ہے جو ہم سے محبت کرتا ہے اور ہم اس سے محبت کرتے ہیں۔" [۲]

---

[۱] ان مساجد کی تفصیلات کے لئے ملاحظہ ہو وفاء الوفاء جلد ۳/ صفحہ ۱۰۲۹ تا ۱۰۳۲۔

[۲] صحیح یہ ہے کہ یہ ارشاد نبوی اپنے حقیقی معنے پر محمول ہے کوئی بعید نہیں کہ اللہ تعالیٰ بعض جَمادات میں مَحبّت کا جذبہ تخلیق فرما دے جیسے اللہ تعالیٰ نے کنکریوں میں تسبیح اور کھجور کے تنے میں رونے کی خاصیت پیدا فرما دی تھی۔ یہ قولِ ضعیف ہے کہ اس سے مجازاً اَہلِ اُحُد مراد ہیں۔ الزرقانی علی المواہب اللدنیہ جلد ۳/ صفحہ ۸۳۔

بعض علماء فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے یہ اِرشاد اس وقت فرمایا جب غزوۂ خیبر سے مدینہ منورہ کی طرف واپس تشریف فرما ہوئے جیسا کہ پہلے مذکور ہو چکا ہے۔

(۸٦) غزوہ سے پیچھے رہ جانے والے تین صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی قبولِ توبہ

تبوک سے واپسی مدینہ منورہ تشریف لا چکنے کے چند روز بعد اللہ تعالیٰ نے وہ تین صحابہ، جو جنگ سے پیچھے رہ گئے تھے کی توبہ قبول فرمائی۔ [۱] ان کے اسمائے گرامی یہ ہیں:

(۱) حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ۔ (۲) حضرت ہلال بن اُمیہ رضی اللہ عنہ۔ (۳) حضرت مُرارہ بن ربیع رضی اللہ عنہ۔

ان کی توبہ کی قبولیت کے بارے میں یہ آیات کریمہ نازل ہوئیں:

لَقَدْ تَّابَ اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ وَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُ فِيْ سَاعَةِ الْعُسْرَةِ مِنْۢ بَعْدِ مَا كَادَ يَزِيْغُ قُلُوْبُ فَرِيْقٍ مِّنْهُمْ ثُمَّ تَابَ عَلَيْهِمْ اِنَّهٗ بِهِمْ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ○ وَ عَلَى الثَّلٰثَةِ الَّذِيْنَ خُلِّفُوْا حَتّٰۤى اِذَا ضَاقَتْ عَلَيْهِمُ الْاَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ وَ ضَاقَتْ عَلَيْهِمْ اَنْفُسُهُمْ وَ ظَنُّوْۤا اَنْ لَّا مَلْجَاَ مِنَ اللّٰهِ اِلَّاۤ اِلَيْهِ ثُمَّ تَابَ عَلَيْهِمْ لِيَتُوْبُوْا اِنَّ اللّٰهَ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ○ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَ كُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ○ (التوبہ: ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے نبی ﷺ کے حال پر توجہ فرمائی نیز مُہاجرین اور اَنصار کے حال پر بھی۔ جنھوں نے تنگی کی گھڑی میں آپ ﷺ کا ساتھ دیا بعد اس کے کہ ان میں سے ایک گروہ کے دلوں میں کچھ تزلزل ہونے والا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے پھر ان پر توجہ فرمائی۔ بلاشبہ وہ ان سب پر نہایت مہربانی اور رحم فرمانے والا ہے○ ان تین افراد کی توبہ بھی قبول فرمائی جن کا معاملہ ملتوی رکھا گیا تھا۔ یہاں تک کہ زمین باوجود فَراخی کے ان پر تنگ ہو کر رہ گئی۔ اور خود بھی اپنی جانوں سے تنگ آ گئے اور ان کو یقین ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ سے کہیں پناہ نہیں مل سکتی مگر یہ کہ اسی کی طرف رجوع کیا جائے۔ پھر ان کے حال پر خصوصی توجہ فرمائی تا کہ وہ اسی کی طرف رجوع کرتے رہیں۔ بلاشبہ وہ بہت توبہ قبول فرمانے والا اور نہایت رحم کرنے والا ہے۔ اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور سچے لوگوں کے ساتھ رہو۔

---

[۱] ان تینوں حضرات کی سَرگُذشتِ اِبتلا کے لئے ملاحظہ ہو۔ سیرت ابن ہشام جلد ۴/ صفحہ ۱۸٦ تا ۱۹۳۔ مدارج النبوت اردو ترجمہ جلد ۲/ صفحہ ۵۹۹ تا ٦۰۴۔ المواہب اللدنیہ مع شرح الزرقانی جلد ۳/ صفحہ ۸۵ تا ۸۷۔

(۸۷) شاہانِ حمیر کا مکتوب اور ان کے ایلچی کی آمد

تبُوک سے مدینہ طیبہ واپسی کے دنوں میں شاہانِ حمیر کا مکتوب اور ان کی جانب سے ایلچی بارگاہِ نبوت میں باریاب ہوئے۔ ایلچی نے اُنْ کے اِسلام قبول کرنے کی اطلاع پہنچائی۔ انِ بادشاہوں کے نام یہ ہیں:

(۱) حضرت حَارِث بن عَبدِ کُلال رضی اللہ عنہ - (۲) حضرت نُعَیم بن عَبدِ کُلال رضی اللہ عنہ -

(۳) حضرت نُعمان رضی اللہ عنہ -

یہ ذِی رُعَین، ہَمْدان اور معافر کے حکمران تھے۔

(۸۸) حضرت جَرِیر بن اَوس طَائی رضی اللہ عنہ کا قبولِ اسلام

اسی سال تبُوک کی مہم سے واپسی کے بعد، حضرت جَرِیر بن اَوس بن حَارِثہ طَائی رضی اللہ عنہ مشرف بایمان ہوئے۔

آپ رضی اللہ عنہ حضرت عُروہ بن مُضَرِّس طائِی رضی اللہ عنہ کے چچا تھے۔

(۸۹) ثَعلَبہ بن حَاطِب اور مُعَتِّب بن قُشَیر کے بارے میں آیات کا نزول

ثَعلَبہ بن حَاطِب اور مُعَتِّب بن قُشَیر نامی دو آدمی منافقین میں سے تھے۔ انہوں نے اللہ تعالیٰ سے عہد کیا کہ اگر وہ انہیں مال و دولت عطا فرمائے (تو کثرت سے) صدقہ و خیرات کریں گے جب اللہ تعالیٰ نے (نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا کی برکت سے) انہیں وافر دولت عطا فرمائی تو اپنے کہے پر عمل نہ کیا ان کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے یہ چار آیات نازل کیں:

وَمِنْهُمْ مَنْ عَاهَدَ اللّٰهَ لَئِنْ اٰتٰنَا مِنْ فَضْلِهٖ لَنَصَّدَّقَنَّ وَلَنَكُوْنَنَّ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ○ فَلَمَّآ اٰتٰهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ بَخِلُوْا بِهٖ وَتَوَلَّوْا وَّهُمْ مُّعْرِضُوْنَ○ فَاَعْقَبَهُمْ نِفَاقًا فِيْ قُلُوْبِهِمْ اِلٰى يَوْمِ يَلْقَوْنَهٗ بِمَآ اَخْلَفُوا اللّٰهَ مَا وَعَدُوْهُ وَبِمَا كَانُوْا يَكْذِبُوْنَ○ اَلَمْ يَعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ سِرَّهُمْ وَنَجْوٰىهُمْ وَاَنَّ اللّٰهَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ○ (التوبہ ۷۵ تا ۷۸)

ترجمہ: ان منافقوں میں کچھ آدمی ایسے ہیں جو اللہ تعالیٰ سے عہد کرتے ہیں کہ اگر اللہ تعالیٰ نے ہم کو اپنے فضل سے کثیر مال دیا تو ہم بہت خیرات کریں گے اور ہم ضرور بالضرور صالح بن جائیں گے۔ جب اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنے فضل سے کثیر مال عطا فرمایا تو وہ بخل کرنے لگے اور رُوگردانی کرنے لگے۔ وہ تو رُوگردانی کے عادی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں میں نفاق مضبوط کر دیا جو ان کے دلوں میں رب

تعالیٰ سے مُلاقات کے دن تک باقی رہے گا کیوں کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ سے کئے ہوئے وعدہ کے خلاف کیا اور جھوٹ بولتے رہے۔

(۹۰) حضرت مُعاوِیَہ بن مُعاوِیَہ لَیثی [۱] کا وِصَال

نبی کریم ﷺ ابھی تک تبُوک کی مہم پر ہی تھے کہ مدینہ منورہ میں حضرت مُعاوِیَہ بن مُعاوِیَہ لَیثی رضی اللہ عنہ کا وِصَال ہو گیا۔ ان کے وِصَال کے دن جبریل امین علیہ السلام بارگاہِ نبوی میں حاضر ہوئے اور ان کی وفات کی اطلاع عرض کی۔ تبُوک اور مدینہ منورہ کے درمیان چودہ مَرَاحِل کا سفر ہے۔ حضرت جبریلِ اَمین نے یہ عرض بھی کیا کہ اللہ تعالیٰ نے ستر ہزار فرشتے ان کی نماز جنازہ پڑھنے کے لئے نازل فرمائے ہیں۔

سرکارِ دو عالَم ﷺ نے دریافت فرمایا: "ایسا کیوں؟" انہوں نے عرض کیا: "وہ دن، رات بیٹھے، کھڑے، چلتے، پھرتے سورۃِ اِخلاص کی تلاوت کرتے رہتے تھے۔" حضرت جبریل امین علیہ السلام نے عرض کیا: "کیا آپ پسند فرماتے ہیں کہ میں زمین کو سکیڑ دوں تا کہ آپ ان کی نماز جنازہ ادا فرمالیں؟" حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: "ہاں۔"

انہوں نے زمین کو اتنا سکیڑ دیا کہ نبی کریم ﷺ نے صَحابۂ کرام رضی اللہ عنہم سمیت نماز جنازہ ادا فرمائی۔ فرشتوں نے دو صفیں بنائیں۔ حضرت جبریل علیہ السلام نے اپنے دونوں ہاتھوں سے اشارہ فرمایا تو پہاڑ اور ٹیلے حائل نہ رہے۔ حتیٰ کہ نماز کی ادائیگی کے وقت آپ ﷺ جنازہ دیکھ رہے تھے۔ اس کے بعد حضرت جبریل علیہ السلام لوٹ گئے اور آسمان کی طرف روانہ ہو گئے۔

(۹۱) حضرت عَبدُ الرَّحمٰن بن عَوف رضی اللہ عنہ کی اِقتِدَاء میں نبی کریم ﷺ کا نماز ادا فرمانا

جن دنوں حضور رِسَالت مآب ﷺ تبُوک میں تھے ایک روز طلوع فجر کے بعد آپ ﷺ قضائے حاجت کے لئے تشریف لے گئے۔ حضرت مُغِیرہ بن شُعبہ رضی اللہ عنہ پانی کا برتن لئے ساتھ تھے۔ جب واپس تشریف لائے تو سورج طلوع ہونے کو تھا۔ صَحابۂ کرام نے نماز شروع کردی اور حضرت عَبدُ الرَّحمٰن بن عَوف رضی اللہ عنہ کو اپنا اِمام بنا لیا۔ نبی کریم ﷺ اس وقت واپس تشریف لائے جب حضرت عبدالرحمن رضی اللہ عنہ ایک رکعت پڑھا چکے تھے۔ نبی

---

[۱] حضرت مُعاوِیَہ بن مُعاوِیَہ رضی اللہ عنہ لَیثی نہ تھے بلکہ مُزَنی تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ کی نماز جنازہ کی اس روایت کے ایک راوی علاء ابو محمد بن زید ثقفی رحمۃ اللہ علیہ ہیں جنہوں نے غلطی سے آپ کو لیثی کہا صحیح یہ ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ مزنی تھے۔ ملاحظہ ہو الاصابہ فی تمیز الصحابہ جلد ۳/ صفحہ ۴۳۷۔

کریم ﷺ نے حضرت عَبدُالرّحمٰن رضی اللہ عنہ کی اقتداء میں ایک رَکعت ادا فرمائی اور بعد میں دوسری رَکعت پوری فرمائی جو رہ گئی تھی۔ اس واقعہ سے مسلمان خوفزدہ ہو گئے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: "تم نے ٹھیک کیا اور اچھا کیا۔"

یہ واقعہ حضرت عَبدُالرّحمٰن بن عَوف رضی اللہ عنہ کے عظیم فضائل میں سے ہے۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ صاحبِ فَضِیلت اپنے سے کمتر درجہ والے کی اقتداء کر سکتا ہے۔ نیز یہ کہ غیر معصوم کی اقتداء میں معصوم کی نماز ادا کرنا درست ہے۔

اس واقعہ میں شِیعُوں کا بہت بڑا رد ہے جن کا مذہب یہ ہے کہ غیر معصوم کی اقتداء میں نماز ادا کرنا درست نہیں خواہ مقتدی معصوم ہو یا غیر معصوم۔

(۹۲) موزوں پر مسح

اسی سال نبی پاک صاحبِ لَولاک ﷺ نے نماز فجر کے لئے وضو میں موزوں پر مسح فرمایا۔ جس کو بُخاری و مسلم وغیرہ نے حضرت مُغِیرہ بن شُعبَہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔

اس میں شیعوں کا رد ہے جن کا یہ مذہب ہے کہ موزوں پر مسح سورۃ مائدہ کی آیت سے منسوخ ہو چکا ہے۔ ان کا رد اس طرح ہے کہ سورۃ مائدہ کا نزول ۵/ھ میں ہوا۔ اور سرکار دو عالم ﷺ نے ۹/ھ میں موزوں پر مسح فرمایا۔ متقدم سے متاخر کا نسخ کس طرح ممکن ہے؟

(۹۳) یُحَنَّہ بن رُؤبَہ حَاکِمِ اَیلَہ کو دعوتِ اِسلام

اس سال، حضور نبی کریم ﷺ نے یُحَنَّہ بن رُؤبَہ کو دَعوتِ اِسلام کا مکتوب مبارک لکھا۔

یُحَنَّہ: یا کی پیش، حاء کی زبر، نون مشدد اور تائے تانیث کے ساتھ (یُ + حَ + نَّ + ہ) ہے اور رُؤبَہ، راء کی پیش، ہمزہ کے سکون، با اور تائے تانیت کے ساتھ (رُ + ؤ + بَ + ہ) ہے۔ اسے یُحَنَّہ بن عَلمَاء بھی کہتے تھے۔

عَلمَاء عین کی زبر اور لام کے سکون کے ساتھ (عَ + لْ + مَ + ا + ء) ہے یہ اس کی ماں کا نام تھا۔

اَیلَہ کا بادشاہ یُحَنَّہ عیسائی مذہب کا پیروکار تھا۔ خط پہنچنے کے بعد وہ بارگاہِ نبوی میں حاضر ہوا۔ [1] اس وقت آپ ﷺ تبُوک میں تھے۔ اس نے اِیمان قبول نہ کیا لیکن جِزیَہ دینا قبول کر لیا جس کی مقدار ہر سال تین سو دینار تھی۔ [2]

---

[1] نبی کریم ﷺ نے اسے چادر عطا فرمائی۔ جسے بعد میں عَبدُاللہ بن محمد سَفّاح نے تین سو دینار کے عوض خرید لیا تھا۔ الزرقانی علی المواہب اللدنیہ جلد ۳/ صفحہ ۷۶۔ [2] اس قبیلہ کے افراد کی تعداد تین سو تھی۔ الزرقانی جلد ۳/ صفحہ ۷۶۔

نبی پاک ﷺ نے اسے صلح کی تحریر لکھ دی۔

اَیلَہ مصر اور مکہ معظمہ کے درمیان ساحل سمندر پر شام کا ایک شہر تھا۔ کہا جاتا ہے کہ ساحل سمندر پر وہی بستی ہے جس کا تذکرہ قرآن مجید میں ہے۔

(۹۴) اہل جَرْبَاءَ اور اَذْرُح کی جِزْیَہ پر صلح

اہل جَرْبَاءَ اور اہل اَذْرُح کی جانب نبی کریم ﷺ نے اسی سال ایک مکتوب ارسال فرمایا۔ جس میں انہیں اِسلام لانے کی دعوت دی گئی تھی۔ اس کے نتیجے میں اہل جَرْبَاءَ اور اَذْرُح بارگاہِ نبوی میں اس وقت حاضر ہوئے جب آپ ﷺ تبُوک میں تھے۔ انہوں نے جِزْیَہ کی ادائیگی پر صلح کرلی۔ جس کی مقدار ہر سال ایک سو دینار تھی۔ حضور ﷺ نے ان کی پیش کش کو قبول فرمایا اور انہیں صلح نامہ تحریر فرمادیا۔

جَرْبَاءَ اور اَذْرُح شام کی دو بستیوں کے نام ہیں۔

جَرْبَاءَ، جیم کی زبر، راء کے سکون، اس کے بعد با کے ساتھ ہے۔ اسے مد کے ساتھ (جَ + رْ + بَ + آ + ء) اور قصر کے ساتھ (جَ + ر + بَ + ا) پڑھا جاتا ہے۔

اَذْرُح الف کی زبر، ذال کے سکون، راء کی پیش اور اس کے بعد حا کے ساتھ (اَ + ذْ + رُ + ح) ہے۔

دونوں شہروں کا درمیانی فاصلہ تین میل ہے۔

(۹۵) حضرت سُہَیل بن بَیْضَاءَ رضی اللہ عنہ کا وصال

نبی کریم ﷺ جب تبُوک سے واپس تشریف فرما ہوئے حضرت سُہَیل بن بَیْضَاء قُرَشی رضی اللہ عنہ کا وِصال ہوا۔ [1]

سُہَیل تصغیر کے صیغہ (سُ + ہَ + یْ + ل) کے ساتھ ہے۔ بَیْضَاء ان کی ماں کا لقب ہے۔ جس کا نام "دعد" ہے۔ ان کے والد کا نام عَمْرو بن وَھْب بن رَبِیْعَہ ہے۔ والدہ کے نام کے ساتھ مشہور ہوئے۔

حضرت سُہَیل رضی اللہ عنہ قیام مکہ کے زمانہ کے قَدِیمُ الْاِسْلام صحابی تھے۔ حَبَشَہ کی جانب دونوں ہجرتوں میں شریک ہوئے۔ غَزْوَہ بَدْر میں اور دیگر تمام غَزَوات میں شامل رہے۔

---

[1] نبی کریم ﷺ کے صحابہ کرام میں سے عمر رسیدہ حضرات میں حضرت ابوبکرصدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت سُہَیل رضی اللہ عنہ شامل تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ کا اِنتقال مدینہ منورہ میں ہوا اور نبی پاک ﷺ نے (کسی عذر کے باعث) نماز جنازہ مسجد میں ادا فرمائی۔ الاستیعاب علی ھامش الاصابہ جلد ۲/ صفحہ ۱۰۸۔

(۹۶) مُعجزۂ نبوی - مُنافِق کی موت کی خبر

تبُوک سے واپسی کے وقت نبی کریم ﷺ کے مُعجزات میں سے ایک معجزہ ظاہر ہوا۔

بعض علماء فرماتے ہیں کہ یہ معجزہ غزوہ بنی مُصطلق سے واپسی پر پیش آیا۔ اس مُعجزہ کی تفصیل یوں ہے کہ جب آپ ﷺ ابھی راستے میں ہی تھے کہ ایک رات شدید آندھی چلی۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ یہ تیز ہوا ایک بہت بڑے مُنافِق کی موت کی وجہ سے چلی ہے۔ جب صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم مدینہ منورہ پہنچے تو معلوم ہوا کہ اس رات ایک بہت بڑا منافق رِفاعہ بن زَید بن تابُوت اس رات مرگیا تھا۔ یہ بنی قینُقاع کے یہودیوں میں سے ایک تھا۔ ایمان کا اظہار کرتا تھا لیکن منافقین کے سرغنوں میں سے ایک تھا۔

فصل دہم

۱۰/ ہجری کے واقعات

(۱) حَجَّۃُ الْوَدَاع

اس سال نبی پاک صاحبِ لَوْلَاک ﷺ نے حَجَّۃُ الْوَدَاع [۱] ادا فرمایا۔ اسے حَجَّۃُ الْاِسْلَام [۲]، حَجَّۃُ الْبَلَاغ [۳]، حَجَّۃُ التَّمَام والکمال [۴] بھی کہتے ہیں۔

ہجرت کے بعد آپ ﷺ نے صرف یہ حج فرمایا۔ [۵] معروف چار عُمروں میں سے ایک عُمرہ آپ ﷺ نے اس حج کے ساتھ ادا فرمایا۔ حج کے لئے حضرت رِسَالت مآب ﷺ بروز ہفتہ پچیس ذی قعدہ کو ظہر اور عصر کے درمیان روانہ ہوئے۔ ظہر کی نماز چار رکعت مدینہ منور میں ادا فرمائی اور عصر کی نماز ذِی الْحُلَیْفَہ میں دو رکعت پڑھی۔

مدینہ طیبہ پر حضرت اَبُوْ دُجَانَہ اَنْصَاری سَاعِدِی رضی اللہ عنہ کو عَامِل مقرر فرمایا آپ کا نام حضرت ضَحَّاک بن خَرَشَہ رضی اللہ عنہ تھا

---

[۱] لفظ حَجَّۃ حاء کی زیر اور زبر کے ساتھ درست ہے اسی طرح وَدَاع بھی واؤ کی زیر اور زبر کے ساتھ درست ہے۔ اس حج کو حجۃ الوداع کہنے کا باعث یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ نے لوگوں کو اَلْوَدَاع کہا اور وصیت فرمائی کہ میرے بعد کفر کی طرف نہ لوٹ جانا۔ نیز صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے گواہی لی کہ اللہ تعالیٰ کے پیغامات ان تک پہنچا دیئے ہیں۔ الزرقانی علی المواہب اللدنیہ جلد ۳/ صفحہ ۱۰۴

[۲] حجۃ الاسلام کہنے کی وجہ یہ ہے کہ مدینہ منورہ میں حج کی فرضیت کے بعد آپ ﷺ نے یہی حج کیا۔ الزرقانی علی المواہب اللدنیہ صفحہ ۱۰۴

[۳] نبی کریم ﷺ نے احکام شرع لوگوں تک پہنچا دیئے اس لئے اس حج کو حجۃ اَلْبَلَاغ کہا جاتا ہے۔ الزرقانی علی المواہب اللدنیہ جلد ۳/ صفحہ ۱۰۴

[۴] آیہ کریمہ اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا (المائدہ:۳)
ترجمہ: آج میں نے تمہارے لئے تمہارا دین مکمل کر دیا۔ تم پر اپنی نعمت پوری کر دی۔ تمہارے لئے دین اسلام پر راضی ہوگیا) اس حج میں وقوف عرفہ کے دوران نازل ہوئی اس لئے اس حج کو حج التمام والکمال بھی کہا جاتا ہے۔ الزرقانی علی المواہب اللدنیہ جلد ۳/ صفحہ ۱۰۴

[۵] ہجرت کے بعد حج پر جانے تک حضور اکرم ﷺ ۲ھ سے ہر سال (عید قربان پر) دو قربانیاں ذبح فرمایا کرتے تھے ایک قربانی اپنی اور اپنی آل کی طرف سے اور دوسری قربانی اپنی امت کی طرف سے۔ ہجرت سے پہلے مکی دور میں نبی کریم ﷺ ہر سال حج فرمایا کرتے تھے۔ الزرقانی علی المواہب اللدنیہ جلد ۳/ صفحہ ۱۰۵

ایک قول کے مطابق نبی کریم ﷺ نے مدینہ منورہ کا عامل حضرت سِباع بن عُرفُطہ [1] غِفاری رضی اللہ عنہ کو مقرر فرمایا۔

(۲) مکہ مکرمہ میں دَاخِلَہ اور عَرَفَات میں وقوف

اس سال ذوقعدہ کا چاند انتیس روز کا تھا۔ حضور سرورِ کائنات ﷺ نے مکہ معظمہ میں ۴ ذی الحجہ بروز اتوار بوقت صبح نزولِ اِجلَال فرمایا۔

آپ ﷺ نے عَرَفَات کے میدان میں جمعہ [2] کے دن وُقُوف فرمایا۔

(۳) حج نبوی کے ہمراہیوں کی تعداد

حضورِ رِسَالت مآب ﷺ نے حج کے ارادہ سے مکہ مکرمہ روانگی کی خبر اَطْرَاف و جَوَانِب میں بھیج دی۔ اس وجہ سے لوگ ہر طرف سے آپ ﷺ کے ساتھ حج کرنے کے لئے اُمڈ پڑے [3] چنانچہ ایک لاکھ تیس ہزار صَحَابۂ کِرَام رضی اللہ عنہم کا جمِ غَفِیر آپ ﷺ کے ساتھ مکہ مکرمہ میں داخل ہوا۔ یہ تعداد ان صَحَابۂ کرام کے علاوہ تھی جو مکہ مکرمہ میں تھے اور یَمَن سے حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت اَبُومُوسیٰ اَشْعَرِی رضی اللہ عنہ کے ساتھ آئے تھے۔ علامہ زرقانی رحمۃ اللہ علیہ نے مواہب اللدنیہ کی شرح میں اس طرح فرمایا ہے۔

---

[1] بذل القوہ میں ان کا نام سِباع بن قرفطہ درج ہے اور حاشیہ میں نسخہ ثانیہ کے مطابق سِباع بن عرفہ ہے لیکن یہ سہو کاتب ہے ان کا نام سِباع بن عُرفُطَہ ہے۔ ملاحظہ ہو سیرت ابن ہشام جلد ۴/ صفحہ ۲۷۲۔ الزرقانی علی المواہب اللدنیہ جلد ۳/ صفحہ ۱۰۶۔ الاستیعاب علی حامش الاصابہ جلد ۲/ صفحہ ۱۲۷۔ الاصابہ جلد ۲/ صفحہ ۱۳

[2] المواہب اللدنیہ میں ہے اور علامہ زرقانی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے ثابت رکھا کہ یہ امر ثابت اور تواتر سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے عرفات کے میدان میں وقوف جمعہ کے دن فرمایا تھا۔ جس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ اس سال ذی الحجہ کی پہلی تاریخ جمعرات کو تھی۔ المواہب اللدنیہ مع شرح الزرقانی جلد ۳/ صفحہ ۱۰۶

[3] علامہ عبدالرحمٰن بن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے سفر السعادت میں فرمایا کہ حجاج کرام کی تعداد حساب اور گنتی سے باہر تھی۔ اس کی شرح میں شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا کہ علماء نے فرمایا آگے پیچھے دائیں بائیں جدھر نظر اٹھتی سوار اور پیدل ہی دکھائی دیتے۔ ان کی تعداد معلوم نہیں۔ روضۃ الاحباب میں ہے کہ اس سفر میں اتنے آدمی جمع تھے کہ ان کی تعداد اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو معلوم نہیں۔ ایک روایت کی رو سے ان کی تعداد ایک لاکھ چودہ ہزار اور دوسری روایت کے مطابق ایک لاکھ چوبیس ہزار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اس سفر میں نبی کریم ﷺ کے ہمراہ تھے۔ شرح سفر السعادت صفحہ ۳۲۷

(۴) ہَدی کے اونٹ

حضرت سرورِ کائنات فَخرِ موجودات ﷺ نے ایک سو اونٹوں کو قِلادَہ پہنا کر ساتھ لے لیا۔ اِحرام سے فراغت کے وقت اپنی عمر مبارک کے سالوں کی تعداد کے برابر تریسٹھ اونٹ اپنے دَستِ اَقدس سے ذِبح فرمائے [۱] باقی ستائیس کے بارے میں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو ذبح کرنے کا حکم دیا اور انہیں اپنی ہدی میں شریک فرمالیا۔ [۲]

(۵) حج مُفرَد یا قِران تھا

ذُوالحُلَیفَہ سے نبی اکرم نورِ مُجسّم ﷺ نے حج مُفرد کا اِحرام زیب تن فرمایا۔ جب آپ ﷺ وَادِیٔ عَقِیق میں پہنچے جو ذُوالحُلَیفَہ کے نزدیک ہی ہے حضرت جبرئیل امین علیہ السلام حاضر خدمت ہوئے اور (اللہ تعالیٰ کا حکم) یوں پیش کیا۔

"اس بابرکت وَادِی میں دو رکعت ادا کیجئے اور یوں کہیے میں عمرہ کو حج میں داخل کرتا ہوں۔"

چنانچہ آپ ﷺ نے عمرہ کو حج میں داخل فرمالیا اس طرح یہ حج قِران ہوگیا۔ [۳]

(۶) حضرت مُحمد بن اَبی بَکر رضی اللہ عنہما کی وِلَادَت

نبی پاک ﷺ ذُوالحُلَیفَہ میں تھے۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی اہلیہ محترمہ حضرت اَسماء بنت عُمَیس رضی اللہ عنہا حَامِلَہ تھیں ان کے ہاں حضرت مُحمد بن اَبی بَکر رضی اللہ عنہ کی وِلَادَت ہوئی۔ انہوں نے بَارگاہِ نبوی میں پیغام بھیجا کہ وہ کیا کریں اِرشَادِ نبوی ہوا۔ غسل کرلو نفاس کی گندگی کے لئے کپڑا رکھ لو اور اِحرام باندھ لو۔

---

[۱] نبی اکرم نورِ مُجسّم ﷺ کے قریب پانچ چھ اونٹ ذبح کے لئے لائے جاتے تو ہر اونٹ قریب ہوتا دوسرے کو دھکیل کر دور کرتا تاکہ نبی پاک ﷺ پہلے اسے ذبح فرمائیں۔ مدارج النبوت اردو ترجمہ جلد ۲/ صفحہ ۶۷۳۔ شرح سفر السعادت صفحہ ۳۶۰

[۲] حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ ذِبح شدہ اونٹوں کی کھالوں، گوشت اور جھولوں کو غُربا اور مَساکین پر تقسیم کردیں، قَصَّابوں کو اس میں سے کچھ نہ دیں، اَزواجِ مُطہّرات کی طرف سے گائیں ذبح کی گئیں۔ مدارج النبوت اردو ترجمہ صفحہ ۶۷۳

[۳] نبی کریم ﷺ کا یہ حج مبارک کونسی قسم کا تھا اس بارے میں رِوَایات مختلف ہیں۔ ان رِوَایات میں ایک مصنف رحمۃ اللہ علیہ نے ذکر فرمائی۔ تفصیل کے لئے دیگر کتب مُطوّلات ملاحظہ فرمائیں۔ سِفرُالسَّعادَت اور اس کی شرح میں ہے کہ ان احادیث کے درمیان تطبیق کی صورت یہ ہے کہ آنحضور ﷺ نے پہلے مُفرد حج کا اِحرام باندھا ازاں بعد عمرہ کو حج میں داخل فرمالیا اس طرح آپ ﷺ کا حج قِران بن گیا اور تمتّع کے بارے میں روایات اپنے لغوی معنے پر محمول ہیں یعنی ایک سَفَر میں دو عبادتوں کے حصول کا نفع اٹھایا شرح سِفرُالسَّعادَت صفحہ ۳۳۱

(۷) گورخر کے ہدیئے کی واپسی

حَجَّۃُ الْوَدَاع کے سَفَر کے دوران جب حضرت محبوبِ کائنات ﷺ اَبْوَآء اور وَدّان کے مقام پر پہنچے حضرت صَعْب بن جَثّامہ لَیثی رضی اللہ عنہ نے زندہ گورخر بطور ہدیہ پیش کیا۔ لیکن آپ ﷺ نے اسے لوٹا دیا۔ [۱]

میں کہتا ہوں ۶/ھ کے واقعات میں گذر چکا کہ راجح قول یہ ہے کہ حُدَیبِیَہ کی طرف جاتے ہوئے یہ واقعہ پیش آیا تھا۔ حَجَّۃُ الْوَدَاع کے سَفَر کے دوران اس واقعہ کے پیش آنے کی کوئی صحیح دلیل موجود نہیں۔ اس کو غور سے سمجھ لیں۔ [۲]

(۸) حُدِی خواں

حَجَّۃُ الْوَدَاع کے لئے جاتے ہوئے دورانِ سفر نبی کریم ﷺ نے مردوں کے اونٹوں کے لئے حُدِی خوان حضرت بَرَآء [۳] بن مَالِک رضی اللہ عنہ اور عورتوں کے اونٹوں کے لئے سیاہ فام حضرت اَنْجَشَہ حَبَشی رضی اللہ عنہ کو مقرر فرمایا۔ ان کی کنیت اَبُومَارِیَہ تھی۔

---

[۱] نبی پاک صاحبِ لولاک ﷺ نے جب اس ہدیئے کو لوٹانے کی وجہ سے حضرت صَعْب رضی اللہ عنہ کے چہرہ پر دل شکنی کے آثار ملاحظہ فرمائے تو فرمایا ہم نے اس ہدیہ کو اس لئے لوٹا دیا ہے کہ ہم حالت اِحْرَام میں ہیں۔ الزرقانی علی المواہب جلد ۸/ صفحہ ۱۵۸

[۲] ۶/ھ غزوہ حُدَیبِیَہ کے دوران واقعہ پیش آیا اس کا تعلق حضرت اَبُوقَتَادَہ کے ساتھ ہے جو اس وقت اِحْرَام کی حالت میں نہ تھے اور حَجَّۃُ الْوَدَاع کے سَفَر کے دوران کے واقعہ کا تعلق حضرت صَعْب بن جَثّامہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہے جو وَدّان اور اَبْوَاء میں ٹھہرے ہوئے تھے۔ شرح سِفْرُالسَّعَادَت صفحہ ۲۳۶۔ علمائے سیرت نے حضرت صَعْب رضی اللہ عنہ کے واقعے کو حَجَّۃُ الْوَدَاع کے دوران بیان فرمایا ہے۔ اس لئے مصنف رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد کہ حَجَّۃُ الْوَدَاع کے سفر کے دوران اس واقعے کے پیش آنے کی کوئی صحیح دلیل موجود نہیں محل نظر ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔

[۳] حضرت اَنَس رضی اللہ عنہ کے بھائی تھے ایک قول کے مطابق حقیقی بھائی تھے۔ دوسرے قول کی رو سے صرف باپ کی جانب سے بھائی تھے۔ بَدْر کے سوا تمام غَزَوَات میں شریک رہے۔ آپ رضی اللہ عنہ کے بارے میں نبی کریم ﷺ نے فرمایا "بہت سے پراگندہ بالوں والے، غبار آلودہ چہروں والے، جن کو کوئی وقعت نہیں دی جاتی اگر اللہ تعالیٰ پر قسم کھالیں تو اللہ تعالیٰ ان کی قسم کو پورا فرما دیتا ہے۔ بَرَاء بن مَالِک بھی ایسے لوگوں میں سے ہیں" حضرت اَنَس رضی اللہ عنہ نے فرمایا اِیْرَانی فتوحات کے دوران جنگِ تُستَر میں مسلمان ہزیمت اٹھانے لگے۔ اس پر مسلمانوں نے حضرت بَرَاء رضی اللہ عنہ سے عرض کیا اللہ پر قسم کھائیں (کہ ہم کو فتح نصیب ہو) تو انہوں نے کہا اے میرے پروردگار! جب تو نے ہم کو کندھے اور شانے عطا فرمائے اور مجھے اپنے نبی تک پہنچایا میں تجھ پر فتح کے لئے قسم کھاتا ہوں۔ یہ کہہ کر حملہ کیا اوروں نے بھی آپ کا حملہ میں ساتھ دیا۔ اِیْرَانی سرداروں میں سے ہرمزان کو قتل کیا، اس کا سامان اتارا، اِیْرَانی شکست کھا کر بھاگ گئے۔ حضرت بَرَاء رضی اللہ عنہ نے بھی جامِ شہادت نوش فرمایا۔ یہ ۲۰/ھ یا ۲۳/ھ کا واقعہ ہے۔ الزرقانی علی المواہب اللدنیہ جلد ۳/ صفحہ ۲۷۷

حضرت اَنْجَشَہ رضی اللہ عنہ خوش آواز تھے۔ مَسْتُورَات میں امہاتُ المومنین رضی اللہ عنہن اور حضرت اَنَس رضی اللہ عنہ کی والدہ ماجدہ حضرت اُمِّ سُلَیم رضی اللہ عنہا بھی تھیں۔ حضرت اَنْجَشَہ رضی اللہ عنہ نے جب حُدِی خوانی شروع کی تو اونٹ بہت تیزی سے چلنے لگے۔ اس پر سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اے اَنْجَشَہ! ذرا آہستہ! شیشیوں سے نرم برتاؤ کرو۔" ایک روایت میں ہے: "شیشیوں کو مت توڑو۔" شیشیوں سے مراد ضَعِیف مَسْتُورَات ہیں، جیسا کہ صحیح بُخَارِی، مسلم اور دیگر کتب احادیث میں ہے۔ حضرت علامہ ابن اثیر رحمۃ اللہ علیہ نے اُسد الغابہ میں فرمایا: "یہ حَجَّۃُ الْوَدَاع کے سفر کے دوران کا واقعہ ہے۔"

(۹) حالتِ اِحْرَام میں پچھنے

حَجَّۃُ الْوَدَاع میں مکہ مکرمہ کی جانب سَفَر میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اِحْرَام اور روزے کی حالت میں سرِ مُبَارَک کے درمیان پچھنے لگوائے یہ واقعہ لَحْیِیْ جَمَل کے مقام پر پیش آیا جیسا کہ صحیح بُخَارِی میں مروی ہے۔ [۱]

لَحْیِیْ جَمَل مکہ مکرمہ اور مدینہ منور کے درمیان ایک مقام کا نام ہے جو مدینہ منورہ سے نسبتاً زیادہ قریب ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فعل مبارک سے روزہ دار کے لئے پچھنے لگوانے کی ممانعت منسوخ ہوگئی۔ [۲] قبل ازیں مُمَانَعَت کے لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرما رکھا تھا کہ۔

"پچھنے لگانے والے اور لگوانے والے کا روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔"

(۱۰) اُمَّہاتُ المومنین رضی اللہ عنہن کی عُمْرے سے فراغت اور حضرت عَائِشَہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے حج اور عمرے کی کیفیت

حَجَّۃُ الْوَدَاع میں حضرت فَاطِمَۃُ الزَّہْرَاء رضی اللہ عنہا اور تمام اُمَّہاتُ المومنین رضی اللہ عنہن مختلف ہودجوں میں شریک سَفَر تھیں۔ جب وہ عُمْرہ کے طَوَاف سے صَفَا اور مَرْوَہ کی سعی سے فارغ ہوئیں تو انہوں نے احرام کھول دیا۔

لیکن حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو مکہ مکرمہ میں داخلہ سے قبل مقام سَرِف میں حیض شروع ہوگیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں حکم دیا کہ عمرہ کے اِحْرَام کو حج میں تبدیل کرلیں۔ چنانچہ نے انہوں نے ایسا ہی کیا اور حج

---

[۱] صحیح بخاری جلد ۱/ صفحہ ۲۴۸۔ لحیی جمل کے تین تلفظ مروی ہیں۔ (۱) لَ + حِ + ی + جَ + مَ + ل لحیی جمل (۲) لِ + حِ + ی + جَ + مَ + ل لحیی جمل (۳) لَ + ح + یَ + ی + جَ + مَ + ل لحیی جمل صحیح بخاری جلد ۱/ صفحہ ۲۴۸

[۲] طبقات ابن سعد اردو ترجمہ جلد ۲/ صفحہ ۲۳۶ تا ۲۴۱ میں پچھنے لگانے کی مختلف روایات کو جمع کیا گیا ہے۔

سے فراغت تک وہ حالتِ اِحْرام میں رہیں۔ زاں بعد انہوں نے اِحْرام کھولا۔ اس پر آپ رضی اللہ عنہا رونے لگیں اور کہنے لگیں اور لوگ تو دو عبادتیں کر کے واپس لوٹ رہے ہیں اور میں صرف ایک عبادت ہی کر سکی ہوں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں ان کے بھائی حضرت عَبْدُالرَّحْمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہما کے ساتھ تَنْعِیم سے عُمْرہ کروا دیا۔ [1]

(۱۱) قَصْوَآء اونٹنی پر وُقُوفِ عَرَفَات

نبی پاک صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وسلم نے عَرَفَات کے میدان میں اپنی اونٹنی قَصْوَآء پر وُقُوف فرمایا۔

(۱۲) میدانِ عرفات میں خُطْبہ

عَرَفَات کے میدان میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی اونٹنی پر ایک عظیم اور بلیغ خطبہ ارشاد فرمایا۔ جس میں مناسکِ حج اور باقی اَحْکامِ اِسْلام تعلیم فرمائے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"جاہلیت کے سارے قتل معاف، جاہلیت کے سارے سُود معاف، سب سے پہلے میں ابن رَبِیْعَہ بن حَارِث [2] کا قتل مُعاف اور باطل کرتا ہوں۔ سب سے پہلا سُود جسے میں معاف اور باطل کرتا ہوں (حضرت) عَبَّاس بن عَبْدُالْمُطَّلِب رضی اللہ عنہما کا سُود ہے۔)

(۱۳) میدانِ عَرَفَات میں ظُہر اور عَصَر کو جمع کرنا

عرفہ کے دن حضورِ اکرم نورِ مجسّم صلی اللہ علیہ وسلم نے نمازِ ظہر اور عصر کی نماز کو عصر کے وقت سے پہلے، ظہر کے وقت میں جمع فرمایا۔ اس کے لئے ایک اَذان اور دو اِقامتیں پڑھی گئیں۔ [3]

---

[1] مِنٰی سے کوچ فرما کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے وَادِی مُحَصَّب میں قِیَام فرمایا ظہر، عصر، مغرب اور عشا اسی وَادِی میں ادا فرمائیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا عشا تک تَوَقف حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے عمرہ کی ادائیگی کی وجہ سے ہوا اگر یہ وجہ نہ ہوتی تو ممکن ہے اس سے بھی کم وقوف فرماتے۔ چونکہ ابھی رات مکمل نہ ہوئی تھی کہ آپ رضی اللہ عنہا عُمْرہ سے فارغ ہوگئیں اور مُحَصَّب واپس لوٹ آئیں اس لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کوچ کا اعلان فرمایا اور سب مدینہ منورہ کوچ کرگئے۔ مدارج النبوت اردو ترجمہ جلد ۲/ صفحہ ۶۷۶،۶۷۷

[2] حضرت رَبِیْعَہ بن حارث رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چچازاد تھے اور عمر میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے زائد تھے۔ ان کے لڑکے کا نام ایاس تھا۔ بنی سَعْد میں دودھ پیتا تھا۔ یہ قبیلہ دودھ پلانے میں مشہور تھا۔ بنی سَعْد اور ہزیل کے درمیان جنگ ہوئی جس میں ایک پتھر ایاس کو لگا جس سے اس کی وفات ہوگئی بنو عبدالمطلب اس کے خون کے دعویدار تھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس خون کو معاف فرما دیا اور اپنے خاندان کو اس دعوے سے باز رکھا۔ مدارج النبوت اردو ترجمہ جلد ۲/ صفحہ ۶۶۴

[3] حضرت بِلَال رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ اَذان پڑھیں دونوں نمازوں کے درمیان سنت یا نفل کوئی نماز ادا نہ فرمائی یہ وُقُوف میں عُجلت اور دعا میں زیادہ وقت گذارنے کے لئے کیا۔ مدارج النبوت اردو ترجمہ جلد ۲/ صفحہ ۶۶۶

(۱۴) اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ الخ کا نزول

عَرفات کے میدان میں خُطبہ کے وقت یہ آیہ کریمہ نازل ہوئی۔ اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا۔ (المائدہ:۲)

ترجمہ: آج میں نے تمہارے لئے تمہارا دین کامل کر دیا۔ اپنی نعمت تم پر مکمل کر دی اور تمہارے لئے دین اسلام پر راضی ہوگیا۔ [۱]

(۱۵) مُزدَلِفہ کی جانب رَوانگی

مذکورہ بالا خطبہ سے فَراغت کے بعد نبی اکرم نورِ مُجَسّم ﷺ نے عَرفات میں وُقُوف فرمایا۔ یہاں تک کہ سورج غروب ہوگیا پھر عَرفات سے مُزدَلِفہ کی جانب کوچ فرمایا۔ [۲]

(۱۶) مَلبُوسَات، جن کو حَالتِ اِحرَام میں پہننا جائز نہیں ہے

آپ ﷺ ابھی عَرفات کے میدان میں ہی تھے کہ ایک شخص خدمتِ اَقدس میں حاضر ہوا اور عرض کیا: "مُحرِم کون سے کپڑے پہنے؟" حضرت سَیّدُ الکونَین ﷺ نے فرمایا: "قَمِیص، شَلوَار، عِمَامہ، ٹوپی اور موزے نہ پہنے اگر جوتے نہ مل سکیں تو موزے پہن سکتا ہے لیکن ٹخنوں کے نیچے سے ان کو کاٹ ڈالے۔ وَرس اور زَعفران سے رنگا ہوا کپڑا نہ پہنے۔" [۳]

---

[۱] حدیث شریف میں ہے شیطان کو اس دن سے زیادہ ذلیل و خوار اور غم و غصہ میں مبتلا کسی اور دن نہ دیکھا گیا جیسا کہ وہ عرفہ کے روز بنی آدم پر اللہ تعالٰی کی رَحمت اور مَغفرت کے نزول پر ہوا تھا۔ البتہ ایک دن اور ہے اور وہ روزِ بَدر ہے۔ جبکہ اس نے دیکھا کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام فرشتوں کی صفوں کو ترتیب دے رہے ہیں۔ اس دن بھی شیطان بہت ذلیل و خوار ہوا۔ اگرچہ اس آیہ کریمہ کا نزول مسلمانوں کی خوشی اور عید کا باعث تھا لیکن بعض دانا اور رمز آشنا صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم سمجھ گئے کہ سرکارِ دو عَالَم ﷺ سے فُرقَت کا وقت قریب آن پہنچا ہے جس سے ان کے دل دہل گئے اور وہ شکستہ خاطر ہوگئے۔ مدارج النبوت اردو ترجمہ جلد۲/ صفحہ ۶۶۷

[۲] حضرت اُسَامَہ بن زَیدرضی اللہ عنہ اس وقت نبی کریم ﷺ کے پیچھے اونٹ پر سوار تھے۔ آپ ﷺ نے مُہار کھینچ رکھی تھی اور فرمایا اے لوگو! آرام سے چلو۔ اِطمینان سے رہو تیز چلنے میں نیکی نہیں ہے اور عُجلت میں پرہیزگاری نہیں ہے۔ مدارج النبوت اردو ترجمہ جلد۲/ صفحہ ۶۶۷ آپ ﷺ نے مُہار مُبارَک کو اس شدت سے کھینچا کہ قَصوَاء کا سر کجاوے سے آلگا۔ راستہ میں جب ریت کا ٹیلہ آتا تو مُہار کو ڈھیلہ چھوڑ دیتے تھے۔ الزرقانی علی المواھب اللدنیہ جلد۸/ صفحہ ۱۸۳

[۳] بخاری جلد۱/ صفحہ ۲۰۹

ایک رِوَایت میں ہے کہ حَجّۃُ الْوَدَاع کی جانب رَوَانگی سے پہلے، مدینہ منورہ کی مسجد میں خُطبہ کے دَوران یہ اِرْشاد فرمایا، علامہ قسطلانی نے صحیح بُخاری کی شرح میں فرمایا: اس اِرْشاد کو تعَدُّد پر محمول کرنا چاہئے۔

(۱۷) مُحْرِم کا کفن

نبی پاک صاحبِ لَولاک ﷺ عَرَفات میں وُقوف فرما رہے تھے کہ ایک شخص کی اونٹنی نے اسے گرا دیا جس سے اس کی گردن ٹوٹ گئی اور اس کا انتقال ہوگیا۔ آپ ﷺ نے حکم دیا کہ "اس کے چہرے اور سر کو (کفن سے) نہ ڈھانپو اور نہ ہی اسے خوشبو لگاؤ وہ قیامت کے دن تلبیہ کہتا ہوا اٹھے گا۔"

یہ حدیث پاک صحیح بُخاری [۱] وغیرہ کتب میں مروی ہے۔ اس حدیث کی وجہ سے اَحْنَاف اور شَوَافِع میں مُحْرِم کے بارے میں اِخْتِلَاف ہے۔ [۲]

شَافِعیؒ کہتے ہیں کہ ہر مُحْرِم کے ساتھ (جب اس کا انتقال ہو جائے) یہی کرنا چاہئے لیکن اَحْنَاف کہتے ہیں یہ حکم (نبوی) صرف اسی شخص کے ساتھ خاص ہے (دیگر اَفراد جو حالتِ اِحْرَام میں فوت ہوں ان کا حکم یہ نہیں ہے) حدیثِ پاک میں اَلفاظ از قبیل خاص ہیں نہ کہ از قبیل عام کیوں کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا "اس کا چہرہ اور "اس کا سر" (نہ ڈھانپو) اسے (خوشبو نہ لگاؤ۔) "وہ" (قیامت کے دن تلبیہ کہتا ہوا اٹھے گا) یہ نہ فرمایا "مُحْرِم کا چہرہ اور سر" (نہ ڈھانپو) "مُحْرِم کو خوشبو نہ لگاؤ۔" کیونکہ "مُحْرِم قیامت کے روز تلبیہ کہتا ہوا اٹھے گا۔"

(۱۸) حضرت اُسَامہ رضی اللہ عنہ کا اعزاز ---- رَدِیفِ نبی کریم ﷺ

حضرت رِسَالت مآب ﷺ جب عَرَفات کے میدان سے واپس چلے تو حضرت اُسَامہ بن زَید رضی اللہ عنہما کو اپنے پیچھے سواری پر بٹھالیا۔

(۱۹) وُقُوفِ مُزْدَلِفہ اور خُطبہ

مُزْدَلِفہ میں نبی اکرم ﷺ نے صبح کے وقت وقوف فرمایا نیز عظیم الشان دوسرا خطبہ ارشاد فرمایا۔

(۲۰) مِنیٰ میں آمد اور رمی

اس خُطبہ سے فراغت کے بعد حضور اکرم ﷺ مِنیٰ میں تشریف لائے اور جَمْرہ عَقَبہ کو کنکریاں ماریں

---

[۱] صحیح بخاری ۲۴۸، ۲۴۹ جلد ۱

[۲] حنفی اور مالکی علماء کا ارشاد ہے کہ موت کے ساتھ احرام ختم ہو جاتا ہے۔ (عام اموات سے علیحدہ اس کے لئے مخصوص مسائل نہیں ہیں۔) اس کے (کفن دفن میں) وہی کیا جائے جو عام اموات (کے کفن دفن) میں کیا جاتا ہے۔ عینی بحوالہ حاشیہ بخاری جلد ۱، صفحہ ۲۴۸

(۲۱) حضرت فَضل بن عَبّاس رضی اللہ عنہما کو رَدِیف بنانا

مُزدلفہ سے واپسی مِنیٰ کی جانب سفر میں آپ ﷺ نے حضرت فَضل [۱] بن عَبّاس رضی اللہ عنہما کو اپنے پیچھے سوار کرلیا۔

(۲۲) حج بدل کے بارے میں سوال اور اِرْشادِ نبوی

حضرت نبی کریم ﷺ روزِ عید جب حضرت فضل بن عَبّاس رضی اللہ عنہما کو اپنے پیچھے سوار کر کے محوِ سفر تھے کہ قبیلۂ خَثْعَم کی ایک عورت آپ کی خدمتِ اَقْدَس میں حاضر ہوئی جس کا نام معلوم نہیں۔

اس نے سوال کیا کہ اس کے عمر رسیدہ ضعیف وَالِد پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے حج فرض ہوچکا ہے لیکن وہ سواری پر بیٹھنے کی طاقت نہیں رکھتا۔ کیا میرے لئے جائز ہے کہ اس کی طرف سے حج یا عمرہ کروں۔

آپ ﷺ نے فرمایا اپنے والد کی جانب سے حج اور عمرہ ادا کرو۔ [۲]

(۲۳) مِنیٰ میں خطبہ نبوی

یوم نحر (۱۰ ذی الحجہ) کو جَمرۂ عَقَبہ کی رمی سے فراغت کے بعد نبی کریم ﷺ نے ایک عظیم الشان بلیغ ارشاد فرمایا۔ لوگوں پر واضح فرمایا: "تمہارے خون، مال اور عزتیں آپس میں تم پر اِس دن، اس شہر اور اس مہینہ کی مانند حرمت والے ہیں۔"

نیز بیان فرمایا کہ حرمت والے مہینے چار ہیں۔ اس خطبہ کے دوران ارشاد فرمایا زمانہ اس ہیئت پر دوبارہ پلٹ آیا جس پر حق تعالیٰ نے زمین اور آسمان کو پیدا فرمایا۔ [۳] اس کے علاوہ باقی احکام بھی بیان فرمائے۔

---

[۱] حضرت فَضل رضی اللہ عنہ، حضرت عَبّاس رضی اللہ عنہ کے سب سے بڑے بیٹے تھے اور ان کی وجہ سے حضرت عَبّاس رضی اللہ عنہ کی کنیت اَبُو الفَضل تھی۔ الزرقانی علی المواہب اللدنیہ جلد ۸/ صفحہ ۱۸۹۔ حضرت فَضل رضی اللہ عنہ کے بال مبارک بہت خوبصورت تھے رنگ سفید تھا اور خوش شکل تھے۔ الزرقانی علی المواہب اللدنیہ جلد ۸/ صفحہ ۱۹۰

[۲] اس حدیث کو بخاری، مسلم، ابوداؤد اور نسائی نے روایت کیا۔ الزرقانی علی المواہب جلد ۸/ صفحہ ۱۹۱

[۳] یعنی حج دوبارہ ذی الحجہ کے مہینہ میں آگیا اس سے پہلے نَسِیْ کے باعث مشرکین حج کا وقت دوسرے مہینوں میں مقرر کرلیتے تھے تاکہ ان کو جنگ کی رخصت حاصل رہے۔

(۲۴) ہدی کے جانوروں کو ذبح فرمانا

یوم نحر کے دن ہی، جَمرۂ عَقَبَہ کی رمی اور خطبہ سے فراغت کے بعد نبی اکرم ﷺ نے مِنیٰ کے میدان میں، اپنی عمر مبارک کے سالوں کی تعداد کے برابر تریسٹھ اونٹ اپنے دَستِ اَقدس سے ذبح فرمائے۔ جس کا ذکر پہلے گذر چکا ہے۔

(۲۵) ہدی کا گوشت تَناوُل فرمانا

ہدی کے جانوروں کے ذبح سے فراغت کے بعد، یوم نحر ہی کو آپ ﷺ نے ہر اونٹ سے گوشت کا کچھ حصہ لینے کا حکم دیا پھر اس (سارے گوشت) کو ہانڈی میں ڈال کر پکایا گیا۔ حضور نبی کریم ﷺ اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے اس گوشت کو تَناوُل فرمایا نیز اس کا شوربہ نوش فرمایا۔

(۲۶) سر مُبارک منڈوانا

ذی الحجہ کی دس تاریخ کو ہدی کے ذبح کے بعد حضرت رِسَالت مآب ﷺ نے سر مُبارک منڈوایا [له] اور اِحْرام کھول دیا۔

(۲۷) طَوافِ زیارت

اِحْرام سے فراغت کے بعد یومِ نحر کو آپ ﷺ مکہ مکرمہ تشریف لائے۔ ظہر کے وقت طوافِ زِیارت،

[له] نبی کریم ﷺ کے سر مبارک کے بال مونڈنے کا شرف حضرت مَعْمَر بن عَبْدُاللہ بن نَافِع بن نَضْلَہ قُرَشی عَدَوِی رضی اللہ عنہ کو حاصل ہوا۔ آپ رضی اللہ عنہ قدیم الاسلام تھے ہجرتِ حَبَشَہ فرمائی، ہجرتِ مدینہ کے بعد میں تاخیر کی بالآخر مدینہ منورہ کی جانب ہجرت فرمائی۔ شرح سفر السعادت صفحہ ۳۶۰ حضرت مَعْمَر رضی اللہ عنہ اُسترہ ہاتھ میں لے کر رِسَالت مآب ﷺ کے سر پر کھڑے ہوئے۔ سرکارِ دو عَالم ﷺ نے ان کی طرف دیکھا اور فرمایا اے مَعْمَر! اللہ کے رسول نے تجھے اپنے کانوں کی لو پر قدرت بخشی ہے اور تیرے ہاتھ میں اُسترہ ہے۔ حضرت مَعْمَر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! یہ اللہ تعالیٰ کی نعمت اور اِحْسَان ہے آپ ﷺ نے فرمایا ہاں۔ پھر اِرشاد فرمایا کہ دائیں جانب سے مونڈنے کا آغاز کریں۔ اس طرف سے فراغت پر وہ بال اس طرف موجود صحابہ میں تقسیم فرما دیے۔ پھر بائیں جانب کی طرف اشارہ فرمایا انھوں نے اس طرف کے بال بھی مونڈے تو ان بالوں کو حضرت اَبُوطَلْحَہ اَنْصَارِی رضی اللہ عنہ کو عطا فرمایا جو حضرت اَنَس رضی اللہ عنہ کی وَالِدَہ حضرت اُمِّ سُلَیْم رضی اللہ عنہا کے شوہر تھے۔ بعض رِوَایات میں ہے کہ اس طرف کے بال حضرت اُمِّ سُلَیْم رضی اللہ عنہا کو عطا فرمائے۔ حضرت اَبُوطَلْحَہ رضی اللہ عنہ نے وہ بال مردوں اور حضرت اُمِّ سُلَیْم رضی اللہ عنہا نے عورتوں میں تقسیم فرمائے۔ تاکہ وہ ان سے برکت حاصل کریں۔ حضرت اَبُوطَلْحَہ رضی اللہ عنہ کو اس کام کے لئے منتخب فرمانے میں اشارہ تھا۔ کہ آپ ﷺ کی قبرِ اَنْوَر آپ رضی اللہ عنہ نے کھودی اور لحد تیار فرمائی اور اس کے لئے کچی اینٹیں تیار کیں۔ الزرقانی شرح المواہب اللدنیہ جلد ۸/ صفحہ ۱۹۵، ۱۹۶ شرح سفر السعادت صفحہ ۳۶۰، ۳۶۱

سات پھیرے ادا فرمایا یہ طَوَاف رکن ہے۔ زَمزَم شریف پر تشریف لائے پانی پیا [1] اور واپس لوٹ گئے۔
مِنیٰ میں تین دن قیام فرمایا اور جمَرْوں کو رمی فرماتے رہے۔ یہ دن اتوار پیر اور منگل کے تھے۔
بدھ کی رات کو طلوعِ فجر سے پہلے طوافِ وَداع فرمایا اور مکہ معظمہ سے مدینہ منورہ کی طرف کوچ فرمادیا۔

(۲۸) مُعجزۂ نبوی۔۔۔۔ وِلَادت کے دن بچے کا کلام

جن ایام میں نبی پاک صاحبِ لَولاک ﷺ حَجۃُ الوَداع میں مصروف تھے آپ ﷺ کا ایک معجزہ ظاہر ہوا۔
آپ ﷺ کی خدمتِ اَقدَس میں ایک بچہ لایا گیا جو اسی دن پیدا ہوا حضرت رسولِ کریم ﷺ نے اس سے دَریافت فرمایا: "میں کون ہوں۔" بچے نے جواب دیا۔ "آپ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔" اس پر فرمایا: "تو نے سچ کہا اللہ تعالیٰ تجھ میں بَرکت دے۔" پھر وہ بچہ جوان ہونے تک کلام کرتا رہا لوگ اسے "مُبَارکُ الیَمامہ" کہتے تھے۔

(۲۹) سُورۂ المُرسَلات کا نزول

حَجۃُ الوَداع کے دنوں میں، جب نبی اکرم ﷺ عَرَفہ کی رات منیٰ میں تھے، مسجد خَیف کے قریب ایک غار میں، سورہ المُرسَلات نازل ہوئی۔ آپ ﷺ نے اسے بغیر دیر کئے، فی الفور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر پڑھنا شروع فرمادیا۔
اس سورت کی قرأت کی سَماعت کے لئے ایک سانپ نکل آیا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اسے جلدی میں مارنے لگے لیکن وہ کہیں غائب ہوگیا۔ اس پر اِرشَاد نبوی ہوا۔ وہ تمہاری اِیذَاء سے بچ گیا اور تم اس کی اِیذَاء سے بچ گئے۔
صحیح بُخاری [2] اور اس کی شروح میں یہ واقعہ موجود ہے۔

(۳۰) غَدِیرِ خُم پر حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے بارے میں اِرشَاد

حَجۃُ الوَداع سے واپسی پر، مدینہ منورہ کی جانب سَفر کے دوران، جب نبی کریم ﷺ غَدِیرِ خُم کی منزل پر پہنچے جو جُحفَہ کے قریب ہے، آپ ﷺ نے نمازِ ظہر ادا فرمائی اس کے بعد ایک خطبہ دیا جس میں فرمایا:

---

[1] زمزم پر پانی کھینچنے کا منصب حضرت عَبّاس اور ان کی اَولاد کے سپرد تھا۔ انہوں نے ایک ڈَول کھینچ کر بَارگاہِ نبوت میں پیش کیا۔ آپ ﷺ نے کھڑے کھڑے اسے نوش فرمایا۔ دورانِ طَوَاف نبی کریم ﷺ سواری پر تشریف فرماتے تاکہ تمام لوگ آپ کا مُشَاہَدہ کرتے رہیں اور طَوَاف کی کیفیت سیکھ لیں۔ آپ ﷺ کی اونٹنی مسجد کو آلودہ کرنے سے محفوظ تھی۔ مدارج النبوت جلد ۲/ صفحہ ۶۷۴، ۶۷۵

[2] صحیح بخاری جلد ۲/ صفحہ ۷۳۴

اِنَّ اللّٰہَ عَزَّوَجَلَّ مَوْلَایَ وَاَنَا مَوْلٰی کُلِّ مُؤْمِنٍ

ترجمہ: "بلاشبہ اللہ تعالیٰ میرا محبوب ہے اور میں ہر صاحب ایمان کا محبوب ہوں۔"

پھر حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ کو پکڑا اور فرمایا:

مَنْ کُنْتُ مَوْلَاہُ فَعَلِیٌّ مَّوْلَاہُ اَللّٰھُمَّ وَالِ مَنْ وَّالَاہُ وَعَادِ مَنْ عَادَاہُ وَاخْذُلْ مَنْ خَذَلَہٗ وَانْصُرْ مَنْ نَّصَرَہٗ وَاَدِرِ الْحَقَّ مَعَہٗ حَیْثُ کَانَ۔

ترجمہ: جس کا میں محبوب ہوں علی اس کا محبوب ہے۔ اے اللہ! اس شخص سے مَحَبّت فرما جو اس سے مَحَبّت کرتا ہے اور اس سے عَدَاوت رکھ جو اس سے عَدَاوت رکھتا ہے۔ جو اسے رُسوا کرنے کی کوشش کرے اسے ذلیل فرما جو اس کی مدد کرے اس کی مدد فرما۔ یہ جہاں بھی ہو حق کو اس کے ساتھ پھیر دے۔" [1]

---

[1] یہ ارشاد نبوی حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے بے حد فَضل و تکریم پر دلالت کرتا ہے اَہلِ ایمان کو ان کے ساتھ محبت کی ترغیب و تحریص دلاتا ہے۔ بُغض و عَدَاوت سے ڈراتا ہے۔ اس حدیث کے وارد ہونے کا باعث یہ ہے کہ جب حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ یَمَن میں عامل تھے تو کچھ لوگوں کو آپ رضی اللہ عنہ سے بعض معاملات میں شکایت اور اعتراض پیدا ہوگئے تھے جو مبنی برحق نہ تھے۔ مثلاً حضرت بُرَیدہ اَسلَمی رضی اللہ عنہ جس کا ذکر صحیح بُخارِی میں مذکور ہے۔ اس اِرشادِ نبوی کے بعد حضرت بُرَیدہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا "اس کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ مجھے تمام لوگوں سے محبوب ہوگئے۔"

شِیعَہ و رَوَافِض اس حدیث کو حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی خِلَافتِ بِلَافَصل پر نَصِ قَطعی شمار کرتے ہیں جو ان کے اپنے اصول کے مطابق بھی غلط ہے۔ کیونکہ نَصِّ قطعی کے لئے ان کے نزدیک بھی تواتر شرط ہے حدیث جب تک متواتر نہ ہو اس سے اِمَامت پر استدلال درست نہیں ہے۔ یہ حدیث اگرچہ صحیح ہے لیکن متواتر نہیں۔ بعض علماء نے اس کی صحت میں بھی کلام کیا ہے۔

شیعوں کا کہنا ہے کہ اس حدیث نبوی میں مولیٰ کا معنیٰ اَوْلیٰ بالتصرف ہے۔ اَوْلیٰ بالتصرف ہونا ہی عین امامت ہے۔ اس کے بارے میں گُذَارِش ہے کہ لفظ "مولیٰ" اولیٰ کے معنے میں لغت کی کسی کتاب میں مذکور نہیں اگر اس کو "اولیٰ" کے معنوں میں تسلیم بھی کرلیا جائے تو اس کے ساتھ "بالتصرف" کا لاحقہ بالکل لایعنی اور غلط ہے۔ لفظ "مولیٰ" کئی معنوں میں مشترک ہے جو دس سے زائد ہیں اور لغت کی کسی کتاب میں ملاحظہ کئے جاسکتے ہیں۔ جس لفظ کے اس قدر مختلف معانی ہوں حتیٰ کہ غلام، لڑکا، تابع حکم پر بھی اس کا اطلاق ہوسکتا ہو اس سے بغیر کسی قَرِینَہ کی موجودگی کے کسی خاص معنیٰ کا استدلال کرنا سینہ زوری کے سوا کیا ہے۔ حق یہ ہے کہ یہاں مولیٰ کا معنے "محبوب اور ناصر" ہے کیونکہ شِیعَہ اور سُنّی دونوں اس معنے پر اعتقاد رکھتے ہیں نیز "اللھم وال" اور "عاد" کے الفاظ بھی اس معنے کو متعین کرتے ہیں۔ مزید تفصیل کے لئے اختلافی مسائل پر مشتمل کتب جیسے تحفہ اثنا عشریہ فارسی صفحہ ۴۱۷ تا ۴۲۲ وغیرہ ملاحظہ فرمائیں۔

(۳۱) اِرشادِ نبوی---رَمضانُ المُبارک کا عمرہ حج کے برابر ہے

حجۃُ الوَداع سے فراغت کے بعد سرورِ کائنات فخرِ مَوجُودات ﷺ واپس مدینہ منورہ تشریف لا چکے تو حضرت اَبُو سِنان رضی اللہ عنہ کی زوجہ محترمہ حضرت اُم سِنان اَنصارِیّہ سے پوچھا:

"ہمارے ساتھ حج کرنے سے تجھے کونسا اَمر مانع تھا۔"

انہوں نے عرض کیا۔ "میرے پاس سواری نہ تھی کہ حج کو جاتی۔" آپ ﷺ نے فرمایا: "رَمضانُ المُبارک میں عُمرہ کرلو کیونکہ رَمضانُ المُبارک کا عمرہ حج کے برابر ہے۔" [۱]

ایک روایت میں ہے۔

"میرے ہمراہ حج کے برابر ہے" ہر دو رِوَایتیں صحیح بخاری میں موجود ہیں۔

(۳۲) سرکارِ دو عالم ﷺ کی لونڈی

حضرت رَیحانہ رضی اللہ عنہا کا وِصال

اس سال، مدینہ منورہ میں، حضرت نبی کریم ﷺ کی لونڈی حضرت رَیحانہ رضی اللہ عنہا کا وِصال حجۃُ الوَداع سے واپسی کے اَیّام میں ہوا۔ آپ رضی اللہ عنہا حجۃُ الوَداع میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ تھیں۔ مدینہ طیبہ آنے کے بعد آپ رضی اللہ عنہا کا وِصال ہوا۔ اور جنت البقیع میں دفن ہوئیں۔ [۲]

(۳۳) لوگوں کی تعلیم کے لئے حضرت جبریلِ اَمین علیہ السلام کی بارگاہِ نبوی میں حاضری

اسی سال، لوگوں کی تعلیم دین کے لئے حضرت جبریلِ امین علیہ السلام بارگاہِ نبوی میں حاضر ہوئے۔ ایک

---

[۱] صحیح بخاری جلد ۱/ صفحہ ۲۳۹

[۲] اصابہ میں ہے کہ بعض علماء کے نزدیک آپ کا نام مُرَیْحَہ ہے اور والد کا نام شَمعُون تھا آپ کا تعلق بنی قُریظَہ یا بَنی نَضِیر سے تھا۔ قیدیوں میں شامل تھیں۔ نبی کریم ﷺ نے ایمان پیش کیا لیکن وہ یہودیت کے علاوہ کسی اور دین پر راضی نہ تھیں۔ آپ ﷺ نے انہیں علیحدہ فرما دیا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سرکار دو عالم ﷺ تشریف فرما تھے کہ پیچھے سے چلنے کی وجہ سے جوتوں کی آواز سنائی دی فرمایا یہ ثَعلَبَہ بن سعیہ ہیں رَیحانَہ کے اِیمان لانے کی خوش خبری دیں گے۔ نبی اکرم ﷺ نے ان پر آزادی نکاح اور پردہ کی پیش کش فرمائی۔ انہوں نے عرض کیا مجھے اپنے ملکیت میں رکھ لیں یہ میرے اور آپ کے لئے آسان ہے۔ ایک قول کے مطابق نبی کریم ﷺ نے انہیں آزاد فرمایا اور نکاح فرما لیا۔ الزرقانی علی المواہب اللدنیہ جلد ۳/ صفحہ ۲۷۳

قول کی رو سے آپ کی یہ حاضری ۹/ھ کو ہوئی جس کا مفصل بیان ۹/ھ کے واقعات میں گذر چکا ہے۔ [1]

(۳۴) مُسَیلَمہ کذّاب کی مدینہ منورہ میں آمد

اس سال مُسَیلَمہ کذّاب خَذلہُ اللہُ اپنی قوم بنی حَنِیفہ کے وفد کے ہمراہ مدینہ منورہ آیا۔ یہ یَمامہ کا رہنے والا تھا۔ وفد کے اَفراد کی تعداد سترہ تھی۔ مُسَیلَمہ کے سوا باقی سب نے نبی پاک ﷺ کے سامنے اِیمان قبول کرلیا۔ [2]

مُسَیلَمہ کہنے لگا۔ "اگر محمد (ﷺ) اپنے بعد خِلافت مجھے عطا فرمائیں تو میں ان کی اتباع کروں گا اور ایمان قبول کرلوں گا۔"

نبی کریم ﷺ اس کے پاس تشریف لائے اور اس کے سر پر کھڑے ہوئے۔ دَستِ اَقدس میں کھجور کی شاخ کا ایک ٹکڑا تھا۔ آپ ﷺ نے مُسَیلَمہ کذّاب سے فرمایا:

"اگر تو اس ٹکڑے کی مانند بھی طلب کرے تو میں تجھے نہ دوں گا۔ اور تو اپنے مرتبہ سے ہرگز نہ بڑھے گا۔"

ایک قول یہ بھی ہے کہ اس نے ایمان قبول کرلیا تھا اس کے بعد پھر مُرتد ہوگیا [3] اور ۱۱/ھ کو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خِلافت کے زمانہ میں اسے جہنم رسید کردیا گیا جیسا کہ ۱۱/ھ کے واقعات میں آئے گا۔ [4]

---

[1] حضرت جبرِیل امین علیہ السلام انسانی صورت میں حاضر ہوئے بال خوب سیاہ، لباس بغایت سفید اور شکل نہایت حسین و جمیل تھی۔ اس طرح کہ تمام اہل مجلس حیران رہ گئے۔ حضور اکرم ﷺ کے سامنے دو زانو بیٹھ گئے۔ اسلام، ایمان، احسان، قیامت اور اس کی نشانیوں کے بارے میں سوالات کئے اور نبی کریم ﷺ نے جوابات عنایت فرمائے زاں بعد مجلس سے چلے گئے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے تلاش کے باوجود انہیں نہ پایا اس پر آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ جبرِیل تھے جو تمہیں دین سکھانے کے لئے آئے تھے۔ یہ حدیث مشکوٰۃ شریف کے اول میں موجود ہے اسے حدیثِ جبرِیل بھی کہتے ہیں مدارج النبوت اردو ترجمہ جلد ۲/ صفحہ ۶۸۶

[2] نبی کریم ﷺ نے خواب میں دیکھا کہ آپ ﷺ کو زمین کے خزانے عطا کئے گئے اور سونے کے دو کنگن آپ ﷺ کی ہتھیلیوں میں رکھے گئے جو بوجھل محسوس ہوئے اس پر آپ کو وحی کی گئی کہ پھونک ماریں جب آپ ﷺ نے پھونک ماری تو وہ اتر گئے۔ نبی کریم ﷺ نے اس کی تعبیر دو جھوٹے نبیوں سے کی ایک صَنعاء کا اَسوَد عَنسی اور دوسرا یَمامہ کا مُسَیلَمہ کذّاب صحیح بخاری جلد ۲/ صفحہ ۶۲۸

[3] اس نے نبی کریم ﷺ کو ایک خط لکھا جسکا مضمون یہ تھا "اللہ کے رسول مُسَیلَمہ کیطرف سے اللہ کے رسول محمد (ﷺ) کی جانب۔ سلام علیک (نبوت اور حکومت کے) معاملہ میں مجھے آپکا شریک بنایا گیا ہے۔ آدھی زمین ہماری ہے اور آدھی قُریش کی لیکن قُریش حد سے تجاوُز کرنے والی قوم ہے" اسکے جواب میں نبی اکرم (ﷺ) نے لکھا۔ "بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ اللہ تعالیٰ کے رسول محمد (مصطفےٰ ﷺ) کیطرف سے سخت جھوٹے مُسَیلَمہ کی طرف۔ بلاشبہ زمین اللہ تعالیٰ کی ہے وہ جسے چاہتا ہے اسکی ملکیت عطا فرماتا ہے۔ حُسنِ انجام

(بقیہ حواشی اگلے صفحے پر)

علماء نے فرمایا ہے کہ مُسَیلَمہ کے ہاتھ سے خلافِ عادات اِستدراجات ظاہر ہوتے تھے جو اس کے مُدّعا کے الٹ ہوتے حتیٰ کہ اگر وہ کسی کی عمردرازی کی دعا کرتا وہ شخص اسی وقت مرجاتا۔ اگر کسی شخص کی آنکھوں کی روشنی کے لئے دعا کرتا تو وہ بالکل نابینا ہو جاتا۔ اگر کنوئیں میں پانی کی کثرت کے لئے تھوک ڈالتا تو پانی غائب ہو جاتا۔ کسی آنکھوں والے کی آنکھ میں تھوکتا تو وہ اندھا ہو جاتا۔ کسی بکری کے تھن پر ہاتھ پھیرتا تو اس کا دودھ ختم ہو جاتا اور وہ تھن سوکھ جاتا۔ کسی بچے کے سر پر ہاتھ پھیرتا وہ تو بالکل گنجا ہو جاتا۔ ایک دفعہ ایک شخص کے دو بیٹوں کے لئے برکت کی دعا کی جب وہ اپنے گھر آیا تو اسے معلوم ہوا کہ ایک کنوئیں میں گر گیا ہے اور دوسرے کو بھیڑیے نے کھالیا ہے۔

(۳۵) اَسوَد عَنسی کَذّاب کا ظہور

یمن میں، اسی برس، ذُوالخِمار اَسوَد بن کَعب عَنسی (عَ + نْ + سِ + یّ) کَذّاب کا ظہور ہوا۔ نبی پاک صاحبِ لَولاک ﷺ کے زمانہ میں وہ نبوت کا مدعی تھا۔ اس کا خروج حجۃ الوَداع کے بعد ہوا۔

اَسوَد عَنسی کا نام عَبہلہ بن کَعب تھا اور لقب ذُوالخِمار۔ اس لقب کی وجہ یہ تھی وہ اپنے چہرے پر سیاہ اوڑھنی ڈال کر چھپائے رکھتا تھا۔ بعض علماء کا کہنا ہے کہ اسکا لقب ذُوالحِمار (حاء بغیر نقطہ کے ساتھ) تھا۔ جسکی وجہ یہ تھی کہ اسکا ایک سیاہ گدھا تھا جسے اسنے سدھایا ہوا تھا کہ وہ گدھا اسکے سامنے سجدہ کیا کرتا تھا۔ [۱]

(پچھلے صفحے کا بقیہ حواشی) اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والوں کے لئے ہے" یہ خط و کتابت ۱۰ھ کے اواخر میں ہوئی۔ سیرت ابن ہشام جلد ۴/ صفحہ ۲۷۲

[۴] حضور اکرم ﷺ کے دنیا سے تشریف لے جانے کے بعد مُسَیلَمہ کَذّاب کا کاروبار چمک اٹھا۔ ایک لاکھ سے زائد جاہل اَفراد اس کے گرد جمع ہوگئے۔ خِلافتِ صدیقی کے دوران حضرت خالِد بن وَلید رضی اللہ عنہ کے ساتھ جنگ کے دوران وَاصِل بجہنم ہو گیا۔ حضرت خالِد بن وَلید رضی اللہ عنہ کے لشکر کی تعداد چوبیس ہزار تھی اور مُسَیلَمہ کے پاس چالیس ہزار فوج تھی۔ فریقین بے جگری سے لڑے ابتداء میں مسلمانوں کے قدم ڈگمگائے لیکن بالآخر کُفّار کو شکست ہوئی اور بھاگ گئے۔ مسلمانوں کی ایک جماعت نے تَعاقُب کیا حضرت امیر حَمزہ رضی اللہ عنہ کے قاتل حضرت وَحشی رضی اللہ عنہ نے قریب سے اسی حَربہ کے ساتھ اسے قتل کیا جس کے ساتھ حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کو شہید کیا اور فرمایا بحالتِ کفر میں نے بہترین انسان کو قتل کیا اور بحالتِ اِسلام میں نے بدترین انسان کو قتل کیا ہے۔ مدارج النبوت اردو ترجمہ جلد ۲/ صفحہ ۶۸۹

[۱] اس کے عروج اور زوال کی داستان کا خلاصہ یہ ہے کہ اَسوَد ابتداء میں کاہن تھا۔ عجیب و غریب باتیں اس سے ظاہر ہوتی تھیں۔ چرب زبانی سے لوگوں کو اپنا گرویدہ بنالیتا تھا۔ صَنعاء (یمن) کے علاقہ میں کِسریٰ کی طرف سے حضرت بَاذان رضی اللہ عنہ گورنر تھے۔ اللہ کی توفیق سے مشرف بایمان ہوگئے۔ نبی کریم ﷺ نے انہیں منصب پر بحال رکھا۔ جب ان کا وِصال ہوا تو آپ ﷺ نے اس کے علاقہ

(بقیہ حواشی اگلے صفحے پر)

(۳۶) نَجْران کے عیسائیوں کا وفد اور آیہ مُبَاہَلہ کا نزول

نَجْران کے عِیسائیوں کو نبی اکرم نورِ مجسّم ﷺ نے مکتوب مُبارَک تحریر فرمایا نَجْران یَمَن کا ایک بڑا شہر ہے۔ جس کے اِرد گرد دیہات اور کھیت ہیں مکہ مکرمہ سے سات منزل کے فاصلہ پر ہے۔ سرکارِ دو عالَم ﷺ نے اپنے مکتوبِ گرامی میں انہیں اسلام کی دعوت دی۔ چنانچہ ان کے رُؤَسَاء میں سے چوبیس مرد حاضر ہوئے۔ ان میں سے ایک عاقِب تھا جس کا نام عَبْدُالمَسِیح تھا اور عاقِب لقب تھا۔ ایک سَیِّد تھا اس کا نام اَیْہَم (اَ + یْ + ہَ + م) تھا۔ سَیِّد اس کا لقب تھا۔ ان کے بارے میں سورۂ آلِ عمران کی ابتدائی آیات نازل ہوئیں۔ انہوں نے نبی کریم ﷺ سے گفتگو کی اور جھگڑنے لگے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے آیت مباہلہ نازل فرمائی، جو یہ ہے:

فَمَنْ حَاجَّكَ فِيهِ مِنْ بَعْدِ مَاجَآءَكَ مِنَ الْعِلْمِ فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ اَبْنَآءَ نَا وَاَبْنَاءَ كُمْ الخ (ال عمران:۶۱)

ترجمہ: (جو شخص آپ سے جھگڑا کرے بعد اس کے کہ آپ کے پاس علم آچکا تو آپ فرما دیں آؤ ہم بلائیں اپنے بیٹوں کو تم بلا لو اپنے بیٹوں کو) نبی کریم ﷺ نے انہیں مُبَاہَلہ کرنے کا حکم دیا لیکن وہ اس سے باز رہے اور آپ ﷺ سے مندرجہ ذیل اشیاء ہر سال ادا کرنے پر صلح کرلی۔

(۱) ایک ہزار جوڑا کپڑوں کا۔ ہر جوڑے کی قیمت چالیس درہم ہو گی ہر جوڑے کے ساتھ ایک اوقیہ چاندی۔ (۲) تمیں اونٹ (۳) تمیں گھوڑے (۴) تمیں زِرہیں (۵) تمیں نیزے

آپ ﷺ نے انہیں صلح نامہ تحریر کر دیا۔ انہوں نے ایمان قبول نہ کیا۔ [۱]

(پچھلے صفحے کا بقیہ حواشی) کو تین حصہ میں تقسیم کیا ایک حصہ حضرت بَاذان رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے حضرت شَہر رضی اللہ عنہ کو دوسرا حصہ حضرت اَبُومُوسیٰ اَشْعَرِی رضی اللہ عنہ کو اور تیسرا حضرت مُعاذ بن جَبَل رضی اللہ عنہ کو عطا فرمایا۔ اَسْوَد کا عروج اسی دوران شروع ہوا۔ اپنے لشکر سے صَنْعَا پر قبضہ کرلیا۔ حضرت شَہر بن بَاذان رضی اللہ عنہما کو شہید کر دیا اور ان کی بیوی کی خواستگاری کی۔ نبی اکرم ﷺ تک اس کی اِطلاعات پہنچیں تو ہدایت فرمائی کہ جس طرح ہوسکے اس کے شر کو ختم کرو۔ حضرت شَہر بن بَاذان رضی اللہ عنہما کی بیوی نے ایک طے شدہ پروگرام کے مطابق اَسْوَد کو کثیر مقدار میں خالص شراب پلائی اپنے چچازاد حضرت فَیْرُوز دَیلَمِی رضی اللہ عنہ کے ساتھیوں کے ذریعے اَسْوَد کی قیام گاہ میں نقب لگوا کر اسے ذبح کروا دیا۔ ذبح کے دوران اس کے حلق سے گائے کی آواز کی طرح سخت خوفناک آواز نکلی۔ پہرے دار دوڑے ہوئے آئے تو اس بی بی نے باہر نکل کر انہیں روکا اور کہا خاموش ہو جاؤ تمہارے نبی پر وحی نازل ہو رہی ہے۔ نبی کریم ﷺ نے اپنے وِصَال سے ایک دو دن پہلے ہی اس کا خاتمہ کی خبر صَحَابۂ کرام رضی اللہ عنہم کو دے دی لیکن عمال کے ذریعے سے یہ خبر وصال نبوی کے بعد مدینہ منورہ پہنچی۔ مدارج النبوت اردو ترجمہ جلد ۲/ صفحہ ۶۸۹ تا ۶۹۱

[۱] مزید تفصیلات کے لئے ملاحظہ ہو طبقات ابن سعد اردو ترجمہ جلد ۲/ ۱۵۹ تا ۱۶۲

(۳۷) حضرت بَاذان بن سَاسَان رضی اللہ عنہ کا وِصَال

بہرام، جو ایران کے ساتھ سَاسَانی شاہان کے سلسلہ کا ایک بادشاہ تھا کی اولاد سے حضرت بَاذان بن سَاسَان رضی اللہ عنہ کا وِصَال ہوا۔ عہدِ نبوی میں شاہِ اِیران پَرویز جب ہلاک ہوا تو حضرت بَاذان رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کر لیا۔

حضرت بَاذان رضی اللہ عنہ کسریٰ ایران کی طرف سے یَمَن کے امیر تھے۔ وہیں انہوں نے ایمان قبول کیا اور اپنے اسلام کی خبر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمتِ عَالیہ میں بھیجی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اپنی طرف سے یَمَن کی اِمَارت پر بحال رکھا۔ یَمَن میں یہ اسلامی عہد کے پہلے امیر تھے۔ اور عجم کے بادشاہوں میں سب سے پہلے حلقہ بگوشِ اسلام ہوئے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ کا وِصَال اسی سال یعنی ۱۰ھ کو ہوا۔

(۳۸) حضرت مُعاذ رضی اللہ عنہ اور حضرت اَبُو مُوسیٰ اَشْعَرِیّ رضی اللہ عنہ کا تَقَرُّر بحیثیتِ عَامِل

اس سال یعنی ۱۰ھ کے اوائل میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت مُعَاذ بن جَبَل رضی اللہ عنہ اور حضرت اَبُو مُوسیٰ اَشْعَرِیّ رضی اللہ عنہ کو یَمَن روانہ فرمایا اور ان سے اِرْشَاد فرمایا۔

"(لوگوں کے ساتھ) آسانی کا برتاؤ کرو۔ مشکل میں نہ ڈالو۔ انہیں خوشخبری دو انہیں متنفر نہ کرو"

ان دو حضرات کو یَمَن کے دو صوبوں پر متعین فرمایا ایک صوبہ پر حضرت مُعَاذ رضی اللہ عنہ [1] کو اور دوسرے صوبہ پر حضرت اَبُو مُوسیٰ [2] رضی اللہ عنہ کو۔ یہ دونوں ایک عرصہ تک وہاں مقیم رہے پھر واپس آگئے۔

---

[1] نبی پاک صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت مُعاذ رضی اللہ عنہ سے فرمایا تم اَہلِ کِتَاب کے پاس جاؤ گے وہاں جا کر لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی توحید اور میری رِسَالت کی دعوت دینا۔ اگر اس بات کا اقرار کرلیں تو ان کو بتانا کہ اللہ تعالیٰ نے دن رات میں ۵ پنجگانہ نماز فرض کی ہے اگر اس مُعَاملَہ میں آپ کی اطاعت کرلیں تو ان کو کہنا کہ اللہ تعالیٰ نے تم پر صَدَقَہ فرض کر رکھا ہے امیروں سے وصول کرکے ان کے غُرَبَاء پر لوٹا دینا۔ نفیس اور اچھا مال صدقہ کے طور پر نہ لینا۔ مظلوم کی بد دُعَا سے بچنا کیوں کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے درمیان کوئی پردہ نہیں ہوتا۔ الزرقانی علی المواہب اللدنیہ جلد ۳/ صفحہ ۱۰۰، ۱۰۱

[2] نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے انکو عَامِل بنانے سے استدلال کیا گیا ہے کہ حضرت اَبُو مُوسیٰ اَشْعَرِیّ رضی اللہ عنہ صاحبِ علم، ذہانت اور فطانت تھے۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم انکو امیر مقرر نہ فرماتے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو انکی عقل و دانش پر اتنا اعتماد تھا کہ ان کیلئے ہدایات اور وصایا کی ضرورت محسوس نہ فرمائی اسی بنا پر حضرت فارُوق اعظم رضی اللہ عنہ، حضرت عُثمان غنی رضی اللہ عنہ اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے ان پر اِمَارت کے بارے میں اعتماد فرمایا۔ حُنَین کی جنگ کے موقع پر مسئلہ تحکیم کی وجہ سے خارجی اور رافضی لوگ آپ رضی اللہ عنہ کو غَافِل اور غیر دانشمند کہتے ہیں۔ ابن عربی اور دیگر علمائے کرام فرماتے ہیں کہ آپ رضی اللہ عنہ سے ایسا کوئی فعل سرزد نہیں ہوا جسکی بنا پر آپ رضی اللہ عنہ کو ان صِفَات کا حَامِل قرار دیا جائے۔ آپ رضی اللہ عنہ کا وہ اِرْشَاد اجتہاد کی بنا پر تھا۔ الزرقانی علی المواہب اللدنیہ جلد ۳/ صفحہ ۱۰۲

(۳۹) حضرت مُعاذ رضی اللہ عنہ کا اِعزاز

نبی اکرم نورِ مجسّم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب حضرت مُعاذ رضی اللہ عنہ کو یَمَن بھیجا تو انہیں (رخصت فرمانے کیلئے بنفسِ نفیس نکلے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں دین کے متعلق وصیتیں فرمائیں اور شریعتِ مُطہّرہ کے اَحکام تلقین فرمائے۔ اس وقت حضرت مُعاذ رضی اللہ عنہ سواری پر تھے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کجاوہ کے نیچے چل رہے تھے۔

حضرت مُعاذ رضی اللہ عنہ کے اعزاز کے لئے سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فعل مبارک کتنا عظیم الشان ہے!

حضرت مُعاذ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا آپ پیدل ہیں اور میں سوار ہوں کیا مجھے بھی اترنے کی اجازت ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "میں اپنے ان قدموں کو اللہ تعالیٰ کی راہ میں شمار کرتا ہوں"

(۴۰) حضرت عَلی اَلمُرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی یَمَن روانگی اور واپسی

زاں بعد، رَمَضانُ المُبارَک میں، حَجّۃُ الوَداع سے پہلے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عَلی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم کو لوگوں کو دعوتِ اسلام دینے کے لئے یَمَن روانہ فرمایا۔ [۱] انہوں نے آپ رضی اللہ عنہ کی دعوت کو قبول کر لیا۔ تو حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے انہیں قرآن مجید اور اَحکام شریعت سکھانے کے لئے وہیں قیام فرما لیا۔ حَجّۃُ الوَداع کی روانگی کے دنوں میں انہیں طلب فرمالیا چنانچہ آپ رضی اللہ عنہ یَمَن سے واپس تشریف لے آئے اور مکہ مکرمہ حَجّۃُ الوَداع میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے جا ملے۔

حضرت اَبُو مُوسیٰ اَشعَری رضی اللہ عنہ بھی واپس لوٹ آئے اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حَجّۃُ الوَداع میں شرکت فرمائی۔ حضرت مُعاذ رضی اللہ عنہ وہیں مقیم رہے۔

---

[۱] یَمَن کی طرف روانہ کرنے کے وقت حضرت رِسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عَلی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے لئے ایک جھنڈا تیار کرایا، اپنے دَستِ اَقدَس سے ان کے سر پر تین بل کا عِمامہ پہنایا۔ رَوانگی کے وقت حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا آپ مجھے عمر رسیدہ لوگوں کی طرف روانہ فرما رہے ہیں اور میں کم عمر ہوں فیصلے کرنا نہیں جانتا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا دَستِ مُبارَک ان کے سینہ پر رکھا اور دعا مانگی اے اللہ! اس کی زبان کو نُطقِ حَق پر ثابت رکھ اور اس کے دل کو ہدایت دے۔ اور فرمایا اے علی! جب دو جھگڑا کرنے والے آدمی تیرے پاس آئیں تو دونوں کی باتیں سنے بغیر فیصلہ نہ کرنا۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ تین سو کے لشکر کے ساتھ رَوانہ ہوئے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے مختلف ٹولیاں مختلف اطراف میں روانہ کر دیں چنانچہ وہ مال غنیمت لے کر آئے۔ پھر یَمَن کے لشکر کا سامنا ہوا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے انہیں اِسلام کی طرف بلایا انہوں نے اِنکار کر دیا تیر اندازی اور پتھروں سے حملہ شروع کر دیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے جوابی حملہ کیا تو وہ بیس مقتولین کو چھوڑ کر بھاگ گئے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے ان کا تَعاقُب کرنے سے منع فرمایا کچھ وقت کے بعد ان کو اِسلام کی طرف دوبارہ دعوت دی جس کو انہوں نے فوراً قبول کر لیا ان کے چند سرداروں نے باقی لوگوں کی طرف سے اطاعت کی بیعت کر لی۔ الزرقانی شرح المواہب اللدنیہ جلد ۳/ صفحہ ۱۰۳ مزید تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو المغازی جلد ۲/ صفحہ ۱۰۷۹ تا ۱۰۸۳

(۴۱) حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے اِرسال فرمودہ سونے کی تقسیم

اس سال حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم نے اپنی تلوار کے میان میں سونے کی کچھ مقدار بارگاہِ نبوی میں اِرسال کی۔ نبی پاک صاحبِ لولاک ﷺ نے اسے مندرجہ ذیل چار افراد میں تقسیم فرمادیا۔

(۱) عُیَینہ بن حِصن فَزاری (۲) اَقرع بن حَابِس تمیمی (۳) زَید الخَیر بن مُہلہل طائی

(۴) علقمہ بن عُلاثہ عَامری

یہ چاروں مُؤَلَّفۃُ القُلوب سے تھے۔

(۴۲) حضرت سَعد بن خَولہ رضی اللہ عنہ کا وِصال

حضرت سَعد بن خَولہ عَامری رضی اللہ عنہ کا وِصال اسی سال ہوا۔ آپ رضی اللہ عنہ بنی عَامر بن لُؤیّ قبیلہ کے فرد تھے۔ بعض علماء فرماتے ہیں کہ اس قبیلہ کے حلیف تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ سُبَیعَہ بنت حَارث اَسلَمِیّہ رضی اللہ عنہا کے خاوند تھے۔ ان کا وِصال حجۃُ الوَداع کے اَیّام میں مکہ معظمہ میں ہوا۔ نبی پاک ﷺ نے ان کے مکہ مکرمہ میں وِصال ہونے کے باعث اِظہارِ افسوس فرمایا۔

(۴۳) حَامِلہ کی عدت

حضرت (سَعد بن خَولہ رضی اللہ عنہ) کے وِصال کے وقت ان کی زوجہ حضرت سُبَیعَہ رضی اللہ عنہا حمل سے تھیں۔ ان کی وفات کے پندرہ یا بیس روز کے بعد ان کے ہاں بچے کی ولادت ہوئی۔

ان کی عدت کے بارے میں لوگوں میں اختلاف پڑ گیا۔ بعض نے کہا وفات کی عدت ان پر لازم ہے۔ بعض کہنے لگے بچہ کی پیدائش سے ان کی عدت پوری ہو چکی ہے۔ کچھ کہنے لگے دونوں عدتوں میں سے جو عدت بعد میں ختم ہو گی وہ ان کی عدت ہے۔

حضرت سُبَیعَہ رضی اللہ عنہا نے بارگاہِ نبوی میں اس کے بارے میں استفسار کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: "وضعِ حمل کے ساتھ تیری عدت ختم ہو چکی ہے لہٰذا جس سے چاہے نکاح کرلے۔" [۱]

(۴۴) حضرت ذُوالکَلَاع رضی اللہ عنہ کا بارگاہِ نبوی میں حاضر ہونے کا قصد

اس برس، نبی کریم روف ورحیم ﷺ نے حضرت جَرِیر بن عَبدُاللہ بَجَلی رضی اللہ عنہ کو حضرت ذُوالکَلَاع رضی اللہ عنہ

---

[۱] یہ حدیث مجمل طور پر بخاری جلد ۲/ صفحہ ۸۰۲ میں بروایت مختلفہ موجود ہے۔

کی جانب رَوانہ فرمایا وہ (اس وقت) حد سے تجاوز کر چکے تھے حتی کہ رب ہونے کا دعوی کرنے لگے۔ طَائِف اور یَمَن کے بادشاہوں میں سے تھے۔

جب مکتوبِ نبوی ان تک پہنچا انہوں نے اِطَاعت کا اِظہار کیا اور بارگاہِ نبوی میں حاضری کے قصد سے روانہ ہوئے۔ دورانِ راہ ہی نبی کریم ﷺ کے وِصَال کی خبر ملی۔ وصال نبوی کی خبر سننے کے بعد حضرت جَرِیر رضی اللہ عنہ واپس مدینہ منورہ آگئے اور حضرت ذُوالکَلَاع رضی اللہ عنہ اپنے علاقہ کی جانب لوٹ گئے اور وہیں ٹھہرے رہے یہاں تک کہ عہد فاروقی میں آپ رضی اللہ عنہ حضرت فارُوقِ اعظم رضی اللہ عنہ کی خدمت میں وفد لے کر حاضر ہوئے۔ اس وقت ان کے ساتھ بارہ ہزار غلام تھے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے سامنے اطاعت کا اظہار کیا اور چار ہزار غلام آزاد کئے۔

حضرت عمر فَارُوق رضی اللہ عنہ ان سے کہنے لگے۔

"اے ذُوالکَلَاع باقی غلام میرے ہاتھ فروخت کردو۔"

"انہوں نے کہا وہ بھی اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر آزاد ہیں" [1]

حضرت اِمام اَبُو عُمر بن عَبدُالبَر رضی اللہ عنہ استیعاب میں لکھتے ہیں۔

"حضرت ذُوالکَلَاع رضی اللہ عنہ کی صَحابیّت کے بارے میں مجھے علم نہیں ہاں انہوں نے نبی کریم ﷺ کی ظاہری حیات میں اِسلام قبول کیا اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں (مدینہ منورہ) آئے اور ان سے روایت کی" [2]

(۴۵) حج کے مہینوں میں عُمرہ کا جَواز

حَجَّۃُ الوَدَاع کے سَفَر کے دوران نبی کریم ﷺ جب مقام سَرِف پر پہنچے جو مکہ مکرمہ سے دس میل کے

---

[1] حضرت ذُوالکَلَاع رضی اللہ عنہ نے حضرت فارُوقِ اعظم رضی اللہ عنہ کی خدمت میں عرض کیا "اے امیرالمومنین! میرا ایک گناہ بہت بڑا ہے مجھے خَوف ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے نہیں بخشے گا" پوچھا "وہ گناہ کیا ہے" وہ بیان کرنے لگے "ایک دن ایک جماعت میری عبادت کر رہی تھی میں چھپ گیا اس کے بعد ایک جگہ اپنے آپ کو ظاہر کیا جب انہوں نے مجھے دیکھا تو سب نے مجھے سجدہ کیا اس وقت ان کی تعداد ایک لاکھ کے قریب تھی" حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ فرمانے لگے "خالص توبہ" رجوع الی اللہ اور گناہ کو دل سے نکال دینا مَغفِرَتِ الٰہی کا سبب ہے۔ گناہ کتنا ہی بڑا ہو اللہ تعالیٰ معاف فرما دیتا ہے" مدارج النبوت اردو ترجمہ جلد ۲/ صفحہ ۶۸۴

[2] الاستیعاب علی حامش الاصابہ جلد ۱/ صفحہ ۴۸۶

فاصلہ پر ہے تو جن صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ ہدی کے جانور نہ تھے، کو حکم دیا کہ اپنا حج کا اِحرام فسخ کر کے عمرہ کا احرام باندھ لیں۔ [1]

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ حکم کُفّار کی تردید کے لئے دیا جو یہ کہتے تھے کہ حج کے مہینوں میں عمرہ جائز نہیں۔ [2]

(۴۶) حضرت عَائشہ صِدّیقہ رضی اللہ عنہا کا عمرہ

ہفتہ کے دن ذی الحجہ کی تین تاریخ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سَرِف کے مقام پر پہنچے وہاں حضرت ام المومنین حضرت عَائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو حیض شروع ہو گیا عید کے دن آپ رضی اللہ عنہا حیض سے پاک ہوئیں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں ان کے برادر حقیقی حضرت عبدُالرّحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہما کے ہمراہ رَوانہ فرمایا اور آپ رضی اللہ عنہا نے بدھ کی رات چودہ ذی الحجہ کو تَنعِیم کے مقام سے عمرہ ادا فرمایا۔ [3] اس کی کچھ تفصیل پہلے مذکور ہو چکی ہے۔

(۴۷) حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اور دِیَت کا پیچیدہ مسئلہ

حَجَّۃُ الْوَدَاع سے پہلے، یَمَن کی جانب حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی دوسری مہم کے بعد، وہاں قیام کے دوران ایک عجیب واقعہ رونما ہوا جس کی تفصیل یہ ہے۔

یَمَن کے کچھ لوگوں نے شیروں کو مارنے کے لئے ایک کنواں کھودا۔ اس کی جگہ کو چھپا دیا اور اسے ڈھانپ دیا۔ ایک شیر اس میں گر پڑا۔ لوگ اسے دیکھنے کے لئے آنے لگے ان تماشائیوں میں سے ایک آدمی کنوئیں میں گرا۔ گرتے وقت اس نے دوسرے آدمی کو پکڑ لیا دوسرے نے تیسرے آدمی کو تیسرے نے چوتھے آدمی کو پکڑا یہ چاروں کنوئیں میں گر پڑے شیر نے ان چاروں کو مار ڈالا۔ اس پر ایک آدمی نیزہ لے کر نیچے آیا اور اس نے شیر کو قتل کر ڈالا۔

مَقتُولین کے وُرَثاء حضرت علی شیرِ خُدا رضی اللہ عنہ کے پاس مقدمہ لے گئے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے ان سے فرمایا۔

تمہارے لئے ۱/۴، ۱/۳، ۱/۲ اور کامل دِیَت، کنواں کھودنے والے کے ذمہ واجب ہے۔

سب سے نچلے والے کے لئے ۱/۴ دِیَت کیوں کہ اس کے اوپر تین مزید ہلاک ہوئے دوسرے کے لئے

---

[1] صحیح بخاری جلد ۱/ صفحہ ۲۱۱۔

[2] اَحْنَاف کے نزدیک اَیّامِ تَشرِیق یومِ نحر اور یوم عَرَفہ کے سوا سارا سال عمرہ جائز ہے۔ امام احمد بن حَنبل کے نزدیک کسی وقت بھی مکروہ نہیں ہے اور اِمام مَالک رضی اللہ عنہ کے نزدیک حج کے مہینوں میں مکروہ ہے۔ عینی شرح بخاری بحوالہ حواشی بخاری جلد ۱/ صفحہ ۲۳۹

[3] ملاحظہ ہو بخاری شریف جلد ۱/ صفحہ ۲۱۱، ۲۳۹، ۲۴۰

۱/۳ دیت، کیوں کہ اس کے اوپر دو ہلاک ہوئے۔ تیسرے کے لئے نصفت دیت، کیوں کہ اس کے اوپر ایک آدمی ہلاک ہوا۔ اور سب سے اوپر والے کے لئے پوری دیت واجب ہے۔

اگر تم راضی ہو جاؤ تو یہ فیصلہ ہے اگر رضامند نہ ہو تو تمہارا کوئی حق نہیں یہاں تک کہ دربارِ رِسالت مآب ﷺ میں حاضر ہو جاؤ۔ وہ تمہارا فیصلہ فرمائیں گے۔

وہ لوگ آپ رضی اللہ عنہ کے فیصلہ پر راضی نہ ہوئے نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اپنا واقعہ بیان فرمایا تو آپ ﷺ نے فرمایا:

"میں ان شاء اللہ تمہارا فیصلہ کروں گا" ان میں سے بعض نے عرض کیا۔ "حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فیصلہ کر دیا ہے" پوچھا انہوں نے کیا فیصلہ کیا ہے انہوں نے وہ فیصلہ بیان کر دیا تو فرمایا: "فیصلہ اسی طرح ہے جس طرح انہوں نے کیا ہے"

(۴۸) حضرت فَرْوَہ بن عُمَر جُذَامی رضی اللہ عنہ کا قبولِ اِسلام

اسی سال، حضرت فَرْوَہ بن عُمَر جُذَامی رضی اللہ عنہ حلقہ بگوشِ اِسلام ہوئے۔ آپ رضی اللہ عنہ رُوم کے بادشاہ کی طرف سے شام کے ملک میں بَلْقَاء کے گورنر تھے۔

انہوں نے نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں عریضہ اِرسال کیا جس میں اپنے اِیمان لانے کی اطلاع دی۔ نیز بارگاہِ نبوی میں عریضہ کے ساتھ مندرجہ ذیل اشیاء بھی بھیجیں۔

(۱) سیاہی مائل سفید خچر جس کا نام فِضّہ تھا۔
(۲) گھوڑا اس کا نام ظَرِب [۱] تھا۔
(۳) یَعْفُور نامی گدھا۔ یہ یَعْفُور اس یَعْفُور کے علاوہ ہے جسے مُقوقِس نے بھیجا تھا۔ [۲]
(۴) نفیس باریک کپڑے کی قبا جس پر سونے کے منکے لگے ہوئے تھے۔

علاوہ ازیں کپڑے اور اشیا تھیں۔ حضرت رِسالت مآب ﷺ نے انہیں قبول فرما لیا۔

---

[۱] اس کا تلفظ دو طرح سے ہے (۱) ظَ + رِ + ب ظَرِب (۲) ظِ + رُ + ب ظَرُب
[۲] لمعفور نبی کریم ﷺ کی حجۃ الوداع سے واپسی پر جان بحق ہو گیا۔ ایک قول یہ بھی ہے کہ نبی کریم ﷺ کے وِصَال مبارک کے دن یَعْفُور نے اپنے آپ کو ابی ہیثم بن تیہان کے کنوئیں میں گرا لیا اور وہی کنواں اس کی قبر بن گیا۔ الزرقانی علی المواہب اللدنیہ جلد ۳/ صفحہ ۳۹۰

حضرت فَروَہ رضی اللہ عنہ کی وفات اِسلام پر ہوئی [1]

(۴۹) وُفُود کی آمد

جو وُفود ۹/ھ کو نہ آسکے ان میں سے بعض وُفُود اس سال بارگاہِ نبوی میں حاضر ہوئے۔ [2]

(۵۰) حضرت عَدِیّ بن حَاتم طائی رضی اللہ عنہ کا قبولِ ایمان

شعبان المعظم کے مہینہ میں حضرت عَدِیّ بن حَاتم رضی اللہ عنہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمتِ عالیہ میں حاضر ہوئے اور اِیمان قبول کیا اس سے پہلے وہ شام کی طرف بھاگ گئے۔ شام سے اپنی ہمشیرہ حضرت سَفّانہ بنت حَاتم رضی اللہ عنہا کے مشورہ سے واپس آئے۔ انہوں نے اپنے بھائی کو اِیمان لانے کا اشارہ کیا اور ان سے کہا:

"یہ دنیا اور آخرت میں آپ کی نجات کا سبب ہے۔" [3]

۹/ھ کے سَرَایَا کے باب میں ان کی بہن کے ایمان لانے کا ذکر گذر چکا ہے وہیں ان کے نام کا تَلَفُّظ بھی مذکور ہو چکا ہے۔

(۵۱) بَنیُ حَارِث بن کَعب کا وفد

اس برس، حضرت خَالِد بنَ وَلِید رضی اللہ عنہ کے ساتھ بَنیُ حَارِث بن کَعب کا وفد بارگاہِ نبوی میں حاضر ہوا۔ یہ لوگ اس سے پہلے حضرت خَالِد رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں پر ایمان لا چکے تھے۔ ۱۰/ھ کے باب سَرَایَا میں حضرت خَالِد رضی اللہ عنہ کی مہم میں اس کا ذکر ہو چکا ہے۔

---

[1] رُومیوں کو جب آپ رضی اللہ عنہ کے ایمان لانے کا علم ہوا تو انہوں نے آپ کو واپس بلا لیا۔ پکڑ کر قید کر دیا۔ فِلَسْطِین میں عفری کے چشمہ پر آپ رضی اللہ عنہ کی گردن اتاری اور پھر سولی پر لٹکا دیا۔ الاصابہ صفحہ ۲۱۳۔ سیرۃ ابن ہشام جلد ۴/ صفحہ ۲۶۱، ۲۶۲ قید کی حالت میں آپ کے کہے گئے اشعار کے لئے مطالعہ فرمائیں سیرت ابن ہشام صفحات مذکورہ

[2] ان وفود کی تفصیل عنقریب ملاحظہ فرمائیں گے۔

[3] اِسلام قبول کرنے سے قبل عیسائی مذہب پر تھے۔ اِسلام قبول کرنے کے بعد رِدّت کے زمانہ میں ثابت قدم رہے۔ اپنے قبیلہ کا صَدَقَہ لے کر حضرت صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ فتح عِراق میں شریک تھے۔ پھر کوفہ میں سکونت اختیار کر لی۔ جنگِ صِفِّین میں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے ہمراہ تھے۔ ۶۰/ھ کے بعد وِصَال فرمایا عمر ایک سو بیس سال تھی۔ ایک قول کے مطابق ایک سو اسی سال کی عمر میں وصال فرمایا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا جب سے میں اسلام لایا جماعت قائم ہونے سے پہلے میں باوضو ہوتا ہوں۔ ایک قول کی رو سے ۶۸/ھ کو وِصَال فرمایا۔ الاصابہ فی تمیز الصحابہ جلد ۴/ صفحہ ۴۶۸

جب وہ نبی کریم ﷺ کی خدمت عالیہ میں حاضر ہوئے تو آپ ﷺ نے حضرت قَیس بن حُصَین رضی اللہ عنہ کو ان کا اَمیر مقرر فرمایا جو اس وفد میں شامل تھے۔ [1] وہ صرف چار ماہ رہے کہ حضرت رِسالت مآب ﷺ کا وِصَال مبارک ہو گیا۔

(۵۲) وفدِ سَلَامان کی آمد

اس سال، ماہ شَوَّال میں سَلَامان کا وفد نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ یہ وفد سات اَفراد پر مشتمل تھا۔ ان کے سربراہ حضرت حَبیب بن عَمرو سَلامانی رضی اللہ عنہ تھے۔ وہ سارے مشرف باسلام ہو گئے۔ اور اپنے علاقہ میں واپس چلے گئے۔ نبی پاک ﷺ نے ان میں سے ہر ایک کو پانچ اوقیہ چاندی عطا فرمائی۔ [2]

(۵۳) معجزۂ نبوی -------- بَارانِ رحمت

نبی کریم ﷺ کا ایک معجزہ اس سال وقوع پذیر ہوا کہ سَلَامان کے وفد نے بارگاہِ نبوی میں اپنے علاقہ میں خشک سالی اور قحط کی شکایت کی۔ آپ ﷺ نے ان کے لئے یوں دعا فرمائی۔ [3]

"اے اللہ! ان کو ان کے وطن میں سیراب فرما دے"

جب وہ اپنے علاقہ میں واپس آئے تو ان کو معلوم ہوا جس دن اور جس وقت نبی پاک ﷺ نے دُعا فرمائی اسی دن اور اسی وقت اللہ تعالیٰ نے بَارِش نازل فرما دی تھی۔

(۵۴) وفدِ مُحَارِب

حَجَّۃُ الْوَدَاع کے ایام میں مُحَارِب کے وفد کی آمد ہوئی۔ یہ وفد دس اَفْراد پر مشتمل تھا۔ ان میں حضرت

---

[1] وفد میں شامل تمام اَفراد کو نبی اکرم ﷺ نے دس دس اوقیہ چاندی عطا فرمائی اور حضرت قَیس بن حُصَین رضی اللہ عنہ کو ساڑھے بارہ اوقیہ عطا فرمائی۔ حضرت خَالِد بن وَلید رضی اللہ عنہ ربیع الاول ۱۰ھ میں چار سو مسلمانوں کے ساتھ اس قوم کی طرف نَجْرَان روانہ ہوئے۔ تفصیلات کے لئے ملاحظہ ہو۔ طبقات ابن سعد اردو ترجمہ جلد ۲/ صفحہ ۱۳۷، ۱۳۸ سیرت حلبیہ جلد ۳/ صفحہ ۲۶۳، ۲۶۴

[2] مزید تفصیلات کے لئے ملاحظہ ہو طبقات ابن سعد اردو ترجمہ جلد ۲/ صفحہ ۱۲۸، ۱۲۹

[3] وفد کے ایک رکن حضرت حَبیب رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم ﷺ سے پوچھا "سب سے افضل کونسا عمل ہے" آپ ﷺ نے فرمایا "نماز کو اپنے وقت میں ادا کرنا" وفد نے ظہر اور عصر کی نمازیں سرکارِ دو عَالَم ﷺ کے ساتھ ادا کیں اور پھر بَارِش کے لئے دعا کی درخواست کی جس کی بنا پر یہ معجزہ ظہور پذیر ہوا جس کا ذکر درج کتاب ہے۔ سیرت حلبیہ جلد ۳/ صفحہ ۲۷۸

حَارث بن سواء رضی اللہ عنہ اور ان کے صاحبزادے حضرت خُزَیمَہ [1] رضی اللہ عنہ بھی شامل تھے۔ انہوں نے ایمان قبول کرلیا دوسرے وُفُود کی طرح انہیں بھی نبی کریم ﷺ نے اِجازَت مرحمت فرمائی اور اپنے گھروں کی طرف لوٹ گئے۔

(۵۵) وفدِ ہَمدان کی آمد

اسی برس ہَمدان کا وفد نبی پاک ﷺ کی خدمتِ عالیہ میں حاضر ہوا۔

ہَمدان' ہ کی زبر' میم کے سکون اور دال کے ساتھ (ہَ + مْ + دَ + ا + ن) ہے۔

یہ قحطان کی ایک بہت بڑی شاخ ہے۔

اس وفد کی آمد اس وقت ہوئی جب آپ ﷺ تبُوک سے واپس تشریف لائے۔ حضرت مَالِک بن نَمَط [2] رضی اللہ عنہ بھی ان کے ساتھ تھے۔ انہوں نے ایمان قبول کرلیا۔ حضرت مَالِک رضی اللہ عنہ کو ان کا امیر مقرر فرمایا اور وہ واپس اپنے علاقہ کو چلے گئے۔

(۵۶) وفدِ اَزْد کی آمد

اس سال' اَزْد کا وفد بار گاہِ نبوی میں حاضر ہوا۔ یہ پندرہ اَفْراد پر مشتمل تھا جن کی قیادت حضرت صُرَد

---

[1] حضرت خُزَیمَہ (بن ثَابِت) بن سواد رضی اللہ عنہ اسلام کے شدید ترین دشمنوں میں سے تھے۔ مختلف تہواروں کے اجتماعات میں نبی اکرم ﷺ جب تبلیغِ حق کے لئے تشریف لے جاتے تو آپ رضی اللہ عنہ سخت گستاخی سے پیش آتے ایک روز وفد کے اَفْراد ظہر سے عصر تک نبی کریم ﷺ کی خدمت عالیہ میں بیٹھے۔ آپ ﷺ ان میں سے ایک شخص کی جانب مسلسل دیکھتے رہے۔ پھر فرمایا میں نے تمہیں پہلے بھی دیکھا ہے انہوں نے عرض کیا ہاں آپ نے مجھے دیکھا ہے میں نے آپ کے ساتھ عُکَاظ کے میلہ میں نہایت قبیح گفتگو کی۔ آپ کی باتوں کا انتہائی نامُنَاسب جواب دیا جب آپ لوگوں کے درمیان گھوم پھر رہے تھے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہاں۔ پھر وہ عرض کرنے لگے یا رسول اللہ! اپنے ساتھیوں میں سے میں نے آپ پر بہت سختی کی میں ان تمام میں سے اسلام سے زیادہ دور تھا۔ اب میں اللہ تعالیٰ کا شکر کرتا ہوں جو مجھے آپ کی خدمت میں لایا اور میں نے آپ کی تصدیق کی اس دن کے میرے تمام ساتھی اپنے دین پر مرگئے۔ آپ ﷺ فرمانے لگے۔ یہ دل اللہ تعالیٰ کے دستِ قُدرت میں ہیں۔ انہوں نے عرض کی یا رسول اللہ میرے لئے بخشش کی دعا فرمایئے۔ کہ اللہ تعالیٰ آپ کی باتوں کے گُستاخانہ جوابات معاف فرما دے اس پر حضرت رِسَالت مآب ﷺ فرمانے لگے اسلام پچھلے سارے گناہ محو کر دیتا ہے یہ حضرت خُزَیمَہ بن ثَابت بن سواد تھے۔ سیرت حلبیہ جلد ۳/ ۲۷۵

[2] حضرت مَالِک بن نَمَط رضی اللہ عنہ اچھے شاعر تھے۔ حضرت رِسالت مآب ﷺ کے سامنے رَجَز گانے لگے ان کے اشعار کے لئے ملاحظہ ہو سیرت حلبیہ جلد ۳/ صفحہ ۲۶۴۔ طبقات ابن سعد اردو ترجمہ صفحہ جلد ۲/ ۱۳۸ تا ۱۴۰ میں ہمدان کے وفد کے متعلق اس کے علاوہ تفصیلات درج ہیں۔

بن عَبدُاللہ اَزدِی رضی اللہ عنہ کر رہے تھے۔ وفد کے قائد اور دیگر اَفراد نے اسلام قبول کر لیا۔ ؎۱

(۵۷) غَسّان کا وفد

رَمضان المبارک میں اسی سال غَسّان کا وفد حاضر ہوا یہ اَزدہی کا ایک گروہ تھا۔ وفد تین اَفراد پر مشتمل تھا۔ ایمان قبول کر لیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو بھی دیگر وُفود کی طرح اجازت مرحمت فرمادی۔ چنانچہ اِسلام قبول کرنے کے بعد واپس چلے گئے۔ ؎۲

(۵۸) زُبَید کا وفد

زُبَید کا وفد بھی اس سال باریاب ہوا۔ حضرت عَمرو بن مَعدِ یکَرِب رضی اللہ عنہ وفد کے ہمراہ تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ اور دیگر اَرکانِ وفد مشرف باسلام ہو گئے۔ ؎۳

؎۱ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں حکم دیا کہ یَمَن کے مُشرِک قَبائل سے جہاد کریں۔ حضرت صُرَد بن عَبدُاللہ رضی اللہ عنہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ روانہ ہوئے اور جُرَش شہر کا محاصرہ کر لیا جہاں یَمَن کے مُشرِک قَبائل آباد تھے۔ مسلمانوں نے ایک ماہ تک محاصَرہ جاری رکھا اور پھر محاصَرہ اٹھا کر شَکَر نامی پہاڑ میں آگئے۔ اہل جُرَش سمجھے کہ مسلمانوں نے ناکام ہو کر محاصَرہ اٹھا لیا ہے چنانچہ ان کے تَعاقُب میں نکلے۔ مسلمان ان کی تاک میں تھے ان کو آلیا اور خوب خون ریزی کی اہل جُرَش نے دو آدمی جاسوسی کے لئے مدینہ منورہ بھیج رکھے تھے۔ ایک دن وہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس موجود تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا شَکَر کس علاقہ میں ہے۔ وہ آدمی کھڑے ہوئے اور کہنے لگے ہمارے علاقہ میں ایک پہاڑ ہے جس کا نام کَشَر ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کَشَر نہیں شَکَر۔ انہوں نے پوچھا اس کے بارے میں کیا ارشاد ہے۔ فرمایا اللہ کے دنبے اس وقت وہاں ذبح کئے جا رہے ہیں اور ان کو پورے واقعہ کی اطلاع دے دی وہ دونوں پلٹ کر اپنے علاقہ میں آئے تو معلوم ہوا اسی وقت اور اسی دن ان سے حَادِثہ پیش آیا تھا۔ ان کی باتیں سن کر اہل جُرَش نے ایک وفد دربارِ رِسَالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں اپنے اِسلام قبول کرنے کی اطلاع کے لئے روانہ کیا۔ سیرت حلبیہ جلد ۳/ صفحہ ۲۶۱، ۲۶۲۔ طبقات ابن سعد اردو ترجمہ جلد ۲/ صفحہ ۱۳۵، ۱۳۶

؎۲ ان تین افراد نے عرض کیا ہم کو پتہ نہیں کہ قوم ہماری اِتباع کرے گی یا نہیں لیکن وہ اپنے ملک کی بقا چاہتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اِنعامات سے نوازا وہ واپس اپنی قوم میں آئے۔ قوم نے ان کی بات نہ مانی چنانچہ انہوں نے اپنے ایمان کو چھپائے رکھا سیرت حلبیہ جلد ۳/ صفحہ ۲۷۷۔

؎۳ حضرت عَمرو بن مَعدِ یکَرِب رضی اللہ عنہ مشہور شہسوار اور شجاع تھے۔ جیدّ شاعر تھے انہوں نے اپنے بھتیجے قَیس مرادی سے فرمایا تو اپنی قوم کا سردار ہے ہمیں خبر پہنچی ہے کہ قُریش کا ایک فرد "محمد" نامی۔ حجاز میں ظاہر ہوا ہے اور دعویٰ کرتا ہے کہ میں نبی ہوں ہمارے ساتھ چلو تاکہ اس کے بارے میں معلومات حاصل کریں اگر اپنے دعوے میں سچا ہوگا تو تجھ پر مخفی نہ رہے گا ہم ملکر اس کی اِتباع کر لیں گے ورنہ معلومات حاصل کر کے واپس آ جائیں گے قَیس نے انکار کر دیا اور ان کی رائے کو بے وقوفی قرار دیا حضرت عَمرو رضی اللہ عنہ نبی پاک صاحبِ لولاک صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچے اور اپنی قوم سمیت اِیمان قبول کر لیا جب قَیس کو اس واقعہ کی اطلاع ہوئی تو کہنے لگا

(بقیہ حواشی اگلے صفحے پر)

(۵۹) وفدِ عَبدُالقَیس

بعض علماء کے قول کے مطابق عَبدُالقَیس کا وفد اس سال حاضر خدمت ہوا ۵/ھ اور ۹/ھ کے واقعات کے ضمن میں اس کا کچھ ذکر گذر چکا ہے۔ [1]

(۶۰) وفدِ کِندَہ

کِندَہ کا وفد جو ساٹھ یا اسی سواروں پر مشتمل تھا نبی کریم ﷺ کی خدمت میں پہنچا۔ حضرت اَشعث بن قَیس رضی اللہ عنہ اور مشہور شاعر اِمرُاُالقَیس بن عَابِس کِندی رضی اللہ عنہ اس وفد میں شریک تھے۔ پورے وفد نے ایمان قبول کرلیا اور واپس چلے گئے۔

حضرت اشعث بن قَیس رضی اللہ عنہ وِصَالِ نبوی کے بعد اِرتِداد کے زمانہ میں مُرتَد ہوگئے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے لشکر نے انہیں قید کرلیا جس کے بعد حضرت اَشعث رضی اللہ عنہ دوبارہ حَلقہ بگوشِ اسلام ہوگئے اور وفات تک ایمان پر ثابت قدم رہے۔ [2]

(۶۱) وفدِ بَنِی حَنِیفَہ

یَمامہ سے بَنِی حَنِیفَہ کا وفد بھی اسی سال نبی پاک ﷺ کے پاس حاضر ہوا۔ اس میں سترہ افراد تھے۔ مُسَیلَمَہ کَذَّاب خَذَلَہُ اللہُ تَعَالٰی بھی اس میں شامل تھا۔ مُسَیلَمَہ کَذَّاب کے سوا سب نے ایمان قبول کرلیا۔

(پچھلے صفحے کا بقیہ حواشی)

اس نے میری مخالفت کی ہے میرے حکم اور رائے کو ترک کر دیا ہے اور انہیں قتل کی دھمکی دی۔ حضرت رِسَالت مآب ﷺ کے وِصَال کے بعد حضرت عَمرو بن مَعدِیکَرِب اَسوَد عَنسِیّ سے مل گئے اور ارتداد اختیار کر لیا لیکن بعد میں صدق دل سے دوبارہ حلقہ بگوشِ اِسلام ہوگئے۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے دور خِلافت میں بہت سی فتوحات میں شریک ہوئے۔ سیرت حلبیہ جلد ۳/ صفحہ ۲۵۹، ۲۶۰۔ مزید تفصیلات کے لئے ملاحظہ ہو طبقات ابن سعد اردو ترجمہ جلد ۲/ صفحہ ۱۲۳، ۱۲۴

[1] تفصیلات کے لئے ملاحظہ ہو طبقات ابن سعد اردو ترجمہ جلد ۲/ صفحہ ۱۰۵، ۱۰۶، سیرت حلبیہ جلد ۳/ صفحہ ۲۴۹ مدارج النبوت اردو ترجمہ جلد ۲/ صفحہ ۵۴۸ تا ۵۵۲، جلد ۲/ صفحہ ۶۱۳، ۶۱۴

[2] مزید تفصیلات کے لئے ملاحظہ ہو الاصابہ جلد ۱/ صفحہ ۵۱، ۵۲، طبقات ابن سعد جلد ۲/ صفحہ ۱۲۴ سیرت حلبیہ جلد ۳/ صفحہ ۲۶۰، ۲۶۱۔ مدارج النبوت اردو ترجمہ جلد ۲/ ۶۱۹، ۶۲۰ واضح رہے کہ اس وفد میں شامل اِمرَءُ القَیس سے مراد سَبعَہ مُعلَّقات میں سے پہلے مُعلّقہ کا شاعر نہیں۔ وہ الگ شخص ہے اس کا نسب یوں ہے اِمرَءُ القَیس بن حجر بن حارث بن عمرو کندی اور وفد میں شامل شخصیت کا نسب یوں ہے اِمرَءُ القَیس بن عابس بن مُنذِر رضی اللہ عنہ یہ بھی کِندہ قبیلہ سے تعلق رکھتے تھے۔ دونوں ہی شاعر تھے۔ ان کے اشعار کے لئے ملاحظہ ہو الاصابہ اور الاستیعاب وغیرہ۔

ایک قول کی رو سے مُسَیلَمہ نے بھی اس وقت اِیمان قبول کرلیا تھا لیکن پھر مُرتَد ہوگیا۔ اسی حالتِ اِرتِدَاد میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خِلافَت کے دور میں مارا گیا۔ اس کا ذکر ذرا پہلے اس سال کے واقعات میں گذر چکا ہے۔ [1]

(۶۲) بَجِیلَہ کا وفد

اس برس ماہ رَمضَانُ الْمُبارک میں ڈیڑھ سو مردوں پر مشتمل بَجِیلَہ کا وفد آیا اس میں حضرت جَرِیر بن عَبدُاللہ بَجلّی رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ حضرت جریر رضی اللہ عنہ نے ایمان قبول فرمالیا نبی پاک ﷺ کے ہاتھ پر اِسلام، نماز قائم رکھنے، زکوٰۃ کی ادائیگی اور ہر مسلمان کی خیرخواہی پر بیعت کی۔ سارا وفد حلقہ بگوشِ اسلام ہوگیا۔ [2]

(۶۳) ذِی الخَلَصَہ کا اِنہِدَام

اس سال یا ۱۱ھ کو نبی کریم ﷺ نے حضرت جَرِیر بن عَبدُاللہ بَجلّی رضی اللہ عنہ کو ذِی الخَلَصَہ کے اِنہِدَام کے لئے بھیجا۔ [3] سرایا کے باب میں ۱۱ھ کے سَرَایَا میں ہم نے اس کا ذکر پہلے کردیا ہے۔

(۶۴) وفد رھاویین

رھاویین کا وفد بھی اسی سال نبی کریم ﷺ کے پاس آیا۔ [4]

---

[1] مزید تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو سیرت حلبیہ ۳/ صفحہ ۲۵۴ تا ۲۵۶ طبقات ابن سعد اردو ترجمہ جلد ۲/ صفحہ ۱۰۷، ۱۰۸ مدارج النبوت اردو ترجمہ جلد ۲/ صفحہ ۶۳۳

[2] تفصیلات کے لئے ملاحظہ ہو۔ مدارج النبوت اردو ترجمہ جلد ۲/ صفحہ ۶۳۳ طبقات ابن سعد اردو ترجمہ جلد ۲/ صفحہ ۱۴۷، ۱۴۸

[3] نبی اکرم ﷺ نے جب ان سے ذِی الخَلَصَہ کو مسمار کرنے کی فرمائش کی تو انہوں نے عرض کیا یارسول اللہ! میں گھوڑے پر ٹھیک طرح سے سواری نہیں کرسکتا اس پر آپ ﷺ نے ان کے سینہ کو ہاتھ سے تھپتھپایا اور دعا مانگی "اے اللہ اسے مضبوط رکھ اسے ہدایت یافتہ اور ہدایت دینے والا بنا۔" آپ اپنے قبیلہ کے پچاس سواروں کے ساتھ روانہ ہوئے اور اسے جلا ڈالا۔ الاستیعاب علی ھامش الاصابہ جلد ۱/ صفحہ ۲۳۶

[4] یہ لوگ قبیلہ مذحج سے تعلق رکھتے تھے اور تعداد میں پندرہ تھے نبی پاک ﷺ ان کے پاس تشریف لائے اور دیر تک باتیں کرتے رہے۔ انہوں نے بارگاہِ نبوی میں چند تحائف پیش کئے۔ جن میں ایک گھوڑا بھی تھا۔ حسبِ دستور آپ ﷺ نے وفد کے افراد میں اِنعام تقسیم فرمایا ان میں سے چند افراد نے نبی کریم ﷺ کے ہمراہ حج میں شرکت کی۔ آپ ﷺ نے ان کے لئے ایک جھنڈا باندھا اسی جھنڈے کے ساتھ انہوں نے صِفّین میں حضرت امیر مُعاوِیہ رضی اللہ عنہ کی طرف سے جنگ کی۔ طبقات ابن سعد اردو ترجمہ جلد ۲/ صفحہ ۱۴۳ تا ۱۴۵ مدارج النبوت اردو ترجمہ جلد ۲/ صفحہ ۶۳۱، ۶۳۲

(۶۵) بنو ثعلب کا وفد

بنو ثعلب کا وفد بھی اس برس حاضر ہوا۔

(۶۶) نجران کے عیسائیوں کا وفد

نجران کے عیسائیوں کا وفد بھی اس سال بارگاہ نبوی میں باریاب ہوا۔ وفد میں عاقب اور سید نامی دو افراد بھی تھے۔ آپ ﷺ نے ان کو صلح نامہ تحریر کر کے حوالے کیا اس سال کے واقعات میں گذر چکا ہے۔ [۱]

(۶۷) وفد بنی عبس

نو افراد پر مشتمل بنی عبس کا ایک وفد بھی اس سال حاضر ہوا۔

عبس عین کی زبر اور با کے سکون کے ساتھ (عَ + ب + س) ہے۔

یہ لوگ پہلے ایمان قبول کر چکے تھے لیکن انہوں نے بعض لوگوں سے سن رکھا تھا کہ جو ہجرت نہ کرے اسکا اسلام معتبر نہیں۔ انہوں نے ترکِ ہجرت کی اجازت طلب کی۔ آپ ﷺ نے انکو اجازت عطا فرمادی اور انہیں فرمایا:

"جہاں بھی رہو اللہ سے ڈرتے رہو وہ ہرگز تمہارے اعمال کے ثواب سے کچھ بھی کمی نہ فرمائے گا۔"

(۶۸) وفد غامد

یمن کے علاقے سے قبیلہ ازد کی ایک شاخ غامد کا وفد اس سال حاضر بارگاہ نبوی ہوا یہ دس افراد پر مشتمل تھا۔ انہوں نے اسلام کا اقرار کیا۔ نبی کریم ﷺ نے ان کو احکام اسلام لکھ کر عطا فرمائے کچھ دن انہوں نے مدینہ منورہ میں قیام کیا پھر اپنے علاقہ میں چلے گئے۔ [۲]

(۶۹) خولان کا وفد

اس سال ماہ شعبان المعظم میں، یمن کے ایک قبیلہ خولان کا وفد جو دس افراد پر مشتمل تھا نبی پاک صاحب لولاک ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور اسلام قبول کیا۔ آپ ﷺ نے انہیں دین کے فرائض اور احکام سکھائے۔ نیز اس بت کو توڑنے کا حکم دیا جو ان کے علاقہ میں تھا۔ واپس جا کر انہوں نے وہ بت توڑ دیا اس سے

---

[۱] اسی فصل کا عنوان نمبر ۳۵ ملاحظہ ہو۔

[۲] مزید تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو سیرت حلبیہ جلد ۳/ صفحہ ۲۷۸۔ طبقات ابن سعد اردو ترجمہ جلد ۲/ صفحہ ۱۴۶،۱۴۵ مدارج النبوت جلد ۲/ صفحہ ۶۳۲، ۶۳۳

پہلے وہ اپنے اموال میں سے کچھ حصہ اللہ تعالیٰ کے لئے نکالتے اور کچھ حصہ اس بت کے لئے الگ کرتے اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں یہ آیہ مبارکہ نازل فرمائی تھی۔

وَجَعَلُوْا لِلّٰهِ مِمَّاذَرَأَ مِنَ الْحَرْثِ وَالْاَنْعَامِ نَصِيْبًا فَقَالُوْا هٰذَا لِلّٰهِ بِزَعْمِهِمْ وَهٰذَا لِشُرَكَآئِنَا (الانعام:۱۳۷)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے جو کھیتی اور چوپائے پیدا فرمائے اس میں کچھ اللہ تعالیٰ کے لئے مخصوص کرتے ہیں اور اپنے گمان کے مطابق یوں کہتے ہیں کہ یہ حصہ اللہ تعالیٰ کے لئے ہے اور یہ حصہ ان کے شریکوں کا ہے۔ [1]

(۷۰) وفدِ بَنی عَامِر

بَنی عَامِر بن صَعصَعَہ کا وفد اس سال حاضر ہوا۔ اس وفد میں دوسرے لوگوں کے ساتھ دو کافر بھی تھے جن کے نام یہ ہیں:

۱۔ عَامِر بن طُفَیل ۲۔ اربد بن رَبِیعَہ

یہ دونوں خفیہ طور پر دھوکے سے نبی پاک ﷺ کو قتل کرنے کا ارادہ رکھتے تھے۔ جب وہ بارگاہ نبوی میں پہنچے تو اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرتِ کاملہ سے ان دونوں کے شر سے آپ ﷺ کو محفوظ رکھا۔ ان دونوں میں سے اربد آسمانی بجلی سے ہلاک ہوگیا اور عَامِر پر اللہ تعالیٰ نے ایک پھوڑا سا مسلط فرمادیا جو اس کے بدن پر اونٹ کی رسولی کی طرح تھا۔ وہاں سے اپنے علاقہ کی طرف بھاگنے کے لئے وہ اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر روانہ ہوا دورانِ سفر اللہ تعالیٰ نے گھوڑے کی پیٹھ پر اس کی روح قبض فرمائی۔ [2]

(۷۱) حضرت بُدَیل رضی اللہ عنہ کا دورانِ سفر انتقال

اسی سال عَاص بن وَائِل کے غلام حضرت بُدَیل بن اَبِی مَارِیَہ رضی اللہ عنہ تجارت کے لئے شام کی طرف گئے

---

[1] وفد خولان کے متعلق مزید تفصیلات کے لئے رجوع فرمائیں مدارج النبوت اردو ترجمہ جلد ۲/ صفحہ ۶۳۱ سیرت حلبیہ جلد ۳/ صفحہ ۲۷۴، ۲۷۵۔ طبقات ابن سعد اردو ترجمہ جلد ۲/ صفحہ ۱۱۸، ۱۱۹

[2] مزید تفصیل کیلئے ملاحظہ ہو۔ سیرت حلبیہ جلد ۳/ صفحہ ۲۴۶ تا ۲۴۸۔ طبقات ابن سعد جلد ۲/ صفحہ ۹۹ تا ۱۰۱۔ مدارج النبوت اردو ترجمہ جلد ۲/ صفحہ ۶۱۱ تا ۶۱۳، سیرت ابن ہشام جلد ۴/ صفحہ ۲۱۳ تا ۲۱۹۔ نوٹ: اربد کے نسب میں اختلاف ہے بذل القوہ اور طبقاتِ ابن سعد میں اربد بن ربیعہ مذکور ہے۔ سیرت ابن ہشام اور سیرت حلبیہ میں اربد بن قیس ہے۔ مدارج النبوت میں دونوں روایتیں مذکور ہیں۔

ان کے ساتھ تمیم داری اور عدی بن بداء تھے جو عیسائی مذہب کے پیروکار تھے۔ حضرت ابن ابی ماریہ رضی اللہ عنہ کا (دورانِ سفر) انتقال ہوگیا انہوں نے ایک وصیت لکھی اور پوشیدہ طور پر اپنے مال میں رکھ دی۔ دو ساتھی مال اور وصیت لے کر واپس آئے۔ اس میں ایک جام کم تھا جسے تمیم اور عدی نے لے لیا تھا۔ ان کے بارے میں یہ آیات نازل ہوئیں۔

یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا شَهَادَةُ بَیْنِكُمْ اِذَا حَضَرَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ حِیْنَ الْوَصِیَّةِ اثْنٰنِ ذَوَا عَدْلٍ مِّنْكُمْ اَوْ اٰخَرٰنِ مِنْ غَیْرِكُمْ اِنْ اَنْتُمْ ضَرَبْتُمْ فِی الْاَرْضِ فَاَصَابَتْكُمْ مُّصِیْبَةُ الْمَوْتِ تَحْبِسُوْنَهُمَا مِنْۢ بَعْدِ الصَّلٰوةِ فَیُقْسِمٰنِ بِاللّٰهِ اِنِ ارْتَبْتُمْ لَا نَشْتَرِیْ بِهٖ ثَمَنًا وَّلَوْ كَانَ ذَا قُرْبٰی وَلَا نَكْتُمُ شَهَادَةَ اللّٰهِ اِنَّاۤ اِذًا لَّمِنَ الْاٰثِمِیْنَ○ فَاِنْ عُثِرَ عَلٰۤی اَنَّهُمَا اسْتَحَقَّاۤ اِثْمًا فَاٰخَرٰنِ یَقُوْمٰنِ مَقَامَهُمَا مِنَ الَّذِیْنَ اسْتَحَقَّ عَلَیْهِمُ الْاَوْلَیٰنِ فَیُقْسِمٰنِ بِاللّٰهِ لَشَهَادَتُنَاۤ اَحَقُّ مِنْ شَهَادَتِهِمَا وَمَا اعْتَدَیْنَاۤ اِنَّاۤ اِذًا لَّمِنَ الظّٰلِمِیْنَ○ ذٰلِكَ اَدْنٰۤی اَنْ یَّاْتُوْا بِالشَّهَادَةِ عَلٰی وَجْهِهَاۤ اَوْ یَخَافُوْۤا اَنْ تُرَدَّ اَیْمَانٌۢ بَعْدَ اَیْمَانِهِمْ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاسْمَعُوْا وَاللّٰهُ لَا یَهْدِی الْقَوْمَ الْفٰسِقِیْنَ○ (المائدہ ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۰۸)

ترجمہ: اے ایمان والو! گواہی (کا نصاب) تمہارے درمیان، جب تم میں کسی کو موت آنے لگے، وصیت کے وقت، تم میں سے دو صاحب اعتبار شخص ہیں۔ یا دوسرے دو غیرقوم (مسلم) کے، اگر تم کہیں سفر پر ہو اور تم کو موت آپڑے اگر تمہیں شبہ ہو تو ان دونوں کو نماز (عصر) کے بعد روک لو پھر وہ دونوں اللہ تعالیٰ کی قسمیں کھائیں کہ ہم اس قسم کے بدلے کوئی مول نہ لیں گے اگرچہ ہمارا رشتہ ہی کیوں نہ ہو اور نہ ہی ہم اللہ کی شہادت کو چھپائیں گے ورنہ ہم گنہگار ہوں گے○ پھر اگر پتہ چلے کہ وہ دونوں گواہ کسی گناہ کے مرتکب ہوئے ہیں تو ان لوگوں میں سے جن کے مقابلہ میں گناہ کا ارتکاب کیا ہے دو اور آدمی جو مرنے والے کے قریب تر ہوں اُن دونوں کی جگہ کھڑے ہوں پھر دونوں اللہ کی قسم کھائیں کہ ہماری قسم ان دونوں کی قسم سے زیادہ سچی ہے اور ہم نے تجاوز نہیں کیا ورنہ ہم ظالم ہوں گے○ ایسا کرنا بہت قریب ذریعہ ہے اس بات کے لئے کہ وہ شہادت کو ٹھیک طور پر ادا کردیں گے یا ڈر جائیں گے کہ قسم کھانے کے بعد قسم پھیردی جائے گی اور اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور سنو اللہ تعالیٰ فاسق لوگوں کو ہدایت نہیں دیتا۔

نماز عصر کے بعد نبی اکرم نورِ مجسّم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے قسم لی۔ پھر ان کا جھوٹ ظاہر ہوگیا تو حضرت

عَبْدُاللہ بن عَمرو بن عَاص رضی اللہ عنہ اور حضرت مُطَّلِب بن اَبِی وَدَاعہ رضی اللہ عنہ نے قسم اٹھائی چنانچہ وہ جام کے حق دار ٹھہرے۔

(۷۲) حضرت جَرِیر بن عَبْدُاللہ بَجَلی رضی اللہ عنہ کا مشرف بایمان ہونا

اس سال، رَمضَانُ المُبارک میں حضرت جَرِیر بن عَبْدُاللہ بَجَلی رضی اللہ عنہ ڈیڑھ سو ساتھیوں سمیت حلقہ بگوشِ ایمان ہوئے۔

بعض علماء نے فرمایا کہ آپ رضی اللہ عنہ ۱۱/ھ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وِصَال مُبارک سے چالیس روز قبل ایمان لائے تھے لیکن صحیح اور راجح پہلا قول ہے۔ [۱]

(۷۳) غلاموں اور نابالغ بچوں سے پردے کے بارے میں خصوصی اَحکام

یہ آیہ کریمہ اسی سال نازل ہوئی۔

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لِيَسْتَاْذِنْكُمُ الَّذِيْنَ مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ وَالَّذِيْنَ لَمْ يَبْلُغُوا الْحُلُمَ مِنْكُمْ ثَلٰثَ مَرّٰتٍ مِنْ قَبْلِ صَلٰوةِ الْفَجْرِ وَحِيْنَ تَضَعُوْنَ ثِيَابَكُمْ مِنَ الظَّهِيْرَةِ وَمِنْ بَعْدِ صَلٰوةِ الْعِشَآءِ ثَلٰثُ عَوْرٰتٍ لَّكُمْ لَيْسَ عَلَيْكُمْ وَلَا عَلَيْهِمْ جُنَاحٌ بَعْدَهُنَّ طَوّٰفُوْنَ عَلَيْكُمْ بَعْضُكُمْ عَلٰى بَعْضٍ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰيٰتِ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ۔ (النور:۵۸)

ترجمہ: اے ایمان والو! تمہارے غلاموں اور جو بچے ابھی جوانی کو نہیں پہنچے کو بھی ان تین [۲] اوقات

---

[۱] شیخ الاسلام عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے مختلف روایات پر نقد و نظر کے بعد یہ نتیجہ نکالا ہے کہ حضرت جَرِیر رضی اللہ عنہ ۱۰/ھ سے پہلے مشرف بایمان ہوئے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ نہایت حسین و جمیل تھے حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ آپ کو اس امت کا یُوسُف قرار دیتے تھے۔ عِراق کی فتوحات میں حضرت فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ نے آپ کو بَجِیْلَہ کا سردار مقرر فرمایا۔ فتح قَادِسیہ میں آپ کا بڑا حصہ تھا۔ کوفہ میں سکونت اختیار کی پھر قرقیسا آباد ہوگئے۔ ۵۱/ھ یا ۵۴/ھ میں وِصَال فرمایا۔ الاصابہ فی تمیز الصحابہ جلد۱/ صفحہ ۲۳۲

[۲] ان تین اوقات میں پردے کا اہتمام بالعموم نہیں ہوتا کیونکہ صبح کا وقت سونے کا لِبَاس اتارنے اور دن کا لباس پہننے کا وقت ہوتا ہے۔ دوپہر کو قیلولے کا وقت ہوتا ہے اور آدمی کچھ کپڑے اتار دیتا ہے۔ عِشَاء کی نماز کے بعد کا وقت دن کا لباس اتارنے اور لحاف اوڑھنے کا ہوتا ہے۔ آیہ کریمہ میں روئے سخن اگرچہ غلاموں اور بچوں کی جانب ہے لیکن دراصل خطاب آقاؤں اور والدین کی طرف ہے کہ وہ ان کو ان آداب کی تعلیم دیں۔ یاد رہے کہ اس آیہ کریمہ میں غلاموں اور نابالغ بچوں سے پردے کے متعلق خصوصی احکام ہیں۔ بالغ مردوں کو کسی وقت بھی بغیر اجازت گھروں میں داخل ہونے کی اجازت نہیں ہے۔

میں (تمہاری خَلوتوں میں آنے سے پہلے) تم سے اجازت لینی چاہئے۔ نمازِ فجر سے پہلے، دوپہر کو جب تم اپنے کپڑے اتار رکھتے ہو اور نمازِ عشاء کے بعد۔ یہ تین اَوقات تمہارے بدن کھلنے کے ہیں۔ ان تین اَوقات کے بعد تم پر یا ان پر ان کے تمہارے پاس آنے جانے میں کچھ گناہ نہیں۔ تم ایک دوسرے کے پاس آنے جانے والے ہو۔ اللہ تعالیٰ یونہی اپنی آیتیں تمہارے لئے بیان فرماتا ہے اور اللہ تعالیٰ علم و حکمت والا ہے۔

(۷۴) نبی کریم ﷺ کے لختِ جگر حضرت اِبراہیم رضی اللہ عنہ کا وِصَال:

حضرت محبوبِ رب العالمین ﷺ کے لختِ جگر حضرت اِبراہیم رضی اللہ عنہ اس سال ۱۰/ ربیع الاول منگل کے دن وِصَال فرما گئے۔ لہ ایک روایت میں یوں ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ کا وِصَال اسی سال ذی الحجہ کے آخر میں ہوا جب کہ نبی کریم ﷺ حَجۃُ الوَدَاع سے واپس آ چکے تھے۔ پہلے قول کے مطابق آپ رضی اللہ عنہ کی عمر مبارک سولہ ماہ بنتی ہے بعض علماء فرماتے ہیں کہ آپ کی عمر مبارک چوبیس ماہ (دو سال) تھی۔

(۷۵) سورج گرہن:

جس روز سرکارِ دو عَالم ﷺ کے شہزادہ حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کا وِصَال ہوا سورج کو گرہن لگ گیا بعض لوگ کہنے لگے کہ حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کی وفات کے باعث سورج کو گرہن لگا ہے اس پر آپ ﷺ نے خطبہ ارشاد فرمایا جس میں کہا

"سورج اور چاند اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے ہیں کسی کے مرنے یا جینے سے ان کو گرہن نہیں لگتا۔"

مدینہ منورہ کی جانب ہجرت نبوی کے بعد یہ دوسرا سوج گرہن تھا جو پہلے سورج گرہن کے بعد تھا پہلا سورج گرہن کا ذکر ۹/ھ کے واقعات میں ہو چکا ہے۔

لہ نبی اکرم ﷺ کو اطلاع ملی کہ حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ نزع کے عالَم میں ہیں اس وقت حضرت عَبدُالرَّحمٰن بن عَوف رضی اللہ عنہ پاس موجود تھے آپ ﷺ نے ان کا ہاتھ پکڑا اور حضرت ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ کے سرہانے پہنچے ملاحظہ فرمایا کہ وہ جان کَنی کے عالَم میں ہیں۔ انہیں اپنی آغوش میں لیا اور آپ ﷺ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوگئے اور فرمایا اے ابراہیم ہم تیری جدائی کے باعث غمگین ہیں آنکھیں روتی ہیں دل جلتا ہے اس پر حضرت عَبدُالرَّحمٰن رضی اللہ عنہ نے عرض کیا آپ بھی روتے ہیں جب کہ میت پر رونے سے منع فرماتے ہیں۔ آپ ﷺ نے جواب میں فرمایا اے ابن عَوف! یہ میت پر رحمت و شفقت ہے میں منہ نوچنے چہرہ پیٹنے، کپڑے پھاڑنے اور بین کرنے سے منع کرتا ہوں آنکھوں سے آنسو جاری ہونا رَحمت و شَفقت کے باعث ہے جو رحم نہیں کرتا اس پر رحم نہیں کیا جاتا۔ حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کو ان کی دَایَہ نے غُسل دیا۔ ایک قول کے مطابق حضرت فَضل بن عَبّاس رضی اللہ عنہما نے نہلایا حضرت عَبدُالرَّحمٰن بن عَوف رضی اللہ عنہ نے پانی ڈالا۔ نبی کریم ﷺ نے خود نمازِ جنازہ پڑھائی۔ جَنّتُ البقیع میں آپ رضی اللہ عنہ کو دفن کیا گیا۔ قبرِ اَنور پر پانی چھڑکا گیا اور نشان لگایا گیا۔ نبی کریم ﷺ بہ نفس نفیس پتھر اٹھا کر لائے اور قبر پر لگایا۔ مدارج النبوت اردو ترجمہ جلد ۲/ صفحہ ۷۷۴، ۷۷۵

فصل یازدھم

۱۱/ ہجری کے واقعات

(۱) وفدِ نَخَع کی آمد

اس سال، محرم الحرام کے مہینہ میں نبی پاک صاحبِ لولاک ﷺ کے دربار میں وفد نَخَع باریاب ہوا۔

نَخَع نون کی زبر اور خاء کے ساتھ (نَ + خَ + ع) ہے۔

یہ قبیلہ یمن کا رہنے والا تھا اور مذحج کی ایک شاخ تھا۔ نبی کریم ﷺ کی خدمتِ اُقدس میں حاضر ہونے والا آخری وفد ہے جو دو سو افراد پر مشتمل تھا۔ اس میں مندرجہ ذیل افراد شامل تھے۔

حضرت عَمرو بن زُرارہ رضی اللہ عنہ کے والد حضرت زُرارہ بن عَمرو رضی اللہ عنہ،

حضرت زُرارہ بن قَیس بن حَارِث نَخعی رضی اللہ عنہ

سارے وفد نے ایمان کا اقرار کیا۔ یہ لوگ قبل ازیں حضرت مُعاذ بن جَبَل رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر اسلام قبول کرچکے تھے جب آپ رضی اللہ عنہ وہاں قیام پذیر تھے۔ حضرت رِسالت مآب ﷺ نے ان پر خُوشنُودی کا اِظہار فرمایا ان کے لئے دعا فرمائی اور ان کی تعریف فرمائی۔ [۱]

ایک قول یہ ہے کہ یہ وفد نصف رجب کو باریاب ہوا۔

---

[۱] وفد کے ایک شخص زُرارہ بن عَمرو رضی اللہ عنہ نے عرض کیا میں نے اس سَفر میں عجیب و غریب خواب دیکھا ہے فرمایا کیا دیکھا ہے عرض کیا میں نے دیکھا کہ ایک سرخ و سیاہ گدھی نے بچہ جنا ہے نبی کریم ﷺ نے فرمایا کیا تو اپنی حاملہ بیوی کو چھوڑ آیا ہے اس نے عرض کیا ہاں فرمایا اس کے ہاں بچہ کی ولادت ہوئی ہے جس کا یہ رنگ ہے۔ اس نے عرض کیا یہ سرخ اور سیاہ رنگ کیا ہے فرمایا میرے قریب ہو پھر فرمایا کیا تیرے جسم میں برص کا نشان ہے جسے تو لوگوں سے چھپاتا ہے اس نے کہا قسم خدا کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے اس بات سے کوئی باخبر نہیں لیکن حقیقت یہی ہے۔ پھر حضرت زُرارہ رضی اللہ عنہ نے اور بھی خوابیں بیان کیں جن کی تعبیر آپ ﷺ نے بیان فرمائی۔ تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو مدارج النبوت اردو ترجمہ جلد ۲/ صفحہ ۶۲۸، ۶۲۹ سیرت حلبیہ جلد ۲/ صفحہ ۲۷۹، ۲۸۰ طبقات ابن سعد جلد ۲/ صفحہ ۱۴۶، ۱۴۷

(۲) حضرت نُفیسہ رضی اللہ عنہا ----- نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی لونڈی

اسی سال، ماہ ربیع الاول جس میں سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا وِصال مبارک ہوا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زَینَب بنت جَحش رضی اللہ عنہا کی ہِبہ کردہ لونڈی پر قبضہ حاصل فرمایا۔ اس لونڈی کا نام حضرت نُفیسہ رضی اللہ عنہا ہے۔

(۳) شہدائے اُحُد کی نمازِ جنازہ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے شہدائے اُحُد پر نماز جنازہ ادا فرمائی ان کے لئے دعا استغفار فرمایا۔ یہ ان کی شہادت کے آٹھ برس بعد وقوع پذیر ہوا۔

(۴) اَہلِ بَقیع کے لئے اِستِغفار

اس سال آدھی رات [۱] کے وقت نبی اکرم نورِ مُجَسّم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے غلام حضرت اَبُو مُوَیہبہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ جنّتُ البقیع کی طرف تشریف لائے۔ اور ان سے فرمایا میرے ساتھ چلو مجھے اَہلِ بَقیع کے لئے استغفار کا حکم دیا گیا ہے۔ چنانچہ بَقیع تشریف لائے اور دیر تک اہل بَقیع کی لئے مغفرت طلب فرمائی۔ [۲] پھر فرمایا:

"اے اَبُو مُوَیہبہ تاریک رات کے حصہ کی طرح فتنے آ رہے ہیں ایک دوسرے کے ساتھ ملا ہوا ہے اور آنے والا پہلے سے زیادہ برا ہے۔"

پھر ارشاد فرمایا:

"مجھے دنیا کے خزانے اور جو کچھ ان میں ہے عطا کئے گئے ہیں۔ مجھے دنیا میں ہمیشہ رہنے زاں بعد دخول جنت اور اپنے رب کی ملاقات کے درمیان اختیار دیا گیا ہے۔ میں نے اپنے پروردگار کی ملاقات اور جنت کو اختیار کرلیا ہے۔" [۳]

---

[۱] نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جنّتُ البَقیع ماہ صفر کے آخر میں تشریف لے گئے۔ اس کے بارے میں تین روایات ہیں جن میں سے ایک روایت مصنف رحمۃ اللہ علیہ نے درج فرمائی ہے باقی دو روایات کے لئے مدارج النبوت جلد ۲/ صفحہ ۶۹۹، ۷۰۳ ملاحظہ ہو۔ پندرہ شعبان کو بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم جنت البقیع میں تشریف لے گئے۔ اس رات زیارتِ قُبُور مسنون ہے۔

[۲] اَہلِ بَقیع کے لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسی دعا فرمائی کہ حضرت اَبُو مُوَیہبہ رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ میں تمنا کرنے لگا کہ میں ان اَہلِ قُبُور سے ہوتا۔ مدارج النبوت اردو ترجمہ جلد ۲/ صفحہ ۶۹۹

[۳] ماہ صفر کی دو راتیں باقی تھیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عَلالت شروع ہوئی ایک روایت میں، ماہ ربیع الاول کا شروع بھی آیا ہے۔ مدارج النبوت جلد ۲/ صفحہ ۷۰۷

(۵) سرکارِ دو عالم ﷺ کا بیمار ہونا

ماہِ صفر کے آخری بدھ کے دن، جو اس مہینے کا تیسواں دن تھا سَرکارِ دو عَالَم ﷺ کی طَبیعت عَلیل ہوئی۔ بیماری کا آغاز معتمد قول کے مطابق حضرت مَیمُونَہ رضی اللہ عنہا کے گھر سے ہوا۔ مشہور قول، جس پر اکثر علماء کا اتفاق ہے، یہ ہے کہ آپ کی بیماری کا دورانیہ تیرہ دن تھا۔

(۶) یَہُودیُوں پر لعنت

نبی پاک صاحبِ لَولَاک ﷺ نے اسی بیماری کے اَیَّام میں فرمایا:

"اللہ تعالیٰ یہودیوں پر لعنت فرمائے کہ انہوں نے اپنے انبیاء علیہم السلام کی قبروں کو سجدہ گاہ بنالیا۔"

(۷) نماز اور غلاموں کے ساتھ حُسنِ سلوک کی تلقِین

آپ ﷺ نے اسی بیماری کے دوران فرمایا: "نماز اور اپنے غلاموں کا خیال رکھنا" [1]

(۸) حَدِیثِ قِرطَاس

اسی بیماری کے ایام میں نبی کریم ﷺ نے ارادہ فرمایا کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خِلافت کے بارے میں ایک تحریر لکھ دیں تاکہ اس بارے میں آپ ﷺ کے بعد اختلاف نہ ہو۔

یہ واقعہ سرورِ کائنات ﷺ کے وِصَال سے پانچ روز پہلے کا ہے اس وقت آپ ﷺ پر مَرَض کا شدید حملہ تھا۔ [2] حضرت عمر فارُوق رضی اللہ عنہ نے کہا "آپ ﷺ کو تحریر لکھنے کی تکلیف نہ دو۔ اللہ تعالیٰ کی کتاب ہمارے لئے کافی ہے۔ اس پر آنحضور ﷺ نے تحریر کا خیال ترک فرمادیا اور ارشاد فرمایا:

"(میری خلافت کے لئے) ابو بکر کے سوا کسی اور کے لئے اللہ تعالیٰ انکار فرماتا ہے اور صاحب ایمان رد کر دیں گے۔" صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں اسی طرح مروی ہے:

---

[1] مَرَض کے اَیَّام میں خود سرکارِ دو عالم ﷺ نے چالیس غلاموں کو آزاد فرمایا۔ مدارج النبوت اردو ترجمہ جلد ۲/ صفحہ ۷۱۰

[2] روزِ وِصَال سے پہلے آنے والی جمعرات کے دن نبی کریم ﷺ نے حضرت عَبدُ الرَّحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہما سے فرمایا کہ کاغذ اور قلم لاؤ کہ میں ابو بکر کے لئے لکھوا دوں تاکہ اس میں اختلاف نہ ہو۔ حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ نے جانے کا ارادہ کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا حق تعالیٰ منع فرماتا ہے کہ اَہلِ اِیمَان ابو بکر سے اختلاف کریں۔ اَہلِ سِیَر کہتے ہیں کہ اگر غَدِیرِ خُم میں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو خلیفہ مقرر کر دیا ہوتا تو آخر وقت میں ایسا نہ فرماتے۔ مدارج النبوت اردو ترجمہ جلد ۲/ صفحہ ۷۱۲

اس تحریر کے بارے میں جس کے لکھوانے کا آپ ﷺ نے ارادہ فرمایا، شیعوں کے قبیح فرقے کا اِفتراء، کہ یہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی خلافت کے بارے میں تھی، باطل خیال ہے۔ حدیث و سنت کی کتابوں میں اس کے صحیح ہونے کی سند صحیح یا حسن یا ضعیف کے ساتھ درست وجہ بالکل موجود نہیں ہے۔ یہ انہوں نے صرف اپنے دل سے گھڑ رکھا ہے لہٰذا اس پر اعتماد نہ کیا جائے اور نہ ہی اس کو دیکھا جائے بالخصوص جب تصریح وارد ہو چکی کہ یہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی خلافت کے متعلق تھی۔ یہ تصریح صحیح بخاری، صحیح مسلم، مسند احمد، مسند بزار، اور مشکوٰۃ وغیرہ کثیر کتب حدیث میں موجود ہے۔ ؎[1]

(۹) حضرت عائشہ صدّیقہ رضی اللہ عنہا کے حُجرہ مُقدّسہ میں قیام

اسی مَرض کے دنوں میں، نبی اکرم ﷺ نے اپنی اَزواجِ مُطہّرات رضی اللہ عنہن سے اِجازت طلب فرمائی کہ بیماری کے بقیہ اَیّام میں حضرت عائشہ صِدّیقہ رضی اللہ عنہا کے حُجرہ میں آپ ﷺ کا علاج و معالجہ کیا جائے۔ تمام امہات المومنین رضی اللہ عنہن نے اجازت دے دی۔ چنانچہ ۵/ ربیع الاول کو سرکارِ کائنات ﷺ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے حُجرہ میں تشریف لے آئے جو ان کی باری کا دن تھا۔ نبی اکرم ﷺ نے اُن کے حُجرۂ مُطہّرہ میں آٹھ دن قیام فرمایا وِصالِ مُبارک تک وہیں قیام رہا۔

(۱۰) خُطبۂ نبویہ

اسی مَرضُ الوِصال میں نبی پاک صاحبِ لولاک ﷺ مِنبر کی جانب نکلے اور مَرض کے عذر کے باعث بیٹھ کر خطبہ ارشاد فرمایا۔ اس میں آپ ﷺ نے بہت سے ان امور کے بارے میں بتایا جن کی امت کو ضرورت پڑنا تھی۔ یہ خطبہ ۸/ ربیع الاول جمعرات کے دن ارشاد فرمایا۔

(۱۱) لَوْ كُنْتُ مُتَّخِذًا خَلِيْلًا غَيْرَ رَبِّيْ لَاتَّخَذْتُ اَبَابَكْرٍ خَلِيْلًا

اسی خطبۂ مبارکہ کے دوران نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا:

؎[1] نبی اکرم ﷺ اس واقعہ کے بعد چار روز تک بحیات ظاہری دنیا میں رہے اگر حکم شرعی ہوتا تو آپ ﷺ ضرور اس کو لکھوا دیتے دنیا کی کسی طاقت سے خوف زدہ نہ ہو سکتے تھے۔ نیز بقیہ چار دنوں میں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اس تحریر کو حاصل کر سکتے تھے۔ جبکہ ان دنوں میں آپ ﷺ کو بعض اَوقات مَرض سے افاقہ بھی ہوا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کے دنیا میں وزیر ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے جو کچھ عرض کیا حالات کو مدنظر رکھ کر صائب مشورہ دیا۔ اگر حسبنا کتاب اللہ کہنا جرم تھا تو اس کے مرتکب تمام دنیا کے مسلمان ہیں جو کتاب اللہ قرآن مجید کو کامل و مکمل کتاب ہدایت اور دنیا و دین کی ضروریات کے لئے کافی و وافی سمجھتے ہیں سچ کسی نے کہا ؎ ہنر بچشمِ عَداوت بزرگ تر عیبے است

لَوْ كُنْتُ مُتَّخِذًا خَلِيْلًا غَيْرَ رَبِّيْ لَا تَّخَذْتُ اَبَابَكْرٍ خَلِيْلًا وَّلٰكِنْ اُخُوَّةُ الْاِسْلَامِ وَمَوَدَّتُهٗ

ترجمہ: اگر اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کو میں اپنا خلیل بناتا تو ابوبکر کو بناتا لیکن ان کے ساتھ مجھے اسلامی اخوت اور محبت ہے۔

بخاری کی روایت کے الفاظ یوں ہیں:

وَلٰكِنْ خُلَّةُ الْاِسْلَامِ وَمَوَدَّتُهٗ

ترجمہ: لیکن ان سے مجھ کو اسلامی محبت اور مودت ہے۔

(۱۲) وِصَالِ مُبارک کے بارے میں اشارہ

اسی خطبہ کے دوران نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

"اللہ تعالیٰ نے ایک بندے کو دنیا اس میں دیر تک رہنا اور پھر جنّت اور اپنی ملاقات کے درمیان اختیار دے دیا ہے۔ اس بندے نے اللہ تعالیٰ سے ملاقات اور اس کے پاس نعمتوں کو پسند کر لیا ہے۔"

حضرت اَبُوْ سَعِید خُدرِی رضی اللہ عنہ نے فرمایا

"سرکارِ دو عَالَم ﷺ کے اِرْشَاد کو ہم میں سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے سوا کوئی اور نہ سمجھ سکا۔ آپ رضی اللہ عنہ یہ سن کر رو پڑے (بعد میں ہمیں پتہ چلا جسے انہوں نے اسی وقت سمجھ لیا کہ) اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوبِ پاک ﷺ کو اختیار عطا فرمایا تھا۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہم میں سب سے زیادہ علم والے تھے۔"

(۱۳) حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے سوا تمام صحابہ کی کھڑکیوں کو بند کرنے کا حکم

اسی خطبہ میں سرکارِ کائنات فخرِ مَوجُودات ﷺ نے فرمایا:

"ابوبکر رضی اللہ عنہ کے سوا سب لوگوں کی مسجد میں کھلنے والی کھڑکیوں کو بند کر دیا جائے۔"

(چنانچہ اس ارشاد مبارک کی تعمیل میں) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ (کے مکان) کی کھڑکی کے سوا تمام لوگوں کی کھڑکیاں بند کر دی گئیں۔

یہ کھڑکی مدینہ منورہ میں مَسجِدِ نبوی کی مغربی جانب اب بھی موجود ہے۔ اس پر سنہری حروف سے یہ

عبارت لکھی ہوئی ہے:

هٰذِهٖ خَوْخَةُ سَيِّدِنَا اَبِیْ بَكْرِنِ الصِّدِّيْقِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ۔

ترجمہ: "یہ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی کھڑکی ہے۔"

(۱۴) آں اَمَنَ النَّاس بَرْ مَولاَئے ما

اسی خطبہ مبارکہ میں سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"لوگوں میں سے صحبت اور مال کے بارے میں مجھ پر سب سے بڑھ کر احسان کرنے والے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں۔"

(۱۵) اَنْصَار کے متعلق وَصِیَّت

اسی خطبۂ مبارکہ میں اَنْصَار کے بارے میں یوں وَصِیَّت فرمائی:

"اَنْصَار کے بارے میں تمہیں نیکی کی وَصِیَّت کرتا ہوں ان میں سے نیکوکار کو قبول کرو اور زیادتی کرنے والے سے درگذر کرو۔"

(۱۶) حضرت خاتونِ جَنَّت رضی اللہ عنہا سے سَرگوشی

بیماری کے اَیّام میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی لختِ جگر حضرت فَاطِمَۃُ الزَّھْرَاء رضی اللہ عنہا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئیں۔ سرگوشی کے انداز میں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا کہ میرا وِصَال اسی مَرض میں ہو جائے گا۔ اس پر وہ رونے لگیں۔ دوبارہ سرگوشی میں ارشاد فرمایا کہ اَہْلِ بَیْت میں سے سب سے پہلے تم مجھ سے ملو گی اس پر وہ مسکرانے لگیں۔

ایک روایت میں ہے کہ دوبارہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں سرگوشی میں ارشاد فرمایا:

"کیا آپ اس پر راضی نہیں کہ آپ جنتی عورتوں کی سردار بنیں۔"

دونوں روایتوں میں تطبیق اسی طرح دی گئی ہے کہ دوسری سرگوشی میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے دونوں باتیں کہی تھیں کیونکہ اس میں کوئی منافات نہیں۔

(۱۷) چالیس غُلامُوں کی آزادی

اسی مَرَضُ الْوِصَال میں نبی پاک صاحبِ لَولاک صلی اللہ علیہ وسلم نے چالیس اَفْرَاد آزاد فرمائے۔

(۱۸) نمازِ جنازہ کے بارے میں وَصِیّت

بیماری کے اَیّام میں، نبی کریم ﷺ نے جب حضرت عائشہ صِدّیقہ رضی اللہ عنہا کے حُجرۂ مُطہّرہ میں مقیم تھے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو وَصِیّت فرمائی اور اِرشاد فرمایا:

"جب میرا انتقال ہو جائے، مجھے غسل دو، کفن پہناؤ، اسی گھر میں میری قبر کے کنارہ پر اسی چارپائی پر مجھے لٹا دو اور کچھ وقت کے لئے اس حجرہ سے باہر نکل جاؤ کیونکہ سب سے پہلے میری نماز حضرت جبرِیل امین علیہ السلام ادا کریں گے پھر حضرت میکائیل علیہ السلام پھر حضرت اسرافیل علیہ السلام اور زاں بعد حضرت ملک الموت علیہ السلام اپنے لشکروں سمیت جنازہ پڑھیں گے۔ اس کے بعد میرے اَہلِ بَیت سے مرد پھر عورتیں پھر گروہ در گروہ داخل ہو کر نماز جنازہ ادا کرو۔"

نبی اکرم نورِ مُجسّم ﷺ کے اِرشاد کے مطابق ہوا۔ پہلے فرشتوں نے پھر اہلِ بَیت کے مردوں، پھر عورتوں، پھر مہاجرین سے مردوں اور پھر اَنصار کے مردوں پھر مَستُورات اور زاں بعد بچوں نے نماز جنازہ ادا کی ہر کسی نے الگ الگ نماز ادا کی کسی نے اِمامت نہ کرائی۔

(۱۹) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا تقرر بحیثیتِ اِمام

۹/ ربیع الاول جمعہ کی رات کو بیماری نے شدت اختیار کر لی۔ آپ ﷺ پر اس کے باعث تین بار غشی طاری ہو گئی اس وجہ سے نماز عشاء کے لئے تشریف نہ لا سکے تین مرتبہ ارشاد فرمایا:

ابوبکر کو حکم دو لوگوں کو نماز پڑھائے۔" [۱]

---

[۱] نبی پاک ﷺ نے فرمایا ابوبکر لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ حضرت عائشہ صِدّیقہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا ابوبکر نرم دل اور بہت رونے والے آدمی ہیں اس لئے آپ عُمر رضی اللہ عنہ کو حکم دیجئے کہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ نبی اکرم ﷺ نے دوبارہ فرمایا ابوبکر لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا نے اپنی عرض کو دوباہ دھرایا حضرت رِسالت مآب ﷺ نے پھر فرمایا ابوبکر ضرور لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ پھر فرمایا تم یُوسف والی ہو۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے اس معاملہ میں میں نے بار بار آپ ﷺ کی خدمت میں گزارش اس لئے کی کہ میرے دل میں آیا کہ لوگ اس شخص کو ناپسند کریں گے اور مَنحُوس خیال کریں گے جو آپ ﷺ کی جگہ کھڑا ہو گا۔ طبقات ابن سعد اردو ترجمہ جلد ۲/ صفحہ ۳۲۰۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو امامت کے لئے خاص فرمانے اور اس میں مُبالَغہ اور اِصرار فرمانے میں آپ رضی اللہ عنہ کی تَقدِیم خِلافت پر واضح دلیل ہے قبیلۂ قُریش سے دیگر صحابہ اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی موجودگی میں انہیں کو آگے بڑھانے میں خصوصی اشارہ ہے۔ اسی لئے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے فرمایا اللہ کے رَسُول نے آپ رضی اللہ عنہ کو مقدم کیا ہے اب کون ہے جو آپ کو موخر کرے۔ مدارج النبوت جلد ۲/ صفحہ ۱۸ا۷۔

حضور نبی اکرم ﷺ کی جگہ پر کھڑے ہو کر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے نماز پڑھائی اور باقی تین دنوں کی نماز پنجگانہ کی امامت آپ رضی اللہ عنہ نے ہی کرائی۔ اس طرح نبی اکرم نورِ مجسم ﷺ کی ظاہری حیاتِ مبارکہ میں آپ رضی اللہ عنہ نے سترہ نمازوں کی امامت فرمائی جس کا آغاز جمعہ کی رات کی عشاء کی نماز سے تھا اور آخری نماز ۱۲ ربیع الاول کی فجر کی نماز تھی۔

(۲۰) نبی کریم ﷺ کی نماز کے لئے تشریف آوری

ان تین دنوں میں بعض اوقات سرکارِ دوعالم ﷺ نے بیماری میں خِفّت محسوس فرمائی۔ ہفتہ کے روز مسجد میں نماز کے لئے تشریف لائے۔ اس وقت آپ ﷺ دو آدمیوں کا سہارا لئے ہوئے تھے اور قدم مبارک سے زمین پر لکیریں پڑ رہی تھیں۔ دورانِ نماز آپ ﷺ صف تک پہنچے۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ لوگوں کو نماز پڑھا رہے تھے۔ اس طرح وہ نماز نبی کائنات ﷺ نے لوگوں کے ساتھ ادا فرمائی۔

علماء کا اختلاف ہے کہ اس نماز میں نبی پاک صاحبِ لولاک ﷺ سب کی امامت کرا رہے تھے یا حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی اقتداء میں تھے۔ دونوں روایتیں مشہور ہیں اور کتب احادیث میں مذکور ہیں۔ [1]

(۲۱) امامتِ صدیقی میں صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کی نماز کو ملاحظہ فرما کر تبسم فرمانا

ان تین دنوں میں سے آخری روز یعنی پیر، جو نبی پاک ﷺ کی ظاہری عمر مبارک کا آخری دن تھا نماز فجر کے وقت آپ ﷺ اپنے کاشانۂ اقدس سے نکلے یہاں تک کہ حجرۂ مقدسہ کا درمیان سے چرا ہوا پردہ ہٹایا گیا۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو نمازِ فجر پڑھاتے ہوئے اور لوگوں کو پیچھے صف بستہ ملاحظہ فرمایا۔ یہ دیکھ کر آپ ﷺ کا چہرا مسکراہٹ سے کھل گیا اور خوش ہوئے۔ واپس گھر میں تشریف لے آئے۔ اسی دن آپ ﷺ کا وِصال ہو گیا۔

(۲۲) دوا

ایامِ مرض میں، جب بیماری نے شدت اختیار کر لی نبی کریم ﷺ نے گفتگو ترک فرما دی۔ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے آپ ﷺ کو لَدُود پلائی' یہ ایسی دوا ہے جو منہ میں ڈالی جاتی ہے کیوں کہ انہیں گمان تھا کہ آپ ﷺ کو "ذات الجنب" ہے۔ آپ ﷺ نے اِشارہ سے یہ دوا پلانے سے منع فرمایا۔ اس وقت موجود لوگ

---

[1] ارشاد نبوی ہے کہ کوئی نبی دنیا سے اس سے پہلے نہیں گیا جب تک اپنی امت کے کسی صالح بندے کے پیچھے اس نے نماز نہ پڑھی۔ مدارج النبوت اردو ترجمہ جلد ۲/ صفحہ ۷۱۸۔

کہنے لگے کہ بیمار کے دوا کو ناپسند کرنے کی وجہ سے یہ اِرشاد مبارک ہے چنانچہ انہوں نے وہ دوا پلا دی۔
جب افاقہ ہوا فرمایا: "ذَاتُ الْجَنْب شیطان سے ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے اس سے بچایا ہوا ہے۔"
آپ ﷺ نے تمام سے قِصَاص لینے کا حکم دیا اور فرمایا:
"عَبّاس کے سوا جو کوئی گھر میں ہے اسے لَدُود پلایا جائے کیونکہ یہ دوا پلانے میں شریک نہ تھے۔"
چنانچہ حضرت عَبّاس رضی اللہ عنہ کے سوا، گھر میں موجود تمام افراد کو قِصاص کے طور پر لدود پلائی گئی۔ [1]
علامہ گازرونی رحمۃ اللہ علیہ نے سیرت میں تحریر فرمایا:
جس روز آپ ﷺ کو لَدُود پلایا گیا وہ اتوار کا دن تھا اور ربیع الاول کی گیارہ تاریخ تھی۔

(۲۳) سات کنوؤں کے پانی سے غُسل

عَلَالَت کے دنوں میں نبی پاک صاحبِ لولاک ﷺ نے فرمایا:
سات کنوؤں سے پانی کی سات مشکیں لاؤ ان مشکوں کے منہ کے تسمے (یہاں آنے تک) نہ کھولے جائیں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے وہ پانی پیش کیا تو آپ ﷺ نے اس میں سے کچھ پانی کے ساتھ غسل فرمایا۔

(۲۴) مِسْوَاک کا استعمال

عَلَالَت کے آخری روز نبی کریم ﷺ نے ترمِسْوَاک اِسْتِعْمَال فرمائی جسے آپ ﷺ نے حضرت عَبْدُالرَّحْمٰن بن اَبِی بَکر صِدِّیق رضی اللہ عنہما کے ہاتھ میں دیکھا تھا۔ [2]

---

[1] نبی اکرم ﷺ نے چاہا کہ امت کو آخر وقت میں بھی دائرۂ سیاست سے باہر نہ کریں اور اَحکامِ شَرِیْعَت ان پر جاری کریں۔ نیز آپ ﷺ نے پسند نہ فرمایا کہ کل قیامت کے دن وہ بیبیاں آپ ﷺ کی ایذا دہی کے جرم میں ماخوذ ہو کر آئیں۔ اس بناء پر قِصَاص لے کر ان کو پاک و صاف فرما دیا۔ قِصَاص سے مقصود ادب سکھانا تھا نہ کہ انتقام لینا۔ مدارج النبوت اردو ترجمہ جلد ۲/ صفحہ ۷۱۱۔

[2] حضرت عَبْدُالرَّحْمٰن رضی اللہ عنہ سے وہ مِسْوَاک حضرت عَائِشَہ صِدِّیقَہ رضی اللہ عنہا نے اِشَارۂ نبوی کے مطابق لی، اسے اپنے دانتوں سے نرم کیا اور سرکارِ دو عالم ﷺ کی خدمت میں پیش کی آپ نے خوب مِسْوَاک فرمائی اور اس سے زائد فرمائی جتنی عادتِ شَرِیْفَہ تھی۔ اس کے بعد وہ دوبارہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو دے دی۔ حضرت ام المومنین رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ دنیا کے اس آخری دن میں اللہ تعالیٰ نے میرے لُعَابِ دَہَن کو حضورِ اکرم ﷺ کے لُعَابِ دَہَن میں ملا دیا جو آپ ﷺ کی آخرت کا پہلا دن تھا۔ مدارج النبوت اردو ترجمہ جلد ۲/ صفحہ ۷۲۴، ۷۲۵۔

(۲۵) آخری دعا

بیماری کے ایام میں سرورِ کائنات ﷺ کا آخری کلام یہ دعا تھی:

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ وَارْحَمْنِیْ وَاَلْحِقْنِیْ بِالرَّفِیْقِ الْاَعْلٰی۔ [۱]

ترجمہ: اے اللہ مجھے بخش دے مجھ پر رحم فرما اور رَفیقِ اَعلٰی سے مجھے ملا دے۔"

رَفیقِ اَعلٰی سے مراد ذاتِ بَاری تعالٰی ہے۔

بعض علماء نے فرمایا کہ اس سے مراد انبیاء، صدیقین، شہداء اور صالحین ہیں جن کی شان میں اللہ تعالٰی نے فرمایا: حَسُنَ اُولٰٓئِکَ رَفِیْقًا۔ (النساء:٦٩) ترجمہ: "ان کا ساتھ اچھا ہے۔"

(۲٦) ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا اِعزاز

اسی سال یہ واقعہ رونما ہوا جس کے متعلق حضرت ام المومنین عائشہ صِدّیقہ رضی اللہ عنہا نے اِرشاد فرمایا:

"میں نے سرکارِ دو عالم ﷺ کو اپنے سینہ پر سہارا دیا ہوا تھا۔ آپ ﷺ کا وِصال (میری گود میں) گلے کی طرف سے سینے کے آغاز اور پھیپھڑوں کے درمیان ہوا۔ اس روز میری باری تھی اور میرے حُجرہ میں آپ ﷺ کی روح جَسدِ اَطہر سے پرواز کر گئی۔"

(۲۷) حضرت ملکُ المَوت علیہ السلام کا حاضرِ خدمت ہونا

وِصالِ مقدس سے تین روز قبل حضرت مَلکُ الموت علیہ السلام نبی پاک ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور قبضِ روح کی اجازت طلب کی۔ عرض کیا: "اگر آپ ﷺ حکم دیں تو آپ کی روح قبض کروں۔"

آپ ﷺ نے اجازت مرحمت فرما دی۔ تین دن کے بعد حضرت مَلکُ المَوت علیہ السلام دوبارہ حاضر ہوئے اور روح مبارک قبض کر لی۔

سرکارِ دو عالم ﷺ سے قبل حضرت ملکُ المَوت علیہ السلام نے کسی سے روح قبض کرنے کی اجازت طلب نہیں کی یہ آپ ﷺ کے خصائص میں سے ہے۔

---

[۱] سب سے پہلا کلمہ جو نبی اکرم ﷺ نے زمانۂ رضاعت میں حضرت حَلیمہ سَعدیّہ رضی اللہ عنہا کے ہاں فرمایا وہ "اللہ اکبر" ہے اور سب سے آخری کلمہ جو زبان اقدس پر جاری ہوا وہ "الرفیق الاعلی" ہے۔ مدارج النبوت جلد ۲/ صفحہ ۷۲۸۔

(۲۸) تاریخ و روزِ وِصال اور عمر مبارک

مشہور قول کی رو سے نبی کریم ﷺ کا وِصال ۱۲/ ربیع الاول کو ہوا۔ اس پر اتفاق ہے کہ دن پیر کا تھا۔
وقت کے بارے میں دو روایتیں ہیں:

(۱) ایک یہ کہ سورج سخت گرم ہو چکا تھا۔ (۲) دوسری یہ کہ سورج ڈھل چکا تھا۔

دونوں روایتوں میں تطبیق یوں کی جا سکتی ہے۔ سورج کے گرم ہونے سے مراد سر پر آنے کے بعد کا وقت ہے نہ کہ پہلے کا۔

وِصالِ مُقدّس کے روز عمر مبارک تریسٹھ برس تھی۔ ایک دوسری رِوَایت کے مطابق پینسٹھ برس تھی۔
ان دونوں کے درمیان تطبیق کی صورت یہ ہے کہ دوسری روایت میں وِلَادت مُبارَک اور وِصال مُبارَک کے سال شامل کئے ہیں اور پہلی میں ان کو شامل نہیں کیا گیا۔ اس کی رو سے آپ ﷺ کی عمر مبارک پورے چونسٹھ برس بنتی ہے کیونکہ مروی ہے کہ آپ ﷺ کی وِلَادت بھی ۱۲/ ربیع الاول کو ہوئی۔

(۲۹) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی آمد

جب حضرت نبی اکرم نورِ مجسّم ﷺ کا وِصال مبارک ہوا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو خبر دی گئی۔ آپ رضی اللہ عنہ اس وقت سُنح [۱] کے مقام پر تھے۔ آپ حاضر ہوئے۔ حضرت عَائشہ صِدِّیقہ رضی اللہ عنہا کے حُجرہ میں داخل ہوئے جھک کر نبی پاک ﷺ کی دونوں آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا اور رونے لگے۔ پھر یوں گویا ہوئے:

اللہ تعالیٰ آپ پر دو موتیں جمع نہیں فرمائے گا جو موت مُقدَّر تھی وہ طاری ہو چکی۔"

پھر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے یہ آیت کریمہ تلاوت کی:

وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ۔ (آلِ عمران:۱۴۴)

ترجمہ: "(حضرت) محمد (مصطفیٰ ﷺ) رسول ہی تو ہیں آپ سے پہلے رسول گزر چکے ہیں۔"

کسی آدمی نے آپ رضی اللہ عنہ سے اس آیہ کریمہ کی تلاوت اس سے پہلے کبھی نہ سنی تھی۔

---

[۱] سنح: (سُ + نْ + ح) سیرت ابن ہشام جلد ۴/ صفحہ ۳۳۱۔ المغازی للواقدی جلد ۲/ صفحہ ۱۱۲۰۔

(۳۰) تجہیز و تکفین اور تدفین

وِصالِ نبوی کے بعد حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کو غُسل دیا۔ ۱؎ حضرت عبّاس رضی اللہ عنہ ان کے دو صاحبزادے حضرت فَضل رضی اللہ عنہ، حضرت قُثَم رضی اللہ عنہ اور سرکارِ دو عالم ﷺ کے دو غلام حضرت اُسامہ رضی اللہ عنہ، حضرت شُقران رضی اللہ عنہ ان کے ساتھ تھے۔ ۲؎

شُقران: شین کی پیش اور قاف کی جزم کے ساتھ (شُ + قْ + رَ + ا + ن) ہے۔

نبی کریم ﷺ کو تین سولی ۳؎ کپڑوں میں کفن دیا گیا۔ قمیص، عمامہ اور شلوار کفن میں شامل نہ تھی۔

ام المومنین حضرت عائشہ صِدِّیقہ رضی اللہ عنہا کے حُجرۂ مُبارکہ میں سرورِ کائنات ﷺ کے بستر مبارکہ کے مقام پر قبرِ انور تیار کی گئی۔ ۴؎

غُسل میں شامل افراد نے ہی آپ ﷺ کو قبرِ انور میں اتارا لیکن حضرت اُسامہ رضی اللہ عنہ اس وقت شامل نہ تھے۔ قبرِ اطہر پر کچی اینٹیں جوڑ دی گئیں۔ اور سات کچی اینٹوں سے قبرِ انور کا دہانہ بند کر دیا گیا۔ ۵؎

۱؎ زمانۂ عَلالت میں نبی کریم ﷺ نے فرما رکھا تھا کہ میری اہل بیت کرام کے مرد حضرات مجھے غُسل دیں۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے بھی اَہلِ بَیت نبوی سے فرمایا کہ تم اہل بیت رسول ہو تجہیز و تکفین کا تعلق تم سے وابستہ ہے تم اس کا انتظام کرو۔ مدارج النبوت جلد ۲/ صفحہ ۷۴۳۔ جلد ۲/ صفحہ ۷۳۸۔

۲؎ غُسل سے پہلے چاروں اطراف میں چادریں تانی گئیں۔ وَصِیّت کے مطابق آپ ﷺ کو بیرِ غَرس کے پانی سے غُسل دیا گیا۔ اس کا پانی دہ وردہ تھا۔ کنوئیں میں داخل ہونے کے لئے سیڑھیاں تھیں۔ نبی اکرم ﷺ نے خود اس سے پانی نوش فرمایا۔ اس کے پانی سے وضو فرمایا اور بقیہ پانی اس میں گرایا۔ آپ ﷺ کی پلکوں کے نیچے اور ناف کے گوشہ میں پانی جمع ہو گیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس کو زبان سے چوس لیا حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اسی وجہ سے عِلم کی کَثرت اور حَافِظہ کی قوت مجھے حاصل ہے۔ مدارج النبوت اردو ترجمہ جلد ۲/ صفحہ ۷۴۵، ۷۴۶۔

۳؎ متن بذل القوۃ میں اسی طرح لکھا ہے لیکن درست "سحولی" ہے۔ (سحل) سفید دھلے ہوئے کپڑے کو کہتے ہیں۔ ابن سیرین کہتے ہیں یہ سحول کی طرف منسوب اسم ہے جو یمن کے ایک قریہ کا نام ہے۔ مدارج النبوت صفحہ ۷۴۶۔ سیرت حلبیہ جلد ۳/ صفحہ ۴۷۷ میں ہے سحولیہ کے معنے ہے سفید سوتی کپڑا۔

۴؎ قبرِ انور لحد بنائی گئی نہ کہ شق۔ اور اسے حضرت اَبُوطَلحَہ اَنصارِی رضی اللہ عنہ نے تیار کیا۔ شق بڑے گڑھے کے درمیان چھوٹا گڑھا ہوتا ہے اور لحد بڑے گڑھے میں قبلہ کی دیوار کے نیچے چھوٹا گڑھا ہوتا ہے۔

۵؎ حضرت قُثَم رضی اللہ عنہ آخری شخص تھے جو قبرِ انور سے باہر آئے۔ انہوں نے فرمایا آخری شخص جس نے حضور اکرم ﷺ کا روئے اَطہَر قبر میں دیکھا وہ میں تھا میں نے قبر میں دیکھا کہ حضور اکرم ﷺ لب مبارک کو حَرکت دے رہے تھے میں نے اپنے کانوں کو دَہَن اقدس کے قریب کیا میں نے سنا آپ ﷺ فرماتے ہیں رب امتی رب امتی۔ مدارج النبوت اردو ترجمہ جلد ۲/ صفحہ ۷۵۱۔

(۳۱) حضرت اَبُوعَبدِاللہ صُنابِحی رضی اللہ عنہ کا مشرف بایمان ہونا

حضرت اَبُوعَبدِاللہ صُنابِحی رضی اللہ عنہ نے اس سال ایمان قبول کیا۔

صُنابِحی: صاء کی پیش، نون، الف، با کی زیر اور حاء کے ساتھ (صُ + نَ + ا + بِ + حِ + یّ) ہے۔

آپ رضی اللہ عنہ بہت بڑے محترم تابعی تھے۔ اسم گرامی عَبدُالرحمٰن بن عسیلہ رضی اللہ عنہ تھا۔ یَمَن کے ایک قبیلہ صُنابح کی جانب منسوب ہیں۔

عہدِ نبوی میں مشرف باسلام ہوئے۔ زیارت نبوی کے لئے مدینہ منورہ کی جانب ہجرت اختیار کی۔ جب جُحفَہ پہنچے تو خبر ملی کہ پانچ روز قبل نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا وِصَالِ مبارک ہو چکا ہے۔ چنانچہ وِصَالِ نبوی کے پانچ دن بعد مدینہ منورہ پہنچے۔

(۳۲) حضرت سُوَید بن غَفلَہ رضی اللہ عنہ کی مدینہ منورہ آمد

حضرت سُوَیدَ بن غَفلَہ بن عَوسَجَہ عَوفِی رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کے لئے اس وقت مدینہ منورہ پہنچے جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دفن کیا جا رہا تھا۔ جاہلیت کا بہت سا زمانہ آپ رضی اللہ عنہ نے پایا۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی حَیاتِ مُبارَکہ میں ایمان قبول کیا لیکن زیارت نبوی نہ کر سکے۔ عام الفیل میں آپ رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے۔ پھر کوفہ میں سکونت اختیار کر لی۔

(۳۳) حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی خِلَافَت

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خِلَافَت کی بیعت کا واقعہ اسی سال وقوع پذیر ہوا۔

امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے تاریخ الخلفاء میں لکھا ہے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بَیعَتِ خِلَافَت، نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے وِصَالِ مبارک کے دن یعنی ۱۲/ ربیع الاول ۱۱ھ کو ہوئی۔ [۱]

(۳۴) خاتونِ جنت حضرت فَاطِمَۃُ الزَّہرَاء رضی اللہ عنہا کا وِصَال

محبوبِ خُدا صلی اللہ علیہ وسلم کی شاہزادی حضرت فَاطِمَۃُ الزَّہرَاء رضی اللہ عنہا کا انتقال اسی سال ہوا۔ وِصالِ نبوی کے چھ ماہ

---

[۱] اخرج الواقدی من طرق عن عائشہ و ابن عمر و سعید بن المسیب و غیرہم الخ تاریخ الخلفاء مطبوعہ مجتبائی دہلی صفحہ ۵۳۔

کے بعد منگل کے دن ۳ رَمضانُ المُبارَک ۱۱ھ کو آپ رضی اللہ عنہا کا وِصال ہوا۔ [1]

وِصال کے وقت آپ رضی اللہ عنہا کی عمر مبارک ۲۹ برس تھی۔ ایک روایت کی رو سے آپ رضی اللہ عنہا کی عمر ۲۴ برس تھی۔ عمر کا یہ اختلاف آپ رضی اللہ عنہا کے سِن وِلادت میں اختلاف کا باعث ہے۔

آپ رضی اللہ عنہا کی وِلادت ایک قول کی رو سے اعلان نبوت سے پہلے ان دنوں میں ہوئی جب قُریش مکہ مکرمہ کی تعمیرِ نو کر رہے تھے۔ اور کعبہ کی تعمیر وِلادت نبوی کے ۳۵ ویں برس ہوئی۔ دوسرے قول کے مطابق آپ رضی اللہ عنہا کی وِلادت، وِلادتِ نبوی کے ۴۱ برس ہوئی یعنی نزول وحی کے پہلے سال۔

علامہ ابن علان رحمۃ اللہ علیہ نے "اذکار نووی" کی شرح میں لکھا ہے کہ آپ رضی اللہ عنہا کی وِلادت کے متعلق پہلا قول صحیح ہے۔

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے ساتھ آپ رضی اللہ عنہا کے نِکاح کے وقت عمر میں بھی اسی وجہ سے اختلاف ہے۔ بعض علماء نے فرمایا اس وقت آپ رضی اللہ عنہا کی عمر مبارک ۱۹ برس اور ڈیڑھ ماہ تھی اور بعض نے لکھا کہ عمر مبارک اس وقت ۱۵ برس ساڑھے پانچ ماہ تھی۔

(۳۵) حضرت اُمِّ اَیمَن رضی اللہ عنہا کا وِصال

جناب رِسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی پرورش فرمانے والی خاتون حضرت اُمِّ اَیمَن [2] بَرَکت حَبشیہ رضی اللہ عنہا وِصال نبوی کے پانچ ماہ بعد انتقال فرما گئیں۔ بعض علماء نے لکھا ہے کہ آپ رضی اللہ عنہا کا وِصال نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چھ ماہ کے بعد ہوا۔ یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی لونڈی تھیں۔ [3]

---

[1] امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنی وَالِدَہ مَاجِدَہ سَیِّدَہ فَاطِمَہ رضی اللہ عنہا کو دیکھا وہ گھر کی مسجد کے محراب میں رات بھر نماز میں مشغول رہتیں یہاں تک کہ صبح طلوع ہو جاتی میں نے انہیں مسلمان مردوں اور عورتوں کے حق میں بہت زیادہ دعا کرتے سنا انہوں نے اپنی ذات کے لئے کوئی دعا نہ مانگی میں نے عرض کیا اے مادر مہربان! کیا سبب ہے کہ آپ اپنے لئے کوئی دعا نہیں مانگتیں۔ فرمایا اے فرزند! پہلے ہمسایہ ہیں پھر گھر ہے۔ آپ کی نماز جنازہ ایک روایت کے مطابق حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے پڑھائی۔ مدارج النبوت اردو ترجمہ جلد ۲ صفحہ ۷۹۱۔

[2] نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ام المومنین حضرت خَدِیجَہ رضی اللہ عنہا سے نِکاح کے وقت انکو آزاد کردیا تھا۔ انکا نکاح پہلے حضرت عُبَید بن زَید رضی اللہ عنہ سے ہوا۔ جن سے حضرت اَیمَن رضی اللہ عنہ متولد ہوئے۔ اور انہی کی نسبت سے کنیت اُمِّ اَیمَن قرار پائی۔ ورنہ اصل نام بَرَکت تھا۔ انکے بعد حضرت زَید بن حَارِثَہ رضی اللہ عنہ سے نکاح کیا جن سے حضرت اُسَامَہ بن زَید رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم انکے بارے میں فرمایا کرتے تھے۔ اُمُّ اَیمَنَ اُمِّیْ بَعْدَ اُمِّیْ اُمِّ اَیمَن میری ماں کے بعد میری ماں ہیں۔ مدارج النبوت اردو ترجمہ جلد ۲ صفحہ ۸۴۹، ۸۵۰۔

[3] مدارج النبوت جلد ۲ صفحہ ۸۵۰ میں ہے کہ آپ رضی اللہ عنہا کا وِصال حضرت فَارُوق اعظم رضی اللہ عنہ کی وفات کے بیس روز بعد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت کے زمانہ میں ہوا۔

اسلام کے ابتدائی اَیّام میں آپ رضی اللہ عنہا دائرۂ اِسلام میں داخل ہوئیں۔ حَبشہ اور مدینہ منورہ دونوں ہجرتوں میں شرکت فرمائی۔ نزول وحی کے پہلے سال کے واقعات میں آپ رضی اللہ عنہا کے ایمان لانے کا ذکر گزر چکا ہے۔

(۳۶) حضرت عُکّاشہ رضی اللہ عنہ کی شہادت

اسی برس حضرت عُکّاشہ بن مِحْصَن اَسدِی رضی اللہ عنہ صحابی رسول کو قتل کر دیا گیا۔ [۱]

(۳۷) جنگِ یمامہ

اسی سال جنگ یمامہ لڑی گئی۔ مسلمانوں کے سپہ سالار حضرت خالِد بن وَلید رضی اللہ عنہ تھے۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے یہ مہم اپنی خِلافَت کے زمانہ میں اِرسَال فرمائی۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی مہربانی سے آپ رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں مسلمانوں کو فتح عطا فرمائی۔

(۳۸) اَسوَد عَنسِیّ کا قتل

اسی سال ماہ صفر میں کَذّاب اَسوَدِ عَنسِیّ (جس کا ذکر ۱۰ھ کے واقعات میں گذر چکا ہے) کو صحابی رسول حضرت فَیرُوز دَیلَمِی رضی اللہ عنہ نے وَاصِلِ جہنم فرمایا۔ آپ رضی اللہ عنہ کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اَسوَد کو قتل کرنے کے لئے بھیجا۔ حضرت فَیرُوز رضی اللہ عنہ اَسوَد کے شہر صَنعَاء یَمَن پہنچ کر چھپ گئے۔ ایک رات اَسوَد کی رہائش گاہ کی دیوار کو نقب لگائی اور اسے قتل کر دیا حالانکہ اس وقت ایک ہزار آدمی اس کے دروازے پر پہرہ دے رہا تھا۔

حضرت فَیرُوز رضی اللہ عنہ نے اَسوَد کے واصل جہنم ہونے کی خبر بارگاہ نبوی میں بھیج دی لیکن ایلچی وِصَالِ نبوی کے بعد مدینہ منورہ پہنچ سکا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے وِصَال سے ایک دن اور ایک رات پہلے وحی کے ذریعہ سے اس کے قتل کا علم ہو گیا تھا۔ چنانچہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے فرمایا:

"آج رات اَسوَد مارا گیا۔ اسے بابَرَکت گھرانے کے بابَرکت مرد نے قتل کیا ہے۔"

صحابہ رضی اللہ عنہم نے دریافت کیا: "وہ کون ہے" فرمایا: "وہ فَیرُوز دَیلَمِیّ ہے۔" پھر فرمایا: "فَیرُوز کامیاب ہو گئے۔" [۲]

---

[۱] حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی خِلافَت کے ابتدائی دنوں میں فِتنۂ اِرتِداد کے اَیّام میں حضرت طُلَیحَہ بن خُوَیلَد رضی اللہ عنہ نے نبوت کا جھوٹا دعویٰ کر دیا جن کی سرکوبی کے لئے حضرت خَالِد بن وَلِید رضی اللہ عنہ مقرر ہوئے۔ حضرت عُکّاشہ رضی اللہ عنہ اور حضرت ثَابِت بن اَقرَم رضی اللہ عنہ لشکرِ اِسلام کے ہراول دستہ میں تھے۔ جنہیں حضرت طُلَیحَہ رضی اللہ عنہ کے لشکر نے شہید کر دیا۔ الاصابہ جلد ۱/ صفحہ ۱۹۰، جلد ۲/ صفحہ ۲۳۴، جلد ۲/ صفحہ ۴۹۵۔ حضرت طلیحہ رضی اللہ عنہ نے دوبارہ ایمان قبول کر لیا تھا۔

[۲] اس کے قتل کی کچھ تفصیلات اسی کی فصل کے عنوان نمبر ۳۴ کے حواشی میں ملاحظہ ہوں۔

علامہ گازرونی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی سیرت کی کتاب میں تحریر کیا کہ:
"اَسوَد عَنسی کے ظہور اور اس کے قتل کا درمیانی عرصہ چار ماہ ہے۔"

(۳۹) مُسَیلَمہ کَذّاب کا واصِلِ جَہنّم ہونا

جنگِ یمامہ میں، مُشرکین سے مُسَیلَمہ کَذّاب دَجّال اسی برس قتل کر دیا گیا۔ اس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ظاہری حیات میں دَعوائے نبوت کیا تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا حضرت امیر حَمزہ رضی اللہ عنہ کو شہید کرنے والے حضرت وَحشی بن حَرب رضی اللہ عنہ نے اسے جَہنّم واصِل کیا۔ اس وقت مُسَیلَمہ کی عمر ایک سو پچاس برس تھی۔

(۴۰) حضرت زَید بن خَطّاب رضی اللہ عنہ کی شہادت

اس جنگ میں صَحابۂ کِرام رضی اللہ عنہم کے لشکر سے حضرت فارُوقِ اَعظَم رضی اللہ عنہ کے بھائی حضرت زَید بن خَطّاب رضی اللہ عنہ نے شہادت پائی۔ آپ رضی اللہ عنہ حضرت عُمَر فارُوق رضی اللہ عنہ سے عمر میں بڑے اور اِسلام لانے میں مُقدَّم تھے۔

(۴۱) حضرت ثابِت بن قَیس رضی اللہ عنہ اور حضرت عَبّاد بن بِشر رضی اللہ عنہ کی شہادت

جنگِ یمامہ میں صَحابۂ کِرام رضی اللہ عنہم میں سے خَطِیبُ الْاَنصار حضرت ثابِت بن قَیس بن شَمّاس رضی اللہ عنہ اور حضرت عباد بن بِشر اَنصارِی خَزرَجی رضی اللہ عنہ نے جامِ شَہادت نوش کیا۔

(۴۲) طَرَفَین کا جانی نقصان

مُسَیلَمہ کَذّاب کے لشکر سے بیس ہزار مشرکین اس جنگ میں مارے گئے۔ حضرت خالِد بن وَلِید رضی اللہ عنہ کے لشکر سے ایک ہزار دو سو مسلمانوں کو شہادت نصیب ہوئی۔ جن میں ماقبل مذکور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے علاوہ صحابہ کرام کی ایک جماعت شامل تھی۔ جن میں سے بعض کے اسمائے گرامی درج ذیل ہیں:

(۱) حضرت اَبُو حُذَیفہ بن عُتبہ رضی اللہ عنہ۔ (۲) حضرت اَبُو حُذَیفہ رضی اللہ عنہ کے غلام حضرت سالِم رضی اللہ عنہ (۳) حضرت شُجاع بن وَہب رضی اللہ عنہ۔ (۴) حضرت عَبدُاللہ بن سَہل رضی اللہ عنہ۔ (۵) حضرت مالِک بن عَمرو رضی اللہ عنہ۔ (۶) حضرت طُفَیل بن عَمرو دَوسی رضی اللہ عنہ۔ (۷) حضرت یَزید بن قَیس رضی اللہ عنہ۔ (۸) حضرت عامِر بن کُبَیر رضی اللہ عنہ۔ (۹) حضرت عبدُاللہ بن مَخرُمہ رضی اللہ عنہ۔ (۱۰) حضرت سائِب بن عُثمان بن مَظعُون رضی اللہ عنہ۔ (۱۱) حضرت مَعن بن عَدِی رضی اللہ عنہ۔ (۱۲) حضرت اَبُو دُجانہ سِماک بن خَرشہ رضی اللہ عنہ۔ وغیرہ وغیرہ

(۴۳) حضرت عبدُاللہ بن حضرت صِدّیق اَکبر رضی اللہ عنہ کا وِصَال

اسی سال شوّال کے مہینہ میں حضرت عبدُاللہ بن حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا وِصال ہوا۔ [1]

(۴۴) حضرت رِسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے دَاماد حضرت اَبُو العَاص رضی اللہ عنہ کا وِصَال

حضرت رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دَاماد، حضرت زَینَب رضی اللہ عنہا شہزادیٔ نبی اَکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے خاوند، حضرت اَبُو العَاص بن رَبیع رضی اللہ عنہ بھی اسی سال ماہ ذی الحجہ میں انتقال فرما گئے۔ [2]

۴/ صفر المظفر بروز بدھ ۱۱۶۸/ھ [3] کو کتاب کی تالیف و تسوید سے فراغت نصیب ہوئی۔

وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ سُبْحَانَهٗ وَ تَعَالٰى عَلَى التَّمَامِ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى مُحَمَّدٍ سَيِّدِنَا الْاِمَامِ وَعَلٰى آلِهٖ وَصَحْبِهِ الْبَرَرَةِ الْكِرَامِ رضی اللہ عنہم وَرَضُوْا عَنْهُ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامِ۔

وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ

وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّآلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَسَلَّمَ

تکمیل ترجمہ

۱۶ شعبان المعظم ۱۴۱۶ھ

۸ جنوری ۱۹۹۶ء

بروز پیر ڈیڑھ بجے بعد نماز ظہر۔

الحمدللہ رب العالمین وصلی اللہ علی حبیبہ سیدنا محمد و آلہ واصحابہ وبارک وسلم۔

---

[1] حضرت عبداللہ بن ابی بکر رضی اللہ عنہ اور حضرت اَسْماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا ایک ماں سے تھے۔ غَزوۂ طَائِف میں ایک تیر سے زخمی ہوئے جسے اَبُو مِحْجَن ثَقَفیؔ نے چلایا تھا۔ وہ زخم ٹھیک ہوگیا لیکن بعد میں پھر ہرا ہوگیا جس کی وجہ سے وفات پائی۔ آپ رضی اللہ عنہ قَدِیمُ الْاِسْلام تھے شوال ۱۱/ھ میں وِصَال فرمایا فتح مکہ، حُنَین اور طَائِف کے غَزوَات میں شریک ہوئے۔ الاستیعاب علی ھامش الاصابہ جلد۱/ صفحہ ۲۵۸ ہجرتِ نبوی میں آپ رضی اللہ عنہ قریش کی دن بھر کی خبریں رات کو غارِ ثَور میں پہنچاتے رات غار میں گذار کر صبح سویرے قُریش کی طرف آجاتے سَفرِ ہجرت کا رہبر عبداللہ بن اریقط جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو مدینہ منورہ پہنچا کر واپس لوٹا اور آپ کو ان دونوں کے منزلِ مقصود پر پہنچنے کی اطلاع دی تو آپ رضی اللہ عنہ عیَالِ صِدّیقی کو لے کر مدینہ منورہ پہنچ گئے۔ الاصابہ جلد۱/ صفحہ ۲۸۳

[2] الاصابہ اور الاستیعاب میں آپ رضی اللہ عنہ کا سنِ وِصَال ۱۲/ھ مذکور ہے۔ الاصابہ میں ۱۳/ھ کے قول کو غریب قرار دیا ہے اور جنگِ یَمامَہ میں آپ رضی اللہ عنہ کی شہادت کے قول کو جو ابن مندہ سے منقول ہے اَغرَب قرار دیا ہے۔ جنگِ یَمامہ ۱۱/ھ کو ہوئی جس طرح اسی فصل کے عنوان نمبر ۲۷ میں مذکور ہے۔

[3] ۵/ ذی الحجہ ۱۱۶۶/ھ کو اس کی تالیف کا آغاز ہوا اس طرح کل مدت تالیف ایک سال ایک ماہ اور انتیس دن بنتی ہے۔